ت ص
128

[illegible]

[illegible] کرم

(جلد ثانی)

[illegible] محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت کرماں والے

[illegible] محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف [illegible] سرکار

[illegible] علی شاہ صمصام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

[illegible] کشف و کرامات کا مستند مجموعہ

تالیف لطیف

[illegible] احمد مقبول [illegible] والی نقشبندی مجددی

[illegible] الافضال روڈ ساندہ کلاں لاہور (پاکستان)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

کتاب ------ خزینہ کرم (جلد ثانی)

مؤلف ------ چودھری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی

سرورق ------ محمد صدیق خوشنویس، اسلام پورہ لاہور

ترتیب و تزئین ------ محمد اکبر شاہد (Fotoman)

اردو کمپوزنگ ------ 1۔ پرفیکٹ کمپیوٹر کمپوزنگ سروس لاہور

2۔ ہاٹ لائن کمپیوٹر کمپوزنگ لاہور

3۔ نیشنل سٹار کمپیوٹر کمپوزنگ لاہور

سال اشاعت ------ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ بمطابق مئی 1997ء

تعداد اشاعت ------ بار اول۔ چھ صد

ضخامت ------ 800 صفحات

مطبع ------ سلیم تنویر پرنٹرز، ریلوے روڈ لاہور

ناشر ------ مکتبہ حضرت کرمانوالا افضال روڈ سانده کلاں لاہور پاکستان

ہدیہ ------ 200/- روپے

ملنے کے پتے:

1۔ دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کرمیہ حضرت کرمانوالا شریف اوکاڑہ پاکستان

2۔ مکتبہ حضرت کرمانوالا، افضال روڈ سانده کلاں روڈ لاہور فون 7237622

3۔ مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور فون 7225605

Marfat.com

انتساب

ابرِ کرم صاحبزادہ پیر سیّد غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جنہوں نے خزینہ کرم جلد ثانی مرتّب کرنے کی

تاکید در تاکید فرمائی!

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

مقبول

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرزمین
حضرت کرمانوالاؒ
جگمگاتی ہے قمر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ ترتیب

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب	3	اشعار مبارکہ حضرت مجدد الف ثانی	41
حمد باری تعالیٰ	9	بحضور میاں شیر محمد صاحب شرقپوری	42
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	10	منقبت حضرت سید محمد اسماعیل بخاری	43
پیش لفظ	13	منظوم شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ کرمیہ	44
تعارف مولف	19	اسمائے گرامی و مدفن مشائخ نقشبندیہ	46
باب اول (شجرہ شریف)	23	حالات مشائخ عظام نقشبندیہ مجددیہ	48
نقشہ کی تشریح	24	خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم (سیرت)	49
نقشہ کرمونوالہ' پاک پتن' اوکاڑہ	25	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق	64
اقوال زریں حضرت غوث الاعظم	26	حضرت سلمان فارسی	77
اقوال زریں حضرت داتا گنج بخش	27	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر	78
اقوال زریں میاں صاحب شرقپوری	28	حضرت امام جعفر صادق	78
اقوال زریں سید محمد اسماعیل شاہ بخاری	29	حضرت بایزید بسطامی	81
اقوال زریں سید محمد علی شاہ بخاری	30	حضرت ابوالحسن خرقانی	89
منقبت حضور اہل بیت اطہار	31	حضرت خواجہ بو علی فارمدی طوسی	93
بحضور اصحاب کبار	32	حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی	93
بحضور امام حسین عالی مقام	33	خواجہ عبدالخالق غجدوانی	93
بحضور امام ابو حنیفہ	34	حضرت خواجہ عارف ریوگری	94
شان اولیاکرام و غوث الاعظم	35	حضرت محمود انجیری فغنوی	95
بحضور داتا گنج بخش ہجویری	36	حضرت خواجہ علی رامتینی	95
نظم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و لواری شریف	37	حضرت خواجہ باباسماسی	95
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ	38	حضرت خواجہ سید امیر کلال	95

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبند	95
حضرت خواجہ علاؤالدین عطار	98
حضرت خواجہ یعقوب چرخی	98
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار	98
حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی	98
حضرت خواجہ درویش محمد	98
حضرت خواجہ محمد امکنگی	98
حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ	98
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی	[illegible]
حضرت خواجہ محمد سعید خازن رحمت	[illegible]
حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقٰے	[illegible]
حضرت شیخ عبدالاحد شاہ گل	119
حضرت خواجہ محمد حنیف پشاوری	119
حضرت خواجہ محمد زمان مظہری	119
حضرت خواجہ شیخ محمد لکھنوی	119
حضرت خواجہ محمد زمان	120
حضرت خواجہ صفی احمد (سندھ)	120
حضرت شاہ حسین (بھورے والے)	121
حضرت خواجہ امام علی شاہ (مکان شریف)	121
حضرت خواجہ میر صادق علی (مکان شریف)	121
حضرت خواجہ بابا میرالدین	121
اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری	122
ملفوظات' مقام' مکشوفات'	130
باب دوم (حضرت کرمانوالے)	155
منقبت در حضور حضرت کرمانوالے	156

مضمون	صفحہ
سچے والی نعت	158
قطعہ تاریخ وصال حضرت کرمانوالے	159
موضع کرمونوالہ فیروز پور (بھارت)	160
کرمونوالہ اور حکمران فرید کوٹ	163
اوکاڑہ اور کرمانوالہ (تاریخی پس منظر)	165
سیرت پاک حضرت کرمانوالے	166
حضرت کرمانوالے (ڈاکٹر محمد اظہر بھٹہ)	169
حضرت قبلہ کی خدمت میں پہلی حاضری (بشیر احمد راجپوت)	185
حضرت قبلہ کی خدمت میں پہلی حاضری (دلاور علی بھٹی)	190
ملفوظات	195
تصرفات' کرامات' مکاشفات	216
حضرت کرمانوالی سرکار کا مقام	268
اولاد پاک (مختصر شجرہ شریف)	321
حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری	322
حضرت پیر سید عثمان علی شاہ بخاری	324
حضرت پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری	330
عکس تحریر مبارک (حضرت کرمانوالے)	331
باب سوم (باباجی سرکار)	333
قطعہ تاریخ وصال	334
منقبت بحضور سید محمد علی شاہ بخاری	335

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
باباجی سرکار' علامہ مدنی کی نظر میں	336	اندوختہ (شکیل عادل زادہ کراچی)	490
باباجی سرکار (علامہ کوکب نورانی)	337	صالح قول و فعل.... (رانا محمد شریف)	495
باباجی سرکار (حاجی محمد حنیف فیصل آباد)	345	ناقابل فراموش شخصیت (محمد رفیع رضا)	499
باباجی سرکار (صوفی عنایت اللہ)	349	پیرجی سرکار (قاری صغیرالحسن)	502
باباجی سرکار (مفتی محمد حبیب اللہ)	363	گفتنی ناگفتنی (والدہ محترمہ پیرجی سرکار)	504
باباجی سرکار (مولانا عبدالتواب صدیقی)	364	پیرجی سرکار (علامہ کوکب نورانی)	517
باباجی سرکار (مولانا محمد عنایت احمد)	370	پیرجی سرکار (نور احمد مقبول)	524
دو تاریک دن (نور احمد مقبول)	376	**ملفوظات**	544
ملفوظات	379	کشف و کرامات	549
کرامات' تصرفات' مکاشفات	390	متفرق واقعات	556
باباجی سرکار کا مقام	428	تصویر پیرجی سرکار (سیرت کانفرنس)	564
عیدگاہ پاکپتن کی تصاویر	456	تصویر جامع مسجد حضرت کرمانوالا شریف	565
باب چہارم (پیرجی سرکار)	457	خطبہ مبارک بر موقع عرس ۱۹۹۱ء	566
منقبت بحضور سید غضنفر علی شاہ صمصام	458	پیرجی سرکار (مسز شاہ ڈی آئی سکولز (W))	576
مادہ ہائے تاریخ ولادت و وفات	459	غم دل (خالہ بی بی جان)	599
تصویر پیرجی سرکار	460	عکس تحریر پیرجی سرکار	609
اظہار عقیدت (مولانا غلام علی اوکاڑوی)	461	تصویر پیرجی سرکار ہمراہ جنرل ضیاء الحق	611
علم و عرفان کی شمع (ڈاکٹر بشیر صدیقی)	465	عکس شادی کارڈ پیرجی سرکار	612
ایسا کہاں سے لاؤں (علامہ کوکب نورانی)	466	**باب پنجم (مزارات پر حاضری' ہم عصر اولیائے کرام)**	613
کسب کمال کن کہ (چودھری محمد شریف)	484		
میرے دوست پیرجی (محمد نواز ثانی)	485	حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ	614
ناز سادات (صوفی محمد لطیف)	487	دربار غوثیہ پر باباجی سرکار کی حاضری	620

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ	621
جامع مسجد داتا گنج بخش	628
حضرت میاں میر قادری	631
حضرت قاضی صدرالدین (حضرت معظم)	636
حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی	645
حضرت محی الدین گیلانی	651
حضرت مولوی محمد حسین قیس	656
حضرت حکیم خادم علی سیالکوٹی	663
باب ششم (اصلاح معاشرہ)	665
اصلاح معاشرہ	666
خوف خدا	669
اعمال بد سے توبہ	672
بچے مرد کامل	674
مرد و عورت کے حقوق	676
اصلاح احوال	682
دروغ گوئی	686
جنسی بے راہ روی	690
معیار زندگی	692
طہارت کی اہمیت	694
صحیح عقیدہ کی اہمیت	696
اوامر و نواہی	699
شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے	702
اخلاق حسنہ	705
باب ہفتم (تصوف، مسائل)	707
تصوف و کام کی باتیں	708
درود شریف	730
قتال فی سبیل اللہ (جہاد)	735
حضور کی خوش قسمت انا (حلیمہ سعدیہ)	744
عمامہ و پنج کلی ٹوپی (حافظ محمد عنایت اللہ)	748
اولیاء اور ہند میں اسلامی ریاست کا قیام	751
سادات کا احترام	754
اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی کی سزا	757
عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	758
طلوع اسلام اور غلامی کا اختتام	769
حضرت بلال کی پہلی اور آخری اذان	779
واقعہ معراج النبی اور ہجرت بسوئے مدینہ	785
حضور کے معجزات دوران غزوات	790
صداقت اسلام کا ایک سچا واقعہ	796

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

کہاں طاقت زبان میں جو کرے حمد و ثنا تیری
کہ خلاق دو عالم ذات ہے رب العلی تیری

چمن کے غنچہ وگل، سبز برگ وثمر تیرے
چمن تیرا چمن کی پر فضا تیری صبا تیری

تیری رحمت بچا لے گی گنہگاران امت کو
در دوزخ سے واپس لائے گی شان عطا تیری

یہ میری بد نصیبی ہے کہ تجھ کو بھول بیٹھا ہوں
ثنا کرتے ہیں جب سب انبیاء اولیاء تیری

یہ تیرے پیغمبر کا مدعا کہ تو پوجا گیا ورنہ
پرستش کون کرتا تھا جہاں میں اے خدا تیری

بروز حشر یہ راز مجھ پر منکشف ہو گا
زیادہ ہیں گناہ میرے کہ رحمت ہے سوا تیری

فضائے دہر میں ہر آن، رہتی تیرگی غالب
چمکتا شمس کس صورت نہ ملتی جو ضیاء تیری

(حاجی شمس الحق علیہ الرحمتہ)

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

دل جس سے زندہ ہے وُہ تمنّا تمہی تو ہو
ہم بس رہے ہیں جس میں وُہ دُنیا تمہی تو ہو

پھُوٹا جو سینۂ شبِ تارِ الست سے
اس نُورِ اوّلیں کا اُجالا تمہی تو ہو

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہی تو ہو

جلتے ہیں جبرئیلؑ کے پَر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گزر گیا
اے رہ نوردِ جادۂ اسریٰ تمہی تو ہو

پیتے ہی جس سے زندگیِ جاوداں ملے
اِس جانفزا زُلال کے مینا تمہی تو ہو

اُٹھ اُٹھ کے لے رہا ہے جو پہلو میں چٹکیاں
وُہ دَرد دل میں کر گئے پیدا تمہی تو ہو

دُنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وُہ تنہا تمہی تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدارِ یثرب و بطحا تمہی تو ہو

(مولینا ظفر علی خاں)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

ارض و سما ہیں تابعِ فرمانِ مصطفیٰ
ہر سُو رواں ہے چشمۂ فیضانِ مصطفیٰ

جان و جگر قمر کے ہیں قربانِ مصطفیٰ
کوئی نہیں ہے خلق میں ہمشانِ مصطفیٰ

اُن کے فروغِ حُسن سے ہے رشکِ آفتاب
ہر ذرّہ زمیں پہ ہے احسانِ مصطفیٰ

اُمت کے حق میں آپ کی شفقت تو دیکھئے
ہے ربِّ اغفر اُمتی ارمانِ مصطفیٰ

دستِ خُدا ہے دستِ شہنشاہِ دوسرا
ظاہر ہے مَا رَمَیتَ سے یہ شانِ مصطفیٰ

وَاللّیل شرح گیسوئے عنبر فشاں کی ہے
اور وَالضُّحیٰ ہے چہرۂ تابانِ مصطفیٰ

مسند نشینِ ناز تھے اسریٰ کی رات وہ
گویا حریمِ عرش ہے ایوانِ مصطفیٰ

قرآں میں بھی ذکرِ محمّد ہے جا بجا
یعنی ہے خود خدا بھی ثناخوانِ مصطفیٰ

دونوں جہاں کی نعمتوں سے بہرہ ور ہیں وہ
آیا ہے جن کے ہاتھ میں دامانِ مصطفیٰ

اللہ رے یہ عظمتِ دینِ محمّدی
گونجا ہے برّ و بحر میں اعلانِ مصطفیٰ

تحت الثریٰ سے تختِ ثریّا تلک خبر
رکھتے ہیں بالخصوص غلامانِ مصطفیٰ

جائے گا پھر نہ آتشِ دوزخ میں وہ کبھی
دل سے ہوا جو بندۂ خاصانِ مصطفیٰ

نعتِ رسولِ پاک ہی، لکھتے رہو قمر
بخشا ہے حق نے جب تمہیں عرفانِ مصطفیٰ

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

قمر یزدانی پنوانہ
براستہ پسرور ضلع سیالکوٹ

۷ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شمعِ محفل

پری پیکر نگارے سروِ قدے لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بُود شب جائیکہ من بُودم
خُدا خُود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسروؒ
محمدؐ شمعِ محفل بُود شب جائیکہ من بُودم

امیر خسروؒ

سَاقئِ مَے فروشے

بیا سُوئے من ساقیؐ مَے فروشے
کہ قُرباں شوم پرتوِ خُوش خرامے
منم جامیؔ بندۂ کمترینت
چُوں جبریلؑ بسیار داری غلامے

(مولانا جامیؒ)

Marfat.com

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین ۔ خالق السموت و الارض والصلوۃ والسلام علی من کان نبیا و ادم بین الماء والطین ۔ اجمل الاجملین اکمل الاکملین سیدنا و مولنا محمد و الہ و اصحابہ اجمعین○

حمد بے حد اور تمام تعریفیں اس واجب الوجود ذات متجمع الصفات کے لئے ہیں جس نے جمیع کائنات کو پیدا فرمایا۔ انسان کو ایک مشت خاک سے عالم وجود میں لا کر خلعت اشرف المخلوقات سے سرفراز فرمایا اور خلیفتہ اللہ فی الارض کے اعزاز سے نوازا۔ اپنی ذات والا صفات کو نہاں اور ظل صفات (انساں) کو عیاں فرما کر دل مومن کو اپنا مقام ٹھہرایا۔

در دل مومن بگنجم اے عجب   گر مرا جوئی در اںھا طلب

درود لا محدود ذات اقدس نور مجسم، شفیع معظم، فخر آدم و بنی آدم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کے طفیل اور جن کے لئے رب العزت نے جملہ عالم و عالمیان کو پیدا فرمایا۔ اپنی جملہ مخلوق کے لئے آپ کو رحمت للعالمین اور شفیع المذنبین ٹھہرایا۔ اس ذات رؤف الرحیم نے خطاکار اور خطاکوش انسانوں کی ایسی اصلاح اور تربیت فرمائی کہ وہ دنیا والوں کے لئے رہبر کامل اور روشنی کا مینار بن گئے اور "رضی اللہ عنھم" کے عظیم خطاب سے نوازے گئے۔

عاشقان او زخوباں خوب تر   خوش ترو زیبا ترو محبوب تر

(اقبالؒ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں زبور، توراۃ، انجیل اور قرآن ہے۔ آپ کے مرتبہ کی تلاش میں خلق خدا حیران ہے۔ ہر زمانہ میں شعراء بلیغ الکلام، علماء کرام اور اولیاء عظام نے اپنی اپنی روحانی اور علمی استعداد کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل، کمالات اور محاسن بیان کرنے کی کوشش کی مگر عظمت رسول اللہ کے بے پایاں سمندر کا کنارہ ہاتھ نہ آیا۔ حضرت

Marfat.com

بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا "کہ اللہ تعالیٰ کو میں نے پا لیا مگر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خیمہ تک نہ پہنچ سکا"۔

حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد است | آرے کلام حق بہ زبان محمد است
آئینہ دار پرتو مہر است ماہتاب | شان حق آشکار زشان محمد است
تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است | اما کشاد آں ز کمان محمد است
ہر کس قسم بدانچہ عزیز است میخورد | سوگند کردگار بجان محمد است
واعظ حدیث سایہ طوبیٰ فرو گزار | کاینجا سخن ز سرور دان محمد است
بنگر دو نیمہ گشتن ماہ تمام را | کاں نیمہ جنبشے نہان محمد است
غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم | کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

(مرزا غالب دہلوی)

چونکہ حضرت رسالت پناہ شہنشاہ ذی جاہ امام الانبیاء افضل الانبیاء خاتم النبین ایک امتیازی شان والے رسول ہیں لہٰذا آپ کی امت کے اولیائے کرام بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کے اولیائے عظام پر مقام افضلیت رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا علماء امتی کانبیا بنی اسرائیل ترجمہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ یہاں علماء سے مراد علمائے حق یعنی اولیائے کرام اجمعین ہیں۔ اولیائے کرام سابقین میں سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ اور اولیائے متاخرین میں سے قطب دوراں حضرت میاں شیر محمد شیر ربانی شرقپوری اسی شان کے بزرگ تھے۔ حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب شرقپوری کے خلیفہ معظم اور پرتو غوث الاعظم تھے۔ عارف ربانی' شہباز طریقت ہادی راہ حقیقت میاں شیر محمد شرقپوری کے تتبع میں حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ نے اتباع سنت کو ہی ترقی مدارج کا زینہ قرار دے کر صحیح عقائد کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا۔ آپ کے فیضان نظر سے گم گشتگان راہ مستقیم کو ہدایت خداوند قدوس کی پہچان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہمارا سرمایہ حیات ہے حاصل ہوئی۔

Marfat.com

مس من گشتہ کیمیا از دے　　شمع من یافتہ ضیاء از دے

(ترجمہ = ان سے ہماری شمع دین کو روشنی حاصل ہوئی اور ان کی نظر کرم سے میں جو مانند تانبہ تھا کیمیا بن گیا)۔

اللہ تعالیٰ نے اس حقیر پر تقصیر پر یہ انعام فرمایا کہ حضرت گنج کرم حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح حیات پر ایک مستند کتاب "خزینہ کرم" لکھنے کی توفیق ارزاں فرمائی۔ "خزینہ کرم" کا مسودہ تیار کیا ہی تھا کہ حضرت ممدوح عالم رویا میں تشریف فرما ہوئے۔ اس عاجز نے یہ مجموعہ جیسا کہ شائع ہو چکا ہو آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے دست مبارک پر لے کر پسند فرمایا۔ ارشاد ہوا کچھ اضافہ کی ضرورت ہے۔ حسب الارشاد اضافہ کیا تو صفحات کی تعداد ۱۲۷ تھی۔ عددی مجموعہ (۱۰) گویا مقبولیت کی بشارت مل گئی۔ یہ کتاب "خزینہ کرم" زیور طباعت سے آراستہ ہو کر پہلی بار ۲۸ فروری ۱۹۷۸ء عرس مبارک کے موقع پر پیر سید محمد علی شاہ بخاری فرزند اکبر حضرت کرمانوالی' سرکار' سجادہ نشین اول دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کرمیہ حضرت کرمانوالا کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے کتاب دیکھ کر دلی خوشنودی کا اظہار فرما کر دعا دی۔

متوسلین کا انتظار ختم ہوا۔ ابر نیساں سے تشنگی بجھی فرط انبساط سے بعض .بیلیوں نے کتاب کو چوما بعض نے سر پر رکھا اور بعض نے باوضو ہو کر ہاتھ میں لیا۔ اللہ اکبر' یہ پذیرائی اخبارات میں قابل قدر تبصرے شائع ہوئے۔ عروس البلاد اولیاء لاہور شہر کے جید عالم مشہور دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو کے مہتمم مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرمایا "حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مبارک پر آج تک جتنی کتابیں نظم یا نثر میں لکھی گئی ہیں ان میں سرفہرست "خزینہ کرم" ہے" مجھ ایسے ایک گمنام ناکارہ کے لئے تبصرہ کے یہ الفاظ اندوختہ زندگی رہیں گے۔

حضرت ممدوح کے متوسلین اور ارادتمند جو پاکستان کے دور دراز علاقوں یا بیرون ملک تھے ان سے رابطہ نہ ہو سکا۔ بایں وجہ ان حضرات کی یادداشت میں جو عظیم واقعات محفوظ تھے وہ حاصل نہ ہو سکے اور "خزینہ کرم" کے اوراق کی زینت نہ

Marfat.com

بن سکے۔ ان کا اصرار تھا کہ مزید حالات فراہم کر کے جلد ثانی مرتب کی جائے۔ حضرت بابا جی سرکار سجادہ نشین دربار عالیہ اور صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ المعروف پیر جی سرکار نے ان سے اتفاق فرماتے ہوئے اس ناچیز کو ارشاد فرمایا "جلد ثانی مرتب کیجئے"۔ بایں فرمان واجب الاذعان جلد ثانی کے لئے عملی قدم اٹھایا۔ پیر جی سرکار کے مشورہ سے ایک سہ ماہی رسالہ "گنج کرم" کے نام سے جاری کیا تاکہ سوانحی مواد کا ذخیرہ حاصل ہو۔ ۱۹۹۱ء کے اواخر کا ذکر ہے کہ یہ بندہ ناچیز مسجد کی ٹونٹیوں کے نزدیک کھڑا تھا اور لاہور جانے کی فکر میں تھا کہ پیر جی سرکار کی مشفقانہ پروقار آواز سنائی دی "چوہدری صاحب! لاہور جانا ہے تو جلدی کرو آ جاؤ میں لاہور جا رہا ہوں"۔ جواباً عرض کیا حضور بالکل تیار ہوں چنانچہ پیر جی سرکار نے مجھے کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کے لئے فرمایا اور ہم لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ بھر کتاب "خزینہ کرم" جلد ثانی کے موضوع پر گفتگو فرماتے رہے اور ترغیب دلاتے رہے تاآنکہ ہم ٹھوکر نیاز بیگ پہنچ گئے۔

مجھے یہاں اتارا اور فرمایا نماز ظہر کا وقت ہے نماز ادا کرنے کے بعد جائیں دوران سفر تاکید فرماتے رہے چودھری صاحب! خیال رہے کہ خزینہ کرم جلد ثانیؒ کی ضخامت جلد اول سے کم نہ ہو۔

کسے معلوم تھا کہ پیر جی سرکارؒ ہم سے جلد جدا ہونے والے ہیں۔ اور متوسلین کو بحر غم میں نیم جان چھوڑ جائیں گے۔

آپ ایک سال سے زائد علالت کے بعد بروز اتوار ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۹۲ء ۳۶ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ **ان للہ وانا الیہ راجعون**

گو باباجی سرکار کے لئے نوجوان اکلوتے بیٹے کی جدائی ناقابل برداشت تھی۔ مگر آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ رضائے الٰہی پر راضی رہے۔ آپ کو یہ شدید غم اندر ہی اندر گھن کی طرح کھاتا رہا اور آپ متوسلین اور عزیز و اقارب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دیتے ہوئے بروز جمعرات ۱۰ بجے صبح ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۹۳ء اللہ کو پیارے ہو گئے۔ متوسلین کے لئے یہ دونوں واقعات قیامت سے کچھ کم نہ تھے۔

Marfat.com

اس عاجز نے اس غم و اندوہ کے عالم میں کوشش جاری رکھی۔ مگر اب ذمہ داری سہ گونہ بن گئی۔ کہ اعلیٰ حضرت قبلہ گاہی کے حالات کے ساتھ ساتھ بابا جی سرکارؒ اور پیر جی سرکارؒ کے حالات زندگی بھی مرتب کرنا ضروری تھے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوئی۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بے پایاں نے میری رہنمائی فرمائی۔ اولیائے کرام حضرت کرانوالا رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے غیبی استمداد فرمائی تو یہ ذرہ ناچیز خاکپائے اعلی حضرت کرانوالی سرکار اس قابل ہوا۔ کہ آج "خزینہ کرم جلد ثانی متوسلین کی تسکین طبع کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ میرا ہر موئے بدن پیرو مرشدی کا ہزار بار شکر گزار ہے۔ کہ جلد ثانی کی خدمت کے لئے اس عاجز کو منتخب فرما کر اپنی غلامی کا حق ادا کرنے کا موقع فراہم کیا۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت گزاشت

خداوند قدوس کا لاکھ بار شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمت واسعہ سے مجھے خزینہ کرم کی جلد ثانی میں حضرات ممدوح کے سوانح حیات سیرت و کردار کے گلہائے رنگا رنگ جمع کرنے کی توفیق بخشی۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس عاجز کیلئے دعا فرمائیں کہ یہ دینی کاوش بارگاہ رسالت میں درجہ مقبولیت پا کر رب العزت کے حضور عمل صالح کا مرتبہ پائے۔

یا الٰہی فضل سے تیرے پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

اہل قلم حضرات سے استدعا ہے کہ میری بے مائیگی اور بے بضاعتی کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب ہذا میں فروگزاشتوں کی نشان دہی کریں گے۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں خزینہ کرم جلد ثانی بہتر صورت میں پیش کر سکوں۔

سوانح حیات کی فراہمی کے سلسلہ میں یہ عاجز عفیفہ' طاہرہ بے بے جی سرکار (والدہ محترمہ پیر جی سرکارؒ) اور سید شوکت حسین شاہ گیلانی اوکاڑہ اور علامہ کوکب نورانی صاحب کراچی کا صمیم قلب سے شکر گزار ہے۔ کہ انہوں نے ہر طرح سے تعاون فرمایا۔ کتاب کو زبان و بیان کے اعتبار سے معیاری بنانے میں جناب طاہر شاوانی

Marfat.com

صاحب کا ممنون ہوں۔ مسودہ کتاب کو اغلاط سے پاک کرنے میں برادرم انوار اللہ مفتی نسبت روڈ لاہور کا مرہون منت ہوں۔ اوراق کی سیٹنگ (Setting) اور کتاب کی زیب و زینت کے لئے محمد اکبر شاہد (Fotoman) سید مٹھا بازار لاہور کا احسان مند ہوں۔

جن افراد کے موقر جرائد اور علمی کتبی ذخائر سے اس عاجز نے استفادہ کیا ہے ان کی وسعت علمی کے لئے بارگاہ ایزدی سے ہر دم متمنی رہوں گا۔ جنہوں نے اس کاوش میں عملی حصہ لیا ہے اور اپنی تجاویز سے نوازا ہے اللہ انہیں اجر فرمائے۔ مالی تعاون میں مخیر حضرات کا صدق دل سے شکرگزار ہوں۔ جن شعرائے کرام نے اپنا کلام بلاغت نظام مہیا فرمایا۔ دل کی گہرائیوں سے ان کے دعاگو ہوں' اللہ تعالیٰ ان سب پر کرم فرماؤں کو دنیا اور آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سراپا خاطی و گنہگار رحمت کا طالب گار
بندۂ ناچیز نور احمد مقبول

دعا از بندہ پر خطا ۔۔ بحضور مرشدیؒ باصفا

چارۂ بے چارگاں اے سید عالی ہمم
آپ ہیں کرمانوالے معدن لطف و کرم
جز ترے کس کو سناؤں داستان درد و غم
آ گیا ہوں آستانے پر ترے با چشم نم
سرور کونین کے صدقے میں اے قدسی صفات
ہو ذرا مقبولؔ پر بھی اک نگاہ التفات

مقبولؔ

Marfat.com

تعارف مؤلف

نام: نور احمد مقبول _ مولد و مسکن قصبہ میروال ضلع شیخوپورہ تاریخ پیدائش نومبر 1917ء نسباً" ڈھڈی راجپوت۔ نسبتاً" نقشبندی مجددی و مسلکاً" سنی حنفی المذہب _ تعلیم بی اے ریاضی 1937ء۔ سرکاری ملازمت کا آغاز اگست 1937ء حضرت قبلہ و کعبہ کی خدمت میں پہلی حاضری جولائی 1945ء بمقام کرمونوالا شریف ریٹائرمنٹ بعمر 58 سال جنوری 1976ء

آباؤ اجداد: آبائی سکونت موضع شہورہ ضلع امرتسر۔ اجداد میں سے خان محمدؒ جان محمدؒ صاحبان نقل مکانی کر کے موضع ساہووال ضلع امرتسر نزد اجنالہ دریائے راوی کے کنارے چلے آئے۔ یہاں ان سے ایک سکھ اہلکار قتل ہوگیا۔ روپوش ہو کر قصبہ میروال آگئے۔ مولانا شنگرف علی دادا جان عالم دین ہونے کا باعث جامع مسجد ذیلداراں موضع چک علی مشمولہ میروال کے خطیب مقرر ہوئے آپ مقامی پرائمری سکول کے اول مدرس بھی تھے _ والد صاحب منشی شیر علی چار بھائیوں میں دوسرے تھے اور اولیاء پور پرائمری سکول میں اول مدرس۔ ننھیال بھنڈی سیداں ضلع امرتسر۔ ناناجان میاں فضل محمد (کھوکھر راجپوت) نے نام مقبول احمد رکھا۔ دادا جان نے نور احمد۔ موجودہ نام دونوں کا مرکب نور احمد مقبول ہے۔ دادا جان 1919ء میں رحلت فرماگئے دادا جان حضرت شاہ ولی داد نقشبندی کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت شاہ ولی داد نقشبندی صاحبؒ کا مزار میروال کے جانب شمال میں ہے۔

دادا جان کی دعا: دو سال کی عمر تھی کہ ننھیال میں میرے دائیں ہاتھ کی چھنگلی انگشت کے برابر والی انگلی کٹ گئی۔ ننھیال سے جو پیغامبر آیا وہ دادا جان کو نہ بتا سکا کہ کونسی انگلی ضرب زدہ ہے۔ آپ نے تختی لے کر قلم سے لکھنا شروع کیا اور دعا فرمائی "یا اللہ میرا بیٹا لکھنے پڑھنے میں اس حادثہ کے باعث کمزور نہ رہے"۔ یہ آپ کی دعا کا ثمرہ تھا کہ اس زمانہ میں گاؤں اور برادری میں سب سے پہلے میں نے ہی بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

دادا جان کا اتقا: تحصیلدار صاحب نے آپ کے ہونہار بیٹے شیر علی صاحب کے لئے پٹواری کی آسامی کی پیشکش کی _ مگر دادا جان نے یہ پیشکش ٹھکرا دی کہ اس میں رزق حلال نہیں۔ والد صاحب کو محکمہ تعلیم میں مدرس کی اسامی پر لگوا دیا۔ سبحان اللہ

شادی خانہ آبادی: شہر بٹالہ کی بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا ظفر الحق کی سب سے چھوٹی لاڈلی بیٹی اقبال بیگم سے اپریل 1937ء میں ہوئی مولانا ظفر الحق صاحب حضرت سراج الحقؒ کے خلیفہ مجاز تھے انکی وفات کے وقت اقبال بیگم کی عمر صرف ایک ماہ تھی۔ یہ عفیفہ نومبر 1942ء میں اپنی دو یادگاریں (ایک لڑکی اور ایک لڑکا) چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئی۔ دوسری شادی

Marfat.com

1946ء میں ہوئی اس رفیقہ حیات سے چار لڑکیاں اور تین لڑکے ہیں۔ یہ رفیقہ حیات زینب خاتون سگے ماموں کی اکلوتی بیٹی ہے۔ ماموں خوشی محمد صاحب مدرس تھے اور جید عالم دین عالم شباب میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اپنے پیچھے ایک بیٹا عمر 2 سال ایک بیٹی عمر 2 ماہ اور ایک بیوہ چھوڑ گئے۔

کرمونوالا شریف میں پہلی حاضری: پہلی رفیقہ حیات کی رحلت کے بعد طبیعت اداس رہنے لگی۔ ان دنوں جھنڈاں ڈاک خانہ (ضلع سیالکوٹ) میں تار بابو تھا۔ اپنے گاؤں کے صوفی محمد ابراہیم صاحب کی رہنمائی پر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا بعد نماز ظہر حضرت کرمونوالا شریف پہنچے۔ بعد نماز شام لنگر کھانے کیلئے عام زائرین میں بیٹھا تھا۔ سر پر کلاہ اور عمامہ تھا ایک درویش آیا کہ ڈاک خانہ کے انسپکٹر صاحب کو حضرت صاحب بلا رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ شاید 30-40 آدمیوں میں کوئی انسپکٹر بھی ہوگا۔ جب کوئی بھی نہ اٹھا تو وہ چلا گیا۔ حضرت قبلہ نے اسے فرمایا کہ کلاہ پر پگڑی باندھے ایک چھورا ہے اسے بلا دو۔ خادم آیا اور مجھے کہا "تینوں حضرت صاحب بلاندے نے توں اٹھدا ای نہیں" میں اس کے ساتھ ہو گیا۔ جب حضرت قبلہ و کعبہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پھر فرمایا انسپکٹر جی! بیٹھ جاؤ۔ "میں تعمیل ارشاد میں بیٹھ گیا۔ خادم سے فرمایا" "ایس چھورنوں ایس جگہ میرے کول لنگر دیا کرو" اللہ اکبر اس میں خوف کا پہلو تھا جب گھر سے چلا خوف بڑھتا ہی گیا کیونکہ اپنی سیہ کاریاں معلوم تھیں۔ ڈرتے ڈرتے آپ کے سامنے حاضر ہوا تھا۔ جسم پر لرزہ طاری تھا۔ مگر جب آپ کی شفقت اور مہربانی دیکھی تو سب ڈر اور خوف دور ہو گئے۔ آپ نے دن رات اپنی توجہ خاص سے اس شقی کو سعید بنا دیا اور بابو سے انسپکٹر اور افسر اللہ اکبر۔ واپس ہوتا تو مقدر بدل چکا تھا۔ میرا ظاہر باطن ایک اور نیک ہو چکا تھا۔ واپسی کے وقت فرمایا کہ بابو جی! تواڈی چھٹی ست دن دی سی ختم ہو گئی اے۔ خراماں خراماں جاؤ۔ گڈی تے چڑھ جاؤ۔ ماسے دیاں دی ٹھیک بندیاں نے"۔ ایک بیلی نے کہا حضور گاڑی کا وقت تو گذر گیا۔ آپ نے مجھے پھر فرمایا۔ "خراماں خراماں جاؤ گڈی مل جائے گی"۔ ریلوے اسٹیشن فیروز شاہ پر آیا تو معلوم ہوا ٹرین 10 منٹ تک آجائے گی لیٹ ہے سبحان اللہ۔ آپؒ کی بشارت کے مطابق دوسری شادی سگے ماموں کے گھر ہوئی۔

عہدہ میں ترقی: فروری 1947 میں مقابلہ کا امتحان انسپکٹری بمقام امرتسر ہوا علاقہ پنجاب کے 14 کامیاب کلرکوں میں ساتویں نمبر پر رہا۔ چنانچہ 10 اگست 1947ء رنبیر سنگھ پورہ علاقہ جموں بعہدہ انسپکٹر ڈاک خانہ تعینات ہوا۔ یہ علاقہ سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات سیالکوٹ کے ماتحت تھا محکمانہ ترقی ہوتی رہی۔ 29 فروری 1960ء والد صاحب رحلت فرما گئے۔ وہ مجھے افسر دیکھنا چاہتے تھے۔ افسوس کہ وہ نہ دیکھ سکے۔ ان کی وفات کے ٹھیک ایک سال بعد یہ بندہ عاجز حضرت قبلہ کی توجہ سے سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات گجرات تعینات ہوا۔ پھر اپریل 1961ء تا 1965ء کیمبل

Marfat.com

پور (اٹک) بعدہ سپرنٹنڈنٹ رہا۔ بعد ازاں سرگودھا (1965-1967) مظفر گڑھ 1947ء 1972ء اور ساہی والی 1972ء تا 1974ء رہا۔ ساہی وال ملازمت کے دوران حضرت کرمانوالا شریف اکثر حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ پھر گریڈ 17 میں ترقی ہوئی اور لاہور میں 1974ء تا 1976ء کام کیا۔ جنوری 1976ء ریٹائر ہوا۔ عمر 58 سال تھی۔ جہاں بھی تعینات رہا حضرت قبلہ نے اس عاجز سے مساجد کی تعمیر کا کام لیا۔ سب سے پہلی مسجد کیمبل پور۔ دوسری سرگودھا۔ تیسری سب سے بڑی مظفر گڑھ پھر ساہیوال اور لاہور میں ایئرپورٹ والی مسجد اور ریٹائرمنٹ کے بعد مسجد شیر ربانی سانده کلاں۔ آپ قبلہ و کعبہ پہلے ہی عالم رویا میں فرما دیتے "میں تمہیں فلاں جگہ بھیج رہا ہوں وہاں جا کر یہ کام کرنے ہیں۔ مسجد کا منصوبہ خود ہی فرما دیتے۔ سرکاری افسر ہوتے ہوئے مجھے مسجد کے لئے فنڈز کی فراہمی میں کبھی کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی کسی نے باز پرس کی۔ اللہ اکبر یہ سب آپ قبلہ کا تصرف تھا ورنہ سرکاری ملازم اور مساجد کی تعمیر ناممکن۔ سول انتظامیہ کے کسی افسر نے کبھی اعتراض نہ کیا۔ نہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھا دیکھا تو قدر و منزلت کی نگاہ سے اللہ اکبر

آپ کی نوازشات: (i) محکمانہ ترقی اور نگہداشت کے علاوہ گھریلو معاملات میں آپ کی توجہ شامل حال رہی۔ آپ ہی کی توجہ سے میرا بڑا لڑکا افتخار احمد نیاز بیرون ملک (سعودی عرب) اچھی ملازمت پر ہے۔ اور سب سے چھوٹے دو آپ کی دعا سے تولد ہوئے اور مجھے قبل از ولادت خوش خبری سنا دی جاتی رہی۔ اللہ اکبر

(ii) حضور پرنور کے روضہ اطہر کے اندرونی آثار مبارکہ کی زیارت عالم رویاء میں 1964ء حاضری اجمیر شریف 1981ء حج بیت اللہ 1981ء حاضری سرہند شریف 1983ء سعادت عمرہ بمعہ اہلیہ 1993ء

سب سے بڑی سعادت: اعلیٰ حضرت گنج کرم کے وصال کے بعد 1975 کے اوائل میں اس عاجز نے بابا جیؒ سرکار کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت صاحبؒ کے وصال کو نو دس سال ہونے کو ہیں۔ مگر آپ کی حیات مقدسہ پر کوئی کتاب تحریر نہیں ہوئی۔ بزرگ ہیلی جن کے پاک سینوں میں حضرت قبلہ کے ملفوظات اور تصرفات وغیرہ کے واقعات محفوظ ہیں۔ اللہ کو پیارے ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت قبلہ کے حالات قلمبند کرنے میں مزید دیر نہ ہونی چاہئے۔ حضرت بابا جی سرکار نے برجستہ فرمایا "چودھری صاحب! یہ کام آپ ہی کریں" حقیقتاً یہ عاجز یہی چاہتا تھا کہ یہ خدمت میری اخروی نجات کا وسیلہ بنے بابا جی سرکار نے کمال شفقت سے یہ سعادت میرا مقدر کر دی۔ الحمدللہ میں نے بصد شکریہ کہا "بہت اچھا حضور" چنانچہ 28 فروری 1978ء عرس کے موقعہ پر خزینہ کرم جلد اول پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

خزینہ کرم جلد ثانی: پیر جی سرکار کا ارشاد گرامی تھا چوہدری صاحب! اب جلد ثانی مرتب

Marfat.com

کریں مگر یہ جلد بھی کتاب سے چھوٹی نہ ہونی چاہیے۔ افسوس کہ خزینہ کرم کی جلد ثانی پیر جی ظاہری طور پر تو نہ دیکھ سکے۔ لیکن روحانی دنیا میں اس کتاب کے اوراق ان کے پیش نظر رہے۔ 4 مئی [illegible]ء بعد نماز ظہر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا میں سو گیا۔ عالم خواب میں دیکھا کہ چار بزرگ تشریف فرما ہیں۔ ارشاد فرما رہے ہیں "اس بندے نے بہت کچھ لکھا ہے پر نماز کے متعلق کچھ نہیں لکھا" بیدار ہوا تو تازہ خواب یاد تھا۔ وضو کیا اور نماز کے موضوع پر لکھنا شروع کیا۔ مضمون ابھی زیر قلم تھا کہ اگلی صبح شنبہ بروز پیر کاتب کے حوالہ کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ خزینہ کرم جلد اول میں نماز کے موضوع پر چار پانچ صفحات مختص ہیں لہذا یہ موضوع عمداً چھوڑ دیا جو جلد اول میں حیطہ تحریر میں نہ آ سکے تھے خزینہ کرم جلد ثانی میں صرف ان پر لکھا ہے مگر نماز کا موضوع بہت اہم بلکہ ان بزرگوں کی نظر میں اہم ترین ہے۔ لہذا اس فروگذاشت پر مجھے آگاہ فرما دیا گیا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ کتاب خزینہ کرم جلد ثانی کو ورق ورق "سبق سبق" پیر جی سرکار نے اور دیگر حضرات نے دیکھا اور پڑھا اور جو خامی نظر آئی اس سے ہی مجھے آگاہ کیا ہے۔ الحمد للہ خزینہ کرم جلد ثانی اپنے بزرگوں کی نظر میں درجہ قبولیت پا گئی۔ اس قدر بھی اس کو حوصلہ افزائی پر شکریہ ادا کروں کم ہے یہ شفقت افزائی۔ اللہ اکبر

کتنی بابرکت تھی وہ ساعت جب میں 1945ء میں پہلی بار قبلہ و کعبہ حضرت گنج کرم کی خدمت اقدس میں کرمانوالہ شریف پہنچا۔ پھر بہت ہی مبارک تھا وہ دن جب قبلہ پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اول حضرت کرمانوالہ شریف نے حضرت قبلہ و کعبہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح حیات اور تعلیمات پر ایک مبسوط تذکرہ قلمبند کرنے کیلئے اس ناچیز کو منتخب فرمایا۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشت

پھر کس قدر سعید تھا وہ لمحہ جس کے دوران حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے خزینہ کرم کی جلد ثانی رقم کرنے کیلئے فرمایا بلکہ تاکید در تاکید فرمائی۔ خاص طور پر ارشاد ہوا کہ دیکھنا جلد ثانی ضخامت میں جلد اول سے کم نہ ہو۔

اللہ کا ہزار بار شکر ادا کروں تو کم ہے کہ لکھتے لکھتے جب صفحات کی گنتی کی تو 712 سے زائد ہو گئے یہ تو محض آپ کے تصرف سے ہی ہوا (میرے ارادہ سے نہیں) کہ ضخامت 800 صفحات ہو گئی۔ اللہ اکبر

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہو گا

ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہو گا

جو کچھ ہوا، ہوا ہے کرم سے تیرے

جو کچھ ہو گا، تیرے ہی کرم سے ہو گا

53236

Marfat.com

باب اول

حمد باری تعالیٰ۔ نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پیش لفظ۔ تعارف مؤلف۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ۔ شجرہ منظوم

حالاتِ مشائخ عظام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تا میاں شیر محمد شرقپوری ؒ

Marfat.com

نقشہ کی تشریح

قصبہ کرمونوالا شریف: حضرت قبلہ کا مولد شریف۔ ریلوے سٹیشن فیروز شاہ سے ۳ میل شہر فیروزپور (بھارت) سے ۱۵ میل تھانہ گھل خورد سے ۱۰ میل۔

فیروزپور شہر: کرمونوالا شریف کا ضلعی صدر مقام' اب مشرقی پنجاب بھارت میں ہے۔

اچھے والا: وہ موضع جہاں حضرت قبلہ نے زمین خرید فرمائی۔ ہجرت سوئے پاکستان سے قبل اپنے کنواں پر تقریباً دو سال ایک خیمہ میں مختصر سامان کے ساتھ گزارے۔

تھانہ گھل خورد: قصبہ کرمونوالا شریف اس تھانہ کے علاقہ میں تھا۔

پتن موہن وال: آپؒ کرمونوالا شریف سے اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کی قدم بوسی کے لئے رائے ونڈ ریلوے سٹیشن سے پا پیادہ موہن وال آیا کرتے۔ دریا راوی بذریعہ کشتی عبور کر کے شرق پور شریف پہنچتے۔

شرقپور شریف: مولد شریف اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ۔

قصور شریف: آپؒ بذریعہ ٹرین قصور رائے ونڈ آیا کرتے۔ ۱۹۴۷ء تک فیروزپور کی تحصیل۔ پھر ضلع لاہور کی تحصیل رہا۔ آپؒ ہجرت فرما کر پہلے قصور آئے۔ ۱۹۷۶ء میں اسے ضلع کا درجہ دیا گیا۔

پاکپتن شریف: قصور سے آپؒ پاکپتن شریف چلے آئے۔ عیدگاہ میں چند سال مقیم رہے۔ عیدگاہ میں توسیع کی۔

حضرت کرمانوالا شریف: پاکپتن شریف سے آپؒ پکا چک ۲/۵۶-ایل تشریف لائے۔ یہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ اب یہ بستی آپؒ کی نسبت سے حضرت کرمانوالا شریف کے نام سے موسوم ہوئی۔

اوکاڑہ: یہ شہر پہلے ضلع منٹگمری (موجودہ ساہی وال) کی تحصیل تھی ۱۹۸۲ء سے ضلع کا درجہ دیا گیا۔

گوگیرہ: پٹھانوں اور مغلوں کے زمانہ میں اس علاقہ کا صدر مقام تھا۔ اب بھی کھنڈرات موجود ہیں اوکاڑہ سے جانب شمال مغرب ۱۵ میل دور ہے۔

Marfat.com

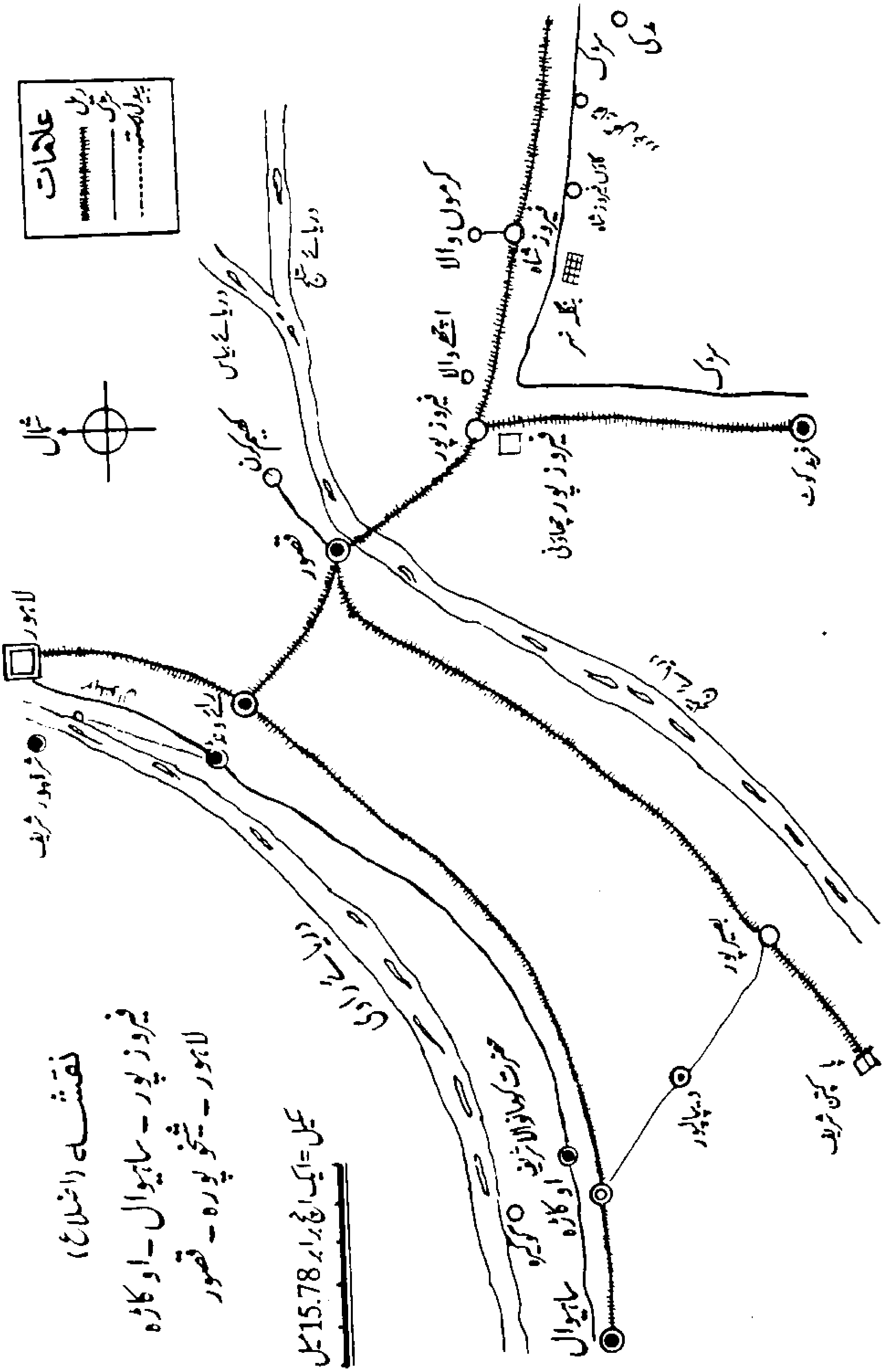
نقشہ (اضلاع)
فیروز پور — ساہیوال — اوکاڑہ
لاہور — شیخوپورہ — قصور
علامات
ریل
سڑک
شمال
لاہور
قصور
فیروز پور
ساہیوال
اوکاڑہ
دریائے ستلج
دریائے بیاس
دریائے راوی

Marfat.com

اقوال زریں

حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ

1 مساجد سے پیار' قرب الٰہی اور درود شریف کی کثرت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

2 زمانہ شباب میں جذبات غالب ہوتے ہیں ان پر قابو پانا چاہیے۔

3 کارگر نصیحت وہی ہے جو عمل کی زبان سے ہو۔

4 اصل کمال سوز و یقین' عفو و شعور' سنت و ملت محمدی سے والہانہ عشق و شیفتگی' دل سوزی اور خلق اللہ کے لئے بے پناہ محبت و شفقت کا جذبہ ہے۔

5 وہ انسان ہونے کا دعویٰ نہ کرے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا سوئے۔

6 اللہ سے ڈرنے والے اور اسی کا خوف و خشیت رکھنے والے کی ہی دعائیں قبول ہوتی ہیں

7 علماء حق' صلحاء اور اولیاء اللہ پہاڑوں کی مانند ہیں جن کو آفات اور مصائب کی آندھیاں متزلزل نہیں کر سکتیں وہ توحید کے مقام سے جنبش نہیں کرتے۔

8 اللہ کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھنا۔ تقویٰ اور اس کی عبادت کو شعار بنانا۔ توحید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرنا۔

9 اللہ کا شکوہ بندے سے مت کر۔ عبادت پر گھمنڈ مت کر۔ غرور سے باز آجا۔ اپنے نفس کا ساتھ مت دو۔ صبر کا دامن تھام لو۔

10 حرام غذا نور ایمان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ایمان کی روشنی بجھ گئی تو پھر عبادت نہ اطاعت نہ نماز نہ روزہ نہ اخلاص نہ ایثار۔

11 خیر خیرات تیرے اعمال حسنہ کا اہم جزو ہیں۔ یہ تیری روح کو بلندی پر پہنچاتے ہیں۔ جو کچھ ہو سکے غریبوں کو دے۔ کوئی سائل تیرے در سے خالی ہاتھ نہ جائے۔

Marfat.com

اقوال زریں

حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔
۱۔ گناہوں کو توبہ۔ ۲۔ رزق کو جھوٹ۔ ۳۔ نیک اعمال کو غیبت۔ ۴۔ عمر کو غم۔
۵۔ بلاؤں کو صدقہ۔ ۶۔ عقل کو غصہ۔ ۷۔ سخاوت کو پشیمانی۔ ۸۔ علم کو تکبر۔
۹۔ بدی کو نیکی۔ ۱۰۔ ظلم کو عدل و انصاف۔

۲۔ انسان میں نفس امارہ ایک باغی کتا ہے۔ نفس کے خلاف مجاہدہ اس کا تزکیہ ہے۔

۳۔ بندہ کے لئے سب سے زیادہ دشوار خدا کی پہچان ہے۔

۴۔ خوف خدا میں آنکھوں سے آنسو بہا کہ اس سے روح کی کدورت دھل جاتی ہے۔

۵۔ تیری خوشی اور غم دونوں رضائے الٰہی کے لئے ہونے چاہئیں

۶۔ حرام کے لقمہ سے پرہیز کر۔

۷۔ جہاں تیری عزت و احترام کے خلاف کوئی بات ہو وہاں مت جا۔

۸۔ کرامت ایک ولی کے صدق کی علامت ہے۔

۹۔ سچ جانو کہ تم ایک قطرہ ناپاک ہو۔ پھر تکبر اور نخوت سے کیا حاصل۔

۱۰۔ بیگانوں کے حقوق اپنے پاس نہ رکھ۔ صلہ رحمی اختیار کر۔

Marfat.com

اقوال زرّیں
اعلحضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

۱۔ ہر کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کیا کرو۔ کیونکہ جس کام سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

۲۔ سود خوری سب سے بڑی لعنت ہے اس سے بچئے۔

۳۔ مردے کو دیکھ کر اپنی موت یاد کرو۔

۴۔ جو اپنے کاموں میں خدا اور رسول کو بھلا دیتا ہے وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

۵۔ قرآن اور سنت پر عمل کرو۔

۶۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کریم سے محبت پیدا کرو۔

۷۔ اپنے فیصلے شریعت کے مطابق خود کر لیا کرو۔ اور کچہریوں میں جا کر ذلیل و خوار نہ ہوا کرو۔

۸۔ ہر بستی میں تبلیغ دین کے لئے جماعت تیار کر کے برائی کو روکو۔

۹۔ حلال روزی کھاؤ۔ رشوت ستانی اور دوسروں کا حق کھانے سے باز آؤ۔

۱۰۔ حقہ نوشی چھوڑ دو جس جگہ حقہ پیا جاتا ہے۔ اس جگہ رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔

Marfat.com

ارشادات عالیہ

حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ دنیاوی مصائب و آلام ذکر الٰہی سے غفلت کا نتیجہ ہیں۔

۲۔ درود شریف ہی اسم اعظم ہے۔

۳۔ نماز تہجد دعائے سحر گاہی ہے اور دعا بھی تدبیر کی ایک صورت ہے

۴۔ ہر جائز کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کرنے سے برکت ہوتی ہے

۵۔ ادب عبادت کی روح ہے کہ اسلام ادب ہی ادب ہے

۶۔ ادائیگی نماز کے بعد دوا استعمال کی جائے تو مفید ہے

۷۔ جو شخص اپنے دل بول (زبان) اور بوَل (شرم گاہ) کی حفاظت کرتا ہے مرد کامل ہے اور اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔

۸۔ مخلوق خدا پر شفقت کرو

۹۔ سب سے مشکل کام انسان کا اخلاق سدھارنا ہے تربیت تعلیم سے بہتر ہے

۱۰۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی اور نور ہیں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک میں بھی زندگی ہے مگر سایہ نہیں۔

۲۔ اولیاء اللہ کا تصرف زندگی اور موت کے بعد یکساں ہوتا ہے۔

۳۔ نفس کی اصلاح شریعت سے' دل کی اصلاح طریقت سے' روح کی اصلاح حقیقت سے ہوتی ہے۔

۴۔ دل تو دل ہے۔ انسان جوتی کا منہ بھی قبلہ رخ رکھے۔

۵۔ سب کچھ اللہ ہو میں ہے۔

۶۔ علم کے بعد "تزکیہ نفس" ضروری ہے اور یہ "محاسبہ نفس" پر موقوف ہے۔

۷۔ مرید تو وہ ہے جو ہمیشہ ذکر الہٰی میں مشغول رہے اور مرشد کی حضوری رکھے۔ (یعنی مرشد کو اپنے پاس ہی سمجھے)

۸۔ عقیدہ بڑی دولت ہے۔ عقیدہ صحیح ہے تو دولت مند ہے ورنہ مفلس کنگال۔

۹۔ ریاکاری سے نیکی اور عبادت کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ جس طرح درانتی سے فصل۔

۱۰۔ تعلیم جو مذہب سے بیگانہ کرے۔ اس سے ان پڑھ رہنا اچھا۔

Marfat.com

حضورِ اہلِ بیت

مریم از یک نسبت عیسےٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نورِ چشم رحمتہ للعالمینؐ
آں امامِ اوّلین و آخریں
بانوے آں تاجدارِ ھل اتیٰ
مرتضےٰ مشکل کشا شیرِ خدا
بادشاہ و کلبۂ ایوانِ او
یک حسام و یک زرع سامانِ او
مادر آں مرکزِ پرکارِ عشق
مادر آں قافلہ سالارِ عشق
رشتۂ آئینِ حق زنجیر پاست
پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفےٰؐ است
ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہ ہا برخاکِ او پاشیدمے

(اقبالؒ)

قلم اینجا رسید و سر بشکست

Marfat.com

حضورِ اصحابِ رسولِ مقبول رضوان اللہ تعالےٰ عنہم

صدیقؓ عکسِ حُسنِ کمالِ محمدؐ است صلی اللہ علیہ وسلم

فاروقؓ ظلِ جاہ و جلالِ محمدؐ است صلی اللہ علیہ وسلم

عثمانؓ ضیاءِ شمع جمالِ محمدؐ است صلی اللہ علیہ وسلم

حیدرؓ بہارِ باغ خصالِ محمدؐ است صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقانِ اُو زخوباں خوب تر

خوش تر و زیبا تر و محبوب تر

(اقبالؒ)

بوبکرؓ ہم چو کعبہ عمرؓ در طوافِ اُو

عثمانؓ آبِ زمزم علیؓ حجِ اکبر است

Marfat.com

بحضور سیّد الشہداء

حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاہ است حُسینؓ۔ پادشاہ است حسینؓ
دین است حُسینؓ۔ دین پناہ است حسینؓ
سرداد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لاَ اِلٰہ است حسینؓ
(خواجہ مُعین الدین چشتیؒ)

قتلِ حُسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
(محمد علی جوہر)

سب کچھ رہِ وفا میں لٹایا حُسینؓ نے
لیکن متاعِ دین کو بچایا حُسینؓ نے
ہر امتحانِ کرب و بلا کو کیا قبول
لیکن نہ اپنے سَر کو جھکایا حُسینؓ نے
حافظ لدھیانوی

Marfat.com

بحضور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امام اعظم ابو حنیفہؒ
ہمارے ملجی ہمارے ماوے امام اعظم ابو حنیفہؒ
زمانہ بھر نے زمانہ بھر میں بہت تجسس کیا ولیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا امام اعظم ابو حنیفہؒ
سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآن
پھرے جہنم نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہؒ

حضرت نعمان بن ثابت ۸۵ھ مطابق ۶۵۹ء کوفہ میں پیدا ہوئے۔ ریشم کے کپڑا کا کاروبار کے ساتھ ساتھ حضرت حمادؒ کے درس میں شریک ہوتے۔ خلیفہ ہشام (۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ) کے زمانہ میں آپ کی علمی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ خلیفہ کے دربار میں ایک رومی راہب نے دربار کے جید علماء کرام سے تین سوال کیے (۱) خدا اس وقت کیا کر رہا ہے۔ (۲) خدا کا رخ کدھر ہے۔ (۳) خدا سے پہلے کون تھا۔ مگر علماء کرام عقلی جواب نہ دے سکے۔ کوفہ سے نوجوان تاجر حضرت نعمان بن ثابت کو دمشق بلایا نوجوان تاجر تخت پر بیٹھ گیا فرمایا پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا نے ایک رومی عالم کو دربار میں کھڑا کر دیا اور ایک نوجوان کو تخت پر بیٹھا دیا۔ (۲) آپ نے موم بتی جلانے کا کہا۔ راہب سے فرمایا۔ شمع کی روشنی کا رخ متعین کرو۔ راہب نے کہا روشنی کا رخ متعین نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہر طرف ہے نوجوان نے کہا جس طرح شمع کی روشنی کا رخ ہر طرف ہے اسی طرح رب العزت کا نور بھی ہر طرف موجود ہے۔ اس کے نور کا رخ محدود نہیں کیا جا سکتا۔ (۳) پھر آپ نے راہب کو ا تا ۱۰ تک گنتی کرنے کے لئے کہا۔ جب راہب ۱۰ تک شمار کر چکا تو فرمایا اب دس سے ایک تک شمار کرو۔ جب وہ ایک تک پہنچا تو نوجوان نے کہا میں ایک (۱) سے پہلے کا عدد جاننا چاہتا ہوں۔ راہب نے کہا ایک سے پہلے بھی ایک ہی ہے۔ نوجران نے کہا اگر ایک سے پہلے ایک ہی ہے تو اللہ ہی اللہ ہے جو سب سے اول ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں راہب عقلی دلائل سے مطمئن ہو کر مسلمان ہو گیا۔ یہ تھی امام ابو حنیفہؒ کی علمی بصیرت اللہ اکبر

Marfat.com

شانِ اولیاء

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا　　اُو نشیند در حضورِ اولیاء

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

بحضورِ سرکارِ بغداد شریف

صاحبِ معراج پہ جیسے رسالت ختم ہے　　شیرِ یزداں شاہِ مرداں پہ شجاعت ختم ہے

بادشاہِ کربلا پر جوں شہادت ختم ہے　　بس یونہی ذاتِ مبارک پہ ولایت ختم ہے

غوث الاعظم حضرتِ محبوبِ سبحانی ہو تم

فخرِ عیسےٰ، رشکِ موسےٰ یوسفِ ثانی ہو تم

Marfat.com

بحضور

حضرت مخدوم علی ہجویریؒ (داتا گنج بخش)

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

نورِ ہمچوں تقدس در میانِ ماء و طین — حق پرستاں را کشود دیدۂ حق الیقین
خازنِ گنجینۂ اسرار را باشد امین — سایۂ الطافِ ایزد رحمۃ للعالمین

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

شاہِ جیلاں غوثِ اعظم شیخِ انس و سما — گفت در جمعِ مریداں از کرامت بارہا
ہم زمانہ گر ہمی بودم علی ہجویر را — تازہ بیعت کردمے بر دستِ آں بیضا لقا

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

نقشبندی سلسلہ طریقت اور لواری شریف

فضل ہے اس پر ہمیشہ رحمت غفار کا
نقش بندی سلسلہ ہے سلسلہ انوار کا

کیوں نہ ہو نازاں لواری کی زمیں اس شان پر
اولیاء اللہ تھے اس سر زمیں پر جلوہ گر

ذرہ ذرہ پر ضیاء توحید کی تنویر ہے
گونجتی ہیں یہ فضائیں نعرۂ تکبیر سے

نقش بندی سلسلہ ہے وہ طریقت کا نشاں
جس سے انوار شریعت ہیں بصد خوبی عیاں

نقشبندی نور ہے روحانیت سے سربلند
مکتب تہذیب و حکمت خانقاہ نقشبند

ضبط نفس و قلب ارباب تصرف کا پیام
ہے صفائے ظاہر و باطن تصوف کا پیام

سینہ صوفی مقام نور مطلق ہے رئیس
قلب مومن جلوہ گاہ حضرت حق ہے رئیس

(رئیس امروہی)

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

تو نقش نقشبنداں راچہ دانی تو شکل پیکر جاں راچہ دانی

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابو بکر کے سینے میں ڈال دیا" انبیاء و مرسلین کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر (عبداللہ) صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل بشر ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔ "انبیاء علیہم السلام کے ماسوا ابوبکر صدیقؓ سے افضل کسی پر نہ تو آفتاب طلوع ہوا اور نہ غروب۔ امام غزالی کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں۔ "ہر شخص اپنی اپنی معرفت کے مطابق دیدار الٰہی سے مشرف ہو گا۔ حق تعالیٰ عوام کیلئے بالعموم تجلی فرمائے گا اور حضرت صدیقؓ اکبر کے لئے بالخصوص۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سا پیر و مرشد نہیں ہوا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سا مرید نہیں ہوا" خاتم الانبیاء حبیب کبریا حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشد و ہدایت روحانیت و نورانیت اور صدری فیضان حضرت سیدنا ابو بکرؓ صدیق کو ملا۔ طریقت کا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت سیدنا صدیق اکبر ہی کے واسطے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

تذکروں میں درج حقائق کیمطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ سے حضرت سیدنا طیفور بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ تک اس سلسلہ عالیہ کو "صدیقیہ" اور اس کے بعد اسے "طیفوریہ" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کشف المحجوب میں حضرت سید علی ہجوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ گروہ ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بن سروشاں بسطامی کے ساتھ مودت و عقیدت رکھتا ہے۔ وہ صوفیاء کے بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں" حضرت سیدنا

Marfat.com

عبدالخالق غجدوانی کے عہد سے یہ سلسلہ "خواجگانیہ" پکارا جانے لگا اور حضرت خواجہ سیدنا بہاؤالدین نقشبند کے بعد اس سلسلہ عالیہ کو نقشبندیہ کہا جاتا ہے۔ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کی نسبت شامل کر کے اسے نقشبندیہ مجددیہ کہتے ہیں۔ بسطام خرقان' طوس' مرو (ہرات) غجدوان۔ ریوگر' انجیر فغنو۔ خوارزم۔ سماس۔ سوخار۔ بخارا۔ چغانیاں۔ فغنور۔ سمرقند۔ بدخش۔ استرار۔ امکنگ۔ دہلی۔ سرہند جیسی بستیاں اس سلسلہ کے اماموں کی خانقاہیں اور دربار گاہوں کے حوالے سے مشرف اور مشہور ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ کے بارے میں عاشق خیر الانام حضرت العلام مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ فرماتے ہیں :۔

نقش بندیہ عجب قافلہ سالار اند۔ کہ برند ازرہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں۔ ی برد وسوسہ خلوت و فکر چلہ را
قاصری گرزند ایں طائفہ راطعن قصور۔ حاش اللہ کہ برارم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند۔ روبہ حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے بعد حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی حضرت عزوۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی حضرت شیخ عبدالاحد المشہور شاہ گل۔ حضرت خواجہ محمد حنیف پارسا اور حضرت خواجہ شیخ محمد زکی مطہری۔ اس سلسلہ کی ایک شاخ کے نامور مشائخ ہوئے ہیں۔ حضرت ابو المساکین خواجہ شیخ محمد ٹھٹھوی (حضرت شیخ محمد اشرف کے فرزند اور حضرت مخدوم آدم ٹھٹھوی کے پوتے) نے تین برس سرہند شریف میں گزارے اور حضرت خواجہ شیخ محمد زکی مطہری سے اکتساب فیض کیا۔ یہاں سے فیض یاب ہو کر واپس سرزمین سندھ میں ٹھٹھہ کے علاقہ میں جلوہ آرائے مسند ہوئے۔ درس و تدریس اور تلقین و ارشاد کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس طرح یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جو حجاز مقدس' ایران اور وسط ایشیاء کے علاقوں سے دہلی اور سرہند تک پہنچا تھا۔ وادی سندھ مہران میں آیا۔ حضرت خواجہ ابو المساکین شیخ محمد ٹھٹھوی نے اپنی مسند پر کمسن حضرت خواجہ محمد زمان صدیقی ابن حضرت حاجی شیخ محمد عبداللطیف کو بٹھایا اور خود حجاز مقدس روانہ ہو

Marfat.com

گئے۔ مکہ مکرمہ میں یوم عرفہ ذوالحجہ ۱۳۱۱ھ کو میدان عرفات میں دوران حج ان کا انتقال ہوا۔

حضرت خواجہ محمد زمان کا خاندانی سلسلہ نسب بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہے۔ ان کا روحانی سلسلہ بھی وہی ٹھہرا۔ جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ محمد زمان صدیقی کا وطن لواری شریف تھا۔ حضرت خواجہ کو "سلطان الاولیاء" کے لقب سے دنیا یاد کرتی ہے۔ حضرت کی درگاہ لواری شریف برصغیر کی تقسیم کے بعد پاکستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سب سے بڑی اور مرکزی درگاہ قرار پائی۔ اس درگاہ سے فیض یاب ہونے والی ہستیوں میں حضرت خواجہ حاجی احمد (مدفن قاضی احمد سندھ) حضرت شاہ حسین (المعروف بھورے والے مکان شریف) حضرت خواجہ سید امام علی شاہ (مکان شریف) حضرت خواجہ سید صادق علی شاہ (مکان شریف) حضرت خواجہ بابا امیر الدین (کوٹلہ شریف شیخوپورہ) حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد (شرقپور شریف۔ ضلع شیخوپورہ) اور حضرت شیخ کرم سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالہ حضرت کرمانوالے شریف اوکاڑہ) شامل ہیں۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قیوم زماں' جنید وقت شہباز طریقت تھے۔ "حدث دلبراں" میں حاجی فضل احمد مونگہ رقم طراز ہیں۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ نے فرمایا۔ "کہ چار ہستیاں بہت بڑی ہیں۔ ایک اویس قرنی۔ دوسری بایزید بسطامی۔ تیسرے ابوالحسن خرقانی چوتھا کوئی اور ہو گا"۔ اس واقعہ کے چھ ماہ بعد ایک دن آپ نے فرمایا۔ "کہ چار ہستیاں ایک کفن میں ہیں۔ ایک اویس قرنی۔ دوسرے بایزید بسطامی۔ تیسرے ابوالحسن خرقانی اور چوتھا کوئی اور ہی ہو گا" فدوی (فضل احمد) کے والد (حاجی فضل الہی مونگہ) پاس بیٹھے یہ بات سن رہے تھے۔ انہوں نے موقع پر ہی عرض کیا۔ "حضور! آپ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ چوتھے آپ (میاں صاحب) ہی ہیں" حضرت قبلہ (میاں صاحب) یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور والد صاحب کو ہلکی سے دھول جماتے ہوئے فرمایا۔ "تم ایسی باتیں ہی کہتے رہتے ہو" دیکھئے! حضور نے والد صاحب کی بات کی تردید نہیں کی یعنی یہ سچ ہی ہے کہ چوتھی بے نظیر ہستی آپ (میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ) کی ذات مبارکہ ہی ہے۔

Marfat.com

"اشعار مبارکہ"

از حضرت امام ربانی قیم دورانی قطب زمانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانیؒ

ہر روز باشی صائما'' ہر لیل باشی قائما''
در ذکر باشی دائما'' مشغول شو در ذکر ہو

گر عیش خواہی جاوداں' عزت بخواہی درجہاں
ایں ذکر ہو ہر آں بخواں' مشغول شو در ذکر ہو

سودے ندارد خفتنت' ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت' مشغول شو در ذکر ہو

ہو ہو بذکرش سازکن' نام خدا آواز کن
قفل زسینہ باز کن' مشغول شو در ذکر ہو

علم نخوانی با عمل فردا نہ باشی تاخجل
در پیش قادر لم یزل' مشغول شو در ذکر ہو

ہر دم خدا را یاد کن' دلہائے غمگین شاد کن
بلبل صفت فریاد کن' مشغول شو در ذکر ہو

مسکین احمد مرد شو در جملہ عالم فرد شو
در راہے حق چوں گرد شو' مشغول شو در ذکر ہو

Marfat.com

در شان اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شیر ربانی شرقپوری

رحمتہ اللہ علیہ

اے لمعہ حریم و شبستان اولیاء
اے مظہر جمال نبیؐ شان اولیاء

اے فخر نقشبند جہاں خواجہ زماں
ممدوح اولیائے زمن جان اولیاء

اقلیم اولیاء زوجودت مکرم است
اے از تو آشکار و عیاں آن اولیاء

عالم ہمہ زبوئے فیوضت معطر است
مملوز نکہت تو گلستان اولیاء

چوں حق ترا بہ زمرۂ لا یحزنون شمرد
گفتند اولیاء کہ توئی کان اولیاء

طے زانوئے تلمذ ارشاد کردہ اند
پیش تو رہبران و نقیبان اولیاء

یک جرعہ ز جام محبت بدہ مرا
اے ساقی رحیق خمستان اولیاء

اے آنکہ نام پاک تو شیر محمد است
حقا کہ توئی شیر نیستان اولیاء

ناظم چہ باک چاکر شیر محمد ام!
کردست حق مرا ز محبان اولیاء

(بشیر حسین ناظم)

Marfat.com

منقبت در مدح اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسماعیلؒ شاہ بخاری المتوفی ۱۹۶۶ء

(سید محمد قاسم شاہ صاحب)

من چہ گویم وصف تو عالی جناب زانکہ اوصاف تو دیدم بے حساب
اغنیاء اولیاء محتاج تو از عطائے حق شدہ معراج تو
بردر تو ہر کہ مے آید پدید ہیچ کس زینجا نہ گشتہ ناامید
سرفرازان بردر تو سرنگوں از شکوہ تو شدہ عجزے فزوں
مولوی معنوی گفتہ چنیں در حدیث مصطفےٰ آید ہمیں
اولیاء راہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ
ایکہ غوث وقت ہستی بے گماں من تراستم بجائے خادماں
تیرگی قلب مارا دور کن اندرون محزون من مسرور کن
من غریبم آمدہ در کوئے تو شیاءً للہ از جمال روئے تو
قاسم مغموم را مسرور کن قلب آثم را ہمہ پُرنور کن

نوٹ:- یہ منقبت ممدوح کے حضور دربار عالیہ نقشبندیہ کرمانوالہ شریف میں سید محمد قاسم شاہ صاحب نے خود پڑھی۔ حضرت شیخ کرم نے از حد پسند فرمائی اور دعائے خیر سے شاہ صاحب کو نوازا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ

صاحبِ نسبت کو اپنے پیر و مرشد کے شجرہ شریف کو پڑھنا لازم کر لینا چاہیے۔ اس پر مداومت کرنے کہ اولیائے کرام کے تذکرہ سے مرید شیطانی وساوس و ہتھکنڈوں سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔

پڑھتے ہی دور ہو گیا زنگ دلِ کثیف کا　　ہے یہ عجیب فیض اس شجرہ شریف کا

بخش دے یارب تجھے نبی سخی کا واسطہ　　رحم فرما شافعِ روزِ جزا کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیق اکبرؓ کے لیے　　نقد دے سلمانؓ محبوبِ پیمبرؐ کے لیے

حضرت قاسمؓ کا صدقہ میری بگڑی کو بنا　　حضرت جعفرؓ کا صدقہ دے مرے دل کو ضیا

رکھ مجھے با عافیت بہرِ جناب بایزیدؓ　　بوالحسنؒ کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید

بوعلیؒ کا واسطہ کر دے مری مشکل کو حل　　دے مجھے علمِ طریقت اور توفیقِ عمل

بہرِ یوسفؒ قیدِ غم سے دہر میں آزاد کر　　عبد خالقؒ کے لیے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر

حضرت عارفؒ کے صدقے میں مجھے عرفان دے　　حضرت محمودؒ کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علیؒ کا فقرِ درویشانہ دے　　واسطہ بابا سماسیؒ کا دلِ دیوانہ دے

اے خدا بہرِ جناب شیرِ حق میرِ کلالؒ　　حرصِ دنیا کو مرے بتخانۂ دل سے نکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤ الدینؒ کا　　کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤ الدینؒ کا

دے مرے دل کو سکوں یعقوبؒ چرخی کے طفیل　　حضرت احرار کے صدقہ میں دھو دے دل کا میل

حضرت زاہدؒ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا　　حضرت درویشؒ کے صدقے میں دے فقر و غنا

خواجہ امکنگیؒ کا صدقہ داغِ عصیاں کو مٹا　　حضرت باقیؒ کا صدقہ دے بقا بعد الفنا

شیخ احمدؒ کے لیے غیروں کی منت سے بچا　　صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

Marfat.com

کھول دے دِل کی کلی بہرِ سعیدؒ نامدار
تا کہ میرے گلشنِ اُمید میں آئے بہار

حضرت معصومؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسولؐ
بس رہی ہے جس میں اب تک بوئے گیسوئے رسولؐ

واسطہ عبدالاحدؒ کا مالکِ ارض و سما
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

اے خُدا بہرِ جناب خواجہ حنفی پارسا
وقتِ آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

واسطہ خواجہ زکیؒ کا اپنی اُلفت کر عطا
بخش دے شیخ محمدؒ کے لیے میری خطا

واسطہ خواجہ زمانؒ کا دے مجھے ذوقِ فنا
بہرِ احمدؒ قبر میں نورِ احمدؐ کی ضیا

اے خدا بہرِ جناب خواجہ حاجی شاہ حسینؒ
دے مرے بے چین دِل کو دین اور دُنیا میں چین

حشر میں جب ہو ترے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبی بہرِ امامؒ

بہرِ حضرت میر صادقؒ صاحب صدق و صفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خُدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیرالدینؒ کا
دے مجھے علم و حیا رزق و شفا و صبر و غنا

واسطہ دیتا ہوں یارب میں تجھے اُس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

عِشق میں جس کے دِلِ حسرت زدہ دیوانہ ہے
شرقپور اب جس کے اُٹھ جانے سے اک ویرانہ ہے

اے خُدا کیا نام پیارا ہے ترے محبوبؐ کا
حضرت شیر محمدؒ صاحب جود و سخا

قطبِ دوراں شیخ عالم ہادیِ راہِ صفا
نائب شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدرُ العلیٰ

اے خدا صدقہ میاں صاحبؒ کے نام پاک کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِ رحمت میں چھپا

واسطہ آخر میں یارب ہے تجھے اُس نام کا
عاشقِ صادق جو تھا شاہِ خاص و عام کا

مرکزِ مہر و محبت سید اسماعیلؒ شاہ
عالم علم طریقت فقر کی جائے پناہ

بہرِ سید اسماعیل کر ہم پر کرم ربِّ جلیل
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ لِیْ نعم الوکیل

باباجی سرکارؒ جو ہیں وارثِ علمِ نبی
اُن کے صدقے سے ملے ہم کو سکونِ سرمدی

پیر جی سرکارؒ ہیں ابنِ ولی ابنِ ولی
جن کے فیضِ عام سے ہر ایک کو راحت ملی

اے خُدا صدقے میں اِن ناموں کے دِل کو شاد کر
کُفر کو برباد کر اِسلام کو آباد کر

Marfat.com

اسمائے گرامی
معہ
مدفن شریف

(۳) حضرت سلمانؓ فارسی۔ مزار مبارک مدائن میں ہے۔ (۴) حضرت قاسمؒ۔ مزار مبارک
مدائن میں ہے۔ (۵) حضرت امام جعفر صادقؓ۔ مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔
(۶) حضرت بایزید بسطامیؒ۔ مزار مبارک بسطام میں ہے۔ (۷) ابوالحسن خرقانیؒ۔ مزار مبارک
خرقان میں ہے۔ (۸) خواجہ بوعلی فارمدیؒ۔ مزار مبارک طوس میں ہے۔ (۹) خواجہ ابو یوسف
مزار مبارک مرو میں ہے۔ (۱۰) خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ مزار مبارک غجدوان میں ہے۔
(۱۱) خواجہ عارف ریوگری۔ مزار مبارک ریوگر میں ہے۔ (۱۲) خواجہ محمودؒ انجیری فغنوی۔
مزار مبارک انجیر فغنو میں ہے (۱۳) خواجہ علیؒ رامیتنی۔ مزار مبارک خوازم میں ہے۔
(۱۴) خواجہ محمد باباؒ سماسی۔ مزار مبارک سماس میں ہے۔ (۱۵) خواجہ سید امیر کلال۔
مزار مبارک سوخار میں ہے۔ (۱۶) خواجہ بہاؤالدینؒ نقشبند۔ مزار مبارک قصرِ عارفان
(نزد بخارا) میں ہے۔ (۱۷) خواجہ علاؤالدینؒ عطار۔ مزار مبارک چغانیاں میں ہے۔
(۱۸) خواجہ یعقوبؒ چرخی۔ مزار مبارک ملغنو میں ہے۔ (۱۹) خواجہ عبیداللہؒ احرار
مزار مبارک سمرقند میں ہے۔ (۲۰) خواجہ محمد زاہدؒ بدخشی۔ مزار مبارک بدخشں میں ہے۔

Marfat.com

(۲۱) خواجہ درویش محمدؒ۔ مزار مبارک سقرار علاقہ ماوراء النہر میں ہے۔ (۲۲) خواجہ امکنگیؒ مزار مبارک بستی امکنگ (نزد بخارا) میں ہے۔ (۲۳) خواجہ محمد باقی باللہؒ۔ مزار مبارک بیرونِ شہر دہلی میں ہے۔ (۲۴) امام ربانی مجدد الف ثانیؒ۔ مزار مبارک سرہند شریف (ریاست پٹیالہ ہندوستان) میں ہے۔ (۲۵) خواجہ محمد سعیدؒ خازن۔ مزار مبارک سرہند شریف میں ہے۔ (۲۶) خواجہ محمد معصومؒ عروۃ الوثقی۔ مزار مبارک سرہند شریف میں ہے۔

(۲۷) خواجہ عبد الاحدؒ المشہور شاہ گل۔ مزار مبارک سرہند شریف میں ہے۔

(۲۸) خواجہ محمد حنیفؒ پارسا۔ مزار مبارک بامیان (نواح کابل) میں ہے۔

(۲۹) شیخ محمد زکیؒ مطہری۔ مزار مبارک مقام اتقی لاتقی (عرفات عرب شریف) میں ہے۔

(۳۰) خواجہ شیخ محمدؒ۔ مزار مبارک مکۃ المکرمہ میں ہے۔ (۳۱) خواجہ محمد زمانؒ۔ مزار مبارک لواری (سندھ) میں ہے۔ (۳۲) خواجہ حاجیؒ احمد۔ مزار مبارک بوسیدی میاں (سندھ) میں ہے۔

(۳۳) حضرت شاہ حسینؒ (ڈھوریوالے)۔ مزار مبارک مکان شریف (ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب بھارت) میں ہے۔ (۳۴) خواجہ امام علیؒ شاہ۔ مزار مبارک مکان شریف (ضلع گورداسپور بھارت) میں ہے۔ (۳۵) حضرت میر صادق علیؒ شاہ۔ مزار مبارک مکان شریف (ضلع گورداسپور بھارت) میں ہے۔ (۳۶) بابا میاں امیر الدینؒ۔ مزار مبارک کوٹلہ پنجو بیگ (ضلع شیخوپورہ) میں ہے۔ (۳۷) شیر ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری۔ مزار مبارک شرق پور (ضلع شیخوپورہ) میں ہے۔ (۳۸) حضرت سید محمد اسمٰعیلؒ شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے۔ مزار مبارک حضرت کرمانوالا شریف (اوکاڑہ)۔ (۳۹) حضرت پیر محمد علی شاہ بخاری المعروف باباجی سرکار۔ مزار مبارک حضرت کرمانوالا شریف (اوکاڑہ)

(۴۰) حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری المعروف پیر جی سرکار۔ مزار مبارک حضرت کرمانوالا شریف (اوکاڑہ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ مشائخ عظام سلسلہ نقشبندیہ

۱۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

سب چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور کا نور پیدا کیا۔ حضور نبی کریم نے فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے۔ مکتوبات شریف دفتر سوئم مکتوب ۱۰۰ میں ہے۔ کہ جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام افراد عالم کی پیدائش سے نرالی ہے۔ بلکہ افراد عالم سے کسی فرد کو کسی جہت سے آپ سے مناسبت نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود جسمانی وجود باوجود کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کئے گئے جس طرح حضور پرنور تابدار مدینہ باعتبار کمالات نبوت کے تمام کائنات سے ممتاز ہیں۔ اسی طرح اوصاف لوازم میں بھی تمام انسانوں بلکہ ساری کائنات میں وحدہٗ لاشریک ہیں۔

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

محمدؐ گر نبودے کس نہ بودے
نبودے ہیچ عالم در وجودے

Marfat.com

خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی سیرت پاک مہ و سال کے آئینہ میں معہ مختصر کیفیت

ولادت پاک سال فیل کے ۵۲/۵۵ دن بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء موسم بہار - بروز سوموار قبل از طلوع آفتاب بعد از صبح صادق + ایوان کسریٰ (شہنشاہ ایران نوشیرواں) کے ۱۴ کنگرے گر پڑے - آتش کدہ بجھ گیا (معجزہ) والدہ نے نام احمد رکھا۔ دادا (عبدالمطلب) نے محمدؐ۔

رضاعت تین دن اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا دودھ پیا۔ پھر سات روز ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا۔ پھر دائی حلیمہ سعدیہ کے ہاں ۴/۵ سال تک رہے۔ ۲ سال کے ہوئے دودھ چھڑا دیا گیا۔ پہلا شق صدر حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چراتے ہوئے جنگل میں ہوا۔ آپؐ کی برکت سے خشک کھیتیاں سرسبز ہوگئیں۔

مکہ میں واپسی اور حضرت آمنہ کی وفات ۴/۵ سال کے ہوئے تو حلیمہ سعدیہ آپؐ کو حضرت آمنہ کے پاس مکہ چھوڑ گئیں۔ ۶ سال کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ وفات پا گئیں اور مقام ابوار میں دفن ہوئیں۔

خواجہ عبدالمطلب کی کفالت والدہ کی وفات کے بعد آپؐ خواجہ عبدالمطلب کی کفالت میں آئے۔ ۸ سال کا سن مبارک تھا کہ عبدالمطلب وفات پا گئے۔

سردار ابوطالب کی کفالت ۱۲ سال کی عمر میں سردار ابوطالب کی کفالت کے دوران آپؐ نے اپنے مشفق چچا کے

Marfat.com

ہمراہ ملک شام کا سفر اختیار کیا۔ بحیرا راہب سے ملاقات۔ اُس نے بتایا کہ آپ نبی آخر الزمان ہیں۔ سردار ابوطالب کو تاکید کی کہ یہود سے انہیں بچا کے رکھیے آپ نے مقام قراریط میں بکریوں کی گلہ بانی فرمائی۔ یہ مقام موضع جیاد کے نزدیک تھا۔

امین کا معزز لقب

بڑے ہوئے تو قوم نے آپ کے اوصاف فاضلہ اور اخلاقِ حمیدہ کے باعث امین کے معزز لقب سے سرفراز کیا۔

حرب فجار

پہلی جنگ ۵۸۰ء دوسری ۵۹۰ء۔ قبیلہ قیس اور قریش کے درمیان۔ قریش حق پر تھے۔ ۵۹۰ء میں آپ نے قریش کا ساتھ دیا۔ قریش کو فتح ہوئی۔ سن مبارک ۲۰ سال۔

حلف فضول

یہ ایک عہد نامہ تھا علاقہ میں امن وامان کے لیے اور مظلوم کی حمایت میں۔ آپ کی تصدیق سے یہ نافذ ہوا۔

عمر مبارک ۲۰ سال۔

حضرت خدیجہ طاہرہ سے عقد ازدواج

عمر مبارک ۲۵ سال حضرت طاہرہ کی عمر ۴۰ سال۔ بیوہ تھیں۔ انہیں آپ کی دیانتداری اور عظمت کے باعث آپ کی زوجیت میں آنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ خطبہ نکاح سردار ابوطالب نے پڑھا۔ بعدازاں آپ نے دولت کدہ خدیجہ کو شرفِ قدوم بخشا۔ زید بن حارثہ آپ کی غلامی میں آیا۔

تعمیر کعبہ اور حجر اسود

۳۵ سال کی عمر مبارک تھی۔ آپ کے ناخنِ تدبیر سے مکہ ایک خونریز جنگ سے بچ گیا۔ حجر اسود جسے نصب کرنے کا ہر قبیلہ دعویدار تھا۔ آپ نے خود ہی اپنے دستِ مبارک سے اصل مقام پر نصب کر دیا۔ تمام قبیلے مطمئن ہو گئے۔

غارِ حرا کی عزلت گزینی

نبوت کا زمانہ قریب سے قریب تر آ رہا تھا۔ بعثت سے چند ماہ قبل غارِ حرا میں عزلت گزین ہو گئے۔

Marfat.com

ستو ختم ہو جاتے تو خود آ کر گھر سے لے جاتے یا حضرت خدیجہؓ پہنچا دیتیں۔

بعثتِ نبوی ۱۲ ربیع الاوّل ۶۱۰ء سن مبارک ۴۰ سال۔ غارِ حرا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے۔

آغاز نزول قرآن دوشنبہ ۱۷ رمضان المبارک ۱ نبوت مطابق ۶۱۰ء بعثت کے تین سال بعد برملا تبلیغ کا حکم ہوا۔

سرزمینِ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت قریش کے ستم۔ ۵ نبوت کل ۱۶ نفوس (۱۲ مرد، ۴ عورتیں) حضرت عثمانؓ بن عفان اور آپ کی اہلیہ حضرت رقیہؓ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ) غلط اطلاع کہ قریش نے صلح کر لی ہے۔ شوال میں مہاجرین حبشہ سے مکہ واپس آ گئے۔

حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام لانا ۶ نبوت پہلے امیر حمزہؓ پھر حضرت عمرؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت عمرؓ کی قیادت میں مسلمان کعبۃ اللہ پہنچے اور اعلانیہ نماز ادا کی۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا معزز لقب عطا فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے مسلمانوں کی تعداد ۴۰ ہو گئی۔

شعب ابی طالب میں محصوری قریش کا ابو طالب سے مطالبہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کے لیے ہمارے حوالے کرو۔ ان کا انکار اور حفاظت کی غرض سے اپنی گھاٹی (شعب ابی طالب) میں محصوری محرم ۷ نبوت سے ۱۰ نبوت تک۔ تمام قبیلوں کا معاہدہ مقاطعہ بنی ہاشم سے۔ یہ معاہدہ بیت اللہ کی چھت سے لٹکا دیا گیا معاہدہ کو دیمک کا چاٹ جانا۔ محصوری سے رہائی (تین سال کے بعد) بنو ہاشم کا گھروں کو واپس آنا۔

حبشہ کی طرف ہجرت ثانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محصوری کے زمانہ کے

Marfat.com

دوران یہ ہجرت ہوئی کل ۱۰۵ افراد تھے (۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں) ان میں حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی تھیں۔ قریش کی سفارت شاہ نجاشی والی حبشہ کے پاس مسلمانوں کی واپسی کے لیے۔ نجاشی کا انکار اور اسلام قبول کرنا۔ قریش کا غم و غصہ اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا۔

قریش کا آخری حربہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عتبہ بن ربیعہ پیغامبر قریش۔ زن۔ زر اور حکومت کی پیشکش۔ آپ کا سورۃ حٰمٓ سجدہ کی تلاوت فرمانا۔ عتبہ کا قرآن سے متاثر ہونا اور ناکام واپسی۔

وفات سردار ابو طالب و حضرت خدیجہ طاہرہؓ عام الحزن سنہ ۱۰ نبوت میں سردار ابو طالب کی وفات اور تین دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات۔ آپ دو شفیق اور غمگسار ساتھیوں سے محروم ہو گئے۔ کفار مکہ کی ایذا رسانیوں میں تیزی اور سختی۔ اسے غم کا سال کہا جاتا ہے۔

سفر طائف جمادی الثانی سنہ ۱۰ نبوت۔ صرف زید بن حارثہ خادم ساتھ تھا۔ اہل طائف کی شقاوت قلبی۔ آپ کو زخمی کرنا۔ دعائے طائف۔

معراج شریف دوشنبہ ۲۷ رجب سنہ ۱۰ نبوت ۲۲ مارچ سنہ ۶۱۹ء حضرت ابو بکرؓ کا سب سے پہلے تصدیق کرنا اور صدیق کے معزز لقب سے ملقب ہونا۔

مدینہ کے پہلے ایمان لانے والے سنہ ۱۱ نبوت ۶ سعید روحیں تھیں۔ آپ ایام حج میں لوگوں کو تبلیغ فرماتے۔ آپ کو یہ مکہ کے نزدیک مل گئے۔ آپ پر ایمان لے آئے۔

سنہ ۱۲ نبوت بیعت عقبہ اولیٰ۔ سنہ ۱۳ نبوت بیعت عقبہ ثانی سنہ ۱۲ نبوت۔ پہلے ۶ آدمیوں

Marfat.com

کے علاوہ ۶۔ اور مدینہ سے آئے کل ۱۲۔ مقام عقبہ (جو حرا اور منیٰ کے درمیان ایک گھاٹی ہے۔) میں آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو مبلغ دین بنا کر ان کے ساتھ بھیجا۔ ۱۳ سنہ نبوت میں پھر ۷۵ افراد (۷۳ مرد دو عورتیں) حاضر خدمت ہوئے بیعت کی اور آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔

معجزہ شق القمر

ایک مرتبہ آدھی رات کے قریب حضورؐ کا حضرت عبداللہ بن مسعود اور چند دیگر صحابہ کے ساتھ کسی قبیلہ میں تبلیغ کے لیے جانا۔ راستہ میں ابوجہل اور چند رؤسائے قریش ملے۔ ابوجہل نے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر ملا دیا قافلوں نے تصدیق کی۔ مگر ابوجہل اور دیگر قریش ایمان نہ لائے۔

ستم کدہ مکہ سے دارالامان مدینہ کو صحابہ کی روانگی

جب قریش کے ظلم وستم انتہا کو پہنچ گئے تو ہجرت نبویؐ سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے ۱۰۵ اصحابہؓ مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ سب چھپ چھپا کر صرف حضرت عمر فاروقؓ اعلانیہ۔ کسی کو مزاحمت کی جرأت نہ ہوئی۔ اب مکہ میں صرف حضورؐ آقائے نامدارؐ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ تھے۔ حضورؐ حکم الٰہی کے منتظر اور یہ دونوں حضورؐ کے ارشاد کے منتظر۔

دارالندوہ میں مشاورت

ہجرت کی رات سے ایک دن قبل آپؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ طے پایا۔ حضرت جبرائیلؑ کا آپؐ کو حکم ہجرت سے مطلع کرنا اور آپؐ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر جا کر صدیق اکبرؓ کو رفیقِ سفرِ ہجرت ہونے کا مژدہ سنانا۔

ل امریکی خلاباز جو ۱۹۶۹ء میں چاند پر پہنچے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے چاند میں ایک دراڑ دیکھی۔ جو حدِ نگاہ سے آگے جاتی ہے۔ غیر مسلموں کے اس بیان کے بعد اب تو کسی کو معجزہ شق القمر میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اس معجزہ کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ القمر میں ہے۔

Marfat.com

محاصرہ تہائی رات آپؐ کے کاشانۂ اقدس کا محاصرہ ۲۱ رؤسائے قریش سے۔ آپؐ کو بچ نکلنا اور حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ غارِ ثور میں پہنچ جانا۔ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کا حضور رحمت عالمیاں کے بستر مبارک پہ لیٹ جانا۔

آغازِ ہجرت تین دن رات غارِ ثور میں رہے۔ قریش مکّہ کی تلاش میں ناکامی۔ روانگی سوئے مدینہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت دو شنبہ ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء۔

سراقہ کا تعاقب گھوڑے کو تین بار زمین میں دھنس جانا۔ سراقہ کا توبہ کرنا۔ اسے کسریٰ کے کنگن کی بشارت۔

داخلہ بستی قبا ربیع الاوّل ۱ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء قبا میں مسجد کی تعمیر حضرت علیؓ کا تن تنہا پیادہ مکّہ سے قبا پہنچ جانا۔

مدینہ منوّرہ میں ورودِ مسعود دو شنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱ھ ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء یثرب سے مدینہ اور مسلمانان مدینہ انصار کہلائے۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر۔ مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ (مواخات)

میثاقِ مدینہ ہجرت کے پانچ ماہ بعد مسلمانوں اور یہود مدینہ میں ایک معاہدہ۔ ایک اسلامی ریاست کا قیام جس کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سربراہ ہوئے۔

آذان کی ابتدا ۱ھ حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عبداللہ بن زید انصاری کے رویاء کے مطابق مروّجہ آذان کا آغاز۔

جہاد کی اجازت، تحویل قبلہ، فرضیت روزہ بالترتیب صفر ۲ھ سہ شنبہ ۱۵ شعبان ۲ھ

مدینہ میں ۱۶، ۱۷ ماہ بیت المقدس قبلہ رہا۔ تحویل قبلہ۔ آپ کی آرزو کے مطابق شعبان ۲ھ۔

Marfat.com

جنگِ بدر ۱۷ رمضان ۲ھ ، ۱۶ مارچ ۶۲۴ء ، کفار ۱۰۰۰ ، مسلمان ۳۱۳ فرشتوں کی مدد ، بارش کا آنا۔ ۷۰ سرغنہ کفار مقتول۔ ۷۰ قیدی مسلمان ۱۴ شہید۔ مکمل فتح ۔ حضرت رقیہؓ بنتِ رسول اللہ کا انتقال ۔

یہود بنی قینقاع ۱۷ شوال ۲ھ جلا وطن ہوئے۔ بغاوت کی۔ جبکہ مسلمان غزوۂ بدر میں مصروف تھے ۔

حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا عقد غزوۂ بدر ۲ھ کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ کی عمر مبارک ۲۱ سال اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی عمر مبارک ۱۸ سال ۔

حضرت اُمّ کلثومؓ بنت رسول اللہ کا عقد حضرت عثمان غنیؓ سے ربیع الاوّل ۳ھ حضرت عثمان غنیؓ کا ذوالنورین (دو نور والے) کے معزز لقب سے ملقب ہونا ۔

غزوۂ اُحد ۶ شوال ۳ھ مطابق ۲۱ مارچ ۶۲۵ء ، کفار ۳۰۰۰ ، مسلمان ۷۰۰۔ کفار بھاگ نکلے ۔ تیر اندازوں نے درہ چھوڑ دیا۔ خالد بن ولید کے دستے نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ۷۰ مسلمان شہید۔ حضرت امیر حمزہؓ اور دیگر کئی اصحاب کی مبارک لاشوں کا مثلہ کیا گیا۔ حضورؐ کا زخمی ہونا۔ یہ شکست نہ تھی۔ نقصان ہوا۔ مگر میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔

غزوۂ بنی نضیر ربیع الاوّل ۴ھ ، بنی نضیر قبیلہ یہود مدینہ کی بدعہدی جلاوطن کر دیئے گئے۔ سامان لے جانے کی اجازت ۔

غزوۂ مریسیع ۳ شعبان ۵ھ۔ بنو مصطلق قبیلہ سے جنگ۔ فتح ۔ حضرت جویریہؓ بیوہ تھیں۔ بنو مصطلق کے قیدیوں کے ساتھ آئیں۔ حضورؐ نے ازراہِ شفقت اُنہیں آزاد کر کے اُمّ المؤمنین کا شرف بخشا۔ نیز واقعہ افک پیش آیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عظمت قرآن نے بیان فرمائی ۔

غزوۂ احزاب یا خندق ذیقعد ۵ھ مطابق ۶۲۷ء کفار ۲۰۰۰۰ ، مسلمان ۳۰۰۰

Marfat.com

حزب کے مشترکہ قبائل مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ مدینہ کے اطراف میں خندق کھودی گئی۔ تیز آندھی کا آنا۔ کفار کا بھاگ جانا۔ ۶ مسلمان شہید ہوئے۔

نوٹ: جنگ احزاب میں لشکر کفار پہ اتنی مہیب اور تند و تیز آندھی چلی کہ ان کے خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے چھوٹ گئے۔ دیگیں اور کھانے کے دیگچے الٹ الٹ جاتے تھے۔ آندھی کا زور صرف لشکر کفار کی طرف تھا۔ کفار بھاگ کھڑے ہوئے ایسا ہی ایک واقعہ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب اس نے دین اسلام کی جگہ دین الٰہی نافذ کرنا چاہا۔ شہنشاہ اکبر نے دربار اکبری لگایا۔ اسے خوب آراستہ کیا۔ بادشاہی محل سے پنڈال تک کئی میل بچھی تھیں۔ اپنے امراء، وزراء، سپہ سالاروں، درباریوں اور حکومت نے علماء کے لیے ہر قسم کا قیمتی سامان بہم پہنچایا۔ دوسری طرف دربار خیمے لگایا اس میں بوسیدہ خیمے، ٹوٹے پھوٹے برتن، ناکارہ کوزے اور بوسیدہ صفیں تھیں۔ دین شہنشاہ اکبر اعلان کرنے ہی والا تھا کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی وہاں پہنچ گئے۔ حالات کا جائزہ لیا۔ جب دین حق کے ساتھ یہ تمسخر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے ساتھ یہ گستاخی دیکھی تو رگ فاروقی پھڑک اٹھی۔ بارگاہ رب ذوالجلال میں ہاتھ اٹھائے پس پھر کیا تھا تند و تیز آندھی چلی، خیمے اکھڑ گئے۔ سارا نظام درہم برہم ہوگیا۔ بادشاہ اور درباری بدحواسی میں بھاگے۔ شہنشاہ کے سر پر شدید چوٹ آئی۔ وہ اسی صدمہ سے مرگیا۔ وہ نیا دین جاری کرنا چاہتا تھا کہ ؎

ہندو مسلم سکھ عیسائی، آپس میں ہیں بھائی بھائی

ان دنوں بھی چند سیاست دان اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اسلام کے ساتھ کوئی اور مذہبی، معاشرتی شعار اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ان لوگوں کو خدائی محاسبہ سے ڈرنا چاہیئے۔ یہ اپنی تمام تر قوت کے باوجود اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ انشاءاللہ ایک دن اسلامی قانون نافذ ہو کر رہے گا۔

Marfat.com

غزوہ بنو قریظہ ذی الحجہ ۵ھ۔ جنگ احزاب میں کفّار کی مدد کی۔ معاہدہ کی عہد شکنی کی۔ اسیر ہوئے۔ اپنے ہی منصف کے فیصلہ کے مطابق مرد قتل ہوئے۔

بیعتِ رضوان۔ صُلح حدیبیہ ذیقعدہ ۶ھ مطابق ۶۲۸ء ۱۴۰۰ اصحابہ کرام کے ساتھ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے مکہ تشریف لے گئے۔ قریش نے مزاحمت کی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی غلط خبر۔ انتقام کے لیے بیعتِ رضوان۔ پھر قریش کا صلح کرنا۔ ۱۰ سال تک جنگ بندی۔

والیانِ ریاست کو دعوتِ اسلام یکم محرم ۷ھ تا ۹ھ دس والیان ملک کو خطوط لکھے گئے۔ صرف ۲ نے بداخلاقی کی۔ شہنشاہِ ایران پرویز نے آپؐ کا نامہ مبارک چاک کر ڈالا۔ سزا میں سلطنتِ ایران ۴ سال کے اندر ختم۔ شرجیل حاکم بُصرہ نے سفیر کو قتل کر دیا۔ جنگ موتہ اِس کا بدلہ لینے کے لیے ہوئی۔

غزوۂ خیبر محرم ۷ھ ۶۲۹ء کفار ۱۰,۰۰۰۔ مسلمان ۱۴۰۰۔ فتح مکمل۔ ۱۸ شہید۔ کفار ۹۲ قتل ہوئے۔ مرحب پہلوان حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھوں قتل ہُوا۔ حضرت صفیہؓ یہودی رئیس کی بیٹی قید ہوئیں۔ آپ نے صفیہ کو آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا۔ اِسی سال خالد بن ولید اور عمرو بن العاص ایمان لائے۔ ادائے عمرہ ۸ھ

غزوہ موتہ جمادی الاوّل ۸ھ زید بن حارثہ کی کمان میں ۳۰۰۰ مسلمان عیسائی ۱,۰۰,۰۰۰ زید بن حارثہ۔ جعفر طیّار۔ عبداللہ بن رواحہ کل ۱۲ مسلمان شہید۔ حضرت خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں فتح ہوئی۔

فتح مکہ ۲۰ رمضان المبارک ۸ھ جنوری ۶۳۰ء قریش مکہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اور پھر معاہدہ حدیبیہ کے ختم کرنے کا اعلان کیا۔ آپ ۱۰,۰۰۰ قدوسیوں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ مکہ فتح ہو گیا۔ صرف دو مسلمان شہید۔ عام معافی کا اعلان۔ کعبہ کو

Marfat.com

بتوں سے پاک کر دیا گیا۔

غزوہ حنین شوال ۸ھ ۶۳۰ء مسلمان ۱۲۰۰۰ اکثرت پر نازاں مقدمۃ الجیش کے پاؤں اکھڑ گئے۔ تاہم فتح ہوئی۔ ۶ مسلمان شہید۔ ۱۷ کافر قتل ۶۰۰۰ قیدی بنے۔ بیشمار غنائم۔ تمام قیدی بغیر عوض کے چھوڑ دیئے گئے۔

غزوہ طائف شوال ۸ھ کفار کی شکست خوردہ فوج قلعہ طائف میں محصور ہوگئی۔ ایک ماہ کے بعد محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ ۳ مسلمان شہید ہوئے۔ بنی ثقیف از خود حاضر ہوئے۔ اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

غزوہ تبوک رجب ۹ھ مطابق ۶۳۱ء قیصر ہرقل جنگ موتہ کا داغ دھونا چاہتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرحد پر تشریف لے گئے دشمن پر رعب چھا گیا۔ جنگ نہ ہوئی۔

مسجد ضرار ابو عامر اہل مدینہ میں سے عیسائی تھا۔ حضورؐ کا سخت دشمن جنگ حنین کے بعد شام چلا گیا۔ اس کے مشورہ سے مسجد ضرار بنائی گئی سب منافق یہاں جمع ہوتے۔ مہم تبوک سے واپسی پر آپؐ نے اس مسجد کے جلا دینے کا حکم فرمایا۔ عبداللہ بن ابی سلول کی وفات کے بعد اکثر منافقین سچے مسلمان ہوگئے۔ باقی چند جو رہ گئے۔ ان کو نام لے لے کر مسجد نبویؐ سے نکال دیا گیا۔

سال وفود ۱۰ھ بکثرت وفود آئے اور مسلمان ہوتے گئے۔ ۱۰،۷۰،۱۰۴ وفود کی تعداد بتائی جاتی ہے۔ فتح مکہ کے بعد وفد آنے شروع ہوگئے تھے۔

حجۃ الوداع ۱۰ھ ۶۳۲ء ذی قعدہ میں اعلان ہوا۔ حضور ۲۶ ذی قعدہ کو بعد نماز ظہر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ۴ ذوالحجہ کو مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ میدان عرفات میں ۱۲۴۰۰۰ کا اجتماع تھا۔ آپؐ نے مشہور خطبہ فرمایا۔ "حج کے احکام مجھ سے سیکھ لو۔ شاید میں آئندہ سال حج نہ کر سکوں۔ اور تم میں نہ ہوں"۔ دوران حج آیت 3 سورۃ المائدہ نازل ہوئی۔--------------

Marfat.com

(ترجمہ) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا۔ اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بحیثیت دین کے تمہارے لیے پسند کر لیا" یہ خطبہ لمبا اور پُر تاثیر ہے۔ جو انسانی حقوق کا ایک دائمی جامع منشور ہے۔

وصالِ مُبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ، ۶۳۲ء آپؐ ماہ صفر ۱۱ھ کے آخری ایام میں بیمار ہوئے۔ آخری ہفتہ آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں گزارا کیونکہ مرض کی شدت ہو گئی تھی۔ جب ضعف زیادہ ہو گیا۔ چلنا پھرنا مشکل تو امامت کے فرائض حضرت ابوبکرؓ ادا کرتے رہے۔ آخری دن آپؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ وقتِ چاشت ۱۱ھ، ۱۲ ربیع الاوّل جب رُوحِ پاک نے جسم اطہر سے اعلیٰ علییّن کی طرف پرواز کی تو الفاظ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیقِ الاعلیٰ زبان مُبارک پر تھے۔

تدفینِ جسمِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم

شب چہار شنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں۔ تاخیر کے کئی اُمور تھے۔

(i) اصحابہ کبارؓ کی اِس حادثہ فاجعہ پر عجیب اضطراب کا عالم۔ بعض کا خیال تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح قوم سے چند یوم کے لیے غائب ہوئے ہیں حضرت عمر فاروقؓ کا یہ عالم تھا کہ کہا جس کو میں نے یہ کہتے سُنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے سر قلم کر دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ سے اصحاب کو آپؐ کی وفات کا یقین آیا۔ (ii) قبر مبارک کس جگہ کھودی جائے اور کیسی ہو۔ صندوقی ہو یا لحدی۔ (iii) غسل جسم اطہر سے کپڑے اتار کر دیا جائے یا کپڑوں کے ساتھ (iv) سقیفہ بنو سعد میں قبیلہ اوس اور خزرج کے انصار کا اجتماع اور سعد بن عبادہ سردار بنی خزرج کو خلیفہ منتخب کرنے پر اتفاق۔ چند مہاجرین کا اعتراض بعدہٗ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا آنا۔ اور مجمع میں تقریر کرنا۔ اکثریت کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ اِس خطرناک انتشار کو رد کرنے کے بعد حضرات شیخینؓ کی واپسی پر تدفین کا انتظام مکمل ہوا۔

Marfat.com

رب ذوالجلال کے اپنے محبوب علیہ السلام کے صدقہ میں امت محمدیہ پر انعامات

ا۔ پچاس نمازوں کی جگہ پانچ مگر ثواب پچاس کا۔ ۲۔نیکی ایک ثواب' دس کا۔ ۳۔شب برات' شب قدر جیسی عظیم راتوں کا تحفہ۔ ۴۔رمضان المبارک کے مہینے میں ستر گنا ثواب۔ ۵۔مسلمانوں کے لئے پاک زمین بمنزلہ مسجد قرار دی گئی ہے۔ جہاں چاہے نماز ادا کرے۔ ۶۔وضو کی جگہ تیمم کی رعایت۔ ۷۔مال کی زکوۃ چوتھائی کی بجائے چالیسواں حصہ۔ ۸۔گناہوں کی پردہ پوشی۔ ۹۔ناپاک کپڑا کاٹ کر الگ کرنے کی بجائے دھونے سے پاک۔ ۱۰۔ غنیمتیں حلال۔ ۱۱۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں عذاب الٰہی نہ آیا اور دنیا سے بظاہر پردہ فرما جانے کے بعد جب تک آپ کے امتی استغفار پڑھتے رہیں گے عذاب سے مامون رہیں گے۔

تعصّب یا عصبیّت

اپنی قوم یا علاقہ کی سبب بے حمایت کرنا اور اس بنا پر دوسری سے کدورت رکھنا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو لوگوں کو عصبیت کی دعوت دے۔ عصبیت کے سبب جنگ کرے یا عصبیت کی حالت میں مرے"۔ (مشکوۃ شریف)

تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ (قرآن ۔ حدیث)

لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم۔ ناولوں افسانوں کا پڑھنا۔ ٹی وی پر فحش' عریاں فلمیں دیکھنا۔ سنیما جانا۔ عورتوں کا بغیر محرموں کے گھروں سے باہر گھومنا۔ پارکوں میں تفریح کرنا۔ ننگے سر بے پردہ پھرنا۔ یہ سب ایسے امور ہیں جو انہیں بے شرم بنا رہے ہیں۔ دین سے دور کر رہے ہیں اور دین داروں سے بیزار۔ اللہ تعالٰی سمجھ دے۔ (ابلاغ)

Marfat.com

حضور نبی کریم رؤف الرحیم کا خلق عظیم

حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہ لیا۔ مگر جب آپؐ کسی حرمت اللہ کی بے حرمتی ہوتے دیکھتے تو اللہ کے لئے اس کا انتقام لیتے۔

آپؐ کا صبر، حلم، عفو: حضرت رافعؓ بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ غزوہ انمار (ربیع الاول ۲ھ) میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپؐ کی آمد کی خبر سن کر اعراب پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے۔ آپؐ ایک جنگل میں استراحت فرما ہوئے۔ وعثور بن حارث آپؐ کو اپنے اصحاب سے الگ پاکر تلوار لے کر اتر آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ رسول مقبول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ تلوار کھینچ کر آپؐ کے سر پر آ کھڑا ہوا۔ آپؐ بیدار ہوئے تو کہنے لگا۔ "تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟" آپؐ نے فرمایا "اللہ"۔ یہ سن کر وہ گر پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار لے کر فرمایا۔ "تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟" وہ بولا۔ "کوئی نہیں" آپؐ نے اس سے کچھ تعرض نہ کیا۔ وہ ایمان لے آیا۔ اللہ اکبر۔

۲۔ جن دنوں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح کے لئے خفیہ تیاریاں فرما رہے تھے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے بغرض اطلاع قریش مکہ کو ایک خط لکھا جو ایک عورت کے ذریعے مکہ روانہ کیا۔ وہ خط آپؐ ہی کے بتانے پر راستہ میں پکڑ لیا گیا۔ ایسے سنگین جرم کے باوجود آپؐ نے حضرت حاطبؓ کو معاف کر دیا اور اس عورت سے بھی کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔

۳۔ اعلان نبوت کے دسویں سال ماہ جمادی الثانی میں آپؐ نے بسلسلہ تبلیغ طائف کا سفر اختیار کیا۔ سفر کے ساتھی صرف حضرت زیدؓ بن حارثہ تھے۔ بنی ثقیف کے تینوں سردار عبدیالیل، حبیب، مسعود پسران عمرو آپؐ سے بے مروتی اور بے رخی سے پیش آئے۔ آپؐ واپس ہوئے تو ان کے ایما پر شہر کے اوباشوں اور بے فکروں نے آپؐ پر اتنی سنگ باری کی کہ خون بہہ نکلا۔ نعلین مبارک خون سے بھر گئیں۔ پہاڑوں کا فرشتہ

Marfat.com

خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا کہ اگر اجازت ہو تو اہل طائف کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ "میں نہیں چاہتا کہ وہ ہلاک ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور دعا کی۔

الٰہی! فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر

الٰہی! پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

۴۔ غزوہ بدر (۲ھ) کے چند دن بعد ایک روز عمیر بن وہب بن خلف قرشی جمحی اور صفوان بن امیہ بن خلف قرشی جمحی خانہ کعبہ میں مقام حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے اصحاب کو اذیت دیا کرتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب' اسیران جنگ میں مدینہ منورہ میں تھا۔ صفوان کا باپ امیہ قتل ہوا تھا عمیر اور صفوان کے درمیان یوں گفتگو ہوئی:۔

صفوان = اب زندگی کا لطف نہیں رہا۔

عمیر = اللہ کی قسم تو نے سچ کہا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا' جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور عیال نہ ہوتا جس کے تلف ہو جانے کا مجھے اندیشہ ہے تو میں مدینہ منورہ جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرتا کیونکہ ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاں قیدی ہے۔

صفوان نے کہا= تمہارا قرض میں ادا کروں گا۔ تمہارا عیال میرے عیال کے ساتھ رہے گا جب تک زندہ ہوں تمہارے عیال کا کفیل ہوں۔

عمیر = بس میرے اور تمہارے درمیان۔

صفوان = (عمیر کی روانگی کے بعد لوگوں سے) تم شاد ہو کہ چند دن بعد تمہارے پاس ایک واقعہ کی خبر آئے گی جس سے تم جنگ بدر کی تمام مصیبتیں بھول جاؤ گے۔

عمیر زہر میں بجھی ہوئی تلوار اڑے لٹکائے اونٹنی پر سوار مدینہ منورہ آیا۔ اونٹنی کو مسجد نبوی کے دروازہ پر بٹھا دیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے جنگ بدر میں مسلمانوں پر عنایات خداوندی کا ذکر فرما رہے تھے۔ انہوں نے عمیر کو دیکھ لیا اور گلے سے دبوچ کر اسے حضور پرنور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے حضور پیش کیا۔ آپؐ نے عمیر سے فرمایا۔ "آگے آؤ"۔ عمیر آگے بڑھا اور زمانہ جاہلیت کا سلام پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "اللہ عز و جل نے ہمیں اس تحیہ سے بہتر تحیہ عطا فرمایا ہے جو اہل بہشت کا سلام ہے"۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمیر! کیونکر آنا ہوا۔ عمیر= اپنے بیٹے کے لئے جو آپؐ کے پاس قیدیوں میں ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر گلے میں تلوار کیوں؟ عمیر= خدا ان تلواروں کا برا کرے۔ ہمیں انہوں نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دریافت فرمایا۔ "سچ بتاؤ کس لئے آئے ہو؟" عمیر نے پھر وہی جواب دہرایا کہ فقط اپنے بیٹے کے لئے۔ اس پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "نہیں بلکہ تم اور صفوان حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تم نے مقتولین بدر کا گڑھے میں پھینکنے کا ذکر کیا۔ پھر تو نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور عیال نہ ہوتا تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے نکلتا۔ یہ سن کر صفوان نے بار قرض و عیال اپنے ذمہ لیا۔ بدیں غرض کہ تو مجھے قتل کرے۔ مگر اللہ تعالٰی تیرے اور اس غرض کے درمیان حائل ہے"۔ یہ سن کر عمیر بولا۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں۔ آپ نے جو بات بتائی ہے۔ میرے اور صفوان کے سوا کسی اور کو معلوم نہ تھی۔ اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ کے سوا آپ کو کسی اور نے نہیں بتلائی۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے قبول اسلام کی توفیق بخشی"۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا۔ "تم اپنے بھائی عمیر کو مسائل دین سکھاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے بیٹے کو بھی رہا کر دو"۔ اللہ اکبر۔ یہ عفو۔ لطف و کرم کہ آپؐ نے کوئی تعرض نہ فرمایا۔ صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم۔

Marfat.com

افضل الصحابہ بالتحقیق

حضرت سیدنا ابوبکر رض صدیق

من کان فی الغارِ رفیق

اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر رض لقب صدیق عتیق۔ والدِ ماجد کا نام عثمان رض کنیت ابوقحافہ، والدہ ماجدہ کا نام سلمٰی کنیت اُم الخیر۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ قریش کے ممتاز قبیلہ بنی تیم کے معزز فرد تھے۔ آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ مقرر کیے گئے۔ عہد خلافت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ عمر مبارک ۶۳ سال۔

فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رض

زمانۂ جاہلیت میں بھی اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے اور معاشرہ کے ہر نقص سے پاک رہے۔ ○ سنِ شعور سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رفیق اور ہم جلیس رہے اور تا دمِ آخر ساتھ دیا۔ ○ سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رض کے نکاح کے موقعہ پر قیمتی پارچات کا تحفہ پیش کیا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی قبول فرما کر عزت افزائی کی ○ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے آپ نے ہی دعوتِ اسلام قبول کی ○ حضرت صدیق اکبر کی پُرجوش اور پُرخلوص تبلیغ سے قریش مکہ کے معززین میں سے حضرت عثمانِ غنی رض بن عفان، حضرت زبیر رض بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن رض بن عوف اور حضرت ابوعبیدہ رض بن جراح حلقہ بگوش اسلام ہوئے ○ حضرت سیدنا صدیق رض اکبر نے وہ لونڈی اور غلام منہ مانگے دام دے کر خرید لیے اور اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا جن کے کافر آقا انہیں سخت ترین اذیتیں دیا کرتے تھے۔ جیسے (۱) حضرت بلال رض حبشی (۲) عامر رض بن فہیرہ (۳) ابوفکیہہ

Marfat.com

وغیرہ ۔ لونڈیاں (۴) زنیرہ (۵) نہدیہؓ (۶) ان کی بیٹی جاریہؓ (۷) زنینؓ (۸) اُم عبیسؓ ○ بیت اللہ شریف میں توحید پر پہلی تقریر اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ نے ہی کی۔ قریش آتشِ غضب سے بھڑک اٹھے اور انہیں اتنا مارا پیٹا کہ آپ کو آپ کے لواحقین بے ہوشی کی حالت میں گھر لے گئے۔ ہوش آیا تو سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی پھر دریافتِ حال کے لیے بنفس نفیس حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اطمینان ہوا تو پھر کچھ کھایا پیا۔ ○ اس واقعہ کے بعد حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار آپ سے اتنا بڑھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز دو مرتبہ صبح و شام حضرت صدیقؓ اکبر کے گھر بن بلائے تشریف لے جاتے اور یہ معمول وقت ہجرت تک رہا۔ یہ اکیلا ایک شرف ہی کیا کم ہے ○ شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین سے دریافت فرمایا کہ میری قوم میں سے سب سے پہلے اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا "ابوبکر" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو صدّیق کا معزز لقب عطا فرمایا۔ آسمانوں میں آپ کا نام صدّیق عتیق ہے ○ قرب و اختصاص میں باریابی کے وقت حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا تھے۔ اُس وقت خاص قسم کی حیرت اور وحشت اور حق تعالیٰ کی جلالیت و عظمت پیش آئی تو ایک منادی نے حضرت ابوبکرؓ صدّیق کی ہم آواز میں ندا دی۔ ترجمہ "اے محمدؐ! ٹھہریئے۔ بیشک آپ کا رب صلوۃ بھیجتا ہے"۔ آپ کو حضرت ابوبکرؓ کی آواز سے اُنس معلوم ہوا اور اُس وحشت سے نکلے ○ حضرت صدّیق اکبرؓ کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دوش مبارک پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچانے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی گود ہی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ بنی اور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی لعابِ دہن کی دوا سانپ کے ڈسنے والی جگہ کو نصیب ہوئی ○ تین دن رات متواتر حضرتِ صدیقؓ اکبر نے بلا شرکتِ غیر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کو دیکھنے سے ڈھیروں برکتیں حاصل کیں کہ غارِ ثور کی ایک رات کی نیکی حضرت عمرؓ فاروق کی تمام عمر کی نیکیوں سے زیادہ بیان فرمائی گئی ہے۔

Marfat.com

○ مقام قبا پہنچ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر چادر سے سایہ کرنے کا شرف آپ کو ہی حاصل ہوا اور خود کو اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ظاہر کر کے مقام خاص حاصل کر لیا۔

○ جب آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کا سرمایہ ۴۰۰۰۰ درہم تھے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے باعث وقت ہجرت صرف ۵۰۰۰ درہم کی پونجی تھی جو آپ تمام کی تمام مدینہ منورہ ساتھ لے گئے۔ اس رقم سے مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے لیے زمین خریدی گئی۔ اس طرح یہ آخری پونجی بھی اسلام پر قربان کر دی۔ ○ آپ ہی کے مکان کو نقطہ ''آغاز ہجرت'' بننے کا شرف حاصل ہوا۔ سفر ہجرت کے لیے یہاں سے ہی سامان لیا گیا۔ اونٹ اور سامان خورد وغیرہ ○ غزوہ بدر کے موقعہ پر ولولہ انگیز تقریر کی جاں نثاری کا ثبوت دیا۔ ہر مشکل گھڑی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استقامت سے رہے۔ آپ کی حفاظت کیلئے عرش کے باہر پہرہ دیا اور کسی کافر کو ادھر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ عرش کے اندر وقت دعا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک آپ کے دوش مبارک سے گر گر پڑتی تھی اور حضرت صدیق اکبرؓ ردائے اطہر کو آپؐ کے شانوں مبارک پر رکھتے۔ عرض کیا ''یارسول اللہ! بس کیجئے۔ آپؐ کی اتنی دعا اکتفا کرے گی۔ خداوند قدوس اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا حضرت صدیقؓ اکبر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کا یقین کلی تھا۔

○ آپ کے بیٹے عبدالرحمنؓ نے ایک دفعہ آپ سے کہا کہ ابا جان! میدان بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں تھے۔ آپ کو علم نہ تھا۔ چونکہ میں آپ کی بیٹھ پیچھے تھا۔ میں نے آپ کو والد ہونے کے ناطے سے چھوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ بیٹا! اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں تمہیں نہ چھوڑتا کیونکہ تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی صف میں تھے اللہ اکبر۔ ○ ہر غزوہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ جنگ اُحد میں سب سے بڑھ کر ثابت قدم رہے۔

○ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران صدیق اکبرؓ نے ہی آپؐ کے حکم پر مسجد نبوی میں امامت کی یعنی حضورؐ نے صدیق اکبرؓ کی اقتدا میں سترہ نمازیں ادا کیں۔

Marfat.com

○ ہجرت کا راز آپ کے گھر والوں کو معلوم تھا کسی نے بھی یہ راز افشا نہ کیا بلکہ سارا کنبہ اور غلام خدمت گزاری میں لگے رہے ○ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خسر ہونے کی حیثیت سے بھی آپ کو امتیاز حاصل ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ رازدارِ نبوت تھے

(i) ہجرت کے موقعہ کے لیے دو اونٹ کھلا پلا کر فربہ کر رکھے تھے اور ایک با اعتماد غیر مسلم کو رات کی تاریکی میں راستہ بتلانے کے لیے اجرت پر رکھ لیا ہوا تھا۔

ii - صلح حدیبیہ کے وقت اور طائف کا محاصرہ اٹھائے جانے پر معترض نہ ہوئے۔ کیونکہ افادیت سے واقف تھے۔

iii - اس مہم کی اہمیت سے بھی آپ آگاہ تھے جو ۸ھ میں فتح مکہ پر منتج ہوئی۔

iv - نازک دور پر خطر حالات میں حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ فرمایا۔

○ حدیبیہ کے صلح نامہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے بعد آپ کا اسم گرامی لکھا گیا۔

○ ذیقعدہ ۹ھ کے حج کے موقعہ پر آپ کو امیر الحج بنا کر مکہ معظمہ روانہ کیا گیا۔ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رہے۔

○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر آپ کی ہی تقریر سے مسلمانوں کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی ہمت ہوئی۔

○ سقیفہ بنی سعد میں آپ کے ہی تدبر سے نوزائیدہ اسلامی مملکت انتشار سے بچ گئی

○ اپنے عہد خلافت میں جھوٹے مدعیان نبوت اور منکرینِ زکوٰۃ کا دلیری اور جوانمردی سے مقابلہ کیا اور اسلام کی بے مثال خدمت کی۔

○ قرآن مجید کی آیات جو کاغذ کے پرزوں چمڑے، ہڈیوں اور پتوں پر لکھی ہوئی تھیں یکجا کر کے قرآن کریم کو موجودہ کتابی شکل میں لائے۔ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ تھا جو ان کے ہاتھوں سرانجام ہوا۔

○ اندرونِ عرب امن و امان قائم کرنے کے بعد فتوحات کی طرف متوجہ ہوئے اور

Marfat.com

ایران، شام کی طرف لشکر اسلام کو روانہ کیا۔

○ آپ کی چار پشتیں صحابیت کے شرف سے ممتاز ہیں۔ یہ شرف کسی اور کو حاصل نہیں۔

○ آپ کو اپنے قرب میں لینے کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجازت فرمائی اور قبر اطہر سے آواز آئی "دوست کو دوست کے پاس آنے دو۔"

○ حضرت امام غزالی کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں "حق تعالیٰ کا دیدار حضرت صدیق اکبرؓ کے لیے خاص ہو گا جو اوروں کو نصیب نہ ہو گا۔

○ حضرت امام ذہبیؒ کا قول ہے کہ چار خصوصیتیں ایسی ہیں جو سیدنا صدیقِ اکبرؓ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔ (۱) آپ کے سوا کسی کا نام صدیق نہیں رکھا گیا (۲) غار کی رفاقت کا شرف آپ کو ہی ملا (۳) آپ نے سرورِ کائنات کی معیت میں ہجرت فرمائی۔ (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں امام بنایا اور اپنی آخری نماز باجماعت حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا میں ادا کی۔

○ ایک حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے "انبیاء علیہم السلام کے ماسوا ابوبکر صدیق سے افضل کسی پر نہ تو آفتاب طلوع ہوا اور نہ ہی غروب۔" ○ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں "کہ حضرت صدیقِ اکبرؓ بالاجماع بعد از انبیاء سب سے افضل ہیں۔"

○ حضرت صدیقِ اکبرؓ کی وفات پر حضرت سیدنا علی المرتضےٰؓ نے فرمایا "اے ابوبکرؓ! تم پر خدا کی رحمت ہو۔ تم رسول اللہ کے محبوب، محسن، معتمد راز دار مشیر تھے تم مسلمانوں میں سب سے پہلے اسلام لائے، تمہارا ایمان سب سے زیادہ خالص اور تمہارا یقین سب سے استوار تھا تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے اور سب سے بڑھ کر دین کو نفع رساں تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا۔" اسلام کی شجاع ترین بزرگ ہستی حضرت ابوبکرؓ ہیں"

○ حضرت سیدنا علیؓ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔" حضرت ابوبکرؓ چار باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے (۱) انہوں نے اپنے اسلام کا افشا اور اظہار کیا ہے (۲) انہوں نے ہجرت میں سبقت (۳) مصاحبت فی الغار میں سبقت کی (۴) انہوں نے آغاز اسلام میں اعلانیہ

Marfat.com

نماز پڑھی۔ (مدارج النبوت)

○ جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو فرمایا "ابوبکرؓ تم پر خدا کی رحمت ہو تم نے خلافت کا معیار اتنا بلند کر دیا کہ بعد میں آنے والوں کے لیے دشواری پیدا کر دی۔"

○ حضور شفیق عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ حضرت صدیقؓ اکبر کے متعلق یوں ہیں۔" اپنی مصاحبت اور مال خرچ کرنے کے لحاظ سے میرے سب سے بڑے محسن ابوبکرؓ ہیں، اگر میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خلیل بناتا تو خلت کے لیے ابوبکرؓ کو چن لیتا لیکن ان کی محبت اور اسلامی اخوت کا جذبہ میرے دل میں ہے (بخاری مسلم)

(۲) حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہیں حضور فخرالاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۱) ہمارے ذمہ کسی کا کوئی عطیہ ایسا نہیں کہ ہماری طرف سے جس کی مکافات نہ ہو چکی ہو۔ بجز ابوبکرؓ کے عطیات کے اور بلاشبہ ہمارے ذمہ ابوبکرؓ کے عطایا ہیں۔ کہ جن کا قرار واقعی معاوضہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو دے گا اور مجھے کسی کے مال سے اتنا نفع نہیں پہنچا۔ جتنا کہ ابوبکرؓ کے مال سے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو میری نگہ انتخاب ابوبکرؓ کے سوا کسی اور پر نہ پڑتی۔ لیکن میں خلیل اللہ ہوں (۳) میں نے جس کسی پر اسلام پیش کیا۔ اُسے تردد ہوا۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے بلا جھجک اسلام قبول کیا۔

○ جنگ تبوک کے موقعہ پر گھر بار کا سارا اثاثہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنی قبا کے بٹن بھی۔ اور قبا ببول کے کانٹوں سے بند کی۔ اُس دن حضرت جبرائیل اور تمام ملائکہ کا یہی لباس رہا۔ اللہ اکبر۔

عمر مبارک ۶۲ سال سے متجاوز نہ ہوئی کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پاک ۶۳ سال تھی۔

یارِ غار کی رفاقت کا ذکر قرآن کریم میں

ترجمہ: (سورۃ توبہ آیت ۴۰) "اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کریم کی تو کیا ہوا ان کی مدد فرمائی ہے خود اللہ تعالےٰ نے جب نکالا تھا ان کو کفار نے۔ آپ دوسرے تھے دو سے۔ جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔ جب وہ فرما رہے تھے اپنے

Marfat.com

رفیق کو مت غمگین ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نازل کی اللہ نے اپنی تسکین ان پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے" مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ (۱) حضرت ابوبکرؓ کی یہ رفاقت سفر ہجرت اس قدر مہتمم بالشان اور بارگاہ ایزد منان میں کتنی مقبول ہوئی کہ ہجرت مقدسہ کے نو سال بعد غزوۂ تبوک کے موقعہ پر جب منافقوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے جی چرایا۔ تو رب قدوس نے رفاقت صدیقیؓ کا ذکر قرآن میں کر کے اس عظیم واقعہ کی یاد تازہ کر دی۔ یہ بھی پتہ چلا کہ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خلاف عادت شریفہ دوپہر کے وقت حضرت سیدنا صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اپنے لیے حکم ہجرت سے انہیں آگاہ کیا اور رفیق سفر ہونے کا مژدہ سنایا یعنی حضرت صدیقؓ اکبر اپنی مرضی سے رفیق سفر نہ بنے جیسا کہ شیعہ حضرات کہتے ہیں بلکہ یہ حضور نبی کریم کا اپنا انتخاب اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق تھا۔ اور اسی انتخاب میں فضیلت حضرت صدیقؓ اکبر پنہاں ہے "لا تحزن ان اللہ معنا" سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت سیدنا صدیقؓ اکبر کو اپنا غم نہ تھا بلکہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا غم تھا کہ مبادا انہیں کوئی تکلیف پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیقؓ اکبر کو نہ صرف تسلی دی بلکہ جس معیت خداوندی میں خود تھے وہی معیت حضرت صدیقؓ اکبر کو حاصل رہی۔ اس سے بڑھ کر حضرت سیدنا صدیقؓ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق باللہ اور حب رسول کی کوئی اور شہادت درکار نہیں خصوصی معیت میں ثانی اثنین اذ ھما فی الغار میں دونوں میں سے دوسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں۔ اور اذ یقول لصاحبہ میں لصاحبہ سے مراد بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ صاحبہ کی نص قرآنی کے پیش نظر صدیقؓ اکبر کی صحابیت کا انکار نص قرآنی کا انکار ہے۔ تفسیر حسن عسکریؒ میں مروی ہے کہ جب کفار نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا تو جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ کفار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع دی۔ اور یہ پیغام الٰہی بھی گوش گزار کیا۔

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اس پُر خطر سفر میں ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔ (ضیاء القرآن) اس سے روشن دلیل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی معیت صحابیت اور رفاقت کی کیا ہو سکتی ہے۔

ایک عجیب نکتہ اور نتیجہ

غارِ ثور میں پہلے حضرت صدیق اکبرؓ داخل ہوئے بعد ازاں حضور پُر نور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوا جب تک صدیقؓ اکبر غارِ ثور میں نہیں جاتے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں جاتے۔ ہمارے دل بھی گویا غار ہیں۔ جس دل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نہیں ہوں گے (یعنی اُن کی محبت نہ ہوگی) اُس دل میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جائیں گے۔ (وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خالی رہے گا) اللہ اکبر۔

حضرت سیدنا صدیقؓ کی ایک اہم خصوصیت

سورۃ احقاف کی آیت ۱۵ میں رب ذوالجلال نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کا امتیازی تذکرہ فرمایا ہے۔ مشرف باسلام ہو کر چالیس سال کی عمر پر رب محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا کی (۱) اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی (۲) میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے (۳) میرے لئے میری اولاد میں اصلاح رکھ، اللہ تعالےٰ کے دربار اقدس میں یہ دعائیں مقبول ہوئیں (۱) آپ اور آپ کا گھرانہ مشرف باسلام ہوا (۲) آپنے نو مومن غلاموں کو خرید کر آزاد کیا (۳) آپ کے والد، بیٹے، بیٹیاں اور پوتا ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن مسلمان ہوئے، یعنی چار پشتیں مشرف باسلام اور صحابیت کے شرف سے مُشرف ہوئیں۔

مختصراً آپ نے جس کارِ خیر کے لئے رب ذوالجلال سے دعا کی رب کریم نے پوری کر دی۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

آہو صفت زمیں مکہ نافہ
مشک پسر ابو قحافہ

(ترجمہ: اگر زمین غزال ہو تو مکہ نافہ ہے۔ نافہ کے اندر حضرت صدیق اکبر مشک کی صورت میں ہیں)

Marfat.com

دیگر خصوصیات

ا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کا اصل نام عبد الکعبہ بدل کر عبداللہ رکھا۔

۲۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے زمانہ جاہلیت کی تمام برائیاں اپنے اوپر حرام کر لی ہوئی تھیں۔ گویا اخلاق فاضلہ میں حضرت صدیقؓ کو آقائے نامدار ﷺ سے مماثلت تھی۔

۳۔ حضرت صدیقؓ کو اپنے جگری دوست (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے نبی موعود ہونے کا پختہ یقین تھا کہ:۔ (۱) انہوں نے خواب دیکھا بحیرا راہب سے تعبیر دریافت فرمائی۔ راہب نے آپ کے کوائف معلوم کرنے کے بعد (یہ مکہ کے خاندان قریش سے ہیں اور پیشہ تجارت ہے) بتایا کہ اللہ نے تمہیں سچا خواب دکھایا ہے۔ ایک عظیم الشان رسول تمہاری قوم میں مبعوث ہوں گے۔ تم ان کی زندگی میں ان کے وزیر اور بعد از وفات ان کے خلیفہ ہو گے۔ (۲) ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ صحن کعبہ میں کھڑے تھے۔ کہ امیہ بن ابی الصلت ثقفی (طائف کا جو ایک بڑا شاعر، عالم اور توحید پرست تھا۔ اور خود کو نبوت کا حقدار جانتا تھا) وہاں آیا اور پوچھنے لگا کہ جس نبی کی آمد کا انتظار ہے وہ اہل طائف میں یا قریش مکہ میں مبعوث ہو گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابو بکرؓ ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔ یہ شخص تورات اور انجیل کا عالم تھا۔ آپ نے ان سے یہ بات دریافت فرمائی تو ورقہ بن نوفل نے کہا کہ وہ تمہارے اندر ہی مبعوث ہوں گے۔ یہ سننے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا اشتیاق اور بڑھ گیا۔ (۳) حضرت ابو بکرؓ نے عالم رویا میں دیکھا کہ چاند ٹکڑے ہو کر گرا۔ اس کا ایک ایک ٹکڑا مکہ معظمہ کے ہر گھر میں گرا۔ پھر چاند کے یہ ٹکڑے باہم یکجا ہو کر گویا مکمل چاند ان کی گود میں آ گیا۔ اس خواب کی تعبیر ایک اہل کتاب معبر سے دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ تم اس نبی آخر الزماں کی پیروی کرو گے۔ اور اس نبی کے صحابہ میں سے اشرف ہو گے۔ چنانچہ جونہی آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کا اعلان نبوت سنا خود حاضر ہو کر ایمان لائے۔

۴۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ میں تلخ کلامی ہوئی۔

Marfat.com

حضور ﷺ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ آپ نے فرمایا "عمر! اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر مبعوث کیا۔ تم نے مجھے جھٹلایا۔ ابو بکرؓ نے تصدیق کی۔ انہوں نے اپنی ذات اور مال سے میری دلجوئی کی۔ کیا تم میرے لئے میرے دوست کو چھوڑو گے یا نہیں"۔

۵۔ حضرت ابو بکرؓ کے لئے تصدیق نبوت کے لئے سب سے بڑی کسوٹی خود حضور ﷺ کی ذات اور حضور ﷺ کی سیرت پاک تھی۔ جسے وہ بچپن میں خوب خوب تر جانتے تھے۔

۶۔ آقائے نامدار ﷺ نے آپ کو صدیق کے لقب سے معزز فرمایا تو رب ذوالجلال نے ان کے رتبہ اور مدارج کا تعین فرمادیا کہ صدیقیتؓ کا مقام نبوت کے فوراً بعد کا ہے۔ آیت نمبر ۶۹ سورۃ النساء

۷۔ پھر سورۃ زمر کی آیت ۳۳ میں وضاحت فرما دی۔ والذی جاء بالصدق و صدق بہ اولیک ھم المتقون (ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے (حضور نبی کریم) اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی (صدیق اکبر اور دیگر صحابہ) وہ متقین ہیں۔

حکم جہاد = ابن جریر طبری نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضور پرنور ﷺ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اب دشمنان دین لازماً ہلاکت کے گڑھے میں ڈالے جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے نبی اللہ کو اذیتیں دے دے کر خارج البلد کر دیا ہے۔ تو ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے اس وقت سورۃ حج کی آیات ۴۰۔۳۹ نازل فرمائیں اور مسلمانوں کو کفار سے مقابلہ کی اجازت دے دی (سبحان اللہ محبوب خدا یار غار کی بصیرت افروز خیال کی تصدیق کر دی گئی)

تبلیغ حق = جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں تبلیغ حق کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی کوشاں رہتے ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ بہت سے یہودی اپنے ایک بڑے عالم فخاص کے ارد گرد جمع ہیں۔ حضرت صدیقؓ نے فخاص سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں جن کا ذکر توراۃ اور انجیل میں آیا ہے۔ اگر تم اپنی عاقبت کی فلاح چاہتے ہو تو ان پر ایمان لے آؤ۔

Marfat.com

مخاص بولا ہم خدا کے محتاج نہیں بلکہ خدا ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس سے بے پرواہ ہیں۔ اور وہ ہم سے بے پرواہ نہیں۔ اگر وہ ہم سے مستغنی ہوتا تو ہمارے مالوں سے قرض کیوں مانگتا۔ جیسا کہ تمہارے ساتھی محمد (ﷺ) کا مقولہ ہے کہ "خدا کو قرض دو"۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اسے سمجھایا کہ اس "قرضہ" کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان اعمال حسنہ آگے بھیج کر توشہ آخرت بنائیں۔ خدا غنی بے حاجت مند نہیں۔ ہم محتاج ہیں اور ہر کوئی اس کا حاجت مند ہے۔ مگر مخاص اپنی بکواس اور نازیبا الفاظ سے باز نہ آیا۔ اور دریدہ دہنی کا مرتکب ہوتا رہا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی غیرت ایمانی سے رہا نہ گیا۔ غصے سے اس کے سر پر کاری ضرب لگائی۔ ضرب سے مخاص کا سر پھٹ گیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپؐ کے دوست نے میرا سر پھوڑ دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے صورت حال دریافت فرمائی۔ انہوں نے سارا واقعہ من وعن بیان کر دیا۔ اور عرض کیا کہ اس گستاخی کی سزا تو قتل ہے۔ لیکن مخاص مکر گیا کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پریشان ہوئے کیونکہ گواہ کوئی نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے یار غار یار وفا کے بیان کی تصدیق میں سورۃ آل عمران کی آیت ۱۸۱ نازل کر کے صدیقؓ کی صداقت پر مہر ثبت فرما دی۔ (ترجمہ = بے شک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہنا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا اور فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب) اللہ اکبر۔

عبدالرحمن بن ابی بکر کی مبارز طلبی = جنگ بدر ۲ھ میں عبدالرحمن بن ابوبکرؓ جو ابھی تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے۔ جنگ بدر میں قریش کی طرف سے لڑنے کے لیے آئے تھے۔ اثنائے جنگ میں آگے بڑھ کر انہوں نے نعرہ لگایا "ہے کوئی جو میرے مقابلے پر آئے"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اور خود آگے بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن رحمت للعالمین ﷺ نے باپ بیٹے کی جنگ کا خونی خوفناک منظر ناپسند فرماتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو عبدالرحمن کے مقابلے پر جانے کی اجازت نہ دی۔ (اس واقعہ سے جو محبت حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے تھی اظہر من الشمس ہے)۔

Marfat.com

غیرت ایمانی= بیت رضوان اور صلح حدیبیہ سے پہلے قریش مکہ کی طرف سے عروہ بن مسعود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں گفتگو کے لیے پہنچا۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی سے لڑنے کے لیے نہیں آئے۔ صرف زیارت، طواف کی نیت سے آئے ہیں۔ عروہ بن مسعود نے کہا کہ قریش عہد کر چکے ہیں کہ آپ کو داخل نہ ہونے دیں گے۔ اگر آپ نے اپنی قوم پر غلبہ پا کر ہلاک کر دیا تو یہ کونسا اچھا کارنامہ ہو گا۔ کیا آپ نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کو یوں ہلاک کیا ہو۔ اگر لڑائی کا رنگ بدلا (یعنی قریش غالب آگئے) تو یہ متفرق لوگ (انصار، مہاجر وغیرہ کے متعلق کہا) جو آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پاس کھڑے تھے۔ انہیں عروہ کی بات ایسی بری لگی۔ کہ بے اختیار زباں پر امصص بظر اللات کے الفاظ آ گئے۔ اور کہا کہ کیا ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ تجھے کیا معلوم ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کیسی محبت ہے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابن ابو قحافہ" (ابوبکر صدیقؓ) عروہ نے کہا "اگر ان کا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ ابھی تک چکا نہیں سکا تو اس سخت کلامی کا جواب ضرور دیتا" (امصص بظر اللات عربی میں ایک گالی ہے) عروہ ابن مسعود اس گفتگو سے خاصا متاثر ہو کر واپس لوٹا اور قریش کو آپ سے نہ لڑنے کا مشورہ دیا۔

اقتباس از مضمون شاہ محمد جعفر پھلواروی

حقیقت یہ ہے کہ اہل اسلام کی تمام آئندہ کامرانیوں کی بنیاد صدیق اکبرؓ ہی نے رکھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد صدیق اکبرؓ کے سوا کوئی بھی اس گرتی ہوئی دیوار کو مضبوط قلعے میں تبدیل نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کا علمی و عملی دونوں خصوصیات ایسی ہیں۔ جو اپنی نظیر آپ ہیں۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ انصاف، فرائض، شریعت اور سیاست میں آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ صرف دو سال تین ماہ اور دس دن میں جو کچھ کر گئے۔ وہ پچاس سال میں بھی کوئی نہ کر سکتا تھا۔ علمی، روحانی، سیاسی ہر طرح کی بے مثل خدمات انجام دیں۔ اور ہر خدمت میں آپ کو یہی خصوصیت نظر آئے گی کہ عشق و عقل کا متوازن امتزاج اور دلبری اور قاہری کا حسین آمیزہ ہر آن موجود ہے۔ رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ بیت

Marfat.com

اماں کی یہ چادر جو میں اوڑھا کرتا تھا یہ وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ پیا کرتا تھا۔ اور یہ وہ پیالہ ہے جس میں کھایا کرتا تھا۔ میرے مرنے کے بعد یہ مال عمرؓ کے پاس بھجوا دینا۔ کیونکہ مرنے کے بعد میرا اس پر کوئی حق نہیں رہے گا۔ یہ ہے وہ انسان جسے صدیق اکبرؓ کہتے ہیں۔ اس کی دانائی و عقل' اس کی سیاست و جہاں بانی' اس کی بے نفسی و استغنا' اس کا ایثار و قربانی' اس کی دینی و ملکی خدمات' اس کی اخلاقی زندگی' اس کا ایمان اور عشق مصطفےٰ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ اور تاریخ کے سینہ میں محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ اپنے دل سے پوچھئے اسلام اور کس چیز کا نام ہے؟ اور ایک سچے مسلمان کی زندگی اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس امت میں اگر صحیح اسلامی زندگی کا بہتر سے بہتر نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ تو وہ جناب صدیق اکبرؓ ہی کی زندگی ہے۔ آخر میں ہم علامہ اقبال کے اس شعر پر اس مقالے کو ختم کرتے ہیں کہ۔

ہمت او کشت ملت را چو ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کے متعلق سر ولیم میور کی رائے

ایک متعصب انگریز مورخ سر ولیم میور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ نہ تو کسی کام میں عجلت کرتے تھے اور نہ ہی ان کا کوئی کام کسی ہنگامی ولولہ کا نتیجہ ہوتا تھا۔ جبکہ ہر کام نہایت سوچ بچار کے بعد پورے اطمینان اور یقین کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ ان کی رائے نہایت صائب اور مبنی بہ انصاف ہوتی تھی۔ تقریر نہایت دلپذیر تھی۔ اور اخلاق نہایت پسندیدہ اور دلکش تھے۔ یہی وجہ تھی کہ قبیلہ قریش کے رؤسا ان کی مجلس کے مشتاق رہتے تھے۔ اور بات بات میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ (لائف آف محمد)

Marfat.com

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ ملک فارس (ایران) اصفہان کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد آتش پرست تھے۔ اپنے آبائی مذہب سے بیزار ہو کر دین موسوی اختیار کیا' مگر دلجمعی نہ ہوئی۔ پھر آپ دین عیسوی میں داخل ہو گئے۔ ملک شام میں پادریوں کے ساتھ رہے۔ عیسائیوں کی تعلیمات سے آپ کو علم ہوا کہ آخری پیغمبر ارض حجاز میں آئیں گے' چنانچہ آپ نے ایک قافلہ کے ساتھ حجاز کا رخ کیا۔ قافلے والوں نے آپ کو مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کردیا۔ اس طرح آپ ایک یہودی کے غلام کی حیثیت میں مدینہ منورہ میں زندگی بسر کرنے لگے اور انتظار میں رہتے کہ کب ان کا مقصود حاصل ہو گا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ حاضر خدمت ہوئے۔ دو علامات کی تصدیق کرنے کے بعد مشرف باسلام ہوئے (پہلی علامت کہ آپؐ صدقہ کی چیز تناول نہیں فرماتے جبکہ "تحفتہ" دی ہوئی چیز نوش فرما لیتے ہیں۔ دوسری علامت مہر نبوت تھی۔ وہ حضرت سلمانؓ فارسی نے کسی حیلہ سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر دیکھ لی) پھر یہودی سے مکاتبت کرکے آزادی حاصل کرلی۔ باغ سلمان فارسی اسی سلسلہ کی یادگار ہے۔

آپ کا شمار معمر ترین صحابہؓ کبار میں ہوتا ہے۔ کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپ اصحاب صفہ کے رکن بھی تھے۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب ترین رفیق تھے' اور آپؐ حضرت سلمان فارسی سے طویل گفتگو فرمایا کرتے۔ حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے" آپ نے باطنی علم حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے حاصل کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں آپ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا۔ مدائن میں ہی عہد عثمان غنی ذوالنورینؓ میں بعمر ۲۵۰ سال

Marfat.com

۳۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت سلمانؓ فارسی کے مشورہ سے ہی غزوہ احزاب میں کفار سے حفاظت کی خاطر مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی، جس بنا پر لشکر کفار اپنے مذموم ارادہ میں ناکام رہا اور نامراد مکہ کو واپس ہوا۔

۴۔ حضرت قاسمؒ بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم

آپ حضرت ابوبکر صدیق کے صاحبزادے محمدؒ کے فرزند تھے۔ آپ کے والد حضرت محمد بن ابوبکر صدیقؓ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے اختلافات کے زمانہ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ رہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے انہیں مصر کا والی مقرر کیا۔ جب عمرو بن العاص نے مصر پر حملہ کیا تو جنگ میں حضرت محمد شہید ہوئے، اس وقت حضرت قاسمؒ کم عمر تھے، چنانچہ آپ کی پرورش ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ (آپ کی پھوپھی) نے کی، چنانچہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کی تربیت سے آپ ایک بہت بڑے عالم اور فقیہ بنے۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے سات بڑے علماء اور فقہاء میں ہوتا ہے۔ آپ تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت سلمانؓ فارسی سے کسب فیض کیا۔ اس کے بعد حضرت امام زین العابدینؓ کی صحبت میں رہ کر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی نسبت حاصل کی۔ آپ کی وفات ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ مزار شریف مدائن میں ہے۔

۵۔ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی جعفر لقب صادق کیفیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ جلیل القدر تبع تابعی ہیں۔ نسب نامہ یوں ہے۔

امام جعفرؒ صادق بن امام محمد باقرؒ بن امام علیؓ زین العابدین بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ المرتضیٰ بن سردار ابو طالب اور والدہ کی طرف سے ام فروہ فاطمہ

Marfat.com

بنت حضرت قاسمؒ بن محمدؒ بن ابوبکر صدیقؓ۔آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ چودہ سال تک اپنے دادا امام زین العابدینؒ ۳۴ سال تک اپنے والد محترم امام باقرؒ اور ۲۷ سال تک اپنے نانا حضرت قاسمؒ کے زیر سایہ تربیت حاصل کی۔ آپ نے طریقت میں اپنے والد ماجد کے توسط سے حضرت علی المرتضیٰؓ اور والدہ کی طرف سے بتوسط حضرت قاسم بن محمدؒ بن ابوبکر صدیقؓ سے فیض حاصل کیا' چنانچہ آپ علم و فضل سے آراستہ ہوکر مسند ارشاد و نصیحت پر فائز ہوئے۔ بلاد اسلامیہ کے علماء فضلاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے۔

آپ کو عباسی خلیفہ نے کئی مرتبہ عراق آنے کی دعوت دی۔ اصرار پر آپ عراق گئے' لیکن عراق کو وطن نہ بنایا۔ اپنی عمر کا زیادہ حصہ مدینہ منورہ میں گزارا۔ آپ نے ۶۵ یا ۶۸ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں اس قبہ میں دفن ہوئے جس میں حضرت امام حسنؓ' امام زین العابدینؒ اور امام باقرؒ دفن ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں امام ابوحنیفہؒ اور خلفاء میں حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ ہیں۔ خواجہ فریدالدین عطار فرماتے ہیں "میری زبان اور عبارت میں ان کی (امام جعفر صادقؒ) تعریف و توصیف کی طاقت نہیں' وہ تمام مشائخین کے سردار ہیں"۔ ایک روایت کے مطابق خلیفہ منصور عباسی نے حکم دیا کہ امام جعفر صادقؒ کو لاؤ کہ اسے قتل کراؤں۔ وزیر کے باز رکھنے پر بھی وہ باز نہ رہا۔ خلیفہ نے ملازموں سے کہا کہ جب امام آئے تو میں ٹوپی سر سے اتار دوں گا تو اس وقت امام جعفر صادقؒ کو قتل کردینا۔ جب امام صاحبؒ تشریف لائے۔ خلیفہ منصور جلدی سے اٹھا اور نہایت عجز سے آپ کی تعظیم کی' اور تخت پر ان کو بٹھایا اور خود مودبانہ طریقہ سے آپ کے سامنے بیٹھا۔ غلام اس پر متعجب ہوئے۔ منصور نے پوچھا۔ حضور کو کیا حاجت ہے۔ فرمایا بس یہی کہ تو دوبارہ مجھے اپنے پاس نہ بلائے' تاکہ میں عبادت الٰہی میں مشغول رہوں۔ پس خلیفہ نے خلعت وغیرہ دے کر نہایت اعزاز سے رخصت کیا' اور اسی وقت منصور کو لرزہ ہونے لگا' اور بے

Marfat.com

ہوش ہو گیا۔ تین دن اسی حالت میں رہا۔ جب ہوش میں آیا تو وزیر با تدبیر کے پوچھنے پر بتایا کہ امام جعفر صادقؒ دروازہ میں داخل ہوئے تو میں نے ان کے ساتھ ایک اژدھا کو دیکھا کہ اس کا ایک لب تو چبوترہ کے اوپر تھا' اور دوسرا چبوترہ کے نیچے' اور اس نے مجھے زبان حال سے کہا کہ اگر تو ستائے گا تو تجھے چبوترہ سے کھینچ لوں گا۔ میں اژدھا کے ڈر سے نہ سمجھ سکا کہ کیا کہہ رہا ہوں' اور میں نے امام صاحبؒ سے معذرت کی۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص کی روپوں کی تھیلی جاتی رہی۔ وہ شخص امام صاحب سے جھگڑنے لگا کہ آپ نے اٹھائی ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ تھیلی میں کیا تھا۔ جواب دیا دو ہزار دینار۔ آپ گھر گئے۔ اسے دو ہزار دینار دے دیئے' بعد میں اس شخص کی اپنی تھیلی کسی اور جگہ سے مل گئی۔ وہ شخص آپ کو رقم واپس کرنے کے لئے آیا کہ میں نے غلطی کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب یہ رقم واپس نہ لوں گا۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ ہی امام جعفرؒ صادق ہیں' تو بہت شرمندہ ہوا' اور چلا گیا۔

آپ سے بہت سے اقوال مشہور ہیں۔ آپ نے فرمایا: پانچ قسم کے لوگوں سے پرہیز کرو:۔

ا۔ ایک جھوٹے آدمی سے کیوں کہ تم ہمیشہ اس کے ساتھ غرور سے رہو گے۔

۲۔ دوسرے بے وقوف سے کہ وہ ہرچند تیرا فائدہ چاہے گا لیکن تیرا نقصان کرے گا۔

۳۔ تیسرے بخیل سے کیونکہ وہ تیرا نہایت قیمتی وقت ضائع کرے گا۔

۴۔ چوتھے بزدل آدمی سے کہ وہ بوقت ضرورت تجھ سے الگ ہو جائے گا۔

۵۔ پانچویں فاسق سے کہ وہ تجھ کو ایک لقمہ کے عوض فروخت کردے گا اور لقمہ سے کم کا لالچ کرے گا اور فرمایا:

حق تعالیٰ نے دنیا میں ایک بہشت اور ایک دوزخ پیدا کیا ہے۔ بہشت تو

Marfat.com

عافیت ہے اور اذیت دوزخ ہے۔ بہشت یہ ہے کہ اپنا کام خدا کے سپرد کرے اور دوزخ یہ ہے کہ اپنا کام اپنے نفس کے حوالے کردے۔

حضرت امام مالکؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کی ہو اور آپ باوضو نہ ہوں۔

بعض جگہ آپ کی ولادت ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ اور وصال دوشنبہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ لکھا ہے اور بعض جگہ اس طرح مرقوم ہے۔ ولادت ۱۳ ربیع الاول ۸۷ھ اور وصال دوشنبہ ۱۵ رجب ۱۳۸ھ

۶۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

ابویزید طیفور ابن عیسیٰ ابن سروشاں تیسری صدی ہجری کے مشہور صوفی بزرگ **بسطلم** (خراساں) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا سروشان نے مجوسی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ آپ کا لقب سلطان العارفین ہے۔ حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں "آپ بزرگ مشائخ میں سے ہیں۔ آپ کے حالات نہایت برگزیدہ اور آپ کی شان سب سے بڑی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت جنیدؒ بغدادی نے فرمایا۔ ابو یزید ہم میں ایسے ہیں جیسے جبرائیل فرشتوں میں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بیان کردہ روایات بہت بلند ہیں اور وہ تصوف کے دس اماموں میں سے ایک ہیں' اور کسی کو ان سے پیشتر اس علم کے حقائق میں اتنا ملکہ نہ تھا۔ نیز تمام سالکان راہ توحید کی انتہاء آپ کی ابتداء ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت مولانا خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت **بایزید بسطامیؒ** نے مدرسہ میں سورۃ لقمان کی یہ آیت پڑھی ترجمہ "میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی شکر کرو۔۔ تو آپ گھر

Marfat.com

آئے اور والدہ سے کہا کہ میں دو گھروں کا انتظام نہیں کرسکتا' یا تو مجھے خدا سے مانگ لو تاکہ میں ہمیشہ تمہاری خدمت کروں یا مجھے حوالہ خدا کردو تاکہ میں اسی کا ہو جاؤں۔ آپ کی والدہ نے کہا "میں نے اپنا حق بخش دیا' جا اور خدا کا بن۔ اس کے بعد آپ بسطلم سے چلے آئے۔ جنگلوں میں پھرتے رہے اور ریاضت کرتے رہے' بے خوابی اور بھوک اختیار کی۔ ۱۱۳ پیروں کی خدمت بجالائے اور سب سے کسب فیض کیا۔ ان اولیاء اللہ میں سے حضرت جعفر صادقؓ بھی تھے۔

حسن سلوک۔ آپ کا ہمسایہ آتش پرست تھا۔ ان کے گھر میں چراغ نہ تھا۔ اندھیرے کے باعث اس گھر کا شیر خوار بچہ روتا رہتا تھا۔ آپ ہر رات چراغ ان کے گھر لے جاتے اور وہ لڑکا چراغ کی روشنی میں خاموش ہو جاتا۔ جب وہ گبر سفر سے واپس آیا تو اس لڑکے کی ماں نے حضرت بایزید کا ہر رات چراغ لانا بیان کیا' تو اس گبر نے کہا کہ جب شیخ (بایزید) کی روشنی آگئی تو افسوس ہم تاریکی میں رہیں۔ وہ گبر آپ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اللہ اکبر

حضرت احمد خضرویہ فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام لوگ مجھ سے چیزیں طلب کرتے ہیں' لیکن بایزید مجھ سے مجھی کو طلب کرتا ہے۔ بایزید بسطامی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مکہ معظمہ میں گیا۔ وہاں میں نے گھر کو تو خوب اچھی طرح دیکھا' لیکن گھر والا نظر نہ آیا۔ پس میں نے سمجھا کہ میرا حج قبول نہیں ہوا' کیونکہ میں نے اس قسم کے پتھر تو بہت دیکھے ہیں۔ پھر میں دوسری دفعہ مکہ معظمہ گیا تو گھر کو بھی دیکھا اور گھر والا بھی دکھائی دیا۔ میں سمجھا ابھی حقیقی معنوں میں توحید کی تکمیل نہیں ہوئی' اور جب میں تیسری دفعہ گیا تو گھر والے کو دیکھا اور کماحقہ دیکھا' لیکن مجھے گھر نظر نہ آیا۔ اتنے میں مجھے اپنے اندر سے آواز آئی "اے ابو یزید! ہماری توحید کے تقاضے بہت بلند ہیں' اگر تو ہماری ذات واحد کے علاوہ اپنے آپ کو بھی دیکھے تو مشرک ہو جائے گا۔ پس میں نے اسی وقت توبہ کی اور توبہ سے بھی توبہ کی اور

Marfat.com

خصوصاً" میں نے اپنی ہستی کو دیکھنے سے بھی توبہ کی' اور تمام حواس ظاہر و باطنی سے محوفی الذات ہو گیا۔ (یہ حکایت بایزید بسطامی کے احوال باطن اور مقام معرفت کی نہایت اچھی طرح ترجمانی اور صاحبان حال کے لئے توحید و معرفت کی طرف رہنمائی کرتی ہے)

بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بارہ سال جنگلوں میں اپنے نفس کے حق میں لوہار بنارہا' اور نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدہ کی آگ سے نرم کرکے ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا' پانچ سال اپنے نفس کو آئینہ بنانے میں صرف کئے' طرح طرح کی ریاضتوں اور عبادتوں سے اسے خوب چمکاتا رہا۔ پھر اسے ایک سال اغیار کی نظر سے دیکھا۔ پھر بھی اسے غرور' اطاعت کے بھروسے اور عمل کی خودپسندی میں مبتلا پایا تو پانچ سال اور کوشش کی۔ پھر جب دیکھا تو مردہ پایا' چنانچہ چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی اور فارغ ہوا۔

اتباع سنت: آپ کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طرح کاٹا اور کیسے کھایا' چنانچہ آپ نے تمام عمر خربوزہ نہیں کھایا کہ کہیں یہی عمل خلاف سنت سرزد نہ ہوجائے۔ اس واقعہ کو عشق و محبت کے استحکام کے تحت علامہ اقبالؒ نے منظوم فرمایا ہے :-

کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق
ہست ہم تقلید از اسمائے عشق

کامل **بسطام** در تقلید فرد
اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد

عاشقی؟ محکم شو از تقلیدِ یار
تا بکند تو شود یزداں شکار

اور یہ عشق اور اتباع سنت کا اعلیٰ مقام ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حق تعالیٰ سے

Marfat.com

عرض کروں کہ عورتوں کے نان نفقہ کی مصیبت سے مجھے بچائے' پھر دل میں خیال آیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس بوجھ کے اٹھانے کو ترک نہیں کیا' میں بھلا کس طرح آپ کی سنت کے خلاف عمل کروں۔ پھر جب میں نے اس بوجھ کو اٹھالیا تو حق تعالیٰ نے میرے لئے سہولتیں پیدا کردیں' اور میرے نزدیک عورت اور دیوار دونوں یکساں ہو گئیں۔

آپ کا استغراق اور حضورؐ کا ادب بیس سال سے آپ کا ایک مرید ایک روز بھی آپ سے جدا نہ ہوا تھا' مگر ہر روز جب آپ اسے بلاتے تو اس سے اس کا نام پوچھتے' ایک دن اس نے کہا اے شیخ! شاید آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں۔ میں بیس سال سے آپ کی خدمت میں ہوں' اور آپ ہر روز میرا نام پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹا! میں مذاق نہیں کرتا' جب سے اس کا نام (خداتعالیٰ) میرے دل میں آیا ہے' سب ناموں کو نکال لے گیا ہے۔ تمہارا نام ہر چند یاد رکھتا ہوں لیکن پھر بھول جاتا ہوں۔ آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ مقام آپ نے کس طرح حاصل کیا۔ آپ نے فرمایا جبکہ میں بچہ تھا' ایک رات **بسطام** سے باہر نکلا۔ چاند چمک رہا تھا اور لوگ آرام کررہے تھے۔ میں نے ایک درگاہ دیکھی جس کے مقابلہ میں اٹھارہ ہزار عالم ایک ذرہ نظر آتے ہیں۔ یہ دیکھ کر میرے بدن میں آگ لگ گئی۔ میں نے کہا' خداوندا! تیری درگاہ ایسی عظیم الشان اور ایسی خالی؟ اور تیرے کام ایسے عجیب و غریب اور اس قدر پوشیدہ' اس کے بعد ہاتف نے آواز دی کہ درگاہ اس لئے خالی ہے کہ کوئی آتا نہیں ہے' نہ اس لئے کہ ہم کسی کو بلانا نہیں چاہتے' لیکن یہ ضرور ہے کہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہر ناشائستہ اس درگاہ کے قابل ہو' میں نے نیت کی کہ سب لوگوں کی سفارش کروں' لیکن میرے دل میں آیا کہ مقام شفاعت تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے۔ میں نے اس خیال سے حضورؐ کے ادب کو ملحوظ رکھا پھر مجھے خطاب کرکے کہا گیا کہ یہ ایک ادب جس کا تم نے خیال رکھا ہے۔ اس کے

Marfat.com

عوض میں ہم نے تمہارا نام بلند کردیا اور تجھ کو قیامت تک اے بایزید! سلطان العارفین کہتے رہیں گے۔

ادب۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ سے امام صادقؓ نے فرمایا اے بایزید! اس کتاب کو ذرا طاق سے اٹھالاؤ۔ آپ نے کہا کون سے طاق سے اٹھالاؤں۔ حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ ایک مدت سے تم یہاں پر ہو۔ کیا تم نے ابھی تک طاق نہیں دیکھا۔ آپ نے کہا نہیں مجھے اس سے کیا کام کہ آپ کے ہوتے ہوئے سر اٹھاؤں۔ میں نظارہ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ حضرت صادق نے فرمایا جب ایسا معاملہ ہے تو بسطام تشریف لے جایئے۔ تمہارا کام اختتام کو پہنچ گیا۔

والدہ کی رضا مندی۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ کام جس کو میں تمام کاموں سے پیچھے جانتا تھا وہ سب سے پہلے تھا' اور وہ والدہ کی رضامندی تھی۔ وہ چیز جو میں ریاضتوں و مجاہدات و مسافرت میں تلاش کرتا تھا' وہ میں نے اس میں حاصل کی کہ ایک رات والدہ نے مجھ سے پانی طلب کیا۔ میں کوزہ لے کر پانی لینے گیا' دیکھا کہ صراحی خالی تھی۔ میں نہر پر پانی لینے گیا۔ پانی لایا تو والدہ سوگئی تھیں۔ رات سخت سردی تھی' میں آبخورہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا کہ جب والدہ بیدار ہوں میں پانی پیش کروں۔ جب وہ بیدار ہوئیں تو حالات سے آگاہ ہوئیں۔ پانی پیا' اور میرے لئے دعا فرمائی۔ آبخورہ سردی کے باعث میرے ہاتھ میں جم گیا تھا' والدہ نے کہا تم نے کیوں نہ اسے ہاتھ سے الگ رکھ دیا۔ میں نے کہا میں اس بات سے ڈرا کہ آپ بیدار ہوں اور میں حاضر نہ ہوں۔

آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی والدہ سے منقول ہے کہ بایزید میرے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ کی کرامات کا ظہور ہونے لگا' جب میں اپنے منہ میں ایک مشتبہ لقمہ ڈالتی تو آپ میرے پیٹ میں تڑپنے لگتے' اور جب تک میں اس لقمہ کو دفعہ نہ کردیتی آپ آرام نہ کرتے۔ اس بات کے سچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ

Marfat.com

سے لوگوں نے پوچھا کہ مرد کے لئے راہ طریقت میں کیا بہتر ہے، آپ نے جواب دیا مادر زاد دولت، لوگوں نے کہا اگر یہ حاصل نہ ہو تو پھر؟ آپ نے کہا "چشم بین" اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو پھر۔ آپ نے کہا "سننے والے کان" لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر۔ آپ نے کہا "مرگ مفاجات"۔

آپ کے اقوال۔ ایک بار آپ نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے پر اس امام نے آپ سے پوچھا اے شیخ! نہ تو آپ کوئی کام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں، تو بھلا آپ گزارہ کس طرح کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ذرا ٹھہرو پہلے نماز پڑھ لوں۔ امام نے کہا نماز تو آپ پڑھ چکے۔ آپ نے فرمایا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں جو رزق دینے والے کو نہ جانتا ہو۔ (۲) فرمایا گناہ تمہارے لئے اس قدر مضر نہیں ہے جس قدر ایک مسلمان بھائی کو ذلیل کرنا نقصان دہ ہے۔ (۳) فرمایا جنہیں حق تعالیٰ اپنا دوست بناتا ہے انہیں تین خصلتیں عطا کرتا ہے۔ (i) دریا کی سخاوت کی طرح سخاوت، (ii) آفتاب کی طرح شفقت، (iii) زمین کی طرح تواضع، (iv) فرمایا نیک لوگوں کی صحبت نیک اعمال سے بہتر ہے، اور برے لوگوں کی صحبت بُرے اعمال سے بدتر، (v) فرمایا، اگر فرعون بھوکا ہوتا تو **انا ربکم الاعلیٰ** کہنے کی جرات نہ کرتا (آپ بھوک کی تعریف کیا کرتے تھے) (vi) سخت ترین عقوبت بدن کے لئے غفلت سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔ آتش دوزخ مردوں (راہ حق کے متلاشی) کے لئے ایسی مضر نہیں جیسے کہ غفلت کا ایک ذرہ۔

آپ کا زہد۔ (i) ایک وقت آپ کے ہاتھ میں ایک سرخ سیب تھا۔ آپ نے اس کی جانب دیکھا اور فرمایا کہ یہ ایک لطیف سیب ہے، اسی وقت غیب سے صدا آئی کہ اے بایزید! ہمارا نام سیب پر لیتا ہے، تجھے شرم نہیں آتی اور چالیس روز تک خدا کا نام آپ کے دل سے فراموش رہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں **بسطلم** کا میوہ نہیں کھاؤں گا۔

Marfat.com

(ii) ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ آپ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا اے بایزید! تو ہمارے لئے کیا لایا۔ میں نے عرض کیا خدایا! میں کوئی شے نہیں لایا جو تیرے حضور عزت کے قابل ہو' لیکن میں تیرے حضور میں شرک نہیں لایا۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لیلۃ اللبن کیا جس رات تم نے دودھ پیا وہ شرک نہ تھا۔ سوال کیا کہ وہ کس طرح۔ آپ نے فرمایا ایک رات میں نے دودھ پیا تھا' میرے پیٹ میں درد ہونے لگا۔ میں نے کہا دودھ پینے کی وجہ سے مجھے یہ درد نصیب ہوا۔ حق تعالیٰ نے میری اتنی سی بات پر مجھ پر عتاب کیا' اور فرمایا کہ میرے سوا کوئی اور بھی کاموں میں دخل رکھتا ہے۔

مقام بایزید۔ (i) ایک مرید نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ اس نے دریافت کیا کہ نکیرین سے کیسے خلاصی پائی۔ آپ نے فرمایا جب ان عزیزوں نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے کہا کہ تمہارا مقصد اس سوال سے پورا نہ ہوگا' اس لئے اگر میں کہوں کہ وہ میرا خدا ہے تو یہ میری بات ہیچ ہو گی۔ واپس جاؤ اور اس (خدا) سے پوچھو کہ میں اس کا کیا ہوں' جو کچھ وہ (خدا) کہے گا وہی کہوں گا۔ اگر میں سو بار کہوں کہ وہ میرا خداوند ہے' لیکن جب تک وہ مجھے اپنا بندہ نہ جانے میرے کہنے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

(ii) ایک مرتبہ مسلمانوں کا لشکر روم میں کچھ کمزور ہو گیا' اور قریب تھا کہ لشکر اسلامی کو شکست ہو جائے۔ آپ نے ایک آواز سنی کہ اے بایزید! مدد کر۔ اسی وقت خراسان کی جانب سے ایک آگ پیدا ہوئی اور اس سے لشکر کفار میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا' اور مسلمانوں نے فتح پائی۔

(iii) علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

تیغ ایوبی نگاہِ بایزید
گنج ہائے ہر دو عالم را کلید

Marfat.com

ایک ملاقات میں محمود غزنویؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانی سے کہا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے احوال و اقوال میں سے کچھ فرمایئے' حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں جس نے مجھے دیکھا وہ بدبختی سے بے خطر ہو گیا' محمود غزنویؒ حیرت زدہ رہ گئے اور فرمایا سبحان اللہ

(iv) ایک بار خلوت میں آپ کی زبان سے جاری ہوا کہ سبحانی مااعظم شانی جب آپ اپنے آپ میں آئے تو مریدوں نے کہا کہ آپ نے ایسے الفاظ کہے تھے۔ آپ نے فرمایا خدا عزوجل تمہارا دشمن ہو جائے۔ اگر ایک بار اور سنو تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کردو۔ پھر ہر ایک کو آپ نے چھری دی۔ پھر دوسری بار آپ پر وہی حالت طاری ہوئی تو مریدوں نے آپ کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو تمام گھر کو آپ سے بھرا پایا۔ آپ کے مرید چھریاں مارتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی چھری پانی پر مارتا ہے۔ جب ایک ساعت گزر گئی تو مریدوں نے وہ تمام کیفیت آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ بایزید تو یہ ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ وہ بایزید نہیں (جس پر تم نے چھریاں چلائی ہیں) جب یہ ہوسکتا ہے کہ انی انا اللہ کی صدا ایک درخت سے ظہور پذیر ہو تو یہ روا ہے کہ سبحانی ما اعظم شانی کی آواز حضرت بایزید کی فطرت کے درخت سے آئے۔

(v) سبحانی ما اعظم شانی عالم استغراق میں کہنے والے یہ بایزید بسطامیؒ ہیں۔ مردانِ خدا کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ حیات معرفت منقطع نہیں ہوتی کہ روحانی زندگی کو موت نہیں' چنانچہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن خرقانی کی جو آپ سے یک صد سال بعد ہوئے ہیں۔ تربیت کی اور فیض بخشا۔ جب آپ رات کو فوت ہوئے تو ابو موسیٰ آپ کے مرید موجود نہ تھے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عرش کو سر پر رکھے پرواز کررہا ہوں۔ صبح اٹھ کر میں شیخ (بایزید) کی خدمت میں چلا تو معلوم ہوا کہ آپ وفات پاچکے ہیں۔ جب میں پہنچا تو لوگ آپ کا جنازہ اٹھائے جارہے ہیں۔ ہجوم

Marfat.com

زیادہ تھا' میں جنازہ کو کندھا نہ دے سکا تو بے تاب ہو گیا۔ آپ کے جنازہ کے نیچے گھس گیا' اور چارپائی کے نیچے سے جنازہ کو سر پر اٹھالیا۔ مجھے وہ خواب فراموش ہو چکا تھا۔ اس حالت میں میں نے آپ کو دیکھا۔ ناگاہ مجھے آواز آئی کہ ابو موسیٰ تیری رات والی خواب کی تعبیر یہ ہے عرش سے مراد میرا جنازہ ہے۔ اللہ اکبر

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۶ھ میں ہوئی اور انتقال ۴ شعبان ۲۶۱ھ کو بروز جمعتہ المبارک' مزار شریف بسطام میں ہے۔

۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ سلطان المشائخ اور قطب اوتاد تھے۔ اپنے وقت کے ابدالوں میں سے تھے۔ اہل طریقت و حقیقت کے پیشوا تھے۔ آپ نہایت عالی ہمت بزرگ تھے' اور حق تعالیٰ کی درگاہ میں نہایت عزت و احترام رکھتے تھے۔

آپ کی پیدائش قزوین کی نواحی بستی خرقان میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی علی بن احمد بن سلیمان ہے۔ حضرت شیخ بایزیدؒ بسطامی دہستان کی زیارت کو جایا کرتے تھے کہ وہاں شہداء کے مزار تھے۔ جب آپ کا گزر خرقان سے ہوتا تو آپ یہاں ٹھہرجاتے اور لمبے لمبے سانس لیتے۔ مریدین کے سوال پر آپ فرماتے کہ میں اس چوروں کی بستی میں ایک مرد کی خوشبو پاتا ہوں' جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہو گی' اور تین درجہ مجھ سے بڑھ کر ہو گا۔ (۱) عیال کا بوجھ اٹھائے گا' (۲) باغ لگائے گا' (۳) کھیتی باڑی کرے گا' آپ بایزید بسطامی کے وصال کے انتالیس سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ کو سلسلہ اویسیت میں حضرت بایزید بسطامی سے نسبت حاصل ہے اور حضرت بایزید بسطامیؒ کی تربیت سے خواجہ ابوالحسن خرقانی کو فیض حاصل ہوا۔ آپ جب حضرت بایزید بسطامی کے مرقد کی زیارت کو جاتے تو زیارت کرچکنے کے بعد جب واپس ہوتے تو حضرت بایزیدؒ

Marfat.com

کے مرقد کی طرف پشت نہ کرتے' الٹے پاؤں واپس آتے' اور فرماتے کہ بار خدایا! وہ خلعت جو تو نے حضرت بایزیدؒ کو دیا ہے اس کا ایک حصہ ابوالحسن کو دے۔ بارہ برس کے بعد حضرت بایزیدؒ کی قبر سے آواز آئی۔ اے ابوالحسن! وقت آیا ہے کہ تو بیٹھے۔ آپ نے کہا اے بایزید! مدد کر میں ان پڑھ ہوں اور رموز شریعت سے ناواقف۔ حضرت بایزید کی تربت سے آواز آئی' کہ اے ابوالحسن جو کچھ مجھ کو عطا کیا گیا تھا وہ محض تیری طفیل تھا۔ آپ نے کہا یا بایزید! آپ تو مجھ سے انتالیس سال پیشتر ہوئے ہیں۔ حضرت بایزید کے مرقد سے آواز آئی' لیکن جب میں خرقان سے گزرتا تھا تو ایک نور دیکھتا تھا جو آسمان تک بلند ہوتا تھا۔ میں تین سال ایک حاجت حق تعالیٰ سے طلب کرتا رہا۔ مجھے کہا گیا کہ تم ہمارے (ابوالحسن خرقانی کے) نور کو اس حاجت روائی کے لئے شفیع ٹھہراؤں۔

کبھی ایسا ہوتا کہ جب آپ ہل چلاتے تو نماز کا وقت ہو جاتا' تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے اور بیل اسی طرح کام میں مشغول رہتے۔ یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاتے' ایک بار آپ نے حق تعالیٰ سے عرض کیا یا مولیٰ! ملک الموت کو میرے پاس نہ بھیجنا۔ میں اس کو جان نہ دوں گا' کیونکہ میں نے اس سے نہیں لی تھی کہ پھر اس کو واپس دوں' میں نے جان تجھ سے لی تھی' اور تجھ کو ہی دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تین اشیاء کی غایت کو نہیں سمجھا ہوں' ایک تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کی غایت کو نہیں سمجھا۔ فرمایا کہ اگر میں ان راز و نیاز کو بیان کروں جو مجھے حق تعالیٰ سے حاصل ہیں تو لوگ کبھی بھی اس پر یقین نہ کریں۔ فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے الطاف کا کچھ ذکر کروں تو لوگ مجھ کو پاگل دیوانہ کہیں گے۔

فرمایا جو شخص مجھ کو تمام جہان میں زندہ نظر آیا ہے وہ بایزیدؒ بسطامی ہیں۔ حضرت ابو القاسم قشیری فرماتے ہیں کہ میں خرقان پہنچا' تو آپ کے خوف سے میری زبان بند ہو گئی' اور مجھے ایسا گمان ہوا کہ جیسے میں درجہ ولایت سے

Marfat.com

معزول ہو گیا ہوں۔ حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو سعید نے آپ کی زیارت کا قصد کیا' اور ان سے طویل ملاقاتیں کیں۔ واپس ہوتے وقت آپ (شیخ ابو سعید) اعتراف فرماتے کہ میں آپ کو اس عہد کا ولی مانتا ہوں۔

آپ کے اقوال۔ آپ نے فرمایا انسان کے لئے دو راستے ہیں' ایک گمراہی کا دوسرا ہدایت کا' جو گمراہی کا راستہ ہے وہ یہ ہے کہ بندہ خدا کی طرف چلے اور اس سے واصل نہ ہوئے' یعنی اس کی ذات و صفات کو نہ پہچاننے کے باوجود یہ سمجھ لے کہ میں خدا سے واصل ہو گیا اور ہدایت کا راستہ خدا کی طرف سے اس کے مخلص بندوں کی طرف چلتا ہے' یعنی اولیا اللہ کی مجلس و موانست اور پندو ارشاد سے معرفت خداوندی کا حاصل کرنا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو اولیاء اللہ اور اہل باطن کے گہرے ربط و تعلق کے بغیر ہرگز نہیں پہچانا جاسکتا۔ (ii) فرمایا حق تعالیٰ نے اپنا لطف دوستوں کے لئے رکھا ہے اور رحمت عاصیوں کے لئے رکھی ہے۔ (iii) فرمایا جس شخص کی رات اور دن کسی مومن کے آزار دینے کے بغیر بسر ہو گیا اس نے وہ رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بسر کی۔ (iv) جو شخص کسی مومن کو دکھ دیتا ہے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

آپ نے وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز زمین سے نیچے کھودی جائے کیونکہ یہ زمین بسطام کی زمین سے اونچی ہے اور یہ بے ادبی ہو گی کہ میری قبر بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی ہو۔ لوگوں نے اس پر عمل کیا اور دفن کر دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جو کوئی میری قبر کے پتھر پر ہاتھ رکھ کر حق تعالیٰ سے حاجت طلب کرے گا تو اس کی حاجت روائی ہو گی اور یہ امر مجرب ہے۔

آپ کا مقام۔ لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا میرا نامہ اعمال میرے ہاتھ میں دیا' میں نے کہا کیا

Marfat.com

مجھے میرے نامہ اعمال میں مشغول کرتے ہو۔ آپ تو خود میرے اعمال کو قبل اس کے کہ میں نے کئے جانتے ہو۔ میرا نامہ اعمال کراما" کاتبین کو دیجئے' تاکہ وہ پڑھیں اور مجھے فرصت دیجئے تاکہ میں آپ سے ہم کلام رہوں (نقل از تذکرۃ الاولیاء)

آپ کی کرامت۔ آپ نے اپنا پیرہن سلطان محمود غزنوی کو دیا اور فرمایا کہ مشکل کے وقت اس خرقہ کے وسیلہ سے کام لینا۔ محمود غزنوی کو جب سومنات پر حملہ کے وقت فتح کی امید نہ رہی تو اس نے اس خرقہ کے وسیلہ سے بارگاہ خداوندی میں فتح کے لے دعا کی' اس مبارک پیرہن کا ہاتھ میں لینا ہی تھا کہ لشکر کفار میں باہم نااتفاقی پیدا ہوئی اور بھاگ نکلے۔ فتح کے بعد رات کو شیخ خرقانی نے محمود غزنوی کو خواب میں فرمایا۔ محمود! تم نے ہمارے خرقہ کی کچھ قدر نہ کی۔ اگر اللہ تعالٰی سے چاہتے کہ تمام کافر مسلمان ہو جائیں تو سب مسلمان ہو جاتے۔ اللہ اکبر

(ii) محمد بن الحسنین فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا' اور آخری دم کے خیال سے نہایت غمگین تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ موت کا فکر نہ کر' کیونکہ کام موت سے ہی متعلق ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو موت سے ڈرتا ہے۔ میں نے کہا ہاں میں ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا' اگر میں تجھ سے پہلے مروں تو تب بھی تیرے مرنے کے وقت پہنچ جاؤں گا۔ پس آپ نے دعا کی' اور میں اچھا ہو گیا' جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ (محمد بن الحسنن) کھڑے ہو گئے اور کہا وعلیکم السلام' محمد بن الحسنین کے بیٹے نے کہا کہ آپ کسے دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں' اور جو آپ نے وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا ہے' تاکہ میں موت سے خوف نہ کھاؤں۔ جواں مردوں کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہے' یہ کہا اور جاں بحق ہو گئے۔

آپ دس محرم الحرام ۴۲۵ھ کو رحلت فرما گئے۔ مزار پُرانوار خرقان میں

Marfat.com

ہے۔

۸۔ حضرت خواجہ بو علی فارمدی طوسی رحمتہ اللہ علیہ

۹۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت امام مالکؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ سلطان روم کے خاندان سے تھیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کے والد ماجد عبدالجلیل کو بشارت دی تھی کہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہو گا' نام عبدالخالق رکھیں۔ اس کو ہم اپنی فرزندی میں لیں گے' اور اپنی نسبت سے بہرہ مند کریں گے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے آپ سے اویسی طریقہ سے تربیت حاصل کی۔ آپ حضرت ابو یوسف ہمدانی کے چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ کے والدین مالٹا سے آئے اور غجدوان میں جو بخارا سے چھ سات کوس پر ایک قصبہ ہے' سکونت اختیار کی۔ یہیں آپ کی ولادت ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کی والدہ نے آپ کو بخارا کے مشہور عالم شیخ صدرالدین کے پاس تدریس کے لئے بٹھادیا۔ فارغ التحصیل ہو کر آپ ہمہ تن ریاضت اور مجاہدہ میں لگے رہے۔ آپ نے سنت نبوی کی پابندی اور بدعات سے پرہیز کا حد درجہ التزام کیا ہوا تھا۔ آپ ذکر خفی کے طریقہ پر کار بند رہے۔ لوگوں سے پوشیدہ رہ کر عبادت کیا کرتے تھے' جو اصطلاحات سلسلہ نقشبندیہ میں قائم ہوئیں آپ سے ہی منصوب ہیں۔ (۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم' (۳) سفر در وطن' (۴) خلوت در انجمن' (۵) یاد کرد' (۶) بازگشت' (۷) نگہداشت' (۸) یادداشت' (۹) وقوف زبانی' (۱۰) وقوف عددی

ہوش دردم: سالک کا ہر نفس میں ہوشیار ہونا کہ بیدار ہے یا نہیں۔

Marfat.com

نظر برقدم : سالک کو چاہئے کہ وہ راہ چلتے ہوئے نظر اپنے قدم پر گاڑے دوسری طرف نہ ہٹائے' حتیٰ کہ ہر وقت نظر کو رو برو رکھے' دائیں بائیں نہ دیکھے کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے۔

سفر در وطن : انتقال کرنا سالک کا صفات بشریہ خبیثہ سے بجانب صفات ملکیہ کی طرف۔

خلوت در انجمن : سالک جمیع اوقات خلوت و جلوت میں اپنا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رکھے۔

یاد کرد : اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہے۔

بازگشت : مراد یہ ہے کہ چند بار ذکر کرکے بکمال تضرع یہ دعا کرے کہ الٰہی ! مقصود میرا تو ہے۔ تیری رضا میرا مطلوب ہے' الٰہی محبت اور معرفت عطاء فرما۔

نگہداشت : اس سے مراد خطرات النفس کا قلب سے دور کرنا ہے۔

یادداشت : مراد یہ ہے کہ توجہ سالک بطرف ذات بیچون و بیچگون حق سبحانہ تعالیٰ بغیر' الفاظ و خیال کے مستقل ہو جائے۔

وقوف زبانی : ہوش دردم کے معنی میں ہے۔

وقوف عددی : ذکر میں سانس چھوڑتے وقت عدد طاق کا خیال رکھنا۔

وقوف قلبی : مراد یہ ہے کہ سالک کی توجہ بجانب قلب رہے کہ زیرپستان چپ واقع ہے۔

آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ بعد وفات آپ کو خواب میں دیکھا گیا کہ زیر عرش ایک نورانی تخت پر جلوہ افروز ہیں' اور ملائکہ اردگرد جمع ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سلام انہیں پہنچاتے ہیں۔

۱۱۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیری فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ بابا سماسی کے نامور خلفاء میں سے ہیں' علم شریعت طریقت حقیقت اور معرفت میں اپنے زمانہ کے اولیاء سے بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ آپ ذات کے سید تھے' پیشہ کمہاروں کا کرتے تھے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی والدہ اگر کوئی مشتبہ شے کھالیتی تو پیٹ میں درد ہونے لگتا آخر قے ہو جاتی تو آرام ہوتا' حضرت امیر کلالؒ کو جوانی میں کشتی کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ بابا سماسی کا دنگل کی طرف سے گزر ہوا۔ آپ ٹھہر گئے' جب حضرت امیر پر نظر پڑی تو حضرت امیر کشتی چھوڑ کر قدم بوس ہوئے۔ تیس سال حضرت بابا سماسیؒ کی خدمت میں رہے' اور صحبت کی بدولت بدرجہ اتم ارشاد حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ کو ہوئی۔ مزار موضع سوخار میں ہے جو بخارا سے ۳۵ فرسنگ ہے۔

۱۶۔ حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

ایک ولی کامل' سلسلہ نقشبندیہ کے بانی' اصل نام محمد بن محمد البخاری تھا۔ آپ کی ولادت ۷۱۸ھ بخارا کے نزدیک قصر عارفان میں ہوئی۔ آپ اپنے زمانہ کے امام طریقت و حقیقت' مقتدائے شریعت اور پیشوائے اہل سنت والجماعت تھے۔ آپ کی دینی اخلاقی تربیت خواجہ بابا سماسیؒ اور سید امیر کلالؒ نے کی' مگر اویسی نسبت آپ کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ہے۔ آپ پیدائشی ولی تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ میرا لڑکا چار سال کا تھا کہ اس نے گائے

Marfat.com

کی بابت کہا کہ اس کے سفید پیشانی والا بچہ ہوگا۔ چند ماہ بعد گائے نے اسی شکل وصورت کا بچہ دیا۔ آپ زندگی میں بھی صاحب تصرف بزرگ تھے اور وفات کے بعد بھی آپ کے تصرف میں فرق نہ آیا۔ آپ اپنے دور کے غوث تھے۔ اولیائے وقت کے امام اور مخدوم تھے۔ آپ کے مریدین باصفا کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وصال مبارک سے پہلے آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے سامنے یہ شعر پڑھا جائے۔

مفلسانیم آمده در کوئے تو
شیاء للہ از جمال روئے تو

والدہ ماجدہ نے اٹھارہ برس کی عمر میں آپ کی شادی خانہ آبادی کا ارادہ کیا۔ آپ ایک مسجد میں چلے گئے اور اللہ سے رحمت کی دعا کی کہ جو کچھ کریں اس پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرما۔ لہذا شادی نہ ہو سکی۔ آپ سمرقند چلے گئے۔ پھر بخارا تشریف لے گئے' قصر عارفاں میں رہائش اختیار کی' اس دوران سید امیر کلالؒ سے بیعت کرکے تربیت حاصل کی۔

نقشبند لقب۔ ایک دفعہ آپ ہرات تشریف لے گئے۔ مولانا زین الدین قدس سرہ نے عرض کیا۔ "برائے ماہم اے خواجہ نقش بند" یعنی توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نے بر سبیل تواضع فرمایا۔ "آمدم تا نقش بندم + غالب" اسی دن سے آپ کا لقب نقشبند مشہور ہوگیا۔ (ii) آپ سوداگر تھے۔ قالین بانی کا کارخانہ تھا۔ قالینوں پر طرح طرح کے نقش کرتے اور کرواتے تھے' یعنی نقش و نگاری کا کام تھا۔ اس بنا پر آپ کو نقشبند کہتے ہیں۔ (iii) سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ اور آپ کے والد ماجد دونوں کمخواب کے کپڑوں پر نقوش بناتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کو نقش بند کہتے ہیں۔ مولانا جامی کے ملتوبات میں بھی یہی روایت ملتی ہے۔

آپ کا امت محمدیہ پر احسان۔ جب آپ نے طریقہ صوفیہ میں طالبان حق کو

Marfat.com

دیکھا اور سنا کہ کسی نے سالہا سال سے سونا ترک کردیا ہے۔ کسی نے شب کو جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا اختیار کررکھا ہے۔ کسی نے دو ختم کلام اللہ روز پڑھنا مقرر کررکھا ہے۔ کسی نے پیر پھیلانا موقوف کردیا ہے' وغیرہ وغیرہ کوئی بوجہ ضعیفی پیری یا بیماری سے اذکار طریقہ مبارک حضرات صوفیہ ادا کرنے سے مجبور ہے' اور وقت غفلت میں گزرتا ہے تو نوشتہ روز اول نے سینہ مبارک حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ میں جوش پیدا کیا' اور آپ سربسجود ہوکر خدا کی جناب میں عرض کرنے لگے۔ الٰہی! امت کے قویٰ ضعیف ہو گئے۔ اب ان میں قوت و ہمت سختی برداشت کرنے کی نہیں رہی۔ خیروبرکت کا زمانہ ان سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اپنے فضل سے مجھ کو ایسا طریقہ عنایت فرما جوکہ آسان ہو' اور تجھ تک جلد پہنچنے والا ہو۔ پندرہ روز تک آپ سجدہ میں گریہ زاری کرتے رہے۔ صرف نماز باجماعت اور حوائج ضروری کے لئے حجرہ سے باہر تشریف لاتے۔ پندرہویں دن دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اور القا ہوا کہ اے محمد بہاؤالدینؒ! ہم تجھ کو وہ طریق عنایت کرتے ہیں کہ جو ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں تھا' یعنی وقوف قلبی اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا اور اس طریق جدید کو رواج دیا۔ بفضلہ تعالیٰ اس طریق نے ایسی ترقی کی کہ اب کروڑوں آدمی اس سلسلہ مبارک میں ہیں اور بوجہ قبولیت مثل آفتاب کی روشنی کے تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ دنیا کے ہر ملک میں خلفاء طالبان سلسلہ نقشبندیہ بکثرت ہیں۔ جب آپ سے لوگ دریافت کرتے کہ آپ کے سلسلہ جدید میں کیا فائدہ ہے تو خواجہ نقشبند فرماتے کہ طریق سب مبارک اور نور علیٰ ہیں۔ سب خدا تک پہنچتے ہیں لیکن جو طریق خدائے پاک نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں آسانی بہت ہے' اور اس سے انسان بہت جلد خدا تک پہنچتا ہے۔ ذکر قلب میں جذب ربانی ہے' اور ذکر ربانی میں سلوک' اس واسطے خواجہ نقشبند فرماتے' مامراد نیم ما ضلیا

Marfat.com

نیم" یعنی ہم مطلوبوں میں سے ہیں' ہم فضل والوں میں سے ہیں۔

آپ کا قول ہے کہ آیت **یاایھا الذین امنو امنو باللہ و رسول** میں ارشاد ہے کہ اس طبعی وجود کی نفی کرو' اور معبود حقیقی کا اثبات کرو۔ ابتدا" سلسلہ نقشبندیہ نے وسط ایشیاء ترکستان اور بخارا میں بہت ترقی کی۔ اس کے بعد پاک و ہند اور دوسرے مقامات میں بھی پھیل گیا۔ اس سلسلہ کے اہم بزرگوں میں حضرت علاؤالدین عطارؒ۔ حضرت باقی باللہ' حضرت مجدد الف ثانیؒ' حضرت محمد معصومؒ' حضرت نقشبند ثانی' حضرت بابا نور محمد تراہیؒ' خواجہ زبیرؒ مشہور ہیں۔

خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ جس شخص پر نگاہ پڑجاتی' اس کے لوح دل پر نقش "اللہ" ثبت ہوجاتا اور زبان پر ذکر حق جاری ہوجاتا۔

آپ کا یوم ولادت ۱۸ محرم ۷۱۸ھ ہے اور یوم وفات ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ ہے۔ پچیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نصب امیرالمومنین حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔

۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت خواجہ محمد زاہد بدخشی رحمتہ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمتہ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۵ ذی الحجہ ۹۷۱ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۵۶۳ء بمقام کابل میں ہوئی۔ حضرت ابو الموید رضی الدین باقی باللہ بلند پایہ صوفی' ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی' والد کا نام قاضی عبدالسلام تھا۔ آپ نے علوم ظاہری مولانا صادق حلوائی اور علوم باطنی حضرت خواجہ احرارؒ سے حاصل کئے۔ آپ کو اویسی

Marfat.com

نسبت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے ہے' اور بروئے بشارت ظاہری طور پر خواجہ امکنگیؒ سے بیعت کی۔ آپ ملا صادق حلوائی کے ہمراہ سمرقند گئے۔ وہیں تصوف کا ذوق پیدا ہوا' مرشد کامل کی جستجو میں کئی سفر کئے۔ مختلف بزرگوں سے کسب فیض کیا۔ بخارا میں خواجہ امکنگیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے آپ کو بڑی محبت اور محنت سے سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیم دی۔ آپ ان کی صحبت میں تین ماہ رہے۔ حضرت امکنگیؒ نے فرمایا کہ ملک ہند کو تمہاری ضرورت ہے۔ وہاں جاکر خلق خدا کو فیض یاب کرو' اور اس طریق کو رواج دو۔ حضرت باقی باللہؒ نے ایک خواب بھی دیکھا کہ ایک طوطی ان کے ہاتھ پر بیٹھا ہے اور آپ نے اس کے منہ میں شکر ڈالی ہے۔ اس خواب کی تعبیر حضرت خواجہ امکنگیؒ نے یہ بیان فرمائی کہ طوطی سے مراد ہندوستان کا ایک شخص ہے جوکہ آپ سے فیض یاب ہوکر دنیا کو فیض یاب کرے گا۔ (اس سے حضرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانی کی ذات کی طرف اشارہ ہے) آپ کی توجہ میں نہایت درد کی تاثیر تھی' آپ کا وصال بروز شنبہ ۲۵ جمادی الاول ۱۰۱۲ھ کو اللہ اللہ کہتے ہوئے ہوا۔ بیرون شہر دہلی منجانب اجمیری دروازہ قریب قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزار مبارک ہے۔ آپ نے چالیس سال عمر پائی۔

آپ ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۵۷۶ء ہندوستان میں تشریف لائے۔ پہلے ایک سال لاہور میں قیام فرمایا۔ پھر مستقل طور پر دہلی میں آباد ہو گئے' دہلی میں تین چار سال رہے۔ آپ نے اس مختصر وقت میں سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد مستحکم کردی۔ خوش قسمتی سے آپ کو شیخ احمد فاروقی سرہندی جیسا مرید باصفا میسر آیا۔

اسباب دنیاوی سے آپ کو اس قدر استغنا تھی کہ کبھی مجلس میں ذکر دنیا نہ ہوتا تھا۔ لباس بھی نہایت سادہ ہوتا۔ آپ فرماتے تھے کہ توکل کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ترک اسباب کرکے بیٹھ جائے۔ یہ خود بے ادبی ہے' بلکہ خود کوئی پیشہ اختیار کرے اور نظر سبب پر نہ رکھے۔ منقول ہے کہ آپ کے وصال کے وقت

Marfat.com

آپ کے تمام بیٹوں کو بلایا گیا' اور ایک مرید نے دریافت کیا کہ ان برخورداروں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

فرزند بندہ ایست خدا غمش مخور

آپ کا مقام: حضرت خواجہ امداد اللہ مہاجر مکی نے ارشاد فرمایا کہ حسام الدولہ ابوالفضل کا داماد تھا' اور لاہور کا گورنر' حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا وہ مرید ہوا اور اپنی ساری شان و شوکت کو بالائے طاق رکھ کر اور اپنی گورنری کو خیرباد کہہ کر حضرت کی خانقاہ میں آن بیٹھا' اور پانی بھرنے کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ ابوالفضل کو بہت برا معلوم ہوا۔ اپنے داماد کو بلوا بھیجا۔ اس نے آنے سے انکار کردیا۔ ابوالفضل کو اس پر غصہ آگیا' اور نہایت بے ادبانہ انداز سے شیخ کو دھمکی دی اور کہلوا بھیجا کہ اگر میرے داماد کو واپس نہ کیا تو تمہیں مشکیں بندھوا کر کھینچ بلاؤں گا اور تمہیں قتل کرا دوں گا۔ خواجہ باقی باللہ نے ایک مرید کی معرفت کہلا بھیجا کہ اپنے سر کی خیر مناؤ' وہ بہت مشتعل ہوا اور حضرت سے انتقام لینے کی تدبیر ہی میں تھا کہ اکبر بادشاہ کا حکم پہنچا کہ دکن جاؤ اور وہاں کی بغاوت کو فرو کرو' دکن کے راستہ میں سلیم شہزادہ کے اشارہ سے اس کا سر کاٹا گیا اور اکبر کے پاس بھیج دیا گیا۔ (قتل ۴ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۵۵۱)

عادات مبارکہ۔ اگر آپ کسی سے کوئی خلاف شریعت کام دیکھتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صراحت اور سختی سے نہیں فرماتے تھے'

آپ میں انکساری بھی غایت درجہ کی تھی۔ آپ کے وصال کے دو سال بعد اکبر شہنشاہ ہند بھی فوت ہوگیا۔ اس درویش صفت انسان نے اپنی توجہ و تربیت سے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جیسا روشن دل' گرم نفس ولی تیار کیا جس گوہر تابدار کو ہند میں سرمایہ دین و ملت کا نگہبان بنایا گیا۔ جن کا نام باقی' ان کا فیض باقی اور تاقیامت باقی رہے گا۔

Marfat.com

۲۴۔ حضرت شیخ " احمد فاروقی سرہندی" امام ربانی مجدد الف ثانی "

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق خداوند عالم اس امت کے لئے ہر صد سال بعد ایک ایسا شخص پیدا کرتا ہے کہ جو دین کو زندہ کرتا رہے گا (ابو داؤد) اور بقول علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی جب ہزار سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے قدیم عادات کے مطابق دوسرے ہزار کے لئے ایک مجدد پیدا کیا۔ جو تمام اولیاء میں وہ درجہ رکھتا ہے جو انبیاء میں رسولوں کا ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح حیات سے صرف آپ کی ذات کا تعارف مقصود نہیں۔ آپ کی ذات والا صفات اور آپ کے مقام سے کون واقف نہیں۔ آپ آسمان مجددیت کے روشن آفتاب ہیں۔ آپ کی زندگی فسق وفجور، کفرو ضلالت، گمراہی بے دینی اور بدعت کے خلاف ایک کامیاب جدوجہد ہے۔ آپ کے حالات زندگی سے تو قارئین کے دلوں میں احیاء دین کا جذبہ وحوصلہ پیدا کرنا مطلوب ہے۔ آج سے اندازاً" ساڑھے تین صد سال قبل اسلام اور امت مسلمہ کو شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں کتنے سخت ناموافق حالات کا سامنا تھا کہ حکومت کی سرپرستی اور ایما پر غیر مسلم اتنے دیدہ دلیر ہو چکے تھے کہ مساجد کو کھلے بندوں شہید کر کے مندر تیار کئے جاتے۔ مسلمانوں کو اصل دین سے منقطع کرنے اور اسلام کو ہندوستان سے جلاوطن کرنے کے لئے کیا کچھ نہ ہو رہا تھا۔ مسلمان کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ کفار اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے اور بے دھڑک برسرعام مراسم کفر ادا کرتے مگر مسلمان نہ تو زبان کھول سکتے اور نہ اپنے احکام اسلامی ادا کر سکتے۔ حکومت کی بے راہ روی اور ہندو نوازی سے زمین ہندوستان مسلمانوں پر تنگ ہو چکی تھی۔ اسلام دشمنی یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ :

Marfat.com

(۱) ہندوؤں کے برت کے دنوں میں کوئی مسلمان روٹی نہ پکا سکتا۔ مگر ماہ رمضان میں ہر کوئی روٹی پکا سکتا اور فروخت کرتا۔ کوئی رکاوٹ اور پابندی نہ تھی۔

(۲) السلام علیکم کی بجائے اللہ اکبر اور وعلیکم السلام کی جگہ جل جلالہ' کہا جاتا۔

(۳) گوشت گاؤ کی اجازت نہ تھی جبکہ بھیڑیے اور شیر کے گوشت کی حلت کا فتویٰ دیا گیا۔

(۴) ہندو عورت اگر مسلمان ہو جاتی تو اسے حکماً" اس کے ورثا کے گھر واپس بھیج دیا جاتا تھا۔

(۵) عربی پڑھنا' لکھنا عیب قرار دیا گیا۔ فقہ تفسیر پڑھنے والے مردود اور مطعون ٹھہرائے جاتے۔ مسجدیں ویران ہو گئیں۔

(۶) سب سے زیادہ داڑھی کی تذلیل اور مذمت کی جاتی۔ دنیا دار علماء ریش تراشی کر کے بادشاہ کو خوش کرتے۔

(۷) شاہی محل میں رات دن آگ روشن رکھی جاتی اور مقربین شاہ چراغ اور شمع روشن ہوتے وقت قیام کرنا اپنے لئے فرض جانتے۔

(۸) سور اور کتے کو پاک قرار دیا گیا۔ شاہی محل کے نیچے دونوں جانور رکھے جاتے۔ صبح سویرے ان کو دیکھنا عبادت تصور کیا جاتا۔ فیضی سفر میں کتے اپنے ساتھ رکھتا۔ بعض لوگ کتوں کے ساتھ کھانا کھاتے۔ اور ان کی زبان منہ میں لیتے۔

(۹) غسل جنابت کی فرضیت ختم کر دی گئی۔

(۱۰) رسم ختنہ ختم کرنے کی سعی کی گئی۔

(۱۱) دفن کرتے وقت میت کا سر مشرق اور پاؤں مغرب (قبلہ) کی طرف کیے جاتے۔

Marfat.com

(۱۲) زنا حرام نہ تھا۔ بلکہ اس مقصد کے لئے شہر سے باہر شیطان پورہ کے نام سے ایک آبادی قائم کی گئی۔ وہاں بادشاہ کی طرف سے محافظ اور نگہبان مقرر تھے جو اس فعل بد میں مددگار ثابت ہوتے

(۱۳) جوا جائز قرار دیا گیا اور اس مقصد کے لئے شاہی خزانے سے قرضہ دیا جاتا۔

(۱۴) شراب اور سور حلال قرار دیئے گئے۔

(۱۵) بادشاہ صبح۔ شام' آدھی رات آفتاب کی پرستش کرتا اور اپنے لباس کا رنگ سات ستاروں کے رنگ کے مطابق رکھتا۔

(۱۶) نماز روزہ اور ساری چیزیں جن کا تعلق نبوت سے ہے کو تقلیدات' یعنی بے عقلی کی باتیں کہا جاتا۔ ۱ دین اکبری کی بنیاد عقل پر رکھ کر بادشاہ ۲ مسلمانوں کو دین سے دور لے جا رہا تھا۔

حکومت کے اراکین کا رخ موڑنے کے لئے ایک عظیم شخصیت کی ضرورت تھی جو اپنے عزم راسخ صبرو استقامت سے ناسماعد حالات کا مقابلہ کر کے دین اسلام کو زندہ کرے۔ چنانچہ شیخ احمد سرہندی سرہند شریف میں بزم آرائے عالم امکان ہوئے۔

آپ کا نسب نامہ : آپ کا اسم مبارک احمد ہے۔ آپ کے والد بزگوار کا اسم گرامی عبدالاحد اور دادا کا نام زین العابدین ہے۔ آپ کا نسب نامہ ۲۸ واسطوں سے امیرالمومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب تک پہنچتا ہے۔ حضرت شیخ بہت بڑے عالم تھے سلسلہ چشتیہ میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اور سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے فیض یافتہ تھے۔

نقل مکانی: مدینہ طیبہ کے بعد آپ کے آباؤ اجداد کا وطن کابل تھا۔ حضرت عبدالاحد کے مورث اعلیٰ شیخ شہاب الدین کا شمار سلاطین کابل کے جلیل القدر امراء و فضلاء میں ہوتا تھا۔ آپ کابل سے ہندوستان تشریف لائے کہ فیروز شاہ

Marfat.com

تعلق آپ کا عقید تمند تھا۔ آپ نے سرہند شریف میں سکونت اختیار کی۔

آپ شیخ عبدالاحد کے چوتھے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت عبدالاحد نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے سور بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ یکایک میرے سینہ سے ایک نور نکلا۔ اس نور سے ایک تخت ظاہر ہوا۔ جس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اس شخص کے سامنے تمام ظالموں' زندیقوں اور ملحدوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ ایک شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے "**جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**"۔ حضرت عبدالاحد نے یہ خواب حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے بیان کیا۔ آپ نے تعبیر یہ فرمائی کہ آپ کے ہاں ایک فرزند ہو گا۔ جس کی برکت سے ظلمت کفر والحاد وبدعت دور ہوں گی۔ یہ فرزند بڑے بڑے شہنشاہوں کو نیچا دکھائے گا۔ سبحان اللہ کیسا سچا خواب اور کیسی صحیح تعبیر تھی۔ چنانچہ بمقام سرہند شریف آپ کی ولادت سراپا بشارت ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت نصف شب ہوئی۔ اس وقت اکبر کی تخت نشینی کو آٹھ سال ہو چکے تھے۔ آپ کی پیدائش پر حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ تشریف لائے اور اپنی انگشت مبارک حضرت ممدوحؒ کے منہ میں ڈالی اور فرمایا یہ بچہ تجدید دین کے لئے پیدا کیا گیا ہے"۔

چنانچہ ختم رسالت کے بعد امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے الوالعزم پیغمبروں کی سنت پر عمل پیرا ہو کر اکبر اور جہانگیر جیسے غرور صفت اور فرعون خصلت مغل فرمانرواؤں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اکبر اور جہانگیر جیسے آمر اور مطلق العنان بادشاہوں کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ اور خلق خدا شرک اور الحاد کے شدید سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہتی چلی جا رہی تھی۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "افضل جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے" کے مطابق حضرت مجدد الف ثانیؒ سرکبف میدان جہاد میں کود پڑے۔

Marfat.com

تحصیل علم: حفظ قرآن کے بعد آپ تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں آپؒ نے جامع کمالات ظاہری وباطنی بن کر درس تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

تحصیل طریقت: ابتداً آپ نے طریقہ چشتیہ اور قادریہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور خرقہ خلافت شاہ سکندر کیتھلی نبیرہ شاہ کمال کیتھلی سے پایا۔ یہ خرقہ امانت حضرت غوث اعظم سرکار بغداد شریف کے ارشاد کے مطابق آپ کو عطا ہوا۔ حضرت ممدوح یہ خرقہ پا کر بہت خوش ہوئے۔ بایں ہمہ کمالات سلسلہ نقشبندیہ کی طلب آپ کے قلب اطہر میں موجزن تھی۔ حضور امام ربانی کو حج بیت اللہ کا بڑا شوق تھا۔ لیکن والد ماجد کی کبرسنی حائل رہتی۔ ان کے وصال کے بعد آپ ۱۰۰۸ھ میں باارادہ حج سرہند شریف سے دہلی پہنچے۔ یہاں ملا حسن کشمیری سے حضرت باقی باللہؒ نقشبندی کی موجودگی کا علم ہوا۔ آپ ملنے کے لئے گئے۔ حضرت باقی باللہؒ بعض غیبی اشاروں کے تحت کابل سے دہلی پہنچ کر آپ کے انتظار میں تھے کہ اتنے میں

آمد آں یارے کہ ما می خواستیم

بیعت کرنا چہ معنی۔ دہلی میں تو آپ کو قیام کا خیال بھی نہ تھا۔ حضرت خواجہ کی صحبت نے اس قدر تیزی سے اثر کیا کہ دو ہی دن کے بعد آپ نے بیعت کی درخواست کی جو قبول ہوئی۔ آپ نے ڈھائی ماہ دہلی میں قیام کیا۔ نقشبندی نسبت مکمل طور پر حاصل ہوگئی۔ جب آپ پیرو مرشد کی ملاقات کے لئے دوسری دفعہ دہلی تشریف لائے تو خلعت خلافت عطا ہوئی۔ تیسری دفعہ آئے تو پیرو مرشد پیشوائی کے لئے آگے بڑھے اور بڑی بڑی بشارتیں عطا فرمائیں۔ اپنی طوطی والی خواب کی تعبیر حضرت امام ربانیؒ میں پائی۔

حضرت امام ربانی کے ظاہری کمالات: (۱) احسن الخالقین نے آپ کی ظاہری شکل و صورت ایسی محبوب بنائی تھی کہ جو کوئی دیکھتا بے اختیار کہتا کہ تبارک اللہ

Marfat.com

احسن التقلیتین۔ صورت اقدس پر انوار ولائت نمایاں تھے۔ ملاحت کے ساتھ رعب اور دبدبہ بہت تھا۔

(۲) پابندی شریعت کا بے حد اہتمام اور پیروی سنت کی بے پناہ محبت۔ بدعات سے بے حد نفرت اور احتراز تھا۔

(۳) ہمیشہ عزیمت پر عمل کرتے۔ رخصت کے قریب نہ جانا آپ کا نمایاں شعار تھا۔

(۴) کثرت عبادت۔ (۵) امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں آپ ایک مامور من اللہ کی شان رکھتے تھے۔ کسی کی ملامت۔ ڈر اور ایذا کا خوف نہ ہوتا۔ خصائص کا یہ پہلو آپ کی زندگی کا اہم حصہ ہے اور اسی کی بدولت عہد جہانگیری میں فسق وفجور رفض وبدعت کو ختم کر کے مجددیت کی تکمیل کی۔

ابو الفضل سے ملاقات: کم وبیش ۴۰ سال کا زمانہ آپ نے دور اکبری میں گزارا۔ جوانی کے ایام میں آپ آگرہ تشریف لاتے تو ابو الفضل اور فیضی سے ملاقات ہوتی۔ ایک دفعہ عید کے چاند میں اختلاف ہو رہا تھا۔ بادشاہ نے شرعی ثبوت سے پہلے ہی عید کا اعلان کر دیا اور روزے افطار کروا دیئے۔ آپ کو علم ہوا تو فرمایا "بادشاہ بے دین است اعتبارے ندارد"

ایک دفعہ ابو الفضل نے حضرت امام غزالیؒ کی شان میں گستاخانہ' الفاظ استعمال کئے۔ آپ ابو الفضل سے برہم ہوئے اور پھر کبھی ملاقات نہ کی' ہر چند کہ ابوالفضل معافی کا خواستگار ہوا۔

اکبر کا زمانہ آپ کی تیاری کا زمانہ تھا۔ دہلی میں قیام کے دوران آپ کو اکبر کے دین الٰہی اور اس کی خرابیوں کی خبر ہوئی اور مسلمانوں کی حالت زار کا علم ہوا۔

عہد جہانگیری میں نورجہاں کے اثر ورسوخ سے تاج وتخت پر شیعیت کا قبضہ تھا۔ اور "الناس علیٰ دین ملوکھم" کے مصداق عوام میں شیعی خیالات پھیلنے لگے۔ آپ

Marfat.com

نے نہایت خاموشی کے ساتھ کسی انجمن سازی کے بغیر حکومت' علماء' اور صوفیائے خام کا مقابلہ کیا اور تائید ایزدی سے کامیاب وکامران رہے۔ آپ نے اپنے مکاتیب سے ارباب حکومت کی تعلیم وتربیت فرمائی اور حکومت کی مشینری کے رخ کو صحیح کیا۔ آپ نے ہندی بت پرستوں اور شیعوں کے عقائد باطلہ پر مختصر تبصرے فرمائے اور شیعی علماء سے مناظرے کر کے ان کے فتنہ وفساد کا سدباب کیا۔ فضلیت شیخین پر روشنی ڈالی۔ شیعہ کا بنیادی اصول یہی تفضیل ہے۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ جو کوئی حضرت علیؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ سے افضل کہے۔ وہ گروہ اہل سنت سے خارج ہے۔ آپ نے رقص وسرود کو ناجائز بتایا۔ عیش وطرب کے طریقوں سے نفرت دلائی۔ سجدۂ تعظیمی کو اسلام کے خلاف بتایا۔ حالت یہ ہوئی کہ جاہل صوفیہ۔ دنیا دار علماء کو اپنی کساد بازاری کے خطرہ نے مخالفت پر آمادہ کر دیا۔ روافض کی جو امیدیں نورجہاں کی وجہ سے وابستہ تھیں وہ امام ربانی کی ذات اقدس کی موجودگی سے موہوم نظر آئیں۔ آصف جاہ وزیر چونکہ آپ کا سخت دشمن تھا۔ اس نے جاہل صوفیہ۔ دنیا دار علماء کے ساتھ مل کر ایک منظم اور مکمل سازش کی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا۔

ایک شخص حسن خاں کابلی نے آپ کے مکتوبات میں تحریف کر کے کفریہ اور زندیقانہ عبارتوں کا اضافہ کیا اور تحریف شدہ مکتوبات بلاد عرب' افغانستان) و دیگر اسلامی ممالک میں بھیج کر آپؒ کے خلاف فتاوی حاصل کیے اور مشہور کیا کہ یہ شخص خود کو صدیق اکبرؓ سے افضل کہتا ہے۔ اس غلط پروپیگنڈے کے اثر سے شیخ عبدالحق ۴۰ محدث دہلوی جیسے دیندار اور متجر عالم بھی نہ بچ سکے تو بادشاہ اور اراکین سلطنت کیسے بچ سکتے تھے۔ تمام ہندوستان میں آپ کے خلاف آگ بھڑک اٹھی۔ القصہ وہ مشہور واقعہ پیش آیا جس کے بعد بادشاہ نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ قید خانہ میں آپ نے تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا اور قلعہ کے محافظ اور قیدی سب آپ کے حلقہ عقیدت میں آگئے۔

Marfat.com

اس دوران مہابت خاں کی بغاوت کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ جہانگیر اور نورجہاں قید ہوئے۔ قید خانہ سے آپ نے مہابت خاں کو مکتوب بھیجا کہ مجھے فتنہ و فساد پسند نہیں اور بادشاہ کو تخت پر بحال کرایا۔ (شہزادہ خرم) شاہ جہاں نے آپ کی رہائی کے لئے کوشش کی۔ مگر وزیر بدتدبیر آصف جاہ آڑے آیا بادشاہ کشمیر چلا گیا۔ وہاں سخت بیمار ہوا۔ جہانگیر نے خواب دیکھا۔ خواب کیا قسمت جاگ اٹھی۔ دیکھا کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بطور تاسف فرما رہے ہیں۔ جہانگیر تو نے ہمارے کتنے برگزیدہ آدمی کو قید کر رکھا ہے۔ اس خواب کے بعد آپ کی رہائی عمل میں آئی اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کو فتح مبین ۵حاصل ہوئی کہ دنیا دنگ ہے۔ آپ بادشاہ کے ہمراہ چند روز لشکر میں رہے اور بادشاہ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوا۔

وفات حسرت آیات: وفات سے چند ماہ قبل فرمایا کرتے کہ مجھے اپنی عمر ۶۳ سال معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ محرم کو فرمایا کہ اب چالیس پچاس دن کے اندر اس عالم فانی سے سفر کرنے والا ہوں اور اپنی قبر مبارک کی جگہ بھی متعین فرمائی۔ چنانچہ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ تریسٹھ برس کی عمر میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ نماز جنازہ خواجہ محمد سعید الخازنؒ نے پڑھائی اور سرہند شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کی ذریات طیبات' آپ کے خلفاء اور آپ کے مکتوبات قدسیہ حضرت کے باقیات صالحات ہیں۔ آپ کی زندگی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کی جھلک اپنے نقطہ عروج پر نظر آتی ہے۔ آپ دین کے تمام شعبوں کے مجدد ہیں اور یہ شرف کسی اور مجدد کو حاصل نہیں

حضرت مجدد یورپ کی نظر میں: (۱) ڈاکٹر آرنلڈ اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں لکھتا ہے: ''شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد تھے.... دو برس قید میں رہے اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقاء زندان میں سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا''۔

Marfat.com

(۲) انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھیکس میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہے:

"ہندوستان میں سترھویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجدد تھا اور جو ناحق قید کر دیے گئے۔ ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے قید خانہ کے ساتھیوں میں سے کئی سو بت پرستوں کو مسلمان بنایا"

نواب صدیق حسن خان صاحب کا خراج عقیدت: خانصاحب مسلک اہل حدیث کے راسخ العقیدہ پر جوش داعی تھے وہ لکھتے ہیں:

اپنے زمانہ میں آپ طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے۔ اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے ظاہر وباطن میں ان کا طریقہ عالیہ کتاب وسنت پر مبنی تھا۔ اولیاء کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا۔

مولوی عبد اللہ غزنوی آپ کے مرقد مبارک پر: مولوی عبد اللہ غزنوی مسلک اہل حدیث کے نامور امام گزرے ہیں امرتسر اور لاہور کا غزنوی خاندان آپ کی ذریت ہے۔ امیر کابل نے آپ کو اپنے علاقہ سے نکال دیا۔ مولوی عبداللہ صاحب پشاور لاہور دہلی سے ہو کر امرتسر آنے لگے تو سرہند شریف میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مزار پُر انوار پر گئے۔ بعض افراد نے منع کرنے میں مبالغہ سے کام لیا۔ اور کہا کہ آپ قاطع بدعت ہو کر مزاروں پر جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "جس ولیمہ کی دعوت میں ڈھول ڈھمکا ہو وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ اس لئے وہ زجرو توبیخ کے قابل ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے کسی بدعت کا حکم نہیں دیا۔ نہ وہ خود ان لوگوں میں تھے۔ بلکہ انہوں نے دین کو از سر نو زندہ وتازہ کیا۔ اس لئے ایسے عذرات پر اپنے آپ کو زیارت قبر (سے محروم رہنا) اور صاحب قبر کو دعا کے فائدہ سے محروم کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ نے حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانیؒ امام

Marfat.com

ربانی کے مزار پر حاضری دی اور کھڑے ہو کر دعا کرتے رہے اس وجد اور مزار پر کیفیت خشوع، خضوع کے ساتھ اور اتنی دیر تک کہ آپ کے ہمراہیوں کو کھڑے ہونے کی تاب نہ رہی۔ (تاریخ حریت مصنفہ منشی محمد دین فوق کشمیری)

لاہور سے وابستگی: ۳۰ نومبر ۱۶۰۲ء جب حضرت باقی باللہؒ کا انتقال دہلی میں ہوا تو آپ اس وقت لاہور میں تھے چنانچہ آپ وصال کی خبر سنتے ہی دہلی روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اپنے گھر سرہند شریف میں بھی قیام کرنا مناسب خیال نہ کیا اور سیدھے اپنے پیرومرشد کے مزار تک پہنچے۔ آپ پہلی مرتبہ مدینتہ الاولیاء لاہور میں اپنے پیرو مرشد حضرت باقی باللہ کے ہمراہ تشریف لائے تھے اور کچھ عرصہ یہاں مقیم رہے۔ دوسری دفعہ آپ یہاں کے اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دینے کے لئے تشریف لائے۔ تاکہ فیوض وبرکات حاصل ہوں۔ آپ نے لاہور کو قطب الارشاد قرار دیا ہے اور فرمایا کہ لاہور سے جو تحریک اٹھے گی وہ ہمیشہ کامیاب ہو گی۔

ملا عبدالواحد لاہوری بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک سبزی فروش آپ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس کی بڑی عزت وتکریم کی۔ جس سے دوسروں کو بڑی حیرانی ہوئی ان کے چلے جانے کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کون تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ابدالوں میں سے ہے (زبدۃ المقامات)

مساجد لاہور جن میں امام ربانی تشریف لائے: (۱) نیویں مسجد چوک متی یہ مسجد لوہاری اور شاہ عالمی دروازہ کے درمیان کوچہ ڈوگران نیا بازار میں واقع ہے۔ سطح زمین سے تقریباً" دو منزل نشیب میں ہے (۲) نیویں مسجد یکی دروازہ یہ محلہ قصاباں میں واقع ہے سطح زمین سے ایک منزل نشیب میں ہے۔ (۳) مسجد نور قدیم مسجد مغلپورہ ریلوے سٹیشن کے قریب ہے اس مسجد میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ دہلوی اور حضرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانی نے قیام فرمایا تھا۔ اور

Marfat.com

نمازیں ادا کی تھیں اس کے بعد کئی ایک بزرگان نقشبندیہ نے ان حضرات کی تقلید کی۔

میرے (مصنف کے) پیرو مرشد حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری' المعروف حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبلہ اعلےٰ حضرت میاں صاحبؒ شرقپوری نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ کے ہاتھوں اللہ پاک ایک مسجد آباد کرائیں گے۔ چنانچہ اعلےٰ حضرت کے وصال کے دس بارہ سال بعد حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مغلپورہ ریلوے اسٹیشن کے پاس محلہ کمہار پورہ تشریف لے گئے اور اس جگہ جہاں مال گاڑیاں کھڑی رہتی ہیں آپ نے نور باطن سے معلوم کیا کہ یہاں ہی وہ مسجد ہے۔ اس جگہ گدھے آوارہ پھرتے تھے ۔ سرکارؒ نے کھدوا کر مسجد کو ظاہر کر دیا ۔ اور تمام جگہ صاف کرا دی۔ ایک درویش چراغ دین نامی کو وہاں بٹھا دیا۔ یہ جگہ محکمہ ریلوے کے قبضہ میں تھی۔ جب لوگ مسجد میں آنے جانے لگے تو بطور حد بندی افسران ریلوے نے مسجد کے اردگرد آہنی سلاخیں لگا دیں۔ اور مسجد کو آنے جانے کا راستہ بند کر دیا۔ مولوی چراغ دین حضرت سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ سرکار نے فرمایا کہ تم خاموش بیٹھے رہو' چنانچہ اسی رات اس انگریز افسر کو جس کے حکم سے حد بندی کی گئی تھی عجیب واقعہ پیش آیا۔ رات کو سوتے میں چارپائی سے بار بار گر پڑتا۔ رات تو جوں توں گزاری۔ صبح ہی وہ انگریز افسر مولوی چراغ دین صاحب کے پاس آیا۔ اور معافی کا طالب ہوا۔ کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہاں کے "پادری" بہت بزرگ ہیں۔ اس نے سلاخیں اتارنے کا حکم دے دیا۔ اور مسجد کا راستہ کھول دیا۔ اس کے بعد بارش سے دو تین کنوئیں بھی برآمد ہوئے۔ جو مسجد کی حدود میں شامل کر دیے گئے۔ سرکار نے فرمایا کہ یہ مسجد بڑی بابرکت ہے۔ یہاں حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ ایسے بزرگان سلسلہ اور سائیں توکل شاہؒ انبالوی ایسے کامل درویش ذکر الٰہی میں مشغول رہے ہیں۔ اور

Marfat.com

ایک دفعہ فرمایا کہ اب بھی مسجد کے در و دیوار سے ذکر الٰہی کی آواز آتی ہے۔ اب مسجد میں کافی رونق ہے اور نماز جمعہ کا انتظام ہے۔

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی

اگر مجدد الف ثانیؒ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کی زندگی کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو ایسے حالات' واقعات اور شواہد ملتے کہ جو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے حالات اور واقعات سے مناسبت رکھتے ہیں اور ان سے ملتے جلتے ہیں کچھ تو رب العزت نے اپنی حکمت بالغہ۔ کرم عظیم۔ فضل قدیم اور رحمت واسعہ کے تحت خود ہی مرحمت فرمائے اور بعض آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کی انتہا درجہ کی کمالیت کی اتباع سے حاصل ہوئے۔ آپ مقام مطابقت پر فائز تھے۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی واسم گرامی احمد ہے۔ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام مبارک بھی احمد ہے۔

۲۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک پر نوشیرواں شہنشاہ ایران کے محل کے ۱۴ کنگرے زلزلے سے گر گئے۔ مجدد الف ثانی علیہ رحمتہ کی ولادت پاک پر اکبر شہنشاہ ہندوستان کے محل میں تیز آندھی سے زلزلہ کا سماں پیدا ہوا۔

۳۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے قبل حضرت صدیقؓ اکبر نے خواب میں دیکھا کہ ان کی گود میں نور آگیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل آپ کے والد گرامی نے خواب میں دیکھا کہ ان کے سینے سے ایک نور نکلا ہے۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے۔ "حضرت امام ربانیؒ بھی مختون پیدا ہوئے۔

۵۔ ایام شیر خوارگی میں حضور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ

Marfat.com

نہ ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ رہا۔

۶۔ آپ کے عقد مبارک میں مکہ معظمہ کی انتہا درجہ کی نیک سیرت، متقی، پرہیز گار اور مالدار خاتون آئیں۔ جنہوں نے آپ کے حبالہ عقد میں آنے کی از خود خواہش کا اظہار کیا۔ حاکم تھانیسر سلطان خاں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی بیٹی جو اس زمانہ کی نیک ترین اور عابدہ دوشیزہ تھی کا نکاح حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے کر دیا۔ حضرت خدیجتہ الکبری کے مال سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فائدہ پہنچا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنی زوجہ عفیفہ کے مال سے فائدہ پہنچا۔

۷۔ حضور علیہ التحیات والتسلیم کے مقابل کفار مکہ اور یہود تھے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مقابل شہنشاہ اکبر جہانگیر اور ہنود تھے۔

۸۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر طائف میں پتھروں کی بارش سے لہولہان کیا گیا تو حضرت امام ربانی پر دربار جہانگیری میں اتنا تشدد کیا گیا کہ ناک مبارک سے خون بہہ نکلا اور لباس خون آلود ہو گیا۔

۹۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے شعب ابی طالب میں قید و بند کی سختیاں جھیلیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ قلعہ گوالیار میں قید رہے۔

۱۰۔ حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شعب ابی طالب سے رہائی عہد نامہ کو دیمک کے کھا جانے سے عمل میں آئی۔ کسی کی سفارش پر نہیں۔ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ کو قلعہ گوالیار سے رہائی کسی کی سفارش پر نہ ہوئی بلکہ شہنشاہ جہانگیر نے خود فرمان رہائی جاری کیا۔

۱۱۔ حضور فخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ پھر صحت یاب ہوئے دوبارہ بیمار ہوئے اور رفیق اعلی سے جا ملے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ بھی پہلے بیمار ہوئے پھر صحت یاب ہوئے دوبارہ مرض نے حملہ کیا اور واصل بحق ہوئے۔

Marfat.com

۱۲۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ۶۳ برس کی عمر میں دو شنبہ کے روز ہوا۔ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ بھی ۶۳ برس کی عمر پاکر دو شنبہ کے دن راہی ملک بقا ہوئے۔

۱۳۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں دو اور قبریں ہیں (حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی) حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف میں بھی دو اور قبریں ہیں (صاحبزادہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ اور صاحبزادہ محمد سعید خازن رحمتہ اللہ علیہ کی)

۱۴۔ یزد پلید کے سپہ سالار مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر اور مسجد نبوی پر یلغار کی اور آٹھ دن رات مسجد نبوی میں اذان نہ ہوئی۔ کچھ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خانقاہ اور مزار شریف پر عہد سکھی میں بندہ بیراگی نے یلغار کی۔ عمارات کو نقصان پہنچایا۔ اذان دینی حکماً" بند کر دی۔

۱۵۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمال میں سب سے زیادہ کامل۔ حسن میں سب سے زیادہ اکمل۔ حسب میں سب سے زیادہ کریم نسب میں سب سے زیادہ شریف اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو حق تعالٰی نے ظاہر و باطنی صوری اور معنوی ہر قسم کے کمالات کا جامع بنایا۔ ظاہری شکل وصورت ایسی محبوب تھی کہ جو کوئی دیکھتا بے اختیار اس کا دل کہتا **فتبارک اللہ احسن الخالقین** آپ حسب نسب میں سب سے ہر لحاظ سے ممتاز و فائق تھے۔

۱۶۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن جعشم کو امان نامہ مرحمت فرمایا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے شہنشاہ جہانگیر کو تحریر لکھ کر دی کہ اگر میں جنت میں گیا تو تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا۔

۱۷۔ حضور نبی کریم امام الانبیاء وامام القبلتین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور آپ کا پسینہ مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار

Marfat.com

تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے جسم پر بھی مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ اور آپ کے پسینے سے بو نہ آتی تھی۔

۱۸۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر مکمل سکوت ہوتا ہے۔ زائرین مودب رہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر بھی لوگ سکوت اختیار کرتے ہیں اور آواز بلند نہیں کرتے۔

۱۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا اور شریران طائف کو بد دعا نہ دی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے شہنشاہ جہانگیر کو بدعا نہ دی تھی اور نہ اس سے انتقام لیا۔

۲۰۔ حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف واکناف میں بادشاہوں کو خطوط رقم کئے تاکہ اسلام قبول کریں حضرت امام ربانی نے بھی شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کے سپہ سالاروں اور امراء کو خطوط لکھے اور ان کی اصلاح عقائد فرمائی۔

۲۱۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رب کریم کا وعدہ ہے کہ اے محبوب! میں روز حشر آپ کی امت کی بخشش فرما کر آپ کو راضی کرونگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی رب کریم کا وعدہ ہے کہ جو آپ کے سلسلہ میں داخل ہو گا اسے بخش دیا جائے گا۔

۲۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت محمدیہ' حقیقت نبوت' حقیقت قرآنی' حقیقت کعبہ' حقیقت نماز' حقیقت ولایت کے جامع ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع سے مقام مطابقت کے پائے ہوئے ولایت احمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جارح تھے۔

۲۳۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام میں محبوب تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اولیاء متاخرین میں درجہ محبوبیت پر تھے۔

Marfat.com

تشریح

۱۔ دربار کے علماء (ابوالفضل اور فیضی) نے مختلف مذاہب کے اصولوں کو یکجا کر کے ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ نام دین الٰہی رکھا۔ کفر و اسلام کا نام دیا اور ترک اسلام ... کو حماقت کہا جاتا۔ یہ ایک صلح کل مذہب سمجھا جاتا کہ تمام ادیان و مذاہب کو ایک نگاہ سے دیکھا جائے۔ کسی مذہب والے کو دوسرے مذہب والے پر فوقیت نہ رہے۔ مگر یہ ایک فتنہ عظیم تھا۔ دین الٰہی کے علمبردار ہر کلام میں اسلام کا مذاق اڑاتے کہ محمدی اسلام کی عمر ۱۰۰۰ سال پوری ہو چکی۔ یہ دین فرسودہ ہو چکا ہے۔

۲۔ جہانگیر تخت نشینی کے وقت صحیح مسلمان تھا۔ خواجہ اجمیری کی بارگاہ پر پیادہ حاضری دیتا۔ سفر حضر میں باجماعت نماز پڑھتا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی کی نزدیکی کے لئے فتح پور کو ہی اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ اس کے خیالات میں اتنی خطرناک تبدیلی کیونکر آئی اور اسباب کیا تھے یہ ایک دلچسپ طلب امر ہے۔ روزانہ کے مناظروں اور صوفیائے خام اور علمائے سو کی جاہ طلبی اور باہمی حسد اور آپس کی تکفیر سے بادشاہ بیزار ہو گیا اور شیطان نے ابوالفضل اور فیضی کے ذریعے اپنا وار کیا۔ ایک بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ بیکار اور نچنت بیٹھا ہے بزرگ نے وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا کہ اس زمانہ میں میرا کام علماء سو انجام دے رہے ہیں اور دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔

۳۔ حضرت باقی باللہؒ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیر و مرشد ہیں کا سن ولادت بھی ۹۷۱ھ ہے

۴۔ غلط فہمی دور ہونے پر آپ نے رجوع فرمایا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عقیدت مند ہو گئے۔ جن دیگر لوگوں نے آپ کی مجددیت کا انکار کیا اور رد میں رسالے لکھے۔ تکلیف میں مبتلا ہوئے۔

Marfat.com

۲۵۔ حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت رحمتہ اللہ علیہ

آپ امام ربانی سرکار مجدد الف ثانیؒ کے لخت جگر اور قرۃ العین ہیں "**الولد سر الابیہ** کی ہو بہو تصویر اپنے برادر حقیقی عروۃ الوثقی، قیوم ثانی **قدس اللہ سبحانہ سرھما الاقدس** کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے دونوں برادر ولایت **احمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام** کے فیض سے مستفیض تھے۔ لکھتے ہیں کہ جب مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو وہاں میں نے ایک مشاہدہ کیا کہ سرور کائنات "صلی اللہ علیہ وسلم" کی ذات رحمت کا وجود پاک فرش تا عرش اور جمیع کائنات کا مرکز ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات ہی وہاب مطلق اور مبداء فیاض ہے لیکن جس کسی کو فیض "نور" پہنچتا ہے یا پہنچ رہا ہے۔ وہ آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے وسیلہ جلیلہ سے پہنچتا ہے۔ اور جمیع مہمات وامور ملک وملکوت بھی آپ ہی کے اہتمام سے انصرام پا رہے ہیں جب سعید دہر، جلیل عصر خازن الرحمتہ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ بارہ گاہ

۵۔ دو سال قید گوالیار کے بعد جب رہائی ۔ حکم پہنچا تو امام ربانیؒ نے لکھا کہ میں ان شرطوں پر قلعہ گوالیار سے باہر آؤں گا:

(۱) بادشاہ کو سجدہ کرنا حرام قرار دیا جائے (۲) ذبیحہ گاؤ کی عام اجازت ہو اور بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرے۔ (۳) شہید شدہ مساجد سرکاری خرچ پر دوبارہ تعمیر کی جائیں۔ (۴) ایک مسجد جامع دربار عام کے بالمقابل بنائی جائے جہاں عام مسلمان نماز پڑھیں۔ (۵) مفتی قاضی محتسب وغیرہ احکام شریعت کے قواعد کے مطابق مقرر ہوں۔ (۶) کفار سے جزیہ وصول کیا جائے جیسا کہ حکم شرع ہے۔ (۷) خلاف شرع تمام قانون منسوخ کیے جائیں۔ (۸) بدعت کی تمام رسومات کو بند کیا جائے۔ (۹) ہندوستان کے تمام قیدی رہا کیے جائیں۔ بادشاہ نے یہ تمام شرائط مان لیں۔ وہ بادشاہ جو دو ماہ قبل آپ کے قتل کے درپئے تھا۔ آپ کا غلام بن گیا اور توبہ کا طلب گار ہوا۔ آپ نے بھی کمال شفقت فرمائی بادشاہ نے بھی آپ کی اطاعت میں کوئی فروگذاشت نہ رکھی۔

Marfat.com

رحمتہ للعلمینی علیہ الصلوات والتسلیمات والتحیات حاضر ہوئے تو سب سے پہلے مسجد نبوی شریف ریاض الجنتہ میں تحیتہ المسجد ادا کرنے لگے تو دوران تشہد درود شریف پڑھ رہے تھے کہ روضہ مقدسہ سے آواز آئی العجل انا الیک مشتاق ط جلدی کیجئے جلدی کہ میں تیرا مشتاق ہوں تو بعد سلام فی الفور حاضر بارگاہ محبوب "صلی اللہ علیہ وسلم) ہوئے اور حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان ظاہری آنکھوں سے عالم بیداری میں دیکھا اور دوران حاضری آٹھ مرتبہ زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ یہ سب کمالات وانعامات' متابعت سنت اور درود شریف کی برکت سے پائے۔ "مکتوب معصومیہ ج ۳"

این سلسلہ از طلائے ناب است
این خانہ تمام آفتاب است

۲۶۔ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور دوسرے خلیفہ تھے۔ علوم دینیہ کی تعلیم والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی سے کی' اور تکمیل برادر اکبر حضرت شیخ محمد سعید خازن الرحمت سے کی' کیونکہ ابھی کم سن تھے جب حضرت مجدد الف ثانی انتقال فرماگئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ذکر اور مراقبہ کا طریقہ اپنے والد گرامی سے سیکھا۔ رمضان المبارک کے رویت ہلال میں اختلاف پیدا ہوا' تو حضرت مجدد علیہ الرحمت نے فرمایا معلوم کریں کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ دودھ نہیں پیا۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا آج رمضان المبارک ہے۔ مقام قطبیت اور منصب قیومیت کی بشارت اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ عالمگیر بادشاہ آپ کا مرید تھا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے شیخ سیف الدینؒ کو اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند کے لشکر میں رشد و ہدایت کے لئے بھیجا۔ اورنگ زیب ان کے ارشادات بڑی توجہ

Marfat.com

سے سنتا۔ آپ کا ایک مشہور معتقد نواب مکرم خاں تھا جو پہلے لاہور کا گورنر تھا، پھر سب کچھ چھوڑ کر شیخ کی خدمت میں آگیا۔ آپ کی ولادت مبارک بروز دوشنبہ ۱۰ شوال ۱۰۰۹ھ ہے۔ وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہے۔ مزار مبارک سرہند شریف میں ہے جسے شاہجہان کی بیٹی روشن آراء نے تعمیر کرایا تھا (چونکہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے تکمیل علوم اپنے برادر بزرگ حضرت شیخ محمد سعید خازن الرحمت سے کی تھی۔ اس لئے شجرہ شریف میں حضرت خواجہ محمد سعید کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم کا نام آتا ہے، شجرہ شریف مرتبہ مولانا حاجی شاہ رکن الدین صاحب نقشبندی مجددی الوری اس طرح ہے:۔

ابر رحمت خواجہ سرہند احمد کے طفیل
خازن الرحمت سعید باصفا کے واسطے
خواجہ معصوم اور عبدالاحد محبوب حق
شہ حنیف رازداں راز خدا کے واسطے

۲۷۔ حضرت شیخ عبدالاحد المشہور شاہ گل رحمتہ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت خواجہ محمد حنیف پارسا رحمتہ اللہ علیہ

آپ کو حضرت شیخ محمد سعید خازن الرحمت نے مخلوق کی ہدایت کے لئے کابل بھیج دیا۔ ۱۱۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف قصبہ بامیان نواح کابل میں ہے ۔

۲۹۔ حضرت خواجہ شیخ محمد زکی مطہری رحمتہ اللہ علیہ

رحلت ۱۱۴۳ھ مزار شریف مقام اتقی لانفی عرب شریف

۳۰۔ ابوالمساکین حضرت خواجہ شیخ محمد ٹھٹھوی رحمتہ اللہ علیہ

(آپ حضرت مخدوم آدم ٹھٹھوی کے پوتے اور شیخ محمد اشرف کے فرزند تھے)

Marfat.com

۳۱۔ حضرت خواجہ مخدوم محمد زمان المعروف سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا خاندانی سلسلہ نسب بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہے۔ ولادت ۲۱ رمضان المبارک ۱۱۲۵ھ قصبہ لواری سندھ میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل ٹھٹھہ میں مولانا محمد صادق سے کی۔ اتفاقیہ آپ کی ملاقات ابوالمساکین حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی سے ہوگئی۔ جوہر قابل پاکر چھ ماہ میں ہی منازل سلوک طے کراکر آپ نے خلافت عطا فرماتے ہوئے اپنی دستار مبارک آپ کے سر پر رکھی۔ ۱۱۵۰ھ میں آپ ٹھٹھہ شریف سے لواری شریف چلے آئے اور زینت آرائے مسند خلافت ہوئے۔ خواجہ محمد زکی مطہری عرب شریف سے بحکم خداوندی بلاد سندھ میں تشریف لائے اور دو ہفتہ کی قلیل مدت میں حضرت خواجہ محمد زمان کو منازل سلوک طے کراکر واپس عرب شریف چلے گئے۔ آپ نے قصبہ لواری کو ایک نئی جگہ پر آباد کیا کیونکہ اصل قصبہ لواری کا پانی کھارا ہوچکا تھا اور لوگ نقل مکانی کرکے قصبہ چھوڑتے جارہے تھے۔ سندھ کے مشہور صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی نے بھی کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۱۸۸ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے لنگر میں یہ تاثیر تھی کہ کوڑھی کھاتا تو تندرست ہو جاتا۔

(میرے پیر و مرشد حضرت کرمانوالی سرکار فرمایا کرتے کہ اللہ کے بندوں کے لنگر میں شفاء ہے۔ میں نے دیکھا کہ کئی پیچش کے مریض حضرت قبلہ کے لنگر کی دال چنا کھاکر صحت یاب ہوئے)۔

۳۲۔ حضرت خواجہ حاجی احمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مسکن بوسیدی میاں صاحب سندھ میں مشہور ہے۔ ایک بزرگ

Marfat.com

نے آپ کو لواری شریف جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ حضرت خواجہ محمد زمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد زمان نے آپ کو چند سال میں درجہ کمال تک پہنچادیا۔ آپ کا مزار موضع بوسیدی میاں صاحب (قاضی احمد گوٹھ) میں مرجع خلاق ہے۔

۳۳۔ حضرت شاہ حسین المعروف بھورے والے رحمتہ اللہ علیہ

مکان شریف (رتڑ چھتڑ) ضلع گورداسپور

آپ مرشد کامل کی تلاش میں ولایت سندھ میں حضرت خواجہ حاجی احمد کی خدمت میں پہنچ گئے۔ فیض یاب ہوئے، خلعت خلافت حاصل کرنے کے بعد وطن (پنجاب) واپس لوٹے، اور لاکھوں لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے خواجہ سید امام علی شاہ کو بیعت فرماکر درجہ کمال تک پہنچادیا۔

آپ کا مقام: آپ کا مولد شریف موضع رتڑ چھتڑ (ضلع گورداسپور) آپ کے دم قدم کی برکت سے مکان شریف کے نام سے موسوم ہوا۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت قاضی احمد قاضی گوٹھ سندھ والوں کو بوقت حاضری روضہ اطہر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا "ہمارا ایک عزیز علاقہ پنجاب سے بڑی مصیبتیں جھیل کر تمہارے پاس آئے گا۔ تو وہ امانت جو آپ کو سونپی گئی ہے۔ اس کے حوالے کر دینا چنانچہ حضرت سید شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ کو سند خلافت عطا فرماکر قاضی احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں وطن پنجاب واپس بھیج دیا۔ تاکہ عوام الناس آپ کے آفتاب ولائت سے فیض یاب ہوں۔

۳۴۔ حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

مکان شریف (ضلع گورداسپور)

۳۵۔ حضرت خواجہ میر صادق علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ (مکان شریف)

آپ خواجہ امام علی شاہ کے فرزند ہیں اور آپ کے بعد مسند نشین ہوئے۔

۳۶۔ حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ

اکوٹلہ (شیخوپورہ)

Marfat.com

۳۷۔ شہنشاہ کشور ولایت آفتاب رشد وہدایت شیر ربانی قطب یزدانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی

آباؤ اجداد۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری علیہ رحمت نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔ ہمارے آباؤ اجداد کابل میں شاہی خاندان کے استاد تھے اور اس شرف کے باعث "مخدوم" کہلاتے تھے۔ جب ملک ہندوستان میں اسلامی فتوحات کا دور شروع ہوا تو افغانستان سے اسلامی لشکر کے ساتھ علماء اور مشائخ تبلیغ دین کے شوق میں ہندوستان چلے آئے۔ چنانچہ حضرت ممدوح کے مورث اعلیٰ ہاشم نامی شہر قصور کی آبادی قلعہ کوٹ پکا میں مقیم ہوئے۔ اس زمانہ میں شہر قصور علم و فضل اور امن کا گہوارہ تھا۔ ہر جگہ دینی درسگاہیں کھلی تھیں ہاشم کے بیٹے حافظ محمد تھے۔ ان کی پشت سے صالح محمد پیدا ہوئے۔ یہ بزرگ اسم بامسمے تھے۔ اور قرآن مجید کی کتابت سے گزراوقات کرتے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ حافظ محمد عمر، بابا غلام رسول۔ میاں غلام محمد۔ بابا غلام رسولؒ باطنی علوم کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری سے بھی آراستہ تھے۔ شہر قصور میں ان کا خوب شہرہ تھا۔

نقل مکانی۔ مغلیہ حکومت کے بجائے جب پنجاب سکھوں کے قبضہ میں تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ حکمران تھا۔ تو سکھی فوجوں نے بارونق شہر قصور کو خوب لوٹا۔ شہر کے لوگ ادھر ادھر چلے گئے۔ بابا غلام رسول صاحب نے حجرہ شاہ مقیم میں سید قطب شاہ صاحب کے ہاں پناہ لی اور ان کے صاحبزادگان کے اتالیق بنے۔ سکھوں نے جب حجرہ شاہ مقیم پر یورش کی تو بابا غلام رسول صاحب ایک زرگر کی معیت میں شرق پور شریف چلے آئے اور اسی جگہ مقیم ہو گئے۔ یہاں آپ کے علمی کمالات رنگ لائے۔ آپ نے ایک مسجد تعمیر کی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سکھی حکومت جو تقریباً چالیس رہی۔ رنجیت سنگھ کی موت (۱۸۳۹ء) کے چند سال بعد ختم ہو گئی۔ انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں پنجاب فتح کر لیا بابا غلام رسول کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا۔ ایک

Marfat.com

بیٹی آمنہ بی بی تھی۔ جس کا نکاح انہوں نے اپنے بھتیجے حافظ محمد حسین بن حافظ محمد عمر سے کر دیا۔ اولاد نرینہ نہ ہونے کے باعث بابا غلام رسول صاحب نے حافظ محمد حسینؒ کو قصور سے شرقپور شریف بلا لیا۔ بابا غلام رسول صاحب کی وفات (۱۲۸۲ء) کے بعد درس و تدریس کے سلسلہ کو حافظ محمد حسین نے جاری رکھا۔ حافظ محمد حسین صاحب کے تین فرزند تھے۔ میاں عزیز الدینؒ میاں حمید الدینؒ اور میاں نظام دینؒ، حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ، میاں عزیز الدین کے لخت جگر ہیں۔

میاں عزیز الدین صاحب= آپ لوگوں میں اپنے زہد و تقویٰ کے باعث ہر دلعزیز تھے۔ ضلع رہتک میں ویکسی نیٹروں پر سپرنٹنڈنٹ تھے۔ رہتک صدر مقام سے ماتحت عملہ کی نگرانی کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے۔ اکثر دو تین ماہ بعد شرقپور شریف تشریف لاتے۔ ان دنوں حضرت قبلہ شرقپوری کی حالت مجذوبانہ تھی۔ زیادہ وقت جنگلوں میں گزارتے۔ میاں عزیز الدینؒ نے انہیں "سائیں لوگ" سمجھ کر دوسری شادی کر لی۔

بشارت= ایک مرتبہ میاں عزیز الدینؒ صاحب دورہ پر تھے کہ راستہ میں ایک نقاب پوش نے آپ کو ٹھہرالیا اور فرمایا "جس لڑکے کو تم سائیں لوگ" سمجھتے ہو وہ اپنے زمانہ کا باکمال بزرگ اور منبع فیوض و برکاۃ ہو گا۔ مگر ان کا عروج آپ نہ دیکھ سکیں گے۔ آپ کی ملازمت کے آخری ایام میں ضلع رہتک کے قصبہ ہانسی میں ہیضہ کی وبا پھوٹی ہیضہ کی وبا کی روک تھام کے لئے آپ کو ہانسی میں تعینات کیا گیا۔ آپ ہانسی میں ہی ہیضہ کا شکار ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے اور قصبہ کے باہر ایک جوہڑ کے کنارے درخت کیکر کے نیچے آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا اور سرکاری طور پر آپ کے وصال کی خبر ڈپٹی کمشنر رہتک نے شرقپور شریف میں دے دی۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی ہدایت پر سرکار ثانی صاحب (میاں صاحب کے چھوٹے بھائی) ہانسی تشریف لے گئے اور اپنے والد گرامی مرحوم مغفور کے مزار پر حاضری دی۔ میاں صاحب رحمتہ اللہ خود بھی ایک مرتبہ اپنے والد معظم کے مزار پر تشریف لے گئے۔

اعلیٰ حضرت کی پیدائش کی پیش گوئیاں= پیرو مرشدی حضرت قبلہ

Marfat.com

کرمانوالی سرکار فرمایا کرتے کہ بیلیو! شرق پور کے معنی ہیں سورج کے طلوع ہونے کی جگہ اس پاک خطہ زمین میں آفتاب ولایت میاں شیر محمدؒ کا ظہور ہونے والا تھا۔

روایت ہے کہ ایک مجذوب فقیر شرق پور شریف آیا کرتا تھا اور آپ کے دروازہ پر کھڑا ہو کر ہے ہے سائیں کیا کرتا۔ ایک مرتبہ معززین شہر کے اصرار پر اس نے بتایا کہ بات کچھ بیان دینی نہیں وہ تو اس مکان میں ایک مرد کامل مقبول بارگاہ رب العلیٰ ہستی کی آمد دیکھ رہا ہے اور انہی سے کسب فیض کرنے آتا ہے۔ اسی طرح بابا امیر الدین صاحب کوٹلہ پنجو بیگ والے جن سے بعد میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب بیعت ہوئے۔ قبلہ حضرت کی پیدائش سے بہت پہلے شرق پور تشریف لاتے اور فرماتے کہ مجھے بذریعہ کشف معلوم ہوا ہے کہ یہاں "ایک مرد خدا" پیدا ہوگا۔ جس سے زمانہ فیض یاب ہوگا۔

پیدائش — بار خر ۲۹۲ا ھ مطابق ۱۶۵ء صبح کے وقت یہ بلند بخت اور سعادت مند بچہ میاں عزیز الدین کے گھر میں پیدا ہوا۔ آپ کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب میرا یہ بھائی پیدا ہوا تو گھر میں عجیب کیفیت تھی۔ ایسا معلوم ہوا کہ آسمان سے ایک نورانی تخت اترا۔ فرشتے میرے بھائی کو اس پر بٹھا کر اوپر لے گئے اور جب واپس لائے تو آپ نورانی لباس میں ملبوس تھے اور سر پر ایک چمکتا تاج۔ اللہ اکبر آپ کی ولادت پر بابا غلام رسول نے آپ کو گود میں لیا اور اپنی زبان ان کے منہ میں دے دی۔ بچے نے چوس لی "باباجی نے فرمایا" یہ بچہ بڑا سعادت مند اور باکمال ہوگا۔ ولادت کے ساتویں دن ایک بزرگ کے فرمان کے مطابق آپ کا نام مبارک شیر محمد رکھا گیا۔

بچپن، جوانی، تعلیم و تربیت اور منصب ولایت کی بشارت =

حدیث دلبراں میں محترمی فضل احمد مونگا اپنے والد گرامی فضل الٰہی مونگا کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔ کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حسب معمول لاہور جا رہا تھا۔ سردی انتہا پر تھی بارش اور آندھی کا طوفان زوروں پر تھا۔ بجلی کڑک رہی تھی۔ اولے بھی شدت سے پڑ رہے تھے۔ میری طبیعت نے لاہور جانے سے کچھ گریز کیا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا کہ شاید

Marfat.com

آج ازمائش کا دن ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر مجھے سوہنی کا قصہ یاد آیا------- طوفان بادوباراں بڑھ گیا۔ سڑک پر کے درخت گرنے لگے۔ سڑک بے آباد تھی۔ ڈر کے مارے میں سڑک سے باہر نکل گیا۔ عجیب سی آواز آئی کہ "ابھی تک تمہیں اپنی جان پیاری ہے۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ میں دوڑ کر پھر سڑک پر آ گیا۔ بجلی پھر کڑکی میں پھر سڑک سے باہر نکل گیا۔ تین بار پھر ایسے ہی ہوا اور مجھے وجد ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ کس نے مجھے گھر پہنچایا۔ مجھے چارپائی پر لٹاتے اور میں نیچے گر جاتا۔ ایک ہفتہ اسی طرح حالت رہی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کوئی مجھے اٹھا کر بٹھا رہا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور نبی پاک ﷺ اور حضرت سرکار بغدادؒ تشریف فرما ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور فرمایا "سنبھلو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ تم سے کام لینا ہے۔ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ بغداد والی سرکار کے ہاتھوں میں دے دیا"۔ اس کے بعد میں مسجد میں بیٹھ گیا اور درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ کچھ دنوں بعد یہ کام چچا حمید الدین صاحب کے سپرد کر دیا۔

بیعت اور بار خلافت=اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بیعت کا ذکر خود اس طرح فرمایا۔ "کہ مجھے بیعت کرنے کے لئے انتالیس اولیاء کرام ہماری مسجد میں تشریف لائے ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ لڑکا میرے سلسلہ میں بیعت ہو مگر کسی سے نہ ہو سکا۔ خواجہ امیرالدین کوٹلہ شریف والے کبھی شرق پور شریف آیا کرتے تو ہماری مسجد میں تشریف لا کر میرے جد امجد کے پاس ٹھہرتے چلے جاتے اور پھر آ جاتے۔ کچھ عرصہ بعد مجھے بیعت ہونے کی ترغیب دلائی مگر میں ایسے معمر بزرگ کے قابو میں آنا پسند نہ کرتا تھا۔ مگر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اس بزرگ نے اپنے روحانی تصرف سے مجھ پر قابو پالیا اور میں ان سے بیعت ہو گیا"۔

قبلہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کبھی کبھی بابا امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ مکان شریف چلے جاتے۔ ایک مرتبہ بابا صاحب نے آپ کو حضرت میر صادق علی شاہ زیب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مکان شریف کے سامنے پیش کیا تو میر صاحب نے مسکرا کر فرمایا باباجی! لڑکا تو خوب لائے ہو۔ استعداد بہت ہے

Marfat.com

اور از جانے والا ہے۔ ظاہری علم پڑھ کر ہے لیکن فیض کوئی بات نہیں۔ وہ بھی بہت ہو جائے گا۔ چند سال بعد باباجی نے آپ کی روحانیت کے عروج اور کمال ترقی کے پیش نظر عوام الناس کی رشد و ہدایت کے لئے حضرت میاں صاحب کو بار خلافت تفویض کر دیا اور عوام الناس کو ارشاد تلقین کا حکم فرمایا۔

میاں صاحب کو رب ذوالجلال نے دہریت نیچریت اور افرنگی آزاد خیالی کے پرفتن دور میں محی سنت کے منصب خاص پر سرفراز فرمایا۔ آپ فرنگی طور طریقہ لباس اور سوچ کے سخت مخالف تھے۔ آپ نے کسی محہ کسی وقت کسی مقام پر اور کسی موقعہ پر بھی خلاف شریعت کام کو برداشت نہ کیا۔ بلکہ بزرگ سے بزرگ ہستی کو خلاف سنت کام پر ٹوک دیتے تھے۔ چند واقعات بطور تمثیل پیش خدمت ہیں۔

جمعہ کی اذان ہو چکی تھی۔ حضرت میاں صاحب مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ باباصاحب: آپ کے پیرومرشد بابا امیرالدین صاحب ابھی حجرہ میں ہیں آپ سیدھے وہاں پہنچے عرض کی "حضور! اذان ہو چکی ہے اور آپ ابھی تک حجرہ میں ہی تشریف فرمائیں۔ اس عالم میں ہم مریدین کہاں جائیں"۔

آپ سر محمد شفیع علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال سب کو شریعت مطہرہ کی تلقین فرماتے اور انگریزی وضع قطع پر سرزنش فرماتے ایک مرتبہ ڈاکٹر محمد اقبال تشریف لائے۔ آپ نے انگریزی وضع قطع پر سرزنش کی۔ علامہ اقبال پر رقت طاری ہو گئی۔ علامہ صاحب درد بھرے انداز سے بولے "حضور! آپ عاشق رسول ہیں۔ گناہوں سے نفرت ہونی چاہیے۔ گنہگار سے نہیں" اس پر حضرت قبلہ نے نرمی اختیار کی اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ توجہ فرمائی پھر علامہ صاحب کو خاطر تواضع سے رخصت کیا۔ اس ملاقات کے بعد علامہ صاحب نے دنیاوی لہولعب ترک کر دیا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال فرمایا کرتے "میں بڑے بڑے فقیروں۔ جابر اور پروقار شخصیتوں کے پاس پہنچا۔ لیکن جو رعب دبدبہ میں نے اس مرد قلندر میں دیکھا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ میاں صاحب سے اس ملاقات کے بعد علامہ صاحب نے شاعری ایک ایسے انداز سے شروع کی کہ "عاشق رسول" کہلائے اور

Marfat.com

مسلمانوں کو بھی عشق رسول ﷺ کا درس دیتے رہے فرمایا۔

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہم اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

احیائے سنت ہی وہ اہم کام تھا جس کے لئے حضور آقائے نامدار ﷺ نے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اس پرفتن دور کے لئے انتخاب فرمایا۔ حضرت میاں صاحب نے بھی اس خوبی سے یہ اہم فریضہ سرانجام دیا کہ منصب ولائت کو چار چاند لگا دیئے۔ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو دو ہستیوں سے خاص محبت تھی ایک شہنشاہ بغداد میراں محی الدین سید عبدالقادرؒ جیلانی حسنی والحسینی اور دوسرے مخدوم حضرت علیؒ ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری۔

آپ کے ملفوظات، کرامات، تصرفات اور مکاشفات تو ان گنت ہیں۔ "حدیث دلبراں" "اولیائے نقشبند" "حیات جاوید" آفتاب ولائت اور "خطبات میاں شیر ربانی" میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

آخری ایام= تبخیر معدہ کی شکایت آپ کو پہلے سے ہی تھی۔ آخری ایام میں اس میں شدت آگئی۔ اطبا کے مشورہ پر اعلیٰ حضرت نے چند احباب کے ہمراہ کشمیر کا سفر اختیار کیا۔ مگر وہاں بھی صحت بحال نہ ہوئی تو واپس چلے آئے لاہور چند دن قیام کے بعد شرقپور شریف تشریف لے آئے۔ بیماری کی حالت میں بھی آپ نے رشد و ہدایت کا مشن فراموش نہ کیا۔ اپنے ملنے والوں کو نماز پڑھنے اور درود شریف کا ورد کرنے کی تلقین فرماتے۔ خود بیہوشی کی حالت میں بھی نماز اشاروں سے ادا فرماتے۔ ہوش آتا تو قرآن مجید کی تلاوت اور درود شریف کا ورد فرماتے۔ انہیں ایام میں اپنے برادر خورد میاں غلام اللہ کو بلاکر وصیت فرمائی اور عوام لناس کی رشد و ہدایت کے لئے اجازت مرحمت فرمائی۔

وصال=۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء بروز دوشنبہ آپ پر غشی کا دورہ بار بار پڑتا۔ آخر ٥ رات ۱۲ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت کی روح اقدس قفس عنصری سے پرواز کر کے عالم قدس میں جا پہنچی۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

رات کے پچھلے پہر حضرت قبلہ کی میت مبارک کو نہلا کر کفن پہنا دیا

Marfat.com

گیا۔ بروز منگل بوقت سہ پہر ۴ بجے حضرت میر مظہر قیوم سجادہ نشین مکان شریف نے نماز جنازہ پڑھائی ہزاروں لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ کئی ماہ سے بارش نہ ہو رہی تھی۔ نماز جنازہ سے پہلے خوب بارش ہوئی۔ موسم خوش گوار ہو گیا۔ گرمی کی تپش ختم ہو گئی۔ آخری زیارت کے بعد شام کے قریب ڈوہراں والا قبرستان میں آپ کی بتائی ہوئی جگہ پر آپ کو لکڑی کے صندوق میں داخل کر کے قبر شریف میں اتار دیا گیا۔ آخرش رشد و ہدایت کا یہ آفتاب عالم تاب اپنی عمر کے ۶۵ سال کے مرحلے طے کر کے روپوش ہو گئے۔ گو اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ مگر اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ آپ کا مزار پر منبع فیوض و برکات ہے۔ آج بھی عقیدت مند اور متوسلین آپ کے روحانی برکات سے فیض یاب ہو رہے۔ اور آپ حضرت ان کی مدد فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "جب تم اپنے امور میں حیران ہو جاؤ تو اہل قبور سے مدد مانگو" فتاوی عزیزی ۲۵۲

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھے اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں اور جو نماز میں بیٹھ کر پڑھے (جیسا کہ نفلوں میں پڑھ لیتے ہیں) اس کو پچاس نیکیاں اور جو بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھے اس کو پچیس نیکیاں اور جو بغیر نماز کے بلا وضو پڑھے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جو شخص پڑھے نہیں بلکہ صرف کان لگا کر سنے اس کو بھی ایک حرف کے بدلہ میں ایک نیکی مل جاتی ہے۔ (معیار العلوم)

اپنی نماز کی سورتیں اور دعائیں کسی عالم کو سنا کر اصلاح یا تسلی کر لینی چاہیے ورنہ ایسا ہو سکتا ہے کہ نماز میں کوئی غلطی ہو تو پھر وہ چلتی رہے یہاں تک کہ عمر ختم ہو جائے اور بجائے ثواب کے الٹا عذاب ہو۔ ضرور مسائل پوچھتے رہا کریں۔ مسائل دریافت کرنے سے علم تازہ ہو جاتا ہے اور بڑھتا ہے۔

Marfat.com

"میاں صاحب" کا معزز لقب کیسے حاصل ہوا= پیرو مرشدی حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ اولیاء کرام میں سے جس کسی کو خاص لقب عطا کیا جانے والا ہوتا ہے یعنی جس نام سے وہ دنیا میں یاد کئے جانے والے ہوتے ہیں۔ فرشتوں کی جماعت میں اس نام سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ پھر دنیا والے بھی انہیں اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور اس نام کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ جیسے پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کرمونوالا شریف ضلع فیروزپور میں سکونت رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میاں صاحب نے فرمایا کہ "کہاں سے آئے ہو" آپ قبلہ نے بتایا کرمونوالہ ضلع فیروز پور سے اس پر میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "پھر تو آپ کرمانوالے ہوئے" پس پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری حضرت کرمانوالے کے نام سے مشہور ہو گئے۔

بابا امیرالدین کوٹلہ پنجو بیگ ضلع شیخوپورہ والے اعلیٰ حضرت کے پیرو مرشد تھے۔ بابا صاحب" شب بیدار تھے۔ چائے کی ایک ساوار آپ کے پاس ہر وقت گرم رہتی۔ اور بابا صاحب" یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں خنک ہوا چلنے سے ساوار ٹھنڈی پڑ گئی۔ اسے گرم کرنے کے لئے کوئلہ، لکڑی وغیرہ نہ تھا۔ باباجی نے آواز دی کہ چائے لاؤ۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب نے دیکھا تو چائے ٹھنڈی پائی۔ جوش محبت میں اپنی دستار مبارک کو جلا کر چائے گرم کی اور بابا صاحب کے حضور پیش کر دی۔ کچھ دیر بعد چائے پھر ٹھنڈی ہو گئی تو حضرت قبلہ نے اپنے کرتے کو اور تیسری دفعہ تہبند کو بطور ایندھن استعمال کیا اور ہر دفعہ گرم چائے باباصاحب کی خدمت میں پیش کی۔ اور خود صف لپیٹے ڈیوڑھی میں پڑ گئے۔

اب تہجد کا وقت ہو چکا تھا۔ بابا صاحب" نے پوچھا کہ "آج چائے کس نے بنائی ہے اس کا مزہ کچھ اور ہے اور رنگ بھی اور" صوفی محمد دین خادم نے حضرت قبلہ کا نام لیا۔ بابا صاحب نے فرمایا "ان کو بلاؤ" خادم نے عرض کیا کہ وہ تو ڈیوڑھی میں صف لپیٹے پڑے ہیں۔ بابا صاحب نے کپڑوں کے متعلق پوچھا تو خادم محمد دین نے عرض کیا کہ انہوں نے وہ چولہے میں جھونک کر آپ کے لئے چائے گرم رکھی۔ یہ سننا تھا کہ باباجی وجد میں آ گئے۔ اور دوڑ کر صف میں ملبوس حضرت قبلہ کو سینے سے لگا لیا۔ اور جوش سے فرمایا "تم میاں صاحب ہو میاں صاحب" اس دن سے خلق خدا میں حضرت قبلہ شرقپوری "میاں صاحب" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح کے ملفوظات

شیخ نفیس ... شرقپوری بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت

انفاق فی سبیل اللہ قبلہ فرمایا کرتے کہ مولوی صاحبان زکوٰۃ کا مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ ... روپیہ پر ... روپیہ زکوٰۃ ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ اپنے پاس اتنی رقم جمع ہی نہ ہونے دی جائے بلکہ راہِ خدا میں فوراً خرچ کر دی جائے۔ اللہ اکبر فرماتے کہ انگریزی تو بغیر معنوں کے کوئی نہیں پڑھتا۔

قرآن مجید کی عظمت مگر قرآن کریم بغیر معنوں کے پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ انگریز بن گئے۔ کیا سکھوں کو ندامت نہیں ملتی۔ مسلمان مذہب کے پکے ہیں جب سکھ پکے ہیں کہ اپنی وضع قطع نہیں بدلی۔

مولوی نور محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پیر و مرشد حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب جو حضرت خواجہ محمد بخش صاحب مکھن شریف والوں کے نسبتی تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں اپنے ایک خادم کے ساتھ شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ چند دن قیام کے بعد اجازت حاصل کی۔ الوداع کرنے کے لیے اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب عادت مبارک باہر تک تشریف لائے اور وقت رخصت دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ صوفی صاحب نے بھی تقلید کی۔ میاں صاحب نے فرمایا "اے اللہ! اس صوفی دا کجھ نہ رہے۔ ایہدا خانہ خراب، ایہدا بیڑہ تباہ" صوفی صاحب ہر جملہ پر آمین کہتے رہے۔ حضرت قبلہ میاں صاحب واپس تشریف لے گئے تو خادم نے پوچھا صوفی جی میاں صاحب تو بددعا کرتے رہے اور آپ آمین کہتے رہے۔ یہ عجیب و غریب معاملہ سمجھ میں نہیں آیا۔ صوفی صاحب نے وضاحت فرمائی کہ وہ بددعا نہ تھی بلکہ دعا تھی خیر کثیر کے لیے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا ہی کی برکت سے آج میری روحانی منازل طے ہوئی ہیں اور میری مراد بر آئی ہے۔ میاں صاحب نے جو کچھ فرمایا میرے "نفس" کی تباہی اور بربادی کے لیے تھا۔ اور آپ نے میرے نفس شیطان کو کچل دیا

Marfat.com

ہے اور مطمئن کر دیا ہے۔ ؎

نفس شیطاں زد کریما راہِ ما
رحمتت باشد شفاعت خواہ ما

کیا شان ہے اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کہ سالکانِ راہ صفا کی منازل طویل ریاضتوں کے بغیر چند لمحات میں اپنی دعا سے طے کرا دیں۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ انسان کے ہمہ افعال، اعمال، اقوال اور احوال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہونے چاہئیں۔

(ii) برادری خویش واقارب کے حقوق کا خیال رکھنا اور دینوی معاملات ترک نہیں کرنے چاہئیں، کسی پر ظلم نہ کرو، حقوق العباد کا خاص دھیان رکھنا چاہیئے۔

(iii) خواہشات نفس کی پیروی سے گناہ صادر ہوتے ہیں، نیک اعمال محض اللہ کی توفیق اور رحمت سے ہوتے ہیں۔

(iv) نوافل پڑھنے سے فرض عبادت کے لئے مدد ملتی ہے، مانند چھلکا (انڈہ) کے، مطلب یہ ہے جو لوگ نوافل بکثرت پڑھتے ہیں وہ فرض عبادت میں سستی اور کوتاہی نہیں کر سکتے۔ نوافل انہیں شیطانی حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں، ایک مرتبہ فرمایا نفلی عبادت چھلکے کی مانند ہوتی ہے، ہر میوہ چھلکے سے محفوظ ہوتا ہے۔

(v) اللہ کریم کو وحدہٗ لاشریک مان کر امر و نہی پر سختی اور استقامت سے عمل کرنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو سچا پیغمبر مان کر صدق دل سے اتباع سنّت کرنا ہی بڑی سعادت ہے، جب اس پہ دل وجان سے عمل ہوگا تو باقی جملہ امور از خود فرمان خداوندی کے تابع ہو جائیں گے۔

(vi) تین باتوں کا خاص خیال رکھو! (۱) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو (۲) کھانا کھاتے وقت محسوس کرو کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔ فرمایا جب خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہو تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کرتے ہو۔ اور جو کہے اللہ حاضر و ناظر نہیں ہے تو وہ کافر ہے۔

Marfat.com

فرمایا کلمہ پڑھنے کو تو پڑھتے ہیں سب لا الٰہ الا اللہ مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ معاذ اللہ

فرمایا آج کل جب فتنہ فساد برپا ہے حضور نبی کریم کی سنت مطہرہ کی پیروی کرنے والے کو سو شہیدوں کا درجہ نصیب ہوگا۔

فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل واعلیٰ ہیں اور سب نبیوں علیہم السلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات ہوئے ہیں

ہمہ انبیاء در پناہ تو اند — منتظر در بہ کار تو اند

تو ماہ منیری ہمہ اختر اند — تو سلطان ملکی ہمہ چاکر اند

x جو لوگ بعد نماز مسجد سے نکلنے میں جلدی کرتے ہیں ان کے متعلق فرمایا کہ مسجد سے سب سے بعد میں نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شاید کوئی نیک ور کام کی بات کان میں پڑ جائے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔ وہ شخص کمال بے نصیب و محروم ہے جو کلام ربانی سنے بغیر مسجد سے چلا جائے۔

x فرمایا خلاف سنت کام کرنے والے کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا ہے اور جو حضور کو رنج پہنچائے وہ دونوں جہان میں ذلیل وخوار ہوگا۔

xi فرمایا بندہ خدا بننا بڑا مشکل ہے جب تک روئی پنجی (دھنی) نہ جائے اس وقت تک اس سے تار نہیں نکلتا۔ انسان بھی جب تک روئی کی طرح دھنا نہ جائے اس وقت تک کب اس کی تار رب کریم سے ملتی ہے اور کون کہتا ہے کہ انسان بندہ بن گیا، پھر یہ شعر پڑھا ؎

پردہ ہستی اگر سوزی بنا لا الٰہ

بینی بے پردہ دراں دم نورِ الا اللہ

جب الا اللہ ذرا جوش سے آپ نے فرمایا تو سب حاضرین پر کیفیت طاری ہوگئی ہر ایک کی زبان سے الا اللہ بے اختیار نکلنا شروع ہوگیا۔ تاثیر پیدا کرنے والے کی تاثیر کا یہ اثر تھا۔

Marfat.com

میاں صاحب کا مقام :- صوفی محمد ابراہیم صاحب میرو والی نے بیان کیا- کہ میں جنڈیالہ کلساں ضلع شیخوپورہ میں اول مدرس تھا- اعلیٰ حضرت میاں صاحب کے عرس مبارک میں صرف ایک دن باقی رہ گیا- درخواست برائے رخصت بعد منظوری مجھ تک ابھی نہ پہنچی تھی- قیام پاکستان سے پہلے محکمہ تعلیم پر غیر مسلم افسران چھائے ہوئے تھے- ایسے نیک کام کے لئے بھی بغیر رخصت غیر حاضری کی جرأت نہ ہو رہی تھی- پریشانی تھی- غم تھا کہ اعلیٰ حضرت کے عرس مبارک سے کہیں غیر حاضری نہ ہو جائے- اسی پریشانی کے عالم میں رات کو سو گیا- خواب میں اپنی درخواست نظر آئی- جس پر منظوری کا حکم درج دیکھا- یقین ہو گیا کہ رخصت منظور ہو چکی ہے چنانچہ میں عرس مبارک میں شمولیت کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔

2 راقم الحروف (نور احمد مقبول) کو سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد مارچ 1976ء میں کاروبار کے لئے دوکان کی تلاش تھی سانده وڈ پر ایک دوکان دیکھی جس کے بالمقابل ایک زیر تعمیر مسجد شیر ربّانی تھی- اعلیٰ حضرت میاں صاحب کے نام کی نسبت سے یہ جگہ مجھے پسند آئی اور دوکان کرایہ پر لے لی- مسجد میں ظہر اور عصر کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی کا کوئی معقول انتظام نہ تھا- یہ خدمت مجھے سونپ دی گئی- معلوم ہوا کہ مسجد کی تعمیر کا کام کسی تنازعہ کے باعث تعطل کا شکار ہو گیا ہے نمازی حضرات نے مسجد کی تعمیر اور نظم و نسق میں حصہ لینے کے لئے مجھے کہا مگر میں رضامند نہ ہوا- ایک رات خواب میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا "اس مسجد کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے نمازی لوگ تمہیں دعوت دے رہے ہیں تم حصہ کیوں نہیں لیتے- چنانچہ اس حکم کے بعد میں نے مسجد کے جملہ امور میں بحیثیت مہتمم حصہ لیا اور مسجد ایک سال کے قلیل عرصہ میں مکمل ہو گئی-

ان دو واقعات سے ثابت ہو گیا- کہ دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی اولیائے کرام کا تصرف اور کشف جاری و ساری رہتا ہے- اور اپنے عقیدت مندوں کی راہنمائی فرماتے ہیں- اللہ اکبر

3 راقم الحروف (عاجز مقبول) شہر مظفر گڑھ میں 1967ء سے 1972ء

Marfat.com

تک حیثیت سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات رہا۔ مسجد دو نوری غوثیہ مجددیہ میرے دفتر کے نزدیک تھی۔ نمازیں اسی مسجد میں ادا کرتا۔ مسجد کے پیش امام مولانا غلام حیدر بجا بجا تھے۔ جو اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید خاص تھے۔ انہیں اعلیٰ حضرت پیر صاحب نے عالم خواب میں فرمایا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب سے کہنا کہ ہر روز سورۃ یٰسین پڑھ کر مجھے ایصال ثواب کیا کریں۔ ارشاد عالیہ کی تعمیل میں یہ عمل روزانہ کا معمول بن گیا۔ میں قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھ لیتا اور دوران سفر زبانی پڑھ کر ایصال ثواب کرتا۔ چند ماہ گزرنے کے بعد ایک رات عالم رویا میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا "تمہیں ابھی تک سورۃ یٰسین یاد نہیں ہوئی" پریشان ہو گیا۔ جب دوبارہ قرآن مجید کھول کر پڑھا تو معلوم ہوا کہ روزانہ یٰسین زبانی پڑھتے وقت لفظ "ما" آیت **واذا قیل لھم انفقوا مما رزقکم اللہ** کے درمیان سے رہ جاتا ہے۔ اس دن سے محتاط ہو گیا۔ اندازہ لگایئے جو کلام پاک دل ہی دل میں زبانی پڑھا کرتا اس کا ایک ایک لفظ اعلیٰ حضرت سنتے تھے۔ اور غلطی پر تنبیہہ فرما دی۔ یہ شان و ولایت اللہ اکبر۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حاجی شمس الدین (مرحوم) ساندہ کلاں نے بیان کیا کہ میں حضرت کرمانوالی سرکار کی خدمت میں کرمانوالہ شریف حاضر ہوا۔ نماز اشراق کے بعد مجھے فرمایا "شمس الدین! گنڈا سنگھ والا کا راستہ جانتے ہو؟" عرض کیا حضور جانتا ہوں آپ مجھے ساتھ لے کر چل دیئے۔ چھ سات میل کا سفر پیدل طے کیا۔ دوران سفر حضرت قبلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرماتے رہے۔ پھر فرمایا کہ "حضرت میاں صاحب دی دی بڑی شان اے"۔ اور ایسا کئی بار فرمایا۔

Marfat.com

پابندی اوقات نماز

شیخ فضل الٰہی شرقپوری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت میاں امیر الدین رمیاں صاحب کے پیر و مرشد) شرقپور تشریف لائے اور میاں صاحبؒ کی مسجد کے ملحقہ کمرہ کی چھت پر رونق افروز تھے۔ اذان ہوئی۔ میاں امیر الدین رحمۃ اللہ کو مسجد میں آنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحؒ نے باادب فرمایا "پیر و مرشد اذان ہو چکی ہے۔ نماز کے لئے تشریف لے آئیں"۔ میاں امیر الدین صاحب آپ کی آواز سن کر فوراً مسجد میں آ گئے۔ اوقاتِ نماز کی ایسی پابندی اللہ اکبر۔

اللہ والوں کا رُعب

میاں مظفر حسین صاحب فرینڈز کالونی لاہور رہیان کرتے ہیں کہ تحصیلدار شرقپور متشرع شخص نہ تھا مزید برآں حقّہ کا رسیا تھا جبکہ میاں صاحب حقّہ سے نفرت کرتے تھے۔ ایک روز اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ اس تحصیلدار کی رہائش گاہ کی طرف چل دیئے۔ کسی نے تحصیلدار کو خبر کردی کہ میاں صاحب آپ کی طرف آرہے ہیں تحصیلدار نے اپنے ملازم سے کہا کہ حقّہ فوراً کہیں چھپادو۔ گھبراہٹ میں ملازم سے حقّہ گر گیا۔ قیمتی قالین جل گیا اتنے میں میاں صاحبؒ بھی پہنچ گئے۔ السلام علیکم فرمانے کے بعد یوں گویا ہوئے "کیوں سور حرام کھا کھا کر موٹے ہوتے جارہے ہو۔ کیا موت یاد نہیں"؟ یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے اور چلے آئے۔ تحصیلدار خوف سے کانپ رہا تھا۔ آپ کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ وہ تائب ہو کر نیک خصلت اور دیندار بن گیا۔

میاں صاحب کا حلقہ اثر

حاجی شیخ دین محمد شرقپوری نے بیان کیا کہ میں چند احباب کے ساتھ سیر و سیاحت کی غرض سے سرینگر گیا۔ جھیل ولر کی سیر کیلئے ایک کشتی کرایہ پر لی جھیل کے دوسرے کنارے پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ سیف اللہ کا ڈیرہ تھا یہ بزرگ بہت مہمان نواز تھے نور بصیرت سے معلوم کر لیا کہ یہ سیاح اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کے متوسلین میں فرمایا "آپ کے لئے فلاں کمرہ میں کھانے کا انتظام ہے۔ وہاں تشریف لے جائیے گا۔ ہم اس کمرہ میں گئے تو دیکھا کہ سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق کھانا رکھا ہوا ہے۔ دستر خوان بچھا ہوا ہے۔ ہاتھ دھونے کے لئے پانی بھی موجود ہے۔ سیف اللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک مرتبہ میاں صاحبؒ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ انہیں سنت مطہرہ کا پابند پایا۔ لہٰذا ان کے متوسلین کے لیے بھی حضرت قبلہ کی مرضی کا طریقہ مہمان نوازی اختیار کیا ہے۔ اللہ اکبر

Marfat.com

۱۔ حاجی محمد دین صاحب قریشی نے بیان کیا کہ میں ۴۰ سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت قریشیؒ کے حلقہ ارادت میں آیا۔ ان کی عادت تھی [illegible] اکاؤنٹنٹ جنرل ریلوے کے دفتر میں ۱۹۶۰ء میں ملازمت کی ۔ ڈاکٹری معائنے کے لیے ڈاکٹر [illegible] صاحب سول سرجن لاہور کے سامنے پیش ہوا ۔ بعد معائنہ اس نے کہا کہ تم ملازمت کے اہل نہیں ہو کیونکہ تمہیں دل کا عارضہ [illegible] میں نے عرض کیا کہ [illegible] اس طرح [illegible] کے بعد بغرض معائنہ دوبارہ پیش ہوا سول سرجن صاحب نے کہا [illegible] تو معائنہ [illegible] یہ مرض نہایت [illegible] نے دوبارہ معائنہ کے لیے [illegible] میں نے اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں سارا ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جب سول سرجن [illegible] کو اس طرح خوب مشق کیا کرو ۔ چنانچہ میں [illegible] پابندی سے کرتا رہا ۔ [illegible] بعد میں بغرض معائنہ ثانی سول سرجن کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے بے ساختہ کہا کیا تم ابھی زندہ ہو اور بہت متعجب ہوئے میرا معائنہ کیا تو کہا کہ اب تم بالکل ٹھیک ہو ۔ اور دریافت کیا کہ کس ڈاکٹر سے علاج کرایا ۔ میں نے کہا کسی ڈاکٹر وکیم سے علاج نہیں کرایا بلکہ اپنے پیر [illegible] یہ سن کر سول سرجن نے کہا ۔ ہاں اس پیر پادری کی توجہ ہی کا یہ کرشمہ ہے کہ تم جلد صحت یاب ہو گئے ہو ۔ آج میری عمر ۸۰ سال ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی توجہ سے صحت مند ہوں ۔ یہ واقعہ ۱۹۸۰ء میں حاجی صاحب نے بیان کیا تھا ۔

۲۔ [illegible] صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے درد شقیقہ کی تکلیف ہوئی متعدد حکیموں اور ڈاکٹروں کے زیر علاج رہا مگر افاقہ نہ ہوا ۔ ایک دن اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تکلیف بیان کی آپ نے فرمایا ۔ ذرا سر کو جھنجوڑو ۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی [illegible] درد کافور ہو گیا ۔ آج تک یہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی ۔

Marfat.com

سادات سے حُسنِ سلوک

حافظ احمد دین پیش امام مسجد بوڑھ والی سانده شمسُ الدین لاہور بیان کرتے ہیں۔ کہ اُن کے والد ماجد محمد دین صاحب حضرت پیر سید محمد ابراہیمؒ شاہ صاحب رسول شریف ضلع شیخوپورہ کے حلقہ ارادت میں تھے۔ پیر سید محمد ابراہیمؒ صاحب اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب شرقپوری کے خلفاء میں سے تھے۔ میرے والد صاحب کا جوانی کا عالم تھا۔ ایک مرتبہ شیخوپورہ سے پاپیادہ شرقپور پہنچے۔ حُسنِ اتفاق کہ سید ابراہیمؒ شاہ صاحب بھی قبلہ میاںؒ صاحب شرقپوری کی جامع مسجد کے ملحقہ حجرہ میں فرش پر استراحت فرما تھے۔ میں اپنے پیرو مرشد کو پا کر بہت خوش ہُوا۔ اور اُن کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اور مٹھی چاپی کرنے لگا۔ اتنے میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا حضور چارپائی پر تشریف رکھیے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" نہیں۔ ایسے ہی مناسب ہے۔ گو محمد ابراہیم صاحب میرے مرید ہیں اور خلفاء میں سے ہیں مگر سادات میں سے ہیں۔ اور حافظِ قرآن بھی۔ لہٰذا اِن کا احترام ملحوظِ خاطر ہے۔"

سادات کی تعظیم

ربیع بن سلمان قافلہ کے ساتھ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر کوفہ شہر میں خرید و فروخت کے لیے ٹھہرے۔ دیکھا کہ ایک ویرانے میں ایک عورت مردہ جانور کا گوشت کاٹ رہی ہے۔ وہ چپکے چپکے اس کے پیچھے گئے۔ معلوم ہوا کہ سادات کا گھرانہ ہے۔ بیوہ اور چار بچیاں ہیں کئی دن سے فاقہ ہے۔ آپ نے اپنا زادِ راہ اُس عورت کے سپرد کر دیا اور واپس چلے آئے۔ قافلے والے جب حج بیت اللہ سے واپس آئے تو ربیع بن سلمان کو گاؤں میں موجود پایا۔ لوگوں نے کہا تم ہمارے ساتھ گئے۔ تم نے ہمارے ساتھ حج ادا کیا تم پہلے کیسے پہنچ گئے اور ساتھ ہی ایک تھیلی چھ صد اشرفیوں کی انہیں دی۔ وہ متعجب ہوئے رات کو آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپؐ نے لبسد شفقت فرمایا۔ تم نے ہمارے بچوں کا خیال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمہاری شکل میں فریضہ حج ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ فرشتہ قیامت تک ہر سال حج کرتا رہے گا نیز تمہاری رقم بھی لوٹا دی ہے۔

Marfat.com

حضرت شیر ربانی غوث صمدانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری سادات
کی بہت تعظیم فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ کھانا وغیرہ خود پیش کرتے اور ان کا خاص
خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ کا معمول تھا کہ بنفس نفیس سادات کرام کو رخصت
کرتے ہوئے بس سٹاپ تک خود چھوڑنے جایا کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک
مراثی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا شرقپور شریف میں آپ کے آستانہ عالیہ کی طرف
جو گلی ہے اس کے کونے پر پہنچ کر سوچنے لگا کہ سنا ہے کہ حضرت میاں صاحب علیہ
الرحمت سادات کی بڑی عزت کرتے ہیں اور خاص خیال کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ
میں بھی جا کر عرض کروں کہ میں سید ہوں۔ خوب خدمت تواضع کرائے گے۔ محفل میں
جا کر بیٹھ گیا۔ آپ نے حسب دستور سب سے حال احوال پوچھا۔ جب اس کی
باری آئی آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے عرض کیا حضور میں سید ہوں کیں کر آپ
نے حسب دستور خوب خدمت تواضع کی۔ جب رخصت ہونے لگا تو آپ اپنی عادت
کے مطابق ساتھ چل دیئے۔ اور چھوڑنے کی بجائے جب گلی کے اس کونے پر
پہنچے جہاں سے اس نے سید بننے کے لئے سوچا تھا تو حضرت میاں صاحب ارشاد فرمانے
لگے وہ بھی یہاں سے تم سید بنے تھے۔ وہاں تک تمہاری عزت سیدوں جیسی کرلی ہے۔
اس سے پہلے بھی تم مراثی تھے اور اس کے بعد بھی مراثی ہو۔ اور اب خود چلے جاؤ
سبحان اللہ یہ ہے نور اللہ سے قلبی خیالات کو بھی جان لینا۔ یقیناً یہ اللہ کے ولی کا ہی کمال ہے

سادات کا احترام

مولوی نور محمد ساکن لیاقت آباد المعروف دھکے ماڈل ٹاؤن لاہور
بیان کرتے ہیں کہ سید عبداللطیف قادری عرف چھوٹے میاں
یوپی بھارت سے مہاجر ہو کر کراچی آئے۔ وہاں سے لاہور تشریف فرما ہوئے تو چند سال
مجھے میزبانی کا شرف حاصل رہا۔ میرے ہاں ان کا قیام باعث خیر و برکت تھا۔ اعلیٰ حضرت
میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر ہم دونوں شرقپور شریف
پہنچے۔ مزار مبارک پر حاضری دے کر بزم ختم شریف میں شامل ہو گئے۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد
صاحب ختم خواجگان پڑھ رہے تھے اور ٹین کے شیڈ کے نیچے لاکھوں عقیدت مند
موجود تھے۔ ختم شریف کی مجلس سے میں قادری صاحب کے ساتھ باہر چلا آیا۔ جب میں
اور قادری صاحب مزار شریف سے کچھ ہی دور آئے تھے کہ ہم نے مخالف سمت سے

Marfat.com

ایک خوش پوش بزرگ کو آتے دیکھا۔ چہرے اور لباس پر مسافت کے کوئی آثار نہ تھے۔ نہایت حسین چہرہ تھا۔ سر پہ دستار مبارک، لباس سادہ مگر پُر وقار۔ نزدیک آئے تو قادری صاحب سے مصافحہ فرمایا۔ قادری صاحب نے عرض کیا حضور! اِن سے بھی۔ یہ میرے جانشین ہیں۔ اِس طرح مجھے بھی اُن بزرگوں سے مصافحہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعدازاں وہ بزرگ کچھ دور جاکر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ہم لاہور واپس آگئے۔ موقعہ پاکر میں نے قادری صاحب سے دریافت کیا کہ جن سے مصافحہ کا شرف حاصل ہوا تھا وہ کون بزرگ تھے۔ قادری صاحب نے فرمایا کہ وہی تو اعلیٰ حضرت میاں صاحب[1] تھے۔ فرمایا کہ جب میں مزار مبارک پہ حاضر ہوا تھا تو میں نے میاں صاحب کو مرقد مبارک میں نہ پایا۔ کہ اعلیٰ حضرت زائرین کی مزار مبارک پہ خلافِ سُنّت حرکات و سکنات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ بدیں وجہ باہر چلے گئے۔ اُن کی یہ ذرّہ نوازی تھی کہ ہمیں شرفِ ملاقات بخشا۔ میاں صاحب کی تمام زندگی اہتمامِ سنت میں گزری۔ اپنی زندگی میں ہی خلافِ سُنّت امور سے سخت برہم ہو جاتے تھے اور عوام الناس کو یہی ہدایت فرماتے رہے۔

مولوی صاحب نے بتایا کہ سید عبداللطیف قادری صاحب کو ان کے کسی مرید نے بڑی گیارھویں شریف کے موقعہ پر ٹھٹھہ بلایا۔ وہ لاہور سے ٹھٹھہ (سندھ) چلے گئے اور وہاں سے کراچی شہر کراچی سے زندگی کے آخری ایام میں دوبارہ ٹھٹھہ سندھ چلے آئے اور ٹھٹھہ میں دفن ہوئے۔

---

[1] (۱) اِسی طرح کی ایک ملاقات جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے درمیان ہوئی اور یاراوی پر ہوئی زبان زدِ عام ہے۔ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ (۲) حضرت گنج شکر، پاکپتن سرکار کا مزار مبارک دن بھر جتنا تعمیر ہوتا، رات کے وقت زمین بوس ہو جاتا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو دہلی سے لایا گیا۔ آپ پاکپتن شریف پہنچے تو حضرت گنج شکرؒ نے انہیں عالمِ رؤیا میں بتایا کہ دن بھر یہ معمار بلا وضو اور حقہ نوشی کر کے مزار تعمیر کرتے ہیں۔ یہ ناپسند ہے۔ اس پر خواجہ صاحب نے نئے معمار جو حقہ نوش نہ تھے تعمیر کے کام پر لگائے۔ ہر اینٹ پر قرآن مجید ختم کیا جاتا اور معمار باوضو رہتے، اسی لئے مزار زیادہ بلند نہیں بنایا جا سکا۔

Marfat.com

تصرف — بابا جی سرکار پیر سید محمد علی شاہ صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک شخص نے اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری سے عرض کیا کہ فلاں جگہ ایک بزرگ ہیں میں ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسے چٹھی دے کر روانہ فرمایا۔ جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو وہ بزرگ اس کا انتظار کر رہے تھے۔ فرمایا حضور آ گئے ہو۔ میاں صاحب نے بھیجا ہے۔ یہ سب میاں صاحب کا صدقہ ہے۔ میاں صاحب نے مجھے پکڑ لیا اور فرمایا اب بیٹھ جاؤ۔ حالانکہ میں مجذوب تھا۔ پہلے مجھے مارتے تھے۔ پھر پکڑ کے بٹھا دیتے تھے۔ یہ بزرگ دکن ہندوستان کے رہنے والے تھے۔

نگاہ فیض — بابا جی سرکار نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ سامنے سے ایک طوائف آ رہی تھی۔ اس پر میاں صاحب کی نظر عنایت پڑ گئی۔ میاں صاحب نے لاحول ولا قوۃ پڑھا اور ایک طرف ہٹ گئے۔ اس طوائف کی دنیا بدل گئی۔ میاں صاحب کی خدمت اقدس میں فوراً حاضر ہو گئی۔ توبہ استغفار کی۔ آپ نے فرمایا جاؤ تمہارا کام بن گیا۔ مجھے کیا کہتی ہو۔ اس طوائف کو میاں صاحب کی نگاہ کرم سے درجہ ولایت حاصل ہوا۔ کہاں ایک طوائف اور مرد مومن کی نگاہ پڑی تو مقام ولایت اللہ اللہ۔

تھی اولیں نگاہ بایزید
کی جس نے بہر دو عالم را کلید
نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حاجی شیخ احمد جاوید لندن والے بیان کرتے ہیں کہ میرے تایا جان محمد صاحب فارغ التحصیل عالم فاضل تھے۔ اور میاں صاحب شرقپوری سے بیعت تھے۔ بیعت ہونے کے چند سال بعد مجذوب ہو گئے۔ میرے والد صاحب اپنے بھائی کی نگہبانی کرتے۔ کبھی کبھی اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں بھی ملاقات کیلئے لے جاتے۔ ایک مرتبہ حاضری کے وقت میاں صاحب نے والد صاحب سے فرمایا جان محمد اب تو جان محمد (محمد ﷺ کی جان) ہو گئی ہے۔ آپ کو حضور کا قرب حاصل ہو گیا ہے (ہو گئے ہو)۔ تمہیں خلافت نہ عطا کر دوں۔ مگر تایا جی خاموش رہے۔

Marfat.com

سنت مصطفوی کی پابندی = اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی عمر عزیز سنت نبوی ؐ کی اتباع میں گزری۔ حضرت قبلہ کا ہر فعل شریعت مطہرہ کے مطابق ہوتا۔ نیچریت ' دہریت ' مرزائیت اور آزاد خیالی کے پر فتن دور میں آپ سنت مصطفوی کا "مینار نور" تھے۔ ایسے ہی دور میں آپ کی شان کے ہادی راہ حقیقت کی اشد ضرورت تھی۔ "پاس شریعت" کے معاملہ میں رو رعایت سے بالا تر تھے۔ حدیث دلبراں مولفہ شیخ فضل احمد مونگہ شرقپوری میں ایک عجیب و غریب واقعہ نظر سے گزرا جو قارئین کرام کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ سرکار بغداد شریف پیر پیراں میر میراں محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کے سجادہ نشین پیر ابراہیم گیلانی لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ میاں صاحب شرقپوری ان کی ملاقات کے لئے چند احباب کے ساتھ بعد نماز عشاء تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ تمام سلاسل کے سجادہ نشین اور امراء صاحبان ملاقات کے شوق میں تشریف فرما ہیں۔ ہر ملاقاتی اپنے نام کی چٹ اندر بھیج دیتا۔ باری باری سب کو وقت ملتا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے عقیدت مند خدا بخش نامی ڈرائیور کو فرمایا کہ اپنے نام کی چٹ بھیج دو۔ گیارہ بجے شب اندر بلایا گیا۔ سید ابراہیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک اونچے تخت پر آراستہ پیراستہ کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ قبلہ حضرت صاحب اندر جاکر قالین پر دو زانو بیٹھ گئے۔ اور عقیدت مند آپ کے عقب میں۔ پیر صاحب نے حضرت قبلہ سے دریافت فرمایا "آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں"۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا "مقام ازل سے" پیر صاحب نے پھر فرمایا "آپ کیا کام کرتے ہیں"۔ حضرت قبلہ نے کہا "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" پیر صاحب نے تیسری دفعہ کہا "آپ کا نسب" تو حضرت قبلہ نے سورہ حشر کی آخری آیات

....

پڑھ دیں۔

بعد ازاں پیر صاحب نے آپ کا نام پوچھا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "فنا ہونے والے کا بھی کوئی نام ہوتا ہے"۔ یہ سنتے ہی پیر صاحب تخت سے اتر کر میاں

Marfat.com

صاحب کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔ پیر صاحب کی داڑھی کتری ہوئی یعنی شریعت کے مطابق نہ تھی۔ حضرت میاں صاحب نے پیر صاحب کی طرف دیکھا اور اپنی داڑھی کو ہاتھ لگایا۔ اور ہاتھ کے اشارے سے ہی پوچھا "یہ کیا ہے"۔ پیر صاحب جوش میں آگئے اور اپنا ہاتھ ناک کے نیچے لبوں کے اوپر رکھا تو نیچے داڑھی قبضہ بھر ہو گئی۔ یہ دیکھ کر حضرت قبلہ نے ایک جھرجھری لی اور فرمایا "یہ کوئی شریعت کی دلیل نہیں ہے"۔ اگر یہی دلیل ہوتی تو تمام پیغمبر علیہم السلام بھی ایسا ہی کرتے۔ پیر صاحب پر رقت طاری ہو گئی۔ حضرت میاں صاحب نے پیر صاحب سے رخصت کی اجازت چاہی تو پیر صاحب نے فرمایا کہ آپ یہیں ٹھہریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا "بیمار ہوں تبخیر ہوتی ہے" پیر صاحب نے فرمایا "ارے میاں" جب تک میری داڑھی پوری نہ ہو جائے اس وقت تک تو رہو۔ آپ خاموش ہو گئے۔

یک صد روپیہ پیر صاحب کی نذر کیا اور واپس آگئے۔ میاں صاحب غالباً آٹھ دن مزنگ لاہور ہی میں مقیم رہے۔ اور ہر روز دو دفعہ پیر ابراہیم صاحب سے ملاقات ہوتی۔ جب پیر صاحب کی داڑھی کچھ بڑی ہو گئی تو آپ نے رخصت کے لئے اجازت چاہی تو سید صاحب فرمانے لگے "ارے میاں ابھی بغداد شریف تو تشریف لائیں"۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "میں اس لائق کہاں ہوں۔ اچھا جو خدا کو منظور ہوا"۔ آپ اس دن شرقپور شریف واپس تشریف لے آئے۔ انہی ایام میں تھوڑے دنوں بعد معلوم ہوا کہ سید ابراہیم شاہ گیلانی بغداد شریف جاتے ہوئے بمبئی میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں صاحب اور احیائے سنت = صوبہ پنجاب میں مسلک اہل سنت کے علمبردار عالم باعمل مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب تھے۔ (متوفی $\frac{1354ھ}{1935ء}$ مزار چنگڑ محلہ دہلی دروازہ لاہور)۔ آپ ایک مرتبہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ سے ملاقات کے لئے شرقپور تشریف لائے۔ میاں صاحب مہمان نواز تو تھے ہی پھر سید صاحب اور عالم بے بدل میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خدمت میں حد کر دی۔ عصر کا وقت ہوا تو میاں صاحب نے مولانا سے کہا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ مولانا

Marfat.com

کے سر پر اس وقت ٹوپی تھی۔ پگڑی نہ تھی۔ میاں صاحب نے اشارہ سے ایک عقیدت مند کو کہا کہ بازار سے تین گز ململ لے آؤ۔ وہ ململ لے آیا۔ ابھی تکبیر ہو رہی تھی میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے مولانا کی ٹوپی پر پگڑی باندھ دی اور فرمایا مولانا! ٹوپی سے نماز ہو جاتی ہے مگر عظمت یہ ہے کہ ٹوپی اور پگڑی دونوں ہوں۔ اللہ اکبر۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کسی کو ننگے سر دیکھتے تو تین گز کپڑا منگوا کر اس کے سر پر باندھ دیتے۔

۲۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سرہند شریف جاتے ہوئے پانی پت ٹھہرے۔ امام صاحب نماز کے لئے تشریف لائے ان کے سر پر صرف ٹوپی تھی۔ میاں صاحب نے فرمایا "عمامہ کہاں ہے"۔ انہوں نے جواب میں کہا "یہ سرکاری ٹوپی ہے"۔ سرکار انگریز نے دی ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا "حضور نبی کریم ﷺ تو ٹوپی اور پگڑی سے نماز ادا فرماتے تھے۔ اور اپنی پگڑی فوراً دو ٹکڑے کی۔ نصف مولانا صاحب کو دی اور نصف آپ نے رکھ لی۔ سبحان اللہ۔

۳۔ حاجی علی محمد ساکن جلیانہ ضلع تسر نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب نے نماز عصر باجماعت اپنی مسجد میں ادا کی دعا کے بعد ایک آدمی کو فرمایا کہ ہمارے گھر سے ایک پگڑی لے آؤ۔ اور یہ پگڑی سید نور حسین شاہ صاحب کیلیا نوالہ کو دے آؤ۔ انہوں نے سر پر صرف ٹوپی رکھ کر نماز عصر ادا کی تھی۔ فرمایا پگڑی سے نماز ادا کرنے میں فضیلت ہے۔

۴۔ یہی حاجی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلطان العارفین حضرت باہوؒ کا عقیدت مند آپ کی ملاقات کے لیے آیا اور حاضر خدمت ہونے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ نماز کا وقت ہے پہلے نماز پڑھو۔ ایسا نہ ہو وقت نکل جائے ملاقات کا وقت تو پھر بھی مل جائے گا۔

۵۔ حاضرین مجلس میں سے آپ نے ایک شخص کو زانو کھڑے کیے ہوئے پایا۔ آپ اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم تھانیدار تو نہیں ہو۔ اس نے کہا میں تھانیدار تھا۔ اب معطل ہوں۔ دعا کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ رب کریم رحم فرمانے کا۔ دو زانو ہو کر مودب طریقہ سے بیٹھنا چاہیے۔

Marfat.com

محمد اسلم کھرل ولد شہادت علی ساکن دگمن عظیم ضلع شیخوپورہ حال سانده کلاں لاہور نے بیان کیا کہ ان سے عبدالحمید ولد نبی بخش لاہور نے بتایا کہ عرصہ اکیس سال کا ہوا میں شرقپور شریف کے نواحی گاؤں میں رہائش پذیر تھا۔ شیطانی خیالات غالب آتے تو میں نے اپنے گاؤں کی ایک نوجوان عورت کو اغوا کیا۔ ہم دونوں شرقپور شریف کی طرف چل دیئے تاکہ کسی تیز رفتار بس میں سوار ہو کر کسی محفوظ جگہ پر دلیں کے اور بقیہ زندگی مزے سے بسر کریں گے۔ ابھی ہم تھوڑی دور ہی آئے تھے کہ میں نے لوگوں کو اپنے تعاقب میں آتے دیکھا۔ میں اس عورت کو چھوڑ کر اپنی پوری قوت سے دوڑا تاکہ کسی جگہ چھپ کر جان بچاؤں۔ مجھے سامنے میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک نظر آیا۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ آج مجھے میاں صاحبؒ اپنی پناہ میں لے لیں تو میں سچی توبہ کروں گا اور آئندہ ایسے بُرے افعال کا ارتکاب کبھی بھی نہ کروں گا۔ اور پاکیزہ زندگی بسر کروں گا۔ جونہی میں مزار مبارک کے دروازہ پر آیا تو میری خوش بختی کہ مزار مبارک کا دروازہ کھلا پایا۔ میں اندر داخل ہوا اور ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں دعا مانگنے لگا۔ تعاقب کرنے والے لوگ بھی مزار مبارک پر پہنچ گئے۔ ایک دو اندر داخل ہوئے۔ مجھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تلاش کیا لیکن میں انہیں نظر نہ آیا۔ اُن کے چلے جانے کے بعد میں باہر آیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب کی یہ زندہ کرامت دیکھ کر میں اُن کا عقیدت مند ہوگیا اور سچی توبہ کی۔ اب ایک سچے مسلمان کی زندگی گزار رہا ہوں ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

یہی اسلم صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا جان کے چھوٹے بھائی شیر محمد صاحب ساکن دگمن علی ضلع شیخوپورہ کے اولاد نرینہ نہ تھی۔ انہوں نے دوسری شادی کی مگر پھر بھی

Marfat.com

نخلِ آرزو بارآور نہ ہُوا۔ وہ اپنے پیرومرشد جو موضع ریحان نزد فیض پُور ضلع شیخوپورہ میں رہتے تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نرینہ اولاد کے لیے عرض خواہ ہوئے کہ حضور! میری دو بیٹیاں ہیں دوسری بیوی سے بھی اولادِ نرینہ نہیں دُعا فرمائیں ربِ کریم رحم فرمائے تاکہ میرا گھر آباد رہے۔ اُن کے پیرو مرشد نے فرمایا "یہ نعمت تمہیں میاں شیر محمدؒ صاحب شرقپوری کے در سے ملے گی۔ وہ مستجاب الدعواۃ ہیں اور اللہ تعالےٰ کے مقربین میں سے ہیں۔ اُن کا بلند مقام ہے۔ فوراً اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ میرے بزرگ شیر محمد صاحب (دادا جان کے بھائی) نے کہا۔ میرے لیے تو آپ ہی سب کچھ ہیں۔ میں وہاں کیوں جاؤں۔ میں کھرل قوم سے تعلق رکھتا ہوں۔ اپنے پیرومرشد کو چھوڑ کر گنڈے پیاز کاشت اور فروخت کرنے والے کے پاس کیوں جاؤں اس سوئے ادبی پر اُن کے پیرومرشد ناراض ہوئے اور غضب آلود لہجہ میں کہا جاؤ۔ فوراً جاؤ۔ گستاخی کی معافی طلب کرنا اور اپنا مدعا بیان کرنا۔" چنانچہ میرے بزرگ شیر محمد صاحب شرقپور شریف گئے۔ حُسنِ اتفاق کہ جاتے ہی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی۔ میاں صاحبؒ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا "گنڈے پیاز والے کے پاس کیوں آئے ہو۔ جاؤ اپنے پیرو مرشد کے پاس۔" میرے بزرگ یہ کلمات سُن کر سمجھ گئے۔ کہ میاں صاحب تو واقعی صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ انہوں نے میاںؒ صاحب کے پاؤں پکڑ لیے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیا اور معافی کے طلب گار ہوئے تو میاں صاحبؒ کچھ نرم پڑ گئے۔ فرمایا "ربِ کریم کے خزانہ میں کیا کمی ہے۔ جاؤ اللہ تعالیٰ فرزند عطا فرمائے گا۔" میرے بزرگ مؤدبانہ سلام کے بعد چلے آئے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے انہیں ۳ بیٹے۔ دو بیٹیاں اور عطا ہوئیں۔ یہ اعلےٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا کا اثر ہے۔ سبحان اللہ

Marfat.com

غلام حسین دوکاندار ولد میاں مہدی حسین ساندہ کلاں نے بیان کیا کہ مستی جھنڈو ساکن بھاٹی گیٹ لاہور نے آج سے ۲۲ سال قبل مجھے بتایا کہ اُس کی بیوی فوت ہو گئی۔ وہ بہت پریشان رہنے لگا۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کے چند مرید اُن سے ملاقات کے لیے شرقپور شریف جانے لگے۔ انہوں نے مجھے بھی ساتھ لے جانا چاہا۔ میں نے انکار کیا اور بے اعتنائی سے کہا: "کیا میاں صاحب میرا گھر آباد کر دیں گے کہ میں اُن کے پاس جاؤں۔ دوستوں نے کہا چلو تو سہی۔ میں نے کہا کہ میں جاتا ہوں مگر ہرنی کے دُودھ کی کھیر کھاؤں گا۔ دوستوں کے اصرار پر میں بھی اُن کے ساتھ ہو لیا۔ ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب میاںؒ صاحب لنگر تقسیم کرنے لگے تو میرے سوا تمام ساتھیوں کو لنگر دے دیا گیا مجھے کچھ نہ ملا۔ اتنے میں ایک دیہاتی عورت برتن میں کچھ طعام لے آئی۔ میاںؒ صاحب سے عرض کیا کہ میں لنگر کے لیے ہرنی کی کھیر پکا کر لائی ہوں۔ قبول فرمائیں۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ آدمی ہے ہرنی کے دودھ کی کھیر کھانے والا۔ مجھے وہ تبرک دیا گیا میں نے مزے سے کھایا۔ اب دل میں خیال آیا کہ ایک بات تو پوری ہو گئی۔ انشاء اللہ دوسری بھی پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا بیبیا! رب کریم گھر بھی آباد کر دے گا۔ ہم واپس لاہور چلے آئے۔ چند ماہ بعد حضرت قبلہؒ کے تصرف سے میرا گھر آباد ہو گیا اور ایک نیک سیرت عورت میرے نکاح میں آ گئی۔ اللہ اکبر! میں حضرت قبلہؒ کا عقیدت مند ہو گیا۔ ؎

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی — بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی۔

Marfat.com

○ یہی غلام حسین صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شاہ صاحب چوک حکیماں سانده خورد میں رہائش پذیر تھے۔ یہ علاقہ پشاور سے آئے تھے۔ اور سانده لاہور کے کسی زمیندار نے انہیں چند کنال اراضی رہائش، خادموں اور مال مویشی کے لیے دے دی نام عباس شاہ تھا تکیہ بیری بیر کے نزدیک اِن کا ڈیرہ تھا۔ عوام میں صاحب تصرف و کرامات بزرگ مشہور تھے۔ اِن دنوں اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب شرقپوری کا بڑا شہرہ تھا۔ ایک دن حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا "شاہ صاحب! ہم آپ کو تب جانیں گے اگر آپ میاںؒ صاحب کو یہاں بلائیں اور ابھی۔ شاہ صاحب نے کہا کہ یہ کونسی بڑی بات ہے کچھ پڑھا اور میاں صاحب کا انتظار کرنے لگے۔ چند گھنٹوں بعد میاںؒ صاحب تشریف فرما ہوئے! السلام علیکم کہا اور فرمایا "شاہ صاحب! کسی کو خواہ مخواہ تکلیف میں نہ ڈالنا چاہئے۔ آپ دَندے جھلے تے اسیں چل دے جھلے۔" میاںؒ صاحب تشریف لے گئے۔ اُس دِن کے بعد شاہ صاحب ڈانواں ڈول ہی رہنے لگے کہ قطبِ دَوراں آفتابِ ولایت اعلیٰ حضرت میاں صاحب کو بلا[1] جائز مقصد مشقت میں ڈالا۔ بعض کہتے ہیں کہ اُن کی رُوحانی قوت اِسی پاداش میں سلب کر لی گئی تھی۔

---

[1] ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ عباس شاہ کے سادات ہونے کی وجہ سے یہ سفر اختیار فرمایا ہو۔ ورنہ یہ تو ایک ذاتی انا کا مسئلہ تھا۔ اس میں کوئی شرعی غرض نہ تھی کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ ضرور ہی تشریف فرما ہوتے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میراثی لوگ اگر جھوٹ موٹ سید بن کر آتے تو عزت کرتے۔ اور جس مقام پر وہ سید بننے کا ارادہ کرتے تھے وہاں کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ اس مقام پر تم نے سادات بننے کا ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا اب اس مقام سے آگے جانا تمہارا اپنا معاملہ ہے

Marfat.com

انسانی ہمدردی — سید محمود شاہ جنگلی گرمٹ نے بیان کیا کہ قصبہ شرقپور شریف کا ایک ہندو مقروض ہو گیا۔ کاروبار نہ رہا۔ اس نے شرقپور شریف کو خیرباد کہنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو آپ از خود ہی اس کے پاس پہنچے اور پانچ صد روپیہ پیش کیا کہ قرض ادا کر دو اور باقی سے کاروبار جاری رکھو۔ رب کریم خیر کرے گا۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے بندے مخلوق خدا سے خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اس حضرت میاں صاحب نے پسند نہ فرمایا کہ ایک غیر مسلم بھی ان کا قصبہ تنگی روزگار کے باعث چھوڑ رہا ہے۔ شرقپور شریف کے رہنے والے میاں صاحب کے فیض سے مستفیض ہوتے رہے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہندو اور سکھ آتے تھے آپ ان کی روحانی راہنمائی فرماتے

جانوروں پر شفقت

چوہدری غلام محمد چوہدری محبوب خان سابقہ کلرک ریلوے نے بیان کیا کہ ۱۹۳۳ء کے دوران میں میرے دل میں بھی حضرت میاں صاحب کے لیے عقیدت پیدا ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ موری دروازہ لاہور کے قادر بخش رحمت اللہ نوری زرکش کے ہاں تشریف لانے والے ہیں۔ مشتاق ملاقات میں پہنچا ہی تھا کہ میاں صاحب تشریف لے آئے اور لکڑی کے تخت پر رونق افروز ہوئے۔ قادر بخش نے معزز مہمان کے لیے خوردنی اشیاء زردہ حلوہ کا انتظام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لیے تو اللہ نے وسیع انتظام کر دیا مگر پرسوں سے ایک مہمان تمہارے ہاں بھوکا پڑا ہے اس کا کچھ خیال نہیں۔ آپ کی آواز پر تخت کے نیچے سے ایک کتیا باہر آئی اور دم ہلاتی ہوئی آپ کے سامنے خاموش بیٹھ گئی۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ نے وہی حلوہ و نان کتیا کو کھلا دیا۔ کتیا سیر ہو کر اپنی جگہ پر چلی گئی۔ آپؒ نے قادر بخش سے فرمایا "آئندہ کتیا اور اس کے بچوں کا خیال رکھیں" جب میاں صاحبؒ واپس جانے لگے تو کتیا تانگے کے پاس کھڑی ہو گئی۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا "فکر نہ کریں نے تاکید کر دی ہے" کتیا دم ہلاتی (جیسے شکریہ ادا کر رہی ہو) چلی گئی۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ نے سفر کی صعوبت ایک بھوکی کتیا کی خاطر اٹھائی۔ اللہ کی مخلوق پر شفقت ہو تو ایسی ہو۔ اللہ اکبر

Marfat.com

دل جوئی اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ سبزی فروشوں کی دن بھر کی بچی ہوئی سبزی خرید لیتے تاکہ ان غریبوں کا نقصان نہ ہو۔

(۱۱) ایک مرتبہ آپ کا ایک عقیدت مند آپ کے لئے افغانی پٹو لایا۔ اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی دم ایک عیسائی آپ کی خدمت میں پہنچا۔ وہ سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا، آپ نے وہی نیا پٹو اسے مرحمت فرمایا۔ لنگر کھلایا، چائے پلائی۔ اس عقیدت مند کے دل میں خیال گزرا کہ ایسے گندے انسان کو ایسا اچھا پٹو دے دیا میاں صاحبؒ اس کے دلی وسوسے سے آگاہ ہوئے، آپ نے گھر سے کمبل منگوا کر اس عیسائی کو دے دیا اور وہ افغانی پٹو اس عقیدت مند کو واپس کر دیا۔ فرمایا سب انسان رب کریم کی مخلوق ہیں۔ کسی انسان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیئے۔

درود شریف کے شماروں کا ادب و احترام = فیض پور کلاں شرقپور شریف سے جانب جنوب ایک مشہور قصبہ ہے۔ وہاں کا چودھری اللہ بخش ایک مرتبہ شرقپور شریف حضرت قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں بعد نماز فجر اور نماز عشاء سے پہلے لمبی چادر پر کھجور کی گٹھلیوں پر درود شریف خضری پڑھا جاتا تھا اور آج بھی یہی طریقہ ہے بلکہ اعلیٰ حضرت شرقپوری کے تمام خلفاء عظام اس طریقہ پر عمل پیرا ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ اور دوسرے احباب کے ہمراہ چودھری اللہ بخش بھی درود شریف پڑھنے لگے۔ چودھری صاحب بڑی لمبی پگڑی باندھا کرتے تھے۔ درود شریف پڑھنے کے دوران میں نمبردار اللہ بخش صاحب نے کھجور کی گٹھلیاں ہاتھ میں لے کر دور سے ہی اس جگہ پھینک دیں جہاں گٹھلیاں ختم ہو چکی تھیں۔ شماروں (گٹھلیوں) کو اس طرح پھینکنا میاں صاحب" کو برا لگا اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ فرمایا! چودھری صاحب آپ کی اس بڑی پگڑی کو آپ کے سر سے اتار کر دور سے دور پھینکا جائے تو کیا آپ کو غصہ نہ آئے گا۔ ان شماروں پر درود پاک پڑھا جاتا ہے۔ ان کی عزت کیا

Marfat.com

تمہاری پگڑی سے بھی کم ہے۔ آپ کا یہ اشارہ سننے کے بعد چودھری صاحب نے آئندہ کے لئے توبہ کی۔ اور اس واقعہ کے بعد چودھری صاحب کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا اور زہد و تقویٰ اختیار کر لیا۔

سبق۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ چلتے پھرتے تسبیح ہاتھ میں لئے درود پاک یا کوئی وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔ اکثر اوقات تسبیح پکڑے ہاتھ اپنی پشت کے ساتھ لگا کر بھی وظیفہ میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ بھی تسبیح کے دانوں کی بے حرمتی ہے۔ اس بے دھیانی اور بری عادت کو چھوڑنا بہت ضروری ہے۔ تاکہ فیض اور ثواب مکمل طور پر حاصل ہو۔

اوقات نماز۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب فرماتے جب نماز کا وقت ہو جائے اور اذان کی آواز کان میں پڑے۔ تو ہرگز غفلت نہ کرے۔

روحانی تعلق۔ دیہات یا دور افتادہ علاقوں میں بعض مزار اور قبور ایسی ہوتی ہیں۔ کہ اگر وہاں سے کسی درخت کی شاخیں کاٹ لی جائیں تو کاٹنے والا شخص کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بجز صاحب قبر کی اجازت کے۔

کوٹلہ پنجو بیگ (میاں صاحب کا پیر خانہ) میں مسجد زیر تعمیر تھی۔ اعلیٰ حضرت اس کام کی نگرانی خود فرماتے تھے۔ مسجد کے ملحقہ حجرہ کی تعمیر میں چھت کے لئے لکڑی کم رہ گئی۔ مگر آس پاس سے مطلوبہ لکڑی دستیاب نہ ہو سکی۔ مستریوں نے بتایا کہ جنگل میں ایک مزار ہے وہاں مطلوبہ لکڑی کے درخت موجود ہیں۔ مگر مقامی باشندے وہاں سے لکڑی نہیں کاٹتے کہ لکڑی کاٹنے والا مبتلائے مصیبت ہو جاتا ہے۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اگلے روز علی الصبح ہی آپ نے فرمایا "چلو وہاں سے لکڑی کاٹ کر لائیں"۔ آپ کے ہمراہ ایک ہجوم تھا۔ کہ دیکھیں وہاں کیا گزرتی ہے۔ جب میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ وہاں پہنچے۔ تو مزار کے پاس اٹھ دس منٹ خاموش کھڑے رہے۔ بعدہ فرمایا کہ لکڑی کاٹ لو۔ مگر مستری لوگ ڈرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ڈرنے کی ضرورت نہیں میں نے اجازت لے لی ہے۔ تمہیں جتنی لکڑی درکار ہے کاٹ لو۔ بالے شہتیر بنا لو۔ جو کباڑ بچے یہیں چھوڑ دینا۔ آپ کے ارشاد پر لکڑی کاٹ لی گئی اور کسی کا نقصان نہ ہوا۔ وہی بالے اور شہتیر حجرہ کی چھت پر آج تک موجود ہیں۔ سبحان اللہ۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ؒ

اخلاق عالیہ : میاں صاحب غلام محی الدین نوشاہی ولد میاں غلام رسول متولی و پیش امام چھوٹی مسجد نورانی المعروف لوہار انوالی اندرون دروازہ ملکانہ شرقپور شریف بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب کے انتقال کے وقت میری عمر 22 سال تھی۔ میں مسجد مذکور میں اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد 1951ء سے 1970ء تک پیش امام رہا۔ اعلیٰ حضرت جب کبھی سفر پر جاتے یا واپس تشریف لاتے تو اس مسجد میں نفل ادا کرتے کیونکہ یہ مسجد ان کے گھر کے قریب تھی اور یہ سنت رسول ؐ مقبول بھی ہے۔ آپ اپنی مسجد میں شب معراج' شب قدر اور عید میلاد النبی کے موقع پر چراغاں کرتے اور شیرینی تقسیم فرماتے۔ آپ کا لنگر بہت وسیع تھا' بیواؤں' یتیموں کے گھر کھانا بھجواتے۔ جو بھی ملنے کے لئے آتا اسے حسب ضرورت کپڑے نقدی یا کوئی اور چیز عطا کرتے۔ ایک دفعہ میرا دوست پنڈت ہنس راج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے استفسار پر اس نے عرض کیا کہ میں پنڈت نہال چند کا لڑکا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے ہنس راج (جو ڈاڑھی منڈا تھا) کے منہ پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بھائی پنڈت نہال چند کے منہ پر تو ڈاڑھی ہے تمہاری کہاں ہے آپ نے اسے ایک پگڑی اور دو سیر مصری عنایت فرمائی۔

سفارش : یہی غلام محی الدین نوشاہی بیان کرتے ہیں کہ آپ حاجت مندوں کی سفارش بھی فرماتے تھے۔ مجھے 1944ء کو اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر بابو محمد ناظر صاحب کے نام سفارشی چٹھی کی ضرورت تھی۔ بابو ناظر صاحب آپ کے مرید تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ایک پرچہ پر صرف یہ الفاظ تحریر کیے "مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب"۔ "یہ صاحب ہمارے شہر کے بزرگوں میں سے ہیں۔" اس خط کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے اس پر اپنا اسم گرامی تحریر نہ کیا بس کام ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت کا تصرف: موئف نے ریٹائر منٹ کے بعد کچھ سانده روڈ پر چوک فرید کی بازار میں جنرل سٹور کی دکان کھولی۔ ساتھ ہی ایک مسجد زیر تعمیر تھی۔ منتظمین میں نزاع کے باعث مسجد کی تعمیر رک گئی چند دوستوں نے مجھے کہا کہ میں انتظامیہ کمیٹی کا سربراہ بن کر مسجد کا کام شروع کراؤں۔ مگر گزشتہ واقعات سے باخبر ہونے کے بعد طبیعت مائل نہ ہو رہی تھی مگر دل میں خوف بھی

Marfat.com

تھا کہ میں زیر عتاب نہ آ جاؤں۔ ایک رات اعلیٰ حضرت نے عالم خواب میں فرمایا کہ جب لوگ تم سے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے کی درخواست کر رہے ہیں تو تم کیوں شامل نہیں ہوتے؟ یہ حکم سنتے ہی میں نے سابقہ منتظمین سے میٹنگ بلانے کے لئے کہا اور مجھے بحیثیت سیکرٹری کام کرنے کے لئے منتخب کیا گیا۔ جب مالی امداد کے لئے تجویز پیش ہوئی تو میں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب انشاء اللہ خود ہی اپنے تصرف سے انتظام فرما دیں گے۔ متفکر ہونے کی ضرورت نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایک صاحب زمیندار جو اعلیٰ حضرت کا مرید تھا مسجد کے اخراجات کا کفیل بن گیا اور مسجد تعمیر ہوئی۔

○ میاں یعقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب اور دادا جان اکٹھے کھیتی باڑی کرتے تھے سال کے اختتام پر جب حساب کرتے تو خسارہ ہی ہوتا اور گھر میں خرچ کے لئے کچھ باقی نہ بچتا۔ گزر اوقات تنگی سے ہوتی۔ والد صاحب نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں رو کر عرض کیا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا قصہ بیان فرمایا کہ جب ہمارے ہاں گھریلو تقسیم ہوئی تو میں نے اپنے حصہ کی بھینس اور گھوڑی دونوں اپنے چچا کو واپس دے دیں کیونکہ یہ دونوں مویشی والد نے شوق سے خرید کر اپنے لئے رکھے تھے۔ چچا صاحب میرے اس رویے سے خوش ہوئے۔ محبت اور ایثار کی بدولت ہمارے ہاں کسی چیز کی کمی نہ رہی۔ اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک سے یہ واقعہ سن کر مجھے بڑا سکون حاصل ہوا۔ گھر واپس دیا تو والد صاحب کے پھوپھا نے میرے، دادا جان سے کہا کہ مہرجان دین کو کاشت کے لئے الگ زمین دیجئے۔ چنانچہ والد صاحب کو ایک کنویں کی زمین اندازاً ڈیڑھ مربع کاشت کے لئے مل گئی ایک سال کی فصل سے پانچ سال کا قرضہ ادا ہو گیا اور گزارے کے لئے کافی رقم بچ گئی یہ حضرت میاں صاحب کی توجہ اور تصرف کا نتیجہ تھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

○ پروفیسر ضیاء الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کو نمازیوں کے جوتے اپنے دست مبارک سے درست کرتے دیکھا اگر کوئی نمازی اپنے جوتے کا منہ قبلہ رخ نہ رکھتا تو میاں صاحب کو ناگوار گزرتا کیونکہ سنت نبوی کے خلاف۔ آپ نہ تو دیکھ

Marfat.com

سکتے تھے اور نہ سن سکتے تھے اس لئے خود جوتے سیدھے کرنے میں بالکل عار محسوس نہ کرتے۔ کہ آپ کا عشق اتباع سنت انتہائی بلندیوں پر تھا۔

محفل و دل و نگار مرشد اولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرح دین بت کدہ تصورات

○ شیخ برکت علی صاحب سمن آباد والے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب میاں شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اتباع سنت نبی کریم ؐ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص اس نیت سے آپ کی خدمت میں رہا کہ آپ کی کوئی کرامت دیکھنے کے بعد ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگا۔ وہ دو دن تک دیکھتا رہا کہ اکثر ملاقاتی متشرع ہیں۔ لنگر کا کھانا پینا سنت مصطفوی پر ہے۔ عقیدت مندوں کی بول چال' اٹھنا بیٹھنا سنت کے عین مطابق ہے مگر اسے کوئی ظاہری کرامت نظر نہ آئی جب وہ مایوس ہوکر رخصت کے لئے حاضر ہوا تو میاں صاحب نے فرمایا: "آپ کیسے آئے تھے" اس شخص نے عرض کیا کہ اس نیت سے آیا تھا کہ آپ ؒ کی کرامت دیکھ کر آپ کا مرید بن جاؤں گا مگر میں نے یہاں کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ آپ ؒ نے فرمایا پہلے اپنی مرضی سے رہے ہو اب دو دن ہماری مرضی سے رہو اور دیکھو کہ کوئی کام خلاف سنت ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو میں دیکھ چکا ہوں کہ یہاں ہر کام سنت نبوی ؐ کے عین مطابق ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر اور کرامت کیا ہو سکتی ہے۔ وہ شخص بہت متاثر ہوا اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوگیا۔

○ یہی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اس نیت سے آیا کہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حضور نبی کریم ؐ کے علم غیب پر بحث کرے گا جب وہ شرق پور شریف پہنچا تو اسے سخت بھوک لگی اس نے دو آنہ کی جلیبیاں حلوائی کی دکان سے خرید لیں اور لکڑی کے تخت پر بیٹھ کر کھائیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مجلس میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض بیلی آتے ہیں اور نفس امارہ پر اتنا بھی ضبط نہیں کہ بھوک برداشت کر سکیں دو آنے کی جلیبیاں حلوائی کی دکان سے لیں اور لکڑی کے تخت پر بیٹھ کر کھالیں نہ بسم اللہ پڑھی اور نہ الحمد اللہ کہا کھا پی کر آگئے حالانکہ انہیں اس بات کا علم ہے کہ میرے ہاں لنگر تقسیم ہوتا ہے پاک طیب سادہ کھانا ملتا ہے حلوائی کی دکان کی مٹھائی جو طیب چیز نہیں کھائی اور آگئے کہ علم غیب پر بحث

Marfat.com

کرنے کے لئے وہ شخص آپ کی گفتگو سن رہا تھا اور اس پر رقت طاری ہوتی جارہی تھی۔ میاں صاحب قبلہ کے نور ایمان سے اس کے دل کا زنگ اتر گیا اور اس پر واضح ہو گیا کہ جب تک ولی اللہ جب اتنا علم غیب رکھتا ہے تو نبی کریمؐ کی شان تو اس سے ورا الورا ہے چنانچہ وہ شخص اعلیٰ حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا باقاعدگی سے حاضر خدمت ہوتا رہا اور مرید باوفا کے مرتبہ کو پہنچا۔

میاں صاحب کا مقام: صوفی اللہ دتہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ ایک دن حجرہ مبارک میں اخبار کی ورق گردانی کر رہے تھے اس میں مولانا روم کے بارے میں ایک مضمون تھا اس میں لکھا تھا کہ مولانا روم شمس تبریز کی خدمت میں چھ سات ماہ تک مجاہدہ و ریاضت کرتے رہے تب کہیں روحانی مقام کو پہنچے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا یہ اخبار والوں کی غلط بیانی ہے کہ مولانا روم نے چھ سات ماہ تک ریاضت کی تو پھر مقام عطا ہوا۔

فرمایا مجھے تو اعلیٰ حضرت میاں صاحب نے صرف ایک ہی نگاہ کرم سے مقام کمال عطا کر دیا تھا سبحان اللہ۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اس سے رشتہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

Marfat.com

باب دوم

کرمونوالہ شریف۔ اوکاڑہ و حضرت کرمانوالہ شریف
کا تاریخی پس منظر
حضرت گنج کرم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی مبارکہ کے چند گوشے
ملفوظات۔ مکاشفات۔ کرامات۔ تصرفات۔
آپ کی اولادِ پاک کے مختصر حالاتِ زندگی۔

Marfat.com

ارمغانِ عقیدت

بخدمتِ گرامی شیخِ طریقت حضرت سید محمد اسماعیل شاہ پیر کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

عاشقِ خیر الوریٰ سید محمد اسماعیل — جانشینِ مرتضیٰ سید محمد اسماعیل
مقتدائے اصفیاء سید محمد اسماعیل — پیشوائے اولیاء سید محمد اسماعیل
ہادیٔ دینِ محمدی سید محمد اسماعیل — گمرہوں کے رہنما سید محمد اسماعیل
فخرِ اربابِ صفا سید محمد اسماعیل — صدرِ بزمِ اتقیاء سید محمد اسماعیل
مونسِ ہر بے نوا سید محمد اسماعیل — فیض بخشِ ہر گدا سید محمد اسماعیل
قلزمِ صدق و صفا سید محمد اسماعیل — بحرِ اخلاص و وفا سید محمد اسماعیل
صاحبِ فیض و عطا سید محمد اسماعیل — خوگرِ جود و سخا سید محمد اسماعیل
عارفِ کامل ہیں شانِ نقشبندی با یقیں — سالکِ راہِ صفا سید محمد اسماعیل
افتخارِ اہلِ حق ہیں مرشدِ روشن ضمیر — خلق کے عقدہ کشا سید محمد اسماعیل
تھی حیاتِ پاک جن کی عاملِ احکامِ حق — ہیں وہ مردِ باخدا سید محمد اسماعیل
حق شناس و حق نگر و حق آشنا و حق نما — حق بیان و حق ادا سید محمد اسماعیل
مرجعِ اہلِ دل قطبِ اقطابِ زمن — مردِ حق سے آشنا سید محمد اسماعیل
حامیٔ درماندگاں ہیں وہ معینِ بیکساں — تاجدارِ اغنیاء سید محمد اسماعیل
ہے غلامی آپ کی میرے لیے وجہِ قرار — ہیں قوم کے پیشوا سید محمد اسماعیل

ہے میری نذرِ عقیدت "ارمغانِ بے عدیل"

۱۴۰۸ھ

میرے دل کا مدعا سید محمد اسماعیل

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

قمر یزدانی چونڈہ براستہ پسرور ضلع سیالکوٹ

Marfat.com

منقبت در حضور گنج کرم حضرت کرمانوالےؒ

کرمانوالیا کرم دی نظر کر دے
تیرے کرم بناں کسے کم دی نہیں
کرمانوالیا کرم توں کریں جس تے
ہوا لگ دی اوس نوں غم دی نہیں
تیرے کرم دی آس تے پئی جیواں
نظر باہجھ تیرے کتے جم دی نہیں
کرمانوالیا تیرے کرم تے مان مینوں
پرواہ کسے وی رنج و الم دی نہیں
کرمانوالیا کرم دے جام دے دے
مینوں لوڑ کسے جام جم دی نہیں
دم دم دے نال سائیاں تینوں یاد کر دی
غفلت چاہوندی میں اک دم دی نہیں
تیری یاد وچ رووّاں تے چین مل دا
سلطان رودن کولوں اکھ تھم دی نہیں

حکیم سلطان محمد نقشبندی
ریٹائر ٹیچر سانگیانوالہ چک گ ب۔۵۷۴ ننکانہ صاحب شیخوپورہ

منقبت در حضور حضرت کرمانوالی سرکارؒ

کرماں والیا کرم دے ہاں پکھے
تیری نظر دے کرم کمال ڈٹھے
قسم رب دی تیری گودڑی وچ
بن دے کوڈیاں اسی لال ڈٹھے
مست دار تیرے میکدے دے
ہتھیں ونڈ دے جام زلال ڈٹھے
تیرے در کتے وی سیدا ولی ہو گئے
تیری ذات دے جنھاں جمال ڈٹھے

حکیم پیر امانت علی شاہ چک 64/EB ساہیوال

Marfat.com

سمجھے والی نعت شریف

جو بارگاہ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ میں منظور و قبول ہوئی

[illegible] اعلیحضرت اکثر سنا کرتے تھے

[illegible] مصطفےٰ سمجھے — [illegible] سمجھے
[illegible] — احمد [illegible] سمجھے
[illegible] — [illegible] سمجھے
[illegible] — [illegible] سمجھے
[illegible] — [illegible] سمجھے
[illegible] — [illegible] سمجھے
[illegible] — [illegible] سمجھے
حسن [illegible] — [illegible] مجھے رب کا سمجھے
[illegible] رسول اللہ — خدا نے [illegible] کے [illegible] سمجھے
ہمیشہ [illegible] قطب شیر محمد تھے — وہ [illegible] علی [illegible] پیشوا سمجھے
ہوئے [illegible] آپ [illegible] ولی اللہ — مگر شاہ [illegible] سمجھے
ہوا جب کرم مولا کا دکھایا یار نے جلوہ — تبھی سے سائل عاصی کو [illegible] اپنا خاکپا سمجھے

محمد اسماعیل سائل عفی عنہ
چک 173/E-B تگو ضلع وہاڑی

لے یہ نعت اپریل ١٩٤٣ء میں لکھی گئی [illegible] حساب میں چودھویں صدی تھی

Marfat.com

قطعہ تاریخ وصال پُر جمال
حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف
حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ

شہ روحانیت قطب ولائت
کہ دنیا جس کے ذوق و شوق سے مست
محمد اسمائیل شاہ اللہ اکبر ☆ ☆
کہ جس کا عزم روحانی زبردست
مہ رمضان کی تھی بست و ہفتم
گیا فردوس کو مرد خدا مست
وجود اس کا وجود حق کی تفسیر
ہر اک اقبال اس کے سامنے پست
رئیس اس کا وصال اپنی نظر میں
وجود محض اسمائیل شاہ است

۱۳۸۵ھ

(رئیس امروہوی)

باشد اسمٰعیل ز اولاد بتول پیشوائے زمرہ صاحب دلاں
راز ہائے پردہ تقدیر را بود نطق جاں فزایش ترجماں
ہست تاریخ وصولش باخدا
آفتاب ملک دیں رفت از جہاں

۱۳۸۵ھ

مادہ تاریخ از کوکب نورانی اوکاڑوی --------- اشعار از صوفی محمد افضل فقیر مرحوم

Marfat.com

موضع کرمونوالہ شریف ضلع فیروزپور (بھارت)

(خواجہ عطاءاللہ سیالکوٹ)

موضع کرمونوالہ شریف نے شیخ کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے کا مولد و مسکن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ گاؤں دریائے ستلج کے بائیں کنارے سے تھوڑے فاصلے پر ریت کے ٹیلوں میں واقع ہے۔ اور شہر فیروزپور سے اندازاً پندرہ میل جانب مشرق ہے۔ ریلوے اسٹیشن سے ایک پگ ڈنڈی ہی گاؤں تک رہنمائی کرتی ہے۔ راستہ میں ایک پرانی حویلی ہے۔ چھوٹا کنواں اس کے پاس ہی درخت بیری تھا۔ راہ چلتے مسافر پانی پیتے اور سایہ میں آرام کرتے۔ ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے راحت پاتے۔ کرمونوالہ شریف کی آبادی ۲۰۰۰ ہزار نفوس ہوگی۔ زراعت پیشہ مسلمانوں میں بھٹی 'جوئیہ' ڈھڈی راجپوت اقوام اور رومیں خلجی قوم کے لوگ آباد تھے۔ باقی غیر زراعت پیشہ لوگ ہر قسم کے پیشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ غیر مسلمانوں میں ہندو سانسی اور عیسائی بھی تھے۔ گاؤں کے چار نمبردار تھے۔ بستی کا کل رقبہ دس ہزار گھماؤں تھا۔ بستی کی گلیاں کشادہ تھیں۔ تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ مسلم آبادی میں اہل حدیث حضرات بھی تھے اور ان کی ایک الگ مسجد تھی۔ شہر فیروزپور اور لدھیانہ بذریعہ ریلوے لائن اور سڑک ملے ہوئے تھے۔ ریلوے لائن اور سڑک تقریباً متوازی جاتی ہیں۔ درمیانی فاصلہ کم و بیش ایک میل رہتا ہے۔ فیروزپور سے لدھیانہ جائیں تو پہلا ریلوے اسٹیشن سیداں والا ہے۔ دوسرا ریلوے اسٹیشن دھنداسہ (DHINDASA) ہے اس کے بعد تیسرا اسٹیشن فیروز شاہ ہے۔ یہ چھوٹا اسٹیشن فیروزپور سے ۳۰ کلو میٹر ہوگا۔ پختہ سڑک جو فیروزپور شہر کو لدھیانہ سے ملاتی ہے۔ اس پر ایک قصبہ گھل خورد ہے۔ جو پولیس سٹیشن ہے۔ کرمونوالہ شریف تھانہ گھل خورد کے علاقہ میں ہے۔ (نقشہ ملاحظہ فرمائیں)

میرے (خواجہ عطاءاللہ کے) والد ماجد خواجہ غلام محمد ۱۹۲۸ء میں اس تھانہ کے S.H.O تھے۔ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری اُن دنوں مین عالم شباب میں تھے۔ کبھی کبھی گھوڑے پر

Marfat.com

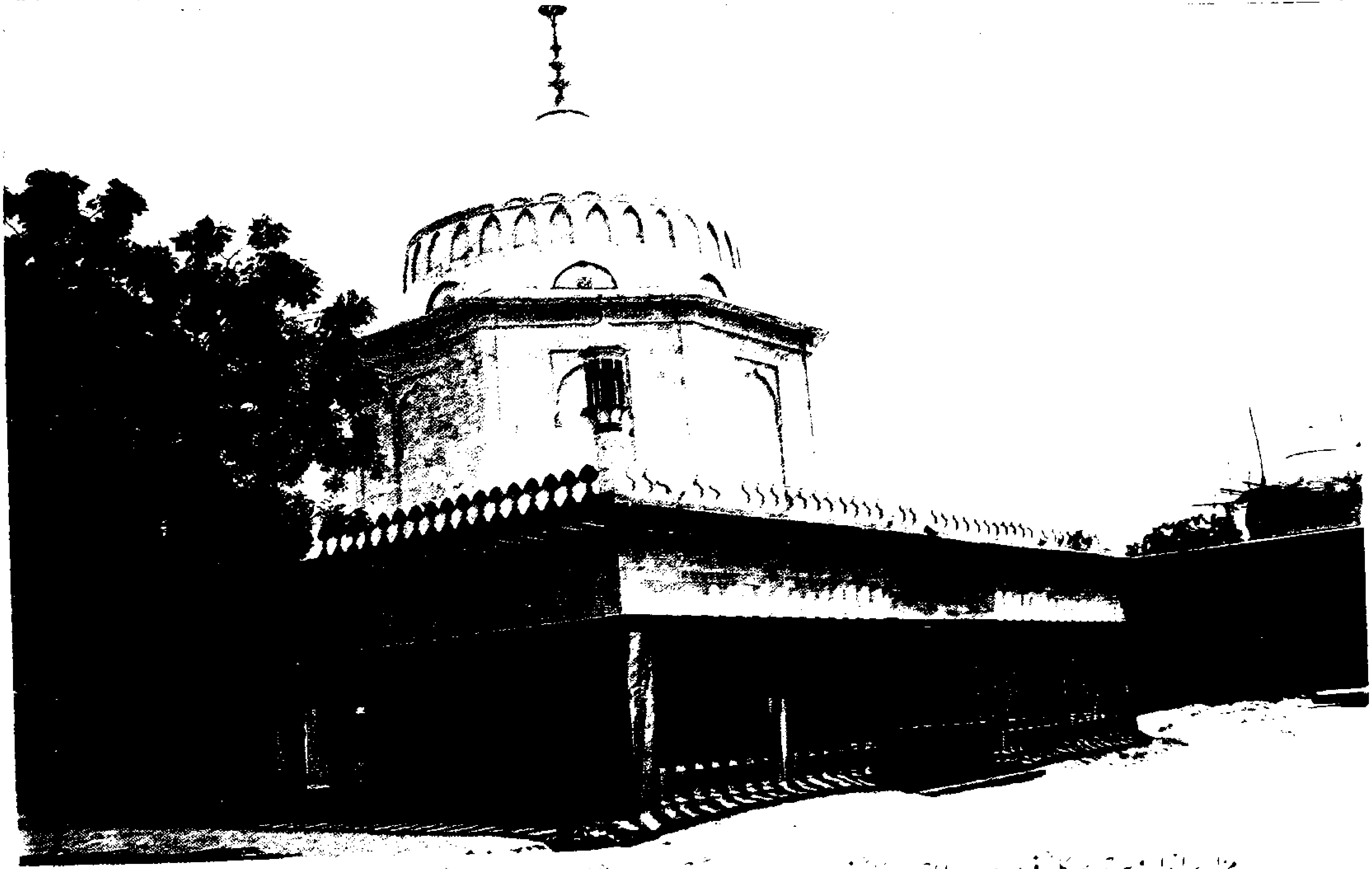

FotoMan

مزاراتِ انوار بچی سرکار قدس سرہ ، بابای سرکار قدس سرہ ، حضرت گنج کرم سرکار قدس سرہ ، چھوٹے بابای سرکار قدس سرہ

Marfat.com

Marfat.com

سوار ہو کر کرمونوالہ شریف سے گھل خورد والد صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لاتے۔ بعض اوقات والد صاحب بھی کرمونوالہ شریف محض ملاقات اور شوق زیارت میں چلے جاتے۔ والد ماجد محکمہ پولیس میں ہوتے ہوئے بھی نہایت پاکیزہ اور زہد و تقوی کی زندگی بسر کرتے۔ اسی وجہ سے حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری والد ماجد سے ازحد انس اور پیار فرماتے۔ میں اس وقت جماعت چہارم کا طالب علم تھا۔ اور حضرت قبلہ کی آمد اور ہمارے ہاں نشست و برخاست مجھے اچھی طرح یاد ہے۔

کرمونوالہ شریف گاؤں میں اہل سنت و جماعت کی ایک مسجد تھی۔ اسی مسجد میں حضرت قبلہ جمعہ مبارک پڑھاتے تھے۔ آپ کی رہائش اپنے مملوکہ مکان میں تھی جو مسجد سے ملحق تھا۔ مسجد اور رہائش گاہ کا مجموعی رقبہ قریباً ایک کنال ہوگا۔ ریت کی تہہ جما کر سطح زمین سے مسجد اندازاً تین فٹ بلند تیار کی گئی تھی۔ مسجد کے ایک طرف کنواں تھا۔ اور ساتھ ہی پرانی طرز کی پختہ ٹونٹیاں بنائی گئی تھیں۔ حضرت صاحب کی رہائش مسجد کے جانب مغرب تھی۔ مسجد میں کمرہ کے آگے ایک لمبا برآمدہ تھا۔ جس کے جنوب میں مولوی رحمت علی صاحب ڈاک خانے کا کام کرتے تھے۔ مسجد کی چھت پر گارڈر استعمال کیے گئے تھے۔ یہ گارڈر بابو نور عالم ملازم محکمہ ریلوے نیلامی میں مسجد کی تعمیر کیلئے خرید لیتے تھے۔ بابو نور عالم بڑے قد کاٹھ کے لمبے تڑنگے آدمی تھے۔ ریش مبارک بھی دراز تھی۔ یہ بزرگ حضرت صاحب کے بہت قریب تھے۔ یعنی انہیں حضرت پیر صاحب کا قرب حاصل تھا۔

مسجد میں منبر مبارک لکڑی سے تیار کرایا گیا تھا۔ منبر مبارک والی دیوار پر منبر مبارک سے ذرا اوپر "یا نور" لکھا ہوا تھا۔ مسجد کا صحن کافی کشادہ تھا۔ صحن میں نیم کا ایک پیڑ تھا۔ جو مسجد کے جانب شمال تھا۔ اس پیڑ کے نیچے حضرت صاحب آرام فرماتے اور زائرین سے ملاقات فرماتے تھے۔ زائرین میں غیر مسلم حضرات بھی ہوتے لنگر کا انتظام وسیع تھا۔ غیر مسلم زائرین کیلئے لنگر کا انتظام بابا دھنا کے ہاں ہوتا تھا۔ حضرت قبلہ نماز جمعہ مبارک خود پڑھاتے اور پنجابی میں وعظ فرماتے۔ ۱۹۴۳ء میں کرمونوالہ شریف آپ حضرت کی حاضری کیلئے گیا تو جمعہ مبارک ادا کرنے کی سعادت بھی آپ حضرت کی اقتداء میں نصیب ہوئی۔

اتھے والا گاؤں فیروزپور شہر سے صرف ایک میل جانب مشرق تھا۔ یہ گاؤں تھانہ صدر فیروزپور کے حلقہ میں تھا۔ جب والد صاحب مرحوم تھانہ صدر فیروزپور میں تعینات تھے۔ تو ہم

Marfat.com

اس گاؤں میں آیا جایا کرتے تھے۔ قمر الدین نمبردار اس گاؤں کا مشہور آدمی تھا۔ ہمیشہ تحفہ تحائف لے کر حضور کے ہاں آیا کرتا تھا۔ حضرت قبلہ نے اس گاؤں میں ۱۹۴۶ء میں زرعی اراضی خریدی تھی۔ اس گاؤں کی زرعی زمین بہت عمدہ قسم کی اور زرخیز تھی۔ اراضی میں دو کنوئیں تھے۔ جس کی وجہ سے اسے دوبہشتی یعنی دو رہٹ والی زمین کہا جاتا تھا۔ میں چند مرتبہ اچھے وال بھی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اچھے وال میں حضرت قبلہ دو سال رہے یعنی ۱۹۴۷ء سے آبائی گاؤں چھوڑ دیا تھا۔ اور اچھے وال سے ہی سیدھے پاکستان ہجرت فرمائی۔

بندہ عاجز نور احمد مقبول جولائی ۱۹۴۷ء میں پہلی مرتبہ کرمونوالہ شریف حاضر ہوا۔ سات دن حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں رہا۔ اور دل کا زنگار آپ کی باطنی توجہ سے دور ہوا۔ ایک روز دیکھا کہ بابا رحمت علی ڈاک کے کاغذات لئے بیٹھے تھے اور بہت خفا معلوم ہو رہے تھے۔ ڈیلی اکاؤنٹ تیار نہ ہو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا بابا جی! میں کچھ مدد کر سکتا ہوں۔ کہ میں سیالکوٹ میں ڈاک خانہ میں کلرک ہوں۔ میں نے ان کا اکاؤنٹ درست کر دیا۔ بابا جی بہت خوش ہوئے اور پھر کئی مراعات بھی مل گئیں۔ مسجد سے باہر جانے اور گاؤں میں گھومنے پھرنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر مجھے اجازت مل گئی۔ لوگوں کے حالات کا جائزہ لیا۔

حضرت قبلہ کی رونق افروزی سے پہلے موضع کرمونوالہ کے اکثر لوگ جرائم پیشہ تھے۔ جواء کھیلنا، شراب پینا، چوری، ڈاکہ زنی، راہزنی، بدمعاشی اور بات بات پر فساد ان کا مشغلہ تھا۔ ریاست فرید کوٹ کے ہندو حکمرانوں نے ریاستی پولیس کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ موضع کرمونوالہ کا کوئی آدمی ریاست میں داخل ہو تو اسے گرفتار کر لیا جائے۔ کیونکہ یہ لوگ ملحقہ علاقہ میں بدمعاشی اور نقض امن کیلئے آتے ہیں۔ مگر جب حضرت شیخ کرم رحمتہ اللہ علیہ کا آفتاب ولایت چمکا تو کرمونوالہ کے لوگ بری عادات چھوڑ کر مرد صالح بن گئے۔ تو راجہ فرید کوٹ نے اپنا حکم واپس لے لیا۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے بندوں کا فیض ہر جگہ اور ہر آن پہنچتا ہے۔

تم نے کانٹوں پہ قدم رکھا گلستاں کر دیا

Marfat.com

کرمونوالہ شریف اور حکمران ریاست فرید کوٹ

باباجی سرکار پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا۔ کہ ایک روز باباجی صاحب حضرت فریدالدین گنج شکر پاکپتن والی سرکار اور ان کی گدڑی میں یہ بحث چل پڑی کہ آیا باباصاحبؒ کی عزت گدڑی پہننے سے ہے یا گدڑی کا وقار باباصاحب کے دم قدم سے ہے۔ بات نے طول پکڑا تو باباصاحب نے گدڑی اتار پھینکی اور خود جنگل کی راہ لی۔ گلی کوچہ کے لڑکوں نے گدڑی کو گیند سمجھا اور لکڑی کے ڈنڈوں سے کھیلنے لگے۔ ایک دو دن میں ہی گدڑی کو تہس نہس کر کے اس کا بھرکس نکال دیا۔ ادھر ریاست فرید کوٹ کے راجہ کے محل تعمیر ہو رہے تھے۔ ریاستی اہلکار حضرت باباصاحب کو پکڑ کر لے گئے۔ اور مزدوروں میں بیگار کے طور پر رکھا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ تو بزرگ ہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔ راجہ حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوا۔ اس وقت باباصاحب کی زبان مبارک سے یہ الفاظ صادر ہوئے "فرید کوٹ پانی دی ٹوٹ تے لوٹ پوٹ۔ ان الفاظ کا اثر یہ ہوا کہ شہر فرید کوٹ میں پانی کی کمی محسوس کی جانے لگی۔ اور جب کوئی نیا راجہ گدی نشین ہوتا تو گدی نشینی کے تھوڑے عرصہ بعد مرجاتا۔ یہ سلسلہ صدیوں چلتا آیا۔ باباجی سرکارؒ نے فرمایا جب حضرت گنج کرم کا شہرہ دور دور تک پھیلا تو ریاست فرید کوٹ کے نئے راجہ کی ماں جو آپ کی دعا سے آشوب[1] چشم کے لاعلاج مرض سے صحت یاب ہو چکی تھی۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور یہ دل سوز کیفیت بیان کی۔ آپ نے رانی کو تسلی دی اور فرمایا مائی! جاؤ اب ایسا نہیں ہوگا۔ رب کریم خیر کردے گا۔ رحم ہو جائے گا۔ صرف اتنا کرو کہ محلات نئی جگہ تعمیر کرلو۔ چنانچہ ارشاد گرامی پر عمل کیا گیا۔ راجہ نے چین پایا تو راجہ اور اس کی ماں نذر نیاز لے کر حضرت قبلہ کی خدمت میں خود چل کر آئے۔ اور عقیدت مند ہو گئے۔ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت گنج کرم سے از حد پیار تھا۔ اسی لئے حضرت باباصاحب نے حضرت گنج کرم کی خواہش اور دعا کا احترام کرتے ہوئے فرید کوٹ کے حکمرانوں پر سے عتاب دور فرمادیا۔

---

[1] دیکھئے خزینہ کرم جلد اول صفحہ ۳۷۷

Marfat.com

”بابا جی سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:۔“

آزمائش کے بعد بابا صاحب کی گدڑی اور بابا صاحب میں بھی صلح ہو گئی۔ کہ دونوں بزرگ مرحوم ہیں۔ اللہ اکبر۔ بابا فرید الدین گنج شکر وفات ۱۱۸۰ء حضرت گنج شکر وفات ۶۶۶ء یعنی کم و بیش ۱۰۰ سال کے لمبے عرصہ کے بعد ریاست فرید کوٹ کے حکمرانوں کو ایک مسیح نفس ولی کامل مل گیا جس نے ان کو اس دیرینہ عتاب اور عذاب سے نجات دلائی۔ اللہ اکبر۔ حضرت کرمانوالہ سرکار کی عظمت اور علو مرتبت کی کوئی حد ہی نہیں۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قصبہ کھوتوال ضلع ملتان (موجودہ وہاڑی) ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام جمال الدین سلیمان، دادا کا نام شیخ شعیب تھا جو کھوتوال کے قاضی تھے ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں ملتان آئے۔ یہاں مولانا منہاج الدین سے فقہ کی کتاب ”نافع“ پڑھی۔ پھر دہلی تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ بختیار کاکی سے مرید ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اخبار الاخیار فی اسرار الابرار میں لکھتے ہیں کہ گو آپ حضرت بختیار کاکی کے مرید تھے مگر انہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے بھی نسبت تھی۔

سیر و سیاحت اور تکمیل روحانی منازل کے بعد آپ نے تبلیغ کے سلسلہ میں پرسکون بستی ”اجودھن“ کا انتخاب کیا۔ اب یہ بستی پاکپتن کے نام سے مشہور ہے۔ ہزاروں غیر مسلم سیال، ڈھڈی، کھرل، راجپوت اور وٹو آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ خاندان غلاماں کے سلطان آپ کے عقیدت مند تھے۔

آپ کے مشہور خلفاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلی، حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی اور حضرت خواجہ علی احمد صابر کلیر شریف ہیں۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ نے آپ کے مزار پر حاضری دی اور آپ کے پوتے شیخ فرید الدین سجادہ نشین سے ملاقات کی تھی۔ تاریخ وصال ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ ہے۔ ہر سال عرس نہایت اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ عقیدت مند بہشتی دروازہ سے گزرنا سعادت سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

اوکاڑہ اور حضرت کرمانوالا شریف
کا تاریخی پس منظر

۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر صوبہ پنجاب پر قبضہ کر لیا تو ابتدا" ملتان اور لاہور کے درمیانی علاقہ کا صدر مقام ۱۸۵۲ء میں گوگیرہ کو بنایا۔ یہ مشہور قصبہ دریائے راوی کے بائیں کنارے پر شیر شاہ سوری کی تاریخی شاہراہ پر واقع ہے۔ ۱۸۶۴ء میں جب ملتان سے لاہور تک ریلوے لائن بچھائی گئی تو اوکاڑہ کی موجودہ جگہ پر ریلوے سٹیشن قائم کیا گیا۔ اس جگہ ایک قدیمی تالاب تھا جس پر اوکاں درخت کے جھنڈ تھے۔ اس بنا پر یہ ریلوے "اوکاں والا" کے نام سے موسوم ہوا۔ آہستہ آہستہ اوکاڑہ پکارا جانے لگا۔ ۱۸۶۴ء میں ہی ضلعی صدر مقام گوگیرہ سے منٹگمری (۱۹۶۶ء سے ساہی وال نام) منتقل کر دیا گیا اور گوگیرہ کو تحصیل کا درجہ دیا گیا۔ ریلوے لائن اور برلب سڑک ہونے کا باعث اوکاڑہ کی آبادی بڑھی تو تحصیل ہیڈ کوارٹر گوگیرہ سے اوکاڑہ منتقل کر دیا گیا۔ ۱۹۸۲ء میں اوکاڑہ کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔

حضرت کرمانوالا شریف: صوبہ پنجاب میں نہروں کا جال بچھ جانے سے، نئی بستیاں آباد ہوئیں۔ جو چک کہلاتی تھیں۔ جس نئی بستی (چک) میں ایک دو مکان پختہ اینٹوں کے ہوتے وہ بستی پکا چک کہلاتی۔ پکا چک ۵۶ ر ۲۔ایل سر گنگارام کی واحد ملکیت تھا۔ ۱۹۵۰ء میں حضرت قبلہ" پاکپتن شریف سے اس چک میں قیام پذیر ہوئے۔ تو چوہدری محمد انور ہنر سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور کی تحریک پر اور حضرت" قبلہ کے آبائی گاؤں کرمونوالا شریف کی مناسبت سے پکا چک ۵۶ ر ۲۔ایل کا نام حضرت کرمانوالا شریف تجویز ہوا۔ ۵۰-۱۰-۱۵ کو ریلوے اسٹیشن حضرت کرمانوالا کا اور ستمبر ۱۹۵۱ء کو ڈاک خانہ حضرت کرمانوالا شریف کا اجرا ہوا۔ حضرت کرمانوالا شریف اوکاڑہ شہر سے پونے تین میل کے فاصلہ پر جانب لاہور واقع ہے۔

Marfat.com

گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت کرمانوالے کی سیرت پاک

آپ کی سیرت پاک کے وہ گوشے جو خزینہ کرم جلد اول میں احاطہ تحریر میں نہ آئے تھے متوسلین اور قارئین کرام کی رہنمائی اور آگاہی کے لئے بیان کئے جاتے ہیں۔

ابتدائی حالات = آپ کا سن ولادت ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۲ء ہے۔ بچپن میں آپ اپنے چچا سید قطب الدین شاہ صاحب سے مانوس ہونے کے باعث زیادہ وقت انہیں کے ہاں گزارتے تھے۔

تعلیم = آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس سے سند تکمیل حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرب میں مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی سے ۱۳۲۷ھ میں دورہ حدیث کی تکمیل کی۔

بیعت اول = سہارن پور روانہ ہونے سے قبل آپ نے حضرت مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ فیروزپوری سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ جب آپ بعد تکمیل علوم مذہبی ہندوستان سے واپس وطن تشریف لائے تو مولانا شرف الدینؒ فیروزپوری کا وصال ہو چکا تھا۔ پھر آپ اشارہ غیبی پا کر حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے فیض یاب ہوئے۔

لباس = آپ سفید لباس زیب تن فرماتے۔ کرتے کا چاک سامنے کی طرف ہوتا۔ تین بٹن لگے ہوتے' بنیان یا کرتی نہ پہنتے تھے۔ شدید سردی کے موسم میں گرم اونی یا روئی دار ٹوپی زیب سر فرماتے۔ کبھی ننگے سر نہ رہتے۔ ایک سفید بڑا رومال یا ململ کا دوپٹہ ہر وقت ساتھ رکھتے۔ پاجامہ یا شلوار عمر بھر زیب تن نہ کیا۔ دیسی جوتا بغیر نوک دار زرد یا بادامی رنگ کا استعمال فرماتے۔ جراب یا موزہ کی عادت مبارکہ نہ تھی۔ عمامہ سفید ململ کا پانچ گز ہوتا۔ شملہ دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے۔ کرتے کی لمبائی گھٹنوں تک۔

غذا = سادہ غذا تناول فرماتے' گندم کا بغیر چھنے ہوا موٹے آٹے کی روٹی سالن کے

Marfat.com

ساتھ پسند فرمایا کرتے۔ لنگر کی دال' کترا ہوا یا کوٹا ہوا پیاز اور سبز مرچ استعمال میں لاتے۔ گوشت یا سالن وغیرہ روٹی کے اوپر نہ رکھتے۔ کدو اور کریلہ مرغوب تھے۔ میٹھے کھانوں یا مٹھائی سے رغبت نہ تھی۔ میاں صاحب کے ارشاد کے مطابق تتا پانی (چائے) سے اجتناب رہا۔ چھلکا اسبغول دودھ کے ساتھ استعمال کرتے تو بغیر میٹھا کے' کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دھوتے' رومال یا تولیہ استعمال نہ فرماتے۔ کھانے کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرتے۔ چھوٹے چھوٹے لقمے خوب چبا چبا کر کھاتے' کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے۔ منہ میں انگلی ڈال کر حلق صاف کر کے کلی کرتے پھر تولیہ یا رومال سے ہاتھ خشک کرتے پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے۔ بعد ازاں دانتوں کا خلال اہتمام سے کرتے۔ عام دنوں میں صرف دو دفعہ کھانا تناول فرماتے۔ صبح کا کھانا دوپہر سے دو گھڑی پہلے' رات کا کھانا نماز عشاء سے قبل تناول فرماتے۔ رمضان شریف میں سحری آخری وقت میں اور افطاری اول وقت میں دودھ سے اور کھانے کی مقدار کم کر دیتے۔

بیت الخلاء = پچھلی رات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بستر سے اٹھتے۔ بیت الخلاء جاتے تو پہلے بایاں قدم داخل کرتے' باہر آتے وقت پہلے دایاں قدم باہر رکھتے۔

تیمم کا طریقہ = بوقت ضرورت تیمم مٹی کی کچی اینٹ یا پتھر کے ٹکڑہ پر دونوں ہاتھ مار کر روئے مبارک پر مسح فرماتے پھر دوسری دفعہ اسی طرح دائیں پھر بائیں بازو پر مسح فرماتے۔

جمعتہ المبارک = اس دن وظائف سے فارغ ہو کر **بیلیوں** سے مختصر ملاقات کے بعد آپ حجامت بنواتے لبوں کے بال قینچی سے کٹواتے۔ ہاتھ پاؤں کے ناخن مسنون طریقہ کے مطابق کٹواتے (دیکھئے صفحہ) پھر غسل خانہ میں تشریف لے جاتے۔ موسم کے مطابق گرم یا تازہ پانی وافر مقدار میں استعمال فرماتے۔ غسل خانہ کے اندر ہی کپڑے اتارتے اور اندر ہی نئے یا اجلے کپڑے زیب تن فرماتے۔ غسل خانہ میں ہی وضو فرما کر باہر تشریف لاتے وقت پہلے دایاں قدم پھر بایاں قدم رکھتے۔ دست مبارک سے تہبند کا گوشہ پکڑ کر دروازہ بند کرتے۔ گیلا ہاتھ کنڈی یا دستی کو نہ لگاتے۔ پھر بیٹھ کر آئینہ سامنے رکھ کر ریش مبارک میں شانہ کرتے پہلے دائیں جانب پھر بائیں جانب

Marfat.com

سرمہ اور عطر لگاتے۔ حجامت کے علاوہ بھی آپ خود بھی قینچی سے لبوں کے بال درست فرما لیتے۔

عادات مبارکہ = مسجد میں صفیں درست کرنے یا بچھانے میں ہیلیوں کی مدد فرماتے۔ تسبیحات نماز آہستہ آہستہ پڑھنے کی تلقین کرتے یہاں تک کہ ساتھ والا نمازی بھی آواز نہ سنے۔ لیٹتے تو ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر اور نہ ہی گھٹنے کھڑے کر کے لیٹتے۔ سر مبارک قبلہ کی طرف ہوتا۔ نہایت نفست پسند تھے۔ ٹیڑھی ترچھی حالت ناپسند تھی۔ راست رو تھے مسجد کی صفیں کھیتوں کی حد بندی یا دیوار غرضیکہ کہیں بھی ترچھاپن برداشت نہ تھا۔ درود شریف تسبیح (جو لکڑی کے پانچ صد باریک دانوں کی تھی) کے دانوں پر قبلہ رو دوزانو ہو کر پڑھتے۔

حلیہ مبارک = آپ کا رنگ گندمی اور قد متوسط تھا۔ جسم اطہر مائل بہ فربہی تھا لیکن متناسب' پیشانی مبارک کشادہ' پیشانی اور رخساروں پر نورانی چمک تھی۔ ابرو کشادہ اور بصورت قوس منحنی تھے۔ آپ کی آنکھیں چمکدار تھیں۔ بینی مبارک بلند' بائیں رخسار پر گوشہ چشم کے قریب ایک بڑا مہاسہ تھا دہن مبارک نہ دراز نہ کوتاہ' دندان مبارک خوشنما' ریش مبارک گھنی نہ تھی جس کی لمبائی قدرتی طور پر ایک قبضہ پر رک گئی تھی۔ آپ سر کے بال مبارک جو ریشم کی طرح نرم تھے۔ مہینے میں ایک بار مشین سے کٹوایا کرتے تھے اور کبھی استرے سے بھی صاف کرواتے۔ دونوں ہتھیلیاں گوشت سے پُر اور انگلیاں مبارک باریک تھیں۔ پاؤں مبارک صاف اور تلوے نرم تھے۔ آپ وجیہہ اور پرشوکت بارعب نظر آتے تھے۔ آپ کے پسینہ سے بوئے خوش آتی تھی۔

؎ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے خزینہ کرم جلد اول صفحہ ۹۱

Marfat.com

غوث دوراں گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالے

(محمد اظہر بھٹہ جدہ شریف)

"رب یسر ولا تعسر وتمم بھذا الامر بالخیرک نستعین۔ یا فتاح۔ یافتاح۔ یافتاح"!!! بک نستعین الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ السلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین !!!۔

سب تعریفیں اللہ کریم جلشانہ سبحانہ کے لئے ہی ہیں جو سب جہانوں کا خالق ومالک وپروردگار ہے ذات الٰہی جلشانہ یکتا وبے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اللہ کریم ہر چیز پہ قادر ہے اپنی ذات وصفات میں بیمثال ہے۔ جو چاہے کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کریم سبحانہ کا مومنین پر احسان ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی صنف سے مبعوث فرمایا (لقد من اللہ علی المومنین از بعث فیھم رسول من انفسھم .....) اللہ کریم جل شانہ نے قرآن حکیم میں صرف بعثت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین پہ احسان فرمایا ہے حالانکہ ذات قدوسی جلشانہ کی ان گنت نعمتیں انسانوں پہ ہیں' مومنین پہ ہیں۔ کسی بھی نعمت کا احسان نہیں جتایا۔ حضور سیدنا وحبیبنا ومولانا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ذات باری تعالیٰ جل شانہ کی مومنین پہ اعظم ترین نعمت ہیں ۔ اور اللہ کریم جلشانہ نے اس نعمت' کا کما حقہ' ادب وشکر بالقول اور بالعمل کرنے کی تاکید قرآن مجید میں فرما دی ہے **"ولکم رسول اللہ اسوۃ حسنہ' وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھو..... یا ایھا الذین آمنو لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی .....**) اور ذات کریمی جل شانہ' سبحانہ نے جن وانس مومنین کو اپنا محبوب بنا لینے کا معیار..... **کل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم** ○ (موضح القرآن شاہ عبدالقادر) تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تم میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

Marfat.com

Say : "If ye do love ALLAH, Follow me : ALLAH will love you And forgive you your sins : For ALLAH is oft-Forgiving, Most Merciful." (علامہ یوسف علیؒ)

عاجز کے قبلہ والد صاحبؒ مدرسہ صولتیہ مکۃ المکرمہ کے فارغ التحصیل' عالم دین' حضور حضرت سیدی میاں صاحب' شرقپور شریف اور قبلہ وکعبہ حضور جناب سیدی حضرت صاحب جی ادام اللہ برکاتھم العالیہ کے فیوض و اکرام سے فیض یاب تھے۔ بندہ نے ایک دفعہ قبلہ والد صاحبؒ سے سوال کیا کہ اطاعت اور اتباع میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ زمین آسمان کا فرق ہے۔ "مطیع اپنے مطاع کی حتی المقدور پیروی کرتا ہے۔ اور متبع اپنے محبوب کے نقش قدم پہ' بغیر سرمو تجاوز چلتا ہے۔۔۔ یعنی اتباع عشق کامل ہے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

کیا یہ شان الہی بخشش' نہیں کہ متبعین یعنی عشاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتوسل اتباع' محبت کامل سیدنا و نبینا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ ولایت کے عظیم درجات سے نوازا ہے اور درحقیقت "العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"۔ اولیاء کرام ہی تو ہیں۔

جہاد نفس یعنی اپنی ہر خواہش نفس کو رضائے الہی کی خاطر' دراقتدا شارع علیہ الصلوۃ والسلام کاملاً" پامال کر دیتا ہے۔ کامل تسلیم رضا' قضائے الہی سبحانہ کو برضاورغبت جان ودل سے قبول کرتا ہے اپنے نفس کی ہر طرح کاملاً" مخالفت اختیار کر کے' بتوفیق اللہ تعالیٰ' ولایت عظمی کا نصیب ہوتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔۔۔ اور اپنے محبوبوں یعنی اولیاء اللہ کو عظیم درجات سے نوازتے ہیں! جتنا علم چاہیں حسب ظرف عطا فرما دیں! مافوق الفطرت قوتوں' کرامتوں سے نواز دیں جیسا کہ شیخ امیر کبیر علی ہمدانیؒ کو نوازا' اور بفرمان ایزد تعالیٰ "قم باذنی" کہہ کر مردہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا۔ سبحان اللہ کہ مردوں کو زندہ کیا۔

شان اولیاء اللہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: **قال یاایھا الملوء ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین** (۳۸) .... (۳۹) **قال الذی عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک** .... **فان ربی غنی کریم** (۴۰) (تفسیر موضح القران سورۃ

Marfat.com

النمل ۲۷:۴۰ حضرت شاہ عبدالقادرؒ محدث دھلوی، تاج کمپنی رقم ۸۰ خاص)........ ولها عرش عظیم (۲۳) طوله ثمانون ذراعا" عرضه اربعون ذراعا" وارتفاعه ثلاثون ذراعا" مضروب من الذهب والفضته. مکلل باللد والیاقوت الاحمر والزبر جد لاخضر والزمرد، جعلت سریرها (عرشها) داخل سبعه ابواب، داخل قصرها، وقصرها داخل سبعته قصور غلقت الابواب........ تفسیر الجلالین۔ دارالمعرفۃ بیروت لبنان ۵۰۲، م ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳م)۔

تفسیر الجلالین سے واضح ہو گیا کہ ملکہ بلقیسؓ کا تخت واقعہ عظیم شے تھا ۸۰ ذارئع طول، ۴۰ ذرائع عرض، اور ۳۰ ذرائع ارتقاع۔ بیش قیمت اور بہت کافی وزنی، اور نہایت عمدگی سے حد درجہ حفاظت میں رکھا ہوا تھا"۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے فرمانے پر..... اے دربار والو! تم میں کوئی ہے کہ لے آوے پاس اس کا (ملکہ بلقیس) تخت..... بولا ایک عفریت جنوں سے کہ میں لاتا ہوں وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے (عدالت سے)....... تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں جلدی (اشرع من هذ) چاہیے۔ تو بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس کے پھر آوے تیری آنکھ (in a twinkling of an eye) ..... پھر جب دیکھا وہ (تخت) دھرا ہے اپنے پاس کہا یہ میرے رب کا فضل ہے.....

"یہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری آصف بن برخیا (وزیر یا مصاحب) تھے۔ جنہیں اللہ کریم نے علم الاسماء یا اسم اعظم سے نوازا تھا انہوں نے اتنا عظیم تخت، اللہ کریم جلشانہ کی عطا کردہ قدرت سے، اتنے دور کے علاقہ (یمن) سے چشم زدن سے قبل لا کر حاضر دربار کر دیا"۔ یہ آصف بن برخیا سیدنا حضرت سلیمان علیہ وسلم کے درباری اور ولی اللہ تھے

موجودہ دنیائے ٹکنولوجیہ کے اس ماڈرن تر دور میں بھی قطعاً" کوئی ایسی مشین یا آلہ یا الیکٹرانک قوت ہرگز ہرگز موجود نہیں ہے جو ملکہ بلقیسؓ کے عظیم تخت سے ہزارہا مرتبہ کم وزنی کوئی شے، صرف چند میل کے فاصلہ سے ہی چشم زدن میں لے آوے..... اور نہ ہی..... مادی دنیا میں یہ امر کبھی ممکن ہو سکتا ہے! موزانہ بدوں موازنہ

Marfat.com

اب ذرا غور فرمائیں کہ ہمارے آقا مولیٰ سیدنا و مولانا حضور سیدی نبی اکرم صلی اللہ علیہ کی شان' عظمت' رفعت وقدرت وجمال کو جو نسبت (کنت نبیا و کان الادم بین الماء والطین۔ اول ما خلق اللہ نوری۔۔۔ یا صاحب الجمال ویا سید البشر۔ من وجھک المنیر لقد نورا القمر' لایمکن اشناہ کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ حسن یوسف' دم عیسیٰ' ید بیضاء داری۔ انچہ ہماں خوباں ہمہ دارند توٗ تنہا داری۔ ہمہ انبیاء در پناہ تواند۔ مقیم دربار گاہے تواند' فاق النبین فی خلق وفی خلق۔ ولم یداوانوہ فی علم ولا کرم۔۔۔ جمیع انبیاء کرام علیھم السلام۔ آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل وبرکت سے منصب نبوت پہ فائز ہوئے !!!!۔۔۔ حبیب خدا' اشرف انبیاء کہ عرش مجیدش بود محتکا۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان وقدرت سے ہے وہی تناسب شان و عظمت و قدرت۔ جیناومولانا' ملجا ناحضور سیدی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین' درباریوں عشاق یعنی اولیاء اللہ کرام کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری ولی اللہ کی شان وقدرت سے ہے۔۔۔ (العاقل تکفیہ الاشارۃ)۔ کیا اغلبا" یہی وجہ نہ تھی کہ انبیاء اسرائیل علیھم السلام نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی دعا وتمنا کی (واللہ علم باالصواب) سبحان اللہ۔

"سیدی سیدی ومرشدی وآقائی مولائی قبلہ وکعبہ ماہمہ غریباں حضور سیدی" حضرت صاحب جی ادام اللہ برکاتھم العالیہ نے فرمایا۔۔۔ کہ میں قیامت کا تو دعوی نہیں کرتا ہوں۔ ذات کریمی نے قیامت کے علاوہ اور کسی چیز کو مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھا۔۔۔ سبحان اللہ۔

کہ بندہ ساتوں سمندر پی جائے اور ہونٹ خشک کے خشک رہیں۔ کیا عظیم جذب ہے کہ اپنے عطا کردہ عالی مرتبہ کو انتہائی اخفاء رکھتے ہیں۔ شہنشاہ ہیں۔ بادشاہ گر ہیں!۔

یہ حقیقت متاکد ہے کہ جس فرد عظیم کے پاس درہائے نایاب کا خزانہ ہو من عطا اللہ سبحانہ' وہ اس خزانہ کو انتہائی صیغہ راز میں رکھے گا اور صرف کسی عالی ظرف محبوب الٰھی سے ہی' حسب ظرف اس خزانہ سے کچھ عطا فرمائیں گے! بمصداق سر شیراں کم بگوبا گاوٗ میش۔

اس عاجز کا پختہ ایمان ہے کہ حضور سیدی حضرت صاحب جی ادام اللہ کاتھم العالیہ

Marfat.com

کی محیرالعقول کرامات کے کئی ضخیم دفتر (خزینہ کرم ایک قابل قدر عظیم تصنیف از قبلہ جناب محترمی ومکرمی چوہدری نوراحمد صاحب مقبولؔ) بھی آپ حضور حضرت صاحب جی ادام اللہ برکاتھم العالیہ کی من اللہ تعالیٰ عطا کردہ عظمت وقدرت ورفعت شان کی فقط نشاندہی کریں! حضور گنج کرم کی شان کا کماحقہ بیان ان عاجزوں کے علم کے احاطہ میں ہرگز نہیں آسکتا ہے گفتہ او گفتہ اللہ بود......

حضور قبلہ عالم سیدی صاحب جی نے فرمایا کہ میری باتیں سادہ ہوتی ہیں، پر انہیں کوئی عارف بھی کم سمجھتا ہوگا!!! سبحان اللہ ۔ اور فرمایا کہ رب کے بندے کی شان کا پتہ روز قیامت چلے گا۔

اقبال جرم اور کرم

حضرت کرمانوالہ شریف میں حضور سیدی حضرتؒ صاحب جی کا دربار لگا ہوا ہے۔ راقم الحروف قریب ہی بیٹھا ہوا ہے۔ آپ حضورؒ چارپائی پہ تشریف فرما ہیں۔ ایک عمر رسیدہ آدمی حضور کے قدموں کی طرف آکر اکڑوں بیٹھ جاتا ہے اپنا سوٹا نیچے رکھ دیتا ہے۔ آپ حضورؒ دریافت فرماتے ہیں کہ بابا کس لئے آئے ہو۔ بابا گذارش کرتا ہے کہ میری بہن پر الزام لگاتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے؟ آپ حضورؒ دعا فرما دیں کہ وہ بری ہو جائے! آپ حضورؒ نے دوبارہ دریافت کیا کہ بابا سچی بات بتاؤ۔ بابا نے اپنے بیان وہی رکھے۔ پھر آپؒ نے ایک بیلی کو حکم دیا کہ بابے کو کہو کہ صحیح بات بتائے۔ تو بیلی گیا اس نے کہا کہ بابا سچی بات بیان کرو۔ ابھی بابے نے کوئی بات نہیں کی (عاجز پاس بیٹھا ہے) کہ حضور اقدسؒ نے خود فرمایا کہ چھوہرا درخت کے نیچے سویا پڑا تھا؟ بابے نے کہا جی حضورؒ! پھر آپ حضور نے فرمایا کہ چھوری نے کدال کے ساتھ اس کا سر کاٹا۔ بابے نے کہا جی حضور! کہ پرانی دشمنی تھی چھوری پانی لگانے گئی تو فرد مذکور کو قتل کر دیا۔ جب بابے نے اقبال جرم کر لیا اور صحیح واقعہ بیان کر دیا۔ یعنی آپ حضورؒ نے بابے سے اقبال جرم کروالیا تو ساتھ ہی فیصلہ صادر فرمایا.... کہ جاؤ اللہ کریم رحم فرمائیں گے، چھوہری کو کہنا کہ کسی اور کو قتل نہ کرے۔ سبحان اللہ حضور قبلہ وکعبہ ماہمہ غریباں فرمایا کرتے تھے جو سچی بات کرتا ہے وہ عاجزی کرتا ہے اور عاجزی اللہ کریم کو محبوب ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت گنج کرم سرکار کی زر خرید زمین

موضع اچھے والا نزد فیروز پور چھاؤنی (بھارت)

جہاں حضرت قبلہ نومبر ۱۹۴۵ء تا اگست ۱۹۴۷ء بسوئے پاکستان قیام پذیر رہے

۱۔ خیمہ مبارک حضرت قبلہ عالم (اب ع)
۲۔ مقام مسجد کی نشیبی زمین جہاں اعلیٰ حضرت مٹی ڈلواتے رہے
۳۔ خدام بیلیوں کے لئے عارضی کمرے
۴۔ کنواں مبارک برائے آبپاشی زمین
۵۔ شجر بوڑھ (مقام جلوس عاجز اکمر پھٹہ)

منظر کشی (محمد اکبر شاہد)

Marfat.com

ذکر خیر حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

تحریر: ڈاکٹر محمد اظہر بخش، سیالکوٹ

واما بنعمتہ ربک فحدث (سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱)

پیش لفظ: ۱۹۴۴ء میں راقم الحروف نے جیولوجی (علم طبقات الارض) اور فزکس کے مضامین کے ساتھ (PRINCE OF WALES COLLFGE JAMMU) پنجاب یونیورسٹی سے (A-I) .B.Sc کی ڈگری حاصل کی اور جموں کالج میں ہی پڑھاتا رہا۔ اس وقت اس کالج میں جیولوجی کا مضمون .B.Sc تک ہی پڑھایا جاتا تھا۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے دوران بندہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بحیثیت لیکچرر .F.Sc اور .B.Sc کلاسز کو جیولوجی کا مضمون پڑھاتا رہا۔ اس وقت یہ مضمون وہاں نیا ہی شروع ہوا تھا۔ جیولوجی ڈیپارٹمنٹ، جغرافیہ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ملحق تھا۔ جیوگرافی ڈیپارٹمنٹ کے اکثر پروفیسر صاحبان جن سے بندہ متعارف ہوا، یہ اساتذہ اپنے اپنے مضمون میں .M.Sc یا .Ph.D تھے۔ اس وقفہ تعلیم و تعلم کے دوران بندہ نے فیصلہ کر لیا کہ تعطیلات موسم گرما ۱۹۴۶ء کے بعد واپسی پر انشاء اللہ بندہ کلکتہ یونیورسٹی سے جیولوجی میں .M.Sc کی ڈگری کے لئے کوشاں ہو گا اور اپنے اس ارادہ کے متعلق قبلہ عالم حضور جناب حضرت صاحب جی ادام اللہ برکاتھم العالیہ (ا ب ع) کی خدمت اقدس میں تحریر کر دیا۔ یہ بھی ارادہ کر لیا کہ تعطیلات میں سب سے اول قبلہ عالم (ا ب ع) کی خدمت اقدس میں حاضری سے مشرف ہو کر اپنے جملہ کوائف پیش خدمت کرے گا۔

تعطیلات اور زیارت قبلہ عالم (ا ب ع)[1] جولائی ۱۹۴۶ء بوجہ تعطیلات علی گڑھ سے پنجاب آنے والوں کے قافلہ کے ساتھ بندہ دہلی ریلوے اسٹیشن پہنچا۔ وہاں سے سب افراد دوسری ریلوے لائن سے پنجاب روانہ ہوئے اور بندہ اکیلے دہلی فیروزپور لاہور لائن سے عازم فیروزپور چھاونی ہوا۔ جس کے قریب ہی قبلہ عالم (ا ب ع) اپنی اراضی پہ مقیم تھے۔ اس دوران ہندو مسلم فسادات ہو رہے تھے۔

---

[1] اب ع مخفف ہے ادام اللہ و برکاتھم العالیہ کا

Marfat.com

ٹرین میں بندہ رات بھر جاگتا رہا۔ بندہ مسافروں کی خدمت تھی۔ دوسرے روز صبح فیروزپور چھاؤنی پہنچ کر بندہ دو ایک میل کا فاصلہ پیدل چل کر قبلہ عالم (ا ب ج) کے حضور آپ کے کیمپ میں حاضر ہوا۔ قبلہ عالم (ا ب ج) تقسیم پاکستان سے کم و بیش دو برس قبل ارزہونال شریف (ضلع فیروزپور) ہجرت فرما کر فیروزپور چھاؤنی کے قریب اپنی اراضی پر فوجی خیمہ میں مقیم رہے اور یہیں سے ہی پاکستان تشریف فرما ہوئے۔ ہجرت کرنے والے ابھی بھی چند عارضی کمروں میں مقیم تھے۔ زائرین یہاں بھی بکثرت آتے جاتے رہتے۔ عاجز بھی گرد ہونے سے قبل یہاں بھی زیارت کے لئے حاضری سے مشرف ہوتا رہا ہے۔

وصول دربار عالی: عاجز آج کے وقت ہی قبلہ عالم (ا ب ج) کے دربار عالیہ کیمپ شریف پر حاضر ہو کر زیارت اقدس سے مشرف ہوا تو آپ (ا ب ج) حضور نے بہ تکلف بیبیوں کو فرمایا کہ پکی ہوئی روٹی ہے تو لے آئیں۔ بیبیوں نے بندہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ نہیں ہے۔ روٹی "ہو" گئی ہے اور ہوا" عرض کیا کہ حضور روٹی ختم ہو چکی ہے پھر وقت کے بعد قبلہ عالم (ا ب ج) نے پھر ارشاد فرمایا کہ بیبیاں..... کہ دال کی طرح کی کوئی پکی ہوئی روٹی وغیرہ ہے تو لے آئیں۔ اب انہوں نے عرض کیا کہ حضور روٹی ہے تو دال سے لے آئیں۔ آپ حضور نے جب حکم دیا کہ رات بھر کا بھوکا مسافر ہے بندے نے بعد شکر و اطمینان تناول شریف کیا۔

معروضات: نماز ظہر کے بعد قبلہ عالم اوام اللہ برکاتہم العالیہ اپنے خیمہ مبارک (نشست) میں استراحت فرما تھے کہ عاجز نے موقع مناسب سمجھا اور خیمہ مبارک سے کچھ دور بڑ کے درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے حسب معمول قبلہ عالم (ا ب ج) کی خدمت اقدس میں اپنے دل یا تخیل میں دو مسئلے پیش کر دیئے (عاجز کو ابھی بھی کوئی مسئلہ زبان پر لانے کی..... ضرورت پیش نہیں آئی) مسئلہ نمبر ا کہ عاجز انشاء اللہ ملتان یونیورسٹی سے M.Sc. Geology کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ کرم فرما دیویں!!! مسئلہ نمبر ۲ بندہ کے والد محترم عاجز کا رشتہ خالہ کے ہاں طے کر رہے ہیں۔ مبارک ہے تو کرم فرما دیویں!!!

Marfat.com

مشغولیت اور فیضان کرم: قبلہ عالم کے دربار عالی کی یہ دائمی سنت تھی کہ کسی بیلی کو قطعاً فارغ نہ بیٹھنے دیتے سب کو کام پر لگائے رکھتے۔ اس روز بھی بعد از صلوٰۃ عصر سب بیلی لوہے کا **تانبیہ** لئے ساتھ کے کھیت سے مٹی بھر کر دوڑ دوڑ کر مسجد کے لئے ایک جگہ پر کر رہے تھے۔ بندہ بھی ایسے ہی دوڑ کر مٹی ڈال کر پھر جلدی واپس چلا جاتا اور پھر **تانبیہ** بھر کر لے آتا۔ اسی اثناء میں قبلہ عالم (ا ب ع) تسبیح پڑھتے ہوئے بڑ کے درخت کی طرف سے پانی کی نالی کی جانب سے تشریف لا رہے تھے اور بندہ اس وقت **تانبیہ** اٹھائے بھاگتا آ رہا تھا اور مٹی ڈال کر پھر جلدی واپس جا رہا تھا کہ اور مٹی لائے...... کہ حضور قبلہ و کعبہ ام حضور سیدی قبلہ عالم حضرت صاحب جی ادام اللہ برکاتھم العالیہ نے بکمال کرم و شفقت اس ناچیز نااہل کا نام لے کر فرمایا۔ "اظہر.... بس کر.... ایم اے شھے ہو جائے گا...."۔

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم کتنا عظیم کرم و احسان کہ صرف M.Sc. سے نہیں بلکہ شے مے (شھے) سے بھی سرفراز فرمادیا جسکی تفصیل بعد ازیں تحریر ہے۔ ایک مسئلہ نمبرا تو حل فرما دیا...... یقیناً یہ شان کریمی و قدوسی اللہ کریم جل شانہ کی ہے کہ اپنے اولیاء و محبوبوں کو اتنی عظیم شان سے نوازا ہے!!! کہ انسانی فہم و ادراک سے ورائی الوراء ہے!!!

یوم کرم: یہ مبارک شب عاجز نے قبلہ عالم کے پاس آپ حضور (ا ب ع) کے نورانی کیمپ میں بسر کی۔ صلوۃ تہجد اور صبح کی باجماعت نماز کے بعد وقت مناسب پر صبح کا کھانا کھایا۔ دن کا ابتدائی وقت تھا کہ قبلہ عالم (ا ب ع) حضور جناب حضرت صاحب (ا ب ع) اور قبلہ ام حضور جناب بڑے بابا جی سید حضرت محمد علی شاہ صاحب (ا ب ع) بھی جو غالباً گزشتہ شب تشریف لائے تھے۔ عمدہ لباس زیب تن فرمائے ہوئے ہلکے نیلے رنگ کی پشاوری لنگی سنہری کلاہ سر مبارک پر پہنے کہیں باہر جانے کیلئے تیار کھڑے ہیں کہ قبلہ عالم حضور سیدنا حضرت صاحب جی (ا ب ع) نے اس راقم الحروف عاجز کو آواز دی...... محمد اظہر تم بھی آ جاؤ کہ سفر کے لئے تم نے ریلوے اسٹیشن سے گاڑی پر سوار ہونا ہے۔ حسب الارشاد عالی میں عاجز بھی

Marfat.com

شہنشاہوں کی نورانی معیت میں فیروزپور کینٹ کی جانب روانہ ہوا۔ کیمپ سے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد قبلہ و کعبہ عالم حضور جناب حضرت باباجی صاحب (ا ب ع) قبلہ عالم سے اجازت لے کر دائیں طرف ایک سڑک تھی ادھر تشریف لے گئے۔ عاجز واب بھی ویسے ہی اس سڑک پر اکیلے جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

قبلہ عالم میرے حضور آقا حضور جناب حضرت صاحب (ا ب ع) فیروزپور چھاؤنی کی طرف جانے والی پگ ڈنڈی پر جو قدرے زمین سے مرتفع تھی چل رہے ہیں عاجز راقم الحروف آپ حضور (ا ب ع) کے بائیں طرف ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ کچھ وقفہ بعد قبلہ عالم حضور باباجی صاحب (ا ب ع) جانبی سڑک پر ہم سے کم و بیش تین صد گز دور جا چکے تھے۔ قبلہ عالم حضور جناب حضرت صاحب (ا ب ع) نے عاجز کو ارشاد فرمایا۔ قبلہ عالم باباجی صاحب (ا ب ع) کے متعلق ان مبارک الفاظ میں "چھاؤنی جانے والے نے...... پھر قبلہ عالم (ا ب ع) نے مختصر وقفہ کے بعد فرمایا ۔ .... بیلیا! پھر ان دے واسطے وڈیاں وڈیاں گھراں توں رشتے آوندے نے....... پر بندے نیں۔ آپ ٹیشن تے کس طرح لین جاواں کراں گے؟" پھر آپ حضور قبلہ عالم (ا ب ع) نے کچھ وقفہ سکوت کے بعد فرمایا.... بیلیا! آپاں تے آپے بنی کر کے اپنے گھراں وچ ای رشتہ ہو جائے تے اوہی بہتر اے.... یہ عاجز راقم الحروف کے دوسرے مسئلہ کا واحد بہترین حل تھا۔ جو مسئلہ بندہ نے دل میں آپ حضور (ا ب ع) کی خدمت اقدس میں کل عرض کیا تھا **الحمد للہ علی ذالک**

فیروزپور چھاؤنی کے قریب غالباً کچھ پیر بھائی قبلہ عالم حضور سیدی جناب حضرت صاحب (ا ب ع) کے استقبال کے لئے ایک مسجد کے قریب جمع ہو گئے اور عاجز راقم الحروف کو آپ حضور (ا ب ع) نے اجازت مرحمت فرمائی۔ بندہ ریلوے اسٹیشن جا کر سیالکوٹ پہنچا سیاسی و ملکی حالات ابتر ہوتے چلے گئے کہ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد اپنے گروپ پنجاب میں سے کوئی فرد بھی واپس علی گڑھ نہ جا سکا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۹ء بندہ مختلف کام سرانجام دیتا رہا۔ اس دوران قبلہ عالم حضرت صاحب جی (ا ب ع) موجودہ مقام حضرت کرمانوالا شریف نزد اوکاڑہ تشریف فرما تھے' عاجز زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔

Marfat.com

ابتدائی تکمیل = گفتہ او گفتہ اللہ بود: ۱۹۴۹ کے دوران بندہ ایک تعلیمی اکیڈمی کے ساتھ وابستہ بمقام سیالکوٹ ملازم تھا کہ مئی ۱۹۴۹ء کے آخری ہفتہ بندہ کے والد محترم حاجی عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ اخبار "نوائے وقت" کے ایک اعلان کی کٹنگ لے کر بندہ کے پاس سیالکوٹ تشریف لائے اور فرمایا کہ حسب اعلان درخواست مطلوب مکمل کر دوں تاکہ ۱۳ مئی ۱۹۴۹ تک وزارت تعلیم پاکستان کو ارسال کر دی جائے۔

ایک وظیفہ: اس اعلان کے مطابق امریکہ کے ایک کالج (جو کہ معدنیات کی انجینئرنگ کا دنیا بھر کا ممتاز ترین کالج ہے) Coloroda School of Mineral نے ایک وظیفہ پر مشرقی و مغربی پاکستان کے کسی مناسب تعلیم یافتہ طالب علم کو Engg.) (Geologic یا علم طبقات الارض میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ بندہ نے حسب الارشاد والد محترمؒ سب سرٹیفکیٹ ٹائپ کرواکر تصدیق کروالئے۔ یہ درخواست (In Tripllicate) تین عدد مکمل کر کے ارسال کرنا تھی۔ سول سرجن سیالکوٹ سے میڈیکل سرٹیفکیٹ لے کر درخواست ۲۹ مئی ۱۹۴۹ کو وزارت تعلیم پاکستان کو رجسٹری کردی۔ جب درخواست برائے ایک وظیفہ از امریکہ برائے تعلیم علم طبقات الارض تحریر کی۔ ساتھ ہی ساتھ قبلہ و کعبہ ام حضور جناب حضرت صاحب جی (ا ب ع) کی خدمت اقدس میں یہ عاجز عرضداشت پیش کرتا رہتا۔ اور جو جو مراحل درپیش ہوتے ان کے بارے میں مسلسل عرض گزار رہتا۔ کئی ایک امتحانات تحریری و تقریری ہوئے۔ کئی ایک میڈیکل معائنہ جات ہوئے۔ الحمدللہ سب مراحل کامیابی سے تکمیل پذیر ہوئے۔ بعد ازاں جب کہ کم و بیش ایک ماہ بغیر کسی اطلاع کے گزرگیا تو ایک روز بندہ نے اپنے والد محترم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ درخواست کا معاملہ تو اب ختم ہی معلوم ہوتا ہے۔ قبلہ ام والد صاحبؒ نے پورے وثوق سے فرمایا کہ تمہارا فیصلہ حکومت پاکستان نے نہیں کرنا ہے۔ اب دیگر منتخب امیدواروں کے ساتھ تمہاری درخواست امریکہ ارسال کی گئی ہے۔ اور امریکہ کی کمیٹی تمہارے وظیفہ کی منظوری کا فیصلہ صادر کریگی۔ بندہ نے یوں خیال کیاکہ والد محترم گو مکہ مکرمہ کے مدارس شرعیہ کے تعلیم یافتہ جید عالم باعمل ہیں مگر انگریزی نہیں

Marfat.com

پڑتے۔ انہیں بھلا کیسے ان سب باتوں کا علم ہے؟ درحقیقت تو والد مکرمؒ کے ذریعہ قبلہ عالم حضور سیدی حضرت صاحب جی (ا ب ع) اپنے تصرف خاص سے عاجز کے بندہ نواز متعلقہ تعلیم عالی کی تکمیل فرمارہے تھے۔ سبحان اللہ!!!

مندرجہ بالا مکالمہ سے چند ہی یوم بعد ڈاکیہ ڈاک لے کر آیا۔ تو ابھی وہ ہمارے گھر سے باہر ہم اور دیگر مہمان چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دور ہی تھا۔ تو والد صاحب نے مجھے فرمایا کہ تمہاری منظوری آگئی ہے۔ ڈاکیہ ایک سرخ اور نیلے بارڈر والا خط پکڑے آرہا تھا یہ امریکہ کے کالج کے رجسٹرار کی طرف سے مبارک کا مکتوب بطفیل سیدی قبلہ عالم حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) تھا کہ بندہ منتخب..... ہوا ہے وظیفہ دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ ستمبر ۱۹۷۹ میں داخلہ کے لئے آجائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ بندہ کو اس ایک وظیفہ کا عطا کیا جانا..... گفتہ او گفتہ اللہ بود کی ابتدائی تکمیل ہے۔

ہدیہ تشکر: عاجز ہدیہ تشکر پیش خدمت کرنے کے لئے حضرت کرمانوالہ شریف نزد اوکاڑہ حاضر ہوا۔ قبلہ عالم (ا ب ع) کوٹھی کے کمرہ میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ آپ حضور (ا ب ع) اس نالائق عاجز کو اکثر جب بھی زیارت کے لئے حاضر بخدمت اقدس ہوتے۔ بمعہ شفقت و لطف و کرم کہیں دبانے یا اپنے نورانی جسد اطہر کے دبانے (مٹھی چاپی) کو فرماتے!!! الحمد للہ و منہ کہ یہ عاجز و عاصی اس نعمت غیر مترقبہ و عظمیٰ سے مشرف ہوا۔ فالحمد للہ بندہ ناچیز نے امریکہ برائے تعلیم جیولوجی ایک وظیفہ کے لئے منتخب ہو جانے کی اطلاع آپ حضور (ا ب ع) کو دی کہ آپ حضور کی ہی طفیل و کرم خاص سے بفضلہ و بکرمہ تعالیٰ یہ کامیابی ہوئی ہے مزید کرم کی عاجزانہ التجا ہے۔

انوار کرم: ازراہ کرم قبلہ عالم (ا ب ع) نے عاجز کو ارشاد فرمایا کہ آپ حضور کو دباؤں! بندہ ثانیؒ قبلہ و کعبہ ام حضرت صاحب جی (ا ب ع) کے قدموں مبارک کو دبا رہا ہے۔ آپ حضور (ا ب ع) نے لیٹے لیٹے تفسیر قادری سے دو آیات کریمہ تلاوت فرمائیں۔ بندہ کو وہ آیات یاد ہوگئیں۔ ازاں بعد بندہ نے تحریر کرکے پاس رکھ

Marfat.com

لیں! ایک آیت کریمہ سحری کے وقت استغفار پڑھنے سے متعلق ہے اور دوسری **الخبیثون للخبیثات** الخ آیت کریمہ **سبحان اللہ و بحمدہ ۔ سبحان اللہ العظیم** جو مرض کسی مسافر کو چھ سات برس بعد امریکہ کہیں لاحق ہونا تھی۔ آج تفسیرالقران سے اس کا علاج فرمادیا۔ فالحمدللہ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا پھر آپ حضور (ا ب ع) نے تفسیر واپس رکھ دی اس دوران جبکہ عاجز آپ حضور (ا ب ع) کے نرم و نازک نور علیٰ نور قدمین شریفین اور جسم اطہر کو دبارہا تھا ایک نابینا حافظ صاحب نیچے تشریف فرما یہ نعت پڑھ رہے تھے۔

عرض تاں کدے عاجز دی مولیٰ منظور ہووے
پردے ہن دور ہوون دوری ہن دور ہووے۔

قبلہ عالم (ا ب ع) نے فرمایا حافظ جی! پردے سب دور ہوون۔ دوری سب دور ہووے (سبحان اللہ) دوسرا شعر

جب ماہی شاہ رگ تھیں نیڑے بندہ پیا نسے چوفیرے
ہے سب کجھ اندر تیرے جے تینوں شعور ہووے

قبلہ عالم سیدی حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) نے عاجز کو فرمایا۔ محمد اظہر! دیکھو حافظ جی رو رہے ہیں!!!

حقیقت راز "ایم اے شیمے": COLORADO SCHOOL OF MINES میں جو کہ دنیا بھر کا ایک معروف ترین کالج برائے MINERAL ENGINEERING ہے ستمبر ۱۹۴۹ء میں بندہ نے داخلہ لیا۔ ازاں بعد تقریباً" اڑھائی برس کی مسلسل محنت سے حقیقتاً محض اللہ کریم جل شانہ کے فضل و کرم، حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) کی دعاؤں اور نگاہ کرم کے طفیل بندہ نے M.Sc.Geology کی ڈگری کا سب کام مکمل کر لیا اور ریسرچ پروگرام برائے ڈاکٹریٹ ڈگری مفصل تحریر کر کے کالج کی متعلقہ کمیٹی کے چیئرمین کو برائے منظوری پیش کر دیا۔...... اور حسب معمول اس بلند موضوع کے بارے میں قبلہ عالم حضور حضرت صاحب جی ادام اللہ برکاتھم العالیہ کی خدمت میں عرضداشت تحریر کر دی کہ ...... کرم فرما دیویں! الحمدللہ کہ گیارہ پروفیسروں کی اس کمیٹی نے متفقہ فیصلہ تحریر کیا...... کہ درخواست دہندہ کی جملہ تعلیمی کارکردگی جب سے

Marfat.com

اس فن میں زیر تعلیم ہے نہایت اعلیٰ ہے...... لہٰذا اسے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کیلئے ریسرچ اور تعلیم جاری رکھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا منظوری کے بعد مزید دو برس تعلیم اور ریسرچ کا سلسلہ جاری رہا۔ اس فن میں گریجویٹ کورسز برائے تعلیم عالی (M.Sc. + D.Sc) میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کم از کم ۸۱ فیصد یا زیادہ نمبر حاصل کرنا اشد ضروری (MANDATORY) تھا۔ یہ ناسپاسی ہوگی اگر بندہ یہ تحریراً" اعتراف نہ کرے کہ اپنے امریکہ کے دوران تعلیم میں بندہ کم و بیش روزانہ ہی عجزنامہ بخدمت اقدس قبلہ عالم حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) ارسال کرتا رہا۔ بعض اوقات جب دو یا زیادہ امتحانات ہوتے تو روزانہ دو عدد عرض جات تحریر کرتا۔

الحمداللہ عاجز نے جتنے پوسٹ گریجویٹ کورسز برائے تعلیم عالی لئے۔ تقریباً" سب میں ماسوائے دو مضمونوں کے ۹۰٪ یا زیادہ نمبر حاصل کئے۔ فالحمداللہ اور یہ کرم عاجز پہ اپنے ہیڈکوارٹرز یعنی قبلہ ام حضرت صاحب جی (ا ب ع) کی طفیل ہوا۔ ڈاکٹریٹ کا آخری (COMPREHENSIVE) امتحان پندرہ یا سولہ بحث و تمحیص کے پرچوں پہ مشتمل تھا۔ دو اساتذہ بھی یہ امتحان دے رہے تھے۔ مقابلہ سخت تھا۔ عاجز نے قبل از وقت اس امتحان کے بارے مفصل عریضہ قبلہ ام (ا ب ع) کی خدمت اقدس میں تحریر کر دیا...... ذات کریمی جلشانہ کا خاص فضل و کرم قبلہ عالم حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) کی طفیل اس عاجز پہ یہ ہوا کہ اس امتحان میں عاجز کا نتیجہ الحمدللہ ۹۰ فیصد رہا۔ "من انم کہ من دانم" ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری D.Sc. علم طبقات الارض میں اللہ کریم جل شانہ' سبحانہ نے بتوسل سیدالمرسلین ورحمتہ اللعالمین و شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبلہ و کعبہ حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) ادام اللہ برکاتھم العالیہ کی دائمی نگاہ کرم و توجہ کی برکت سے اس ناکارہ نااہل عاصی کو محض اپنے فضل و احسان سے عطا فرمائی۔!!!

میرا بال بال زباں بنے کہ شکر میں تیرا ادا کروں
مجھے اعتراف ہے اپنے عجز کا تیرا شکر کیسے ادا کروں

الحمداللہ فا الحمداللہ الف الف مرۃ یہ ایم اے ۔ شکے یا گفتہ او گفتہ اللہ بود

Marfat.com

کی تکمیل کامل ہے۔

وصول تخیل و ارادہ : ۱۹۵۴ کے شروع میں بندہ نے تعلیم سے فارغ ہونے یا مکمل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کے لئے بعض MINING ORGANI SATIONS کے ساتھ ملازمت اختیار کی۔ کم و بیش دو برس کام عملی کرتا رہا۔ اس دوران میں بندہ ایک روز اکیلے سفر کررہا تھا۔ مغرب کے وقت سڑک کے پاس نماز ادا کی۔ اس وقت قبلہ عالم حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) کی یاد نے حد درجہ مضطر کر دیا۔ وہیں بعد از صلوٰۃ ارادہ کیا کہ اتنی جدائی سے حالت اضطراری ہے لہٰذا اپنی واپسی پر قبلہ عالم (ا ب ع) کی انشاء اللہ اکیلے میں ملاقات کرنا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی استفسار کرنا ہے کہ آپ حضور سے اتنی دوری ہو جاتی ہے!!! جو کہ بڑی آزمائش ہے۔

امریکہ سے واپسی پر عاجز اپنے والد محترمؒ کے ہمراہ قبلہ و کعبہ ام حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) کی خدمت اقدس میں بعداز نماز عصر حاضری سے مشرف ہوا۔ نماز مغرب کے بعد قبلہ عالم (ا ب ع) حضرت کرمانوالا شریف نزد اوکاڑہ کوٹھی کے اندر نماز عشاء تک وظیفہ میں اکیلے ہی مشغول ہوتے اس دوران ملاقاتی نہیں آتے تھے۔ بندہ کے والد محترمؒ چھوٹا دروازہ کھول کر اندر چلے گئے اور بندہ بھی ساتھ ہی تھا۔ والد محترمؒ نے جاتے ہی قبلہ حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) سے مصافحہ کیا۔ آپ حضور (ا ب ع) نے فرمایا کہ مولوی جی آگئے نے۔ اس کے بعد بندہ نے آگے بڑھ کر آپ حضور کا دست مبارک چوم لیا۔ بندہ کی حالت اضطراری تھی۔ قبلہ عالم (ا ب ع) نے چند بار فرمایا کہ "ایہہ کہڑے بابو جی آگئے نے"...... بہرحال الحمدللہ کہ جو ارادہ امریکہ واپسی سے کئی ماہ قبل کیا تھا...... کہ اکیلے ہی ملاقات نصیب ہوئی۔

دوسرے روز جمعۃ المبارک تھا۔ قبلہ و کعبہ ام حضور حضرت صاحب (ا ب ع) منبر پر تشریف فرما وعظ مبارک فرمانے لگے۔ ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین اور حد درجہ موثر ترین بیان سبحان اللہ...... وعظ مبارک شروع کرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی آپ حضور (ا ب ع) نے بیان فرمایا کہ ...... اللہ کریم جلشانہ اپنی مخلوق کو دن رات میں ۳۶۰ دفعہ نگاہ ربوبیت سے دیکھتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اپنے امتیوں کو رات دن میں (۲۴ گھنٹوں میں) ۳۶۰ دفعہ نگاہ نبوت سے دیکھتے ہیں اور پیر و مرشد بھی اپنے مریدوں غلاموں کو ۳۶۰ دفعہ ۲۴ گھنٹوں میں نگاہ ولائیت سے دیکھتے ہیں!! کچھ چند وقفہ کے بعد قبلہ عالم (ا ب ع) نے پورے وثوق کے ساتھ باآواز بلند فرمایا کہ...... خواہ کروڑوں میلوں کا فاصلہ ہو!!! الحمداللہ!!! عاجزوں پر حد درجہ کرم ہے!!! ...... امریکہ میں یہ عاجز اکثر اکیلے دشوار گذار پہاڑوں' جنگلوں میں گھومتا رہا...... کبھی بھی اکیلا محسوس نہیں کیا تھا۔

معیت در جنت البقیع: ۱۹۶۶ء اس روز مدینہ منورہ (عرب شریف) یوم عیدالفطر تھا۔ جس روز پاکستان میں ۲۷ رمضان المبارک) قبلہ عالم (ا ب ع) حضور حضرت سیدی قبلہ و کعبہ امام حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) کا یوم وصال مبارک تھا۔ عاجز اس روز مدینہ منورہ صلوۃ عیدالفطر کے بعد قدمین شریفین صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا رہا۔ طبیعت اداس حد درجہ تھی۔ کافی دیر کے بعد بندہ جنت البقیع زیارت کے لئے گیا۔ اس وقت وہاں صرف چند افراد ہی باقی تھے۔ اکثر ترین زیارت کے بعد واپس ہو چکے تھے۔ بندہ جب جنت البقیع کی درمیانی روش پہ سیدنا امیرالمومنین حضرت عثمانؓ کی زیارت کے لئے جا رہا تھا۔ تو یوں فی الواقعہ محسوس ہوا کہ جیسے عاجز کی والدہ مرحومہ بندہ کے ساتھ آ گئی ہیں۔ بندہ روش پہ تھوڑا بائیں طرف کو ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد قبلہ عالم حضور جناب حضرت صاحب جی دام ادام اللہ برکاتھم العلیہ (ا ب ع) بھی تشریف لے آئے۔ بندہ اور بائیں طرف ہوگیا۔ اس روز قبلہ عالم (ا ب ع) کے ہمراہ بعد زیارتوں پہ عاجز آپ کی معیت ہی میں رہا!!! اور اس وقت عاجز کو قطعاً" علم نہ تھا کہ قبلہ عالم (ا ب ع) کا وصال مبارک ہو چکا ہے۔ عاجز کی والدہ محترمہ نہایت ہی صالح ولی اللہ تھیں اس وقت وہ الی رحمتہ اللہ تعالیٰ منتقل ہو چکی تھیں اور بندہ نے خیال کیا کہ قبلہ عالم (ا ب ع) تو باآسانی ہر جگہ تشریف لا سکتے ہیں...... یہ فکر نہ کیا کہ پہلے کبھی جنت البقیع میں قبلہ عالم حضور حضرت صاحب جی (ا ب ع) کی معیت نصیب نہیں ہوئی!!!

جس میں ۸۷٪ نمبر حاصل کئے۔

Marfat.com

گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالے

حاجی بشیر احمد راجپوت I-A-64' ٹاؤن شپ لاہور حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے اپنی وابستگی کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۴ء میں میری تعیناتی محکمہ انہار ڈسچارج ڈویژن دھرم پورہ لاہور میں بطور نقشہ نویس تھی۔ اس وقت عمر ۱۸ سال تھی۔ رہائش آبادی میاں میر میں تھی میں بلاناغہ حضرت میاں میر قادری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوتا اور دعا کرتا کہ مجھے سلسلہ قادریہ کے کامل ولی اللہ کی بیعت کا شرف حاصل ہو جائے تو قسمت سنور جائے۔ ایک سال بعد ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا کہ ایک دن میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک معمر بزرگ تشریف لائے۔ میں نے انہیں سائل سمجھا۔ اس وقت جیب میں کوئی پیسہ دھیلہ نہ تھا۔ خیال آیا کاش یہ سائل گھر پر آتا تو ان کی کچھ نہ کچھ ضرور خدمت کرتا۔ وہ بزرگ چپکے سے چلے گئے۔ دوسرے روز وہی بزرگ صبح صبح میرے گھر تشریف لائے۔ میں دفتر جانے کی تیاری کر رہا تھا اور لباس تبدیل کر رہا تھا۔ میں نے سب کام چھوڑ کر انہیں ایک اکنّی دی۔ انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اس پر میرے دل میں معاً خیال گزرا کہ یہ کوئی سائل نہیں بلکہ کوئی ولی اللہ ہیں جو دل کی بات پر بھی آگاہ ہیں۔ جونہی میرے دل میں ایسا خیال گزرا۔ وہ بزرگ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے ادھر ادھر بہت ڈھونڈا مگر بے سود۔ ان بزرگوں کی ملاقات کے بعد میں نے اپنے اندر گناہوں سے بیزاری' دنیا سے بے رغبتی اور ذکر اذکار میں ذوق وشوق کا جذبہ موجزن پایا۔ اولیاء اللہ سے کسب فیض کی خواہش روز بروز افزوں ہوتی چلی گئی۔ ایک رات عالم خواب میں ایک بزرگ تشریف فرما ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک اور بزرگ ہستی تھی جنہیں میں نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ یہی حضرت کرمانوالے

Marfat.com

ہیں) ان بزرگوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس بندہ ناچیز (بشیر صاحب) پر توجہ فرمائیں۔ مگر آپ کچھ التفات فرمائے بغیر چلے گئے۔ صبح بیدار ہوتے ہی میں حضرت کرمانوالا نزد اوکاڑہ پہنچا اور حضرت قبلہ کی نورانی مجلس میں سلام مودبانہ کے بعد بیٹھ گیا حضرت قبلہ نے از خود فرمایا " تم میرے میں رہتے ہو" عرض کیا جی حضور۔ دل میں خیال گزرا کہ خواہش تو یہ تھی کہ میرے پیر صاحب وہ ہوں جو سلسلہ قادریہ سے ہوں۔ غوث وقت ہوں۔ کامل اکمل ہوں۔ میرے دلی خیالات سے آگاہ ہو کر حضرت قبلہ نے فرمایا "بیلیا! میں سارے بابیاں دا غلام ہاں" یعنی مجھے سلسلہ قادریہ میں بھی بیعت کی اجازت ہے۔ میں مجلس سے اٹھ کر باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضرت قبلہ کا کسی کے قتل کے کیس کا واقعہ سنا رہا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قتل کیس برائے تفتیش وفیصلہ حضرت قبلہ کرمانوالا سرکار کے سپرد کیا تھا۔ یہ واقعہ سن کر میں دوبارہ حضرت قبلہ کی نورانی مجلس میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے از خود ارشاد فرمایا "جو قتلوں کے مقدمات کے فیصلے کرتا ہے وہ خلیفۃ اللہ ہوتا ہے" یعنی مجھے بتا دیا کہ حضرت قبلہ غوث دوراں ہیں۔ اور جو حکم آپ حضرت فرما دیتے ہیں سرکاری عدالتیں اسی طرح کا فیصلہ سناتی ہیں۔ سرمو روگردانی نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر اس واقعہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضری کا معمول اور دورانیہ دن بدن افزوں تر ہوتا گیا۔ اور حضرت قبلہ جب تنہا ہوتے تو بھی مجھے بلا لیتے۔ کسب فیض کا موقعہ میسر آ جاتا۔ کس قدر مہربان تھے میری سرکار حضرت کرمانوالے اس عاجز پر الحمد للہ کہ آپ کی نظر کرم سے قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔

سن او طالب مولیٰ والے دل مولیٰ وے آویں
مر قدم اگیرے رکھیں ٹھہر کتے نہ جاویں

آپ کا مقام: حاجی بشیر احمد راجپوت 1-A-64 ٹاؤن شپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ چشتیاں شریف حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی

Marfat.com

کے عرس مبارک پر ہمیشہ تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ مجھے بھی حضرت صاحب کی معیت میں چشتیاں شریف حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہاں مجھے آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے آپ کے پاؤں دبانے شروع کیے۔ (یعنی مٹھی چاپی کرنے لگا) آپ نے فرمایا "جسم ٹھریا پیا اے" یہ الفاظ آپ اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے میں نے عرض کیا کہ حضور! میں نے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی کسی تصنیف میں پڑھا ہے کہ لاکھوں اولیاء اللہ میں سے چند کو ہی "لا الہ" کا استغراق (فنا) نصیب ہوتا ہے۔ پھر ان حضرات قدسیہ (جن کو یہ استغراق نصیب ہوتا ہے) میں سے چند کو "الا اللہ" میں استغراق نصیب ہوتا ہے۔ ان کا وجود گرم رہتا ہے پھر ان اولیاء اللہ (جنہیں الا اللہ کا استغراق حاصل ہوتا ہے) میں سے چند کو "محمد رسول اللہ" کا استغراق (فنا) نصیب ہوتا ہے ان حضرات کا وجود مسعود سرد رہتا ہے۔ میرا یہ بیان سن کر آپؒ بہت محظوظ ہوئے اور ارشاد فرمایا "دوبارہ بیان کرو"۔ تعمیل ارشاد میں یہ بیان دوبارہ سنانے کی سعادت حاصل کی۔ آپ قبلہ اس بیان پر اتنے مسرور تھے کہ مولانا محمد اکرام صاحب (مصنف معدن کرم) کسی دوسری مجلس میں میری موجودگی میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ انہیں بھی وہی مسئلہ (حضرت سلطان باہوؒ کا قول) سناؤ۔ حکم بجا لاتے ہوئے میں نے تفصیل سے یہ مسئلہ بیان کیا۔ مولانا اکرام صاحب بھی بہت خوش ہوئے درحقیقت حضرت گنج کرم اس مسئلہ سے اپنا مقام عیاں فرما رہے تھے۔ اتنا بلند مقام، اتنی علو مرتبت، اللہ اکبر۔

از شریعت احسن التقویم شو
وارث ایمان ابراہیم شو (اقبالؒ)

۲۔ یہی حاجی بشیر احمد صاحب راجپوت بیان کرتے ہیں۔ کہ کتاب ذکر خیر المعروف بہ صحیفہ محبوب مصنفہ مولانا محبوب عالم صاحب میں ایک واقعہ نظر سے گزرا۔ کہ ایک روز ہر شخص جو حضرت سائیں توکلؒ شاہ انبالوی کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوتا وہ انہیں دیکھتے ہی فوراً سجدہ میں گر جاتا۔ چونکہ سائیں توکل شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایسے سجدہ کرنے پر ناراض ہوا کرتے تھے ۔ مولانا محبوب عالم صاحب نے حیران ہو کر آپ (سائیں توکلؒ شاہ صاحب) کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا۔ بس دیکھنا تھا کہ مولانا صاحب بھی سجدہ میں گر گئے۔ کچھ دیر بعد جب سائیں توکلؒ شاہ صاحب کی حالت بدلی تو محبوب عالم صاحب نے سائیں صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ "حضرت صاحب! آج کیا ماجرہ ہے کہ ہر آدمی جو بھی آپ کو دیکھتا ہے سجدہ میں گر پڑتا ہے آخر یہ کیوں؟ "حضرت سائیں توکلؒ شاہ صاحب نے فرمایا" آج مجھ پر حقیقت کعبہ وارد ہوئی تھی۔ اس لئے جو شخص بھی مجھے دیکھتا اسے سجدہ ریز ہونا پڑتا"۔ میں نے یہ واقعہ پڑھا تو دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ "یہ تو بڑا مقام ہے" اپنے پیرو مرشد حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کرونگا۔ چنانچہ جب میں دوسرے دن آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پر میرے دل کی کیفیت ظاہر ہوئی تو آپ نے از خود فرمایا "بعض لوگوں پر ایسی حقیقت (کعبہ) ہر لحظہ وارد ہوتی ہے۔ مگر ایسے اولیاء اللہ کا ظرف بہت وسیع ہوتا ہے۔ وہ ایسی تجلیات اور انوار کو جذب کر لیتے ہیں۔ ملاقاتیوں کو مطلقاً" احساس نہیں ہونے دیتے"۔ ان مختصر مگر جامع الفاظ میں آپ نے اپنا ارفع مقام اشارۃً بتا دیا۔ اللہ اکبر ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

۳۔ یہی حاجی بشیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ کتاب "ذکر خیر" میں ایک اور محیر العقول واقعہ درج ہے کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ ایک عورت کے تنور پر گئے اور عورت سے کہا "میرے لئے روٹی پکاؤ" اس نے کہا آپ تشریف رکھیئے۔ باری پر لگا دونگی۔ وہ بزرگ کچھ دور ہٹ کر بیٹھ گئے اور مراقبہ میں مشغول ہو گئے تاکہ یہ وقت غفلت میں نہ گزرے۔ یاد الٰہی میں مصروف جب کئی دن گزر گئے اور مراقبہ کی حالت میں ہی رہے اور نہ

Marfat.com

اٹھے تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ بزرگ واصل بحق ہو گئے ہیں۔ ان کے اوپر مکان بنا دیا گیا اور اس واقعہ کی ساری کیفیت اور حالات بیرونی دیوار پر کندہ کر دیئے۔ وہ شہر ویرانہ ہو کر جنگل بن گیا۔ صدیاں گزرنے کے بعد ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہو اتفاقاً" ادھر سے گزرا۔ جنگل میں ایک مکان دیکھ کر حیران ہوا۔ کندہ کی ہوئی عبارت پڑھی۔ بادشاہ نے دروازہ کھولا۔ تو مکان بوسیدہ ہونے کی وجہ سے تھوری سی مٹی ان بزرگوں پر گری۔ اور ہوش میں آئے۔ تو فرمایا "روٹی پک گئی اے" بادشاہ نے عرض کیا حضور! آپ کو یہاں پر صدیاں گزر چکی ہیں۔ اور وہ بستی ہی ختم ہو چکی ہے۔ روٹی پکانے والی عورت کہاں۔ ان بزرگوں نے فرمایا "دروازہ بند کر دو" بادشاہ نے حکم کی تعمیل کی اور چلا گیا۔ یہ واقعہ پڑھ کر میں نے ارادہ کیا کہ کسی حاضری کے وقت حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کرونگا کہ ان بزرگوں کا کیامقام تھا۔ آپ میری دلی کیفیت سے آگاہ ہو گئے کیونکہ آپ شہنشاہ کشف و کرامات تھے۔ جب میں آپ کی نورانی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے از خود فرمایا۔"اوہ بزرگ نماز فجر پڑھ کر جھٹ مراقبہ کر دے سن۔ اس جھٹکہ (مختصر وقت میں) وچ کئی ہزار مرتبہ آدم علیہ السلام پیدا ہندے سن اور قیامت اوندی سی" یعنی ان بزرگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کے تمام واقعات ہزارہا مرتبہ ایک لحہ میں دکھائے جاتے تھے۔ میں نے اس واقعہ کی حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے ارفع اور بلند مقام سے تطبیق کی کیونکہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی نماز فجر ادا کرنے کے بعد ایک لحہ کے لئے مراقبہ کیا کرتے تھے۔ اللہ اکبر ؎ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

؎ا مولانا محبوب عالم مولف "ذکر خیر" حضرت سائیں توکل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین خاص میں سے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے انہیں خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں پہلی حاضری کا ایمان افروز واقعہ

(یہ واقعہ محترم مشفقم چودھری داور علی بھلی صاحب (ریٹائرڈ انجینئر محکمہ واپڈا لاہور) نے میرے کئی ماہ کے پیہم اصرار کے بعد تحریر کر کے بغرض اشاعت مرحمت فرمایا۔ ان کا ممنون ہوں کہ ان کا یہ عظیم واقعہ جو حضرت قبلہ گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کے علو مرتبت کا منہ بولتا شاہکار ہے۔ خزینہ کرم جلد ثانی کے اوراق کی زینت بنا۔ مقبول)

"قبلہ و کعبہ حضرت صاحب (سرکار کرماں والا شریف) نے بکمال کرم آپ کو خواب میں اپنے جلوہ جہاں آرا کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ کو وہاں بلایا گیا ہے۔ لہٰذا آپ جلد از جلد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضری دیں"۔ یہ بات میرے سابق استاد محترم جناب صوفی مقصود احمد صاحب سکنہ باجرہ گڑھی ضلع سیالکوٹ نے میرے اس خواب کی تعبیر میں فرمائی جو کچھ عرصہ پیشتر راقم الحروف نے لاہور میں (زمانہ طالب علمی انجینئرنگ کالج) دیکھا۔ جس میں مجھے ایک بزرگ کی زیارت ہوئی تھی اور میں نے نورانی چہرہ والے بزرگ کا حلیہ مبارک' لباس شریف کی تفصیل کچھ عرصہ بعد عندالملاقات اپنے استاد محترم کی خدمت میں بیان کی تھی۔

حوادث و آلام کی شدت' عزائم و تدابیر کی شکست و ریخت اور خواہشات و مقاصد میں ناکامی انسان کو کرب و اضطراب کے بے آب و گیاہ لامتناہی بیاباں میں دھکیل دیتے ہیں جہاں آسودگی کے نخلستان تک پہنچنے کی تمام کوششیں حسرت و یاس میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ جب دکھوں کی انتہا ہو جائے اور ان کا کوئی مادی مداوا نظر نہ آئے تو رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے اور دکھی انسان کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتی ہے اور بے بسی کے آنسو ہی رحمت حق کے نزول کے لئے متاع بے بہا بن جاتے ہیں۔ ؎

موتی سمجھ کر شان کریمی نے چن لئے   قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

(اقبال)

Marfat.com

کچھ ایسا ہی منظر راقم الحروف کے مذکورہ خواب کا تھا۔

حریم شوق و ناز میں اولین حاضری: استاذی المکرم جناب صوفی مقصود احمد صاحب سے متذکرہ ملاقات کے بعد جذبہ شوق متقاضی ہوتا کہ جلد از جلد حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہونا چاہیے لیکن آلودہ عصیاں ہونے کا احساس مانع ہو جاتا۔ پھر خیال آتا کہ اہل اللہ گناہوں سے تو نفرت کرتے ہیں۔ گنہگاروں سے نہیں۔ انجام کار سعادت ازلی غالب آئی۔ تو ایک روز راقم الحروف اپنے تایازاد بھائی چودھری عطاء اللہ صاحب کے ہمراہ بذریعہ ٹرین لاہور سے بعد نماز عصر حضور قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوا۔ یہ غالباً ۱۹۵۶ء موسم گرما کا واقعہ ہے۔ بعد نماز عصر صدر دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی بکائنوں کے قریب چارپائی پر تشریف فرما ہستی پر نظر پڑی تو پہچان میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ کیونکہ یہ تو وہی تھے جو خواب میں ملے تھے۔

حاضرین کی طویل قطار میں ہمیں علیحدہ علیحدہ جگہ ملی۔ حضرت صاحب حاضرین سے باری باری (مشرق سے مغرب کی سمت میں) گفتگو فرما رہے تھے۔ جب میری باری آئی تو حضرت صاحب نے چہرہ مبارک پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے مشفقانہ انداز میں استفسار فرمایا۔ "باؤ جی! کتھوں آئے او۔ کیویں آئے او"۔ پھر فرمایا۔ "باؤ جی! کیہ کردے او"۔ عرض کیا حضور انجینئرنگ کالج میں پڑھتا ہوں فرمایا۔ "اوہ کیہ ہندی اے" میں نے مختصراً جواب عرض کیا تو قبلہ حضور نے اپنے خادم خاص بابا بلندا سے فرمایا کہ "اندر سے پتھر لے آؤ"۔ وہ قریبی کمرہ سے رومال میں بندھا ہوا پتھر لے آئے۔ تو وہ پتھر مجھے پکڑایا گیا حضرت قبلہ نے استفسار فرمایا۔ "باؤ جی! ایہہ کیہ اے"۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سنگ مرمر کے خاندان کا پتھر ہے اور بہت قیمتی ہے۔ (یہ بہت اچھی قسم کا Onix تھا جو بالکل سبز رنگ کا تھا اور بے داغ تھا) میں اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے اس پتھر کی انتہائی خوشگوار ٹھنڈک کو اپنے جسم میں سرائیت کرتے محسوس کر رہا تھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا۔ "باؤ جی! تسیں علم تے بہت پڑھے او کوئی اجیہا علم بھی پڑھیا جے کہ آپاں صبح اٹھئے تے اس پتھر دی مسجد بنی ہووے تے آپاں اوہدے وچ نمازاں پڑھ لئے" پھر نگاہیں میرے چہرے پر مرتکز کر کے فرمایا۔ "باؤ جی! اجیہا

Marfat.com

عمر وی پڑھنا چوکی دا اے"۔ پھر کیا ہوا۔ یہ ہوش کس کو۔ یہ کون جانے۔ اتنا یاد ہے کہ جب میں نے دوبارہ شعور میں پایا تو حضرت صاحب مجھ سے آگے مغرب کی طرف بیٹھے ہوئے پانچویں شخص سے کلام فرما رہے تھے۔ کچھ دیر بعد نماز مغرب کی تیاری کے لئے مجمع حاضرین کو کہا گیا۔ اس طرح سے فیض و عرفان کی یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

رات مسجد والی جگہ پر گزاری۔ فرش پر گھاس پھوس بچھی ہوئی تھی۔ بستر اور سرہانے کے بغیر سونا تھا۔ مجھ سے بھی لیٹا نہ گیا۔ نیند نہیں آ رہی تھی۔ ارد گرد کافی لوگ نوافل ادا کرتے نظر آ رہے تھے۔ اب نہ اس وقت آنکھ لگ گئی۔ نماز تہجد کے وقت کچھ لوگ خود بیدار ہو گئے۔ بعض کو بار بار کہہ کر اٹھایا گیا۔ لیکن بھائی عطاء اللہ صاحب اور میں نماز تہجد کے لئے نہ اٹھے اور نہ ہی ہم سے زیادہ اصرار کیا گیا۔ بہرحال فجر کی اذان کے بعد ہمیں بھی اٹھا دیا گیا۔ ہم دونوں وضو کے لئے ٹیوب ویل کی طرف گئے تو بھائی عطاء اللہ نے کہا کہ باقی تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ لیکن رات کو نیچے ایسی فرش پر سونا مسئلہ ہے۔ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب سے نماز اشراق کے بعد ملاقات ممکن ہوگی۔ چنانچہ اس نشست میں دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ تو کافی لوگ قریب والی جگہ پر حضور قبلہ و کعبہ تشریف فرما تھے اور کافی لوگ مؤدبانہ دو زانو بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم بھی جہاں جگہ ملی بیٹھ گئے۔ جاتے ہی حضرت صاحب نے فرمایا۔ "بیبیو! تھلے منجیاں بستریاں دی وجہ نال نہیں سوئیں دا اے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دی مہربانی نال بڑی منجیاں تے بڑے بسترے۔ تھلے سون وچ ایہہ حکمت اے کہ کے رب دے بندے دے قدم جے تھلے تے لگے ہون تے جسم اوتھے لگ جائے تے بیڑے پار ہو جان"۔ سبحان اللہ یہ واقعہ قبلہ و کعبہ حضرت صاحب کے کمال کشف پر ہی دلالت نہیں کر رہا تھا بلکہ بیبیوں کی تعلیم و تربیت کا سامان بھی لئے ہوئے ہے۔

اسی نشست میں تھوڑی دیر بعد قبلہ و کعبہ نے شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔

الحمدللہ علی ذالک

Marfat.com

ہیچ کسے بخویشتن رہ نہ برد بسوئے او
بلکہ بپائے او رود ہر کہ رود بسوئے او
تا نبود ازو طلب طالب او کسے نہ شد
ایں ہمہ جستجوئے ما ہست ز جستجوئے او

ترجمہ: کوئی شخص بھی خود بخود ان کی طرف چل کر نہیں جاتا۔ بلکہ جو کوئی بھی ان کی طرف جاتا ہے انہی کے پاؤں سے چل کر جاتا ہے۔ جب تک ان میں طلب پیدا نہیں ہوتی کوئی بھی ان کا طالب نہیں ہوتا۔ ہماری یہ تمام کی تمام جستجو انہی کی جستجو کے باعث ہے۔ (المختصر یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں۔)

آپ قبلہ حضرت صاحب بکمال کرم درود خضری آگے آگے پڑھتے رہے اور میں حسب الارشاد پیچھے پیچھے پڑھتا رہا۔ صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم آپ نے فرمایا نماز تہجد کے بعد یہ درود شریف پانچ تسبیح یعنی ۵۰۰ بار پڑھا کریں۔ پہلے بارہ رکعت نفل دو دو کر کے ادا کریں۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد پانچ مرتبہ قل شریف اور دوسری رکعت میں تین مرتبہ قل شریف پڑھیں۔ ہر نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں"۔ کچھ دیر بعد اجازت مل گئی اور ہم دونوں واپس آ گئے۔

لاہور سے حضرت کرمانوالا شریف کا سفر خوف و رجا کا حامل تھا۔ لیکن واپسی پر قلب میں شوق اور محبت کا جذبہ موجزن تھا۔ اور یہ احساس نمودار ہونے لگا کہ کثافت کی ظلمت کا لطافت کی روشنی میں تبدیل ہونے کا آغاز ہو گیا ہے۔ حضرت قبلہ کی علو شان کے احساس دروں کا بھی غلبہ ہو رہا تھا۔ یہ عاجز حضرت صاحب کے حلقہ غلامی میں داخل ہو کر اپنی خوش بختی پر نازاں تھا کہ:

ع میرا سر وہاں جھکتا ہے جہاں ختم بندگی ہے

اب احساس عصیاں پر لامتناہی رحمت حق محیط ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اور "سبقت رحمتی علی غضبی" کی تجلیات دل حزیں کی تاریکیوں کو روشن کرتی محسوس ہونے لگی تھیں۔ المختصر خود کو جادۂ حیات کا ایک تازہ دم اور پر عزم مسافر محسوس کر رہا تھا کیونکہ:

Marfat.com

ع   بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

ترجمہ: میں نے اپنا سر ایک صاحب دولتے کے آگے خم کر دیا ہے۔

میں سر جھکائے سوئے جہنم چلا ہی تھا   کچھ رحم آ گیا میرے پروردگار کو

تو ہاں تو نار سے مجھے جنت ہوئی نصیب   اس در کی حاضری سے مقدر بدل گیا

ہاں افسوس تو یہ ہے کہ اتنی دیر حضرت صاحب کے حلقہ غلامی میں کیوں داخل نہ ہو سکے۔

عمر عزیز رفت بہ آتش کدہ   عمرے کہ بے حضور صراحی و جام کرد

(مجھے افسوس وصل پر نہیں بلکہ اس عمر پر ہے جو بے وصل گزر گئی)

(حافظ شیرازی)

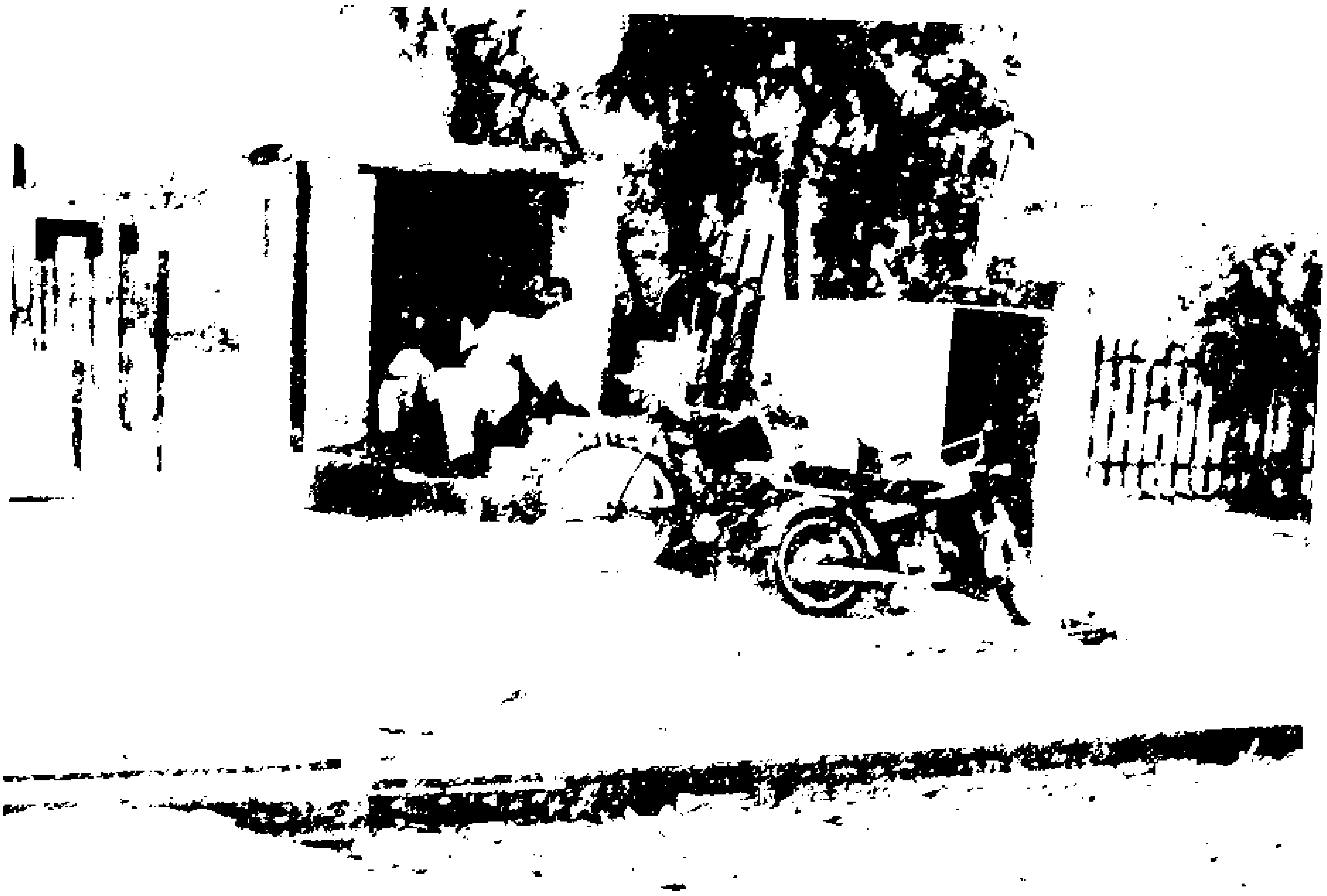

ریلوے کوارٹر بابا شمس الدین (پھاٹک مین)
جس میں اعلیٰ حضرت گنج کرم پاکپتن سے تشریف لا کر چند ماہ قیام پذیر رہے۔

Marfat.com

گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ

ملفوظات یعنی ارشادات گرامی

ملفوظات ان سخنہائے گفتنی کو کہتے ہیں جو بزرگوں کی زبان سے نکلتے ہیں اور معتقدین انہیں اپنی لوح قلب میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ ان کی اشاعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام الناس بھی ان سے استفاضہ کر سکیں۔ جن ملفوظات میں الہام کی شان جھلکتی ہو اور قرآن کریم اور حدیث رسول کی روشنی میں ہوں اور ان میں پند و موعظت کا رنگ نمایاں ہو ایسے کلمات طیبات کی اشاعت ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہوتی ہے یہاں ہم اہل دل بزرگوں اور دوستوں کے روحانی ذوق کی تسکین کے لئے حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ ملفوظات گرامی پیش کرتے ہیں:

ارشاد : ایک دفعہ مجلس میں اولیاء راہست قدرت ازالہ پر گفتگو فرما رہے تھے اور جملہ حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر آپ کے ارشادات عالیہ سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ سرکار نے فرمایا بیلیو! رب کریم نے اولیاء اللہ کو اپنی قدرت کاملہ سے اس قدر روحانی قوت عطا کی ہے کہ خدا کے یہ برگزیدہ بندے اللہ کے چلائے ہوئے تیر اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اللہ ہی کے حکم سے واپس لے آتے ہیں اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

(اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اتنی قدرت عطا کر رکھی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو راستہ ہی سے واپس لے آتے ہیں۔)

○ چوہدری محمد انور بیرسٹر ایڈووکیٹ لاہور سپریم کورٹ بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت قبلہ کی خدمت میں پاک پتن شریف حاضر ہوا تو میرے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہوئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ عام طور پر جملہ صحابہ کبار کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا اور پڑھا جاتا ہے مگر حضرت علی المرتضیٰ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

بھی آتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ کاٹن کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے از خود فرمایا
کہ بابو جی! حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کرم اللہ وجہ کیوں آتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور
آپ ہی بیان فرمائیں۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی تفسیر ہے۔ عرض کیا
تفسیر تو ضرور ہے مگر نام یاد نہیں۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ حسین واعظ کاشفی کی تفسیر دیکھنی
چاہیے اس کے فوراً بعد مجھ سے خاص طور پر مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ آپ کوئی سی تفسیر دیکھ لیں
میں نے پوچھا کس جگہ سے پڑھوں تو آپ نے فرمایا کہ جہاں سے جی چاہے پڑھ لیں چنانچہ میں نے گھر
جا کر دیکھا تو میرے پاس حسین واعظ کاشفی کی تفسیر تھی۔ جب ورق گردانی کی تو آیت **محمد رسول اللہ**
معہ اسداء علی الکفار...... سورہ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۲۹ نکل آئی وہاں معہ سے مراد حضرت
صدیق اکبر ہیں کہ ان کی معیت حضور نبی کریم کے ساتھ سب سے زیادہ ہے۔ ان کی چار نسلیں صحابی
تھیں۔ سفر حضر میں ساتھ رہے۔ غار ثور اور ہجرت میں ساتھ رہے۔ غزوات میں ساتھ رہے ان کی
بیٹی آپ کی بیوی بنیں۔

اسداء علی الکفار سے مراد حضرت عمرؓ ہیں۔ **رحماء بینھم** سے مراد حضرت
عثمانؓ ہیں اور **تراھم رکعا سجدا یبتغون..... السجود** سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں
کہ آپ کے اکثر اوقات اور زیادہ گھڑیاں عبادت اور وظائف میں گزرتی تھیں اور کثرت نماز و ذکر
سے آپ کا چہرہ مانند خورشید چمکتا تھا اور اسی لئے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔

رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ تو رب العزت نے جملہ اصحابہ کبار اجمعین کے لئے رب
العزت نے خود فرمایا آیت 8 سورہ البینہ پارہ 30۔(یعنی اصحاب کرام کے اخلاص اطاعت گزاری
اور اسلام کی محبت جو ان کے دلوں میں ہے ان سے راضی ہوا۔)

○ چودھری **محمد انور** بٹر بیان کرتے ہیں کہ میں 48-3-26 کو قبلہ حضرت صاحب کی خدمت
میں پاک پتن شریف حاضر ہوا۔ آپ نے لفظ آمنوا کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ "یا ایھا الذین آمنوا
میں۔

یا حرف ندا برائے بعد زیاد (آواز حق بر جسم) شریعت کے معنی میں ہے۔
ای حرف ندا برائے بعد درمیانہ (آوز حق بر قلب) طریقت کے معنی میں ہے۔

Marfat.com

ھا حرف ندا برائے قرب (آواز حق بر روح) حقیقت کے معنی میں ہے۔

آمنوا میں چار حرف ہیں۔ "ا" مراد اللہ "م" سے مراد محمدؐ "ن" سے مراد (کل نبی) اور "و" سے مراد ولی اللہ۔ مختلف درجات ترتیب وار بیان کئے گئے ہیں یعنی پہلے اللہ' پھر رسول' پھر انبیاء کرام اور اس کے بعد اولیائے کرام۔ آمنوا میں چاروں حروف کے معانی تحریک کی وجہ سے محدود ہیں لیکن آخری الف غیر محرک ہے یہ آخری الف بمعنی اللہ مطلق ہے اور سب قیود سے پاک لکھا گیا ہے۔ اور پہلے چاروں حروف کا مجموعہ ہے۔ حصول ایمان کے لئے سیدھی طرف سے پڑھئے مگر حصول فیض کے لئے الٹی طرف سے پڑھئے یعنی پہلے ولی پھر انبیاء پھر حضورؐ اور پھر رب العزت۔

( ) فرمایا کہ ملفوظات کاغذ پر لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔ کتابیں وعظوں سے بھری پڑی ہیں' دل پر لکھنا چاہئے تاکہ کبھی نہ بھولے۔

جو علماء علم بصیرت نہیں رکھتے اور محض مادی علم اور صرف نحو میں الجھے رہتے ہیں۔ ان کے کلام کی بجائے صوفیاء اور اولیائے کرام کا کلام پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اولیائے اللہ وہ کچھ لکھتے ہیں جو دیکھتے ہیں۔ یا یقین رکھتے ہیں۔

ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

○ چودھری محمد انور بیرسٹر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور بیان کرتے ہیں کہ مورخہ 15-9-1940 کو قبلہ حضرت صاحب محمد شفیع کیلانوالہ کے گھر تشریف فرما تھے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر حضور نبی کریمؐ نور سے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا نور کم ہو گیا اس لئے اللہ بھی فانی ہوا۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کیا تم نے بادشاہی مسجد دیکھی ہے اس پر کیا لکھا دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف کلمہ شریف لکھا ہے اور کچھ نہیں۔ آپ نے کہا لیکن مجھے تو بہت کچھ نظر آتا ہے مثلاً اس کی 53 سیڑھیاں ہیں جو حضور کی عمر معراج شریف ہے۔ 15 شرقی حجرے ہیں جو بچپن شریف کو ظاہر کرتے ہیں۔ 50 حجرے شمالاً" جنوباً" ہیں جو آپؐ کی مصروف زندگی کے برابر ہیں۔ تین بڑے کمرے ہیں جو آپ کی کارکردگی اور کامیابی کے آخری تین سال ہیں' 7 محرابیں ہیں جن سے مراد سات آسمان ہیں' درمیان والا بلند ترین گنبد اللہ کی قدرت اور عظمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ 4 مینار سے مراد چار یار ہیں۔ دائیں ہاتھ والا پہلا ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان ظاہر کرتا ہے بائیں

Marfat.com

ہاتھ والا حصہ ہے جہاں سے اذان ہوتی ہے یہ حضرت عمر فاروقؓ کی نشاندہی کرتا ہے پچھلی طرف کے مینار حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ بڑا دروازہ ایک ہے یعنی اسلام میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ ہے محراب کے قریب کوئی دروازہ نہیں اس لئے کہ اسلام سے ارتداد نہیں۔ چاروں مینار عمارت کا بلند ترین حصہ ہیں۔ یہ چاروں خلفائے راشدین کی شان ظاہر کرتے ہیں اور یہ چاروں رسولؐ کے قریبی ترین رشتہ دار (دو خسر تھے اور دو داماد) تھے اور چاروں ہمہ وقتی شریک کار۔

○ پھر آپ نے سائل کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تمہیں وہ باتیں معلوم ہوئیں جو پہلے معلوم نہ تھیں۔ میرے علم کا نور تمہیں روشن کر گیا لیکن میرا علم کم نہیں ہوا بلکہ بیان کرنے سے اس کا اظہار بھی ہوا اور میرا علم پہلے سے زیادہ واضح ہو گیا اور حاضرین کو بھی فائدہ پہنچا اسی طرح اللہ کا نور حضور نبی کریمؐ کو منتقل ہونے سے کم نہ ہوا بلکہ اللہ کے نور کو ظاہر کرنے کے لئے دیگر نور بھی ضروری تھا تا کہ وہ اسے خود قبول کر کے دوسروں تک پہنچائے۔

○ پھر آپ نے بڑے سخت لہجہ میں فرمایا کہ الوہیت کا معنویات کی تشبیہات و استعارات سے تو کجا معنویات کے کنایت سے بھی موازنہ نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ کی ذات مبرا و منزہ ہے وحدانیت مطلق کے تخیل سے بھی بالاتر ہے وحدانیت کا لفظ بھی محض سمجھنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اسی لئے قل شریف میں احد کے ساتھ ہی صمد کا لفظ آیا ہے یعنی پاک تخیل کی پرواز سے بالاتر۔

○ پھر فرمایا کہ جب تم شاہی مسجد دیکھنے کے بعد بھی اس کی تعمیری سکیم نہیں سمجھ سکے تو اللہ رسول'' توکجا' اولیاء' اللہ کو بھی خواہ ان سے بغل گیر بھی ہو جاؤ۔ اس حد تک نہیں پہچان سکتے جس حد تک ان کا پہچاننا ضروری ہے اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دینی مسائل کو عام فہم بنانے کے لئے آپ تمثیلات سے بڑا کام لیتے تھے اس طرح ہر مسئلہ گویا ایک زندہ یا موجود شے کی طرح نظر آ جاتا تھا اور تمام شکوک و ابہام رفع ہو جاتے تھے۔

○ پیچیدہ سے پیچیدہ فقہی و اصولی مسائل کو اس طرح عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے سادہ زبان میں ڈھالنا آپ کی ادنیٰ کرامت تھی۔ تلقین کرتے وقت آپ کے لب و لہجہ اور زبان کی سادگی میں خاص کیفیت ہوتی تھی اس لئے آپ کی بات دل میں اتر جاتی تھی۔

Marfat.com

ملفوظات۔

صوفی شیر محمد صاحب سکنہ چک نمبرD.B/۵۹ نزد یزمان منڈی ضلع بہاولپور حال خطیب جامع مسجد شیر ربانی۔ یزمان منڈی بیان کرتے ہیں :۔

(ا) میں کسی سکول یا مدرسہ کا طالب علم نہیں رہا۔ صرف ناظرہ قرآن پڑھا۔ جب عمر جوانی کو پہنچا تو کسی "اللہ والے" سے دست بیعت ہونے کی آرزو دل میں پیدا ہوئی۔ ہر دم یہی خیال دامن گیر رہتا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ یا حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہونا چاہئے۔ ان ایام میں میری رہائش چک نمبرD.B/۵۹ میں تھی۔ قسمت نے یاوری کی تو پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے عالم خواب میں تشریف لائے فرمایا "بیلیا! حضرت کرمانوالے آکر بیعت سے مشرف ہو جا" یہ اشارہ غیبی پا کر بصد شوق حضرت کرمانوالہ پہنچا۔ اور آپ کی نورانی مجلس میں موؤب بیٹھ گیا۔ حضرت قبلہ نے دیکھتے ہی فرمایا "بیلیا! آگیا ایں"۔ یعنی وہ خواب والا واقعہ یاد دلایا۔ پھر مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔ فرمایا "کسان زمین میں بیج ڈالنے سے پہلے زمین کو قابل کاشت بناتا ہے۔ پھر بیج ڈالتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل اپنے مرید کے دل کو بیعت ہونے کے قابل بناتا ہے پھر اسے حلقہ مریدین میں شامل کرتا ہے"۔

(۲) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ چک نمبرD.B/۵۹ کے مڈل سکول میں عبدالعزیز نامی ایک سکول ٹیچر تھا۔ تعطیلات کے آغاز پر وہ اپنے گھر جاتے ہوئے میرے پاس ایک ٹرنک بطور امانت چھوڑ گیا۔ میں نے وہ ٹرنک کھولا تو اس میں ایک گرم کوٹ اپنے ماپ کا پایا۔ میں نے وہ کوٹ نکالا اور پہن لیا بدیں خیال کہ ماسٹر صاحب کو اس کوٹ کی پوری قیمت ادا کر دونگا۔ اسی رات عالم رویاء میں پیرومرشدی حضرت کرمانوالی سرکار تشریف لائے اور فرمایا "بیلیا! امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے" میں سخت نادم ہوا اور علی الصبح وہ کوٹ ٹرنک میں رکھ دیا۔ توبہ استغفار کی کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرونگا سبحان اللہ کس قدر باخبر ہیں پیرومرشدی کہ بروقت متنبہ فرمایا اور میری اصلاح فرما دی۔

Marfat.com

(۳) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہ عاجز حضرت صاحب کی زیارت کے بعد مسجد شریف میں چادر بچھا کر لیٹ گیا۔ ایک بچی نے دریافت کیا۔ کیا مسجد میں اپنی چادر بچھا کر سونا درست ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ حضرت قبلہ عالم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا "بیٹا! جس مسجد میں کپڑا بچھائے بغیر نماز ہو سکتی ہے۔ تو پھر اس مسجد میں بغیر چادر بچھائے نیند بھی آ سکتی ہے۔ نیز فرمایا "نیند سے بہتر نماز ہے" ع

ع درد منداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگا دے

(۴) حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ مرید صادق ان چار چیزوں کی زندگی بھر پابندی کرے تو مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے:۔ اول: ہمیشہ باوضو رہے' دوم: جب بیٹھے تو قبلہ رو بیٹھے' سوم: جب بیٹھے تو دو زانو ہو کر بیٹھے' چہارم: سر پر ٹوپی' ٹوپی پر عمامہ باندھے۔

(۵) ایک روز آپ نے فرمایا کہ بادشاہی مسجد کے بیل بوٹے' پھول وغیرہ اسرار ہی اسرار ہیں اور ان میں لکھی ہوئی آیات قرآنی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارک کا پتہ چلتا ہے مثلاً ایک پتھر پر جو پیشانی محراب پر ہے یہ آیت کندہ ہے۔ "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" حالانکہ بظاہر نظر میں یہ تحریر ایک زنجیر نظر آتی ہے۔

(۶) ایک دفعہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ قبلہ اسم اعظم کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک درود پاک ہی اسم اعظم ہے جس کام کو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں اور رب العزت مومنین کو یہ کام کرنے کی دعوت دیتے ہیں اسم اعظم ہے جو شخص روزانہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے تمام کام خود ہی آسان کر دیتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ پتہ نہیں لوگ کس طرح درود پاک پڑھتے ہیں' میں تو ایک مرتبہ ہی درود پاک پڑھ لوں تو جو کام چاہوں پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔۲

۲۔ ہر شے فنا ہے مگر حق تعالیٰ کیلئے بقا۔ جب ہر شے فنا ہو جائے گی تو صرف رب العزت کی ذات ہو گی اور حضورؐ پر درود شریف جاری ہو گا یعنی درود شریف کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔ کبھی بھی موقوف نہ ہو گا بلکہ باقی ذکر اذکار ختم ہو جائیں گے کیونکہ ان کے ذاکر ختم ہو گئے ہوں گے لہذا درود شریف ہی اسم اعظم ہے۔

Marfat.com

اَلحُسَیْنُ مِنّیِ وَ اَنَا مِنَ الحُسَیْن کی تفسیر دل پذیر

پیر نوازش علی شاہ رام گلی لاہور

بیان کرتے ہیں کہ حدیث شریف "حُسینؓ مجھ سے ہے اور میں حُسینؓ سے" کا مفہوم میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ پہلا حصہ تو بالکل واضح ہے کہ امام عالی مقام حضرت حُسینؓ مجھ سے ہیں۔ لیکن دوسرا حصہ "کہ میں (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت حسینؓ سے ہوں" سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم امام عالی مقام حضرت حسینؓ سے کیسے ہو سکتے ہیں۔ میں دل ہی دل میں غور کرتا رہتا لیکن عقدہ حل نہ ہوا۔ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالہ شریف میں آپ کی نورانی محفل میں موجود تھا۔ حاضرین کافی تعداد میں تھے۔ آپ نے مجھے اپنے نزدیک جگہ دی اور فرمایا "اس حدیث شریف "الحُسین منّی و انا من الحسین" کا کیا مطلب ہے۔ میں خوش ہوا کہ آج میرا عقدہ حل ہو جائے گا کہ حضرت قبلہ نے از خود ہی میرے مسئلہ پر گفتگو شروع کی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! آپ خود ہی ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بیلیو! مطلب بالکل واضح ہے کہ امام عالی مقام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر ہیں۔ حضرت امام حُسینؓ نے اپنا سر مبارک قربان کر کے اپنے نانا (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین (اسلام) کو سربلند کیا۔ اگر آپ (امام عالی مقام) یہ عظیم قربانی پیش نہ کرتے تو "محمد رسُول اللہ" کہنے والے ختم ہو جاتے۔ گو لا الٰہ الاّ اللہ کہنے والے موجود رہتے۔ گویا حضرت امام حسینؓ نے اپنا سر اقدس دے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو زندہ جاوید کیا۔ یعنی "محمد رسُول اللہ" کا دین حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے ہی قائم رہا۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسینؓ عالی مقام ہی سے ہوئے۔ آپ کی اس تشریح سے میری ذہنی خلش دور ہو گئی اور حدیث شریف کا مفہوم روز روشن کی طرح صاف ہو گیا۔ ؎

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حُسینؓ ابتدا ہے اسماعیل

Marfat.com

ملفوظات

حضرت کرمانوالے کے ارشاداتِ گرامی

عطا محمد صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر سادات کالونی بہاولنگر بیان کرتے ہیں۔ کہ ۱۹۴۳ء میں حضرت قبلہ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ایک بدعقیدہ شخص نے میرے دل میں وسوسہ ڈال دیا کہ حضرت شاہ صاحب کے پاس دعائے تسخیر القلوب کا عمل ہے اور آیت وغیرہ پڑھتے ہیں۔ میں پریشان رہنے لگا اور حضرت قبلہ کے بتائے ہوئے وظائف پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ مگر دل میں اتنا پختہ یقین ضرور تھا کہ حضرت صاحب خود ہی بلا کر راہنمائی فرمائیں گے چنانچہ ایک دن میرے دل میں آپ کی خدمت میں حاضری کا خیال موجزن ہوا۔ ذوق و شوق نے محکمہ تعلیم سے باضابطہ رخصت حاصل کیے بغیر کرمانوالہ شریف چلا آیا۔ جس وقت میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے بابا بالا درویش کو بلا کر فرمایا کہ انہیں لنگر کھلا کر میرے پاس لے آنا۔ تعمیل ارشاد کے بعد مجھے تقریباً ۱۱ بجے خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا آپ نے فرمایا۔ بیلیا کئی ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو کسی کے بہکانے میں آجاتے ہیں اور اپنے پیر و مرشد کے متعلق وسوسہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مجھے تو ذاتی کوئی غرض نہیں اور منفعت نہیں۔ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کی اصلاح پیش نظر رہتی ہے۔ ہر کسی کو اپنے ظرف اور یقین کے مطابق فیض حاصل ہوتا ہے۔ قیامت کا روز ایک عجیب وحشت کا دن ہوگا۔ انشاء اللہ پیر کامل وہاں اللہ تعالےٰ کے اذن سے اپنے مریدوں کی دست گیری کرے گا۔ آپ کو جو ذکر بتایا گیا ہے اس پر مداومت و استقامت کے ساتھ عمل کریں۔ غفلت نہ ہو اب آپ جائیں۔ تمام وسوسے دل سے دور کریں اور اطمینان قلب سے ذکر فکر میں مشغول رہا کریں۔

۲۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ولد الحاج محمد یٰسین چک ۹۳/۵-ب ضلع ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ ہماری جامع مسجد کے امام بابا غلام محمد اور مولوی محمد شریف کے درمیان اس مسئلہ پر بحث چل نکلی کہ صرف

Marfat.com

کپڑے کی ٹوپی سر پر پہن کر امام کے لیے اقتدا جائز ہے یا نہیں مولوی محمد شریف کے نزدیک اقتدا ناجائز جبکہ بابا غلام محمد کہتے تھے کہ اقتدا جائز ہے۔ بابا غلام محمد نے کہا کہ تم (محمد شریف) مفتی تو نہیں ہو کہ تمہارا فتویٰ تسلیم کیا جائے۔ بابا غلام محمد محدث علی پوری پیر جماعت علی شاہ صاحب[1] کے مرید تھے ایک مرتبہ بابا غلام محمد اور مولوی محمد شریف اکٹھے حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا آئے۔ دورانِ گفتگو حضرت قبلہ نے از خود فرمایا "مولوی غلام محمد جی! صرف ٹوپی نال اقتدا نہیں ہوندی۔ تواڈے پیر صاحب تے کیڈا وڈا پگڑ سر تے بنھ دے نیں" اس پر بابا غلام محمد اپنی کج بحثی پر نادم ہوئے۔

۳ — میاں محمد علم دین شیخ بھاٹہ راولپنڈی والے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کرتہ پہن رکھا تھا۔ مگر بٹن کھلے تھے آپ نے فرمایا کہ بٹن بند کرنا ضروری ہے۔ نیز بٹنوں کی تعداد طاق ہونی چاہیے۔

۴۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد شریف اور میرے ماموں ماسٹر امانت علی مرحوم حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا (اوکاڑہ) پہنچے نورانی مجلس میں حاضرین کی تعداد کافی تھی میرے ماموں کے دل میں خیال آیا کہ شام ہونے کو ہے۔ شاید واپسی پر لاری ملے یا نہ ملے آپ ان کی دلی کیفیت سے آگاہ ہوئے اور فرمایا۔ ماسٹر جی! دل کتھے اے؟ انہوں نے جواب دیا۔ بائیں طرف۔ آپ نے فرمایا "نہیں لاریاں دے اڈے وچ۔ فرمایا" گھبراؤ نہ لاری مل جائے گی۔ مجلس میں پیر دی گل دھیان نال سننی چاہی دی اے تاں جا کے کجھ حاصل ہوندا اے" (یعنی نورانی محفل میں پیر و مرشد کے ملفوظات توجہ اور یکسوئی سے سننا چاہئیں تاکہ روحانی ترقی حاصل ہو)

۵۔ حافظ محمد عنایت اللہ صاحب کلفشن کالونی لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت تھا۔ آپ تجدید وضو کے لیے اٹھے۔ میں نے آفتابہ اس نیت سے اٹھالیا کہ یہ

---

[1] امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کی دستار مبارک ۱۲ گز لمبی ہوتی تھی۔ جو وہ نماز کے وقت زیب تن رکھتے تھے (میں نے حضرت پیر صاحب کو ایسی دستار مبارک سر پر رکھے ہوئے دیکھا اور ان کی زیارت سے مستفیض ہوا۔ مؤلف)

Marfat.com

خدمت باعثِ برکت ہوگی۔ دُنیاوی اور دینی طور پر ربِ کریم کا فضل و کرم ہوگا۔ آپ نے فرمایا "مولوی جی! اب ذرا یہ کہ چھپے ہی بہت نفیس ورد ہے یہ خدمت کسی دوسرے کے لیے چھوڑ دیں" میں نے حضرت سے عرض کیا کہ تسخیرِ دنیا کا نسخہ چاہتا ہوں آپ ذرا برہم ہوئے اور فرمایا "ہمیں کچھ پتہ نہیں ہم کچھ علم نہیں" میں پریشان ہو گیا کہ حضور قبلہ ناراض ہو گئے ہیں۔ پھر آپ نے محبت بھرے لہجہ میں فرمایا درود شریف ہی اسمِ اعظم ہے اور ہر دکھ درد کی دوا ہے اس سے آگے مجھے کچھ معلوم نہیں۔

۶۔ شیخ نصیر الدین صاحب بٹ ریٹائرڈ افسر واپڈا لاہور نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالہ آپ قبلہ کی نورانی محفل میں موجود تھا۔ آپ درود شریف بصد ادب و احترام پڑھنے کے متعلق نصیحت فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے شرقپور شریف کا سفر درپیش آیا۔ فیروز شاہ ضلع فیروز پور میرے اسٹیشن کرمانوالہ شریف سے تین چار میل تھا۔ فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن پر ٹرین کی آمد کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ تنگیِ وقت کے باعث میں اپنے وظائف مکمل نہ کر سکا۔ خیال کیا کہ درود شریف کی تعداد دورانِ سفر پوری کر لونگا چنانچہ ایسے ہی کیا۔ شرقپور شریف پہنچ کر جب مجھے اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میاں صاحبؒ نے از خود فرمایا "شاہ جی! درود شریف کوئی ایسا معمولی وظیفہ نہیں کہ راہ چلتے پڑھا جائے۔ اسے بصد ادب و احترام پرسکون جگہ پر باادب بیٹھ کر پڑھنا چاہیے۔ تاکہ درجہ قبولیت حاصل ہو"۔

۷۔ خواجہ عطاء اللہ سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب بھی میں اعلیٰ حضرت شرقپوری کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہوتا۔ تو آپ فرماتے شاہ جی اپنی امانت لے لیجئے۔ میں بصد ادب و احترام کہتا میری بھی ایک عرض ہے۔ اس پر میاں صاحبؒ خاموشی اختیار فرماتے ایک دن شرف باریابی کے وقت قبلہ میاں صاحب نے فرمایا شاہ جی! بات بن گئی۔ یہ راز و نیاز کی گفتگو تھی۔ کسی ہم راز بیلی نے حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار سے اس امانت اور عرض کے متعلق استفسار کیا تو قبلہ مرشدی نے فرمایا "میری عرض یہ تھی کہ جو بھی میری بیعت کرے اور ارادت مندی میں خلوصِ نیت سے داخل ہو۔ وہ

Marfat.com

دوزخ کی آگ سے محفوظ ہے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے ایسی خوشخبری مل گئی تو میاں صاحب نے فرمایا "بات بن گئی"۔ یعنی میری دلی تمنا درجہ قبولیت پا گئی۔ اللہ اکبر کتنے خوش قسمت ہیں وابستگان دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کہ ان کی بخشش کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

مسلمان عجز و انکساری اختیار کرے

الحاج میاں علم دین صاحب شیخ بھاٹہ راولپنڈی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک معمر شخص حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا "بابا! جنت وچ جائیں گا یا دوزخ وچ" اس نے کہا انشاء اللہ جنت وچ۔ اس پر حضرت قبلہ نے فرمایا "توں اکلا ای جنت وچ لتاں پسار کے بیٹھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تے اپنے امتیاں نوں دوزخ وچوں پئے کڈھ رہے ہون گے۔ یعنی آپ کو اس معمر شخص کی یہ خوش فہمی پسند نہ آئی۔ فرمایا "الایمانُ بین الخوف والرجا۔ مزید وضاحت فرمائی کہ اگر حکم ہو کہ سب جنتی ہیں سوائے ایک کے تو انسان سمجھے کہ وہ "ایک" مَیں ہی ہوں۔ اگر یہ حکم ہو کہ سب دوزخی ہیں سوائے ایک کے تو انسان سمجھے وہ ایک میں ہی ہوں۔ یعنی خوف ہو تو کمال کا۔ امید ہو تو وہ بھی درجہ کمال کی۔ تب مسلمان مومن کامل ہوتا ہے۔

اطاعتِ مرشد

یہی میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۲ء میں کرمانوالہ شریف (بھارت) حاضرِ خدمت ہوا۔ نمازِ مغرب کے آپ کی خدمت میں ایسے وقت پہنچا کہ کوئی اور ہم جلیس نہ تھا۔ مَیں نے عرض کیا "حضور مجھے اپنا بندہ بنا لیجئے۔ آپ نے فرمایا "آپاں سب اللہ دے بندے آں۔ مَیں نے عرض کیا حضور مَیں نے سُنا ہے کہ جو کسی اللہ دے بندے دا بندہ نہیں۔ وہ بندہ نہیں"۔ اس پر آپ مسکرائے اور مجھے نمازِ تہجد اور درود شریف (صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلم) سکھایا۔ مَیں نے عرض کیا۔ حضور! اس درود پاک میں اصحاب کبار کا ذکر نہیں ہے۔ فرمایا اعلیٰحضرت میاں صاحب شرقپوری یہی درود شریف تلقین کیا کرتے تھے کہ صحابہ کبار بھی تو آل میں شامل ہیں۔

Marfat.com

آداب غسل

یہی میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ حاضرین میں سے ایک شخص غسل خانہ کی طرف گیا۔ غسل خانہ سے باہر سر سے پگڑی اتار کر غسل خانہ میں داخل ہوا۔ حضرت قبلہ نے دیکھ لیا۔ ایک خادم کو بھیجا کہ اُس شخص سے کہو کر کپڑے غسل خانہ کے اندر اُتارے۔ پہنا ہوا کپڑا غسل خانہ سے باہر جسم سے الگ نہ کرنا چاہیئے۔

○ مولوی مقصود احمد صاحب باجوہ دگرھی سیالکوٹ نے بیان کیا۔ کہ قیام پاکستان سے چند سال قبل جماعت ہشتم کے طالب علموں کو وزیکلر فائنل کا امتحان دلانے کے لئے سیالکوٹ گیا۔ ایک روز حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ المعروف امام صاحب کے مزار پرانوار پر حاضر ہوا۔ دل میں خیال آیا کہ یہاں پر بھی میرے حضرت قبلہ سبز چادر لئے جلوہ افروز ہیں۔ اس تصور سے دل سرور کی حد نہ رہی جب قیام گاہ پر واپس پہنچا تو وزیر آباد سے تحصیلدار محمد شفیع صاحب کا پیغام موصول ہوا کہ قبلہ حضرت کرمانوالے آج میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوں گے۔ پیر بھائی تشریف لاکر ان کی زیارت سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ ہم بذریعہ ریل گاڑی رات سات بجے کے قریب حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں وزیر آباد پہنچ گئے۔ راستہ میں ایک ضعیف بیلی نے کہا کہ مجھے حضرت قبلہ کی زیارت کی آرزو مدت سے تھی۔ آج وہ حسرت پوری ہوگی۔ کہ مولانا الا ضلع فیروز پور تو میرا پہنچا مشکل تھا۔ ہم سب آپ کی نورانی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ سرکار وضو کے لئے اٹھے تو چلتے چلتے آپ نے اس باجی کے پاس کھڑے ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "اس بابا کو میرے پاس آنے کی بہت خوشی ہوئی ہے۔ وضو فرمانے کے بعد آپ واپس تشریف فرما ہوئے اور گفتگو کا آغاز فرمایا۔ بیلیو! سمندر کتنے ہیں؟ سمندر کتنے ہیں، نام لے کے دسو۔ ایک شخص نے نام گنوائے۔ آپ نے فرمایا" سمندر تو ایک ہی ہے۔ جو ہندوستان کے نزدیک ہے اسے بحر ہند جو عرب کے نزدیک ہے اسے بحر عرب کہتے ہیں۔ کیوں مولوی مقصود جی! سمندر اصل میں تو ایک ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! اصل تو ایک ہی ہے۔ یعنی ہر بزرگ میں اور ہر مرد خدا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جلوہ افروز ہے اور ہر ایک میں آپ ؐ کا ہی نور ظہور ہے ؎

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

(۲) فرمایا کہ سر اور سینہ ڈھانپ کر رہنے کی عادت اپنا لو کہ یہ مکمل مرد اور عورت

Marfat.com

دونوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ انسان شیطان کے حملہ سے محفوظ رہتا ہے۔

(مرد ٹوپی سے اور عورت اوڑھنی سے سر ڈھانپ سکتی ہے۔ مرد قمیص کے بٹن بند کر کے اور مستورات اوڑھنی سے سینہ ڈھانپ سکتی ہیں۔)

③ حاضرین مجلس میں سے کسی نے عرض کیا حضور دشمن بہت تنگ کرتے ہیں۔ کیا کروں آپ نے فرمایا "پنجگانہ نماز قائم کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ دشمن تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ (آپ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کی تفسیر بیان کر دی)۔

ظاہری شکل و صورت دل کا آئینہ ہے

پیر منظور وارثی امرت سری لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں چند دوستوں کے ہمراہ امرت سر سے کرمونوالہ شریف ضلع فیروز پور حضرت کرمانوالے کی خدمت میں حاضر ہوا سردی کا موسم تھا۔ آپ دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نورانی محفل میں کم و بیش ۲۰۰ زائرین آپ کے پند و نصائح سے مستفید ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ بیلیو! داڑھی مرد کا زیور ہے اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ بھی۔ ایک داڑھی منڈا نوجوان بول اٹھا حضور! داڑھی میں کیا رکھا ہے نیک دل ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا بابوجی! دل کے اندر کی بات تو صرف رب کریم ہی جانتا ہے۔ جو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور سَتَّارُ الْعُیُوْبِ بھی ہے۔ ہمیں اپنی ظاہری شکل و صورت اچھی اور پسندیدہ بنانی چاہیئے۔ تاکہ دنیا والے ہمیں نیک جانیں۔ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ ظاہری شکل و صورت دل کا آئینہ ہے۔

روحانیت اور جسمانیت

خواجہ محمد عطاء اللہ خان تاج محل انڈسٹریز کالی ماڑی سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب خواجہ غلام محمد[1] صاحب تھانہ گھل خورد ضلع فیروز پور میں تھانیدار تعینات تھے۔ موضع کرمونوالہ اسی تھانہ کے حلقہ میں تھا۔ میرے والد گرامی حضرت قبلہ کی خدمت میں اکثر کرمونوالہ شریف حاضر ہوتے۔ حضرت قبلہ کا عالم شباب تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ گھوڑے پر سوار

---

[1] خواجہ غلام محمد کے والد ماجد میاں احمد خان حضرت میاں امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ٹلی شیخوپورہ والوں کے ہم سبق تھے۔ پیر لطف اللہ مکان شریفی نے میاں احمد خان کی دستار بندی کی تھی۔ غلام احمد صاحب کو محکمہ پولیس میں اعلیٰ کارکردگی کے باعث خواجہ کا خطاب گورنمنٹ کی طرف سے ملا تھا۔ راقم الحروف نے خواجہ عطاء اللہ صاحب کو دیکھا ہے بہت مہمان نواز ہیں۔ قبلہ حضرت کے فرمان کے موجب اب بھی بحیثیت الجسم ہیں مگر تبلیغ دین میں ہر دم مستعد رہتے ہیں۔ ایک مسجد میں درس بھی دیتے ہیں۔ رسالہ گنج کرم کی اشاعت میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔

Marfat.com

کسی حالت تھا کہ مکمل خود تشریف لائے والد صاحب نے بصد ادب و نیاز خوش آمدید کہا اور بصد ادب و احترام رخصت کیا اس وقت میں آٹھ نو سال کا تھا۔ ہمارے گھر میں حضرت قبلہ کا ذکر اکثر ہوتا رہتا تھا۔ مجھے ۱۹۳۹ء میں قلعہ فیروزپور میں ملازمت مل گئی وہاں مولوی محمد شریف بھی ملازم تھے اور حضرت قبلہ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ ۱۹۴۲ء میں مولوی صاحب کے ہمراہ میں کرمونوالہ شریف حاضر خدمت ہوا۔ حضرت قبلہ نے چھوٹتے ہی عزت افزائی فرمائی بابو جی کہہ کر ذکر کیا اور عرض کیا قلعہ فیروزپور میں ملازم ہوں آپ نے فرمایا "تواڈی حکومت تے کجھ نہیں پر روحانیت ضرور اے" اس انکشاف پر مجھے بے حد خوشی ہوئی نماز عشاء کے بعد آپ نے ہمیں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

پہلوان شمس الدین ساندہ کلاں نے بیان کیا۔ میں حافظ نور اللہ کے ہمراہ بغرض بیعت کرمونوالہ شریف فیروزپور پہنچے بعد نماز مغرب ہم کو شرف ملاقات حاصل ہوا۔ میں انتظار میں تھا۔ بعد نماز عشاء مجھے بلایا اور حضرت قبلہ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ میں نے ٹھنڈک محسوس کی آپ نے فرمایا "پہلوانی کشتی وغیرہ سب چھوڑ دو۔ داڑھی نہ منڈوانا۔" مجھے بیعت فرمایا۔ وقت شب مجھے ایک چھوٹی سی مسجد میں لے گئے۔ درود شریف اور اسم ذات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ پس صبح کی نماز کے بعد مجھے واپس آنے کی اجازت مل گئی۔

یہی شمس الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی عبدالحق صاحب اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کے مرید تھے اور حضرت قبلہ کے عقیدت مند۔ وہ جب کبھی کرمونوالہ شریف حضرت قبلہ کی خدمت میں جاتے مجھے مل کر جاتے۔ ایک مرتبہ کرمونوالہ شریف سے واپسی پر وہ میرے ہاں ٹھہرے۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے سر سے پگڑی اٹھا کر دیکھا۔ پھر پگڑی سر پر رکھ دی۔ میں نے کہا یہ کیا؟ مولوی صاحب نے کہا۔ قبلہ حضرت نے ایسا ہی کرنے کے لیے فرمایا تھا۔ بات یہ تھی کہ میری حجامت انگریزی وضع قطع کی تھی۔ مولوی صاحب نے کہا شمس الدین حضرت قبلہ تم سے بہت محبت فرماتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے کہ ان کی چاہت کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں شرمسار ہوا۔ توبہ کی اور آئندہ انگریزی حجامت یکسر ختم کر دی۔ اللہ اکبر کتنا خیال فرماتے۔ حضرت قبلہ اپنے مریدین۔ متوسلین کی اصلاح کا اور ان کو پابند سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند بنانے کا۔

یہی شمس الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کرمونوالہ شریف حاضر

Marfat.com

خدمت تھا۔ دل میں خیال آیا کہ اگر آج حضرت قبلہ مجھے گلے لگا لیں تو بگڑی بن جائے۔ آپ کا ایک خادم آیا اور مجھے بلاکر آپ کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت قبلہ نے مجھے اپنے قریب ہونے کے لئے فرمایا۔ میں آپ کے قریب ہوا تو سرکار نے مجھے گلے لگا لیا۔ اللہ اکبر کس قدر غریب پرور تھے حضرت قبلہ کہ ایک ادنیٰ اور گنہگار مرید کی اس قدر عزت افزائی اور بندہ نوازی فرمائی

○ صوفی محمد اقبال صاحب نے بیان کیا کہ میں سن ۱۹۵۰ء کے اوائل میں ضلع شیخوپورہ میں بطور کانسٹیبل محکمہ پولیس میں ملازم تھا۔ ایک مرتبہ اپنے سُسر کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ میں نے وقتِ مُلاقات مُرید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا "کیا کام کرتے ہو..." عرض کیا محکمہ پولیس میں سپاہی ہوں۔ آپ نے جذبہ کے ساتھ فرمایا "کون کہتا ہے تم سپاہی ہو۔ تم تو سنگ جانی کے تھانیدار ہو۔ آپ نے مجھے بیعت سے مشرف فرمایا۔ درود شریف اور نماز تہجد کی تلقین فرمائی۔ وقت گذرتا گیا۔ سن ۱۹۷۴ء میں میرا تبادلہ ضلع راولپنڈی ہو گیا اور مجھے سنگ جانی تھانہ کا انچارج تعینات کیا گیا۔ اللہ اکبر جو بات آپ نے ۲۴ سال قبل فرمائی وہ حرف بحرف پوری ہوئی

تیرے مُنہ سے جو نکلی بات ہو کے رہی
دِن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

○ اے۔ آر۔ سلیم ۵۴ رحمان پورہ کالونی ملتان بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے ہم سنگرور (ہندوستان) میں سکونت پذیر تھے۔ میرے والد مُنشی عبدالرشید صاحب اور ماموں نورالدین ساکن گجروال دونوں حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمانوالہ شریف ضلع فیروزپور حاضر ہوئے۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ آپ کا ایک خادم آیا اور والد صاحب کا نام لے کر کہا کہ انہیں حضرت قبلہ بلا رہے ہیں۔ والد صاحب نے خیال کیا کہ اتنے مجمع میں ہو سکتا ہے کہ کوئی میرا ہم نام ہو اُسے حضرت بُلا رہے ہوں۔ وہ نہ گئے خادم دوبارہ آیا اور کہا کہ مُنشی عبدالرشید سنگرور والے کو حضرت یاد فرما رہے ہیں۔ اس پر والد صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ استراحتاً ایک چھوٹی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ والد صاحب کو اپنے قریب جگہ دی اور ان کا ہاتھ اپنے دستِ شفقت میں لیا اور فرمایا "بزرگا! کیہ حال اے"۔ پھر میرے ماموں کو بھی بلا لیا۔ ماموں جی اندر آئے تو فرمایا "بزرگا! مُنشی جی کے بغیر اداس تھے اور خیال کر رہے تھے کہ اکیلا رہ گیا ہوں" ماموں

Marfat.com

نے عرض کیا حضور! کچھ ایسے ہی سوچ رہا تھا۔ پھر نصیحت آموز باتیں کیں اور فرمایا
"پھر بھی کبھی آ جانا۔" میرے والد صاحب اور ماموں جان اجازت کے بعد گھر واپس آ گئے۔

میری والدہ بیٹی بچی کے پیدا ہونے پر غمگین رہنے لگیں کیونکہ اولاد نرینہ نہ تھی۔ شکروت میں
ایک قلعی گر تھا وہ بزرگوں اور فقیروں کی خدمت میں حاضر ہوتا مگر ان کی خامیاں اور نقص ڈھونڈتے
کرتے رہتے۔ اس نے والد صاحب سے کہا کہ جب کبھی آپ کرمونوالہ تشریف جائیں تو مجھے بھی ساتھ
لے جائیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ والد صاحب اس قلعی گر کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ حضرت صاحب نے والد کو ملاقات کے لئے بلایا۔ قلعی گر اکیلا بیٹھا تلملا رہا تھا کہ مجھے
نہیں بلایا۔ حضرت قبلہ نے خادم سے فرمایا اس بے عقل قلعی گر کو بلا لو۔ بڑی بے صبری سے بیٹھا
ہوا ہے۔ قلعی گر آیا اور سلام کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ آپ نے کھانا منگوایا۔ پہلے اس قلعی گر کو دیا
فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اور منشی جی اکٹھے کھائیں۔ قلعی گر نے عرض کیا۔ کہ نہیں ہاں اور منشی
جی اکٹھے کھائیں گے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ کھانا تو ایک جیسا ہے دیکھو کوئی فرق نہیں ہے
ملا نالائق قلعی گر بضد رہا کہ منشی جی میرے ساتھ کھائیں گے۔ والد صاحب دل میں خفا ہو رہے
تھے کہ اس عقل کے اندھے کو کیوں ساتھ لے آیا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "منشی جی قلعی گر بھی
ہمارا مہمان ہے سب اکٹھے کھاتے ہیں"۔ بعد فراغت طعام حضرت قبلہ نے فرمایا میرا ایک
پرانا برتن ہے سخت زنگ آلود کہ مجھ سے وہ زنگ دور نہیں ہو سکا۔ کیا تم زنگ دور کر سکتے
ہو۔ اس قلعی گر نے فخریہ انداز میں کہا کہ جی ہاں کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیسے۔ قلعی گر
کہا کہ سب سے پہلے ریت سے صاف کروں گا۔ صاف نہ ہوا تو پھر اینٹیں کوٹ کر ریت
ملا کر صاف کروں گا۔ اس پر بھی نہ ہوا تو آگ پر گرم کرکے تیزاب سے صاف کرکے قلعی کر دو
یہ لمبا چوڑا طریقہ صفائی سن کر حضرت قبلہ نے فرمایا "تو فقیروں کی عیب جوئی کرتا ہے او
ہے کہ دل قلعی ہو جائے۔ جا چلا جا۔ ساری عمر قلعی گر رہے گا۔ حاصل کچھ نہ ہوگا"۔ والد صاحب
ہی دل میں ڈر رہے تھے کہ کہیں حضرت قبلہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں کہ اس بے عقل آدمی کو
ساتھ لایا۔ قلعی گر کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا "منشی جی بیٹیاں بھی اللہ کی نعمت ہیں۔ ا
لڑکا تولد ہوگا۔ اپنی بیوی سے کہو دنیا غم نہ کھائے۔ پھر ایک اور ہوگا مگر اللہ کو پیارا ہو جا
حضور قبلہ کا فرمان پورا ہوا۔ والدین کے گھر آپ کی دعا سے میں" اے ارسلیم پیدا ہوا خوشیاں
گئیں۔ راجہ سگرو کی ایک رانی میری والدہ کی ہم سبق تھی۔ اس نے بھی میری پیدائش پر مبارکباد دی

Marfat.com

گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ

محترمی حاجی بشیر احمد راجپوت 1-A-64 ٹاؤن شپ لاہور بیان کرتے ہیں کہ گنج کرم حضرت قبلہ کی عادت مبارک یہ تھی کہ حاضرین مجلس کے استعداد کی مطابق گفتگو فرماتے۔ عوام الناس کے عقائد کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے ہلکے پھلکے پر تاثیر انداز میں مسائل بیان فرماتے۔ علمائے کرام موجود ہوتے تو علمی مسائل کی لانیحل گتھیاں نہایت ہی آسان مگر عالمانہ انداز میں سلجھا دیتے۔ اہل ذوق شوق سے اسرار و رموز کے نہایت لطیف نکات بیان فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ دو تین غلام حاضر تھے تو فرمایا " درود شریف کی تین اقسام ہیں۔ (پہلا) جو اللہ کے مقرب فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں پہنچاتے ہیں (دوسرا) وہ درود جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں (تیسرا) وہ جو ذات احدیت اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں خود پہنچاتی ہے۔ پہلی قسم کا درود شریف ان اہل ایمان کا ہوتا ہے جو درود شریف محض ادائیگی فرض کے لئے پڑھتے ہیں۔ دوسری قسم کا درود شریف وہ ہے جو اہل ایمان محبت اور ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں تیسری قسم کا درود شریف وہ ہے جو عارفان باللہ توجہ قلبی تمامہ سے نہایت ادب و آداب سے پیش کرتے ہیں جو اتنی عظمت پاتا ہے کہ رب العزت واسلہ لا شریک خود اپنے ان عباد الرحمن ۔ کی طرف سے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک کی بارگاہ رسالت میں پیش فرما دیتا ہے۔ حضرت قبلہ نے اپنے اس بیان میں درود شریف کی فضیلت عبادالرحمن کی شان بندگی اور نبی رحمت کی تکریم و تعظیم واضح کر دی۔ اللہ اکبر۔

② یہی حاجی بشیر صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ ایک شیر اور بچہ شیر کا قصہ بیان فرمایا کرتے کہ ایک بچہ شیر بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں پرورش پانے کے باعث خود کو بھیڑ بکری سمجھنے لگا اور اپنی اصلیت بھول

Marfat.com

گیا۔ ایک دن وہاں جنگلی شیر ادھر آ نکلا۔ بچہ شیر کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کی طرف بڑھا تاکہ اسے اپنی اصلیت سے آگاہ کر سکے۔ مگر بچہ شیر اس خوف سے کہ کہیں یہ جنگلی شیر اسے اپنا لقمہ نہ بنا لے وہاں سے بھاگ نکلا۔ جنگلی شیر نے اس کا تعاقب کیا۔ فاصلہ دونوں کا ایک مگر نیت مختلف تھی۔ بالآخر جنگلی شیر نے اسے پکڑ لیا اور گردن سے دبوچ کر کہا "بیٹا! تم اس ریوڑ میں بھیڑ بکریوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہو۔" بچہ شیر نے جواب دیا "میں تو بھیڑ بکری ہوں" جنگلی شیر نے کہا "ارے نادان! تم تو میرے ہم جنس ہو چل آئینہ میں اپنی شکل دیکھ" جنگلی شیر اسے ایک صاف شفاف پانی والے تالاب پر لے گیا۔ بچہ شیر نے جب پانی میں جھانک کر دیکھا تو اپنی شکل جنگلی شیر کی سی پائی۔ اب اسے یقین آیا کہ وہ تو واقعی شیر ہے تو غرایا۔

اتنا بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے "آج کل کا مسلمان اپنی اصلیت بھول چکا ہے اسے راہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ انسان اپنی اصلیت اللہ تعالیٰ کے نور سے سمجھے کہ انسان اللہ کا ہی نور ہے

ع   ہر سو کہ می دیدم رخ یار می بینم

۱۔ [illegible] قاضی [illegible] کے [illegible] سید محمد عمر قریشی خطیب جامع مسجد [illegible] قبل ازیں لاہور (متوفی ۱۹۸۱ء) مجلس میں درود و سلام پڑھنے کے بعد دعا کے وقت فرماتے "اے مولا کریم! اے رب العالمین! ہمارا یہ درود و سلام مقبولیت کی ذیل میں اپنی کرم [illegible] طرف سے اپنے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ رسالت میں پیش فرما"۔

۲۔ صاف شفاف پانی سے مراد قرآنی احکام اور ارشادات عالیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو صحیح عقیدہ معہ دین دنیا کی آمیزش سے بے خطر ہو کر انسانوں کی رہنمائی کے لئے بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

① حاجی اصغر علی المعروف جلوی صاحب مدینہ چوک غلام محمد آباد فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اکیلے تشریف فرما تھے۔ میں نے موؤبانہ سلام کے بعد عرض کیا حضور آپ مجھے ولی اللہ بنادیں۔ آپ نے فرمایا میں نے آٹھ دن ہوئے تمہیں ولی اللہ بنا دیا ہے۔ تمہیں پتہ نہیں چلا" پھر فرمایا" بیلیا بتاؤ داتا کا کیا مطلب ہے۔ میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا۔ "داتا اسے کہتے ہیں۔ جو سائل کی حاجت اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی پوری کر دے۔ بعد ازاں بہت سے بیلی آئے ان میں چند جید عالم فاضل بھی تھے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے بھی یہی دریافت فرمایا کہ بتاؤ داتا کسے کہتے ہیں۔ وہ بپاس ادب خاموش رہے۔ آپ نے وہی جواب دہرایا۔ اس دن آپ ہر آنے والے کو داتا کے معنی بتاتے رہے (اشارہ یہ تھا کہ میں نے تمہاری حاجت (ولی اللہ بنانے کی) تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی پوری کر دی تھی اور اپنا مقام بھی بتا دیا سبحان اللہ)

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

۲= یہی اصغر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کی نورانی مجلس میں حاضر تھا متوسلین کافی تعداد میں موجود تھے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی نعلیں شریفین کو صحابہ کبار کی پاپوش مبارک کو یا اپنے پیر و مرشد کی جوتی کو جتڑی کہہ دے تو اس تحقیرانہ کلمہ کے باعث اس کی بخشش بالکل نہیں بلکہ کعبہ شریف کو تیل چھڑک کر جلانے والے کی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور ایسے شخص کی بخشش کی امید کی جا سکتی ہے (یعنی حقارت سے ایسا کہا جائے تو سوء ادب ہے جب کہ طریقت کل ادب است بے ادب مباش وہر چہ خواہی کن۔

۳= یہی حاجی صاحب بیان کرتے ہیں کہ زمیندار جنرل سٹور ریل بازار فیصل آباد کے مالک ---- نے مجھے کہا کہ آئندہ جب بھی آپ حضرت قبلہ کی خدمت میں

Marfat.com

کرمانوالہ شریف جاتیں مجھے ساتھ لے جاتیں چنانچہ ایک روز میں انہیں اپنے ساتھ لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔ صاحب نے حضرت صاحب کے باغیچے سے گلاب کے چند پھول توڑے اور حضرت صاحب کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیے آپ قبلہ نے فرمایا پھول کہاں سے حاصل کیے ہیں۔؟ اس نے عرض کیا کہ آپ کے باغیچے سے اس پر حضرت صاحب نے فرمایا میرے ہی پھول مجھے دے رہے ہو یہ کیا بات ہوئی اگر خدا کا مال نکال کر دو تو میں تمہیں غوث قطب بنا دوں گا۔ مطلب یہ کہ نذرانہ اپنی نیک کمائی اور خلوص کا ہونا چاہیے تب ہی انسان کسی اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد ولد الحاج محمد لیسین بھٹی چک نمبر ۵۶۲ گ۔ب

سگریٹ نوشی ترک کردی

ضلع ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ میرے گاؤں کے مولوی برکت علی صاحب کو سرکار حضرت کرمانوالے کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ مولوی صاحب حقہ کے عادی تھے۔ دوران سفر سگریٹ نوشی کرتے رہے جو سگریٹ بچ گئے۔ زمین میں دفن کیے۔ مسواک سے منہ خوب صاف کیا۔ اور آپ سرکار کی نورانی مجلس میں بیٹھ گئے۔ آپ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "مولوی جی۔ کتنے سگریٹ دبے جے"۔ یعنی کتنے سگریٹ دفن کیے ہیں۔ پھر فرمایا۔ مسواک کیتیاں کیہہ بن دا اے۔ جے بندہ دا دل صاف نہ ہووے"۔ مولوی صاحب آپ کے ارشادات دلپذیر سے بہت متاثر ہوئے اور آپ کی توجہ سے سگریٹ اور حقہ نوشی کی پرانی عادت یکدم ترک کر دی۔ یہ کمال نگاہِ ولی ہی میں ہو سکتا ہے کہ سالہا سال کی مہلک عادات یکسر چھڑا دیتے ہیں۔

چودھری غلام رسول بھٹی از گوجرانوالہ نے بیان کیا کہ میرے

نماز ہی کافی ہے

دل میں خیال جاگزیں ہو گیا کہ حضرت قبلہ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں، آپ سے کوئی اچھا سا وظیفہ دریافت کر لینا چاہیے جو مدت العمر کام دے۔ ایک دن میں حاضر خدمت تھا۔ آپ سرکار نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور از خود

Marfat.com

فرمایا "نماز ہی کافی ہے"، (نماز کی اہمیت اجاگر فرمادی)

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی گستاخی اور سر درد کی دائمی بیماری

مولوی مقصود احمد صاحب باجڑہ گڑھی سیالکوٹ والے بیان کرتے ہیں کہ قصور شہر کے ایک مولوی صاحب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ رفعت میں گستاخی کے مرتکب ہوئے اور سر درد کے دائمی مریض رہتے، ایک مرتبہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار نے فرمایا مولوی جی! سورۃ الحمد شریف کی تلاوت کیجئے، تعمیل ارشاد میں مولوی صاحب نے تلاوت کی مگر ولا الضالین کو اہلِ سنت و جماعت کی طرح پڑھا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا مولوی جی! اس طرح پڑھو جیسے قصور شہر میں پڑھتے ہو، مولوی صاحب نے عرض کیا حضور! اب ایسے ہی پڑھتا ہوں اور صحیح عقیدہ اپنا لیا ہے، آپ نے فرمایا تو بس پھر سر درد سے بھی نجات مل جائے گی مولوی صاحب نے کہا کہ اب تو میں آپ کو ہر وقت اپنے پاس پاتا ہوں اور اپنا واقعہ بیان کیا کہ ایک دن گھر میں دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا، بے خبری میں ستر کھل گیا، آپ تشریف لائے اور مجھے جگایا اور خبردار کیا، میں نے تہمد درست کر لیا میں آپ کی دست بوسی کے لئے اٹھا مگر آپ کو نہ پایا، دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ میں نے آپ کو عالم رویا میں وعظ فرماتے دیکھا، آپ آیت "وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ" کی تفسیر بیان فرما رہے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت شان پر سیر حاصل وعظ فرما رہے ہیں، میری ظلمت ڈھل گئی اور دل کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت سے لبریز پایا۔ اب میں صحیح العقیدہ مسلمان ہوں ؎

گر تو سنگِ خارہ اے مرمر شوی چو بہ صاحبِ دل رسی گوہر شوی

Marfat.com

پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاریؒ المعروف حضرت کرمانوالے کے کرامات تصرفات و مکاشفات

کشمیری مولوی! تو بہت بڑا عالم بنے گا۔ اتنا بڑا کہ کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا

او نشیند در حضور اولیاء

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عظیم نقشبندی تحصیل قاضی کوٹلی امیر پور آزاد کشمیر بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۲ء میں جامعہ اشرف المدارس اوکاڑہ میں زیر تعلیم تھا۔ میں اپنے چند ساتھی طلباء کے ساتھ حضرت کرمانوالہ شریف حضرت گنج کرم پیر کرمانوالےؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ کی نورانی محفل کا از حد شوق تھا۔ میں ڈر کے مارے آپ حضرت سے ذرا دور بیٹھ گیا۔ آپ عالم استغراق میں تھے۔ جب عالم استغراق سے ہوش میں آئے تو مجھے فرمایا "بیٹا! قریب آ جا"۔ تعمیل ارشاد میں قریب ہو گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا "کیا کرتے ہو" عرض کیا اشرف المدارس میں پڑھتا ہوں۔ فرمایا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے صرف نحو کی کتاب کا نام لیا۔ اس پر فرمایا "صحیح لفظ ھدایت ہے یا ھدایت" میں نے درست تلفظ بتایا تو حضرت قبلہ پھر استغراق کے عالم میں چلے گئے۔ جب عالم استغراق سے واپس آئے تو فرمایا "کہاں کا رہنے والا ہے" عرض کیا حضور آزاد کشمیر کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا "کشمیری مولوی! تو بہت بڑا عالم بنے گا۔ اتنا بڑا عالم کہ کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا" میں نے عرض کیا حضور لکھ دیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا۔ قلم کاغذ لاؤ۔ میں نے قلم اور کاغذ پیش کیا۔ تو حضرت صاحب نے فوراً لکھ دیا۔ "کشمیری مولوی! تو اتنا بڑا عالم بنے گا کہ کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا"۔ میں نے یہ تحریر مبارکہ اپنی جیب میں رکھ لی۔ بعد اجازت ہم سب واپس اوکاڑہ چلے آئے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ کی تحریر کا یہ اثر ہوا کہ جو سبق میں پڑھتا بلا مشقت از بر ہو جاتا۔ حتیٰ کے میں نے چار سال کا کورس دو سال میں مکمل کر لیا اور جامعہ نعیمیہ لاہور میں داخلہ لے لیا۔ یہاں پر دورہ حدیث مکمل کیا۔ ضلع ہزارہ اور کراچی کی مایہ ناز سنی درس گاہوں سے علم دین کی تکمیل کی۔ علم منطق کی سب کتابیں از بر کر لیں۔ صرف نحو میں وہ کمال حاصل کیا کہ مفتی محمد حسین نعیمی اور شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحبان سیدی جامعہ نعیمی لاہور والوں نے مجھے نعیمیہ میں ہی مدرس تعینات کر دیا۔ پھر شیخ الحدیث ازاں بعد ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ اپنے ملک میں جا کر درس و تدریس کا کام شروع کرو۔ چنانچہ میں نے جامعہ عثمانیہ ضلع میرپور (آزاد کشمیر) میں ذکر و تدریس کا کام شروع کیا۔ جب میں نے تفسیر بیضاوی بغیر تیاری کے پڑھانی شروع کی۔ تو میرپور شہر میں میرے علم و فضل کی دھوم مچ گئی۔ بڑے بڑے جید عالم میرے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ تحصیل و ضلع کے قاضی مجھ سے فتویٰ نویسی کراتے۔ چند دیگر فرقوں کے علماء سے میرا مناظرہ بھی ہوا۔ حضرت قبلہ کی دعا اور توجہ سے مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔ آزاد کشمیر کے کونے کونے میں میری شہرت ہو گئی۔ اس طرح آپ کے وہ الفاظ "کشمیری مولوی! تو بہت بڑا عالم بنے گا۔ اتنا بڑا کہ کوئی تیرا مقابلہ نہیں کر سکے گا" حرف بہ حرف درست ثابت ہوئے (افسوس کہ وہ متبرک تحریر مجھ سے کہیں کھو گئی)

○ **کرامت۔** مولوی محمد جمیل نقشبندی حال خطیب جامع مسجد جگالیاں (تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر) بیان کرتے ہیں۔ کہ میں اپنے ایک دوست صوفی محمد عالم کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لڑکپن کا زمانہ تھا۔ حضرت قبلہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا "مینوں ایہہ چھوٹے چھوٹے مولوی بڑے چنگے لگ دے نے" میں ان دنوں لاہور سائیں جیون کی جھلار پر ایک مٹھائی فروش کی دوکان پر حلوائی کا کام کرتا تھا۔ چہرہ گول اور صحت اچھی تھی۔ داڑھی ابھی پھوٹ رہی تھی۔ حضرت قبلہ کی نگاہ ولایت نے وہ سب کچھ دیکھ لیا۔ جو میں اس وقت سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ کہ ایک حلوائی، مولوی کیسے بن جائے گا۔ حضرت صاحب سے ملاقات کے بعد دوکان پر واپس آیا۔ تو دل میں ایک دم خیال آیا۔ کہ علم دین سیکھنا چاہیے۔

Marfat.com

دوکان سے چھٹی کی اور فوراً مسجد میں مولوی فرمان علی شاہ صاحب کے پاس گیا۔ اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ مولوی صاحب نے میرا علمی شوق دیکھ کر مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔ ان سے ابتدائی کتب درس نظامی، صرف نحو، منطق وغیرہ پڑھیں۔ پھر مولانا غلام نبی صاحب اس مسجد کے خطیب مقرر ہوئے تو ان سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی۔ میں رات کے ایک بجے تک ان سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ پھر اسی مسجد میں وعظ کرنا شروع کر دیا۔ میں سکول سے صرف پرائمری پاس تھا۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے ایک وعظ خوش بیاں ہوں زبان میں ایسی تاثیر ہے کہ لوگ جوق در جوق وعظ سننے کے لیے آتے ہیں۔ یہ سب قبلہ اعلیٰ حضرت کے فیضان، توجہ سے ہوا۔ (مولوی محمد جمیل نقشبندی اپنے گاؤں کی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ خاص و عام میں مقبول ہیں)۔

○ صوفی محمد خان عرف بڑے میاں ساکن سہری تحصیل و ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر) بیان کرتے ہیں۔ کہ میں شہر لاہور میں سائیں جیون کی جھلار پر ایک بیکری پر کام کرتا تھا۔ وہاں ہر روز نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں ایک خستہ حال شخص آیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اس سے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں سید ہوں اور سوامی نگر میں رہائش ہے غریب مفلس ہوں۔ ایک پرانی ٹیکسی چلاتا ہوں جو ہر روز خراب ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث پریشان رہتا ہوں۔ میں نے پوچھا کس پیر کے مرید ہو۔ اس نے بتایا کہ حضرت کرمانوالی سرکار کا میں نے کہا جب تمہاری ٹیکسی خراب ہو جائے۔ اور تم ٹیکسی کے نیچے تپتی سڑک پر ٹیکسی ٹھیک کر رہے ہو اس وقت اپنے پیر صاحب کو مدد کے لیے پکارنا۔ ایک دن اس کی ٹیکسی مال روڈ پر خراب ہو گئی۔ گاڑی کے نیچے لیٹ کر وہ خرابی دور کر رہا تھا کہ اس نے حضرت کرمانوالی سرکار کو مدد کے لیے پکارا۔ کچھ وقت گزرا ہو گا۔ کہ ایک کار اس کے نزدیک آکر رکی۔ اس کی ٹانگیں ٹیکسی سے باہر سڑک پر تھیں۔ اس نے ٹیکسی کے نیچے ہی سے آواز دی کہ "اندھے ہو گئے ہو دیکھتے نہیں مجھے کیوں مارنے لگے ہو" یہ کہہ کر ٹیکسی سے باہر نکلا۔ تو دیکھا کہ حضرت کرمانوالی سرکار کھڑے ہیں۔ اس گستاخی پر معافی کا طالب ہوا۔ اور عرض کیا "کوئی غیر آدمی سمجھ کر ایسا کہہ بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا "بیلیا! تینوں کوئی نہیں مار سکتا" مزید فرمایا جا گھر چلا جا۔ آج شام تجھے نئی ٹیکسی

Marfat.com

مل جائے گی۔ جو ابھی تک استعمال نہیں ہوئی" چنانچہ شام کے وقت وہ گھر آیا۔ تو ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا کہ میں بیرون ملک جارہا ہوں۔ میری یہ ٹیکسی بالکل نئی ہے۔ لے لو اور اسے چلایا کرو۔ حضرت قبلہ کا فرمان پورا ہوا۔ اس کی پکار پر حضرت سرکار کا یکدم مدد کے لیے پہنچ جانا عجیب معلوم ہوا۔ حضور قبلہ تو غوث زماں تھے۔ کہ مرید کی مدد کو پہنچ گئے۔ اور جو کچھ کہا پورا ہو گیا۔ اللہ اکبر۔ یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ شاہ صاحب پھر مجھے ملے تو آسودہ حال خوش و خرم تھے۔ اور مجھے دعائیں دیں کہ میری رہنمائی سے مشکل اور پریشانی دور ہوئی۔ یہی صوفی عہد خاں عرف بڑے میاں بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن میں حضرت قبلہ کی نورانی مجلس میں حاضر تھا۔ کہ ایک بیلی آیا۔ آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا "کیوں ماسٹر جی! آج اخبار پڑھا ہے۔" اس نے عرض کیا حضور پڑھا ہے۔ فرمایا کیا لکھا ہوا تھا۔ ماسٹر جی نے عرض کیا" حضور لکھا ہوا ہے کہ بی بی فاطمہ جناح کا جلوس بڑا لمبا تھا۔ امید ہے کہ وہ الیکشن جیت جائے گی۔" حضرت قبلہ نے فرمایا"۔ بیلیا! اساں فاطمہ جناح نوں جتن نہیں دینا۔ اساں تے ایوب نوں صدر بنا دتا اے"۔ چنانچہ الیکشن کا نتیجہ سنایا گیا۔ کہ صدر محمد ایوب خاں کامیاب ہو گیا ہے۔ اللہ اکبر حضرت قبلہ کا فرمان درست نکلا۔ ایک مرتبہ اس عاجز (مقبول) کی موجودگی میں آپ حضرت نے فرمایا تھا۔ ".بیلیو عورت نالوں مرد چنگا ہوندا اے"۔ اس سبب ایوب خاں کامیاب ہوا تھا۔ کہ قبلہ حضرت ان کے حامی تھے۔ اور عورت کی حکمرانی کو ناپسند فرماتے تھے۔

○ ۲ ۔ صوفی عہد خاں عرف بڑے میاں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں پہلی مرتبہ بمعہ اہل و عیال حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم آسودہ حال نہ تھے۔ میری بیوی نے کہا کہ ہم غریب آدمی ہیں اور حضرت صاحب اتنے بڑے پیر ہیں۔ تو ہمیں کرایہ دینا چاہیئے۔ میں نے بیوی سے کہا کہ ایسا مت کہو میں اور میرا بڑا بیٹا محمد تاج حضرت قبلہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے میرے بیٹے کو بلا کر سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا جاؤ لنگر کھاؤ۔ تھوڑی دیر آرام کر لینا اور جب میں کہوں پھر جانا۔ ہم لنگر کھا کر لیٹ گئے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حضرت صاحب کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دوران اوکاڑہ سے دو آدمی پہلی دفعہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت قبلہ نے انہیں جانے کی اجازت دی تو ہمیں بھی اجازت دے دی۔ ہم سڑک پر پہنچے تو ان دو آدمیوں نے مجھ سے کہا۔ کہ تم ہمارے ساتھ اوکاڑہ تک آؤ۔ اور صبح وہاں سے لاہور چلے جانا۔ ہم ان کے ساتھ اوکاڑہ چلے آئے۔ صبح یہ آدمی جب ہمیں رخصت کرنے لگے۔ تو لاہور تک کے لیے پورا کرایہ دے دیا۔ ہم راضی خوشی لاہور پہنچ گئے۔ میں نے راستہ میں بیوی سے کہا۔ کہ حضرت صاحب نے اسی لئے ہمیں ان دو آدمیوں کے ساتھ کر دیا تھا کہ تمہاری کہی ہوئی بات پوری ہو جائے۔ یہ تھا آپ کا کشف اللہ اکبر۔

○ ۳۔ یہی بڑے میاں بیان کرتے ہیں کہ میں اور صوفی محمد عالم عرف صوفی مہندی مرحوم و مغفور ایک مرتبہ حضرت کرمانوالے شریف حضرت قبلہ کی حاضری کی غرض سے گئے۔ اس وقت حضرت صاحب درخت کے سایہ میں اپنے حجام سے حجامت بنوا رہے تھے اور چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ جونہی آپ نے صوفی محمد عالم کو دیکھا تو حجام سے فرمایا "بیلیا! چھوڑ دے حجامت اک رب دا درویش بندہ آگیا اے۔ تھوڑی دیر ایدے کول بیٹھن دے"۔ پھر آپ خود ہی چارپائی سے نیچے اترے اور صوفی محمد عالم کے سامنے ہی بیٹھ گئے۔ بڑے پیار محبت سے حال دریافت فرمایا اور رخصت کیا۔ مجھے اس وقت صوفی مہندی کی شان کا پتہ چلا جب حضرت قبلہ خود چارپائی سے اتر کر ان سے ملے۔ اس سے قبل مجھے معلوم نہ تھا کہ صوفی صاحب کا اتنا بلند مقام ہے کہ غوث وقت بھی ان کا احترام لازم جانتا ہے۔

سبحان اللہ سچ ہے ولی را ولی می شناسد۔

○ ۴۔ یہی صوفی عبد خاں عرف بڑے میاں بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم آپ کی نورانی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی پشت مبارک ہماری طرف تھی۔ میرے گھٹنوں میں درد شروع ہو گیا۔ میں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھ گیا۔ میری دیکھا دیکھی چند اور بیلیوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا۔ ہر چند کہ حضرت قبلہ ہمیں نہ دیکھ رہے تھے کہ ہم آپ کی پشت کیطرف تھے۔ آپ نے فرمایا "کچھ بیلی بے ادب ہو گئے نے۔ جاؤ جا کے لنگر کھاؤ"۔ چنانچہ ہم لنگر کھانے کے لیے چلے گئے۔

Marfat.com

کرامت/تصرف

(نذر احمد مقبول)

میری بیٹی سلمی جبیں نے ۱۹۸۵ء میں C.T کلاس پاس کی تو ملازمت کے لئے دھوڑ دھوپ ہونے لگی۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے اخبارات میں مشتہر ہوا کہ C.T طالبات ملازمت کے لئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز دمن برانچ ہال روڈ لاہور کے دفتر میں اپنی درخواستیں بذریعہ دفتر روزگار فلاں تاریخ تک جمع کرائیں۔ تاریخ انٹرویو بھی بتا دی گئی۔ سوئے اتفاق کہ یہ اخبار ہماری نظر سے نہ گزرا۔ انٹرویو سے صرف ایک دن قبل معلوم ہوا۔ بیٹی کی درخواست لے کر میں دفتر روزگار پہنچا۔ مگر انہوں نے یہ درخواست وصول کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ میں واپس لوٹا۔ بیٹی سے کہاکہ تم انٹرویو کے لئے تیاری کرو۔ رات بعد نماز عشاء اور تہجد کے وقت بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا رہا اور اپنے پیرو مرشد گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر التجائیں کرتا رہاکہ نظر کرم فرمائیں حضور نبی اکرم رؤف الرحیم کی بارگاہ رسالت میں درود سلام کا نذرانہ پیش کرتا رہا۔ پھر سویا۔ اٹھا تو طبیعت ہشاش بشاش تھی اور دل مطمئن کہ انشاء اللہ مراد حاصل ہو کر رہے گی۔ ناامیدی نہ ہو گی۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول راوی روڈ کے ہال میں ۱۹۸۶ء کے اوائل میں ۹ بجے انٹرویو تھا۔ میری بیٹی نے اپنی ایک سہیلی کو جسے ایسے ہی حالات کا سامنا تھا۔ خبر کر دی میں ان دو طالبات کو لے کر راوی روڈ پہنچا۔ اور انہیں دفتر کے باہر بٹھا دیا۔ انٹرویو ابھی شروع نہیں ہوا تھاکہ اک اہلکار سفید ریش دفتر سے باہر آیا۔ اور بچیوں سے گویا ہوا! "بیٹی تم یہاں کیوں بیٹھی ہو"۔ میری بیٹی نے جواباً" کہا "باباجی! انٹرویو کے لئے" اس اہلکار نے کہا درخواست دی ہے۔ بیٹی نے کہاکہ اطلاع نہ ہوئی۔ اب درخواست لے لیجئے۔ اس بزرگ نے دونوں بچیوں کے درخواستیں لے لیں اور دفتر میں وصول شدہ درخواستوں میں رکھ دیں۔ بعد ازاں انٹرویو شروع ہوا۔ تو ان بچیوں کو بھی بلایا گیا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انٹرویو اچھا رہا۔ اور ان دونوں طالبات کو تقرری کے آرڈر موصول ہوئے۔ میری بیٹی کی تقرری مدرستہ البنات میں ہوئی جو شہر لاہور میں لڑکیوں کا بہترین ہائی سکول ہے اللہ اکبر....

ہوا یوں کہ چند درخواستیں انسپکٹر صاحب کے دفتر واقع ہال روڈ میں غلطی سے رہ گئیں۔ وہ درخواستیں لانے کے لئے کوئی اہلکار گیا اور لے کر واپس آیا۔ اس دورانیہ میں

Marfat.com

اس بزرگ اہلکار نے ان دو طالبات کی درخواستوں پر دفتری کاروائی مکمل کر لی۔ اور یہ دو درخواستیں پہلے سے موصول شدہ درخواستوں میں شامل کر دیں۔ چنانچہ بیٹیوں کو ملازمت مل گئی سبحان اللہ ۔ عہ

نہ پوچھ ان فرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضائے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

آپ کا مقام : مولانا امین شرقپوری رسالہ آئینہ میں لکھتے ہیں کہ پچھلے دنوں ایک صاحب میاں بہادر علی ساکن کاہنہ (ضلع لاہور) جو حال ہی میں زیارات اور عمرہ کے بعد واپس آئے ہیں ناچیز راقم الحروف سے ملے اور بتایا کہ یکم مارچ بروز ہفتہ (حضرت قبلہؒ کے وصال کے دو روز بعد) وہ مدینہ منورہ میں تھے۔ ڈاکٹر اظہر صاحب مقیم جدہ ان دنوں مدینہ عالیہ میں ڈیوٹی پر تھے' ایک دن ڈاکٹر صاحب بہادر علی سے ملے ان کی شکل وشباہت سے اندازہ لگا کر بہادر علی سے اتہ پتہ دریافت کیا۔ جب انہوں نے لاہور اور حضرت قبلہؒ سے تعلق کا ذکر کیا تو ان سے بغل گیر ہوئے اور اپنے ساتھ کیمپ میں لے گئے کھانے کے دوران ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ پرسوں (جمعرات) عصر کے بعد وہ جنت البقیع کے پاس سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت قبلہؒ کو وہاں کھڑے دیکھا یہ نیاز مندانہ آگے بڑھے۔ حضرت قبلہؒ نے ہلکے تبسم سے فرمایا "ڈاکٹر صاحب آپ کو بھی میرے یہاں آنے کی خبر ہو گئی ہے"۔ اس وقت تک نہ تو ڈاکٹر صاحب کو حضرت قبلہؒ کی رحلت کی خبر ملی تھی اور نہ میاں بہادر علی ہی کچھ جانتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے بہادر علی سے حضرت قبلہؒ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے انہیں تاکید کی کہ وہ واپسی پر جدہ میں ان سے ضرور مل کر جائیں۔ کوئی دو ہفتہ بعد عمرہ سے فارغ ہو کر بہادر علی جدہ پہنچے۔ جب وہ ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ پر گئے تو وہاں چند اور لوگ بھی جمع تھے اور فاتحہ خوانی ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب انہیں دیکھتے ہی بولے بھئی! حضرت قبلہؒ کا تو وصال ہو گیا"۔ صاحبزادہ صاحب کے خط سے خبر ملی ہے۔ وصال کا وہی وقت اور دن تھا جب ڈاکٹر صاحب نے حضرت قبلہؒ کو جنت البقیع میں دیکھا تھا۔ کسی نے کیا ہی سچ کہا ہے۔ "حیات بھی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی اور موت بھی ان لوگوں کی"۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات اور بھی بلند فرمائے۔ عہ

ہوں گے دنیا میں بہت سے اولیاء آپ کا لیکن کوئی ہمسر نہیں!

Marfat.com

گنج کرم اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رح المعروف حضرت کرمانوالے

حاجی بشیر احمد جاوید بیان کرتے ہیں۔ کہ میری ولادت ۱۹۳۱ء کی ہے۔ والد گرامی کا نام مولوی غلام محمد ہے۔ جو فارغ التحصیل عالم فاضل تھے۔ ہندوستان میں ہم خیراللہ پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں رہتے تھے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر ہم پاکستان آ گئے اور چک صوفیاں والا نزد چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر میں سکونت اختیار کی۔ قبلہ والد صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری سے بیعت تھے۔ میں بارہ سال کی عمر میں حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوا اس وقت آپ کرمونوالہ شریف ضلع فیروز پور بھارت میں سکونت رکھتے تھے۔ میں پیرو مرشد کے ارشاد کے مطابق پاکستان بسلسلہ کاروبار لنڈن آیا۔ از خود ہی لنڈن سے نیو کاسل چلا آیا۔ حضرت قبلہ سے اجازت حاصل نہ کی۔ نیو کاسل میں کاروباری حالت دگرگوں رہی۔ ایک شب عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی محفل نیو کاسل میں سجی ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت پیرو مرشدی محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں دست بوسی کے لیے آگے بڑھا تو قبلہ حضرت نے خفگی کے لہجہ میں فرمایا "تو ایتھوں چلا جا تینوں لنڈن بھیجیا سی نیو کاسل کیوں آیاں اے"۔ ایتھوں چلا جا۔ صبح بیدار ہوا تو خواب یاد آیا اور اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کہ پیرو مرشدی کی حکم عدولی ہوئی ہے میں فوراً نیو کاسل سے لنڈن چلا آیا اور بذریعہ خط معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ حضرت کے باطنی تصرف سے لنڈن میں حالات سازگار ہونے لگے۔ اور کاروبار بھی خوب چمکا۔ دن پھر گئے اور خوشحالی ہی خوشحالی نظر آنے لگی۔

② یہی جاوید صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم چار آدمی حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالہ حاضر ہوئے۔ جونہی ہم آپ کے کمرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے غضبناک لہجہ میں فرمایا کہ ان کو باہر نکال دو۔ ہم باہر چلے آئے۔ پھر ہمیں بلوایا تو ہم حاضر ہوئے۔ پھر نکال دیئے گئے۔ پھر بلوایا تو ہم تین آدمی اندر داخل ہوئے تو فرمایا اس چوتھے کو باہر نکال

Marfat.com

۔۔۔ یہ ساری باتیں بہ دری کرکے مجھے مٹ گئی ہے۔

بندہ فانی خواص کو علم الغیب اور جیسا مستند ہوا ہے کشف القلوب

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے خاص بندے غیب کی باتیں جان لیتے ہیں اور دنیا والوں کے دلوں میں

چھپی باتیں بھی سمجھ لیتے ہیں۔

حاجی بابا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواجہ غلام پیر نور محمد مہاروی کے عرس

مبارک کے موقع پر حضرت گڑھی والے رحمتہ اللہ علیہ مہار شریف میں تشریف فرما

تھے۔ صاحبزادہ پیر محمد علی شاہ پچھلی رات میں شب استراحت فرما تھے۔ کسی نے کہا کہ نماز کا

وقت قریب ہے صاحبزادہ کو جگا دینا چاہیے۔ قبلہ حضرت نے فرمایا انہیں اللہ اللہ کرنے

دو مت جگاؤ۔ چنانچہ چند منٹ بعد صاحبزادہ خود ہی بیدار ہو گئے۔ آپ نے اس امر کا

انکشاف فرمایا کہ مردان خدا نیند میں بھی ذکر خدا سے غافل نہیں ہوتے۔ کوئی سانس ذکر

الٰہی سے خالی نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

۵۔ ایک ضعیف العمر شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا عرض پیرا ہوا "حضرت

صاحب! میری بھینس چوری ہو گئی ہے۔ دعا فرمائیں مل جائے"۔ آپ نے کوئی خاص توجہ نہ

فرمائی۔ اس بوڑھے شخص نے دوبارہ عرض کیا۔ آپ نے پھر بے اعتنائی سے کام لیتے ہوئے

چپ فرمایا۔ جب بوڑھے میاں نے تیسری بار عرض کیا تو آپ نے فرمایا "تویں تے اُٹھارہ

سال دی عمر توں ہی چوری کیتا ہیں۔ ایہہ اسدا بدلہ اے"۔ اس شخص کو اپنا واقعہ

یاد آ گیا تو حضرت قبلہ کے پاؤں پکڑ لیے۔ اپنے جرم کا اقرار کیا اور غلطی پر نادم ہو کر معافی کا

خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا "جا تینوں مل جائے گا"۔

۶۔ حضرت بابا جی سرکار پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ ۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء حاجی بشیر احمد

جاوید کی دوکان پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کہ لاہور شہر کا رہنے والا ایک شخص لبانا می

حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا حضور!

مجھ سے قتل ہو گیا ہے۔ دعا فرمائیے بری ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا مزید قتل نہ کرنا۔ جاؤ بری

ہو جاؤ گے۔ وہ شخص چلا گیا۔ چنانچہ وہ بری ہو گیا۔ اس سے پھر قتل سرزد ہو گیا۔ وہ اس

مرتبہ بھی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا ملتجی ہوا۔ حضرت صاحب نے فرمایا بری

ہو جاؤ گے مگر کچھ سزا ضرور ملے گی۔ نتیجتاً وہ بری ہو گیا لیکن مخالف فریق نے اس کے بھائی

Marfat.com

کو قتل کر دیا۔

⑥۔ حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کرموں والا شریف میں حضرت قبلہ کا ایک خادم محمد رفیق نامی تھا۔ وہ اکثر حضرت صاحب سے کہتا کہ اخبار پڑھنا چاہیے تاکہ تازہ ترین حالات سے انسان باخبر رہے۔ حضرت قبلہ اس کی بات سنی ان سنی کر دیتے۔ وہ بضد تھا اور ہر روز اس موضوع پر حضرت قبلہ سے بحث کرتا۔ آپ خاموشی اختیار فرمالیتے (کیونکہ آپ تو باطنی طور پر ہر بات سے باخبر تھے) ایک مرتبہ وہ فرید کوٹ ریاست میں کسی کام سے گیا تو پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ کیونکہ اس کی گرفتاری کا حکم اخبار میں شائع ہو چکا تھا۔ جیل سے اس نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ حضور میری گستاخی معاف فرمائیں۔ مجھے اپنی غلطی کی سزا مل گئی ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی وہ رہا ہو کر فرید کوٹ سے کرمونوالہ شریف حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اس نے خواہ مخواہ کی بحث اور تکرار کے باعث حضرت قبلہ کی ناراضگی مول لی تھی اور اس کی سزا بھی پائی۔ بزرگوں کی صحبت میں دور از کار باتوں سے پرہیز لازمی چاہیے۔

⑦۔ حاجی بشیر احمد جاوید بیان کرتے ہیں کہ گنج کرم چشتیاں شریف حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے عرس مبارک کے موقعہ پر چشتیاں شریف تشریف لے جاتے۔ آپ کے قیام طعام کا الگ انتظام ہوتا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک مجذوب آپ کی رہائش گاہ کے ارد گرد چکر کاٹ رہا ہے۔ گویا کہ طواف کر رہا ہے۔ (حضرت قبلہ کا تصرف مجذوبوں پر بھی تھا۔ اور مجذوب آپ کا از حد احترام فرماتے۔ اور آپ کی خدمت گزاری میں فخر محسوس کرتے۔)

⑧۔ یہی حاجی بشیر احمد جاوید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عرس کے موقعہ پر حضرت گنج کرم چشتیاں شریف میں رونق افروز تھے۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جسے چارپائی پر لٹا کر رسیوں سے باندھا ہوا تھا۔ کہ مبادا کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو۔ جب رسیاں کھول دی گئیں تو وہ شخص آپ کے سامنے مؤدب بیٹھ گیا۔ آپ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ بیلیا! لوگوں کو مت ڈرایا کر۔ اور ان لوگوں سے جو اسے لائے تھے فرمایا کہ۔ بیلیو! اسے زدو کوب نہ کیا کرو۔ وہ شخص جسے خطرناک سمجھ کر رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ چنگا بھلا ہو گیا اور سب لوگوں نے سکھ کا سانس لیا اور سب مطمئن ہو کر رخصت ہوئے۔ تصرف ہو تو ایسا۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

راجہ یعقوب علی جو بید صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری چشتیاں شریف میں عرس کے موقع پر تشریف رکھتے تھے۔ اور عقیدت مند نورانی مجلس میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب معاً اٹھے اور فرمایا سب یہیں بیٹھے رہیں۔ آپ کمرے سے باہر تشریف لے گئے۔ صرف ایک دو خادم ساتھ تھے۔ آپ ایک کنواں پر تشریف لے گئے۔ وہاں پر ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ مسجد ہی کے اندر چٹائی بچھا دی گئی۔ اور خادم مسجد کے دروازے باہر آ گئے۔ آپ چٹائی پر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں ایک داڑھی منڈا شخص عجیب و غریب حالت میں حاضر ہوا۔ اس شخص کے ساتھ ایک خادم تھا جو متشرع تھا۔ حضرت قبلہ اس شخص کی تعظیم کے لیے اٹھے۔ اور اس کے پاؤں کو اپنے دست مبارک سے مس کرنا چاہا وہ بزرگ بھی حضرت قبلہ کی تعظیم ملحوظ رکھتے تھے۔ بالآخر حضرت قبلہ نے اس شخص کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود مؤدب ان کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔ دونوں حضرات خاموش بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر بعد بزرگ چلے گئے۔ اور حضرت قبلہ واپس تشریف لے آئے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ عالم خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مہاروی شریف روپ بدل کر حضرت قبلہ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے۔ اور باطنی طور پر اس مسجد کو مقام ملاقات مقرر فرمایا۔

واللہ اعلم۔ ادب تاجیست از لطف الٰہی۔ بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی۔

حضرت باباجی سرکار نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے دیکھا کہ پیر سید شبیر شاہ مرحوم مغفور مدفون تاروواں کنجاہ روڈ ضلع گجرات حضرت قبلہ کے مویشیوں کا گوبر اٹھا رہے ہیں اور جگہ صاف کر رہے ہیں۔ آپ حضرت قبلہ نے منع فرمادیا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ پیر سید شبیر شاہ صاحب کو حضرت قبلہ سے بہت پیار تھا۔ حضرت گنج کرم کے چہلم مبارک تک شبیر شاہ صاحب نے چالیس قرآن مجید ختم کئے۔ یعنی ہر روز ایک قرآن مجید۔ اتنی مشقت اللہ اکبر یہ تو صرف محبت اور اس کا ہی کرشمہ ہو سکتا ہے۔ عقیدت نہ ہو تو کون اتنی جان کھپاتا ہے۔

باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رات کے وقت بیٹری وغیرہ ہاتھ میں نہ لیتے تھے بلکہ لالٹین کا استعمال پسند فرماتے اور لیمپ کی روشنی سے کام لیتے تھے۔

پیر سید محمد قاسم شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان سے ڈاکٹر نور الدین صاحب موضع سیوٹن انگلینڈ نے بیان کیا کہ مولانا عبدالستار خاں نیازی دانت کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ وہ

Marfat.com

ان کے کلینک پر تشریف لائے۔ تو دوران رسمی گفتگو انہیں معلوم ہوا کہ میں (ڈاکٹر نورالدین) حضرت کرمانوالی سرکار اوکاڑہ والوں کا مرید ہوں۔ نیازی صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے پیر جی کے تصرف اور کمال کا واقعہ مجھ سے سنئے۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی فرمانے لگے کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے سلسلہ میں مجھے سزائے موت سنائی گئی تھی۔ تو میں نے ایک آدمی حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کی خدمت میں دعا کیلئے بھیجا۔ تو حضرت قبلہ نے فرمایا "نیازی صاحب ساڈے بیلی نیں۔ انہاندا کوئی بھی وال ونگا نہیں کر سکدا اے"۔ چنانچہ میں مقدمہ میں بری ہو گیا اور آپ کی دعا سے سزائے موت سے بچ گیا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جب حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا نیازی صاحب کو اپنا بیلی فرما دیا تھا تو کون مائی کا لال نیازی صاحب کو تختہ دار پر لٹکا سکتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ مولانا نیازی صاحب کے دوسرے ساتھی بھی جن میں مولانا مودودی بھی شامل تھے۔ بری کر دیئے گئے۔ فوجی عدالت نے آپ کو پھانسی کی سزا سنائی۔ آپ سات دن اور آٹھ راتیں کال کوٹھری میں رہے۔ ۱۴ مئی کو یہ سزائے موت عمر قید میں بدل دی گئی۔ پھر مئی ۱۹۵۵ء میں آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔ اللہ اکبر

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

⑬۔ یہی ڈاکٹر نورالدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے پاس علامہ ابوالکمال غلام رسول برق قادری نوشاہی تشریف لائے۔ تو باتوں باتوں میں فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم تین دوستوں نے لاہور سے حضرت کرمانوالہ جانے کا پروگرام بنایا۔ ایک وکیل صاحب بھی تھے انہوں نے کہا کہ ناشتہ یہاں ہی کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہاں پیسٹری وغیرہ تو نہیں ملے گی۔ لنگر کی روٹی ہو گی۔ میں (ڈاکٹر صاحب) نے کہا۔ کہ ہم حضرت قبلہ سے ملنے جا رہے ہیں۔ لہذا ناشتہ وغیرہ وہاں جا کر ہی کریں گے۔ راستہ میں نامناسب ہے۔ ہم تینوں دوست حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا "پہلے ناشتہ کر لیجئے" چنانچہ خادم نے ہمیں ایک کمرہ میں لے جا کر ناشتہ پیش کیا۔ تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ناشتہ میں پیسٹری مٹھائی وغیرہ تھی۔ ہم نے خادم سے دریافت کیا کہ کیا سب کو ایسا ہی ناشتہ ملتا ہے یا ہمارے لیے

Marfat.com

سپیشل انتظام ہے۔ خادم نے بتایا کہ آپ حضرات کیلئے سپیشل آدمی بھیج کر لاوکا زوے ناشتہ کا سامان منگوایا گیا ہے۔ آپ قبلہ کشف کے شہنشاہ تھے۔ کوئی بات آپ سے چھپی نہ رہتی تھی۔ مردان خدا اعلام الغیوب ہوتے ہیں اور یہ علم لدنی انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے ملتا ہے۔ رب کریم کے فضل و کرم سے

ڈاکٹر پیر محمد قاسم شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اعزاز دین بٹ ولد معراج دین بٹ کریم پورہ بلاک نمبر ۲ پلاٹ اللہ راوی روڈ لاہور نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت قبلہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کی بزرگی کا شہرہ سنا تو ۱۹۴۳ء میں پہلی دفعہ کرمونوالہ شریف ضلع فیروز پور بھارت حضرت قبلہ کی زیارت کے شوق سے پہنچا۔ فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن سے کرمونوالہ شریف پاپیادہ سفر کرنا پڑتا تھا۔ میں گورنمنٹ پریس لاہور میں ملازم تھا۔ اور تین چار میل ریتلے علاقہ کا سفر پیدل نہ کر سکتا تھا۔ دوران سفر ٹرین میں ہی دل میں خیال آتا تھا کہ حضرت قبلہ سواری کا انتظام فرمادیں گے۔ تو پھر زیارت کیلئے جاؤں گا۔ پیدل ہرگز نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ جب میں فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن پر ٹرین سے اترا تو سواری کیلئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تو ایک شخص کو اونٹنی لئے کھڑا پایا۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ لاہور سے جو بابو آ رہے ہیں انکیلئے حضرت صاحب نے اونٹنی سواری کیلئے بھیجی ہے۔ میں نے کہا وہ بابو تو میں ہوں۔ چنانچہ میں اونٹنی پر سوار ہو کر کرمونوالہ شریف پہنچا۔ تو مسجد میں صاحبزادہ صاحب موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ لاہور والے بابو صاحب کو حضرت قبلہ بلاتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام مؤدبانہ کے بعد بیٹھ گیا اور عرض کیا جب روشنی ہوتی ہے تو سب کچھ نظر آتا ہے۔ روشنی ہی نہ ہو تو پھر کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر آپ کا محمد (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے تو پھر نظر کیوں نہیں آتا؟ حضرت قبلہ کے خدام میری اس طرز گفتگو پر بیتاب نظر آئے اور خفگی کا اظہار کیا۔ حضرت قبلہ نے انہیں روک دیا۔ پھر حضرت قبلہ نے مجھے قصیدہ غوثیہ کا پہلا شعر سقانی الحب[1] ...... نماز تہجد سے قبل پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا

[1] سقانی الحب کاسات الوصالی۔ فقلت لخمرتی نحوی تعالی

ترجمہ = عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے۔ پس میں نے شراب محبت سے کہا میری طرف آ۔ (قصیدہ الغوثیہ ۲۵ اشعار پر مشتمل ہے جو عالم استغراق میں غوث اعظم سے وارد ہوا)

Marfat.com

اور فرمایا کہ آٹھ بار متواتر کرمونوالہ شریف آئیں۔ میں واپس لاہور آیا اور میں نے تعمیل ارشاد میں پڑھنا شروع کیا تو مجھے حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی کی زیارت نصیب ہوئی۔ غوث پاک نے مجھے شربت پلایا اور مٹھائی سے تواضع کی۔ اور چاول کھلائے یہ عالم خواب کا واقعہ ہے۔ ایکبار پھر میں کرمونوالہ شریف پہنچا۔ دوران سفر ایک پوربی ہندوستانی کی پگڑی ٹرین سے نیچے گرادی۔ وہ بیچارا خاموش رہا۔ جب میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے از خود فرمایا۔ بیلیاا راستہ میں شرارتیں نہ کرنی چاہئیں۔ سمجھانے کیلئے مزید فرمایا جولڑکی راستہ میں کھاتی پیتی اور ہاتھ مارتی ہے اس کی شادی نہیں ہوتی۔ یعنی جولڑکی فضول حرکات کی مرتکب ہوتی ہے لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ ایسے ہی ان لوگوں کا حال ہوتا ہے جو آتے تو پیرو مرشد کی ملاقات کیلئے ہیں مگر راستہ میں لوگوں کو خواہ مخواہ تنگ کرتے ہیں۔ ان دو واقعات سے آپ کے کمال کشف کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ نے سواری کا انتظام فرما دیا۔ اور پھر غوث پاک کی زیارت بھی کروادی۔ یہ کمال مقام کرامت تھا۔ اللہ اکبر۔

(15)۔ انہی اعزاز دین صاحب نے بیان کیا کہ ایک ملاقات کے وقت حضرت صاحب کھانا تناول فرمارہے تھے اور میں بھی اسی کمرہ میں آپ سے کچھ فاصلہ پر۔ دل میں خیال گزرا کہ حضرت صاحب کا کھانا بہت عمدہ ہوگا جبکہ زائرین کا معمولی قسم کا۔ حضرت قبلہ نے اپنا کھانا مجھے بھیج دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کھانا میرے والے کھانے سے معمولی تھا۔ یعنی جو طعام میں کھارہا تھا وہ بہترین تھا اور حضرت صاحب خود معمولی طعام تناول فرمارہے تھے۔ یہ سادگی اللہ اکبر۔

(16)۔ انہی اعزاز دین صاحب نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ نے مجھے خضری درود شریف پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ میں پڑھتا رہا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کئی بار زیارت سے مشرف ہوا۔ پہلی دفعہ تو حضرت صاحب ساتھ تھے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیش خدمت ہونے کے ادب آداب سکھائے۔ ایک مرتبہ شرقپور شریف میں عرس مبارک کے موقعہ پر فرمایا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور کہ منور۔ میں نے عرض کیا کہ نور۔ حضرت قبلہ نے فرمایا منور۔

(17)۔ انہی اعزاز دین مرحوم نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپ میوہ منڈی لاہور میں محمد شفیع کیلیانوالہ کے ہاں تشریف فرماتھے۔ میں بھی شوق زیارت میں وہاں پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا

Marfat.com

کہ بار بار آنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کا کام ہو گیا ہے۔ اب کسی اور کو موقعہ دینا چاہیئے۔ جو مجھے کوئی درویش کہے۔ اس کی بات پر عمل کرتا۔ چنانچہ امرتسر میں میری ملاقات ایک مجذوب بابا فیض رسول محمد ثانی سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت رسول نما کے بزرگوں کے پاس گئے تھے۔ تم کون سے پیر کی کتب چاہتے ہو۔ اگر کلمہ والے حضور نبی کریم ﷺ سے ملنا چاہتے ہو تو روزانہ حضور پرنور ﷺ کے ۹۹ ننانوے اسماء مبارک پڑھا کرو۔ اور بری امام چلے جاؤ۔ چنانچہ میں دربار بری امام صاحب چلا گیا۔ وہاں شاہی مسجد میں بیٹھ گیا۔ رات کو خواب میں حضرت بری امام صاحب کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ تم پر کام حرام کر دیا ہے۔ تم صرف مسجد کی خدمت کیا کرو۔ چنانچہ مجھے ایسا کام دیا گیا میں محض نگرانی کی ڈیوٹی تھی۔ مجھے ہاتھ سے خود کام نہ کرنا پڑتا تھا۔ سبحان اللہ۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ہوئے۔ اعوان صاحب مرحوم ہر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ایک قافلہ کی شکل میں بری امام آتے۔ اعتکاف فرماتے۔ جونہی عید کا چاند نظر آتا۔ راولپنڈی سے راتوں رات گولڑہ واپس چلے جاتے اور عید نماز وہیں کرتے۔ بری امام شاہ لطیف کے عرس پر بھی حاضر ہوتے۔ اب اعوان صاحب نو دس سال سے وفات پا چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ☆

مذہب حنفیہ کی اہمیت ایک دفعہ آپ حضرت قبلہ نے مولوی صاحبان سے دریافت فرمایا کہ بیلو! تمہارا مذہب کیا ہے۔ انہوں نے کہا جو آپ کا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے۔ تو اعلیٰ حضرت صاحب کرمانوالی سرکار قدس سرہ نے فرمایا کہ بیلیا فقیراں دا کہڑا مذہب ہوندا اے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کسی نے خوب کہا ہے اور یہ اشعار پڑھے ۔

بندہ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دار چار یارم تابہ اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

فرمایا جو شخص یہ عقیدہ اور مذہب رکھے اسے دوزخ کی آگ جلا نہیں سکتی۔ اللہ اکبر

Marfat.com

<u>تختہ دار سے رہائی</u>: ایک دیہاتی نوجوان کا پھانسی سے رہائی کا دلچسپ واقعہ "اولیائے نقشبند" اور "معدن کرم" میں دو مختلف راویوں سے بیان ہوا ہے جس سے قبلہ مرشدی کے عظیم تصرف اور درخشاں کرامت کا ثبوت ملتا ہے۔ واقعہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے "معدن کرم" کے مطابق درج کیا گیا ہے۔

○ ماسٹر خوشی محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن وہ کرمونو الاضلع فیروز پور شریف میں نماز عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور نے حکم دیا کہ دیوار سے لگی ہوئی گھڑی کو دیکھ کر وقت بتاؤ۔ انہوں نے وقت بتایا تو آپ نے فرمایا۔ "وقت درست کرنا ہے، تم سوئی چلاتے جاؤ جب گیارہ بجے پر سوئی آجائے تو تم ٹھہرجانا اور مجھے بتلانا۔ چنانچہ وہ سوئی گھماتے رہے اور گھنٹیاں بجتی رہیں، جب گھڑی پر گیارہ بجنے میں پانچ منٹ رہ گئے تو حضورؒ نے فرمایا کہ "تم بیٹھ جاؤ"۔ وہ بیٹھ گئے۔ حضورؒ اٹھے اور گھڑی کے پاس جاتے ہی جلدی سے گھڑی کی سوئی گیارہ بجے سے دس منٹ آگے کردی اور فرمایا "اب وقت درست ہوگیا ہے" اس کے بعد آپ نے ان کو فرمایا کہ جاؤ سو رہو۔ ماسٹر صاحب خیال کرتے رہے کہ یہ کیا حکمت ہے۔ سارا وقت میں نے درست کیا، صرف دس پندرہ منٹ آپ نے اپنے دست مبارک سے آگے گئے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

چند دنوں کے بعد ایک بوڑھا دیہاتی اپنے دو نوجوان بیٹوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ نوجوانوں کے سروں پر سرخ رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ حضورؒ نے فرمایا (کیوں بھئی کنویں گل ہوئی) یعنی مجھے بتاؤ کہ کس طرح سب بات ہوئی۔ نوجوان نے عرض کیا "حضور مجھے پھانسی کے تختے پر لے گئے تھے اور ایک افسر کی نظر گھڑی پر تھی۔ حکم یہ تھا کہ اس کو پورے گیارہ بجے پھانسی پر لٹکادیا جائے۔ وہ وقت بتاتا رہا، جب گیارہ بجنے کے بالکل قریب ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے سوئی گیارہ بجے

Marfat.com

کی بجائے گیارہ بج کر دس منٹ پر کردی۔ وقت پھانسی کا گزر چکا تھا' اس لئے مجھے پھانسی کے تختہ سے اتار دیا گیا۔ افسر نے کہا کہ پھانسی کا وقت گزر گیا ہے' وہ لڑکا بات بھی کر رہا تھا اور آپ کی جانب بھی غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں آپ کے دست مبارک پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی وقت بول اٹھا "بس یہی ہاتھ مبارک تھا' جس نے گھڑی کی سوئی دس منٹ آگے کی تھی۔ میں نے پہچان لیا ہے"۔ حضورؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ کوئی اور ہاتھ ہوگا اور ان کو کہا کہ کسی اور سے یہ بات نہ کرنا۔ ماسٹر خوشی محمد کو رات کے وقت گھڑی کا وقت درست کرنے کی حکمت کا پھر علم ہوا۔

○ حافظ غلام جیلانی صاحب قصور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی حضرت قبلہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ نے دیہاتی سے آنے کی غرض دریافت فرمائی۔ وہ دیہاتی صاف گو آدمی تھا' عرض کیا حضور! میرے لڑکے اور اس کے ایک دوست سے قتل ہوگیا ہے۔ مقدمہ سیشن جج کے پاس فیصلہ کے لئے چند دنوں تک پیش ہونے والا ہےنوجوان نے سخت غلطی کی ہے۔ اسے معافی دی جائے' دعا فرمائیں لڑکا مقدمہ میں بری ہو جائے۔ حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا آخر اُسے قتل کرنے کی وجہ کیا تھی۔ دیہاتی میاں نے جواباً" عرض کیا۔ حضور! پرانی رنجش تھی۔ بدقسمتی سے وہ مقتول ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے طیش میں آکر اسے مار ڈالا۔ اس دیہاتی کی صاف گوئی اور اقبال خطا سے حضرت قبلہ مطمئن ہوئے تو فرمایا "جا بابا تیرا لڑکا بری ہوجائے گا' لیکن آئندہ کسی کو قتل نہ کرنا' قتل بڑا گناہ ہے"۔ دیہاتی نے عرض کیا حضور! آئندہ ایسی غلطی نہیں کرے گا۔ دیہاتی پھر عرض گزار ہوا حضور! آپ نے مجھ پر تو کرم کیا ہے۔ میرے لڑکے کے دوست کے گھر والے کیا کہیں گے کہ اپنے بیٹے کو تو چھڑا لایا' مگر ہمارا لڑکا جیل میں ہی پھنسا رہا۔ حضرت قبلہ مسکرائے اور فرمایا "جاؤ بابا دونوں بری ہوجائیں گے' لیکن توبہ کریں"۔ چند دن بعد وہ بوڑھا دیہاتی دونوں

Marfat.com

نوجوانوں کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ وہ مقدمہ میں سے بری ہو چکے تھے۔ اظہار نیاز مندی و عقیدت کے لے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قبلہ ان کو دیکھ کر تبسم کناں ہوئے اور فرمایا جاؤ پھر کبھی ایسا غلط کام نہ کرنا۔

یہ شفقت عنایت یہ لطف و کرم
جاری رہیں تا ابد اے گنج کرم

○ مستری حاجی محمد زمرد ساکن پھڑکلاں ریاست لوہارو (بھارت) حال ۔۔ حیدر پارک 2 شاد باغ لاہور نے بیان کیا۔ کہ قیام پاکستان کے بعد میں اپنے عزیزوں کے ہمراہ چھ ماہ تک بہاول نگر میں مقیم رہا۔ وہاں سے نہایت غربت کی حالت میں اوکاڑہ پہنچا۔ نہر 4-L کے کنارے ملتان روڈ پر پل کے قریب جھونپڑی میں سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد نئی آبادی میں جسے اب کوٹ لیاقت حیات کہتے ہیں۔ ایک متروکہ کوٹھری مل گئی۔ بال بچوں کے ساتھ اس میں رہنے لگا۔ میرے لڑکے محمد شفیع کو جس کی عمر ۶/۷ سال تھی ستمبر ۱۹۵۲ء میں لوہے کی زہریلی چیز لگ جانے سے ایسی مرض لاحق ہو گئی جس سے محمد شفیع کے سینے اور کمر کے حصے باہر نکل آئے اور ایک "کب" کی سی صورت بن گئی۔ لڑکے کا جسم اکڑ گیا اور ہلنا جلنا بھی دشوار ہو گیا۔ میں مصیبت کا مارا بچے کو ہسپتال بازار اوکاڑہ میں ایک پرائیویٹ ڈاکٹر حیات صاحب کے پاس لے گیا۔ انہوں نے ٹیٹنس کا صرف ایک ٹیکہ لگایا۔ بعد ازاں کوئی اور ٹیکے لگائے۔ محمد شفیع کی جان تو بچ گئی۔ لیکن مکمل طور پر صحت یاب نہ ہوا۔ اندازاً تین ہفتہ کے بعد میں صبح کے وقت ایک روز ستلج کاٹن مل کے کونے پر نالہ کی پلی پر افسردہ بیٹھا تھا۔ کہ خدا بخش قصاب جو حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف (فیروز پور بھارت) جایا کرتا تھا۔ مجھے ملا اور افسردگی کا سبب دریافت کیا۔ میں نے محمد شفیع کی بیماری کا ذکر کیا۔ اس نے بچے کو دیکھا تو کہا کہ اسے کوڑا بخار (ٹیٹنس) ہے۔ تندرست تو ہو جائے گا مگر "کب" نہیں جائے گا۔ میں نے ایسے بہت مریض دیکھے ہیں۔ میں رونے لگا اور دعا کی یا اللہ اس بچے کو صحت دے یا اسے اٹھا لے مجھ سے اس کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ خدا بخش قصاب نے کہا میرے بھائی مایوس نہ ہو۔ اسے پکا چک حضرت کرمانوالا لے جاؤ وہاں ایک اللہ والے پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری فیروز پور (بھارت) سے ہجرت کر کے آئے ہیں۔ مستجاب الدعوات ہیں۔ انشاء اللہ تمہارے بچے کو مکمل صحت ہو

Marfat.com

جائے گی۔ میں نے کہا۔ میں تو وہابی ہوں۔ پیروں فقیروں کو نہیں مانتا۔ اس نے غصہ میں کہا "پھر خصماں نوں کھا" اور چلا گیا۔

میں گھر گیا۔ بیوی سے ذکر کیا اس نے کہا کہ میں نے ان بزرگوں کی بہت تعریف سنی ہے۔ اکثر حاجت مند وہاں جاتے ہیں۔ اور ان کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ بچے جو شدید بیمار ہیں ان کو لے جائیے۔ میں ایک تانگہ بان کے پاس گیا اور اس سے اپنی غربت اور بچے کی بیماری کا ذکر کیا۔ اس نے کہا۔ میں کرایہ نہیں لوں گا۔ ابھی چلو۔ چنانچہ میں محمد شفیع کو لے کر پاکپتن حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کی رہائش گاہ کا بیرونی گیٹ کھلا تھا۔ دربان موجود نہ تھا۔ میں اندر چلا گیا۔ حضرت قبلہ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے محمد شفیع کو پاؤں پر ڈال دیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا "بیبا کی گل اے" میں نے عرض کیا حضور! اس بچے کو دیکھیے۔ آپ نے اشارہ سے مجھے نزدیک ہونے کے لیے کہا۔ سرکار نے اپنا دایاں ہاتھ بچے کے سینے پر اور بایاں پیٹھ پر رکھا چند لمحوں کے بعد فرمایا۔ "بیبا اب خیر ہو جائے گی" میں نے عرض کیا حضور! ڈاکٹر حکیم تو جواب دے چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیبا! خیر ہو جائے گی۔ رب کریم رحم کرے گا۔ اور جلال میں آکر فرمایا "کون کہتا ہے آرام نہیں آئے گا۔ بچہ ٹھیک ہو جائے گا تیری مسکیناں نوں کھا کھادینا" میں رو پڑا اور عرض کیا حضور! اس وقت مجھ سے زیادہ مسکین کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا "جا رب کریم اتنا دے گا کہ کھاندیاں مکنا نہیں" میں اٹھا اور پاؤں حضرت قبلہ کے چہرہ مبارک پر نظریں جمائے واپس جانے لگا۔ تو دربان بھی آگیا۔ وہ میرے بلا اجازت اندر جانے پر ناراض ہونے لگا۔ تو حضرت قبلہ نے اسے فرمایا کہ اس بیلی سے کہہ دو کہ کسی قابل حکیم سے تیل تیار کروا کر بچے کو مالش کیا کریں۔ اللہ رحم کر دے گا۔ میں واپس آیا تو خدا بخش قصاب پل پر ہی مل گیا۔ اس سے حضرت قبلہ سے ملاقات کا ذکر کیا۔ کہنے لگا خدا کی قسم! حضرت قبلہ نے کہہ دیا ہے تو ضرور محمد شفیع ٹھیک ہو جائے گا۔ میرے پیر کی بات کبھی غلط نہیں ہوتی۔ جو کہہ دیا رب کریم ایسے ہی کر دیتا ہے۔ اس نے حکیم قدرت اللہ کے پاس پاک پتن شریف جانے کا مشورہ دیا۔ یہ حکیم صاحب تونسہ شریف والوں کے عقیدت مند تھے۔ میں ان کی خدمت میں پہنچا اور ساری سرگذشت سنائی۔ انہوں نے فرمایا یقین رکھو حضرت کرمانوالے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ تمہارے بچے کو یقیناً صحت ہو جائے گی۔ مالش کے لیے تیل دیا اور مجھے رخصت کیا۔

Marfat.com

گھر آ کر علاج شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت قبلہ کی توجہ سے محمد شفیع بالکل ٹھیک ہو گیا۔ "کُب" بالکل ختم ہو گیا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے محمد شفیع کبھی بیمار ہوا ہی نہ تھا۔ اب میں صحیح العقیدہ مسلمان ہوں اور اولیاء کرام کا کفش بردار۔

○ یہی مستری صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ جب کبھی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو محمد شفیع اور اس کے چھوٹے بھائی محمد دین کو ساتھ لے جاتا۔ محمد دین کی طرف اشارہ کرکے آپ فرماتے ایہہ نکو وڈا اے اور محمد شفیع کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ایہہ نکو چھوٹا اے۔ اس وقت یہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ کہ جو بڑا ہے وہ چھوٹا کیسے ہو گیا۔ جب ۱۹۶۵ء میں دونوں بھائیوں کی شادی ہوئی تو محمد دین کی بیوی کی سگی بھانجی محمد شفیع کی بیوی بنی۔ اس رشتہ کے لحاظ سے حضرت صاحب محمد شفیع کو چھوٹا فرمایا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کہ کئی سال قبل آپ نے اس طرف اشارہ کر دیا۔

○ حافظ عطا محمد نقشبندی چک ۲۰۴R-H تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد میرے دل میں مرشد کامل سے بیعت کا شوق پیدا ہوا۔ دریں اثنا میرا تقرر بطور پیش امام مسجد دربار حضرت خواجہ محمود لنگاہ (نزد ہڑپہ ساہیوال) ہو گیا۔ میں نے مزار شریف خواجہ محمود لنگاہ پر رات کے وقت قرآن خوانی اس نیت سے شروع کر دی کہ خواجہ صاحب مرشد کامل کی تلاش میں میری راہنمائی فرمائینگے۔ مسلسل ایک ہفتہ کی شب بیداری میں قرآن پاک ختم کیا۔ آخری رات عالم رویا میں مجھے حضرت خواجہ محمود لنگاہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ خواجہ صاحب گھوڑے پر سوار تھے۔ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ حافظ جی! آپ کا حصہ اوکاڑہ کے نزدیک حضرت کرمانوالے شاہ صاحب کے پاس ہے۔ آپ ان سے بیعت ہو جائیں۔ یہ اشارہ پاکر میں حضرت کرمانوالا پہنچا۔ سلام مسنون کے بعد آپ کی نورانی مجلس میں مؤدب بیٹھ گیا۔ دل میں خیال آیا کہ ولی کامل ہونگے تو کوئی نہ کوئی کرامت ظہور پذیر ہوگی تاکہ دل مطمئن ہو جائے۔ معاً حضرت قبلہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا حافظ جی! پارہ ۷ کے رکوع ۱۶ کی تلاوت کریں۔ میں نے تلاوت شروع کی۔ رکوع ختم ہونے پر آپ نے فرمایا حافظ جی!! اس رکوع میں کتنے انبیاء علیہم السلام کا نام آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ۱۶ کا آپ نے فرمایا اچھی طرح گنتی کر لو۔ میں نے گنتی کی اور کہا کہ ۱۷ کا تذکرہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا حافظ جی! ۱۸

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا ہے۔ ۳ بار گنتی کی تو تعداد اٹھارہ ہی درست پائی۔ سبحان اللہ بندگان خاص علام الغیوب در جہان جاں سواسیس القلوب کشف ہو تو ایسا ہو۔ آپ نے کرامت کا اظہار قرآن مجید سے ہی فرما دیا۔

○ یہی حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری شادی خانہ آبادی کو دو سال بیت گئے۔ مگر اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔ میں نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اولاد کیلئے عرض کیا۔ حضور قبلہ نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے ۱۹۵۹ء میں رب کریم نے بیٹا عطا کیا۔ بیٹے کے نام کیلئے حضرت قبلہ کی خدمت میں خط لکھا۔ دل میں یہ خیال رہا کہ بچے کے نام کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک محمدؐ احمد میں سے کوئی ایک نام ضرور ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے لڑکے کا نام احمد دین تجویز فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اللہ کے ولی اللہ کے نور سے دور و نزدیک سے دیکھتے ہیں۔ دلوں کے گوشوں میں چھپی ہوئی چیزیں بھی ان کی نظروں میں بے نقاب ہو جاتی ہیں۔

○ یہی حافظ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ۱۹۶۴ء میں چک ز صیبی ضلع پاک پتن شریف میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قرآن پاک ختم ہوا تو دیہات کے لوگوں میں کسی بات پر تنازعہ پیدا ہو گیا۔ عید الفطر کے دن فساد کا زبردست خطرہ تھا۔ میں نے حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کو مدد کیلئے پکارا۔ آپ کے تصرف سے شرپسند لوگ خود بخود ہی مسجد سے چلے گئے۔ نماز عید الفطر نہایت سکون سے ادا کی۔ عید کے اگلے روز میں ایک پیر بھائی کی معیت میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا اور مودب بیٹھ گیا۔ حضرت سرکار نے از خود فرمایا حافظ جی! "نماز عید پڑھ لی سی سکون ناں" عرض کیا جی حضور سکون سے پڑھ لی تھی۔ یہ تو آپ کی توجہ کا اثر تھا ورنہ فسادی لوگ تو زبردست تیاری کر کے مسجد میں آئے تھے۔ آپ مسکرا دیئے۔ اللہ اکبر تصرف ہو تو ایسا ہو کہ فسادی دم نہ مار سکے۔ بیشک آپ غوث دوراں تھے کہ میری پکار پر مدد فرمائی۔

○ یہی حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۵ء کے اوائل میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام مسنون عرض کیا۔ آپ نے فرمایا حافظ جی! دوسرے بیلیوں کے ساتھ باغیچہ میں کام کریں۔ میں تعمیل ارشاد میں باغیچہ میں جا کر کام کرنے لگا۔ لیکن دل میں خیال گزرا کہ اس مرتبہ نہ تو حضرت صاحب نے خیریت دریافت فرمائی اور نہ ہی کچھ

Marfat.com

دربات کی جبکہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ فرماتے۔بیلیا! کتھوں آیاں ایں تے کیوں آیا ایں۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک خادم آیا اور کہا کہ حافظ عطا محمد کو حضرت صاحب یاد فرمارہے ہیں۔ میں اس کے ساتھ حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا حافظ جی!"راضی بازی او خوش او" پھر فرمایا" جاؤ لنگر کھالو"۔ سبحان اللہ مرشد کامل کی نظر اپنے مرید کے دل پر ہوتی ہے۔اور اسے آزردہ نہیں ہونے دیتے۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

روزگار میں برکت= ریٹائرمنٹ کے بعد میرا بڑا لڑکا افتخار احمد نیاز جو ریاض سعودی عرب میں ایک پرائیویٹ کمپنی میں برسر روزگار میرا کفیل ہے۔پانچ چھ ماہ ہوئے کہ معاشی حالات کے ماتحت اسے میری کماحقہ خدمت کرنے کی استعداد نہ رہی کہ اس کے گھر کے اخراجات بچوں کی تعلیم کیوجہ سے بہت بڑھ گئے۔ لیکن میرے اخراجات بدستور وہی تھے۔ بلکہ پاکستان میں دن بدن بڑھتی ہوئی منگائی نے ہر فرد کو پریشان کر رکھا تھا۔ میں دو تین ماہ میں مقروض ہو گیا۔ لڑکا بھی مجبور تھا۔ میں نے لڑکے سے اپنے مقروض ہونے کا ذکر نہ کیا کہ پریشان ہو گا لیکن اپنے پیرو مرشد حضرت کرمانوالی سرکار کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی کہ میری حالت آپ سے پوشیدہ نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ شفقت میں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں میرے لڑکے کی تنخواہ میں اضافہ کی دعا فرمائیں۔ تنخواہ ۴۰۰۰ ریال ہو تو پھر گزر اوقات بہتر طور پر ہو سکتی ہے۔ لڑکے کو بھی اس جائز حاجت سے مطلع کر دیا۔ ہر روز ہر نماز میں اور وقت تہجد عرض کرتا رہا۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں رو رو کر التجا کرتا۔ رب کریم اور حضور روف الرحیم کی بارگاہ شفقت میں بھی قبولیت کی دعا کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا سن لی۔ اور پیرو مرشد کے وسیلہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی شفقت اور اللہ تعالیٰ کے مزید فضل و کرم سے قبولیت ہو گئی۔ لڑکے نے مجھے لکھا کہ اباجی صرف میری تنخواہ آپ کی خواہش کے مطابق بڑھا دی گئی ہے۔ کمپنی کے کسی اور ملازم کی تنخواہ میں اضافہ نہیں ہوا۔ ہم سب خوش تھے کہ ایک تو سب کی مالی پریشانیاں کم ہوئیں۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار اپنے متوسلین کی فریاد کو پہنچتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ وہ غوثِ دوراں تھے۔

Marfat.com

○ سید محمد قاسم شاہ صاحب نقشبندی خطیب جامع مسجد بری امام" نورپور شاہاں اسلام آباد حال خطیب مرکزی جامع مسجد مریہ غوثیہ ہل کراسٹ انگلینڈ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت علامہ شیخ القرآن غلام علی صاحب اوکاڑوی نے حضرت کرمانوالی سرکار سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ فقیر (شیخ القرآن غلام علی صاحب) حضرت مولانا منظور احمد صاحب اور دیگر طلباء کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی کوٹھی کے صحن کے ایک گوشے میں تنہا بیٹھے تھے۔ فقیر نے حسب عادت تھوڑی دیر رک کر السلام علیکم عرض کیا اور حاضری کی اجازت طلب کی تو حضرت صاحب قبلہ نے نہایت محبت بھرے انداز میں فرمایا "مولوی صاحب آجائیں آپ کو اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے"۔ چنانچہ سلام اور دست بوسی کے بعد جب ہم دو زانو مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ تو حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا:۔

○ ۔ مولوی صاحب اب میری حالت پہلے کی طرح نہیں رہی ہے۔ میں علم قیامت کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ نبی کریم کے صدقے اور میاں صاحب" شرقپوری کے صدقے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کوئی چیز مجھ سے چھپا کر نہیں رکھی۔ کوئی بیمار ہونے والا ہوتا ہے یا مرنے والا یا اس قسم کا کوئی اور آئندہ کا واقعہ اور آنے والوں کی قلبی کیفیات اللہ تعالیٰ مجھ پر بالکل ایسا منکشف فرمادیتا تھا کہ جو کچھ میں کہہ دیتا تھا بالکل واقعہ کے مطابق ہوتا۔

○ ۔ نیز فرمایا حضرت اعلیٰ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نماز مغرب کے بعد بالدوام یہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن
در دین دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر

نقشبند زشاہ خواہیم المدد مستمند گدائے چوں للہ شیاء
چشتی الدین معین یا کن مدد کشتی افتادہ بلا بگرداب

Marfat.com

ان کے علاوہ اور بھی بہت بزرگوں کے توسل سے استمداد اور استعانت فرماتے تھے۔

○ یہی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولانا پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب حال خطیب نوٹنگھم انگلینڈ نے ایک ملاقات میں بتایا کہ ایک مرتبہ میں (پیر زاہد حسین صاحب) حضرت کرمانوالہ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا میں ہندوستان سے ہجرت کر کے آیا ہوں۔ میرا تمام اہل و عیال کفار نے شہید کر دیا' لیکن ایک لڑکا زندہ ہے۔ وہ مجھے اب تک نہیں مل سکا۔ دعا فرمائیں میرا لڑکا مجھے مل جائے۔ حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا' کہ جاؤ اللہ رحم فرمائے گا' اس نے عرض کیا' میں تو لڑکا لے کر جاؤں گا۔ حضرت صاحب دوسرے لوگوں سے گفتگو فرمانے لگے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا تم جاؤ اس نے پھر عرض کی میں لڑکا لے کر جاؤں گا۔ حضرت صاحب نے غصہ میں فرمایا اس کو باہر نکال دو۔ چنانچہ اس شخص کو باہر نکال دیا گیا۔

باہر جا کر اس شخص نے برلب سڑک دیکھا تو اس کا لڑکا وہاں کھڑا تھا۔ پوچھا تو یہاں کیسے آیا۔ کہنے لگا میں آگرہ میں ایک سکھ کی بھینسیں چرا رہا تھا کہ ایک بزرگ سفید ریش مجھے ملے اور فرمایا تو باپ کو ملنا چاہتا ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ تو اس بزرگ نے مجھے یہاں لا کر چھوڑ دیا ہے۔ وہ آدمی سمجھ گیا کہ حضرت صاحب کی مہربانی اور کرامت سے آیا ہے۔ لہٰذا وہ حضرت صاحب کی خدمت میں اسے پیش کرنے کے لئے دوبارہ حضرت صاحب کے پاس جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا دیکھو وہ شخص دوبارہ آگیا ہے۔ اس کو باہر نکال دو۔ چنانچہ اس کو باہر نکال دیا گیا۔ اس دوران میں لڑکے نے حضرت صاحب کو دیکھ کر کہا یہی بزرگ ہیں جو مجھے یہاں لائے ہیں۔

○ حاجی بشیر احمد جاوید فیصل آباد والے حال مقیم لندن اعلیٰ حضرت کرمانوالہ سرکار متوفی ۱۹۶۶ء کے سالانہ عرس مبارک کا اہتمام اپنی رہائش گاہ واقع 47-HIGHCLERE,ST,S.E 26 LONDON,4-E.X پر نہایت ذوق شوق سے کرتے۔ حضرت باباجی سرکار" پیر محمد علی شاہ بخاری مہمان خصوصی ہوتے۔ عرس منعقدہ ۱۴ جولائی ۱۹۹۱ء کی کاروائی کی روئیداد سید قاسم شاہ صاحب

Marfat.com

مقیم انگلینڈ جو مجلس کے سٹیج سیکرٹری تھے۔ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

نماز ظہر سے قبل ختم قرآن مجید ہوا۔ بعد نماز ظہر دو بجے کاروائی شروع ہوئی جو نماز مغرب تک جاری رہی۔ حاضرین مجلس کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ تلاوت قرآن پاک اور حضور پرنور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت شریف کے بعد مولانا قمرالزمان کاظمی (انڈیا) مولانا عبدالوہاب صدیقی (لاہور) سید نور احمد شاہ کاظمی، مفتی محمد یونس کاشمیری اور صاحبزادہ میاں جمیل احمد سجادہ نشین شرق پور شریف نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں حضرت قبلہ کرمانوالی سرکارؒ کے حالات و کرامات بیان فرمائیں۔ نماز مغرب سے قبل ختم شریف پڑھا گیا۔ آخری دعا حضرت قبلہ باباجی سرکار محمد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی۔ پھر صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ نماز مغرب ادا کی گئی۔ ازاں بعد لنگر شریف دیا گیا۔ دن بھر باہر سے آنے والے حضرات کی آمد رہی۔ ان کی آسائش اور طعام کا خیال رکھا گیا۔ اس اجلاس کے موقع پر پیر سید غضنفر علی شاہ المعروف پیر جی حاجی بشیر احمد جاوید کے گھر تھے۔ بوجہ شدید علالت نورانی مجلس میں شریک نہ ہو سکے۔ اس موقع پر ایک رقت انگیز منظر دیکھنے میں آیا کہ مجمع میں سے ایک شخص سٹیج کی طرف آیا اور با آواز بلند کہا کہ لوگو! صاحبزادہ غضنفر علی کے لئے تم دعا کرو۔ کیونکہ باباجی تو دعا نہیں کراتے (یعنی مطلب یہ تھا کہ ان کے والد باباجی سرکار تو خدا کی رضا پر راضی ہیں) چنانچہ میں (سید قاسم شاہ صاحب) نے میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سے پیرجی کی صحت کی دعا کرائی۔

مہمان خصوصی باباجی سرکار نے اس مجلس میں حضرت کرمانوالی سرکار کے متعلق اس طرح فرمایا:۔

۱۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا حضرت صاحب اپنے گھر مستوارت کے پاس نہیں گئے۔ حتی کہ اپنی محارم مستوارت اور اہلیہ محترمہ کے پاس بھی نہیں گئے۔

۲۔ میں نے حضرت صاحب کو کھڑے ہو کر تقریر یا خطبہ پڑھتے نہیں دیکھا بوجہ کمزوری اور بیماری بیٹھ کر تقریر اور وعظ فرمایا کرتے تھے۔ یہی آپ کا خطبہ جمعہ ہوتا تھا۔

Marfat.com

۳۔ کافی عرصہ حضرت صاحب نے کھانا نہیں کھایا۔ خادم کھانا حاضر کرتے تو آپ واپس کر دیتے تھے۔

۴۔ حضرت صاحب صرف حاجی عبدالرحمن (قصور والے) کے جنازہ پر تشریف لے گئے تھے۔ اس کے علاوہ کسی جنازہ یا شادی، غمی پر نہیں جاتے تھے۔

۵۔ حضرت صاحب نے فرمایا تھا جو خلافت مانگے۔ اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔

۶۔ صاحبزادہ عثمان علی شاہ کی شادی پر حضرت کیلیانوالہ میں گیا تھا۔ حضرت صاحب نہیں گئے تھے۔ نکاح سید جلال شاہ صاحب بھکھی شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات نے پڑھایا تھا۔

۷۔ حضرت صاحب کی تلاوت والا قرآن مجید مترجم اعلیٰ حضرت بریلوی بڑی ہمشیرہ صاحبہ نے مجھے دے دیا ہے۔ باقی کتابیں حضرت کیلیانوالہ بھیج دی گئیں ہیں۔ فرمایا ہمشیرہ صاحبہ مجھ سے سات سال بڑی تھیں۔

۸۔ حضرت قبلہ خطبہ علمی کے مخصوص خطبات پڑھتے تھے۔ رمضان شریف میں رمضان کے اور عیدین میں عیدین کے خطبات پڑھتے تھے۔ تقریر پنجابی زبان میں خطبہ کے دوران گھنٹہ بھر فرمایا کرتے تھے۔

۹۔ فجر کی آذان جماعت سے پون گھنٹہ قبل دلواتے تھے۔ مغرب کے سوا باقی نمازوں کے لئے آدھ گھنٹہ جماعت سے قبل آذان دلوایا کرتے۔ ہر آذان سے قبل گیارہ بار درود شریف الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ پڑھایا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد با آواز بلند تقریباً سات بار الصلوۃ والسلام پڑھایا کرتے تھے۔

۱۰۔ حضرت صاحب حالانکہ وہابیوں کے درس میں پڑھتے رہے لیکن ان کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں اگر کبھی مجبوراً پڑھنی پڑی تو دوبارہ ادا فرما لیتے تھے۔ آپ کی عمر ۸۲۔۸۰ سال تھی۔ فرمایا کہ ۱۹۶۵ء سے آج ۱۹۹۱ء تک مجھے حج کی سعادت حاصل ہے۔ صرف ۱۹۶۶ء میں حضرت قبلہ کی وفات کی وجہ سے نہیں جا سکا۔ فرمایا میں نے حج کے دوران سعودی (وہابی) اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔

Marfat.com

۱۱۔ حضرت صاحب تبلیغی جماعت والوں کو اپنی مسجد میں نہیں ٹھہرنے دیتے تھے۔ بلکہ ان کے بستر اٹھوا کر سڑک کی دوسری طرف رکھوا دیتے تھے۔

۲۱/۹/۹۱ جامع بلیکھ کینٹ نزد لنڈن میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کی صدارت حضرت قبلہ باباجی سرکار نے فرمائی۔ سید نور احمد شاہ کاظمی اور سید محمد قاسم شاہ صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ آخر میں صلوۃ وسلام اور دعا کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ باباجی نے فرمایا۔

۱۲۔ ایک بزرگ کی ایک دن میں ایک ہی دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی تھی۔ ان کے پاس کوئی آدمی دعا کے لئے گیا۔ تو انہوں نے فرمایا آج بکری دودھ جاچکی ہے کل آنا۔ یعنی کل دعا کریں گے تو منظور ہوگی۔ لیکن حضرت صاحب کی بے شمار دعائیں ایک دن میں اللہ کریم قبول فرماتا تھا۔

۱۳۔ میری ولادت ۳ مئی ۱۹۲۲ء میں ہوئی ہے۔ میں نے میاں رحمت علی صاحب سے سکندر نامہ تک فارسی پڑھی ہے۔ منیہ المصلی قبلہ حضرت صاحب نے خود پڑھائی۔

نوٹ = حضرت پیر محمد علی شاہ صاحب المعروف باباجی سرکار حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے کے بڑے بیٹے تھے۔ اور پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری" باباجی سرکار کے اکلوتے بیٹے تھے۔ نومبر ۱۹۸۹ء میں کار کا حادثہ پیش آیا۔ زخم ٹھیک نہ ہوا۔ بغرض علاج لنڈن میں تقریباً ایک سال حاجی بشیر احمد صاحب کے ہاں مقیم رہے۔ ہر ممکن ڈاکٹری علاج کرایا گیا۔ روپیہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت گنج کرم کے عرس کے موقع پر لنڈن سے ۱۳ فروری ۱۹۹۲ء گھر تشریف لے آئے اور یکم مارچ ۱۹۹۲ء کو جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باباجی سرکار نے یہ جانکاہ صدمہ بڑی ہمت سے برداشت کیا۔ کسی نے بھی آپ کی آنکھ پرنم نہ دیکھی۔ صبر یعقوبی اور صبر ایوبی کی مثال زندہ کردی۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی۔ کہ میری امت کے ولی بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں کے مصداق بن گئے آپ ۱۲ جون ۱۹۹۳ء کو رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

۱۴۔ اسی مجلس میں پیر غضنفر علی شاہ صاحب کی علالت کی بات چلی۔ کہ باباجی سرکار نے بہت صبر کیا ہے۔ جبکہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں رو رو کر نابینا ہو گئے تھے۔ تو اس پر حضرت باباجی پیر محمد علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ان کے تو بارہ فرزند تھے۔ میرا ایک ہی ہے۔ (یعنی اس کے باوجود کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارہ فرزند ان کے پاس موجود تھے۔ وہ بارہویں حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رو رو کر نابینا ہو گئے۔ لیکن مجھے اللہ کریم نے اتنا صبر عطاء کیا ہے کہ ایک ہی فرزند ہے جو کہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے۔ تو بھی میں راضی بقضا ہوں) الحمد للہ رب العالمین۔ ہمارے باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بے مثال ولی اللہ تھے اور اپنے والد معظم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کے مظہر اتم تھے۔ رحمتہ اللہ علیہ رحمہ واسعہ ابدا ابدا۔

قطب عالم غوث دوراں اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ سے شیر اسلام حجتہ الاسلام مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ علیہ کی عقیدت کا ایمان افروز چشم دید واقعہ

○ خاکسار محمد قاسم شاہ ولد پیر سید مخدوم شاہ خطیب دربار بری امام قادری نور پور شاہاں اسلام آباد پاکستان مقیم ہیمل ہمسٹڈ نزد لندن انگلینڈ ہے انداز ا۱۹۵۹ء مع چند ساتھیوں کے حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ شیر اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی بھی موجود تھے۔ کہ اتنے میں اچانک صاحبزادہ سید غضنفر علی شاہ صاحب باہر سے حضرت صاحب قبلہ کے کمرہ مبارک میں اکیلے داخل ہوئے۔ جبکہ خورد سال تھے۔ پاجامہ زیب تن نہ تھا۔ صرف قمیض پہنی ہوئی تھی۔ جب اسی حال میں حضرت صاحب کے قریب آئے۔ تو آپ نے اٹھا کر اپنے سینے پر رکھ لیا جبکہ حضرت صاحب گرم دھسہ اوپر لے کر لیٹے ہوئے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا "او بیلو! ایہہ کدھرے پاخانہ کر کے آیا اے تے پاخانہ میرے دھسے نوں لگ گیا اے۔ ایس دھسے نوں دھو کے لیاؤ" مولانا محمد عمر اچھروی مرحوم و مغفور نے عرض کیا حضور مجھے دے دیں میں دھو کر لاتا ہوں۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ان کو دے دیا مولانا موصوف دھسہ لے کر باہر نکلے۔ تو بندہ بھی ان کے

Marfat.com

ساتھ کنواں پر گیا۔ بندہ حضرت صاحب کا وضو والا لوٹا پانی سے بھر کر دمے پر ڈالتا رہا اور مولانا محمد عمر صاحب مرحوم دمے کی پاخانہ آلودہ جگہ کو اپنے ہاتھ سے دھوتے رہے۔ کسی چیز کو درمیان میں حائل نہیں کیا۔ حالانکہ جب مائیں بھی اپنے بچوں کا پاخانہ کپڑے پر سے صاف کرتی ہیں۔ تو چھوٹی موٹی لکڑی وغیرہ سے صاف کرتی ہیں۔ تاکہ ہاتھ کو پاخانہ نہ لگے۔ مولانا محمد عمر اچھروی مرحوم نے ایک عظیم شخصیت ہونے کے باوجود صاحبزادہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا پاخانہ بخوشی اپنے ہاتھ سے صاف کیا۔ یہ حضرت گنج کرم غوث دوراں کے ساتھ ان کی انتہائی عقیدت کا ثبوت ہے کہ ان کے عظیم پوتے کا پاخانہ اپنے پاک ہاتھوں سے صاف کرنے میں فخر محسوس کیا۔ اللہ اکبر[1]

پیر سید محمد قاسم شاہ خطیب جامع مسجد بری امام نور پور شاہاں اسلام آباد بیان کرتے ہیں۔ کہ زمانہ طالب علمی میں ۱۹۵۱ء کے لگ بھگ میں پہلی دفعہ حضرت کرمانوالہ سرکار" کی حاضری کے لئے بوقت عصر دربار شریف حضرت کرمانوالہ پہنچا۔ حضرت قبلہ کے خادم نے آپ کو اطلاع دی کہ ایک طالب علم ملنے کے لئے آیا ہے ایک اور شخص بھی ہے۔ آپ نے اسے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اللہ رحم کرے گا۔ تم واپس چلے جاؤ۔ رات یہاں بسر نہ کریں۔ خادم سے یہ سن کر میں نے اسے کہا کہ میں تو بڑی دور سے آیا تھا۔ کہ حضرت صاحب کی زیارت کروں۔ تو اس درویش نے کہا۔ کہ اگر آپ ضرور ملنا چاہتے ہیں تو اب کسی اور جگہ چلے جاؤ۔ رات گزاری اور صبح پھر دربار شریف میں حاضر ہو گیا۔ اس درویش نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ رات والا طالب علم پھر آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے تو کہا تھا کہ رات یہاں نہ رہنا۔ اس نے بات کیوں نہیں مانی۔ درویش کے ذریعہ یہ بات

---

[1] (حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مکان شریفی نے اپنے پیرو مرشد حضرت حاجی شاہ حسین (المعروف بھورے والی سرکار) کے گھوڑے کا بول براز کبھی زمین پر نہ پڑنے دیا۔ بلکہ ایک مشک میں لے لیتے اور مشک سر پر اٹھا کر دور جا کر پھینک آتے۔ حضرت بھورے والی سرکار فرماتے جو آج ہمارے گھوڑے کا بول براز اٹھاتا ہے۔ کل اس کا بول براز اٹھانا لوگوں کے لئے باعث فخر اور ذریعہ نجات ہو گا۔ خدمت کے دن تھوڑے ہوتے ہیں۔ مگر اس کا پھل نہایت شیریں اور پائیدار ہوتا ہے۔ مقبول)

Marfat.com

سن کر میں نے عرض کیا کہ میں نے رات باہر کاٹی ہے۔ صبح ہی آیا ہوں۔ کیونکہ مجھے درویش نے صبح آنے کے لئے کہا تھا۔ یہ بات سن کر حضرت قبلہ نے فرمایا۔ طالب علم کو اندر بلا لو۔ لیکن دوسرے شخص کو جس نے رات دربار شریف میں گزاری اجازت نہ ملی۔ جب میں اندر آپ کے سامنے گیا اور ابھی کچھ دور ہی تھا۔ تو آپ نے فرمایا تمہیں کہا تھا کہ چلے جاؤ تم نے بات کیوں نہیں مانی۔ میں نے عرض کیا جناب میں رات ایک نزدیکی چک میں چلا گیا تھا۔ اب صبح آیا ہوں کیونکہ درویش نے کہا تھا کہ اگر ملنا ہے تو صبح آ جانا۔ یہ بات سن کر آپ نے فرمایا "توں بڑا محبت خورا ایں تینوں قیامت تک نہیں چھڈنا" پھر مجھے اپنے سامنے چٹائی پر بٹھایا۔ خود حضرت چارپائی پر جلوہ فرماتھے۔ میرے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں۔ آپ نے ایک خادم کو فرمایا ان کی کتابیں اندر کوٹھی میں اونچی جگہ رکھ دو۔ چنانچہ اس شخص نے کتابیں حسب الحکم رکھ دیں۔ اتنے میں اندر سے آپ کا کھانا آیا۔ کانسی کے کٹورے میں سبزی ترکاری تھی۔ روغنی پلیٹ میں لپیٹ کر روٹی رکھی ہوئی تھی۔ جب آپ نے طعام کھانا شروع کیا تو اچانک میرے دل میں یہ بات گزری کہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ مٹی کے برتنوں میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور آپ ان کے خلیفہ ہو کر دوسرے برتنوں میں کھانا کھا رہے ہیں۔ تو آپ نے فوراً میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "پیر جی! ساریاں نوں اک تے قیاس نہ کریا کرو۔ ایہہ اپنی اپنی ڈیوٹی ہوندی اے"۔ لہٰذا مجھے بات سمجھ آ گئی۔

دل نگھدا ریدا اے بے حاصلاں۔ در حضور حضرت صاحبدلاں

جب میں آپ سے اجازت لے کر رخصت ہوا۔ وہ وقت عام لنگر کا نہ تھا۔ پھر بھی آپ نے ایک خادم کو بھیجا کہ ان کو گھر سے روٹی لا کر دو۔ چنانچہ ایک خادم نے مجھے گھر سے کھانا لا کر دیا۔ جو بندہ نے دوران سفر ٹرین میں کھایا۔ تو بڑی لذت محسوس ہوئی۔

بندہ دورہ حدیث جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھ کر علم تجوید پڑھنے کے لئے لاہور آیا۔ موچی دروازہ میں اونچی مسجد کی خطابت 'امامت اختیار کر کے اور اسی مسجد میں رہائش پذیر ہو کر کوچہ کندیگراں کے مدرسہ تجوید القرآن میں قاری محمد شریف

Marfat.com

صاحب مرحوم سے علم تجوید کا درس لینا شروع کیا۔ اس دوران میں اونچی مسجد میں ایک سپاہی نماز پڑھنے کے لئے آیا۔ اس نے باتوں باتوں میں بتایا کہ میں نے جمعہ انجمن شیڈ کی جامع مسجد میں پڑھا۔ وہاں کے خطیب مولانا غلام دین صاحب نے دوران وعظ فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہیں۔ حالانکہ حضور علیہ اسلام کے ایک ولی اللہ حضرت کرمانوالے نزد اوکاڑہ زندہ ہیں۔ جو غیب کی خبریں بتاتے ہیں۔ اور اس ثبوت میں ایک واقعہ بیان کیا کہ لاہور شہر سے تین آدمی حضرت قبلہ کو ملنے کے لئے گئے۔ ان میں ایک وہابی تھا۔ جو کہ راستہ میں دل ہی دل میں استغفراللہ استغفراللہ پڑھتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ میرے ساتھی مجھے غلط کام کے طرف لے جا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ وظیفہ ورد زبان رکھا۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے حسب عادت مبارکہ ان سے پوچھا کیسے آئے ہو۔ تو اس وہابی نے کہا۔ کہ میں تو نہیں آتا تھا یہ ساتھی مجھے جبراً لے آئے ہیں۔ بہر حال آپ مجھے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لئے بتا دیں۔ آپ نے برملا فرمایا "وہ وظیفہ جو راستہ میں پڑھتے آئے ہو اچھا نہیں؟ وہ وہابی آپ کا یہ کشف دیکھ کر وہابیت سے تائب ہو کر آپ کا مرید ہو گیا۔ ~

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
خدایا کیا رکھا ہے اہل دل کے سینوں میں

ایک سپاہی کی زبان سے یہ واقعہ سن کر میرے دل میں حضرت صاحب کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن دوران دورہ حدیث شیخ الحدیث کی باتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت کرمانوالے" دیوبندی خیال کے ہیں۔ لہٰذا کچھ رکاوٹ قلبی پیدا ہو گئی۔ تو گھنگ شریف حضرت میاں رحمت علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس امر کی تصدیق چاہی تو میاں رحمت علی صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا "نہیں نہیں حضرت محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالے دیوبندی نہیں۔ آپ ضرور ان سے ملیں۔ میں نے پروگرام یہ بنایا کہ ایک ہفتہ حضرت صاحب کی خدمت میں رہوں گا۔ حالات دیکھوں گا۔ اگر دل مطمئن ہو گیا تو مرید بن جاؤں گا۔ ورنہ واپس آ جاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن دربار حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہو گیا۔ حاضر خدمت ہوا تو آپ قبلہ نے فرمایا کہاں سے آئے ہو۔ عرض کیا لاہور سے آیا ہوں۔ پھر فرمایا

Marfat.com

کیا کام کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا ایک مسجد کا خطیب اور امام ہوں اور علم تجوید پڑھتا ہوں۔ یہ دو جواب سن کر آپ نے سکوت فرمایا۔ حالانکہ آپ ہر نووارد سے عموماً یہ دریافت فرماتے تھے۔ کہ یہاں کیوں آئے ہو۔ لیکن مجھ سے یہ دریافت نہ فرمایا۔ کیونکہ اس سے میری پردہ دری ہوتی تھی۔ اور اللہ والوں کا شیوہ پردہ پوشی ہوتا ہے۔

پردہ پوشی کم فقر دا طالب میں فقیراں واں
عیب کسے دے پھول نہ سکاں ہر اک تھیں شرماواں

الغرض میں نے باطنی اور قلبی پروگرام کے تحت دربار شریف میں قیام کر لیا۔ حالات کا جائزہ لینے کے لئے حضرت صاحب کے پاس بیٹھا رہتا۔ آپ کی ملاقات کا طریقہ اور آنے جانے والے لوگوں سے آپ کی بات چیت کا منظر دیکھتا تھا۔ دو تین دن بعد جمعہ المبارک آگیا۔ میں حضرت صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ آؤ مولوی جی باہر مسجد میں نماز جمعہ کے لئے چٹائیاں بچھائیں۔ تو حضرت صاحب نے فوراً فرمایا "نہ نہ ایناں نوں نہیں لے جاناں۔ اے تے میرا پیر اے۔ تے عالم فاضل اے' اس شخص نے مجھے چھوڑ دیا۔ راز یہ تھا کہ اس وقت تک میں پورا معتقد نہ ہوا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنے کشف سے میری باطنی کیفیت معلوم کر کے اس آدمی کو روک دیا۔ بعد ازاں جب میرے دل میں اس قدر محبت پیدا ہو گئی۔ کہ حضرت صاحب اگر مجھے پاخانہ صاف کرنے کے لئے فرمائیں تو میں بلا تکلف حکم بجالاؤں گا۔ تو پھر حضرت صاحب قبلہ خود مجھے ارشاد فرمانے لگے کہ فلاں کام کرو۔ حتیٰ کہ مٹی اٹھانا' اینٹیں اٹھانا یہ سارے کام حضرت صاحب مجھ سے کرواتے۔ پہلے تو میں آزمائش کے طور پر حالات کا جائزہ لیتا تھا۔ میرے دل میں کام کرنے کا جذبہ نہ تھا۔ لہٰذا آپ حضرت صاحب نے مجھ سے کوئی کام نہ کروایا لیکن جب دل میں حضرت صاحب سے وابستگی پیدا ہو گئی۔ تو آپ پر اپنی خداداد بصیرت سے یہ حالت منکشف ہو گئی۔ تو حضرت صاحب نے مجھے خدمت کرنے کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

Marfat.com

بندہ ناچیز نور پور شاہاں اسلام آباد دربار امام بری کا خطیب تھا۔ تو دل میں خیال گزرا۔ کہ حضرت صاحب بزرگان دین کے حالات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن حضرت بری امام رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق کبھی تبصرہ نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ جب آپ لاہور میں محمد امین شرقپوری کی کوٹھی میں قیام پذیر تھے۔ بندہ وہاں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا "اوایہہ پیر ہونی آئے نے پہاڑاں تھیں بری امام تھیں۔ اس طرح آپ قبلہ نے میرے باطنی خیال کا جواب دے دیا۔ اللہ اکبر۔ رحمتہ اللہ علیہ رحمتہ واسعا

حضرت کرمانوالی سرکار ؒ کا مسلک = حضرت گنج کرم پیر سید اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پیروکار تھے۔ اہل سنت و جماعت میں مختلف گروہ موجود ہیں۔ مگر حضرت قبلہ نے خود کو کبھی کسی جماعت سے وابستہ نہ کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا پابند صرف اہل سنت و جماعت دعُوں کو سمجھتے تھے۔ حضرت قبلہ حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب' حاضر ناظر اور حیات النبی پر مریدین کو ایمان رکھنے کی ہدایت فرماتے۔ آپ اپنے پیرو مرشد کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ بزرگان دین سے توسل اور استمداد سے حصول برکات کے حامل تھے۔ محفل عید میلاد النبی کو باعث برکت فرماتے۔ مگر آپ فرقہ بندی کے اصولا مخالف تھے۔ حضور قبلہ جہاں اپنے مسلک میں پختہ تھے۔ وہاں دیگر حضرات کے احساسات کا پورا خیال رکھتے۔ بے جا اور بلاوجہ مخاصمت اور دل آزاری سے اجتناب فرماتے۔ اس سبب بعض حضرات آپ قبلہ کو دیوبندی مسلک کا حامل خیال کرتے۔ اس ضمن میں پیر سید محمد قاسم شاہ صاحب خطیب دربار عالی امام بری نور پور شاہاں اسلام آباد حال انگلینڈ اپنا ذاتی واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

۱۹۵۶ء میں بندہ پانچ ماہ مسلسل حضرت صاحب کی خدمت میں رہا۔ حضور قبلہ کے وضو کے لئے لوٹا میں پانی بھر کر رکھ دیتا۔ اور ملاقاتی حضرات کی ملاقات کراتا تھا۔ بعض اوقات حضرت صاحب کے حکم سے لنگر تقسیم کرتا۔ اور جمعرات کو ختم بھی پڑھتا تھا۔ اس دوران نماز باجماعت پڑھاتا تھا۔ بعض اوقات حضرت صاحب بھی میرے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ المختصر جب بندہ پانچ ماہ گزرنے کے بعد آپ سے اجازت لے کر لاہور پہنچا تو وہاں دربار داتا صاحب پر محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث

Marfat.com

ابو الفضل مولانا سردار احمد صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ آپ کے ساتھ علماء کی ایک جماعت بھی تھی۔ حضرت مولانا صاحب نے دربار داتا صاحب پر فاتحہ پڑھی پھر دربار کے متصل میاں محمد صاحب سابق سجادہ نشین دربار داتا صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ بندہ بھی آپ کے ہمراہ وہاں گیا۔ جب آپ دیگر علماء و حاضرین کے ساتھ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ تم نے مجھے خط لکھا تھا کہ حضرت کرمانوالے دیو بندی نہیں ہیں۔ تو بتلاؤ وہ دیو بندیوں کو ملتے کیوں ہیں۔ اور ان کو روٹیاں کیوں کھلاتے ہیں۔ ان گستاخان رسول ﷺ کو خاک کھلانی چاہیے۔ میں نے عرض کیا جناب حضور نبی کریم ﷺ نے ایک کافر کو کھانا کھلایا تھا۔ اس کو بستر بھی دیا وہ کافر بستر پر پاخانہ کر گیا اور بھاگ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو پاخانہ والا بستر خود دھونے لگے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا حضور ﷺ ہم دھوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "وہ مہمان میرا تھا۔ لہٰذا یہ کام میں ہی کروں گا۔ آپ بستر دھو رہے تھے کہ وہ کافر اپنی بھولی ہوئی چیز لینے کے لئے واپس آیا تو دیکھا کہ اللہ کا نبی پاخانہ آلودہ بستر خود دھو رہا ہے۔ وہ کافر اتنا متاثر ہوا کہ اسلام قبول کر لیا۔ اس واقعہ کو مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں لکھا ہے۔ تو اگر حضور نبی کریم ﷺ کی سنت حضرت کرمانوالا رحمتہ اللہ علیہ نے پوری کر دی تو اس میں حضرت صاحب کا کیا قصور ہے۔ اس طرح کی اور بھی باتیں ہوئیں۔ بندہ بفضلہ تعالیٰ حضرت صاحب کے دفاع میں مدلل جواب دیتا رہا۔ اثنائے گفتگو میاں محمد صاحب گدی نشین نے مجھے کہا کہ تم حضرت کرمانوالا کی اتنی صفت کرتے ہو۔ تمہارے پیر (حضرت کرمانوالے) تو باجماعت نماز نہیں پڑھتے۔ تم ان کی ایک نماز بھی باجماعت ثابت کر دو تو میں تم کو یک صد روپیہ انعام دوں گا۔ میں نے کہا کہ میں نے ابھی ماہ رمضان حضرت صاحب کے ساتھ گزارا ہے۔ ایک نماز کیا حضرت صاحب رمضان شریف میں ہر نماز عشاء اور فجر باجماعت ادا فرماتے تھے۔ اگر تمہیں شک ہے تو میرے ساتھ چلو میں تمہیں دکھا دوں گا۔ اس پر غلام رسول گدی نشین نے کہا کہ اب تم سو روپیہ ان کو دے دو۔ تو میاں محمد صاحب نے سو روپیہ کا نوٹ نکال کر میری طرف کیا۔ چونکہ میں دوسرے کونے میں بیٹھا تھا۔ میرا ہاتھ ان تک نہ پہنچ سکا۔ اور میں نے اٹھ کر یہ انعام حاصل کرنا مناسب نہ سمجھا لہٰذا

Marfat.com

بیٹھا رہا۔ تو انہوں نے سو روپیہ کا نوٹ پھر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ میں نے بڑے جذبے سے کہا دیکھو میں اکیلا ایک طرف ہوں اور تم اتنے علماء کثیر تعداد میں ایک طرف ہو۔ پھر بھی میں سو روپیہ کا مستحق ہو گیا ہوں۔ یہ میرے مرشد کی کرامت ہے۔ میاں محمد صاحب نے کہا ہمارے ساتھ داتا صاحب ہیں۔ میں نے کہا۔ داتا صاحب ولی اللہ ہیں۔ لہٰذا وہ تو دوسرے ولی اللہ حضرت کرمانوالے کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ولی آپس میں دوست ہوتے ہیں۔ الغرض اسی طریقہ سے وہ اعتراض کرتے رہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ اور اپنے پیرو مرشد حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے باطنی روحانی تعاون سے مدلل جواب دیتا رہا۔ تقریباً آدھ پون گھنٹہ اس طرح سوال وجواب میں گزر گیا۔ تو آخر میں نے حضرت شیخ الحدیث محمد سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ جناب آپ میرے استاد ہیں۔ میں نے آپ کی جو سمع خراشی کی ہے۔ اس کی معافی چاہتا ہوں۔ لیکن حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق میرا ذاتی خیال اب بھی یہ ہے کہ آپ جیسا باکمال ولی اللہ آج تک نہیں دیکھا۔ اور آج ساری دنیا میں ان جیسا کوئی نہ ہو گا۔ میرے یہ الفاظ سن کر استاذی المکرم حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ بالکل ساکت و خاموش ہو گئے۔ آدھ پون گھنٹہ مناظر اعظم اور محدث اعظم کے ساتھ مدلل گفتگو کرنا میری طاقت نہ تھی۔ بلکہ میرے پیر و مرشد کی عظیم کرامت تھی۔ جس کا اعلان میں نے بر سر محفل کر دیا تھا۔ سبحان اللہ۔

نوٹ = خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ اوکاڑوی نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا جو مختصراً اس طرح ہے کہ شہر بغداد میں دس راتیں یہ التجا کرتے بیت گئیں یا غوث اعظم اپنا دیدار تو کرا دیجئے۔ بالآخر گیارھویں رات انہوں نے ایک نورانی تخت پر حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کو جلوہ فرما دیکھا۔ پس محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اشارۃً فرمایا کہ حضرت کرمانوالی سرکار میرے پرتو ہیں۔ اللہ اکبر۔ ان کی زیارت میری زیارت ہے۔ حضرت کرمانوالی سرکار کا مقام بہت بہت بلند ہے۔

Marfat.com

○ منشی محمد اسماعیل چک 173/EB گگو ساہی وال بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۵ء کے وسط میں ایک ساتھی کے ہمراہ اپنے رشتہ داروں سے ملنے ضلع جالندھر کے کسی گاؤں میں گیا۔ دوران سفر واپسی پر دریا ستلج عبور کرنا تھا۔ آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ دریا پر ریلوے پل تھا۔ ہم سنتری سے آنکھ بچا کر نکل گئے۔ پل عبور کر رہے تھے کہ پل کے دوسری طرف کے سنتری لال چند نے ہمیں دیکھ لیا اور للکارا کہ تم کون ہو۔ کہ بلا اجازت پل عبور کر رہے ہو۔ میرے ساتھی نے فوراً کہا کہ یہ ریلوے تھانیدار ہیں اور میں ان کا سپاہی ہوں۔ پڑتال کرنے کے لئے آئے ہیں۔ سنتری کانپ گیا لگا منت ساجت کرنے پندرہ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ میرے ساتھی نے رقم لے لی اور ہم پل عبور کر کے اپنے گاؤں کی طرف چل دیئے۔ سنتری کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ پل عبور کرنے والوں میں سے ایک منشی محمد اسماعیل مدرس مدرسہ امیر شاہ والا ہے۔ اور دوسرا شخص نواب دین ہے۔ یہ سنتری چند ساتھیوں کے ساتھ ہمارے تعاقب میں نکلا۔ ہم سرکنڈوں میں چھپ گئے۔ جب وہ واپس چلے گئے تو ہم نے اپنا سفر جاری رکھا اور گاؤں پہنچ گئے۔ مجھ پر دعویٰ دائر کر دیا گیا۔ تاریخ پیشی کی اطلاع کرنے کے لئے تھانہ کا سپاہی میرے سکول آیا۔ میں نے کہا کہ ہمارے افسران محکمہ کی معرفت کاغذات بھجواؤ۔ وہ سپاہی واپس چلا گیا۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز نے اسٹنٹ صاحب کو لکھ دیا کہ تم جا کر انکوائری کرو۔ زیرہ تحصیل سے اے ڈی آئی صاحب انکوائری کے لئے آئے۔ میں نے سارا واقعہ صحیح صحیح بیان کر دیا۔ انکوائری کے بعد غوث اعظم بغداد اور اپنے پیرو مرشد سے مدد کا طلبگار رہا۔ اور امداد کے لئے پکارتا رہا۔ چنانچہ اسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے اپنی رپوٹ میں لکھ دیا۔ کہ یہ واقعہ سراسر غلط ہے۔ (حالانکہ میں نے سچ سچ بتایا تھا)۔ اس کے بعد ہمیں کسی نے تھانہ میں نہ بلایا اور مقدمہ ختم ہو گیا۔ یہ شان ہے میرے غوث پاک اور سرکار کرمانوالے کی کہ امداد فرمائی اور سچ سچ واقعہ بیان کرنے پر تمام پریشانیاں ختم۔

○ یہی منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے کہ میں سرکاری کاغذات لے کر سنٹر فتح گڑھ پہنچا۔ وہاں اسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز حلقہ زیرہ بھی آئے ہوئے تھے۔ مجھے کہنے لگے منشی جی اپرسوں آپ کے سکول کے معائنہ کے لئے ہم آرہے ہیں۔ مہربانی فرما کر ایک مکہ پانی۔ ایک مرغ اور ایک بوتل شراب کا انتظام

Marfat.com

کر رکھیں۔ میں نے فوراً کہہ دیا کہ شراب کے سوا باقی سب انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ مقررہ تاریخ پر A.D.I آئے۔ اور چیزیں طلب کیں۔ پانی کا مٹکہ اور مرغ پیش کر دیا۔ شراب کی بوتل نہ پا کر طیش میں آ گئے اور مجھے گالیاں دیں۔ میں نے بھی ترکی بترکی جواب دیا۔ میں نے لڑکوں کو حکم دیا کہ تختیوں سے صاحب کی مرمت کر دو۔ اے ڈی آئی صاحب معائنہ کئے بغیر ہی بھاگ گئے۔ چند دن بعد ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب اتفاقیہ فتح گڑھ مڈل سکول آئے۔ اے ڈی صاحب بھی ساتھ تھے۔ اے ڈی آئی صاحب نے ڈی آئی صاحب سے شکایت کی۔ کہ منشی محمد اسماعیل نے مجھے مارا پیٹا اور بے عزتی کی۔ چنانچہ مجھے فتح گڑھ طلب کر لیا گیا۔ میں نے سچ سچ بتا دیا کہ صاحب نے مجھ سے شراب کی بوتل طلب کی تھی۔ میں نے پیش نہ کی جس بنا پر یہ سارا معاملہ ہوا۔ اور آپ تک شکایت پہنچی۔ ازاں بعد میں اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں کرمونوالہ شریف پہنچا۔ اور تمام واقعہ صحیح صحیح بیان کیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ فرمایا کہ فکر نہ کریں رب کریم خیر کر دے گا۔ چنانچہ اے ڈی آئی صاحب کا تبادلہ ہو گیا اور ایک سال کے لئے ترقی بند۔ اللہ اکبر۔ یہ شان ہے حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی۔ (سانچ کو آنچ نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ حضرت قبلہ کا مرید کسی کو شراب پیش کرے)

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

قبلہ پیرومرشد کا تصرف ہر مقام پر

پیر سید نوازش علی شاہ صاحب رام گلی لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۴ء میں میری درخواست برائے حج بیت اللہ منظور نہ ہوئی میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض پیرا ہوا کہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ تھا مگر درخواست منظور نہیں ہوئی آپ نے پرجوش لہجہ میں فرمایا "پیر جی! ہم ضرور حج کے لئے جائیں گے" میں نے

Marfat.com

عرض کیا کہ میرے دو تین اور ساتھی ہیں جو حج بیت اللہ کے لئے بے تاب ہیں مگر ان کی درخواستیں بھی نامنظور ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا پیر جی جتنے آدمی آپ ساتھ لے جانا چاہیں لے جائیں۔ ایک ضد، دو ضد، تین ضد، چار ضد، انشاءاللہ کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی، میں بے حد مسرور ہوا اور گھر واپس آگیا۔

میں محکمہ ریلوے کی اسکاوٹس تنظیم میں چیف اسکاوٹ تھا اور محکمہ ریلوے کا انسپکٹر بھی، ایک روز میرا ایک دوست دوڑتا ہوا میرے کمرہ میں آیا اور کہا کہ پیر جی آپ کی درخواست برائے حج منظور ہو گئی، میں نے اسے طنز خیال کرتے ہوئے اسے ڈانٹ دیا، مگر اس نے تحمل سے بتایا کہ گورنر جنرل پاکستان کی طرف سے چٹھی موصول ہوئی ہے کہ پاکستان سے بارہ (۱۲) اسکاوٹس حاجیوں کے ساتھ جائیں گے اور اسی جہاز سے واپس آئیں گے، لاہور ریلوے نے آپ کو نامزد کیا ہے آخری فیصلہ ایک بورڈ دے گا، اس بورڈ کے ایک ممبر قاری عبدالرؤف صاحب دوسرے CMO، ریلوے ہیڈ کوارٹرز اور تیسرے ڈاکٹر شجاع الدین صاحب سیکرٹری بوائے سکوٹس ایسوسی ایشن تھے، یہ سیکرٹری صاحب باریش اشخاص کو پسند نہ کرتے تھے، میں باریش تھا اور سادہ لباس میں ملبوس، جبکہ دیگر سکاوٹس بے ریش اور اعلیٰ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے، دو ممبران نے مجھے چن لیا تو سیکرٹری صاحب نے بھی بادل نخواستہ ہاں میں ہاں ملا دی۔ ان بارہ منتخب شدہ اسکاوٹس میں صرف میں نان گزیٹڈ اہلکار تھا جبکہ باقی گیارہ افسر اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے مگر ان تمام نے مجھے ہی اپنا لیڈر چن لیا، کراچی پہنچ کر میں انچارج حج دفتر سے ملا، وہ بڑی شفقت سے پیش آیا، میں نے رقم ادا کرنے کے بعد اپنا ٹکٹ حاصل کیا، میرے وہ دوست جن کی درخواستیں نامنظور ہو گئی تھیں، کراچی میں حج دفتر میں مجھے ملے، میں نے ان کو بھی ٹکٹ دلوا دیے، اس طرح ہم پانچ چھ آدمی زائد ہو گئے، بحری جہاز کی روانگی کے وقت مجھے ہی حاجیوں کی تعداد چیک کرنے پر مامور کیا گیا تاکہ کوئی شخص بلا ٹکٹ بحری جہاز میں سوار نہ ہو جائے

Marfat.com

چند حاجیوں کے کاغذات چیک کئے اور درست پائے، تو میں نے باقی ماندہ حاجیوں سے کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر سوار ہو جائیں، جہاز کے اندر پڑتال کی گئی تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ۵۰۳ حاجی بلا ٹکٹ اور زائد ہیں۔ جہاز کے اندر راشن خوراک اور نماز کے انتظامات بھی میرے سپرد کر دیئے گئے جہاز میں مسلسل اعلان ہو رہا تھا کہ تین صد پچاس آدمی کیسے زائد ہو گئے اور کیوں، مجھے تشویش ہوئی کہ اگر ان زائد آدمیوں کا کرایہ آمد و رفت اور خرچ خوراک مجھ سے وصول کیا گیا تو کیا صورت ہو گی۔ میں حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی پریشانی کا بتایا، نتیجتاً اعلان ہونے تو بند ہو گئے، مگر فکر لگا رہا کہ اگر چیکنگ ہوئی تو ذمہ داری مجھ پر ہی عائد ہو گی۔ ایک دن جہاز کا کپتان میرے پاس سے گزرا، میرا دل دھڑکنے لگا مبادا کچھ پوچھ گچھ کرے، وہ مسکراتا ہوا آگے نکل گیا اور اس موضوع پر کوئی بات نہ کی، مگر میرا ایک ممبر مجھے بار بار کہتا۔ کہ تم نے اچھی طرح پڑتال کیوں نہ کی۔ نقصان کے تم ہی ذمہ دار ہو۔ وہ مجھ سے بار بار تکرار کر کے مجھے پریشان کرتا، میں نے حضرت قبلہ سے اس ممبر کی شکایت کی کہ اس سے میں بے حد تنگ ہوں، میری جان اس سے چھڑا دیں، اتفاق ایسا ہوا کہ اسے سمندری بخار ہو گیا اور وہ جہاز کے ہسپتال میں جدہ پہنچنے تک زیر علاج رہا، جدہ پہنچنے پر کپتان نے کہا کہ پیر جی! جس طرح حاجی سوار کئے تھے۔ اسی طرح اتار بھی لیں۔ میں گیٹ پر کھڑا ہو گیا، بسم اللہ پڑھ کر حاجیوں کو اترنے کے لئے کہا، سب جہاز سے اتر گئے، ہم مکہ معظمہ کیلئے بسوں میں روانہ ہوئے، فریضہ حج ادا کرنے کے بعد ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری کے لئے مدینہ منورہ پہنچے، ایک دن بعد نماز ظہر میں نے مرشدی حضرت کرمانوالی سرکار کو سرور عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے سامنے سلام پڑھتے پایا، میں نے یہ منظر اپنے ساتھی خواجہ محمد رفیق انسپکٹر سکولز نوشکی کو بھی دکھایا مگر چند منٹ بعد سرکار مرشدی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

بعد اختتام فریضہ حج ہم واپسی سفر کے لئے جدہ پہنچے تو حاجیوں کو سوار کرنے کیلئے مجھے ہی کہا گیا، ہم کراچی پہنچ گئے مجھے ڈر تھا شاید کپتان صاحب زائد حاجیوں کے اخراجات کا مجھ سے مطالبہ کریں مگر ایسا نہ ہوا بلکہ انہوں نے میرا شکریہ ادا کیا اور بڑی شفقت سے رخصت کیا، لاہور پہنچ کر چند دن بعد میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کوٹھی کے باہر صحن میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھتے ہی فرمایا پیر جی! آپ کتنے آدمی بلاٹکٹ اپنے ساتھ لے گئے، پھر خود ہی فرمایا تین صد پچاس اتنے حاجی بلاٹکٹ میں نے عرض کیا سرکار آپ خود ہی تو لے جانے اور لانے والے تھے، آپ نے فرمایا کہ پیر جی! مسجد نبوی شریف کی ڈاٹیں کتنی ہیں، ہر چند حافظہ پر زور مارا۔ مگر بے سود، مرشدی نے فرمایا پیر جی! ابھی شمار کر لیتے ہیں، فرمایا، ایک دو تین .... جیسے مسجد نبوی شریف سامنے ہے۔ اللہ اکبر۔

ے مردِ کامل کو تو سمجھے ہے حقیر — ہے نظر بندی یہ اے مردِ خبیر
وہ ہے شاہِ جنّ و انس و بحر و بر — تو ہے سمجھا جسے مفلس لے بسر
حکم میں اس کے ہیں یہ سنگ و حجر — چوب و بادہ و آب و خشک و تر

○ ہمارے پیش امام حافظ شبیر احمد عمرہ کے لیے ۲۲ رمضان المبارک کو روانہ ہونے والے تھے۔ کہ کسی سخت رکاوٹ کے باعث روانگی معرض التوا میں پڑ گئی۔ وہ اتنے مایوس ہوئے کہ کہنے لگے کہ اب حج کیلئے ہی جائینگے۔ عمرہ کے لیے جانا تو مشکل نظر آتا ہے۔ میں نے تسلی دی کہ رب کریم بہتر کارساز ہے۔ رات قبلہ حضرت کرمانوالی سرکار کی طرف متوجہ ہو کر عرض گزار ہوا اور انداز ناز میں کہا کہ پیر سید نوازش علی شاہ رام گلی لاہور والوں کو ۳۵۰ آدمیوں کے ساتھ "مفتو مفت" بھجوا دیا تھا۔ (دیکھئے واقعہ سید نوازش علی شاہ صاحب) میرے امام مسجد کو بھی بھجوا دیں تو مزا آجائے۔ یہ التجا اس انداز سے ادا ہوئی کہ ہر مقام سے منظوری ہو گئی۔ (بارگاہ رب العزت بارگاہ رسالت اور آستانہ عالیہ پیر و مرشد) بس پھر کیا تھا کہ شبیر صاحب کو دوسرے دن ہی اجازت نامہ مل گیا اور وہ بروز سوموار عمرہ کی سعادت کیلئے روانہ ہو گئے۔ اللہ اکبر کیا شان ولائت ہے حضرت کرمانوالا کی اور کتنی پذیرائی ہے دربار رسالت میں آپ کی۔ سبحان اللہ

Marfat.com

باطنی اپریشن سے بینائی دوبارہ حاصل ہوئی

صوفی برکت علی ساکن سندہ خورد لاہور بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ گنج کریم کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حجام کمال دین کو موضع کسان میں کچھ قطعہ اراضی گزارہ کے لیے دی ہوئی تھی۔ کمال دین کے رشتہ دار منڈی ہیرا سنگھ میں بائش پذیر تھے۔ اُن کی ایک جوان سال لڑکی کی بینائی ضائع ہوگئی۔ کافی علاج معالجہ کے باوجود کچھ افاقہ نہ ہُوا۔ وہ لڑکی کو لے کر کمال دین کے پاس آئے تاکہ حضرت قبلہ سے دُعا کرائیں۔ کمال دین اُن کو ساتھ لے کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ نماز عصر کے بعد حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا "کمال دین کیسے آئے ہو" کمال دین نے مدعا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا! "رب کریم رحم کرے گا۔ خیر ہو جائے گی" کمال دین اور وہ سب واپس موضع کسان آ گئے۔ صبح وہ لوگ بس میں سوار ہو کر موضع کسان سے منڈی ہیرا سنگھ کے لیے روانہ ہوئے۔ جونہی بس حضرت کرمانوالہ سے گزری تو لڑکی نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ کوئی میری آنکھوں میں جھبوکے دے رہا ہے۔ آنکھ میں سوئیاں چبھ رہی ہیں۔ اوکاڑہ پہنچ کر وہ لڑکی خاموش ہوگئی اور اپنی ماں سے کہنے لگی۔ وہ گھوڑا سُرخ رنگ کا ہے۔ کوچوان نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ماں نے دیکھا تو واقعی لڑکی نے درست کہا تھا۔ لڑکی کی ماں بہت خوش ہوئی کہ حضرت کی دُعا سے لڑکی کی بینائی عود کر آئی ہے۔ وہ سب اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے منڈی ہیرا سنگھ روانہ ہو گئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ نے چلتے چلتے اُس لڑکی کی آنکھ کا اپریشن باطنی طور پر کر دیا۔ اپریشن کی وجہ سے ہی اُس نے شور مچایا ہوگا۔ اللہ اکبر ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

Marfat.com

(۱) صوفی شیر محمد صاحب یزمان منڈی والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے قربانی کے لئے بکرا خریدا جو چند دن بعد گم ہو گیا۔ ہفتہ بھر تلاش کے باوجود وہ بکرا نہ ملا۔ ایک رات پریشانی کے عالم میں محو خواب تھا۔ کہ حضرت قبلہ تشریف لائے فرمایا "بیلیا! تمہارے چک کی مغربی جانب ایک ریوڑ میں وہ بکرا موجود ہے جاؤ اور لے آؤ" علی الصبح میں ادھر گیا تو ریوڑ میں بکرا موجود پایا۔ خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اپنا جانور گھر لے آیا اللہ اکبر۔ کس قدر شفیق تھے حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کہ اپنے غلام کی پریشانی دور کر دی اور مالی نقصان سے بچا دیا۔

(۲) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی نورانی محفل میں حاضر تھا۔ دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب سے کبھی کھل کر بات نہیں ہوئی۔ اس وقت آپ ہر بیلی سے آنے کا مقصد دریافت فرما رہے تھے۔ مجھ عاجز سے دریافت فرمایا۔ کتنے بھائی ہو۔ زمین کتنی ہے کیسا فصل دیتی ہے۔ کس جگہ سے آئے ہو۔ کیا کام کرتے ہو کہیں وہابی تو نہیں ہو۔ "گفتگو کے اختتام پر فرمایا "بیلیو! حضور نبی کریم دی بڑی شان اے" فرمایا "الصلواۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا کرو"۔ پھر مجھ ناچیز سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "کیا کام کرتے ہو"۔ میں نے عرض کیا۔ جو آپ فرمائیں گے کر لونگا۔ فرمایا جو کام بھی کرو گے رب کریم خیروبرکت فرما دے گا۔ میں نے آپ حضرت کو مائل بہ کرم پایا تو عرض کیا۔ حضور! ہمارے گاؤں میں ایک وہابی ہے جو بہت تنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا "اسے چھیڑنا مت وہ خود بخود ہی چلا جائے گا" آپ سے بعد اجازت اپنے گاؤں چلا آیا۔ چند دن بعد معلوم ہوا کہ اس وہابی نے اپنی دوکان اور مکان فروخت کر دیا ہے اور یزمان منڈی چلا گیا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی جو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(۳) حاجی روشن دین چک نمبر ۵۹/D.B والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرماں والا حاضر ہوا۔ سردی کا موسم تھا۔ صبح کی نماز کے بعد میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ سردی سے جسم ٹھٹھر رہا تھا۔ دل میں خیال گزرا کہ اگر اپنے گھر ہوتا تو آگ تاپتا تو سردی نہ لگتی۔ چند لمحات کے بعد ایک

Marfat.com

درویش آیا۔ اس نے حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق ٹک تک پہنچنے کا انتظام کر دیا۔ اور دیگر بیل بھی سردی سے محفوظ ہو گئے اور ہم سب کو امان مل گئی۔ حضرت قبلہ کے شفیق اور شہنشاہ کشف و کرامات تھے اللہ اکبر۔

کرامات و تصرفات۔

(۱) صوفی شیر محمد خطیب جامع مسجد بزمان منڈی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میں حضرت صاحب کی نورانی محفل میں حاضر تھا۔ آپ ایک چھوٹی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ تمام حاضرین مودب ہمہ تن گوش تھے۔ آپ ہر ایک سے حاضر ہونے کا مقصد دریافت فرما رہے تھے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "بیٹا! کیویں آیاں ایں" عرض کی حضور آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ رخصت ہوتے وقت میں نے چند نقدی بطور نذرانہ پیش کرنی چاہی اور آپ قبلہ کے تکیہ کے نیچے رکھنے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے دست مبارک آگے کر کے مجھے روک دیا۔ پھر میں نے آپ کے ہاتھ میں وہ نقدی دینے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک پیچھے ہٹا لیا۔ اس طرح دو تین دفعہ میں نے کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس پر حضرت قبلہ نے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا۔ میں پیچھے ہٹ گیا اور دل میں کچھ رنج اور ملال پیدا ہوا۔ بعد اجازت میں گھر چلا گیا۔ اس رات حضرت قبلہ نے مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ بیدار کر کے اپنے پاس بٹھایا۔ پیار محبت سے گفتگو فرمائی "بیٹا! میرا تھپڑ کسی قسمت والے کو لگتا ہے۔ میرا تھپڑ دل کا زنگ دور کر دیتا ہے۔ روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں" پھر ایک کتاب نکالی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ شروع کر کے مجھ جیسے علم نا آشنا کو علم سے بہرہ مند فرما دیا۔ (اسی صحبت کا فیض ہے کہ صوفی صاحب اب مسجد جامع کے خطیب ہیں اور ایک دارالعلوم کے مہتمم۔ اللہ اکبر)

(۲) یہی صوفی بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی کو کلیجہ میں شدید درد رہتا تھا۔ ڈاکٹری یونانی علاج سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ پھر مقامی ہسپتال میں داخل کرایا۔ ڈاکٹر صاحبان نے لاعلاج بتا کر ڈسچارج کر دیا۔ اب ایک ہی امید گاہ باقی تھی۔ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے نہایت ہی مشفقانہ لہجہ میں فرمایا "بیٹا! کیویں آیاں اے" میں خاموش رہا۔ آپ دوسرے حاضرین سے مخاطب رہے۔ آخر

Marfat.com

میں پھر مجھ سے دریافت فرمایا۔ تو میں نے عرض کیا کہ میری بیوی کے کلیجہ میں درد ہے اطباء اور ڈاکٹر صاحبان نے مرض لاعلاج قرار دیا ہے۔ حضرت صاحب نے ایک درویش سے فرمایا کہ صوفی کو فلاں فلاں چار چیزیں کان میں بتا دو۔ اس درویش نے تعمیل حکم کی۔ لیکن یہ نہ بتایا کہ دوائی نمک یا چینی ملا کر استعمال کرائی جائے۔ میں نے گھر پہنچ کر نسخہ سے دوائی تیار کی اور نمک ملا کر دوائی استعمال کرائی۔ لیکن آفاقہ نہ ہوا خیال آیا کہ حضرت صاحب نے نمک اور چینی کا ذکر نہ کیا تھا۔ للٰذا دوائی نمک کے ساتھ کھلانا غلط تھا۔ پھر میں نے دوائی بغیر نمک یا چینی کے استعمال کرائی تو ایک خوراک سے مکمل آفاقہ ہو گیا۔ اللہ اکبر۔ ثابت ہوا کہ بندگان خدا کی ہدایات کے عین مطابق عمل کرنے سے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اپنی مرضی کو دخیل نہیں کرنا چاہئے۔

تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ ہو کے رہی
دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

(۳) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ کے وصال مبارک کے بعد میں گھٹنوں میں درد کے باعث سخت تکلیف میں مبتلا تھا۔ یہاں تک کہ نماز ادا کرنا مشکل ہو گیا۔ علاج معالجہ سے کوئی آفاقہ نہ ہوا۔ عالم خواب میں حضرت قبلہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ایک دلکش خوشنما باغیچہ میں چارپائی پر رونق آفروز ہیں آپ نے ایک درویش سے فرمایا کہ صوفی شیر محمدؐ کو بلاؤ۔ وہ درویش مجھے بلا کر لے گیا۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا "بیلیا! چنے دے آٹے دی روٹی چار پنج دن کھا۔ تکلیف ختم ہو جاوے گی"۔ چنانچہ میں نے آپ کے ارشاد مبارک پر عمل کیا تو چند دن میں موذی مرض سے نجات مل گئی۔ اللہ اکبر

(۴) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ قبلہ کی وفات سے چند دن قبل میں نے خواب دیکھا کہ ایک تناور درخت ہے شاخیں اور پتے خشک ہو گئے ہی۔ اس پر بیٹھنے والے پرندے رونے چلانے لگے ہیں۔ میں بیدار ہوا تو معاً" دل میں خیال گزرا کہ ایسے لگتا ہے۔ کہ پیرومرشدی جو بیمار تھے۔ ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ چنانچہ چند یوم بعد ۲۷ رمضان المبارک مطابق جنوری ۱۹۶۶ء ریڈیو پر حضرت قبلہ کی وفات حسرت آیات کی خبر نشر ہوئی۔ کس قدر مہربان تھے مرشدی کہ مجھ ایسے ناکارہ کو

Marfat.com

بھی اپنی رحمت سے نگاہ کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (وہ تناور درخت حضرت قبلہ تھے اور پرندے آپ کے متوسلین اور مریدین) گو آپ ظاہری طور پر ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ مگر آپ کا روحانی فیض ہم تک ابھی پہنچ رہا ہے۔

(۵) حاجی روشن دین صاحب ساکن چک نمبر D.B ۵۹ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ اپنے بھتیجے غلام مصطفےٰ کو لے کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صبح سے وقت معلوم ہوا کہ غلام مصطفےٰ کہیں گم ہو گیا ہے۔ بہت تلاش کیا مگر بے سود۔ حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ تو آپ نے فرمایا کہ غم نہ کرو۔ خود ہی آ جائے گا۔ نصف رات گزری ہو گی کہ غلام مصطفےٰ آ گیا۔ میں نے دریافت کیا کہ تم کہاں تھے۔ اس نے کہا کہ اتنا یاد ہے کہ میں ایک باغیچہ میں تھا۔ کہ حضرت صاحب آئے اور میری پیٹھ پر دست شفقت مارا اور کہا "تم یہاں بیٹھے ہو تمہارے وارث پریشان ہیں" وہ مجھے اپنے ساتھ لائے۔ اور میں یہاں پہنچ گیا۔ سبحان اللہ۔

(۶) حاجی اصغر علی المعروف جلوی صاحب فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی کا بھائی جان محمد بے اولاد تھا بلکہ شادی خانہ آبادی ہوئے کئی سال گزر چکے تھے ایک دن میری ساس نے کہا کہ جان محمد کو حضرت صاحب کی خدمت میں لے جاؤ اور ان سے اولاد کیلئے دعا کراؤ۔ چنانچہ جان محمد نے سرخ دستار باندھی اور ہم حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہو گئے آپ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا۔ "ایہہ سرخ پگڑی والے دی کیہ گل اے۔" میں نے عرض کیا کہ اس جان محمد کے اولاد نہیں دعا کیلئے حاضر ہوئے ہیں آپ نے فرمایا سدھی گل کرو" اس پر حاضرین میں سے ایک بیلی نے مجھے کہا کہ تم یہ کہو کہ شادی کو بہت سال بیت چکے ہیں کوئی لڑکا نہیں ہے لڑکوں کیلئے دعا کیلئے حاضر خدمت ہوئے ہیں پھر میں نے عرض کیا حضور! جان محمد کے کوئی لڑکا نہیں ہے دعا فرمائیں۔ اس پر آپ قبلہ نے فرمایا ایدھے بہت لڑکے ہون گے ہن ایس سرخ پگڑی والے نوں واپس لے جاؤ۔" اب جان محمد کے سات لڑکے ہیں سبحان اللہ۔

ہو اثر ان کی دعا میں ہے وہ اوروں میں کہاں۔
یوں تو سب پیر مریدوں کو دعا دیتے ہیں۔

Marfat.com

○ یہی اصغر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! میرے ہاں بچے پیدا ہوتے تو ہیں۔ مگر فوت ہو جاتے ہیں دعا فرمائیں اس غم سے نجات ملے۔ آپ نے صرف اتنا فرمایا رب کریم خیر کردے گا۔ اس دن کے بعد میرے گھر میں کوئی فوتیدگی نہیں ہوئی الحمدللہ بیٹے بیٹیاں پوتے اور پوتیاں ہیں اللہ کے فضل و کرم سے سب بقید حیات ہیں۔

تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ بات ہو کے رہی۔
دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی۔

○ اصغر علی صاحب فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ آپ قبلہ کی خدمت میں ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا حضور میرا لڑکا کئی سال سے گم ہے پتہ نہیں چلتا کہاں ہے بہت تلاش کیا اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں مدد فرمائیں مل جائے آپ نے فرمایا۔ "اسے باہر نکال دو" وہ بیرونی بڑے گیٹ کے پاس باہر کھڑا ہو گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولنا محمد عمر اچھروی سے کہو کہ کسان ریلوے اسٹیشن تک جانا ہے ساتھ چلیں چنانچہ ہم تین چار آدمی آپ قبلہ کی معیت میں کسان ریلوے سٹیشن تک جانے کیلئے روانہ ہوئے ابھی گیٹ سے باہر نکلے ہی تھے کہ آپ نے اس آدمی کو گیٹ کے قریب کھڑا پایا۔ اس پر آپ حضرت نے فرمایا کہ اب کہیں نہیں جانا آپ واپس اندر چلے آئے اور چارپائی پر لیٹ گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ آدمی اپنے لڑکے کو ساتھ لئے ہوئے آپ کی خدمت میں آرہا ہے۔ حضرت قبلہ نے اسے دیکھ کر فرمایا تم تو کہتے تھے کہ لڑکا گم ہے وہ تو تمہارے ہی پاس ہے یہ کہاں سے آگیا۔ فرمایا لوگ میرے پاس آکر بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ لڑکا گم ہے جبکہ وہ خود ہی ساتھ لئے پھرتے ہیں"

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ شخص بغرض امتحان آیا ہو گا کہ اولیاء اللہ کو آزمائے۔ جھوٹھ موٹھ کہ دیا کہ لڑکا گم ہے۔ حضرت قبلہ اس کی دلی کیفیت پر واقف ہوئے اور وہ آپ کے کشف اور تصرف سے اپنے لڑکے (جو اس کے پاس ہی تھا) کو آپ کی خدمت میں لے آیا۔

بندگان خاص علام الغیوب
دو جہاں جاں ہستند جواسیں القلوب)

Marfat.com

یہی اصغر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کی نورانی محفل میں حاضر تھا آپ فرما رہے تھے کہ جب کوئی آدمی اپنی حاجت برآری کے لئے دعا کرانے کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ تو اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی میں اس کا کام رب کریم سے کروا دیتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اور کہا حضور میری زمین کا تنازعہ ہے دعا فرمائیں مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں ہو جائے۔ آپ نے فرمایا جب تم گھر سے چلے تھے تو میں نے دعا کر دی تھی۔ کوئی اور کام ہو تو بتاؤ اس نے عرض کیا بس یہی ایک کام تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی زمین کا مقدمہ زیر سماعت تھا بالآخر فیصلہ اس کے حق میں ہوا (اللہ اکبر)

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

یہی جلوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالغنی گھمن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور ہندوانہ لباس میں پیشانی پر تلک لگا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے عربی میں گفتگو فرمائی اور فرمایا "ایسی وضع قطع کیوں اختیار کی ہے" جواباً اس نے کہا کہ اللہ کے ولی حقیقت حال سے واقف ہوتے ہیں آپ نے میری حقیقت حال کو پا لیا آپ واقعی اللہ کے سچے ولی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا "تم حضرت کیلیانوالہ چلے جاؤ چنانچہ عبدالغنی گھمن صاحب نے حضرت کیلیانوالہ جا کر حضرت قبلہ نور الحسن شاہ صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔" (سبحان اللہ)

آپ کا تصرف!

حاجی بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء میں میری بیوی کو یرقان کی تکلیف ہوگئی۔ بہت کمزور ہوگئی۔ کسی دوا سے افاقہ نہ ہوا۔ روزانہ ۸ روپے کی دوائی استعمال کرانے کے باوجود آرام کی صورت نظر نہ آئی تو میں نے ساری حقیقت خط میں لکھ کر بھائی عنایت اللہ کو آپ کی خدمت میں کرمانوالا شریف بھیجا۔ آپ نے خط پڑھا تو فرمایا "وارث شاہ جد رب مہربان ہووے خیر ہوجاندی لسی دے نال میاں۔" یہ ارشاد آپ قبلہ نے شام چار بجے فرمایا

Marfat.com

جیساکہ مجھے بھائی عنایت اللہ نے واپسی پر بتایا۔عین اسی وقت میری بیوی نے اپنے ہمسایہ کے گھر سے لسی منگوائی اور غٹا غٹ پی گئی۔ اُس کو راحت محسوس ہوئی۔اُس نے باقاعدہ ہر روز اِسی ٹائم پر لسی کا استعمال جاری رکھا۔بھائی کی واپسی تک وہ مکمل صحت یاب ہو چکی تھی۔مرشد پاک کا تصرف کہ بہت جلد آرام اور وہ بھی بے دام اللہ اکبر۔

○ حاجی محمد شریف صاحب فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۶۲ء میں قبلہ جناب والد صاحب اور والدہ صاحبہ محترمہ حج بیت اللہ اور دربارِ اقدس حضور علیہ صلوٰۃ والسلام پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔دل میں صراطِ مستقیم اور مرشدِ برحق، پیرِ کامل کی تلاش موجزن تھی۔بھلا ہو بھائی صوفی حمید علی کا جنہوں نے حضرت گنج کرم کے متعلق بتایا۔آپ کا نام نامی حضرت کرما نوالہ سنتے ہی دل میں عشق کی چنگاری بھڑک اُٹھی۔ صوفی صاحب موصوف نے بتایا کہ آپ کے ہاں پابندئ شریعت کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔وقتِ بیعت ہی ڈاڑھی رکھنے کی تاکید ہوتی ہے۔دل میں خیال آیا کہ ابھی جوانی کا عالم ہے۔وقتِ پیری ڈاڑھی رکھ لی جائے گی۔کونسی جلدی ہے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دن نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد اپنے گھر کی بیٹھک میں بیٹھا ہوا تھا۔صراطِ مستقیم، اتباعِ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوچ میں مستغرق تھا کہ اچانک اخبار پر نظر پڑی۔اخبار اٹھایا اور دیکھا تو اس میں خبر تھی کہ سکھوں نے حکومتِ برطانیہ کو قانون میں ترمیم کرنے پر مجبور کر دیا۔کہ ہم گورو کی اتباع میں ڈاڑھی بھی رکھیں گے اور جو کچھ انہوں نے ہمیں فرمایا ہے۔اس کی پابندی بھی کریں گے حکومتِ برطانیہ نے انہیں اجازت دے دی کہ یہ ان کا مذہبی معاملہ ہے اس لیے پگڑی بھی باندھ سکتے ہیں اور ڈاڑھی بھی رکھ سکتے ہیں۔خبر پڑھی تو میرا سر ندامت سے جھک گیا اور اپنے آپ سے سوال کرنے شروع کر دیئے۔کیا تو اس محبوب کریم رحمۃ اللعالمین مکی والی سرکار جس کے متعلق خود رب کریم فرماتا ہے کہ اگر میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرتا تو اپنا آپ بھی ظاہر نہ کرتا۔اس

Marfat.com

کی تباہی آج سے کرنی ہے۔ تیری زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔ اوپر کی طرف آنکھ اٹھائی تو دیوار پہ ایک قطعہ آویزاں تھا۔ ؎

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

پڑھتے ہی تن بدن میں آگ لگ گئی۔ ہماری بیٹھک کے سامنے حجام کی دکان تھی۔ اس وقت شیو کا ریٹ دو آنے تھا۔ لیکن میں اُسے ایک روپیہ دیا کرتا تھا شیونگ کا سامان بھی سپیشل جرمنی کا تھا جو اس کے پاس رکھا رہتا تھا جب کبھی بھی شیو کے لیے جاتا تو سب گاہکوں کو یہ کہہ کر اس کی باری (TURN) تو پہلے سے ہے میری شیو وغیرہ سب سے پہلے کر دیتا۔ اس روز بھی حسبِ معمول دوکان پہ گیا اور کہا کہ میری حجامت بنا دو۔ اسی وقت اُس نے مجھے کرسی پہ بٹھالیا۔ میں نے کہا کہ میرے سر کے انگریزی بال جو بہت ہی خوبصورت (دنیاوی لحاظ سے) بنا رکھے تھے۔ مونڈ دو۔ اس نے بہت زور مارا کہ چھوٹے کرالو۔ درمیان میں سے کہیں کہیں سے ہلکے کر دیتا ہوں میرے پاس اسپیشل قینچی ہے جس سے بال کہیں کہیں سے ہلکے ہو جاتے ہیں اور معلوم بھی نہیں ہوں گے۔ میں نے غصے میں کہا جلدی کرو یہ بال میرے ہیں یا تیرے ہیں۔ اس پہ پھر وہ حجام کہنے لگا۔ کیا بات ہے آج کوئی نشہ وغیرہ کا اثر تو نہیں۔ اس بےچارے کو کیا معلوم تھا کہ یہ سب گنج کرم کی مہربانی ہو رہی ہے اور غیبی طاقت سب کچھ کروا رہی ہے بال مونڈنے کے بعد اس نے شیونگ کا سامان نکالا تو میں نے کہا کہ نہیں بھائی۔ اب آپ میرا خط بنا دیں۔ حجام یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اور کہنے لگا بابو جی اگر داڑھی رکھنی ہے تو پکے ارادہ سے رکھیں۔ آج کل کے نوجوانوں کی طرح اگر چند دن کے بعد منڈوا دینی ہے تو نہ رکھیں۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت مبارک ہے۔ اس سے مذاق نہ کریں۔ اس حجام کے یہ الفاظ بھی دل میں گھر کر گئے۔ میں نے کہا اسے یار! بس جلدی کر۔ جو غیبی طاقت داڑھی رکھوا رہی ہے وہی اس

Marfat.com

کی حفاظت کرے گی۔ گھر کے بھی افراد بھی چند دنوں میں اتنی بڑی تبدیلی دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جو شخص صبح شام شیو بنانے کا عادی تھا۔ اسے کیا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ سب حضرت کرمانوالوںؒ کا کرم ہے۔

یہ ۱۹۶۳ء کا واقعہ ہے۔ جب سے حضرت گنج کرمؒ کے متعلق سنا کہ آپ شریعت مطہرہ کی بہت ہی پابندی کرتے ہیں۔ اور اپنے مریدین کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں۔ دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق صادق کو دیکھنا ہو تو حضرت کرمانوالےؒ کو دیکھیے۔ آپ کی زیارت اور بیعت ہونے کی دل میں بہت تڑپ پیدا ہو گئی۔ ڈاڑھی رکھنے کے کم و بیش ایک ماہ بعد آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ نماز ظہر سے پہلے کا وقت اور گرمیوں کا موسم تھا۔ آپ مسجد کے نزدیک ایک کچے کمرہ میں لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ جس وقت آپ کے چہرہ انور پر نظر پڑی جو کچھ سنا تھا اس سے کہیں زیادہ پایا۔ سبحان اللہ کیسی پیاری پیاری محفل تھی۔ پندرہ بیس مریدین بیٹھے ہوئے تھے اور سبھی کے سبھی پوری ڈاڑھیوں والے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار کی بارش اس مجلس پر ہو رہی ہے۔ اور ہر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانہ مستانہ ہے اور انہی کے ذکر و فکر میں مستغرق ہے۔ آپؒ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ ایک بیلی دستی بڑے پنکھے سے ہوا جھلا رہا تھا۔ اُس بیلی سے پنکھا لے کر میں نے جھلنا شروع کر دیا۔ آپ یقین کریں کہ اُس دستی لکڑی کے پنکھے میں اسم ذات (اللہ) کا اتنا کرنٹ تھا۔ کہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اور میں پورے زور سے پنکھا جھول رہا تھا پنکھا جھلتے جھلتے دل میں خیال آیا کہ ہم جیسے گنہگار آدمی جو اپنے سانس کی پرواہ نہیں کرتے حضرت سلطانؒ صاحب کے فرمان کے مطابق "جو دم غافل سو دم کافر" جاگتے بھی سوتے ہوتے ہیں۔ اور اہل اللہ، اللہ کے ولی تو ظاہراً سوتے نظر آتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں جاگتے ہوتے ہیں اور اس سے پہلے ہی میرے دل نے گواہی

Marfat.com

دے دی تھی۔ کہ آپؒ کامل ولی اللہ ہیں۔ دل میں خیال گزرا کہ آنکھیں مبارک کھولیں تو لطف ہی آجائے۔ اس پر آپؒ نے بڑے ہی عجیب انداز میں اپنی آنکھیں مبارک کھولیں اس نظارے کو میں الفاظ میں نہیں لا سکتا جو میری طرف دیکھتے ہوئے دل و دماغ کو روشن کرتی چلی گئیں۔ سبحان اللہ۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُن کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تھوڑے عرصے بعد آپؒ اٹھ بیٹھے اور جلوہ افروز ہوئے۔ دوستو! اس نظارے کو میں کیسے قلم بند کر سکتا ہوں۔ آپؒ کے چہرہ نور سے نور کے فوارے پھوٹ رہے تھے۔ اور ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے آپ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں ہیں۔ پاکستان کے مشہور و معروف قاری غلام رسول صاحب بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ دوستوں نے عرض کیا کہ قاری صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا۔ بیلیو ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے پہلے نماز ادا کرتے ہیں پھر قاری صاحب کو سنیں گے۔ چنانچہ ظہر کی نماز کیکر کے درخت کے نیچے (جہاں پر اب عالی شان مسجد ہے) ادا کی اور اس کے بعد قاری صاحب سے قرآن مجید مختلف مقامات سے سنتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہم فرشتوں کی دنیا میں بس رہے ہیں۔ نہ کھانے پینے کا خیال اور نہ ہی کوئی دنیاوی وسوسے اسی دوران عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ میرے ایک دوست نے اور قاری صاحب نے بھی اپنے کسی دوست کو بیعت ہونے کے لیے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؒ نے فرمایا۔ بیلیو! اب نماز عصر ادا کرنے کے بعد ان کو بیعت کریں گے۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد آپؒ نے قاری صاحب کو نعت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سنانے کو کہا تو قاری صاحب نے "نسیما جانب بطحا گزر کُن" اور اس کے بعد ایک اور نعت" شب جائیکہ مَن بودم" خدا خود میر مجلس بود" سنائیں۔ اس سماں میں بہت ہی پُر نور اور پُر کیف وقت تھا۔ ایسی ہی کیفیت میں آپ نے ہم دو دوستوں کو بیعت فرمایا۔ وہ نورانی منظر اب تک اسی طرح دل و دماغ کو معطر و منور کر رہا ہے۔

Marfat.com

○ حافظ حق نواز صاحب خادمِ خاص دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کرمیہ حضرت کرمانوالا شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر نے ان سے بیان کیا کہ اُن کے ماموں جان حضرت قبلہ کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ میرے ماموں جان حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمانوالہ شریف حاضری کے لیے تیار ہوئے تو مجھے ساتھ لے لیا۔ اس وقت میں مڈل سکول کا طالب علم تھا۔ عمر بس ۱۳، ۱۴ سال ہو گی۔ جب ہم فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن (ضلع فیروزپور بھارت) پہنچ کر ٹرین سے اترے تو مجھے نہ تو وہاں تانگہ گھوڑا سواری کے لیے نظر آیا اور نہ ہی کوئی سڑک، چاروں طرف ریت ہی ریت نظر آرہی تھی۔ میں گھبرا سا گیا اور ماموں جان سے کہا "یہاں نہ تو مبلغ تانگہ وغیرہ ہے اور نہ ہی مبلغ سواری کے لیے مبلغ کوئی گھوڑا ہی ہے۔ ماموں جان نے بتایا کہ پیدل ہی چلنا ہو گا۔ بادلِ نخواستہ اُن کے ساتھ آہستہ خرام بلکہ مخرام کی گردان کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک کھوئی (چھوٹا کنواں) پر جہاں ایک چھوٹا سا سایہ دار درخت بھی تھا رک گئے ذرا دم لیا۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ کچھ دُور مخالف سمت سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار تیز رفتار ہماری طرف آ رہا ہے۔ ہمارے نزدیک پہنچ کر اُس نے کہا "قبلہ حضرت نے آپ کے لیے سواری کا جانور بھیجا ہے اس پر سوار ہو جائیے۔ میں دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا مگر ماموں جان کسی گہری سوچ میں پڑ گئے۔ اب ہم اس درویش کے ساتھ جلد ہی حضرت قبلہ کی مسجد میں پہنچ گئے۔ باوضو ہو کر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ماموں جان سے حال احوال دریافت فرمایا۔ آپ کے ہاتھ میں منی آرڈر فارم تھا۔ یہ رقم کسی عقیدت مند نے لنگر کے لیے بذریعہ منی آرڈر بھیجی تھی۔ رقم کچھ اس طرح درج تھی۔ "مبلغ .... روپیہ صرف" آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ برخوردار! مبلغ کا مطلب سمجھائیں۔ میں اور ماموں جان دونوں خاموش رہے۔ میں نے محسوس کیا کہ میرا تکیہ کلام "مبلغ" ہو چکا ہے۔ حضرت قبلہ کا ارشاد اس طرف ہے میں نے کوشش کی اور یہ عادت ترک کر دی۔ چند سال بعد مجھے آپ کے علم، تبحر اور روحانی رفعت کا اندازہ ہوا۔ کہ آپ نے تین چار میل کی مسافت سے میری گفتگو سن کر سواری کا انتظام فرمایا اور میری "تکیہ کلام" کی ناپسندیدہ عادت بھی چھڑا دی۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مقام= ملک انوارالحق (ایڈوکیٹ ہائی کورٹ)C - 6 شامی روڈ سول لائنز شیخوپورہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حاجی نظام دین خادم خاص حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار نے میرے والد ماجد شیخ مقبول احمد صاحب کو بتایا کہ ایک دن چند مہمان حضرت کرمونوالا میں تشریف لائے۔ حضرت قبلہ نے حاجی صاحب سے فرمایا کہ مہمانوں کے لیے کھانا لے آئیں۔ کچھ وقفہ کے بعد حاجی صاحب کھانا لے آئے تو حضرت صاحب سے انہوں نے مہمانوں کے متعلق استفسار کیا کہ جو یہاں آئے تھے وہ کدھر گئے ہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا حاجی صاحبؒ! آپ کو اتنا عرصہ میرے پاس ہوگیا آپ کو علم نہیں وہ تو دلی سے ابدال میرے پاس مشورہ کے لیے آئے تھے۔ اب تک تو وہ بنھندہ پار کرگئے ہونگے۔ حضرت صاحب اپنے زمانہ کے غوث اعظم تھے۔

۲۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل حضرت قبلہ دلی تشریف لے گئے تو ریلوے اسٹیشن دلی پر چند مجذوب آگئے وہ حضرت صاحب سے کہتے "ایک پیسہ دے دیں" حضرت صاحب مسکراتے اور تبسم فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ اسٹیشن سے باہر آگئے تو وہ مجذوب بھی غائب ہوگئے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ہمارے استقبال کے لیے بھیجے تھے اللہ اکبر۔

۳۔ یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ حضرت قبلہ کی معیت میں اجمیر شریف خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز کے عرس مبارک پر گیا۔ وہاں پر سیٹھ لوگ لنگر تقسیم کرتے تھے۔ جن افراد کا نام فہرست میں شامل ہوتا انہیں کھانا تقسیم کیا جاتا۔ ہم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ بیرون شہر ایک غیر آباد مسجد میں مقیم تھے۔ والد صاحب چونکہ بڑے جسیم اور طاقتور تھے حضرت صاحب نے فرمایا کہ بابو جی! لنگر سے تبرک لے آئیں۔ والد صاحب دھکم پیل کرکے بمشکل چند روٹیاں لانے میں کامیاب ہوئے۔ ایک دن ہم حضرت صاحب کے ساتھ مزار شریف پر سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ باہر نکلے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ خواجہ غریب نواز ہم سب بیلوں سے خوش

Marfat.com

ہوگئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کھانا یہاں سے جائے گا۔ والد صاحب نے کہا کہ ہم 50/ 40 آدمی ہیں۔ اور یہاں تو ایک دو روٹیوں کے لئے کافی جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ مزار شریف کے ملحق ایک چھوٹی سی جگہ تھی جسے مسجد اولیاء کہتے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا کہ تمام بیلی دو دو نفل یہاں ادا کریں۔ ہم ابھی نفل پڑھ ہی رہے تھے کہ سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز وہاں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ پوچھا کھانے کا کیا انتظام ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا بیلی خود تیار کرلیتے ہیں۔ سجادہ نشین صاحب کہنے لگے کہ کھانا لنگر سے جائے گا۔ شام کو ایک خادم گیا۔ تو ایک گٹھڑی روٹیوں کی بمعہ سالن وغیرہ لے آیا۔ حضرت قبلہ شام کے بعد مسجد کی چھت پر سفید چادر منہ پر لئے ہوئے لیٹے تھے۔ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ فرمانے لگے۔ کہ بابو صاحب اور نادان کا کھانا اوپر ہی بھیج دیں۔ خادم ہمارا کھانا اوپر مسجد کی چھت پر لے آیا۔ میں نے نوالہ لیا تو کریلے کڑوے زہر تھے۔ میں نے اباجی کے کان میں کہا۔ کہ کریلے بڑے کڑوے ہیں۔ میں کھانا نہیں کھا سکتا۔ حضرت صاحب چادر ہی میں سے بولے نادان کیا کہتا ہے۔ فرمایا۔ بیلیا نیچے سے نکال کر کھاؤ۔ روٹیوں کے نیچے بڑا لذیذ شیریں حلوہ سوجی کا تھا۔ میں خوش ہوگیا۔ حضرت صاحب فرمانے لگے "نادان خوش ہوگیا ہے"

(۴) میں اور والد صاحب تارا گڑھ اجمیر شریف کا قلعہ دیکھنے گئے۔ واپسی پر خادم نے بتایا کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ گرمی ہے نادان ساتھ ہے۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہرگز ہرگز کوئی تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی اور سارا راستہ بادل ہمارے اوپر منڈلاتے رہے۔ اور ٹھنڈی ہوا چلتی رہی یہ سب کچھ حضرت صاحب کی نظر کا کمال تھا۔ کہ ہمیں ذرا بھی گرمی محسوس نہ ہوئی تصرف ہو تو ایسا۔

حضرت صاحب کے پاس بیٹھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کی کرامات ان گنت ہیں لیکن حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہوا میں اڑنا اور پانی پر تیرنا کوئی کمال نہیں۔ اصل کمال تو یہ ہے کہ کسی بگڑے (بھٹکے) ہوئے دل کو سیدھا کردے۔

Marfat.com

(۵) یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد گرامی شیخ مقبول احمد کے ہمراہ حضرت قبلہ کی معیت میں اجمیر شریف خواجہ غریب نواز کے عرس پر گیا۔ بیس پچیس مریدین بھی ساتھ تھے۔ ہم سب جھیل اناساگر دیکھ کر واپس آ رہے تھے۔ مریدین آگے آگے چل رہے تھے اور حضرت قبلہ پیچھے آ رہے تھے کیونکہ آپ جلوس نما نمود و نمائش ناپسند فرماتے تھے۔ راستہ میں ایک مجذوبہ جھیل پر وضو کر رہی تھی۔ حضرت قبلہ کو دیکھ کر بولی۔ پیر صاحب تشریف لے جا رہے ہیں۔ میرے پاس نذر نیاز کو شرینی نہیں ہے۔ خالی ہاتھ ملنا مناسب نہیں۔ لوگ زائرین خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک پر گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں اور غریب نواز اپنے مہمانوں کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ میں اور والد صاحب مجذوبہ کی باتیں سن کر سڑک پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بابوجی سڑک پر ہر ایک جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ والد صاحب نے عرض کیا حضور یہ مائی آپ کا ذکر خیر کر رہی تھی۔ اس کی بات سن کر میں رک گیا۔

(۶) یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالہ شریف آپ کی نورانی مجلس میں حاضر تھا کہ ایک شخص اپنے بیٹے جو کہ 10/8 برس کا ہوگا کو لے کر حاضر ہوا۔ وہ بڑا پریشان دکھائی دیتا تھا۔ اس کا بیٹا کسی مرض میں مبتلا تھا۔ اس نے لاہور کے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ اب وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی دل سوز کہانی بیان کی۔ حضرت صاحب نے لڑکے کا نام دریافت فرمایا۔ اس نے کہا اکرم آپ نے فرمایا ع سے عکرم یا الف سے اکرم۔ اس کے منہ سے یونہی نکلا۔ ع سے عکرم۔ آپ نے فرمایا' بیلیا جا اس کو عقرقرہ پیس کر کھلائیں۔ بظاہر اس شخص کی تسلی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ وہ تمام مشہور اطبا اور ڈاکٹروں سے علاج کروا چکا تھا اور چاروں طرف سے مایوس ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس معمولی دوائی کے نام سے مطمئن نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ بیلیا کوئی دوائی نہ کھلانا رب کریم رحم کردے گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا صحت یاب ہوگیا۔

(۷) یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد صاحب کرمنوالہ شریف (فیروزپور) حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت

Marfat.com

صاحب سے اجازت لی اور ریلوے اسٹیشن فیروز شاہ کی طرف چلے۔ آپ نے فرمایا بابو جی خراماں خراماں جائیں۔ والد صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ ریل گاڑی اسٹیشن پر پہنچ چکی تھی۔ والد صاحب جلدی چلنے لگے مگر فربہ جسم ہونے کے باعث سانس پھول گیا۔ خیال آیا کہ حضرت قبلہ نے فرمایا تھا کہ خراماں خراماں جانا۔ قدم تیز تیز اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ خود ہی سوار کرائیں گے۔ چنانچہ گاڑی کا انجن فیل ہوگیاپھک پھک کرتا اور بند ہوجاتا۔ دریں اثنا والد صاحب گاڑی میں سوار ہوگئے اور بابو نورعالم مرحوم اسٹیشن ماسٹر کو ٹکٹ کے لیے آواز دی۔ جونہی ٹکٹ ملا۔ انجن سٹارٹ ہوگیا۔ گاڑی میں سوار سکھ حضرات نے از راہ مذاق کہا کہ لو بھئی گاڑی تو مولوی صاحب کا ہی انتظار کررہی تھی۔ والد صاحب تو جانتے تھے کہ یہ سب کچھ حضرت صاحب کی کرم نوازی تھی۔

سید میر طیب شاہ بخاری مرحوم مادر زاد ولی تھے اور سیف زبان۔ بچپن میں کسی بات پر بابابالا خادم خاص حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ناراض ہوگئے بابابالا کو بد دعا دی "تیرے کوٹھے پر ہل چلیں"۔ باباباﻻ کو معمولی چوٹ آئی اس نے تو حضرت قبلہ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سرکنڈے کا ہل بنا کر اپنے کوٹھے پر چلادو۔ تاکہ میر طیب کی بات بھی پوری ہوجائے اور تمہارا نقصان بھی نہ ہو۔ میر طیب شاہ بخاری کا انتقال گیارہ برس کی عمر میں ہوگیا تھا۔ (یہ حضرت قبلہ کے تیسرے فرزند ارجمند تھے)

۱۔ حاجی نظام دین مرحوم آلو مہار شریف والوں کے خلیفہ تھے۔ حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ اپنے مریدوں کے لیے حضرت قبلہ سے دعا کرواتے تھے۔

۲۔ بابو نور عالم فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن کے اسٹیشن ماسٹر تھے۔ حضرت کی خدمت میں رہتے۔ گویا آپ حضرت کے عاشق صادق تھے۔۔

○ ملک انوارالحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ شیخ ناظر حسین صاحب رشتہ میں میرے تایا تھے۔ تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور میں تحصیلدار کے ریڈر تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بہاول پور میں آباد ہوگئے۔ ۱۹۵۰ء میں ہمیں ملنے کے لیے شیخوپورہ تشریف لائے۔ اور والد صاحب کو ساتھ لے کر حضرت کرمانوالا (اوکاڑہ)

Marfat.com

حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت کرمانوالا میں رہے جب پوسٹ آفس کا اجرا ہوا تو ناظر حسین صاحب ہی برانچ پوسماسٹر حضرت کرمانوالا مقرر ہوئے۔ دونوں صاحبزادگان (پیر محمد علی شاہ پیر عثمان علی شاہ) ناظر حسین سے بہت بے تکلف تھے۔ کیونکہ ان کی ساری سروس ضلع فیروز پور کی تھی اور اپنا بیشتر وقت حضرت قبلہ کی خدمت میں گزارتے تھے۔ بہت متقی اور شب بیدار تھے۔

○ یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس نذرانہ کو حضرت قبلہ نے قبول کرنا ہوتا تھا۔ دونوں صاحبزادگان اس کو ہی ہاتھ لگاتے تھے۔ اور جس نذرانہ کو حضرت صاحب نے قبول نہ کرنا ہوتا تھا۔ اسے بالکل ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ میں نے دونوں صاحبزادگان کو اس وقت دیکھا جب ابھی ڈاڑھی نہ اتری تھی اور دونوں صاحبزادگان کرمونوالہ شریف کی مسجد میں صبح صبح وضو کے پانی کے لیے گول چکر والا ہینڈ پمپ زور زور سے چلاتے تھے۔ اللہ اکبر۔ زائرین کی خدمت اور سہولت آرام کا کس قدر خیال تھا صاحبزادگان کو۔ سبحان اللہ

○ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے والد گرامی مولانا محمد اصغر روحی (المتوفی ۱۹۵۴ء) پروفیسر دینیات و اسلامیات اسلامیہ کالج لاہور موسم گرما کی تعطیلات کے دوران دلی میں اپنے بڑے لڑکے فضل حق اسٹنٹ اکاؤسٹ جنرل کے ہاں مقیم تھے۔ میرے ماموں میرٹھ (بھارت) میں محکمہ بجلی میں ملازم تھے۔ انہوں نے مولانا کو میرٹھ آنے کی دعوت دی۔ کہ وہاں ایک مشہور بزرگ تھے۔ اور مولانا بزرگوں کے بڑے عقیدت مند تھے۔ ان بزرگوں کے متعلق یہ بات مشہور تھی کہ جس کسی کے نذرانے میں سے خود کچھ لیتے اس کے دل کی مراد پوری ہوجاتی۔ اور جس کا نذرانہ بچوں میں یا حاضرین میں تقسیم فرمادیتے اور خود نہ کھاتے تو وہ شخص ان کی نظر میں پسندیدہ نہ ہوتا۔ چنانچہ والد صاحب نذرانے کے طور پر قیمے والی روٹیاں تیار کرواکر ان بزرگوں کی ملاقات کے لیے میرٹھ پہنچے۔ وہ بزرگ مکان کے ایک کمرے میں تشریف رکھتے تھے۔ جوں ہی مولانا ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے فرمایا "لٹھ مار مولوی کہاں سے آگیا" والد صاحب نے کہا "لاہور سے" ان بزرگوں کی مجلس میں چند ملاقاتی بیٹھے ہوئے تھے۔ والد صاحب بھی مؤدب بیٹھ گئے اور

Marfat.com

نذرانہ پیش کیا ان بزرگوں نے طعام ان (والد صاحب اور ماموں جان) کے ساتھ کھایا اور حاضرین میں بھی تقسیم کیا۔ پھر چند مسائل پر گفتگو ہوئی۔ ان بزرگوں نے فرمایا کہ آج شام مجھے کسی دوسرے مکان میں لے جاؤ۔ آج رات اس مکان کو آگ کھاجائے گی۔ میرے والد صاحب بعد اجازت واپس دلی چلے آئے چند دن بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی رات وہ مکان جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگیا۔ میرٹھ کے بزرگ کا یہ واقعہ زیر طبع کتاب "سوانح حیات مولانا رومیؒ" مولفہ ڈاکٹر ذوالفقار رانا میں موجود ہے۔ صاجزادگان پیر محمد علی شاہ عثمان علی شاہ بھی اسی نذرانہ کو ہاتھ لگاتے جسے حضرت قبلہ گنج کرمؒ نے قبول فرمالینا ہوتا تھا۔ کتنی مماثلت ہے فراست اور کشف میں حالانکہ صاجزادگان ابھی نوعمری میں تھے۔ سچ ہے شاہیں کے بچے بھی شاہیں ہوتے ہیں۔

مولانا رومی علیہ رحمت اپنے ہاتھ میں لوہے کا ایک ڈنڈا رکھتے تھے۔ گو اس وقت ان کے ہاتھ میں نہ تھا مگر ان بزرگوں کو اپنے کشف سے معلوم تھا۔ مکان کو آگ لگ جانے کے متعلق بھی بات درست نکلی۔ اللہ اکبر۔

(مندرجہ ذیل تابناک واقعہ آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مصداق گنج کرم کو غوث دوراں اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار کے علو مرتبت کا ظاہر کرتا ہے۔ محترمی ماسٹر مقصود احمد صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ کے پرانے خادموں اور مریدین باصفا میں سے ہیں۔ یہ اتنا درخشاں واقعہ ہے کہ بار بار پڑھنے اور سننے سے بھی جی نہیں بھرتا۔)

○ یہ عاجز (مقصود احمد) مڈل سکول رسول پور نزد سیالکوٹ میں ٹیچر تھا۔ قیام پاکستان سے چار پانچ سال پہلے کی بات ہے کہ سید محمد یوسف شاہ متعلم جماعت ہشتم میرا شاگرد تھا۔ اس کے تایا صاحب حافظ پیر باغ شاہ صاحب حضوری تھے۔ اس طالب علم کی وساطت سے ہم ایک دوسرے سے متعارف تھے۔ گو بالمشافہ ملاقات نہ ہوئی تھی۔ ایک دن شاہ صاحب اپنے گاؤں اورا شریف نزد سیالکوٹ سے میری ملاقات کیلئے سکول میں تشریف لائے۔ میں حاضر خدمت ہوا۔

Marfat.com

فرمانے لگے "مقصود صاحب میں کس لئے آیا ہوں۔ بات یہ ہے کہ مجھے اکثر رات کو حضور نبی کریم ﷺ کے دربار اقدس میں حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ آج کی رات میں نے دیکھا کہ حضور پرنور ﷺ کا دربار گہربار ہے حضور پرنور ﷺ اپنے زریں تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ تمام صحابہ کرام اور اولیاء عظام اپنے اپنے رتبے کے مطابق ٹکٹکی باندھے سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ سرور کائنات ﷺ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام لے کر پکارتے ہیں۔ حضرت علی شیر خدا پہلی صف میں سے کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ حضور فرماتے ہیں کہ فلاں قتل کا مقدمہ آپ کے سپرد کیا تھا اس کا کیا فیصلہ کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے جواباً عرض کیا کہ میرے آقا و مولےٰ میں نے اس مقدمہ کی مثل حضرت کرمانوالے شاہ صاحب کے سپرد کردی ہوئی ہے۔ جب میں نے حضرت کرمانوالے قبلہ کا نام سنا تو مجھے یاد آیا کہ یہ بزرگ تو مقصود احمد کے پیر و مرشد ہیں۔ پھر حضور رسالت مآب نے حضرت کرمانوالے شاہ صاحب کا نام لے کر پکارا تو قبلہ شاہ صاحب بھی پہلی صف (جہاں حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام تشریف فرما تھے) میں سے اٹھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے استفسار مبارک پر شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے عرض کیا" حضور انور میں نے مثل مکمل کرلی ہوئی ہے انشاء اللہ جلد ہی فیصلہ لکھ کر حضور کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرونگا۔ آپ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "شاباش تشریف رکھیں ہم آپ سے خوش ہیں"۔ میں نے آپ کے پیر و مرشد کی یہ شان دیکھی تو آپ کو دیکھ کر دراصل آپ کے پیر کی زیارت کرنے آیا ہوں۔ اور بس مزید فرمایا کہ "مقصود صاحب آپ خوش قسمت ہیں کہ ایک ایسے پیر کے مرید ہیں جو روئے زمین پر بے مثل شان کے مالک ہیں"۔

Marfat.com

غوث دوراں گنج کرم حضرت پیر سید محمدؒ اسماعیلؒ شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالےؒ

۱۔ حاجی رحمت علی عرف حاجی ڈنڈا سکنہ "غلہ منڈی بوریوالہ نے بیان کیا کہ میں لڑکپن میں دیوبندی خیالات رکھتا تھا اور پیروں کو نہیں مانتا تھا۔ ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ کے باہر دروازے پر کھڑا ہوں جہاں پر ایک باریش پہرے دار کھڑا ہے۔ مجھے کسی طرح پتہ چلا کہ یہاں پر حضور نبی کریم ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے۔ زیارت کے شوق میں اندر جانے لگا تو اس پہرے دار نے دروازے پر روک لیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے اس کو بتایا کہ حضورؐ کی زیارت کرنے کیلئے۔ اس نے کہا تم نہیں جا سکتے ہو۔ جو جانے والے تھے وہ اندر چلے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی نہیں جا سکتا۔ ہاں اگر ان شرکائے مجلس میں سے کوئی چاہے تو دوسرے شخص کو ساتھ لے جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اس پہرے دار نے پوچھا تم کس پیر کے مرید ہو۔ میں نے جواب دیا کہ کسی کا نہیں۔ اس نے کہا کہ پھر تم نہیں جا سکتے۔ میں نے منت سماجت کی کہ زیارت کا شوق ہے اندر جا لینے دو۔ آخر وہ پہرے دار نرم ہو گیا اور کہا کہ اچھا میں تو تمہیں جانے دیتا ہوں لیکن آگے کوئی نہیں جانے دے گا۔ میں نے کہا آپ تو جانے دیں آگے دیکھا جائے گا۔ اور میں باغ کے اندر چلا گیا۔

باغ کے اندر جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑی کوٹھی ہے۔ جس کے ہر طرف کے دروازے کھڑکیاں بند ہیں۔ میں پریشان تھا کہ اب کیا کروں۔ آخر ایک دروازے پر ایک باریش پہرے دار کو کھڑا پایا تو اس سے غرض بیان کی۔ اس نے کہا کہ آپ اندر نہیں جا سکتے۔ منت سماجت کی تو وہ اتنا مان گیا کہ میں دروازہ تھوڑا سا کھول دیتا ہوں۔ تم اس میں کھڑے ہو کر زیارت کر لینا اور کمرے کے اندر نہ جانا۔ میں نے کہا اچھا کھولو۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ چارپائی پر لیٹے سو رہے ہیں اور بہت سارے بزرگ دو صفوں میں دو زانو ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ دروازہ کھلتے ہی میں نے کمرے کے اندر گھسنے کی کوشش کی تو پہرے دار مجھے پکڑ کر باہر کھینچنے لگا۔ اس دوران اگلی صف میں سے ایک بزرگ نے پہرے دار کو اشارہ کیا کہ اس کو اندر آ جانے دیں اور روکیں مت۔ اس پر پہرے دار نے مجھے چھوڑ دیا اور میں اندر چلا گیا۔ جا کر اگلی صف والے انہی بزرگ

Marfat.com

کی بغل کے نیچے بیٹھ گیا۔ پھر اس بزرگ سے پوچھا کہ میں حضورؐ کی قدم بوسی کر لوں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں آپ آرام فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

میں خواب بھول گیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے کتے نے کاٹ لیا۔ ہسپتال سے ٹیکے لگوانے شروع کیے جو کہ پیٹ میں لگتے تھے۔ جس سے درد ہوتا تھا۔ تقریباً آدھا کورس مکمل ہوا تھا کہ میں ہسپتال سے بھاگ گیا۔ طبیعت متلاتی رہتی تھی۔ مسجد کے مولوی صاحب جو کہ قرآن پاک پڑھانے میں میرے استاد تھے۔ حضرت صاحبؒ کے مرید تھے اور سال میں ایک مرتبہ قبلہ حضرت صاحب کی زیارت کیلئے کرمونوالہ شریف ضلع فیروزپور جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے پیر صاحب کے پاس جانا ہے۔ تمہارے لیے ان سے دوائی پوچھ کر آؤں گا۔ مولوی صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میری بیماری کے بارے میں عرض کیا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے تھوڑی سی بوندی (مٹھائی) عنایت فرمائی اور ساتھ ہی دوائی کا نسخہ بھی عطا فرمایا۔ مولوی صاحب نے دونوں چیزیں واپسی پر مجھے دے دیں۔ میں نے بوندی کھائی جس سے طبیعت تقریباً آدھی ٹھیک ہو گئی۔ باقی نسخہ کے مطابق دوائی استعمال کرنے سے ٹھیک ہو گئی۔

اب مجھے شوق پیدا ہوا کہ جن بزرگوں کی دعا اور دوائی سے میں ٹھیک ہوا ہوں ان کی زیارت کروں۔ اپنی اس خواہش کا اظہار مولوی صاحب سے کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو سال میں ایک مرتبہ حضرت کرمونوالہ شریف جاتا ہوں اور ابھی تو چند دن پہلے ہو کر آیا ہوں۔ سال بعد جاؤں گا۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ کا آنے جانے کا کرایہ میرے ذمے رہا۔ آپ مجھے حضرت صاحب کے پاس لے چلیں۔ ہم حضرت کرمونوالہ شریف پہنچے۔ مولوی صاحب ابھی وضو کر رہے تھے کہ میں قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ گیا اور سلام عرض کیا۔ حضرت صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "اوئے توں اوہو ای تے نہیں!" میرے لئے آپ کے یہ الفاظ حیران کن تھے۔ کیونکہ میری آپ کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ آپ نے دوبارہ اور پھر تیسری بار وہی الفاظ دہرائے اور ساتھ فرمایا "حضور نبی کریمؐ دی کچہری والا۔" آپ کے یہ الفاظ سن کر مجھے اپنا بھولا ہوا خواب یاد آیا اور میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب وہی بزرگ ہیں۔ جنہوں نے پہرے دار کو مجھے نہ روکنے کا اشارہ کیا تھا۔ اور میں کمرے کے اندر جا کر ان بزرگوں کی بغل کے نیچے بیٹھ گیا تھا۔

Marfat.com

سبحان اللہ

۲۔ انہی حاجی رحمت علی صاحب نے بیان کیا کہ غلہ منڈی بوریوالہ میں میری آڑھت کی دکان تھی۔ میرا منشی میری رقم لیکر غائب ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد میں حضرت صاحب کی خدمت میں بمقام عید گاہ پاکپتن شریف حاضر ہوا (یہ ان دنوں کی بات ہے جب پاکستان کو وجود میں آئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا) سحری کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا "حاجی جی آ گئے او" عرض کیا جی حضور! پھر عرض کیا کہ منشی رقم لیکر فرار ہو گیا ہے۔ فرمایا! "لو حاجی جی او جہاز تے چڑھ کے نس چلیا سی تے لاہ لیاندا اے۔ پر حاجی جی اونہوں کہنا کچھ نہیں۔ تہاڈی رقم مل جائے گی"۔ بعد میں وہ پکڑا گیا اور پتہ چلا کہ عین اسی وقت اور تاریخ کو وہ منشی بیرون ملک فرار ہونے کیلئے جہاز پر سوار ہو گیا تھا لیکن چیکنگ کے دوران کاغذات نامکمل ہونے کی وجہ سے اتار لیا گیا۔ میری رقم بھی مل گئی۔ اور حسب ارشاد اسے کچھ نہ کہا۔ اللہ اکبر۔

۳۔ انہی حاجی رحمت علی صاحب نے بیان کیا کہ مجھے اجازت تھی کہ جس وقت بھی حضرت کرمانوالا پہنچوں حضرت صاحب کے حجرہ مبارک میں داخل ہو جاؤں۔ بعض اوقات میں حجرے میں داخل ہوتا تو آپؒ رضائی میں آرام فرما رہے ہوتے اور خراٹوں کی آواز آ رہی ہوتی۔ میں پوری کوشش کرتا کہ میرے پاؤں کی آہٹ سے آپ کے آرام میں خلل نہ پڑے اور دبے پاؤں چپکے سے کمرے میں بیٹھ جاتا۔ لیکن حضرت صاحب رضائی چہرہ مبارک سے ہٹائے بغیر فرماتے (حاجی جی! آ گئے او۔" سبحان اللہ

۴۔ حاجی صاحب نے بیان کیا کہ بعض اوقات میں قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں موجود ہوتا تھا اور آپ فرماتے حاجی جی "چلئے؟"۔ پھر مجھے آنکھیں بند کرنے کیلئے فرماتے میں آنکھیں بند کر لیتا۔ ایک کوٹھی کے دروازے پر پہنچ جاتے۔ حضرت صاحب مجھے باہر کھڑا کر کے خود اندر تشریف لے جاتے اور جب باہر آتے تو حضور نبی کریم ﷺ ساتھ ہوتے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اللہ اکبر۔

۵۔ انہی حاجی رحمت علی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں کسی کام سے ملتان گیا۔ ایک جگہ کھڑا تھا کہ ایک دفتر کا چپڑاسی میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو ہمارے صاحب بلاتے ہیں۔ اس کے ساتھ دفتر میں گیا تو وہاں سید ناصر حسن قادری تھے۔ جو گورنمنٹ کے

Marfat.com

کسی محکمے میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھے اور باطن میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بڑی عزت سے پیش آئے اور انہوں نے اپنے گھر بیوی کو فون کیا کہ کھانا پکائیں ہمارا شکار ہاتھ آگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت غوث پاکؒ نے اپنی کچہری میں میری فائل حضرت صاحب کرمانوالی سرکار کے حوالے کی اور آپ اس وقت حضرت صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے میری فائل آپ کو دے دی اور آپ نے اپنی بغل میں دبالی۔ میری ترقی کافی دیر سے رُکی ہوئی ہے۔ آپ میری ترقی کروائیں۔

میں نے قادری صاحب کو کہا کہ آپ کو میرے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ کوئی اور آدمی ہو گا۔ لیکن وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے تمہیں اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ کیا تم حضرت صاحب کرمانوالہ شریف کے مرید نہیں ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا بس پھر تم وہی آدمی ہو۔ حضرت صاحب سے عرض کر کے میری ترقی کرواؤ۔ چنانچہ میں نے مجبوراً وعدہ کر لیا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا۔ وہ مجھے گھر لے گئے اور کھانا کھلایا۔ اس ملاقات سے پہلے حضرت صاحبؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ میں نے آپ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں قادری صاحب کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "اچھا حاجی جی کرناایں۔" عرض کیا جی حضور۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد قادری صاحب کی ترقی ہو گئی اور کافی بقایا جات بھی ملے۔ سبحان اللہ۔

٦۔ انہی حاجی صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؒ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے آج وقت ہے۔ میں نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا روتے کیوں ہو۔ ساتھ ہی اپنے ہاتھ مُبارک کی انگشتِ شہادت اور درمیان والی انگلی جوڑ کر فرمایا کہ جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ یہ سن کر مجھے اور زیادہ رونا آ گیا۔ آپ نے فرمایا او: روتے کیوں ہو ایک اور جس کو چاہو ساتھ لے لینا۔ یہ بات میں اپنے ایک دوست کو جو کہ چشتیاں شریف کا زمیندار تھا بتلا بیٹھا۔ جب وہ بیمار ہو گیا اور اس نے محسوس کیا کہ موت کا وقت قریب ہے اس نے مجھے بلوا کر کہا کہ میری گاڑی پر جاؤ اور حضرت صاحب سے جنت کے دوسرے ساتھی کیلئے میرے نام کی منظوری لے کر آؤ۔ میں نے معذرت چاہی لیکن وہ نہ مانا اور زبردستی مجھے حضرت صاحب کے پاس بھیج دیا۔ میں نے آپ کی خدمت میں اس کی گذارش پیش کی تو آپ فرمانے لگے او کملے اتو اپنے گھر کے کسی

Marfat.com

بھی فرد کا نام لیتا اور انکار فرمایا۔ میں واپس اس دوست کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا میں تو مر رہا ہوں۔ مجھے نہیں پتہ جس طرح بھی ہو سکے حضرت صاحب کو راضی کرو۔ میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر عرض کی تو آپ مان گئے اور فرمایا "اچھا حاجی جی۔"

۷۔ ان حاجی صاحب کی وفات ۱۹۹۲ء کے شروع میں ہوئی۔ وفات سے چند ماہ پیشتر انہوں نے اپنا خواب اس طرح سنایا:۔

میں نے انور بٹر مرحوم سابق ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور کو دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں جو حضرت صاحب کی باتیں لوگوں کو سنایا کرتا تھا۔ اس کے صدقے میں میرے پہاڑ جیسے گناہ خدا تعالیٰ نے معاف فرما دیئے۔ (لہ تاریخ وفات المتوفی ۱۹۸۷) اس کے بعد انور بٹر صاحب نے مجھے کہا کہ تمہیں جنت میں حضرت صاحب کا مقام دکھلاؤں۔ میں نے کہا دکھلاؤ۔ ہم دونوں ایک محل کے باہر پہنچے جس کے اوپر لکھا ہوا تھا۔ "جنت برائے مریدانِ حضرت کرمانوالہ۔" میں محل کے اندر حضرت صاحب کے کمرے میں چلا گیا۔ دیکھا کہ آپ دستار باندھ رہے ہیں اور فرمایا "حاجی جی آ گئے او۔" میں نے کہا جی حضور۔ آپ نے ایک خادم سے کہا کہ حاجی صاحب کو ان کا کمرہ دکھاؤ۔ خادم مجھے آپ کے ساتھ والے کمرے میں لے گیا۔ اپنا کمرہ دیکھ کر میں واپس حضرت صاحب کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا "کیوں حاجی جی وعدہ پورا ہو گیا ناں۔" سُبحان اللہ۔

۸۔ انہی حاجی صاحب نے بتایا کہ حضرت صاحب نے اپنی زندگیِ مبارک کے آخری ایام میں مجھے ایک وظیفہ بتا دیا تھا کہ جب تم میری قبر پر بیٹھ کر (یہ وظیفہ) پڑھا کرو گے تو ملاقات ہو جایا کرے گی۔ اب جب میں آپ کی قبر مبارک پر بیٹھ کر آپ کا بتلایا ہوا وظیفہ پڑھتا ہوں تو ملاقات ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات آپ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جب فارغ ہوتے ہیں تو ملاقات ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ تشریف فرما نہیں ہوتے۔ جب تشریف لاتے ہیں تو ملاقات ہو جاتی ہے۔

ہدیہ منجانب

سگِ درِ حضرت کرمانوالا شریف محمد اسلم بھٹی

ایکسین واپڈا مکان نمبر 51 بوریوالہ، ضلع وہاڑی

Marfat.com

محمد یونس شاہد سپورٹس گول چوک اوکاڑہ نے بیان کیا کہ ۱۹۶۲ء میں یہ عاجز ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ مسجد غوثیہ اوکاڑہ کے پیش امام حافظ نیک محمد صاحب کے ساتھ اکثر پیادہ اوکاڑہ سے حضرت کرمانوالہ شریف آیا کرتا تھا۔ مسجد غوثیہ ان ایام میں صرف ایک کمرہ پر مشتمل تھی اور مختصر سا صحن تھا۔ میں مولانا عبدالجبار صاحب سے جو حافظ نیک محمد صاحب کے بعد مسجد کے پیش امام تھے قرآن مجید پڑھا کرتا تھا اور اذان دیا کرتا تھا۔ میونسپل کمیٹی اوکاڑہ نے مسجد کے ارد گرد کے کھوکھے اور دو کانیں گرا دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ حاجی کرم الٰہی والد حافظ محمد شفیع اوکاڑوی اور دیگر معززین حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! مسجد چھوٹی ہے آپ نے ارشاد فرمایا "جاؤ یہ مسجد بہت بڑی بنے گی" اس وقت توسیع کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ توسیع ممکن نہ تھی کہ ایک طرف کمیٹی اوکاڑہ کا باغ تھا اور باقی اطراف میں آبادی۔ مگر اللہ والوں کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہو کر ہی رہتی ہے۔ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے چند عہدیداران۔ او کمیٹی اوکاڑہ کے پاس گئے اور مسجد کی توسیع کے لیے زمین حاصل کرنے کی درخواست پیش کی۔ مسجد کے لیے چار کنال جگہ مل گئی۔ زمین کی قیمت چار صد پچاس روپیہ فی مرلہ کے حساب سے ادا کر دی گئی۔ یہ حضرت قبلہ کا ہی تصرف تھا کہ مسجد کی توسیع کیلئے قلیل مدت میں اور نہایت ہی ارزاں نرخ پر زمین مل گئی۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۲۔ حافظ عطا محمد نقشبندی چک ۲۰۴ R-H تحصیل فورٹ عباس بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت گنج کرم خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر چشتیاں شریف تشریف لے جاتے اور متوسلین وہاں حاضر ہو کر آپ قبلہ سے فیض یاب ہوتے۔ ایک مرتبہ میں نے بھی شوق زیارت میں چشتیاں شریف کا سفر اختیار کیا۔ گھر سے چلتے وقت گائے کا خالص دودھ نذرانہ عقیدت پیش کرنے کیلئے لیا اور صاف شفاف برتن میں ڈال لیا۔ اعلیٰ حضرت کے کمرہ کے باہر ایک خادم موجود تھا اس نے اندر جانے سے روکا۔ آپ نے آواز دی کہ اسے آنے دو مت روکو۔ میں نے سلام عرض کیا اور مودب بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا "حافظ جی! ایہہ کی اے" میں نے عرض کیا کہ آپ کے لیے گائے کا خالص دودھ

Marfat.com

لایا ہوں۔ آپ نے محبت بھرے انداز میں فرمایا کہ صاحبزادگان ساتھ والے کمرہ میں ہیں۔ انہیں پلادو۔ میں نے تعمیل ارشاد میں دودھ صاحبزادگان کی خدمت میں پیش کیا۔ دونوں صاحبزادگان پیر محمد علی شاہ اور پیر عثمان علی شاہ نے دودھ نوش فرمایا۔ میں دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ میرا یہ حقیر نذرانہ قبول فرما لیا گیا۔ سادات گھرانہ اپنے مریدین کی دلجوئی ہر طریق سے فرماتا ہے۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتند

○ **آپ کا مقام:** ملک انوار الحق (از دھرم کوٹ اندھاوا۔ نزد مکان شریف ضلع گورداسپور) ولد شیخ مقبول احمد مرحوم بیان کرتے ہیں کہ امیر ملت والدین حضرت میاں امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ کوٹلہ پنجو بیگ والوں (پیرو مرشد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری) کے ایک مرید باصفا اور خادم خاص سائیں محمد دین تھے۔ وہ خود کو عباد الرحمٰن میں شمار کرتے اور خود کو صاحبِ کرامت بزرگ بھی جانتے۔ مگر حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری (جو ان دنوں کرمونوالہ شریف میں سکونت رکھتے تھے) کی نسبت اچھے خیالات نہ رکھتے تھے کہ نو عمر لڑکا ولایت کا دعویدار بہت کچھ بنتا ہے۔ مگر اتنا کچھ ہے نہیں۔ ایسے ہی خیالات کا اظہار سائیں محمد دین صاحب نے میرے والد صاحب شیخ مقبول احمد ڈسٹرکٹ انجینئر ضلع شیخوپورہ سے ایک ملاقات پر کر دیا۔ والد صاحب جوش میں آگئے اور فرمایا کہ اگر یہ الفاظ پھر دہرائے تو تمہاری ٹانگیں توڑ دونگا۔ سائیں محمد دین صاحب بڑبڑاتے چلے گئے۔ لیکن چند دن بعد والد صاحب کی ملاقات کے لئے شیخوپورہ آگئے اور اپنے الفاظ پر معذرت خواہ ہوئے اور کہا کہ تمہارے پیر کی بڑی شان ہے والد صاحب نے کہا کہ تم مکر کرتے ہو سائیں جی کہنے لگے مکر نہیں حقیقت ہے کہ ایک رات مجھے خواب میں حضرت سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا محمد دین "اسماعیل شاہ صاحب اگر چارپائی کے سرہانے کی طرف ہوں تو تم چارپائی کی پائنتی کی جانب بیٹھو۔ پھر فرمایا نہیں تم اس چارپائی کی پائنتی کے لائق نہیں تم نیچے فرش پر بیٹھو اور سید محمد اسماعیل شاہ بیٹھے ہیں چارپائی پر" اب مجھے حضرت قبلہ کی شان ولائت کا علم ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے آن

Marfat.com

فاسد خیالات سے توبہ کرلی ہے۔

اللہ اکبر۔ یہ ہے شان اور مقام ہمارے پیرو مرشد کرمانوالی سرکار کا۔ کہ حضرت سید ناصدیق اکبر نے بنفس نفیس وضاحت فرمادی۔ کیونکہ آپ ہی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام اول ہیں کہ یہ سلسلہ ان سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت سید ناصدیق اکبر نے شیخ کرم حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کی فضیلت پر اپنی مُہرِ صداقت ثبت فرمادی

اللہ اکبر۔ شیخ صاحب اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کے متوسلین میں سے تھے۔ اور منظورِ نظر۔ میاں صاحب کے وصال کے بعد ان کے ہی حکم پر حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف حاضرِ خدمت ہوئے۔ مفصل واقعہ کے لئے دیکھئے رسالہ شیخ کرم جنوری تا مارچ 93ء خصوصی اشاعت

2۔ سائیں محمد دین کی شیخ مقبول احمد صاحب سے بڑی بے تکلفی تھی۔ ایک دن بابا محمد دین ایک نوجوان کو ساتھ لے کر ہمارے گھر آئے اور والد صاحب سے کہا کہ یہ بیلی کوئٹہ ڈاک خانہ میں بابو ہے میں نے نوکری چھڑادی ہے اور موضع مرادے کلاں نزد شیخوپورہ میں ایک غیر آباد مسجد کے آباد کرنے کے لئے بلالیا ہے۔ والد صاحب برہم ہوئے اور بابا محمد دین کو سخت سست کہا۔ باباجی کہنے لگے کہ اگر تم دھرم کوٹ رندھاوا کے نہ ہوتے (حضرت میاں امیرالدین بھی اِسی قصبہ کے تھے) تو میں تمہارا بیڑا غرق کردیتا۔ چند دنوں بعد کوئٹہ میں (1935ء) میں زلزلہ آیا بہت بربادی ہوئی۔ حکومت نے اعلان کیا کہ جو ملازم ملازمت چھوڑ کر یا ریٹائر ہو کر گھروں میں ہیں۔ اگر دوبارہ ملازمت پر کوئٹہ جانا چاہتے ہوں۔ تو آجائیں چند دن بعد بابا محمد دین تشریف لائے اور والد صاحب سے کہنے لگے کہ تم خواہ مخواہ مجھ سے جھگڑتے تھے۔ وہ مولوی صاحب اب ترقی پر اپنی ملازمت پر کوئٹہ جارہے ہیں۔ ہائے انسان کتنا بے خبر ہے جبکہ پرندے بھی قیامت خیز زلزلہ سے پہلے اپنا گونسلہ چھوڑ گئے تھے۔ (بابا محمد دین نے نور بصیرت سے کوئٹہ کے حالات دیکھ لئے تھے۔ بابوجی کو بلالیا۔ جان بچ گئی۔ ملازمت پر بحال بھی ہوگئے اور ترقی بھی پائی)

Marfat.com

شانِ مُرشدی

پیرِ طریقت حضرت علامہ الحاج ابوالنصر سید منظور احمد شاہ دام برکاتہم العالیہ بانی و شیخ الحدیث جامع فریدیہ ساہی وال اپنی تالیف لطیف مَدِینَۃُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم میں رقم طراز ہیں کہ "مدینۃ الرسول میں ایک رات حدیث شریف، مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ، (یعنی جس کسی نے میری قبر پاک کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگئی) نظر سے گزری۔ اشکال پیدا ہوا کہ ہم حاضرین کے لیے قبر انور کی زیارت تو (ممکن) نہیں ہے۔ لزوم شفاعت کا وعدہ تو قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے ہے۔ اس پریشانی میں نیند آگئی۔ قبرِ انور کی زیارت ہوئی بلکہ بوسہ سے مشرف ہوا (یعنی قبر مبارک کا بوسہ لیا) میرے عقیدہ کی اصلاح میرے نظریہ کی تطہیر میرے اشکال کے حل کے لیے مجھے فرمایا گیا۔" میرے دروازے کی حاضری میری قبر کی حاضری ہے۔ دروازے کی زیارت قبر کی زیارت ہے۔

قبلہ سید منظور احمد شاہ صاحب پیرِ طریقت اور علاقہ ساہی وال کی بزرگ ہستی ہیں۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن سرکار کے منظورِ نظر ہیں لاکھوں مرید ہیں۔ کئی بار حج بیت اللہ شریف اور روضہ اطہر کی حاضری سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ ظاہری اور باطنی صفات کے مالک ہیں۔ اِن کو قبرِ انور کی زیارت اُس وقت حاصل ہوئی جب قبلہ شاہ صاحب بنفسِ نفیس روضہ اطہر پہ حاضر تھے مجھ (مقبولؔ) ایسے سیاہ کار گنہگار خطاکار کو جسے ۱۹۶۳ء تک نہ تو بیت اللہ کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور نہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پہ حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا۔ کیمبل پور (اٹک) کی ایک مسجد میں معتکف تھا کہ دورانِ اعتکاف اپنے پیرو مرشد قطب الاقطاب گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری حضرت کرمانوالی سرکار کی طرف متوجہ ہوا

Marfat.com

اور عرض کیا کہ میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر اندر سے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہوں۔ مہربانی فرمائیں۔ حضرت قبلہ کی کرامت سے مجھے یہ سعادت ایک رات دوران اعتکاف حاصل ہوئی۔ ایک بتانے والے نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا "ھذا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ منظر صرف چند سیکنڈ رہا۔ میں اپنی خوش بختی پر جتنا بھی ناز کروں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بے پایاں کا جتنا بھی ذکر کروں کم ہے۔ یہ سعادت مجھے محض اپنے پیر و مرشد حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی سے حاصل ہوئی۔ اس واقعہ سے گنج کرم حضرت کرمانوالی سرکار کے علو مرتبت اور بزرگی کا پتہ چلتا ہے اور اس مقام کا بھی جو حضرت کرمانوالے کو دربار رسالت میں حاصل ہے کہ آپ نے ایک حقیر پُرتقصیر مرید کو بہت دور دراز سے قبر انور کی زیارت کرادی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بنا دیا۔ کس قدر شفیق ہیں حضرت کرمانوالی سرکار اپنے مریدوں پر اللہ اکبر۔ کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُن کے زور بازو کا۔

آپ کا مقام

مولانا نور محمد سکنہ لیاقت آباد المعروف دھلے ماڈل ٹاؤن لاہور بیان کرتے ہیں کہ میری عمر چار سال تھی کہ میں بیمار ہوگیا صوفی محمد عبداللہ صاحب سکنہ موضع میر محمد نزد راجہ جنگ کے طبی اور روحانی علاج سے صحت یاب ہوا۔ اس کے بعد صوفی صاحب ہمارے ہاں آتے جاتے رہے۔ میری عمر ۱۸، ۱۹ سال کی تھی کہ قبلہ والد صاحب مرحوم کاروباری سلسلہ میں ماڈل ٹاؤن کوٹھی نمبر بلاک ء۱ چلے آئے۔ اس دوران مجھے خیال آیا۔ کہ شرقپور والے بزرگوں کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا چاہیے۔ لیکن عدیم الفرصتی کے باعث شرقپور شریف نہ جا سکا۔ ایک دن صوفی محمد عبداللہ صاحب بعد نماز عصر ہمارے ہاں تشریف لائے اور مجھے فرمایا "بیٹا!

۱؎: یہ بزرگ ہستی علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی تھی۔ جنہیں میں نے قبر انور کے پاس بیٹھے ہوئے پایا اور انہوں نے قبر انور کی نشاندہی کی۔ سبحان اللہ

Marfat.com

نماز پڑھتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا "جناب۔ نماز پڑھانے والا کوئی ملا نہیں"۔ صوفی صاحب جوش میں آ گئے اور فرمایا۔ "جہاں جا رہے ہو ان میں اور مجھ میں کیا فرق دیکھا ہے"۔ اس پر میرے والد صاحب نے مجھے صوفی صاحب سے بیعت کرا دیا۔ اِس طرح مَیں صوفی محمد عبداللہ صاحب کے حلقہ ارادت میں آ گیا۔ ازاں بعد مَیں نے والٹن ہوائی اڈہ پر ملازمت اختیار کر لی۔ اس دوران میں مجھے مولوی محمد رفیق صاحب سے تعارف حاصل ہوا۔ یہ مولوی صاحب حضرت کرمانوالی سرکارؒ سے بیعت تھے اور موضع بھابھڑہ کی ایک مسجد میں پیش امام تھے۔ یہ ہر روز لاہور کینٹ سے بھابھڑہ جاتے ہوئے مجھے مل کر جاتے۔ اُن سے حضرت کرمانوالی سرکارؒ کا ذکرِ خیر اکثر سُنتا۔ میرے دل میں بھی ان بزرگوں سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ ہم نے حضرت کرمانوالا جانے کا پروگرام بنایا۔ مولوی محمد رفیق صاحب ایک رات میرے ہاں آ گئے۔ اُن کے پاس ایک بڑا دیگچہ تھا جس میں کچھ سامان برائے لنگر تھا۔ سردی کا موسم تھا۔ صبح ہم کوٹ لکھپت ریلوے اسٹیشن پر آئے۔ نماز فجر ادا کی۔ دل میں خیال آیا۔ کہ مَیں نے تو قبلہ شاہ صاحب کرمانوالی سرکار کو دیکھا ہی نہیں۔ وہاں پہنچ کر کیسے جان پہچان ہو گی۔ یہ خیال آتے ہی غنودگی طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کوئی بزرگ تشریف لا رہے ہیں۔ اُن کے ساتھ کافی خلقت ہے۔ میں نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ کون بزرگ ہیں جن کے ہمراہ اتنے لوگ ہیں اُس نے بتایا کہ یہ حضرت کرمانوالے ہیں۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک سُرخ دھاری دار گرم چادر سے سردی سے بچاؤ کے لیے ڈھانپ رکھا تھا۔ مَیں آگے بڑھا اور ذرا ہمت سے کام لے کر آپ کے بازو پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا، کہ حضور چہرہ مبارک تو نہ چھپایئے تاکہ آپ کو پہچان سکوں۔ اِس پر قبلہ شاہ صاحب نے کرم نوازی کرتے ہوئے چادر اپنے چہرہ سے سرکا دی تو مَیں نے آپ کی زیارت کر لی پھر یہ منظر ختم ہو گیا۔ اتنے میں رائے ونڈ جانے والی گاڑی آ گئی۔ ہم ٹرین میں سوار ہو کر رائے ونڈ اسٹیشن پر اُتر گئے اور اوکاڑہ جانے والی گاڑی کا انتظار کرنے لگے

Marfat.com

اسٹیشن پہ چائے پی، پلیٹ فارم پر آئے ٹکٹ خریدا۔ ٹرین آئی۔ ڈبہ میں بیٹھے اور دیگچہ بھی سیٹ پر رکھ دیا۔ اتنے میں ایک پولیس مین آیا اور کہا کہ سیٹ آدمیوں کے لیے ہے دیگچوں کے لیے نہیں اسے نیچے رکھو۔ ہم نے کہا کہ یہ دیگچہ حضرت کرمانوالی سرکار کا ہے۔ یہ نیچے نہیں رکھا جا سکتا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کا نام نامی سنتے ہی وہ پولیس مین خاموش ہوگیا اور پرے ہو کر بیٹھ گیا۔ کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن پر ہم اترے اور سیدھے حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچے۔ جب ہم بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کو ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے پایا۔ وہی گرم چادر جو عالم غنودگی میں مجھے نظر آئی تھی۔ آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی۔ ہم نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے۔ لنگر کے لیے دیگچہ پیش کیا جو آپ نے نہایت شفقت اور محبت سے قبول فرمالیا کہ مولوی محمد رفیق صاحب ایسی سخت سردی میں سر پہ اٹھا کر لائے تھے۔ ہماری موجودگی میں ایک شخص آیا۔ علیک سلیک کے بعد اس نے عرض کیا۔ سرکار آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ یہاں شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں۔ تم بات کرو۔ مگر اُس نے اصرار کیا۔ آپ نے اُسے چلے جانے کا حکم دیا۔ وہ اٹھا اور باہر چلا گیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ سائل کو ایسے مجلس سے نہ نکالنا چاہیئے تھا۔ اتنے میں ایک مولوی صاحب آئے اور قبلہ حضرت کو بتایا کہ وہ شخص باہر مسجد کے صحن میں بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اُسے بلا لاؤ۔ وہ حاضرِ خدمت ہوا۔ اب اُس نے اپنا مدعا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ رب کریم خیر کر دے گا۔ وہ شخص خوش خوش چلا گیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیسے آؤ ہو۔ مَیں نے عرض کیا صرف آپ کی زیارت کے لیے۔ میں دربارِ عالی میں ایک رات ٹھہرا۔ آپ قبلہ شفقت فرماتے۔

مَیں کاروباری سلسلہ سے ملتان میں قیام پذیر تھا حضرت قبلہ ایک ہائی سکول میں تشریف لاتے تھے۔ وہاں حاضر ہو کر آپ کی صحبت میں چند ساعتیں گزارتا،

Marfat.com

اور آپ کے ملفوظات سے مستفید ہوتا۔ ازیں بعد مولوی محمد رفیق صاحب کے ہمراہ ماڈل ٹاؤن کی جامع مسجد میں ایک مرتبہ آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اللہ اکبر کیا خوب تھی آپ کی مجلس کی حاضری کہ دل کی کثافتیں دور کر کے جلا بخشتے ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیا　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

○ حاجی بشیر احمد مغل پورہ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کا بڑا بھائی عنایت اللہ حضرت کرمانوالہ شریف جانا چاہتا تھا۔ مگر زادِ راہ پاس نہ تھا۔ ارادہ کر لیا کہ پیدل ہی چلتا ہوں۔ گھر سے چوبرجی لاہور تک بمشکل پہنچا تھا کہ ہمت ہار بیٹھا اور کھڑے ہو کر کسی گاڑی کا انتظار کرنے لگا کہ شائد کوئی بندہ خدا دستگیری کرے۔ اتنے میں ایک کار اُس کے نزدیک آ کر رُکی۔ ڈرائیور نے پوچھا۔ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ عنایت اللہ نے کہا کہ حضرت کرمانوالا۔ اس نے کہا آؤ میں بھی وہاں جا رہا ہوں۔ کرمانوالا شریف پہنچ کر ہم حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے از خود فرمایا "گھر سے تو بڑے طمطراق سے نکلے تھے کہ پیدل سفر کروں گا۔ مگر جلد ہی ہمت ہار دی۔" اللہ اکبر کشف ہو تو ایسا اور مریدین کی اعانت ہو تو ایسی۔

آپ کی شفقت

یہی حاجی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اگست ۱۹۴۷ء میں ہماری رہائش مصری شاہ میں تھی۔ بڑا بھائی عنایت اللہ کرمونوالہ شریف گیا ہوا تھا وہ واپس نہ آیا تو ہمیں فکر ہوئی۔ کیونکہ فسادات کے دن تھے۔ والدہ صاحبہ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ بھائی کا پتہ کرو۔ میں جان ہتھیلی پہ رکھ کر کرمونوالہ شریف پہنچا۔ نماز مغرب کے بعد ہم حضرت قبلہ کی مجلس شریف میں بیٹھے ہوئے تھے میرے بھائی عنایت اللہ نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا حضور! بشیر احمد کو نصیحت کریں۔ بہت بگڑا ہوا ہے۔ نماز روزہ کی پابندی نہیں کرتا۔ سارا دن غلط کاموں میں گزار دیتا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "عنایت اللہ! یہ تم سے اچھا ہے کہ جان جوکھوں میں ڈال کر ماں کے حکم پر تمہاری تلاش میں آیا ہے۔" پھر فرمایا

Marfat.com

"بشیر محمد! تم چوڑ ور پنچو ماں جی سے کہہ دینا کہ ان کی امانت ہمارے پاس ہے فکر نہ کریں جلدی واپس چلا جائے گا۔" چنانچہ غنیمت شد چند دن بعد بخیریت تمام بیان ہوا۔ آپ حضرت قبلہ کی توجہ سے میرا آنے جانے میں کچھ خرچ نہ ہوا۔ ریل ور بس میں سفر کیا مگر نہ تو بس والوں نے کرایہ طلب کیا اور نہ ہی کسی ٹکٹ چیکر نے چیک کیا۔ کیونکہ یہ سفر غنیمت احتیاط کی وجہ سے پیش آیا جو حضرت قبلہ کی خدمت میں کیا تھا۔

حضرت کرمانوالے اپنے دور کے غوث اعظم تھے

۱۹۶۶ء میں حضرت قبلہ نے اس عاجز سے شہر سرگودھا کی ایک ویران غیر آباد مسجد کو آباد کروایا۔ رمضان کریم ۱۹۶۲ء اس مسجد میں دوران اعتکاف عالم رویا میں ایک بزرگ شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ ان سے سکونت دریافت کی تو فرمایا مسجد کے پاس ہی تو قیام ہے۔ اس مسجد کی آبادی سے یہ بزرگ بہت خوش نظر آرہے تھے جیسے انہیں دلی تسکین محسوس ہوئی۔ ان بزرگوں کی درخواست پر ہی مجھ عاجز کے ہاتھوں یہ مسجد آباد کروائی گئی کہ لوگ یہاں گندگی پھینکتے اور ناشائستہ حرکات کرتے جس سے ان بزرگوں کو روحانی کوفت ہوتی تھی

مئی ۱۹۶۷ء میں غیر متوقع طور پر میرا تبادلہ سرگودھا مظفر گڑھ ہو گیا حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوا آپ نے فرمایا "میں نے خود تمہیں مظفر گڑھ بھیجا ہے۔ وہاں جا کر دو تین کام کرنے ہیں۔" مظفر گڑھ پہنچا روحانی رہنمائی سے پہلا دورہ ماہ جون ۱۹۶۷ء میں کہروڑ لعل عیسن کا رکھا۔ وہاں سے بستی سواگ تشریف آیا۔ اس بستی میں سلسلہ نقشبندیہ کے صاحب کرامت بزرگ خواجہ غلام حسین کا مزار ہے یہ بستی ڈاکخانہ کی سہولت سے محروم تھی۔ اتفاق کہیے یا کوئی روحانی انتظام کہ خواجہ صاحب کے نامور خلیفہ حضرت محمد عبداللہ المعروف پیر بارو کو وہاں موجود پایا۔ مزار شریف پر حاضری کے بعد پیر بارو صاحب سے تعارف ہوا۔ جونہی انہیں معلوم ہوا کہ میری نسبت حضرت کرمانوالی سرکار سے ہے تو یکدم اٹھے، مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا "آپ کا تعلق تو بڑی ہستی سے ہے"۔ پھر سلسلہ کلام شروع ہوا تو پیر بارو صاحب نے فرمایا کہ خواجہ صاحب کے متوسلین کو یہاں پوسٹ آفس نہ ہونے سے بہت دشواری ہے، ایک سال سے ہم کوشش کر رہے ہیں مگر بے سود ہم ڈاکخانہ چاہتے ہیں بغیر کسی خرچ مرچ کے۔ میں نے عرض کیا ان شاء اللہ بہت جلد تعمیل ہو گی حضرت قبلہ مرشدی کے تصرف سے کچھ

Marfat.com

ایسے سازگار حالات پیدا ہو گئے کہ میں نے ایک ماہ کے اندر خواجہ صاحب کی بستی میں پوسٹ آفس کا اجراء کر دیا، میں نے یوں محسوس کیا کہ ان بزرگوں نے پیر مرشدی حضرت گنج کرم سے روحانی مدد طلب کی اور اس کارِ خیر کیلئے مجھے سرگودھا سے مظفر گڑھ بھیج دیا۔

○ ملک انوار الحق صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد شیخ مقبول احمد جو قصبہ دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور (بھارت) کے رہنے والے اور مرزائی لاہوری پارٹی کے رکن تھے، ۱۹۲۶ء میں بحیثیت اوورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ شیخوپورہ تحصیل شاہدرہ تعینات تھے، میرے پھوپھا زاد بھائی حامد اللہ خان جو بقید حیات ہیں کے والد علاقہ سندھ میں انسپکٹر پولیس تھے، ایک مرتبہ دوران ایام حج وہ حاجی کیمپ کراچی میں ڈیوٹی پر تھے، یہ موقع غنیمت جان کر وہ حاجی صاحبان سے التجا کرتے کہ ان کے بیمار لڑکے کی صحت یابی کے لئے بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پہنچ کر خصوصی دعا فرمائیں، انہیں ایک حاجی صاحب نے بتایا کہ قصبہ شرقپور شریف (نزد لاہور شہر) ایک مستجاب الدعوات بزرگ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد ہیں، ان سے دعا کرائیں، چنانچہ میرے پھوپھا نے میرے والد مقبول احمد کو خط لکھا، تعمیل ارشاد میں میرے والد صاحب شرقپور شریف گئے ٹھیکیدار شیخ نور الدین سے ملے اور مدعا بیان کیا، شیخ نور الدین نے کہا کہ ایک تو آپ نے انگریزی وضع قطع کا لباس پہن رکھا ہے، دوسرے آپ ڈاڑھی منڈواتے ہیں، میاں صاحبؒ کو اس حالت میں ملنا کار دارد، والد صاحب کے اصرار پر نور الدین صاحب انہیں میاں صاحب کی مسجد میں چھوڑ کر چلے گئے، صحن مسجد میں اور لوگ بھی ملاقات کی غرض سے میاں صاحب کا انتظار کر رہے تھے، والد صاحب نے بوٹ اتارے اور مسجد میں بیٹھے ہی تھے کہ میاں صاحب نے جو مسجد کے ملحقہ کمرہ کی بالائی منزل میں تھے، خادم بھیجا کہ شاہدرہ سے جو بابو جی ابھی ابھی آئے ہیں، ان کو بلا لاؤ، والد صاحب نے سوچا کہ میں نے تو ابھی پیغام ہی نہیں بھیجا اور نہ ہی میری آمد کی میاں صاحب کو اطلاع دی گئی ہے، میاں صاحب نے مجھے نہیں بلکہ کسی اور شخص کو بلایا ہوگا۔ وہ خادم چلا گیا اور پھر اسی دم واپس آیا، کہا کہ شاہدرہ والے

Marfat.com

باؤجی تو حضرت صاحب بلا رہے ہیں۔ اب میرے والد صاحب نے ادھر اُدھر دیکھا جب کوئی اور شخص نہ تھا تو والد صاحب اس خادم کے ساتھ حضرت قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس وقت والد صاحب کے کوٹ کی جیب میں وکٹوریہ کے بت والے دس روپے کے نوٹ تھے جو ریشمی کوٹ کی جیب میں سے دکھائی دیتے تھے۔

دربار شریف میں اس وقت کئی اشخاص تھے جن میں ایک مجسم شخص اور ڈاڑھی والا دوسرا اس کا بھائی حافظ قرآن تھا۔ میاں صاحب نے اس مجسم شخص کی ڈاڑھی ہاتھ کے قبضہ میں پکڑ رکھی تھی اور فرما رہے تھے۔ یہ ڈاڑھی بٹیر باز۔ یہ ڈاڑھی دھوکہ باز۔ مگر میاں صاحب اس حافظ صاحب سے بہت پیار فرما رہے تھے۔ والد صاحب علیک سلیک کے بعد بیٹھ گئے۔ اس مجسم شخص نے اشارہ سے والد صاحب کو دوزانو بیٹھنے کے لئے کہا چنانچہ والد صاحب دوزانو بیٹھ گئے۔ حضرت میاں صاحب کھسکتے کھسکتے والد صاحب کے قریب ہوتے گئے اور نام دریافت فرمایا۔ مقبول احمد بتایا۔ میاں صاحب نے فرمایا میں اونچا سنتا ہوں، منظور احمد ہے؟ والد صاحب نے دوبارہ بتایا کہ مقبول احمد ہے۔ فرمایا کہاں رہتے ہو۔ عرض کیا دھرم کوٹ رندھاوا نزد ڈیرہ چھتر مکان شریف۔ حضرت قبلہ میاں صاحب نے فرمایا "مکہ میں بدو" فرمایا کلمہ پڑھو، خود ہی پڑھنا شروع کر دیا لا الٰہ الا اللہ انگریز رسول اللہ، لندن کعبۃ اللہ۔ والد صاحب حیران تھے اور خاموش رہے۔ میاں صاحب نے والد صاحب کی ٹھوڑی اپنے پنجہ ہاتھ میں لی اور فرمایا ان بتوں (سکوں) نے ہمارے دلوں میں بت پیدا کر دیئے ہیں۔ اسلام کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ اسلام کی قدر تو حضرت بلال حبشیؓ سے پوچھو۔ والد صاحب کو رونا بہت کم آتا تھا مگر اب تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رو کے نہ تھمتے تھے۔ میاں صاحب کی سیدھی سادھی گفتگو اور دست کرامت کی یہ برکت تھی کہ دل کی کثافت۔ آنسوؤں کے ذریعہ دور کر دی گئی۔ مرزائیت ختم اور دل صحیح العقیدہ مسلمان ہو گیا۔ اللہ اکبر۔

والد صاحب دعا کرانا تو بالکل بھول گئے۔ اجازت لی اور نیچے اتر آئے۔ ابھی بوٹ پاؤں میں پہن رہے تھے کہ میاں صاحبؒ نے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "مجھے یہ بوٹ گھوٹ پسند نہیں جوتا چمڑے کا پہنا کرو۔ وضو کے لئے آسانی رہتی ہے اور کہا خراماں خراماں چلے جانا۔ رب کریم خیر

Marfat.com

کر دے گا۔ گھر جا کر فقیر کو خط لکھ دینا" یعنی دعا بھی کر دی اور ہدایات بھی فرما دیں، والد صاحب گھر آ گئے، ادھر پھوپھا کا خط بھی چند دن بعد موصول ہوا، جس میں مذکور تھا کہ لڑکا صحت یاب ہو گیا ہے، بعد ازاں وہ دونوں متذکرہ بالا اشخاص اڈہ لاریاں پر والد صاحب کو مل گئے بزرگ آدمی نے انہیں بتایا کہ میں پیر بخاری کا میلہ دیکھنے آیا تھا، میرا لڑکا میاں صاحب سے ملنے کا مشتاق تھا، بدیں وجہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ بعد ازاں والد صاحب نے اس لحیم شحیم ڈاڑھی والے شخص کو لاہور انارکلی بازار میں بٹیروں اور طوطوں کی وہنگی اٹھائے ہوئے دیکھا میرے والد صاحب شکار کے اتنے رسیا تھے کہ مسجد مزار کے تقدس کا خیال نہ رکھتے، جہاں کہیں پرندہ دیکھا بندوق چلا دی۔ والد صاحب کے ہاں لڑکے تولد ہوتے مگر زندہ نہ رہتے، ایام طفلی میں ہی فوت ہو جاتے، مگر لڑکیاں زندہ رہتیں، اسی دوران ہی میاں صاحبؒ کا وصال ہو گیا اور والد صاحب غمگین رہنے لگے، ایک شب انہیں عالم رویا میں اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کی زیارت ہوئی، میاں صاحبؒ نے فرمایا، مجھ میں اور سید اسمٰعیل شاہؒ میں کوئی فرق نہیں، ان کے ہاں چلے جایا کرو اور شکار سے منع فرمایا، والد صاحب نے شیخ نور الدین ٹھیکیدار سے حضرت پیر اسمٰعیل شاہ صاحب کا پتہ دریافت کیا، والد صاحب کرمونوالہ شریف پہنچے، حویلی میں گائیں، بھینسیں اور گھوڑے بندھے ہوئے پائے، دل میں وسوسہ گزرا کہ میں تو کسی دنیادار پیر کے ڈیرہ پر آ گیا ہوں[1]۔ اتنے میں ایک خادم آیا اور کہا کہ لاہور والے بابو جی کو حضرت صاحبؒ بلا رہے ہیں، والد صاحب حاضر خدمت ہوئے تو پیر صاحبؒ کو بالکل قبلہ اعلیٰ حضرت شرقپوری کی شکل میں پایا، سر جھکا گیا، معاً قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا تمہیں میاں صاحب نے بھیجا ہے، یہ الفاظ سن کر مجھے ڈھارس ہوئی کہ انہیں جب میری اطلاع دے دی گئی ہے تو یہ بھی اعلیٰ مقام کے بزرگ معلوم ہوتے ہیں وسوسہ جاتا رہا نیز فرمایا شہروں میں کھانے پینے کی ہر چیز اور سواری بھی دستیاب ہے، دیہات اور یہاں ریگستان میں خود انتظام کرنا ہوتا ہے، مہمانوں کی آمد و رفت رہتی ہے، یہ سب کچھ مہمانداری کے لئے ہی ہے

---

[1] کیونکہ میاں صاحب فرمایا کرتے "نہ تگی نہ وچھی طبیعت رہندی اینہاں دی اچھی" یعنی دنیا کا مال نہ ہو تو درویشی ہے ورنہ نہیں۔

Marfat.com

ازیں بعد والد صاحب کرمانوالہ شریف حاضرِ خدمت ہوتے رہے۔

شیخ محمد شفیع صاحب تحصیلدار گوجر سنگھ لاہور والے حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے دوست بابو مقبول احمد کی اولادِ نرینہ نہیں ہے۔ تو یہ دو تین لڑکے تو تولد ہوتے ہیں مگر نقص دار اور پھر کچھ عرصہ بعد فوت ہو جاتے ہیں۔ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار نے فرمایا مجھے تو رنجیدہ ہے مگر بابو مقبول احمد نے کبھی ذکر نہیں کیا۔ اچھا جب آپ بات کریں گے۔ میرے والد صاحب حاضرِ خدمت ہوئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا اوہ سنے موت ہے او سے رہنے پوت نا جیتے نے پوت ہے نہیں تے موت دا موت۔ فرمایا بابو جی رب کریم لڑکا دے گا تندرست لمبی عمر والا۔ بابو مقبول احمد نے دنیاوی طعنے میں پھنسے دنیاوی بدتھے میرے دادا شیخ غلام حیدر کو ناراض کرتا ہے پیر فرمایا واپس جاتے وقت کہ ان سے ہو کر جانا۔ چنانچہ والد صاحب بیدو کوٹ رندھاوا گئے وہاں پر والد صاحب کے بھائی کے لڑکے خورشید احمد نے والد صاحب کے لڑکے کے فوت ہو جانے پر افسوس کا اظہار کیا اور دادا جی نے بھی۔ میرے والد صاحب نے برملا کہا کہ میرے پیرو مرشد حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اب لڑکا تندرست اور لمبی عمر پانے والا ہو گا۔ ان شاء اللہ یہ بات ہو کر رہے گی ؎

تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ بات ہو کے رہی
دل کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

والد صاحب نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ محمدی بیگم والا قصہ نہیں ہے بلکہ ایک ولی کامل کا اٹل ارشاد ہے۔ دادا جان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ والد صاحب نے کہا بالکل ٹھیک مگر نعمت خداوندی کے تقسیم کرنے والے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے اور اولیائے کرام حضور رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے فیض یاب ہو کر خلق خدا کی جھولیاں بھرتے ہیں، والد صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ نے کہا کہ والد صاحب غلام حیدر شکوہ کرتے ہیں کہ ایک بھائی محمد حسین نے قادیان سنبھال لیا ہے اور دوسرے شیخ مقبول احمد نے کرمانوالہ شریف۔ مجھے کوئی پوچھتا نہیں، گھر کے اکثر افراد مرزائی تھے اور طنز کرتے

Marfat.com

کہ چونکہ مقبول احمد مرزا کو بُرا کہتا ہے اس لئے اولادِ نرینہ سے محرومی ہے اور رہے گی، حضرت قبلہ کا اسی طرف اشارہ تھا کہ نہ تو طعنے سننا چاہتا ہوں اور نہ ہی بڈھے کو ناراض، یعنی لڑکا تولد ہو گا۔ اللہ کے حکم سے اور شیخ غلام حیدر بھی خوش ہو جائیں گے، چنانچہ حضرت قبلہ کی دعا برکت سے وہ مبارک دن آیا اور میری ولادت ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء کو ہوئی۔ یہ خبر حضرت قبلہ تک پہنچ گئی آپ نے فرمایا کہ بالکل شیخ مقبول احمد کی تصویر ہے، ولادت کے چند دن بعد والد صاحب نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا اور نام کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت قبلہ رح نے تحریر فرمایا کہ نام انوار الحق یا انوار اللہ رکھیں مگر ختنے فوراً کرادیں۔

میری والدہ مصر تھیں کہ گاؤں جاکر خوشی کریں گے اور ختنے بھی۔ ان دنوں والد صاحب ننکانہ صاحب تعینات تھے، انہوں نے دو ماہر ڈاکٹر بلائے اور ختنہ کرادیا، ڈاکٹر صاحبان نے بتایا کہ اگر دو دن اور دیر ہو جاتی تو پیشاب بند ہو جانے کا اندیشہ تھا، کیونکہ بدن کی جلد بہت موٹی تھی حضرت قبلہ کے فرمان کہ ختنہ جلدی کرادینا کی حقیقت واضح ہو گئی، حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق میرا نام انوار الحق رکھا گیا، پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر حضرت قبلہ حضرت کرمانوالہ نزد اوکاڑہ مقیم ہوئے۔ تو قبلہ والد صاحب دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ تشریف حاضر ہوتے رہے اور حضرت قبلہ کی صحبت نافعہ سے فیض یاب ہوتے۔

میرے والد صاحب شوگر کے مریض تھے، ایک پاؤں پر آبلہ نمودار ہوا جو مقراض سے کاٹ دیا گیا، اس عمل سے زخم ایسا خراب ہوا کہ مندمل نہ ہوا۔ نوبت بایں جا رسید کہ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ پاؤں کاٹ دیا جائے تاکہ بیماری باقی جسم میں سرایت نہ کرے، حضرت قبلہ کی خدمت میں مجھے بھیجا گیا، حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اپریشن ہو یا نہ ہو، ایک سی بات ہے، میں نے گھر پہنچ کر عمداً غلط بیانی کی تاکہ اپریشن کرالیا جائے۔ والد صاحب آپریشن کے خلاف تھے، جب انہیں معلوم ہوا (میری غلط بیانی سے) کہ حضرت قبلہ نے آپریشن کا مشورہ دیا ہے تو والد صاحب نے آپریشن کرالیا زخم مندمل ہو گیا، لیکن وہی تکلیف دوسرے پاؤں میں ظاہر ہو گئی، میں اور والد صاحب کے ایک پیر بھائی حاکم علی نمبردار رنگو وال والے حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ) پہنچے

Marfat.com

دروازے پر قبلہ بابو جی کے ساتھ پیر محمد علی شاہ مل گئے انہوں نے بتایا کہ حضرت صاحب قبلہ تو ریلوے اسٹیشن حضرت کرمانوالہ چلے گئے اور قصبہ کسان اپنی زمین پر جا رہے ہیں آپ ذرا ہی اسٹیشن پر جا پہنچیں ہم ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو قبلہ حضرت صاحب کو اسٹیشن پر ٹہلتے پایا۔ کوئی وظیفہ پڑھ رہے تھے اور گاڑی کی طرف ریل گاڑی آ رہی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت قبلہ جو حضور پڑھ رہے ہیں اب ذرا خبر کرے کہ کچھ پتہ نہیں ... صاف بتانے بھی نہیں کہ خیر کب ہوگی۔ قبلہ حضرت صاحب میرے اس وسوسہ سے آگاہ ہوتے فرمایا انسان جو سوچتا ہے کہ ہمیشہ ایک سا رہے یہ ناممکن ہے۔ بابو جی کی تھوڑی سی تکلیف باقی رہ گئی ہے اب اللہ آپ کو صبر کی توفیق دے۔ میرے بابو جی والد صاحب جو نفع ... سے ... کے ... تحفے لے گیا تھا حضرت قبلہ نے وہ جوتا مجھے پہنا دیا اور ... بند کر دی ... واپس جانے کی اجازت دے دی۔ جوتا کا مجھے پہنانا گویا اشارہ تھا کہ اب اپنے باپ کی جگہ تم ہو۔ چنانچہ والد صاحب پانچ اپریل ۱۹۵۹ء کو رحلت فرما گئے۔ تعزیت کے لئے پیر سید محمد علی شاہ اور پیر سید عثمان علی شاہ دونوں صاحبزادگان اکٹھے میرے غریب خانے پر شیخوپورہ تشریف لائے۔ فاتحہ خوانی صبر و تحمل کے لئے دعا فرمائی حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کا اپنے دونوں صاحبزادگان کو بھیجنا اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت قبلہ سرکار کو میرے والد ماجد مقبول احمد سے بہت پیار تھا۔ ان کی نظر عنایت ہی ہمارے لئے سرمایہ حیات ہے۔

(...) منشی محمد اسمعیل صاحب چک 123/E-B گگو ضلع وہاڑی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے لڑکے ایم رشید طاہر تبسم عارف والا کے ساتھ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کی خدمت میں غالباً ۱۹۵۲ء میں حاضر ہوا سلام مسنون اور آداب کے بعد ہم آپ کی نورانی مجلس میں بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا۔ رشید احمد سنا ہے فارسی بھی بہت جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کی دعا برکت سے تھوڑا بہت علم ضرور ہے۔ آپ گویا ہوتے۔ اس شعر کا ترجمہ کرو۔"

؎ من غریبم آب غربت ساندہ ام   یار من در زمستان حصار

Marfat.com

طاہر مرحوم نے اردو ترجمہ کر دیا، ساتھ ہی عرض گزار ہوا کہ حضرت مجھے سمجھائیے۔ اصل مفہوم کیا ہے، یہ کوئی معمہ سا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ علیہ الرحمت نے فرمایا بیٹا! اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ دو دوست ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں عزیب پانی پت (آب بمعنی پانی عزت بمعنی پت) میں رہتا ہوں اور میرا یار سیالکوٹ (زمستان بمعنی سردی سیال، حصار بمعنی قلعہ، کوٹ) میں رہتا ہے، یعنی یہ ایک علمی پہیلی تھی، حضرت کرمانوالی سرکار تو علم کا ایک بحر بیکراں تھے۔

یہی منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے کہ میرے پڑوسی کی نوجوان لڑکی کسی بدمعاش نے اغوا کر لی۔ میں اسے ساتھ لے کر حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمانوالہ شریف پہنچا اور تمام ماجرا عرض کر دیا، آپ نے فرمایا "منشی جی یہ شخص ان پڑھ ہے، آپ اس کی خاطر سورۃ والضحیٰ شریف ۱۱ دفعہ پڑھ کر ہر نماز کے بعد دعا کیا کریں۔ انشاء اللہ لڑکی بخیر بیت تمام واپس گھر آجائے گی"۔ میں نے حسب الارشاد یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا، آٹھویں دن وہ بدمعاش لڑکی کو رات کے وقت گھر چھوڑ گیا اور خود فرار ہو گیا۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ — تیر جستہ باز گردانند ز راہ

۱۹۴۳ء کی بات ہے کہ میں کرمانوالہ شریف (فیروز پور) اپنے ایک شاگرد کو لے کر حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسے آپ سے بیعت کروایا، علیحدگی میں حضرت قبلہ نے مجھے فرمایا "منشی جی تمہارا یہ شاگرد بدعقیدہ ہے۔ میں نے مرید تو کر لیا ہے، کبھی نہ کبھی یہ صحیح العقیدہ ہو جائے گا"، قیام پاکستان کے بعد وہ چک ۵۴/۱۲-ایل میں مقیم ہو گیا، ایک شب حضرت قبلہ نے اسے خواب میں فرمایا۔

"آپ منشی جی کے شاگرد ہیں، منشی جی کے عقیدہ پر اپنی زندگی گزارو"، صبح اٹھتے ہی اس نے توبہ کی۔ حضرت مفتی احمد یار خان (گجرات) کی تفسیر قرآن اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کیا، اب اپنے ہی چک کی جامع مسجد میں خطیب اور امام ہے، اور اہل سنت وجماعت کے عقیدہ پر لوگوں کو تبلیغ کرتا ہے، یہ ہے حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی بصیرت اور راہنمائی۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا کرم=مولانا محمد عنایت احمد خطیب جامع مسجد طہٰ گلبرگ III لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں اشرف المدارس اوکاڑہ میں بحرالعلوم مفسرقرآن استاد العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی کے پاس پڑھتا تھا۔ حضرت کرمانوالی سرکار (پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری) کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف کئی بار حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک دن مغرب تک وہیں رہا۔ اور حضرت قبلہ کی ملاقات کیلئے حویلی کے اندر جانے کا قصد کیا۔ مگر آپ کے خادم نے روک دیا۔ کہ یہ ملاقات کا وقت نہیں۔ لیکن میں موقعہ پاکر حویلی کے اندر چلا گیا۔ اس وقت حضرت قبلہ چہل قدمی کررہے تھے۔ میں ایک صف پر دو زانو بیٹھ گیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یونہی بیٹھے بیٹھے واپسی میں دیر ہوجائے گی۔ اور یہ بھی خیال آیا کہ آج اچھا موقعہ ہے اگر حضرت کرمانوالی سرکار بندہ ناچیز کو اپنا مرید بنالیں۔ چنانچہ میں کھڑا ہوگیا تو حضرت قبلہ نے فرمایا۔ بیٹا! تو میرا روز ازل کا مرید ہے۔ آپ روشن ضمیر تھے۔ مجھے نماز تہجد اور درود شریف کے متعلق ارشاد فرمایا۔ بندہ ناچیز نے حصول علم کیلئے درخواست کی کہ کرم فرمائیں آپ نے میرے سینہ اور پشت پر دست شفقت پھیرا اور تھپکی دی کہ تمہیں جملہ علوم حاصل ہونگے۔ اور تم ایک عالم باعمل اور صالح مرد بنو گے۔ اور سینہ روشن ہوگا۔ یہ آپ کا فیض ہے اور نظر کرم۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
آنچہ محفوظ است محفوظ از خطاء
(مولانا رومی)

کشف= یہی محمد عنایت احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میں قاری سخی محمد کے ہمراہ اوکاڑہ سے حضرت کرمانوالا شریف آپ کی قدم بوسی کیلئے آیا۔ اندازاً" بارہ بجے کا وقت تھا۔ ہم آپ کی نورانی مجلس میں بعد از سلام مودب بیٹھ گئے۔ تھوڑے عرصہ بعد آپ نے بیلیوں سے فرمایا کہ تم سب کو اجازت ہے۔ ہمیں فرمایا کہ آپ دونوں بیٹھے رہیں۔ آپ نے قاری صاحب

Marfat.com

کو نعت رسول مقبول پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ بندہ ناچیز دستی پنکھا لے کر آپ کو پنکھا کرنے لگا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آج اگر حضرت قبلہ نظر کرم فرمائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ آپ استراحت فرماتے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ سو گئے ہیں۔ قاری صاحب نے جو ہدیہ نعت پیش کر رہے تھے۔ خاموشی اختیار کی۔ میں بدستور پنکھا کرتا رہا۔ معاً آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا۔ "سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے"۔ "قاری صاحب سے فرمایا"۔ تمہیں سات دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے" "قاری صاحب نے عرض کیا حضور چھ مرتبہ" سرکار قبلہ نے فرمایا ایک دفعہ حضور ﷺ نے نقاب اوڑھے ہوئے زیارت کرائی تھی" "قاری صاحب نے کہا" حضور آپ نے درست فرمایا"۔ حضور کرمانوالی سرکار نے فرمایا" یہ تمہارے پیر صاحب کا فیض ہے اور فرمایا تم سرکار گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہو۔ اس کے بعد مجھے فرمایا" تم ابھی تک پنکھا کر رہے ہو۔ جو کچھ میرے (محمد عنائت احمد) دل میں تھا۔ آپ نے از خود ہی ارشاد فرمایا "کہ یہ ایک عالم ہوگا۔ سینہ روشن ہوگا اور عمر دراز ہوگی۔

بندگان خاص علام الغیوب
در جہان جاں جواسیس القلوب

واپسی پر دوران سفر قاری سخی محمد نے فرمایا کہ جیسے پہلے زمانے میں اولیاء اللہ ہوتے تھے۔ وہی شان حضرت کرمانوالے سرکار کی ہے۔ حضرت تکوینی اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں کہ بندہ کو جب قرب الٰہی حاصل ہوجاتا ہے۔ تو رب العزت اسے اذا اراد اشیا ان یقول لہ کن فیکون کی کرسی پر بٹھا دیتا ہے۔

(۲) یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں چھور شریف (ہری پور ہزارہ) تاج الاولیاء حضرت چھور شریف والوں کے عرس مبارک پر حاضر ہوا۔ وہاں حضرت مولانا اللہ دین صاحب چشتی بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا نے فرمایا کہ میں چشتیاں شریف عرس کے موقعہ پر ہر سال حاضر ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ عرس مبارک سے فارغ ہوکر چشتیاں شریف سے سیدھا گولڑہ شریف

Marfat.com

سلطان الاولیاء حضرت غلام محی الدین صاحب المعروف بابوجیؒ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت بابوجیؒ نے فرمایا "مولوی جی چشتیاں شریف میں حضرت قبلہ کرمانوالے سے ملاقات کی تھی۔ (کیونکہ حضرت کرمانوالی سرکار ہمیشہ عرس کے موقعہ پر چشتیاں شریف تشریف لے جاتے ہیں۔) مولانا صاحب نے عرض کیا "نہیں" اس پر حضرت بابوجی سرکار نے فرمایا "حضرت کرمانوالے شاہ صاحب اس زمانہ کے قطب ہیں کیونکہ میں ان کو ہر صبح اور ہر شام کی نمازیں کئی برسوں سے بارگاہ رسالت ﷺ میں ادا کرتے دیکھ رہا ہوں۔ مولانا اللہ دین صاحب نے بتایا کہ ازاں بعد میں حضرت کرمانوالہ شریف حضرت قبلہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ تو آپ سرکار مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "اب حضرت بابوجی سرکار کے فرمانے پر آپ آئے ہیں۔ پہلے چشتیاں شریف میں تو عرس پر ہمارے پاس سے گزر جاتے اور ملاقات نہ کرتے تھے" اللہ اکبر۔

مولانا نور محمد نقشبندی جو حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہیں اور آپ حضرت کرمانوالی سرکار کے خادم ہیں بیان کرتے ہیں۔ میرے دل میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ کی تمنا ہر وقت موجزن رہتی۔ اور گڑگڑا کر دعائیں کرتا رہتا تھا۔ ایک دن حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دست بستہ عرض کیا۔ "حضور میرے لیے حج بیت اللہ کیلئے دعا فرمائیں۔" ہر چند کہ آپ ہاتھ اٹھا کر دعا نہ فرماتے تھے اور صرف یہی فرمایا کرتے تھے جا بیلیا خیر ہو جائے گی۔ رب کریم رحم فرمائے گا" مگر اس عاجز کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

۱۹۵۶ء کی بات ہے بندہ بالکل بے سرو سامان تھا۔ رخت سفر بالکل نہ تھا۔ کراچی تک مال گاڑی میں سفر کیا۔ کراچی شہر میں نو ماہ امامت اور خطابت کی۔ انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوالیا۔ پھر بغداد شریف کربلا شریف بیت المقدس سے ہو کر مدینہ منورہ پہنچا۔ دو ماہ مکہ معظمہ گزارے۔ پھر ریاض کویت سے ہوتا ہوا چار ماہ کے بعد واپس کراچی پہنچا۔ گویا ایک سال کے بعد گھر واپس آیا۔ یہ حضرت کرمانوالی سرکار کا کرم تھا جنہوں نے اتنا طویل سفر بغیر روپیہ پیسہ کے کروایا۔

Marfat.com

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ حدیث شریف کی شرح فرماتے ہیں۔

"وکذلک العبدا ذواظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعا و بصرا فاذا صار نور جلال اللہ سمعالہ سمع القریب والبعید واذاصار ذلک النور بصرالہ رای القریب والبعید و اذ صار ذلک النور یدالہ قدر علی التصرف فی الصعب واسھل والبعید و القریب۔"

ترجمہ = یعنی بندہ جب عبادت کی ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی سمع اور اس کی بصر ہوجاتا ہوں۔ تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہوجائے تو وہ قریب اور دور کی بات سن لیتا ہے اور جب یہ نور اس کی بصر ہوجائے تو وہ قریب اور دور کی چیز کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہ نور اس کا ہاتھ ہوجائے تو وہ مشکل اور آسان دور اور نزدیک پر قادر ہوجاتا ہے۔ (تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی جلد ۵ صفحہ ۶۸۹۶۸۸ طبع مصر)

خلوص اور محبت = مولانا محمد عنایت احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ آپ کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ "حضور بیعت کا کیا مطلب ہے"۔ آپ قبلہ نے اس عاجز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرا مولوی بتائے گا۔ مگر میں جب کچھ دیر خاموش رہا تو اس بیلی نے کہا کہ انہیں نہیں معلوم۔ اس پر آپ جلال میں آگئے اور فرمایا "میرا مولوی ہو اور اس کو (بیعت کے متعلق) معلوم نہ ہو"۔ اس کے بعد آپ نے بیعت کے متعلق بڑی وضاحت سے بیان فرمایا۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں کارکشا کار ساز

اس دوران میں ایک اور بیلی حاضر ہوا۔ اور اس نے آپ سے عرض کیا کہ میں نے شکرقندی کا ٹھیکہ لیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس ٹھیکہ میں خاطرخواہ

Marfat.com

منافع ہو۔ آپ نے پوچھا پھر ہمارے لیے کیا لاؤ گے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ آپ کیلئے شکرقندی لاؤنگا۔ اس پر آپ نے فرمایا "پھر تو ضرور دعا کرنی پڑے گی"۔ بعد میں آپ قبلہ نے فرمایا "بیلیا! لینا دینا کیہہ اے الفت ای الفت تو ہے"۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر ارشاد فرمایا۔

الفت نبی کریم کی میرے دل میں آرہی ہے
میں تن من وار دیواں میرے جی میں آرہی ہے

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کا ہر کام اخلاص اور محبت پر مبنی ہوتا ہے جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ پارہ ۸ سورتہ الانعام ایت ۱۶۲) یہ شان ہے ہمارے قبلہ عالم کی آپ زمانہ کے قطب پیشوا امام طریقت تھے۔ اسرار علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار اور عارف کامل تھے۔ بڑے بڑے علماء فضلاء آپ کے سامنے مجال سخن نہ رکھتے تھے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشم آفتاب را چہ گناہ

آپ کا مقام=مولانا محمد عنایت احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولانا محمد حسین نقشبندی پاک پتن نے جو کہ حضرت خواجہ پیر محمد اکبر صاحب کے مرید ہیں مجھ سے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ صاجزادہ غلام نقشبند (جو محلہ پیرگریاں پاکپتن شریف کے سجادہ نشین ہیں) اور حضرت صاحب ٹاہلیاں شریف والے (نزد جہلم جو زیادہ تر آزاد کشمیر میں رہتے ہیں اور بڑی باکمال ہستی ہیں) دونوں حضرات اکٹھے لاہور آرہے تھے۔ راستے میں جب حضرت کرمانوالا شریف پہنچے تو حضرت ٹاہلیاں والے نے خواجہ غلام نقشبند کو تو کار میں ہی چھوڑا اور خود حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ کے مزار شریف پر گئے۔ مزار پر سے ہوکر واپس کار تک آئے۔ پھر واپس گئے۔ اس طرح تین مرتبہ کیا گیا۔ اور پھر کار میں بیٹھ گئے۔ اور اپنی منزل لاہور کی طرف چل پڑے۔ حضرت غلام نقشبند نے حضرت ٹاہلیانوالے صاحب سے دریافت فرمایا کہ مزار شریف سے واپس آنے اور پھر دو دفعہ جانے آنے میں کیا راز سربستہ تھا۔ تو ٹاہلیانوالی سرکار نے فرمایا کہ مزار پر پہلی حاضری

Marfat.com

کے وقت حضرت قبلہ تلاوت قرآن مجید فرمارہے تھے۔ میں واپس چلا آیا۔ دوسری دفعہ گیا تو پھر بھی تلاوت قرآن فرما رہے تھے۔ واپس چلا آیا۔ تلاوت قرآن مجید کے دوران میں نے مخل ہونا پسند نہ کیا۔ تیسری دفعہ گیا تو آپ دعا فرمارہے تھے۔ لہٰذا دعا میں شمولیت کرکے واپس آیا۔

اس واقعہ سے حضرت قبلہ کی علو شان کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیائے کرام دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ الا ان اولیاء اللّٰہ لایموتون بل ینتعلون من دارالفناالی دار ابقا (مشکوۃ شریف) (ترجمہ سن لو اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ فانی دنیا سے ہمیشہ رہنے والی دنیا کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں)

طعام میں برکت= چودہری نذیر احمد کمشنر اشتمال اراضیات ملتان کے متعلق ایک بیلی نے بیان کیا کہ چودہری صاحب سلیم الطبع تھے۔ ایف سی کالج لاہور کے طالب علم رہے زمانہ طالب علمی میں ہی حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کا شہرہ سن کر آپ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا حاضر ہوئے۔ زجام حب تو مستم بزنجیر دل بستم کے مصداق آپ کے حلقہ غلامی میں آگئے حضرت قبلہ نے نماز تہجد کی تاکید فرمائی تو عرض کیا حضور اٹھائے گا کون؟ آپ نے فرمایا" اٹھانے والے اٹھالینگے۔ تین رات حضرت کرمانوالی سرکار روحانی تصرف سے اٹھاتے رہے اور تیسری رات فرمایا اب خود بخود اٹھاکرو پختہ ارادہ کرلو۔ بیدار ہوجایا کرو گے۔ چنانچہ پھران کی نماز تہجد قضانہ ہوئی۔

جب چودہری صاحب ساہیوال تعینات ہوئے تو حضرت قبلہ نے ملتان جاتے ہوئے ان کے ہاں جانے کا پروگرام بنالیا۔ چودہری صاحب دورہ پر تھے۔ ان کی بیگم گھبرائی کہ اتنے آدمیوں کا انتظام کیسے ہوگا۔ آپ نے پیغام بھیجا کہ ایک دیگچہ چائے تیار کرلیں اور کچھ روٹیاں پکا کر بھیج دیں۔ یہ سامان ملنے پر آپ قبلہ نے دیگچہ میں اپنی انگشت مبارک یہ کہتے ہوئے ڈالی دیکھیں کہ چائے گرم ہے یا ٹھنڈی۔ روٹیوں پر رومال رکھ کر طعام تقسیم کرنا شروع کیا۔ تمام بیلیوں نے جو تعداد میں بیس پچیس ہونگے۔ خوب سیر ہوکر کھایا پیا۔ پھر بھی طعام بچ گیا۔ جو گھر میں بھیج دیا گیا۔ چودہری صاحب دورہ سے واپس آئے تو انہیں یہ معلوم

Marfat.com

کر کے خوشی ہوئی کہ ان کے ہاں حضرت قبلہ تشریف فرما ہوئے تھے اور گھر میں خیر و برکت کا سماں کر گئے ہیں۔ اللہ اکبر

= شیخ محمد شریف نقشبندی سکنہ سنگھ پورہ لاہور نے بیان کیا کہ میں تنگ دست تھا اپنی تنگ دستی کی شکایت لے کر ایک دن موقعہ پاکر اپنے پیر و مرشد حضرت کرمانوالی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا حضور دعا فرمائیں کہ رب کریم اس عاجز کے کاروبار میں برکت فرمائے تاکہ تنگ دستی سے چھٹکارا حاصل ہو۔ سرکار نے فرمایا' بیلیا "کیہ کم کرناں ایں" عرض کیا کہ مٹھائی کی دوکان ہے۔ دریافت فرمایا "دوکان کتھے اے" عرض کیا باغبانپورہ لاہور میں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا " بیلیا دودھ وچ پانی نہ پایا کر۔ کسے شے وچ ملاوٹ کرنا سخت منع اے" پھر فرمایا نہ پائیے تے گزارہ وی نہیں ہوندا۔ توں دودھ وچ پانی تھوڑا پایا کر" جونہی یہ فرمان سنا میں نے اپنا سر مارے ندامت کے آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ آپ سرکار نے فرمایا "اے ایہہ کیہ کرناں ایں" اور ایک خادم سے فرمایا" انہوں باہر کڈھ دیو چنانچہ مجھے باہر نکال دیا گیا۔ میں موقعہ پاکر پھر آپ کی مجلس میں آبیٹھا۔ (در تیرا چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں)

چنانچہ کچھ دیر بعد حضرت قبلہ نے التفات فرمایا اور ارشاد ہوا " بیلیا جا خیر ہو جائے گی۔ رب کریم حضور نبی کریم ﷺ کے صدقہ میں فضل و کرم کردے گا۔ میرے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا " بیلیا نماز پڑھا کر۔ بعد نماز عشاء ایک تسبیح درود شریف اور نماز تہجد ۱۲ نفل۔ درود شریف خضری ۵۰۰ دفعہ پڑھ لیا کر کرم ہی کرم ہو جائے گا۔ میں نے ارشاد کی تعمیل کی تو تھوڑے ہی عرصہ میں خوشحال ہو گیا۔

تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ بات ہو کے رہی
دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

۱۔ یہ بات تو اسے شرم دلانے کیلئے کہی ہوگی۔ کہ تھوڑا پانی بھی نہ ڈالنا چاہیے۔
۲۔ حضرت قبلہ ایسی حرکت نہایت ہی ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھتے تھے اور جلال میں آجاتے تھے حضرت قبلہ کا جلال اور جمال محض دین کی خاطر ہوتا ہے۔

Marfat.com

کرم در کرم = جنید اشرف بٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء کا واقعہ ہے۔ میں میٹرک کر چکا تھا میرا ایک بہت قریبی دوست اشرف خاں پیدائشی بیمار تھا۔ اس کے پیٹ میں بائیں طرف پتھر کی مانند سخت بہت بڑی رسولی تھی بڑے علاج کرائے مگر آرام نہ آیا۔ اس کا والد بھی بہت حکیم تھا۔ لیٹنے یا کرسی پر بیٹھنے کے سوا وہ کہیں اٹھ بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ ان دنوں بھی دفتروں میں اتوار کی تعطیل ہوتی تھی وہ مجھ سے پوچھتا تھا کہ ہر اتوار کو تم کہاں جاتے ہو۔ جواب سیدھا تھا کہ میں اپنے پیروں کی زیارت کے لیے جاتا ہوں۔ ایک اتوار کو وہ صبح سے ہی میرے انتظار میں تھا جونہی میں گھر سے نکلا تو کہنے لگا کہ تیرے پیروں کو پھر مانوں کہ جو رسولی میں نے اٹھائی ہوئی ہے یہ ختم ہوجائے اور میں ٹھیک ہوکر آؤں میں نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ ہم دونوں لاہور سے بذریعہ ٹرین اوکاڑہ پہنچے وہاں سے پیدل کرمانوالا شریف پہنچے بھوک نے سخت پریشان کیا ہوا تھا دل میں باربار یہی خیال آرہا تھا کہ جاتے ہی لنگر شریف ملے۔ حالانکہ لنگر شریف کا وقت نہ تھا بھوک سے نڈھال تھے خیر کرمانوالا شریف پہنچے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ حضور کرمانوالی سرکار تشریف فرما تھے۔ کچھ بیلی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ محو گفتگو تھے دروازہ کی آہٹ سے آپ کی توجہ ہماری طرف ہوئی ہم قریب ہوتے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا آؤ نکو! جاؤ لنگر کھالو۔ لنگر شریف سپیشل گھر سے آیا ہوا تھا۔ مجھے اب تک وہ برتن بھی بڑے یاد ہیں۔ اس کے بعد ہم حاضر خدمت ہوئے۔ دل میں یہ تھا کہ میں التماس کروں کہ حضور یہ میرا دوست ٹھیک ہوکر جائے دعا کریں۔ آپ نے پہلے ہی میرے دوست اشرف خاں سے پوچھا "بابو جی خیر اے" میرے دوست نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ حضور میرے پیٹ میں رسولی ہے۔ جس نے مجھے دو منٹ بیٹھنا محال کردیا ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ خیر کردے گا۔ تاکید کی کہ ٹرین پر جانا ہم ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ ریل گاڑی کے آنے میں کچھ دیر تھی۔ اچانک میری نظر اس کی قمیض پر پڑی جو خون آلودہ تھی۔ مجھے یقین ہوگیا کہ شاہ صاحبؒ (کرمانوالی سرکار) نے کرم فرمادیا ہے۔ قمیض جو اٹھائی تو رسولی میں سے خون اور پیپ پانی کی طرح بہنا شروع ہوگیا۔ میں نے اپنی بنیان اتار کر اس کے سارے زخم کی صفائی کی

Marfat.com

لاہور پہنچنے کے تیسرے روز میرا دوست اشرف خاں بالکل ٹھیک ہوگیا۔ اسی دن ملاقات کے وقت مجھ سے کہنے لگا واہ حضرت کرمانوالا ایسا پیر نہیں دیکھا کہیں۔ الحمدللہ اللہ کا لاکھ شکر ہے سبحان اللہ

متفرق واقعات

ایک بزرگ نے بیان کیا کہ شیخ چراغ دین کی فیروز پور شہر میں کپڑے کے کاروبار کی معمولی دوکان تھی۔ گزارا مشکل سے ہوتا تھا۔ میاں چراغ دین اکثر کرمانوالہ شریف حضرت قبلہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی تنگی معاش کے متعلق کبھی بھی حضرت قبلہ سے عرض نہ کیا۔ مگر حضرت صاحب از خود نہایت شفقت سے فرماتے "آؤ بھئی کراچی کے سیٹھ تم آگئے"۔ میاں چراغ دین کچھ دیر خدمت میں رہتے اور پھر بعد اجازت فیروزپور چلے جاتے۔ ان کے والد ان سے پوچھتے کہ آیا کاروبار میں ترقی کیلئے بھی کبھی عرض کی ہے تو وہ جواب دیتے کہ ہمت نہیں پڑتی اور کہا کہ ہر حاضری پر حضرت قبلہ از خود فرماتے ہیں "آؤ بھئی کراچی کے سیٹھ تم آگئے"۔ ایک دن میاں چراغ دین کے والد اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمونوالا شریف حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا حضور گھر میں گزارہ مشکل سے ہو رہا ہے۔ توجہ فرمایئے۔ کاروبار میں وسعت ہو۔ آپ نے فرمایا "رب کریم بہت جلد خیروبرکت فرمادیں گے۔ سب تنگی دور ہوجائے گی۔

جب پاکستان بنا تو میاں چراغ دین اپنے کنبہ کے ساتھ کراچی چلے آئے۔ وہاں کاروبار شروع کیا آج وہ کراچی میں بہت بڑے تاجر ہیں اور بڑے بڑے تاجر انہیں سیٹھ چراغ دین یا چچا چراغ دین کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ کے الفاظ حرف بحرف پورے ہوئے۔

○ غلام مصطفےٰ زرگر ساکن پاکپتن شریف نے بیان کیا کہ ان کا بھائی محمد بخش بہاول نگر میں رہتا تھا۔ ان کی تین چار سالہ بچی گھر سے باہر کھیلتی ہوئی گم

Marfat.com

ہو گئی۔ تلاش بسیار کے باوجود بچی نہ ملی۔ غلام مصطفے زرگر حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف نزد اوکاڑہ حاضر ہوا۔ اور پریشانی بیان کی۔ آپ حضرت نے فرمایا جاؤ تسلی رکھو بچی گھر ہی آجائے گی۔ گھبراؤ نہیں۔ پولیس میں رپورٹ درج کرادی گئی۔ دونوں بھائی جب بھی حضرت قبلہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے۔ آپ یہی فرماتے گھبراؤ نہیں بچی گھر آجائے گی۔ رفتہ رفتہ چار سال ہونے کو آئے تو اچانک شام کے قریب ایک پولیس گاڑی ان کے گھر (بہاول نگر) کے سامنے آکر رکی۔ ایک پولیس افسر نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ غلام مصطفے کا بھائی باہر آیا تو پولیس افسر نے اتہ پتہ دریافت کیا۔ جب اسے یقین ہو گیا یہ گھر زرگر کا ہی ہے تو اس نے اشارہ کیا تو پولیس گاڑی سے سپاہی ایک بچی کو لے کر باہر آیا۔ باپ نے بچی کو پہچانا۔ اور بچی کو گلے لگا لیا۔ گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پولیس افسر نے بتایا کہ بچی حیدر آباد سندھ سے برآمد ہوئی ہے۔ اٹھا کر لے جانے والا شخص زرگروں کے مکان کے پاس ہی ایک کٹیا میں فقیر کے بھیس میں رہتا تھا۔ بچی اغوا کرنے کے بعد حیدر آباد چلا گیا۔ کسی شک شبہ کی بنا پر اس کی کٹیا پر پولیس نے چھاپہ مارا تو بچی برآمد ہوئی۔ اللہ اکبر۔ حضرت قبلہ کی بات پوری ہوئی کہ "گھبراؤ نہیں۔ بچی خود بخود گھر آجائے گی"۔

○ گل شیر خاں سکنہ حویلی راجپوتاں مشمولہ راجہ جنگ ضلع لاہور نے بیان کیا کہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے کہ دریائے راوی میں زبردست سیلاب آیا۔ بیدیاں ہیڈورکس سے رائے ونڈ تک فصلوں کو بہت نقصان پہنچا۔ مال مویشی سیلاب کی نذر ہو گئے۔ میں اپنے گھر کا صرف آدھا سامان محفوظ جگہ پر لے جا سکا۔ باقی مکان میں ہی رہ گیا۔ سیلاب کا پانی تقریباً" تین ماہ گھروں میں کھڑا رہا۔ نومبر ۱۹۵۸ء میں میں نے حضرت کرمانوالا شریف حاضر خدمت ہو کر پیر و مرشد حضرت کرمانوالی سرکار سے اپنے درد بھرے حالات بیان کئے۔ عرض کیا حضور! دعا فرمائیں حالات درست ہو جائیں اور فصل کی بوائی بھی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا "بیلیا! تیرا تے بھِہ وی نہیں گیا۔ سب کچھ تیرے گھر وچ موجود اے جاتے جا کے سانبھ لے" بعد اجازت میں خوشی خوشی گھر پہنچا۔ دیکھا تو واقعی سامان موجود تھا اور ایک سوئی بھر بھی نقصان نہ ہوا تھا۔ میں نے اپنے مکان میں رہائش اختیار کرلی۔ اور کھیتی

Marfat.com

بازی کا کام شروع کردیا۔ دیکھنے والے کہتے کہ گل شیر پاگل ہے۔ کہ نمدار "گلی" زمین پر مویشی باندھتا ہے۔ مویشی بیمار پڑ جائینگے اور ابھی بوائی نہ کرنی چاہیے تھی مگر میرے ڈھور ڈنگر بالکل ٹھیک رہے میری دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی گاؤں میں آنا جانا شروع کردیا۔ میں بوائی کے کام سے فارغ ہوا تو میلاد شریف کا انتظام کیا۔ شجرہ شریف پڑھنے پر لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ بندہ ناچیز حضرت کرمانوالے شاہ صاحب کا غلام ہے۔ اور کہتے سنے گئے کہ یہی وجہ ہے کہ گل شیر خاں کا کوئی نقصان نہیں ہوا اور فصل بھی اچھی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوا اور نبی کریم ﷺ کی بے پایاں شفقت پیر و مرشدی کی نظر کرم کا صدقہ تھا کہ میرا سامان بالکل محفوظ پڑا رہا۔ جب لوگوں نے حضرت قبلہ کی یہ کرامت اور تصرف دیکھا تو بیشتر لوگوں نے آپ کی غلامی اختیار کرلی۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اسی گل شیرخاں نے بیان کیا کہ میرا بھانجہ حامد علی خاں اور میری بیٹی جان اختر کسی پیر فقیر کے ارادت مند نہ تھے۔ ایک مرتبہ میں ان دونوں کو حضرت کرمانوالہ شریف لے گیا۔ بیٹی جان اختر تو مائی صاحبہ کے ہاں چلی گئی۔ اور میں اپنے بھانجے کو لے کر حضرت قبلہ کی نورانی مجلس میں بیٹھ گیا۔ موقعہ ملنے پر پیر و مرشدی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ میرا بھانجہ حامد علی اور میری بیٹی جان اختر پیروں فقیروں سے منحرف ہیں۔ ان پر توجہ فرمائیں کہ یہ عقیدہ اہل سنت و جماعت پر آجائیں۔ آپ نے حامد علی خاں پر توجہ خصوصی مرکوز کی۔ اور اس کے دل پر سے برسوں کا زنگ دور ہوا۔ اور بزرگوں کا عقیدت مند ہوگیا۔ یہی حال میری بیٹی جان اختر کا رہا اور وہ بھی پیروں فقیروں کی دل و جان سے معتقد ہوگئی۔

حامد علی خاں حضرت قبلہ کی خدمت میں بیٹھا رہا آپ نے فرمایا یہ بچہ بہت اچھا ہے۔ ایک دن عالم فاضل بنے گا۔ آپ کا فرمان درست نکلا اور اب حامد علی ایک جید عالم ہے دور دور سے لوگ اس سے علم حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں۔ اور گوہر امید پاتے ہیں۔ آپ کی نظر فیض رساں سے گھر میں خیر و برکت

Marfat.com

ہی برکت ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جمال دین افغانی فروٹ فروش سکنہ کوٹ غلام محمد قصور نے بیان کیا کہ میں موضع راجہ جنگ ضلع لاہور میں زمینداروں کے کھیتوں پر کام کرتا تھا۔ میرے پاس چار گدھے تھے۔ ان میں سے ایک نہ ایک ضرور بیمار ہو جاتا اور باربرداری کا کام رک جاتا بنا بریں گزر اوقات مشکل سے ہوتی جس کے باعث میں اکثر پریشان رہتا۔ ایک دن مجھے حویلی راجپوتاں مشمولہ راجہ جنگ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں گل شیرخاں کے گھر میلاد شریف کی محفل منعقد تھی اس ختم شریف پر چاول پکانے کا اہتمام کیا گیا۔ چاول صاف کرنے کیلئے گاؤں کی چند عورتوں کو بلایا گیا۔ ان عورتوں میں میری بیٹی بھی شامل تھی۔ میری بیٹی نے گل شیرخاں کی بیٹی جان اختر سے کہا بی بی جی ہم بہت غریب ہیں ہمارے لئے بھی دعا کرائیں۔ غربت دور ہونے پر ہم بھی اس طرح میلاد شریف کرائیں گے۔ ختم شریف کے موقعہ پر حضرت کرمانوالی سرکار کا ذکر خیر آیا تو میں نے معراج دین مستری سے پوچھا کہ کرمانوالے بزرگ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔ معراج دین نے مجھے اپنے بردار خورد چراغ دین کے ساتھ چودہری غلام حسین کے پاس بھیج دیا۔ چودہری غلام حسین نے مجھے کہا کہ تم تو کسی پیر فقیر کو مانتے ہی نہیں۔ حضرت کرمانوالی سرکار کا اتہ پتہ کیوں دریافت کر رہے ہو۔ میں نے کہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ چودہری غلام حسین نے کہا کہ میں کچھ دن بعد دربار شریف جاؤں گا۔ تو تمہیں ساتھ لے جاؤنگا۔ اگر میں نہ گیا تو چچا گل شیرخاں جائے گا۔ چنانچہ چند دن بعد گل شیرخاں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حضرت کرمانوالا شریف سلام کیلئے گیا تو مجھے ساتھ لے گیا۔ گل شیرخاں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا حضور یہ جمال دین کمہار بہت غریب ہے اور غربت اس پر بری طرح مسلط ہے۔ کہ نان شبینہ کا محتاج ہے۔ اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "بیلیا کیہہ کم کرناں ایں" جمال دین نے عرض کیا باباجی میں کمہار ہوں۔ چار گدھے باربرداری کیلئے ہیں۔ ان میں سے ایک نہ ایک بیمار

Marfat.com

پڑ جاتا ہے تو کام رک جاتا ہے۔ حضرت سرکار نے فرمایا "پیلیا پنج کرلے تو سب کام ٹھیک ہو جائے گا"۔ جمال دین نے عرض کیا سرکار رقم نہیں۔ کیسے خرید کروں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا "رب کریم کرم کردے گا۔ کوئی سبب بن جائے گا"۔

بعد اجازت ہم دربار شریف سے باہر سڑک پر آئے۔ تو ایک شخص گدھا لئے کھڑا تھا۔ اور ہر ایک سے کہ رہا تھا کہ میں گدھا فروخت کرنا چاہتا ہوں مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ میں نے پوچھا بھائی میں گدھے کا خریدار ہوں مگر اس وقت رقم پاس نہیں ہے۔ اس نے کہا کوئی بات نہیں۔ رقم بعد میں آجائے گی۔ میں گدھا گھر لے آیا۔ پانچویں گدھے کے گھر آنے پر پانچوں گدھوں سے ایسا کام چلا کہ غربت دور ہو گئی۔ مزید برآں کوئی گدھا بھی بیمار نہ ہوتا۔ پانچوں ٹھیک کام دیتے۔ اتنی خوشحالی ہوئی کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ میں نے بار برداری کا کاروبار ترک کردیا اور حضرت بلھے شاہؒ کے شہر قصور میں فروٹ فروخت کرنے لگا۔ حضرت کرمانوالی سرکار کی نظر کرم سے میرے دن پھر گئے۔ اور گھر میں آپ کی دعا سے خیر و برکت ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

○ محمد انور شوق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ریڈیو لائسنس اوکاڑہ پوسٹ آفس بیان کرتے ہیں کہ اعلی حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے تین سال بعد (۱۹۶۹ء) سے مجھے حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اول حضرت کرمانوالا شریف سے شرف غلامی کی سعادت حاصل ہے۔ کرنا خدا کا کہ مجھے اندھراتے کی شکایت ہو گئی۔ بلکہ ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی۔ ایک دن اپنے گاؤں چک بی۔ ای/۲۲ کی مقامی مسجد میں نماز عشاء کے لیے گیا تو اندھراتے کے باعث میرا سر مسجد کے ستون سے ٹکرا گیا۔ پیشانی پر شدید چوٹ آئی۔ معاً" میرے منہ سے نکلا۔ "یا حضرت کرمانوالی سرکار ہم آپ کے غلام ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے۔ کہ اتنی بڑی ہستی کے دامن سے وابستہ ہو کر پھر اندھراتے کی شکایت۔ حضور کرم فرمائیں۔ نام بھی تو آپ کا کرمانوالا ہے

Marfat.com

یہ الفاظ کچھ ایسے درد دل اور خلوص سے زبان سے ادا ہوئے کہ چند ہی دنوں میں یہ مرض جاتا رہا مگر یہ واقعہ اور یہ درد بھرے الفاظ میرے ذہن سے نکل گئے تھے۔ میں حیران تھا کہ مجھے اس تکلیف سے نجات کیونکر ہوئی۔ علاج معالجہ بھی نہیں نہ کسی حکیم ڈاکٹر سے مشورہ اور نہ ہی کوئی دوائی استعمال کی۔ پھر یاد آیا کہ میں نے اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار کی خدمت میں فریاد کی تھی۔ جو فورا قبول ہوگئی اور اعلیٰ حضرت کے تصرف سے اس مرض اندھراتے سے نجات پائی۔ اللہ اکبر۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

○ صوفی عبدالواحد سکنہ ساندہ کلاں لاہور جو ایک معمار اور نجار بھی ہیں نے بیان کیا کہ غالبا" ۱۹۵۰ء جبکہ میری عمر گیارہ بارہ سال تھی میں کوٹ رادھاکشن میں حافظ خوشی محمد صاحب کے دینی مدرسہ میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔ میں نے حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا شہرہ سنا میرے دل میں ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کی روحانی کشش کا یہ عالم تھا کہ میں نے والدہ صاحبہ سے اجازت لی اور اکیلا ہی حضرت کرمانوالا چل پڑا۔ شوق زیارت مجھے کشاں کشاں لے گیا۔ جمعرات کا دن تھا۔ آداب زیارت سے ناواقف تھا۔ وفور شوق نے رہنمائی کی۔ ایک بیلی سے ملاقات کا طریقہ پوچھا۔ اس نے کہا کہ نذرانہ کیلئے کچھ شیرینی لے لو۔ اور خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ حضرت جی مجھے اپنی غلامی میں لے لو۔ میں نے شیرینی خریدی اور حویلی کے اندر چلا گیا۔ چند اور بیلی بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ بعد سلام میں نورانی مجلس میں مودب بیٹھ گیا۔ نماز مغرب سے کچھ پہلے حضرت قبلہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا نکوا "کتھوں آیا ایں" عرض کیا کہ کوٹ رادھاکشن سے آیا ہوں۔ وہاں قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ آپ مجھے اپنی غلامی میں لے لیجئے گا۔ آپ نے فرمایا نماز مغرب کے بعد بات ہوگی۔ مگر موقعہ نہ ملا۔ بعد نماز عشاء لنگر کھایا اور سوگیا۔ بعد نماز فجر دیکھا کہ نزدیک ہی چند بیلی مویشیوں کے چارہ کیلئے ٹوکہ چلارہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہوگیا۔ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت قبلہ نے وعظ فرمایا۔ بعد نماز

Marfat.com

جمعہ آپ کی نورانی مجلس میں مؤدب بیٹھ گیا آپ نے ارشاد فرمایا نفل نماز تہجد ۱۲ رکعت اور درود شریف خضری ۵ تسبیح پڑھا کر۔ آپ نے اجازت فرمائی اور میں واپس آ گیا۔

ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالہ حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ موضع کسان اپنی زمین پر گئے ہوئے ہیں۔ سڑک پر ایک اور بیلی سے جو حضرت صاحب کی زیارت کیلئے آیا ہوا تھا ملاقات ہوگئی۔ ہم دونوں نے ایک تانگہ کرایہ پر لیا اور کسان روانہ ہوگئے۔ دوسرے ساتھی کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ ہم کسان پہنچے تو اس نے اپنی بیوی کو سڑک پر ہی چھوڑا کیونکہ حضرت صاحب مستورات کو سامنے نہیں آنے دیتے تھے۔ ہم دونوں آپ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ایک تناور درخت کے نیچے نماز کیلئے جگہ ہموار کرا رہے تھے۔ ہم نے سلام عرض کیا۔ سلام کے جواب کے بعد آپ نے فرمایا کوئی بیلی "کسی" لے کر جگہ ہموار کرے۔ میں نے کسی لی اور جگہ ہموار کی۔ آپ مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ "مستریوں (معمار نجار) کو جگہ ہموار کرنے کا طریقہ خوب آتا ہے۔ تم گرمالہ مارو" میں نے عرض کیا کہ یہاں گرمالہ کہاں۔ آپ نے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا "یہ لو گرمالہ" میں نے اس لکڑی سے کام شروع کیا تو حیران رہ گیا کہ اس لکڑی نے گرمالہ کا ہی کام دیا۔ اور زمین ہموار کردی۔ اللہ اکبر۔ پھر حاضرین نے بہتے کھال کے پانی سے وضو کیا اور نماز ظہر آپ کی اقتدا میں ادا کی۔ بیلیوں کو آپ رخصت کرتے گئے۔ ہم چند بیلی رہ گئے۔ تو حضرت قبلہ نے فرمایا "کچھ اور سبق چاہتے ہو"۔ سبحان اللہ یہی میری دلی خواہش تھی کہ الفاظ زبان پر لائے بغیر سرکار نے از خود ہی میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا "مراقبہ کرلیا کرو۔ اور ذکر خفی زبان تالو سے لگا کر کیا کرو۔ پھر واپسی کی اجازت فرمائی۔

○ نفیس خلیلی امرت سر کے ایک مشہور و معروف شاعر تھے۔ وہ اپنی نظموں میں دنیا پرست پیروں فقیروں کے خلاف بہت کچھ لکھتے۔ یہ عاجز بندہ نوراحمد مقبول ۱۹۳۵ء میں ایم اے او کالج امرت سر کا طالب علم تھا۔ کالج کے مشاعروں میں نفیس خلیلی صاحب اکثر مدعو کئے جاتے۔ ان سے جان پہچان ہوگئی۔

Marfat.com

میر منظور محمود ولی وارثی صاحب نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ میں نے نفیس خلیلی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اکثر پیروں فقیروں کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتے۔ مگر حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کا آپ بہت احترام کرتے ہیں۔ کیا کوئی خاص سبب ہے۔ کہنے لگے کہ ولی بھائی حضرت قبلہ سنت نبوی ﷺ کے پابند ہیں اور بدعات سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ دوسرے وہ غریب نادار مسلمانوں کے غم خوار ہیں اور ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ ان کے دفتر کے ایک بابو صاحب نے باامر مجبوری پٹھانوں سے کچھ رقم قرض لی۔ ہرماہ ان کی تنخواہ پٹھان رقم کے سود میں لے جاتے۔ اور وہ بیچارہ پریشان رہتا۔ مفلوک الحالی سے تنگ آکر وہ مصیبت کا مارا دعا کیلئے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ تخلیہ میں بات کرنی چاہتا تھا۔ مگر وہاں تو مجلس میں ہجوم تھا۔ اس کی پریشانی حضرت قبلہ پر عیاں تھی۔ "آپ سرکار اٹھے اور اسے ایک الگ کمرہ میں لے گئے۔ مطلوبہ رقم اسے مرحمت فرمائی اور کہا کہ اپنا قرض ادا کرلو۔ آئندہ ان سود خوروں سے قرض مت لینا اس بابو صاحب کے دن پھر گئے اور گزر اوقات خوب ہونے لگی نفیس خلیلی کہنے لگے کہ میں ایسے بلند اخلاق اور غریب پرور پیر کے خلاف کیسے قلم اٹھاسکتا ہوں۔ میں تو ان کی بزرگی کا قائل اور ہزار جان سے ان کا فدائی ہوں۔

آں مرد مرد نیست کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد ہمیں برائے دوست دارد

○ شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ حضرت قبلہ کے خادمان خاص میں سے تھے۔ اور پروانہ وار حضرت قبلہ کے فدائی تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ کہ میں بطور کلرک دفتر میں کام کرتا تھا۔ دفتر میں انسپکٹر کی آسامی خالی ہوئی۔ تو میں نے اپنے تجربہ کی بنا پر اس پوسٹ کیلئے درخواست دے دی۔ اور حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کیلئے حضرت کرمانوالا حاضر ہوا۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ انٹرویو کے دن طرہ دار پگڑی باندھ کر جانا۔ کامیاب ہوجاؤ گے۔ چنانچہ حسب الحکم میں انٹرویو پر طرہ دار پگڑی باندھ کر افسر کے روبرو پیش ہوا۔ افسر اعلیٰ نے کہا بیشک تمہیں کام کا تجربہ ہے۔ اور تم اچھے منتظم

Marfat.com

بھی ہو۔ مگر تمہاری تعلیم تو میٹرک بھی نہیں۔ جبکہ دوسرے امیدوار بی اے ہیں۔ افسر اعلیٰ نے انتخاب کرتے وقت مجھے دوسرے نمبر پر رکھا اور پہلے نمبر پر ایک بی اے پاس امیدوار کو۔ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالات عرض کئے۔ آپ قبلہ نے فرمایا "تم پہلے نمبر پر ہی ہو" دوسرے پر نہیں ہوا یوں کہ پہلے نمبروالا امیدوار دائم المریض تھا۔ وہ ملازمت پر حاضر نہ ہوسکا۔ میں ہی عارضی طور پر اس عہدہ پر کام کرتا رہا۔ پھر مستقل طور پر مارکیٹ انسپکٹر کے عہدہ پر تعینات کردیا گیا۔ اللہ اکبر

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بیروں

حافظ عطا محمد نقشبندی امام مسجد چک نمبر H.R/۳۰۴ تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر بیان کرتے ہیں کہ مجھے اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار کی غلامی کا شرف کئی سال حاصل رہا۔ ایک مرتبہ ۱۹۵۳ء میں یہ بندہ عاجز حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ حضرت قبلہ کا معمول مبارک تھا کہ بعد نماز عشاء حاضرین اور درگاہ کے خادموں سے نعت رسول مقبول ﷺ یا تلاوت قرآن پاک کیلئے فرماتے۔ بیلی بڑے ذوق شوق سے یہ سعادت عظمٰی حاصل کرتے۔ یہ نورانی محفل جاری تھی کہ دو مولوی صاحبان حاضر خدمت ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بیلیو کتھوں آئے او (کہاں سے آئے ہو) انہوں نے عرض کیا حضور سیالکوٹ سے۔ آپ قبلہ نے فرمایا تم نے سر پر کیا لے رکھا ہے۔ عرض کیا ٹوپی ہے۔ آپ نے فرمایا "سرتے ٹوپی تے نیت کھوٹی۔ پھر فرمایا" تساں لوکاں نوں دکھاون واسطے ٹوپی لئی ہوئی اے فرمایا۔ بیلیو حضور سید عالم ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے ٹوپی پر پگڑی باندھنی چاہے۔ آپ نے ان مولوی صاحبان سے فرمایا ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھو۔ اتفاق سے ان کے پاس چادریں اضافی تھیں۔ آپ نے وہی ان کے سروں پر بندھوادیں۔ سبحان اللہ کس قدر سنت نبوی ﷺ سے محبت تھی اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار کو اللہ اکبر

Marfat.com

○ ناچیز مولف ریاست جموں کشمیر میں اگست ۱۹۴۷ء بعہدہ انسپکٹر ڈاک خانہ جات رنبیر سنگھ پورہ متعین تھا۔ میرے حلقہ انتظام میں ضلع سیالکوٹ کے بارڈر کے ڈاکخانے مثلاً "پچراڑ۔ کوٹلی لوہاراں' ہیڈمرالہ وغیرہ اور تحصیل رنبیر سنگھ پورہ علاقہ میں جموں ریاست کے ڈاکخانے سانبہ۔ کٹھوعہ وغیرہ شامل تھے۔ اوائل ماہ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک حالات درست رہے' وسط ماہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں ریاست میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے حکم دے دیا کہ پاکستانی علاقے سے جو بھی بارڈر پار کر کے ریاست میں داخل ہو۔ اسے گرفتار کر لیا جائے۔ مجھے اس حکم کا علم نہ ہو سکا۔ کیونکہ میں اس حکم کے نفاذ سے چند دن قبل علاقہ جموں سے سیالکوٹ کی حدود میں آچکا تھا۔ جب میں اپنا سرکاری کام ختم کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر رنبیر سنگھ پورہ جا رہا تھا تو ڈوگرہ فوج نے مجھے مع چار ساتھیوں کے حراست میں لے لیا۔ میرے ساتھی منشی عبد الغنی پوسٹ مین ساکن سرگ پور تحصیل سیالکوٹ' میرا اردلی' ایک ڈاک ہرکارہ ایک میل اور سیر چوہدری الٰہی بخش گوجر تھے۔ میں نے بہتیرا کہا کہ ہم محکمہ ڈاک خانہ کے ملازم ہیں۔ اور بکار سرکار علاقہ پاکستان گئے تھے۔ اور واپس آئے ہیں۔ ہم محض پاکستانی نہیں بلکہ سرکاری ملازم ہیں۔ مگر ان پر کسی بات کا اثر نہ ہوا۔ رات ہو رہی تھی اور میں خوف زدہ تھا کہ یہ ڈوگرہ سپاہی رات کو ہمیں نقصان نہ پہنچائیں۔ میں قبلہ حضرت صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔ کہ حضور امداد کا وقت ہے' یہاں سے چھٹکارا پانے کی کیا تدبیر کروں۔ یہ سفاک بہت بری طرح ہمارے درپے ہیں۔ فوراً" ایک غیبی اشارہ ہوا کہ تمہاری جیب میں ایک درخواست ہے جس پر تحصیلدار رنبیر سنگھ پورہ کے دستخط اور مہر ثبت ہے۔ یہ کاغذ جیب سے نکالو' اور نمبردار کو دکھاؤ۔ اور کہو کہ دیکھئے اس درخواست پر میرا نام اور عہدہ درج ہے اور آپ کے تحصیلدار صاحب کے دستخط مع مہر بھی موجود۔ اس سے یہ تو ثابت ہو گا کہ میں رنبیر سنگھ پورہ میں رہتا ہوں۔ یہ درخواست جب نمبردار نے دیکھ لی تو اسے یقین ہو گیا کہ واقعی یہ محکمہ ڈاک خانہ کے اہلکار ہیں۔ پوری طرح اطمینان کرنے کے بعد اس نمبردار نے ڈوگرہ فوج کے افسر کو بتایا کہ واقعی محکمہ پوسٹ آفس کے ملازم ہیں۔ انہیں چھوڑ دینا چاہئے۔ مگر ان سفاکوں نے جواب دیا کہ ان سب کو سوچیت گڑھ لے جائیں گے۔ اور

Marfat.com

وہاں جو فیصلہ ہو۔ اس کے مطابق عمل ہو گا۔ میں نے یہی غنیمت جانا اور سوچا کہ شاید اس طرح ان بیوقوفوں کے پنجہ سے رہائی مل جائے۔ چنانچہ ہم پانچ آدمی تین ڈوگرہ فوجیوں کی حراست میں پیدل روانہ ہوئے۔ سوچیت گڑھ اس مقام سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک گھوڑا میرے پاس تھا مگر ڈوگرہ سپاہیوں نے گھوڑے پر سواری نہ کرنے دی۔ خدا خدا کر کے شام کے آٹھ بجے سوچیت گڑھ پہنچے۔ حضرت قبلہ کا تصرف ملاحظہ ہو۔ اتفاق سے اس وقت کسٹم ہاؤس کا انچارج ایک ایسا ڈوگرہ تھا جو مجھے اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ میں انسپکٹر ڈاکخانہ جات ہوں۔ چنانچہ اس پریشان حالی میں جب میں اپنے چار ہم سفروں کے ساتھ سوچیت گڑھ پہنچا تو وہ مجھے اس حالت میں دیکھتے ہی دوڑتا ہوا آیا۔ اور دریافت کیا کہ یہ کیا حالت ہے۔ میں نے ان ڈوگرہ فوجیوں کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے دریافت کریں۔ کسٹم ہاؤس کے انچارج نے ان فوجیوں کو جی بھر کر برا بھلا کہا۔ اور مجھے مع میرے ساتھیوں کے ایک تانگہ میں سوار کرا کے رنبیر سنگھ پورہ بھیج دیا۔ کاغذ کا یہ پرزہ جو ہمارے لئے پھانسی سے رہائی کا پروانہ ثابت ہوا۔ چینی حاصل کرنے کی ایک درخواست تھی۔ جو ایک ڈپو ہولڈر کے نام تھی۔ مگر میں اس درخواست پر کسی وجہ سے چینی حاصل نہ کر سکا تھا۔ یہ درخواست ایک ہفتہ میں لباس تبدیل کرنے کے باوجود میری جیب میں رہی۔ یوں سمجھئے کہ حضرت قبلہ کے تصرف سے یہ کاغذ بوقت ضرورت کام آگئے۔

اس واقعہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ میں نے ڈوگرہ سپاہیوں کے انچارج سے بار بار کہا کہ دیکھئے یہ ڈاک کے تھیلے ہم لائے ہیں۔ آپ یہ کھول لیں تاکہ تصدیق ہو جائے کہ ہم محکمہ ڈاک کے اہلکار ہیں ان تھیلوں میں خطوط وغیرہ ہیں۔ لیکن وہ لوگ تھیلے کھولنے پر بالکل آمادہ نہ ہوئے اور تحریری ثبوت طلب کرتے رہے۔ جب ہم بچ بچا کر رنبیر سنگھ پورہ پوسٹ آفس پہنچے اور ڈاک کے تھیلے کھولے گئے تو میری حیرانگی کی حد نہ رہی کہ ایک تھیلے میں سے گائے کا گوشت برآمد ہوا۔ جو مسلمان سٹاف ڈاکخانہ چیراڑ اپنے مسلمان سٹاف ڈاکخانہ رنبیر سنگھ پورہ کو بھیجا کرتا تھا ریاست جموں و کشمیر میں گائے کا گوشت ممنوع ہے اور سخت سزا کا حکم اگر یہ تھیلا ڈوگرہ سپاہیوں اور ڈوگرہ پبلک کے سامنے کھولا جاتا تو گائے کا گوشت پا کر ہمارے بچ نکلنے کی تمام راہیں

Marfat.com

مسدود ہو جاتیں۔ یہ تو حضرت قبلہ کی کرامت اور تصرف تھا کہ میرے اصرار کے باوجود سپاہیوں اور نمبردار نے تھیلے نہ کھولے۔ اللہ اکبر

اشارہ۔ غار ثور پر بھی کھوجی کے اصرار کے باوجود کفار نے غار ثور کے اندر جھانک کر نہ دیکھا جبکہ غار ثور کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق موجود تھے۔ سچ ہے اولیاء اللہ نور نبوت سے فیض یاب ہوتے ہیں کتنا علو مرتبت حاصل تھا سرکار حضرت کرمانوالا کو آپ یقیناً غوث الاعظم شہنشاہ بغداد کے پرتو ہیں۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ میں ۱۹۴۵ء میں پہلی بار حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کے بعد اس عاجز پر اس قدر بے پایاں شفقت فرمائی کہ دوبارہ زندگی نصیب ہوئی کس قدر مہربان تھے قبلہ حضرت کرمانوالا علیہ الرحمتہ اس فقیرِ پُر تقصیر پر۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد میں رنبیر سنگھ پورہ سے سیالکوٹ چلا آیا۔ اس اثناء میں ہر طرف فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور ریاست عملاً" ہندوستانی عملداری میں چلی گئی۔ اللہ اکبر اس قدر تصرف اور اتنی شفقت۔

نہیں لایا میں کچھ بھی اپنے گھر سے
ملا سب کچھ مجھے یہ تیرے در سے

○ مولوی محمد خلیل اختر صاحب اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت سرکار کرمانوالےؒ کے ہاں ایک پالتو ہرن تھا۔ جو حضرت کے متوسلین سے پیار کرتا۔ لیکن بد عقیدہ اشخاص کی پہچان رکھتا۔ اور انہیں اپنے پاؤں کی ٹھوکر لگاتا تھا۔ ایک دفعہ میرا سب سے چھوٹا لڑکا عمر پانچ سال جسے سرکار بہت پیار کرتے حضرت قبلہ کی چارپائی کے پاس کھڑا تھا۔ کہ وہ ہرن اندر سے دوڑتا ہوا اچانک حضرت کی خدمت میں آیا۔ میں خوفزدہ تھا کہ کہیں بچے کو نقصان نہ پہنچائے۔ مگر ہرن اس بچے سے پیار کرنے لگا۔ اپنا سر بچے کے جسم سے ملتا اور محبت سے دیکھتا تھا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ولی راولی می شناسد۔ ایک دفعہ عید الفطر کے موقع پر یہ ہرن نماز میں شامل ہوا اور دو زانو ہو کر صف میں بیٹھ گیا۔ عید کی نماز ختم ہونے تک وہ اسی طرح سر جھکائے بیٹھا رہا۔ نماز ختم ہونے کے بعد دوسروں کی طرح وہ بھی اٹھ کر چلا گیا۔ وہ حضرت صاحب کے کمرہ

Marfat.com

میں آتا اور آپ کی چارپائی مبارک کے گرد گھوم کر حضرت قبلہ کے پاس کھڑا ہو جاتا۔ آپ اسے چلے جانے کے لئے فرماتے تو فوراً چلا جاتا۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ اب تم آزاد ہو جنگل میں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آپ کے حکم سے جنگل میں چلا گیا۔ سبحان اللہ کہ حیوانات پر بھی آپ کو کیسا تصرف تھا۔

پیرخانہ سے محبت خواجہ سلیمان تونسوی ؒ اپنے پیرومرشد کے صاحبزادگان کی بے حد عزت اور توقیر کرتے حتیٰ کہ ان کے پاؤں دباتے۔ فرماتے کہ اللہ والوں کی اولاد جیسی بھی ہو (یعنی درجہ ولایت پر فائز نہ بھی ہو) ادب واحترام کی مستحق ہے۔ کیونکہ ان کے آباؤ واجداد ان کے ممد ومعاون ہوتے ہیں۔ بزرگان دین کی اولاد میں سے جب کوئی فرد اپنے عقیدت مندوں کے پاس آتا ہے۔ تو بزرگ اپنے مرقد مبارک سے دیکھتے ہیں کہ اس عقیدتمند نے ہماری اولاد سے کیا برتاؤ کیا ہے۔ اس ضمن میں خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان کیا۔ کہ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کے ایک سجادہ نشین بڑی شان وشوکت سے ایک قصبہ سے گذرے، اس قصبہ میں اللہ کا ایک مقرب بندہ بھی تھا۔ عمر مبارک ۱۴۰ سال تھی۔ وہ معمر بزرگ اپنے حجرہ سے نکل کر سرراہ سجادہ نشین کے منتظر رہے کہ ان کا استقبال کریں۔ مگر سجادہ نشین گھوڑے پر سوار بڑے طمطراق سے گذر گئے اور کچھ التفات نہ فرمایا کہ کوئی بندہ خدا سرراہ کھڑا ہے، جب ان کی سواری گذر گئی تو اس معمر بزرگ نے راستہ کا جائزہ لیا اور جہاں گھوڑے کے قدم کا نشان نظر آیا اس جگہ کو چوم لیا اور حجرہ میں چلے گئے، حاضرین میں سے کسی نے اس عقیدت کی کیفیت دریافت کی تو فرمایا۔ کہ اس سجادہ نشین کے آباؤ اجداد منتظر تھے کہ دیکھیں یہ فقیر ہماری اولاد کی عزت کرتا ہے یا نہیں۔ اظہار عقیدت کے لئے مجھے یہی ایک طریقہ سمجھ میں آیا اور اس جگہ کو چوم لیا

(۱۱) مولانا سید ابوالظفر درویش علی خطیب اہل سنت مسجد جامع علی رضا علاقہ نواب صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند علماء کرام حاضر مجلس تھے

Marfat.com

آپ حضرت کرمانوالی سرکارؒ نے فرمایا کہ کوئی بیلی بتائے کہ شرق پور کے معنی کیا ہیں تمام خاموش رہے پھر فرمایا سورۃ والشمس میں حرفِ واؤ کتنی دفعہ آیا ہے۔ اس دفعہ بھی سب خاموش تھے، آپ نے فرمایا کہ شرق پور کا مطلب سورج کے طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ اس سے آپ کا اشارہ اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب شرقپوری کے وجودِ مسعود کی طرف ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنے پیرخانہ سے کس قدر محبت تھی، پھر فرمایا کہ حرف واؤ اس سورۃ میں نو دفعہ آیا ہے اور رب العزت نے گیارہ (۱۱) دفعہ قسم یاد فرمائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہم مسئلہ بیان ہونے والا ہے۔ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج نو دروازوں سے گزر کر ربِ قدوس کے قرب میں پہنچے اور قابَ قوسین اَو اَدنیٰ کا مقام حاصل کیا۔

آں کہ آمد نُہ فلک معراج اُو انبیاء و اولیاء محتاج اُو

(iii) حضرت پیر سید چراغ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کم و بیش ۲۵ سال سرکار ثانی لاثانی، شہباز لامکانی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارے اور شب و روز اپنے پیرِ مرشد کی خدمت بجالائے، پیرخانہ سے محبت کے چند واقعات پیشِ نظر قارئین کرام ہیں۔

(ا) جب آپ مرید ہوئے تو آپ گھر سے (قصبہ مراڑہ ضلع سیالکوٹ) تمام ملکیتی کاغذات کی نقول، زیورات اور نقدی وغیرہ لے آئے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی اتباع میں اپنے پیرومرشد کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضور قبلہ لاثانیؒ صاحب نے لوٹا دیں فرمایا، سب کچھ اپنا ہے۔ جب ضرورت ہو گی لے لیں گے۔

(ب) ایک دفعہ برسات کے موسم میں لنگر کے لئے خشک لکڑی ختم ہو گئی۔ آپ چپکے سے مراڑہ شریف چلے گئے اور اپنے مکانات ادھیڑ کر چھتوں کی سوختہ

Marfat.com

لکڑی وغیرہ تمام کی تمام علی پور شریف پہنچا دی اور لنگر خانہ میں چپکے سے رکھوا دی۔ ہر چند یہ عمل ایثار و قربانی اخفا میں رکھا گیا، مگر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی لاثانی سے بھلا کیسے چھپا رہ سکتا تھا۔ پیر سید چراغ علی شاہ صاحب نے حضرت قبلہ عالم کے استفسار پر تمام حال بیان کر دیا۔ قبلہ عالم کا دریائے رحمت جوش میں آیا۔ آپ کو گلے لگا لیا اور حضرت پیر چراغ علی کو کامل سے اکمل کر کے چراغ ولایت بنا دیا۔

چھوڑ کر در تیرے کو جائے کہاں گدا ۔۔۔ تجھ سے تجھ کو مانگتا ہوں بے جو کرے عطا مظہر

پیر سید چراغ علی شاہ نقش بندی کا مزار پر انوار والٹن سکول کے نزدیک موضع کوٹلہ کی حدود میں برلب سڑک ہے اور مرجع خلائق ہے۔

سادات کی عزت

منشی محمد اسماعیل ریٹائرڈ ٹیچر حال چک ۱۴۳/E-3 گگو ضلع ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور میرے ایک دوست سید ذوالفقار حسین شاہ نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری کے لئے کرمونوالہ کا سفر اختیار کیا۔ دوران سفر شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ کیا سادات حضرات کے لئے لنگر کا انتظام الگ ہوتا ہے یا نہیں، میں نے کہا کہ سب ایک ہی دسترخوان پر لنگر کھاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ الگ ہونا چاہئے۔ جب ہم کرمونوالہ شریف پہنچے تو سرکار حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا منشی جی! میاں بالا کو بلاؤ، چنانچہ میاں بالا حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق سید ذوالفقار حسین شاہ کے لئے گھر سے کھانا لائے اور انہیں الگ کھلایا گیا۔ یہ ہے کمالِ کشف اور اس صفت میں آپ یگانہ روزگار تھے۔

Marfat.com

شریعت مطہرہ سے محبت اور التزام

○ اصغر علی المعروف جلوی صاحب فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ ہم چند بیلی حضرت قبلہ کی معیت میں ۲۸ ذی قعدہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک میں شمولیت کیلئے چشتیاں شریف گئے۔ ہم ایک نزدیکی بستی میں ٹھہرے۔ ۲ ذی الحج کو عرس تھا حضرت قبلہ نے فرمایا اگر چاند طلوع ہو گیا تو پھر حجامت نہیں بنوا سکیں گے لہٰذا کسی حجام کو جو باریش ہو بلا لاؤ اس بستی میں صرف ایک حجام باریش تھا اور وہ بھی غیر مقلد۔ خیر اسے ہی بلوایا گیا حضرت قبلہ نے فرمایا اسے لنگر کھلاؤ پھر وہ حجامت بنانے کیلئے آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا بابو جی حجامت بنانے کا طریقہ آتا ہے وہ خاموش رہا آپ نے فرمایا میں تمہیں صحیح طریقہ بتاتا ہوں۔ داڑھی پہلے دائیں پھر بائیں طرف سے پھر مونچھیں دائیں طرف پھر بائیں طرف سے ناخن اس طرح کاٹو کہ پہلے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت پھر چھنگلی انگلی کی طرف ناخن کاٹتے جاؤ دائیں ہاتھ کی چھنگلی انگلی کے بعد بائیں ہاتھ کی چھنگلی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے تک آؤ سب سے آخر میں دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے بعد دائیں بغل۔ پھر بائیں بغل بیس دن کے بعد سر کے بال کٹواؤ۔ اگر نہیں کٹواتے تو پھر لمبے بال (پٹے) رکھ لو جب آپ کا شیریں کلام ختم ہوا تو وہ حجام بولا کہ ہم سمجھتے تھے کہ پیر صاحبان کچھ نہیں جانتے صرف پیری مریدی کا دھندا کرتے ہیں مگر آپ نے تو وہ مسائل بتائے ہیں جو آج تک کسی سے نہیں سنے پھر عرض گزار ہوا کہ آپ مجھے اپنا غلام بنا لیں۔ چنانچہ وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا پھر اس نے تمام حاضرین کی حجامت مفت بنائی رخصت ہوتے وقت اس نے آپ کی خدمت میں نذرانہ بھی پیش کیا

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

Marfat.com

واقعات بعد از وصال

مؤلف کو سرگودھا میں ابھی دو سال ہی ہوئے تھے کہ تبدیلی کا حکم نامہ بہاولپور کے لئے پہنچ گیا۔ یہ حکم نامہ میرے لئے بڑا پریشان کن تھا اپنی اس پریشانی کا ذکر حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا اور عرض گزار ہوا کہ قبلہ یہاں ہر طرح سے آرام تھا۔ اتنی جلدی تبادلہ کی وجہ سے بے خبر ہوں"۔ آپ نے فرمایا۔ ہم خود بھیج رہے ہیں مگر بہاولپور نہیں بلکہ مظفر گڑھ وہاں ایک ضروری کام کرنا ہے بس پھر کیا تھا حضرت کا یہ ارشاد سنتے ہی خیالات کی ساری پراگندگی دور ہوگئی۔ اب دل مطمئن تھا چنانچہ میں راضی برضا ہوکر 1967ء میں مظفر گڑھ پہنچ گیا اور 1972ء تک وہیں رہا۔ یہاں بھی حضرت قبلہ مرشدی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس عاجز نے ایک عالی شان مسجد "مسجد نوری غوثیہ مجددیہ" کے نام سے نزد پوسٹ آفس ریلوے روڈ پر تعمیر کرائی۔ دوران تعمیر مؤلف نے ارادہ کیا کہ وضو گاہ کی چھت تعمیر کرنے کے لئے ریلوے لائن کے پرانے گارڈر خرید لئے جائیں میں اسی کوشش میں تھا کہ ایک رات سرکار نے عالم خواب میں فرمایا۔

"بابو جی! کوئی پرانی شے مسجد کی تعمیر کے لئے خرید نہ کریں" چنانچہ ارادہ ترک کردیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ گارڈر متنازعہ اور مشتبہ تھے یہ مسجد حضرت قبلہ کی توجہات کریمانہ سے اس قدر بابرکت ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ خدمت عالیہ میں پیش ہوئی اور قبول فرمائی گئی"۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

استمداد: دوران قیام مظفر گڑھ 67-1972ء یہ عاجز ایک دفعہ ایام سرما میں بعارضہ دمہ سخت بیمار ہوگیا۔ متواتر تین دن تک کچھ کھایا نہ پیا بیماری اس قدر نازک صورت اختیار کرگئی کہ موت سامنے کھڑی نظر آرہی تھی گھر والے الگ پریشان تھے اس پریشانی کے عالم میں ایک رات دفعتہ میری سرکار عالم خواب میں تشریف لائے اور اپنے دست شفقت سے تین لقمے کھلائے میں نے مزید خواہش کی حضور نے فرمایا بس بابو جی بس۔ ان لقموں کی لذت اب تک محسوس کرتا ہوں اس دن سے بیماری نے کبھی غلبہ نہیں کیا بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ تکلیف مجھے کبھی ہوئی ہی نہیں تھی۔

رہنمائی: ایک دن 1974ء میں میری غفلت کی وجہ سے حجام نے ڈاڑھی کے بال نیچے سے تراش دیئے۔ حضرت قبلہ نے اسی رات ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور عاجز نے توبہ کی۔

Marfat.com

نسب نامہ مبارک

اولاد پاک

حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

- دختر
- سید عثمان علی شاہ اول (صغر سنی میں وفات پاگئے)
- پیر سید محمد علی شاہ بخاری متوفی ۱۹۹۳ء
  - دختر
  - پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری (عین عالم شباب میں ۱۹۹۲ء میں رحلت فرما گئے)
    - (اولاد نرینہ نہ ہوئی بیٹیاں ہیں)
  - دختر
- سید میر طیب علی شاہ (گیارہ سال کی عمر میں وفات پاگئے)
- پیر سید عثمان علی شاہ بخاری متوفی ۱۹۷۸ء
  - پیر سید صمصام علی شاہ بخاری
  - پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری (۱۹۹۴ء سے موجودہ سجادہ نشین)
- سید غلام جیلانی شاہ (صغر سنی میں وفات پاگئے)

Marfat.com

بحر کرم پیر سید محمد علی شاہ بخاری المعروف باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مبارک مہ و سال کے آئینہ میں

ولادت پاک = ۱۹۲۰ء یا ۱۹۲۲ء موضع کرمونوالہ شریف ضلع فیروز پور بھارت والد گرامی غوث دوراں گنج کرم حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے (متوفی ۱۹۶۶ء)

کرمونوالہ شریف میں قیام ۱۹۴۷ء تک = ۱۹۴۶ء میں جالندھر شہر کے ایک سادات گھرانہ کی دونوں شہزادگان (پیر سید محمد علی شاہ' پیر سید عثمان علی شاہ) کیلئے رشتہ کی پیشکش مگر قدرت کو منظور نہ ہوا۔

ہجرت بسوئے پاکستان ۱۹۴۷ء = اعلان قیام پاکستان کے بعد پیر محمد علی شاہ بخاری اپنے والد گرامی اور دیگر افراد خاندان کے ساتھ ارض پاکستان میں وارد ہوئے اور پاک پتن شریف بمقام عید گاہ ڈیڑھ سال قیام فرمایا۔ پھر پکا چک ۵۶ ٹو آر ایل مری رام نگر میں کوٹھی اور زمین الاٹ ہو جانے پر منتقل ہوئے۔

شادی خانہ آبادی ۱۹۵۱ء = اعلیٰ حضرت گنج کرم نے پیر سید ممتاز حسین شاہ اوکاڑہ ملٹری فارم والے کے ممتاز گھرانہ کو اعزاز بخشا اور ان کی دختر فرخندہ اختر کو اپنے سجادہ نشین کے شان شایان پایا۔ چنانچہ یہ درشہوار باباجی کے حبالہ تزویج میں آ گئیں۔

ولادت پیر غضنفر علی شاہ = ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء آپ کی اولاد میں ایک بیٹا پیر غضنفر علی شاہ بخاری المعروف پیر جی اور دو بیٹیاں ہیں۔ یہ ہونہار علوم ظاہری باطنی کے شہسوار عین عالم شباب میں ۳۶ سال کی عمر میں یکم مارچ ۱۹۹۲ مطابق ۱۴۱۲ھ کو دار فانی سے عالم بقا کو سدھارے۔

سال حزن و ملال = ۱۹۶۶ء میں اعلیٰ حضرت گنج کرم باباجی کے والد گرامی وصال فرما گئے۔ دربار عالیہ پر محکمہ اوقاف کا قبضہ ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۲ء واگزار کرانے میں تین چار سال لگ گئے۔ یہ ایام بھی نہایت پریشانی کے تھے۔ پھر والدہ محترمہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

Marfat.com

۱۹۷۸ء کو باباجی سرکار کے محبوب بھائی پیر عثمان علی شاہ بخاری داغ مفارقت دے گئے۔

۱۹۹۱ء میں آپ کی ہمشیرہ محترمہ (بے بے جی) جو باباجی سرکار سے سات سال بڑی تھیں وفات پا گئیں۔

یہ صدمہ ابھی تازہ تھا کہ آپ کا اکلوتا بیٹا لخت جگر قابل فخر بیٹا ولی کامل عظیم شخصیت کا حاصل پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری عین عالم شباب میں یکم مارچ ۱۹۹۲ء میں راہی عدم ہوئے۔

۱۲ جون ۱۹۹۳ء = باباجی سرکار کا حوصلہ تھا کہ جوان بیٹے کا جنازہ خود پڑھایا۔ سخت ترین امتحانات میں سے گزرے لیکن کسی نے آپ کی آنکھ پر نم نہ دیکھی اور نہ ہی آواز گلوگیر ہوئی۔ یہ صبر ایوبی کی ایک درخشاں مثال ہے۔ مگر بیٹے کا غم آپ کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔ آپ حج بیت اللہ کی تیاری میں تھے۔ کہ اچانک بیمار ہو گئے۔ بالاخر راولپنڈی کے C.M.H ہسپتال میں آپ کی روح مبارک ۱۰ بج کر ۱۰ منٹ پر شب جمعہ المبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ۱۲ جون ۱۹۹۳ء کو بروز ہفتہ آپ کو آسودہ خاک کیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

قطعہ تاریخ رحلت پیر محمد علی شاہ بخاریؒ

بخدا محمد علی شاہ پہ سایہ خدا کا ہے
ہر جہت میں یہ پرتو پدر باصفا کا ہے
سال وفات پر ہاتف نے یوں کہا
فنا اسے کہاں جو بندہ غریق بقا کا ہے

۱۴۱۳ھ

Marfat.com

صاحبزادہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری المعروف چھوٹے باباجی سرکارؒ

مختصر حالات زندگی ۔ اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے حقیقی چچا پیر سید قطب الدین شاہ بخاری کی دختر نیک اختر آپ کے عقد میں آئیں۔ ان کے بطن سے آپ کے ہاں ایک صاحبزادی اور پانچ صاحبزادے پیدا ہوئے۔ تین رہ اعلیٰ حضرت کے وصال کے وقت ۱۹۶۶ء ایک صاحبزادی سیدہ بے بے جی اور دو صاحبزادگان پیر سید محمد علی شاہ بخاری المعروف باباجی سرکار اور پیر سید عثمان علی شاہ بخاری معروف چھوٹے باباجی سرکار اپنی یادگار چھوڑے۔ بلحاظ عمر بے بے جی پیر سید محمد علی شاہ سے دو سال بڑی تھیں۔ پیر سید عثمان علی شاہ بے بے جی سے سات سال چھوٹے تھے۔ اعلیٰ حضرت شیخ رحمۃ کے وصال کے بعد پیر سید محمد علی شاہ بخاری دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالے کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

جب اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کرمانوالہ شریف سے ہجرت فرما کر موجودہ جگہ حضرت کرمانوالہ شریف میں قیام پذیر ہوئے تو لنگر کا انتظام اور زمین کی دیکھ بھال کا اہتمام وغیرہ چھوٹے باباجی کے سپرد کر دیئے۔ آپ نے یہ ذمہ داری احسن طریق سے نبھائی۔ ماسٹر محمد اکرام صاحب متوفی ۵ شعبان ۱۴۰۲ھ ۲ جون ۱۹۸۲ء معدن کرم میں کہتے ہیں کہ اس فقیر کو حضرت قبلہ کی خدمت میں ۲۰ سال رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر سید محمد عثمان علی شاہ کی رائے کی تصدیق فرمایا کرتے۔

حضرت پیر سید عثمان علی شاہ کا عقد مبارک قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت کیلیانوالے کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ آپ کی اولاد پاک میں دو صاحبزادے سید صمصام علی شاہ بخاری اور سید میر طیب علی شاہ بخاری ہیں۔ میر طیب علی شاہ بخاری اپنے بڑے بھائی سید صمصام علی شاہ بخاری سے دو سال چھوٹے ہیں۔

پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے صاحبزادگان کی تعلیم و تربیت کیلئے گڑھی شاہو

Marfat.com

لاہور میں ایک اقامت گاہ تعمیر کروائی جو کہ کرمانوالا ہاؤس کے نام سے موسوم ہے۔ ۱۹۷۳ء میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ مختصر علالت کے بعد اچانک ۹ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ ۱۵ جون ۱۹۷۸ء وصال فرماگئے۔ آپ کو اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ☆

پیر سید محمد قاسم شاہ خطیب مسجد جامع دربار بری امام نور پور شاہاں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اوکاڑہ سے پاپیادہ حضرت کرمانوالا شریف آرہا تھا۔ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے جو اوکاڑہ سے دربار شریف کار پر آرہے تھے۔ مجھے پالیا اور کار روک کر مجھے سوار کیا۔ کتنی شفقت فرمائی چھوٹے باباجی سرکار نے اپنے ایک ادنیٰ غلام پر۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا جب دونوں بھائیوں میں خانگی تنازعہ چل رہا تھا۔ اور میرا رحجان زیادہ تر بڑے بابا جی سرکار پیر محمد علی شاہ کی طرف تھا۔ اور زیادہ تر میں انہی کے پاس آتا جاتا تھا۔ میں نے دوران سفر چھوٹے باباجی سرکار سے عرض کیا کہ سرکار ہم ارادت مند کیا کریں کہ اگر صاجزادگان میں سے ایک سے ملتے ہیں تو دوسرے ناراض ہوتے ہیں۔ آپ سرکار نے فرمایا! پیرجی آپ میرے بڑے بھائی صاحب سے بے شک ملیں میں ناراض نہیں ہوتا۔ (ہم ارادت مندوں کے دل میں تو دونوں حضرات کا احترام کا جذبہ موجود ہے۔ کہ آپ حضرت قبلہ سرکار کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے لخت جگر اور دلبند ہیں۔ ہم تو دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالے شریف کے کتوں کے بھی خدمت گذار ہیں۔ اور ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خداوند کریم ہمیں ادب کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔)

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطف رب

2۔ یہی پیرجی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دو ساتھیوں کے ہمراہ دربار شریف حضرت کرمانوالا شریف پہنچا۔ ہمارے مدرستہ العلوم نور پور شاہاں کے سرپرست پیر سید ہمایوں شاہ گیلانی ایک مقدمہ میں گرفتار تھے۔ متعلقہ افسر کے متعلق معلوم ہوا کہ حضرت کرمانوالی سرکار کا عقیدت مند ہے۔ صاجزادگان میں سے کسی ایک کی سفارش بھی حاصل کرنی چاہتا تھا۔ مگر معلوم ہوا کہ باباجی پیر محمد علی شاہ بخاری حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے جاچکے ہیں۔ اور باباجی پیر سید عثمان علی شاہ بخاری لاہور میں ہیں۔ ہم لاہور کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو

Marfat.com

پہنچے اور پیر سید عثمان علی شاہ بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی آمد کا مدعا عرض کیا اور مزید عرض کیا کہ پیر سید حمید شاہ گیلانی بے گناہ ہیں۔ اور انہیں ناحق گرفتار کیا گیا ہے۔ باباجی سرکار نے فرمایا "پیر جی! وہ اگر قصوروار بھی ہوتے تو آپ آگئے تو میں ضرور سفارش کرتا۔ لیکن وہ افسر مجھ زدہ را مرید نہیں ہے۔ اور نہ ہی اسے دربار حضرت کرمانوالہ شریف سے کوئی عقیدت ہے۔ اس لئے ہم کوئی سفارشی چٹھی نہیں دے سکتے۔ اس وقت صاحبزادہ پیر سید صمصام علی شاہ بخاری مجلس میں موجود تھے ان سے ملاقات ہوگئی۔ باباجی سرکار نے سیٹھ آدمی بھیج کر چھوٹے صاحبزادے پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری کو بلوا بھیجا۔ کہ وہ بالائی منزل میں تھے۔ وہ تشریف لائے تو باباجی سرکار نے اپنے نونہال سے فرمایا "پیر جی سے ملو" انہوں نے معصومانہ سلام کیا اور میں نے دعا دی۔

بندہ اس دن سے اس میں یقین رکھتا تھا کہ صاحبزادہ پیر سید طیب علی شاہ کو اہم منصب ملنے والا ہے۔ ۱۹۹۶ء میں دیکھا۔ جب ان کے سر پر دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالہ شریف کی سجادہ نشینی کی دستار فضیلت باندھی گئی۔ اللہ اکبر۔

ایک مرتبہ باتوں باتوں میں میری تنخواہ بحیثیت خطیب دربار بری امام کا ذکر آگیا تو باباجی سرکار پیر عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پیر جی! ایہہ تنخواہ تھوڑی اے۔ تہاڈی تنخواہ زیادہ ہونی چاہیدی اے۔ رب کریم نے آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری کردی۔ اب لندن میں میری ایک ماہ کی تنخواہ وہاں کی ایک سال کی تنخواہ کے برابر ہے۔ بلکہ زیادہ ہے۔ اللہ اکبر۔

چھوٹے باباجی سرکار ایکبار مولوی اکرام مرحوم کے ہمراہ دربار بری امام پر تشریف لائے۔ مجھے اطلاع نہ تھی۔ باباجی سرکار نے مجھے بلوا بھیجا۔ مزار پر حاضری کے بعد آپ نے شفقت فرمائی اور ہمارے دارالعلوم اور مسجد میں تشریف لائے اور دعائے خیر فرمائی۔

مولوی محمد اکرام صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تھے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ حضرت گنج کرم کی خدمت میں کئی برس رہے۔ معدن کرم کے مصنف ہیں یہ کتاب اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات پر لکھی گئی ہے۔ خزینہ کرم کے ایک دو ماہ بعد چھپی۔ مولوی محمد اکرام صاحب میاں چنوں کے رہنے والے تھے اور ۱۹۸۲ء میں رحلت فرماگئے۔ نہایت ہی خلیق انسان تھے۔ معزز ملاقاتیوں کی چائے اور خورد و نوش کا

Marfat.com

انتظام ان کے سپرد تھا۔)

5۔ باباجی نے ارشاد فرمایا تھا پیرجی! ایک مرتبہ ہم بری امام گئے تھے تو بھنگی چرسی ملنگوں نے مجھے بہت گالیاں دیں۔ اب رب کریم نے ان ملنگوں کی دربار بری امام سے بیخ کنی کر دی ہے۔ اس دشنام طرازی کی سزا ان کو ملی ہے۔ اللہ اکبر (خاندان سادات کی گستاخی کی سزا ضرور ملتی ہے۔)

6۔ پیر سید محمد قاسم شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار نے فرمایا پیرجی! چھوٹے بابے کیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور! بہت اچھے ہیں۔ بڑی میٹھی طبیعت ہے۔ آپ حضرت قبلہ نے خاموشی اختیار کی۔ دراصل بات یہ تھی کہ میرے دل میں خیال گزرتا تھا۔ کہ باباجی مسجد میں بہت کم آتے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا زیادہ تر وقت زمینوں کی دیکھ بھال میں صرف ہوتا تھا۔ اور اس سلسلہ میں اکثر دربار شریف سے دور مقامات پر جانا ہوتا تھا۔ حضرت قبلہ سرکار نے میری بدگمانی دور کرنے کے لیے یہ اہتمام فرمایا۔

7۔ راجہ محمد نواز صاحب رئیس موضع وگ راجگان نزد جلال پور شریف ضلع جہلم نے مجھ (پیر محمد قاسم شاہ) سے از خود ذکر کیا۔ کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار نے میرے روبرو فرمایا تھا کہ میرے دونوں صاحبزادے میری دو آنکھیں ہیں۔ ایک دائیں آنکھ تو دوسرا بائیں آنکھ۔ سبحان اللہ۔ (آپ قبلہ حضرت نے پہلے سے ہی یہ ارشاد فرمادیا۔ تاکہ متوسلین ان میں تفریق پیدا نہ کریں۔)

اس عاجز (نور احمد مقبول) کو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے کوئی وظیفہ یا نفلی عبادت کرنے کے متعلق کچھ نہ فرمایا تھا۔ حالانکہ میں ۱۹۴۵ء میں پہلی دفعہ کرمونوالہ شریف حاضر ہوا تھا۔ اور پھر پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد ایک دو دفعہ حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا۔ جون ۱۹۵۴ء میں حاضر خدمت ہوا اور خواہش تھی کہ حضرت قبلہ سے تنہائی میں عرض کروں۔ موقعہ کی تلاش میں تھا۔ ایک دن بعد از نماز عشاء میں بڑے گیٹ پر کھڑا تھا۔ اندر جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ کہ باباجی پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اچانک وہاں آ گئے۔ باباجی سے مدعا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا بے دھڑک اندر چلے جاؤ۔ کہہ دینا عثمان علی شاہ نے بھیجا ہے۔ اعلیٰ حضرت چارپائی پر استراحت

Marfat.com

فرماتے۔ میں نے مٹھی چاپی شروع کردی۔ آپ نے فرمایا "ماہ جی نے" عرض کیا جی حضور۔ آپ نے فرمایا چار نفل تہجد اور ۱۰۰ دفعہ درود خضری پڑھ لیا کرو۔ ڈاک خانہ والوں کو بہت کام ہے۔ تمہارے لئے یہی کچھ کافی ہے۔ سبحان اللہ بابا جی سرکار کی توجہ سے کام ہو۔ اسی وظیفہ پر کاربند ہوں۔ حضرت قبلہ کے فیضان نظر سے بہت کچھ حاصل ہوا۔ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ۔

آپ متقی، شفیق اور مریدین کے ہمدرد اور بہی خواہ تھے۔ منکسر المزاج اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ معاملہ فہم اور مدبر تھے۔ افسوس کہ بہت جلد دنیائے فانی سے دار البقا کو سدھار گئے۔

قطعہ تاریخ رحلت پیر عثمان علی شاہ بخاریؒ

کرمانوالے پیر کے پسر دل نواز
عثمان علی شاہ ذی شان عز و ناز
ہے سال رحلت ہاتف نے یوں کہا
ہیں وہ خواجہ وفا غریب نواز

۱۹۷۸ء

Marfat.com

معدنِ کرم حضرت پیر سید عثمان علی شاہ بخاری المعروف چھوٹے باباجی سرکار کی نظر کرم

74-1972ء کے دوران میں یہ عاجز سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات ساہی وال تھا چند حاسدوں نے مجھے ایک فراڈ کیس میں خواہ مخواہ ملوث کر کے میری ترقی رکوا دی۔ علم ہوا تو میں نے باباجی سرکار پیر عثمان علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے تمام حالات بیان کر دیئے ان دنوں غلام مصطفےٰ جتوئی وفاقی وزیر مواصلات تھے۔ باباجی سرکار نے تسلی دی اور فرمایا "چودھری صاحب خیر ہو جائے گی" چنانچہ 1974ء کے اوائل میں میری ترقی گریڈ ۱۶ سے گریڈ ۱۷ میں ہو گئی۔ لاہور مین مجھے ایک ایسی پوسٹ پر تعینات کیا گیا کہ پنشن میں تازندگی بہت فائدہ ہوا۔ حضرت باباجی سرکار کی توجہ اور نظر کرم سے نہ صرف حق تلفی کا ازالہ ہو گیا بلکہ مالی طور پر بھی فائدہ ہوا مزید براں کہ لاہور اپنے شہر میں تعیناتی ہو گئی۔ کتنے مہربان تھے چھوٹے باباجی سرکار اپنے متوسلین پر اتنی نظر شفقت کہ گھر بیٹھے بیٹھائے سب کچھ مل گیا۔ اللہ اکبر

۲۔ انہی ایام میں مجھے ایک درخواست برانچ پوسٹ ماسٹر ڈاک خانہ حضرت کرانوالا کے خلاف موصول ہوئی۔ انکوائری کے لئے انسپکٹر علاقہ اوکاڑہ کو بھیجا۔ معدنِ کرم باباجی سرکار موجود نہ تھے۔ انہیں علم ہوا تو اس عاجز کے متعلق معلوم کر کے کہ پاکپتن شریف میں ہوں۔ آپ ریسٹ ہاؤس پاکپتن شریف عصر کے وقت پہنچے۔ میں اپنے کام میں منہمک تھا۔ پاؤں کی آہٹ نہ سن پائی۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں اسلام علیکم کہا آپ کی آواز سن کر میں چونکا دیکھا کہ چھوٹے باباجی سرکار کھڑے ہیں اور تبسم فرما ہیں۔ دست بوسی کی۔ کرسی پیش کی اور آنے کا سبب معلوم کرنے کے لئے عرض گزار ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ڈاک خانہ کسی اور جگہ منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور! اعلیٰ حضرت رحمتہ علیہ کا ڈاک خانہ ہے جہاں انہوں نے کھلوایا تھا اس جگہ رہے گا۔ میری کیا ہستی ہے کہ کسی اور جگہ لے جاؤں۔ البتہ برانچ پوسٹ ماسٹر کے خلاف شکائیت موصول ہوئی تھی۔ انکوائری کے بعد یہ شکائیت درست ثابت نہیں ہوئی۔ میرا یہ بیان سن کر آپ مطمئن ہو گئے۔ تشریف لے جانے لگے تو بندہ نے عرض کیا حضور! ڈاک خانہ کے متعلق کوئی امر ہو تو آپ کے پیغام پر ہی تعمیل ہو گی۔ آئندہ ایسی زحمت نہ فرمائیں۔

۳۔ آپ کے وصال کے تقریباً ایک سال بعد میں نے آپ کو عالم رویا میں دیکھا کہ اپنی قبر میں آرام فرما ہیں۔ چہرہ ہشاش بشاش ترو تازہ ہے ریش مبارک بڑھی ہوئی ہے۔ فرمایا "چودھری صاحب ہمارے گھریلو معاملات میں دخل نہ دینا"۔ آج تک اسی حکم پر عمل ہے۔ کتنی مہربانی فرمائی کہ اپنی مکمل زیارت کرا دی اور حکم سے بھی سرفراز فرمایا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے • بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں۔

Marfat.com

پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین ثانی

پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین ثانی دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالہ شریف آپ کا نام گرامی "پیر سید میر طیب علی شاہ" سیدہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا نے تجویز کیا تھا۔ بچپن سے ہی آپ کی عادات پاکیزہ ہیں۔ عام بچوں کی طرح میلان طبیعت کھیل کود کی طرف نہ تھا۔ نہایت سنجیدہ طبیعت پائی۔ آپ کی والدہ ماجدہ اور بابا جی حضور نے آپ کی تعلیم و تربیت اپنی نگرانی میں کروائی۔ بزرگ عالم دین ماسٹر کرم الٰہی اور حضرت علامہ قاری مشتاق احمد صاحب نظامی مرحوم آپ کے اتالیق مقرر ہوئے۔ روحانی تعلیم تو اعلیٰ حضرت گنج کرم کے فیضان سے حاصل ہو رہی تھی۔ جب آپ دینی اور دنیوی اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ کا عقد مبارک پیر سید نور الحسن شاہ بخاری حضرت کیلیانوالہ کی پوتی پیر سید باقر علی شاہ بخاری کی صاحبزادی سے ہوا۔ آپ کی اولاد پاک میں ایک صاحبزادہ سید اسامہ بخاری اور ایک صاحبزادی ہے۔ پیر جی میر طیب علی شاہ کو اپنے والد بزرگوار کی تمام خوبیاں ورثے میں ملی ہیں۔ آپ اسم با مسمٰی ہیں۔

سجادہ نشینی — پیر سید محمد علی شاہ بخاری المعروف باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند ارجمند پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری عین عالم شباب میں ۱۹۹۲ء میں وصال فرما گئے۔ پھر پیر سید محمد علی شاہ بخاری ۱۲ جون ۱۹۹۲ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ پیر جی غضنفر علی شاہ صمصام بخاری کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ لہٰذا حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری باباجی سرکار کی رسم چہلم ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء کے موقعہ پر میر طیب علی شاہ بخاری کو دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالہ شریف کا سجادہ نشین ثانی مقرر کیا گیا۔ دستار بندی آستانہ عالیہ مکان شریف کے سجادہ نشین سید محفوظ حسین شاہ صاحب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمائی۔ اس موقعہ پر میاں غلام احمد شرقپوری' میاں جمیل احمد شرقپوری' میاں خلیل احمد شرقپوری اور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ کے سجادہ نشین پیر سید باقر علی شاہ بخاری و دیگر سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیاں شریف' دھول شریف' ہلیر شریف' حضور صاحب ریناہ خورد اور دیگر علمائے کرام موجود تھے۔ بعد ازاں ہزاروں مریدین نے قبلہ پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری کو سجادہ نشین ہونے پر دلی مبارک باد پیش کی۔

Marfat.com

اللہ حافظ

عکس تحریر مبارک حضرت کرمانوالہ" ۱۵۳۰

حضرت رب العالمین محض فضل سے مجھ پر رحمت [illegible] بخیر کریں

ذکر الٰہی خوب سری پاتوں لگتا ہے۔ آپ سب کو مبارک ہو انشاء اللہ

عزیز کی عمر دراز کریں اور نیک کردار کریں اور صحت بخشیں

انوار الحق یا انوار اللہ نام رکھیں

سب کو مستحق واللہ [illegible] بچوں کو پیار سرپرغفلت [illegible]

اللہ جل شانہٗ

اگر بیوی کو ختنہ کی [illegible] الٰہی جلدی کر دیویں

[illegible]

لفضلہ

مقبول احمد صاحب اور [illegible]

ننکانہ صاحب۔ ضلع شیخوپورہ

جل شانہ

اللہ [illegible]

اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللہ جل شانہ

Marfat.com

باب سوم

حالاتِ زندگی مُبارک

بحرِ کرم حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین اوّل دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

ملفوظات ۔ مکاشفات ۔ کرامات ۔ تصرفات

Marfat.com

مادہ ہائے تاریخ وصال بحر کرم
حضرت پیر سید محمد علی شاہ
بخاری المعروف بابا جی سرکارؒ

نتیجہ فکر جناب کوکب نورانی اوکاڑوی

۱۴۱۴ھ

(۱) لطف حق فخر نقش بند

(۲) مستور بہشت

(۳) خاصان حق محبوب پنج تن

(۴) نیک نفسی پاک خصلت

(۵) مخزن الطاف پسر گنج کرم

۱۹۹۳ء

(۱) آیت نور مغفور

(۲) حضرت عیسیٰ نفس آل نبی اولاد علی

اہل فردوس پیر سید محمد علی شاہ بخاری

(۴) معدن لطف 'ناز سادات فخر نقش بند

(۵) خدا امیں مغفور

قطعہ تاریخ رحلت پیر محمد علی شاہ بخاریؒ

بخدا محمد علی شاہ پہ سایہ خدا کا ہے
ہر جہت میں یہ پرتو پدر باصفا کا ہے
سال وفات پر ہاتف نے یوں کہا
فنا اسے کہاں جو بندہ غریق بقا کا ہے

۱۴۱۴ھ

نتیجہ فکر نور احمد مقبول

Marfat.com

منقبت بحضور پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

(پیر محمد عارف' ایس ڈی او۔ فون اوکاڑہ

کرماںوالے دی اکھ دا تارا — شاہ سید پیارا محمد علی
کیاں ٹٹیاں دلاں دا سہارا — شاہ سید پیارا محمد علی
ادھا ناں اے نسبت نانے دی — ادھا ناں اے نسبت دادے دی
دو ہستیاں دا ناں جڑیا جدوں — بنیا نام پیارا محمد علی
ملیا فیض اے راہ عقیدت دا — بابے صدیق اکبر دی طریقت دا
نقشبندی فضا وچ چہکے پیا — شاہ سید پیارا محمد علی
ایہہ کرماںوالا ثانی اے — ایہہ حق دی اک نشانی اے
ایہدے فیض وچ عجب روانی اے — معرفت دا منارہ محمد علی
نظر صفت فاروق و صدیق علی — برکت حاصل عثمان تے بابا علی
جدا ویرے ہے شاہ عثمان علی — ایہہ ہے پیر پیارا محمد علی
جدا بیٹا سید غضنفر علی — باغ جنت دی **جھڑا** بنیا کلی
جنہیں نور کے بنی تقدیر بھلی — حوصلے دا بھارا محمد علی
کیتی سنت ادا لے گود پسر — جیویں نبی نے نوربا لخت جگر
شاہ حسین دا جیویں علی اصغر — ہمت دا یارا محمد علی
کامل پیر دا پتر تے پیر دا پیو — جیویں کھنڈ دے وچ رل جاندا گھیو
مٹھے بول والا میرا مرشد ایہو — وڈے پیر دا پیارا محمد علی
جہدے ج کنیاں نہیں گنے جاندے — درجے من نکیاں نہیں منے جاندے
ایسے لعل نت نہیں جنے جاندے — ایسا لعل پیارا محمد علی
جدوں آ کے کوئی عرض کرے — جا رب کریم چا کرم کرے
اینویں آکھن تے رب رحم کرے — اینویں بولے پیارا محمد علی
گنبد بھریا چھیتی چواں یاراں نے — باپ بیٹے تے برخورداراں نے
لیندے ہر دم مریداں دیاں ساراں نے — دیوے چنگ نظارا محمد علی
جدوں ویکھیا تے ویکھیا شریعت وچ — جدوں پرکھیا تے پایا حقیقت وچ
پایا فرق نہ کدے حقیقت وچ — ہے حق دا پیارا محمد علی
جہدی کنڈ تے شاہ بغداد ہوئے — اوہدے در تے پوری مراد ہوئے
اوہدی ہر تھاں تے امداد ہوئے — وچاریاں دا چارا محمد علی
زبا عارف چھوٹی جہی عرض کرے — ایہہ غریب نماتا جد وی مرے
جھ کلمہ مرشد دی زیارت کرے — دکھاوے مکھڑا پیارا محمد علی

Marfat.com

بحرِ کرم پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا ضیاءالدین مدنی علیہ رحمت کی نظر میں

شیخ المشائخ حضرت قبلہ ضیاءالدین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں برسوں رہے۔ باوجودیکہ سعودی حکومت کی طرف سے تقریب عید میلادالنبی ﷺ اور نعت خوانی کی ممانعت تھی۔ مگر یہ ان کا تصرف تھا کہ ان کے مکان کے اندر محفل نعت ہر روز منعقد کی جاتی۔ خصوصاً ماہ ربیع الاول میں تو رونق ہزار چند زیادہ ہو جاتی۔ عاشق رسول ﷺ تھے۔ ۱۹۸۱ء میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ جنازہ بھی مسجد نبوی سے حضور پرنور شافع یوم النشور کملی والے کے روضہ اطہر کے سامنے سے گزارا گیا۔ پیرومرشد ذی وقار حضرت قبلہ شاہ محمد اسماعیل شاہ بخاری کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کسی سائل کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ کی عظمت و جلالت اور ان کے روحانی علو مرتبت کا اندازہ لگائیے کہ ان کے خلیفہ اور عقیدت کیش مولانا ضیاءالدین مدنی اقطاب میں سے ایک بدل ہیں جن کے صدقہ میں مشکلات حل اور برکتیں تقسیم ہوتی ہیں۔

قدوۃ السالکین مولانا ضیاءالدین احمد رحمتہ اللہ علیہ متقی صالح اور کامل بزرگ اور ولی اللہ تھے۔

پیر سید محمد علی شاہ بخاری نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران حضرت قبلہ ضیاءالدین احمد رحمتہ اللہ علیہ کی مجلسوں میں کئی بار حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ بوجہ ضعیفی آخری ایام میں آپ کی بصارت کمزور ہو گئی تھی۔ کئی بار ایسا ہوا کہ حصول برکت کیلئے آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہی چلا آتا۔ اگر آپ (مدنی صاحب) کو میری (پیر محمد علی شاہ) آمد کا پتہ چل جاتا تو قریب کر کے از راہ شفقت میرے ہاتھ چوم لیتے۔ یہ سعادت مجھے میرے والد بزرگوار حضرت محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

Marfat.com

بحر کرم حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اول دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کی وفات حسرت آیات پر مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی کے تاثرات

بحر کرم حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری نقشبندی متوفی (۱۲ جون ۱۹۹۳ء) کے چہلم کے موقعہ پر سہ ماہی رسالہ گنج کرم کی خصوصی اشاعت کا انتظام کیا گیا۔ میں (نور احمد مقبول) نے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی خلف الرشید خطیب پاکستان مولٰنا محمد شفیع اوکاڑوی سے گزارش کی کہ مجلہ کے اوراق کی زینت کیلئے مضمون ارسال فرمائیں۔ مضمون ارسال کرتے ہوئے انہوں نے جو فارورڈنگ لیٹر (ترسیلی خط) لکھا اس میں دلی تاثرات اس مخلصانہ انداز میں مرقوم تھے کہ حضرت باباجی رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا۔ فارورڈنگ لیٹر کا مضمون کچھ اختصار کے ساتھ سپرد قلم کر رہا ہوں تاکہ قارئین کرام بھی مستفید ہو سکیں۔ (مقبول)

"مجھے کل یہ بتایا گیا کہ آپ کی طرف سے پیغام آیا کہ میں بھی حضرت باباجی قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے مشاہدات و تاثرات قلم بند کر کے بھجواؤں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر! مگر میں نے حرف و لفظ کی پہچان اور انہیں لکھنا اس لئے تو نہیں سیکھا تھا کہ مجھے ایک ہی سال کے وقفہ سے حضرت پیر جی علیہ الرحمت کے بعد حضرت باباجی قبلہ علیہ الرحمت کیلئے سسکتے ہوئے دل کو لفظوں میں ترجمان کرنا ہو گا۔ آپ شاید یقین نہیں کرینگے کہ میں اب تک حضرت باباجی قبلہ علیہ الرحمتہ کے سانحہ ارتحال کا یقین نہیں کر سکا۔ دل نہیں مانتا کہ وہ چپکے سے یوں چلے گئے ہیں۔ گمان گزرتا ہے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجے گی اور حضرت باباجی اپنے شہد آگیں لہجے میں فرمائینگے "کوکب آیار کیہہ حال اے تیرا۔ آجائیں کراچی آیا ہاں" یا دربار شریف سے فون آئے گا اور وہ فرمائینگے "ایدھر نہیں آوناتوں؟ آ کے مل جایار" چودھری صاحب ۱۹۶۳ء سے ۱۹۹۳ء پورے تیس برس مجھے حضرت باباجی قبلہ سے نیاز و ناز رہا ہے۔ سفر و حضر میں، ملک و بیرون ملک ان کی رفاقت و معیت (کفش

برداری کی سعادت حاصل رہی ہے۔ دینی ودنیاوی ہی نہیں اپنے خانگی معاملات وامور میں بھی مجھ سے وہ گفتگو فرماتے اور یہ جملہ فرماتے "تیرے توں کوئی لُک چھپ نہیں ساڈا"۔ آپ ہی کہئے ایسی ہستی سے بچھڑ جانا فطری طور پر گراں گزرتا ہے یا نہیں! اور باباجی قبلہ علیہ رحمتہ تو میرے پیرزادے تھے۔ میرے شیخ و مربی تھے۔ میرے قبلہ و کعبہ تھے۔ میرے مرشد گرامی کی صورت و سیرت کا پیکر تھے۔ میں بہت کم سن تھا جب حضرت شیخ کرم قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ کوئی چار برس ہی حضرت کے جلوؤں کی دید میسر رہی۔ پھر باباجی ہی تھے جو میری توجہ کا مرکز اور میرا سہارا تھے۔ مجھے اوکاڑہ سے کراچی چلے آنے کے بعد فاصلوں کی وجہ سے موقع بھی کہاں ملتا تھا۔ لیکن حضرت باباجی قبلہ ہر سال حج و زیارت پر جاتے ہوئے کراچی آتے اور ایک دو مرتبہ سال میں مجھے اوکاڑہ جانے کا موقع مل جاتا۔ ۱۹۷۲ء کے بعد فاصلے ہرگز میرے لئے ایسی دیوار نہیں رہے کہ مجھے شکایت رہتی۔ زائرین سے پوچھئے کہ جتنی دیر میں موجود رہتا حضرت باباجی کا التفات مجھے حاصل رہتا۔ اور اجازت چاہتا تو یہی سنتا "تھوڑی دیر ہور ٹھہر جا یار"

وہ مترنم آواز میں حضرت شیخ سعدی اور مثنوی شریف کے اشعار بھی پڑھتے۔ اور مجھ سے احباب کیلئے ترجمہ کرنے کو فرماتے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب عالم پوری کی منظوم احسن القصص (گلزار یوسف علیہ السلام) خود پڑھتے۔ حافظ نذیر احمد موجود ہوتے ان سے سنتے۔ مجھے وہ یاد نہیں تھا تو خود ایک نسخہ میرے لئے لائے اور اپنے ہاتھوں میرا نام لکھا اور اپنے دستخط فرما کے عطا کیا۔ خلق خدا کے فائدے کیلئے کئی وظائف وغیرہ کی اجازت تحریری عطا فرمائی اور کئی اسرار بھی عطا کئے۔ مدینہ منورہ میں تین مرتبہ ان کے ساتھ رہا اور ان ہی کے ہمراہ حضور اکرم ﷺ کے دربار گہربار میں خصوصی انوار اور مکاشفات کا زریں انعام بھی میسر ہوا۔ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر اطہر کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ حضرت باباجی نے میری اس تمنا کو بھی پورا کیا اور فرمایا کہ تیرے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ حاجی صوفی بشیر احمد جاوید اور حاجی محمد اشرف بھی ساتھ تھے۔ اور ہم ابواء شریف حاضر ہوئے۔ حرم نبوی میں باباجی قبلہ کی نشست پہلے برآمدے میں زیادہ ہوتی تھی۔ جہاں سے نورانی گنبد خضرا کا نظارہ دیدنی ہوتا تھا۔ حرم مکہ میں مؤذن کے چبوترے تلے بیٹھا کرتے۔ کہ رخ جانب مدینہ رہتا۔ اگر تمام تفصیل لکھوں تو کتاب کا مسودہ بن جائے گا۔ لیکن مجھے تاب ہے نہ مجال! مجھ سے تو خود کو سنبھالا ہی نہیں جا رہا۔ حضرت پیر

Marfat.com

جی سرکار کو جس حال میں دیکھا تھا۔ اس کے باوجود ان کی درازی عمر کی بھیک مانگتا رہا۔ لیکن وہ تو آثار ہی جانے کے ظاہر کر رہے تھے۔ اور پھر اعلان بھی کر چکے تھے۔ باباجی تو چپکے سے چلے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ جب کسی تیرہ بخت نے (باباجی) کو زہر دیا تھا۔ تو سال بھی کس قدر شاق گزرا تھا۔ وہ باباجی ہی تھے جو زبان بند کئے رہے۔ پیر جی سرکار فرمانے لگے کہ تجھے بہت یاد کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ انہیں کراچی بھجوا دیجئے۔ باباجی شاید کبھی اس قدر زیادہ عرصہ کراچی نہیں رہے ہونگے جس قدر اس موقع پر رہے۔ مجھے نگاہوں سے او جھل نہیں ہونے دیتے تھے۔ محترم حافظ سلیم اور حافظ نذیر احمد بھی بلا لئے گئے تھے۔ آب و ہوا اور احباب کی خدمت کا اچھا اثر ہوا تھا۔ باباجی رو بصحت ہوتے گئے۔ مجھے ۱۹۶۵ء میں حضرت بابا جی قبلہ کا پہلی مرتبہ حج پر جانا اور وہاں سے واپس آنا خوب یاد ہے۔ باباجی کی اس وقت کی کیفیت بیان کرنا مشکل ہے۔ مجھے انہوں نے منع فرمایا کہ وہ نہ لکھوں۔ جن بیلیوں نے اس وقت ۱۹۶۵ء میں باباجی قبلہ کو دیکھا تھا وہ اندازہ رکھتے ہونگے کہ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ نے باباجی کو کیا کچھ عطا کیا تھا۔

باباجی قبلہ کی طبیعت مرنجان مرنج تھی۔ وہ ہنس مکھ اور شیریں کلام تھے۔ سادگی کا مرقع اور تواضع تو گویا سرشت ہی میں تھی۔ ان کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے۔ کہ حق گوئی و بے باکی میں وہ مصلحتوں اور رعایتوں کے خوگر نہیں تھے۔ بلکہ اپنے پاس آنے والوں کو شریعت و سنت کی پابندی اور پاسداری کی تلقین اور تبلیغ فرماتے رہتے۔ اور اس معاملہ میں کسی کے لئے کوئی استثنیٰ نہیں تھا۔ اپنی ذات یا لنگر کیلئے ہدیہ و نذرانہ چاہنا تو کجا وہ تو مسجد و مزار کی تعمیر کیلئے چندہ کرنے پر تیار نہیں ہوئے۔ ہاں جس کسی نے خلوص و محبت سے کچھ پیش کیا وہ قبول فرما لیتے تھے۔ اس معاملہ میں کسی طرح تشہیر بھی باباجی کو گوارا نہ تھی۔ وہ تونسہ شریف چشتیاں شریف پاکپتن شریف لاہور اور بالخصوص شرق پور شریف اعراس کی مبارک محفلوں میں باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ انہیں جلسہ و جلوس میں شرکت سے ہرگز طبعی رغبت نہ تھی۔ وہ اہل سنت کی مجالس و محافل میں لوگوں کو شرکت کی تاکید کرتے۔ خود بھی کئی مقامات پر دینی و ملکی مصالح کی غرض سے جلسوں میں تشریف لے گئے۔ لیکن طبعاً انہیں نمائش دکھاوے اور تشہیر سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ قرآن شریف کی سماعت انہیں بہت بھاتی تھی۔ مصری قاری عبد الباسط کا تلاوت کردہ مکمل قرآن کریم میں نے کیسٹس میں انہیں فراہم کیا تھا۔ جسے وہ اکثر اپنے کمرہ میں سنا کرتے تھے۔

Marfat.com

میرے والد گرامی مجدد مسلک اہل سنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ الباری کی آواز میں نعتوں کے کیسٹس بھی ان کے سرہانے رہتے اور شوق سے سنا کرتے تھے۔ کراچی میں ۱۹۶۵ء کے دوران قبلہ باباجی کا قیام حاجی خواجہ منظور مرحوم کے ہاں رہا۔ اس کے بعد اکثر حاجی شیخ چراغ دین مرحوم تاجر شکر کے فرزندان کی کوٹھی نور منزل نزد نشتر پارک قیام کرتے رہے۔ دو مرتبہ میرے ہاں رہے۔ چند مرتبہ بھائی محمد نعیم کے ہاں بھی ٹھہرے اور حاجی محمد سعید صاحب کے بھائی حاجی ریاض احمد کے ہاں بھی قیام فرمایا۔ پھر چوہدری محمد شریف کے تعمیر کردہ "رحمن والا ہاؤس" میں قیام ہونے لگا۔ کراچی میں ان کی آمد کو میں سب سے تعلق رکھنے والوں کی تکمیل کے لیے تشہیر کر دیتا۔ اخبارات میں شائع ہو جاتا۔ حضرت کے قیام سے اہل محبت کثیر تعداد میں مستفید ہو جاتے۔ پیر صاحب واری شریف اور متعدد عقیدت مندوں کے ہاں تشریف لے جاتے رہتے۔ باباجی قبلہ مزارات پر بھی تشریف لے جاتے اور مساجد میں بھی جاتے۔ نفاست اور نظافت کو طبیعت میں بہت دخل تھا۔ اور گفتگو میں بھی نامناسب الفاظ، غلط بات بے وجہ انہیں گوارا نہ تھی۔ شفقت کے حوالے سے ان کی مثال دی جا سکتی ہے۔ وہ کریم بھی تھے۔ حلیم و شفیق بھی۔ میں نے جس کسی کو ان سے ملوایا۔ وہ دل سے ان کا گرویدہ ہوا اور ان کی روحانیت کا معترف بھی۔ میرے بارے میں ایسے تعریفی کلمات فرماتے کہ میں شرمندہ ہو جاتا۔ مجھے کئی بار فرمایا کہ وہ انڈیا میرے ساتھ جانا چاہتے ہیں۔ پچھلے دنوں دوبارہ جانے کے لیے فرمایا۔ میں تیاری ہی کرتا رہ گیا۔ وہ راہی ملک عدم ہو گئے۔ حضرت باباجی قبلہ علیہ الرحمۃ تو سب کچھ بتا دیتے تھے۔ نہ جانے کیوں انہوں نے اپنی زندگی کے بارے میں نہیں بتایا! مگر وہ کئی طرح ظاہر کر رہے تھے۔ کہ جیسے اب تیاری ہے۔ ان کی وفات حسرت آیات کی خبر پر کراوکاڑہ پہنچا۔ تو حضرت پیر سید محمد جمیل الرحمان صاحب نے مجھے کچھ خدمات پر مامور کر دیا۔ میں باباجی کے جسد مبارک سے لپٹ کر جانے کیا کچھ کہنا چاہتا تھا۔ ضبط کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھوں صندوق میں مٹی بھری۔ جنازے سے قبل حضرت باباجی قبلہ کو چوم لینے کا موقع مل گیا۔ فاتحہ سوم قل شریف کے بعد میں تھکا ماندہ افسردہ واپس کراچی چلا آیا۔ نہ سوچ تھمتی ہے نہ دل سنبھلتا ہے۔ کیا کہوں کون بچھڑ گیا؟ باباجی کیا گئے میں ایک بار پھر یتیم ہو گیا۔ اللہ کریم اس گھرانے کے ہر فرد کو ان کے بزرگوں کا صحیح وارث رکھے اور میرے آقا حضرت صبح کرم کا آستانہ سلامت رہے۔ آمین۔

Marfat.com

فخرِ نقش بند، حضرت باباجی کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ

تحریر:۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی

اوکاڑہ شہر سے لاہور کی طرف جاتے ہوئے تین میل کے فاصلے پر "پکا چک" کے علاقے کو دنیا حضرت کرماں والا کے نام سے پہچانتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ایک بزرگ پاک پتن شریف کے علاقے میں کچھ عرصہ ٹھہرے، ساکنانِ پاک پتن نے انہیں وہیں بس جانے کی گزارش کی لیکن وہ بزرگ ادب کی وجہ سے وہاں ٹھہرنے پر راضی نہ ہوئے کہ وہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کی بستی تھی۔ وہ بزرگ کہنے لگے مجھے ایک ایسی کھلی جگہ چاہئے جو جرنیلی سڑک، بڑی نہر، ریلوے لائن کے ساتھ ہو اور وہ جگہ قبلہ رخ ہو۔ لوگوں نے سنا تو سوچتے رہ گئے کہ یہ سب خوبیاں کہاں کسی جگہ میں جمع ہوں گی لیکن سب ہی جانتے تھے کہ کہنے والے مردِ درویش بلاشبہ ولی اللہ ہیں اور صاحب کشف و بصیرت ہیں اس لئے انہیں وہ جگہ ضرور مل جائے گی۔ پکا چک کو دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے۔ کہ حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے گویا چشم بصیرت سے دیکھ کر ہی اس جگہ کی یہ خوبیاں بیان کی تھیں۔ حضرت گنج کرم پاکستان آنے سے پہلے ضلع فیروزپور کے ایک گاؤں "کرموں والا" میں رہا کرتے تھے، ان کے پیرو مرشد حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے پہلی ملاقات ہی میں فرمایا کہ آپ تو کرماں والے ہیں۔ سیف زباں مرشد کامل کی زبان سے نکلنے والے یہی الفاظ حضرت گنج کرم کی عرفیت ہو گئے۔ اور دنیا انہیں پیر صاحب کرماں والے کے نام سے یاد کرنے لگی۔ پکا چک کا نام بھی "حضرت کرماں والا" ہو گیا اور اسی نام سے وہاں ریلوے اسٹیشن بھی قائم ہو گیا۔ حضرت گنج کرم کے احوال میں متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں "خزینہ کرم" مصنفہ چوہدری نور احمد مقبول ثقہ اور مستند کتاب ہے۔ لاہور کے مشہور قلم کار مولوی امین شرقپوری ایک عرصے تک اپنے ماہنامہ "آئینہ" میں حضرت گنج کرم کے بارے میں لکھتے رہے ہیں ان کی کتاب اولیائے "نقش بند" میں بھی حضرت گنج کرم کا تذکرہ ہے۔ حضرت گنج کرم کو اللہ تعالیٰ نے جن خصوصیات سے نوازا تھا اور پچھلی صدی کی باقی نصف میں انہیں گروہِ اولیاء میں ممتاز

Marfat.com

کرتی ہیں اگر یہ کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ انہوں نے اپنے ہر مرید و طالب کو اپنی زندہ کرامت بنا دیا تھا اور اپنے پاس ہر آنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و شریعت کا پابند پیکر بنا دیا تھا میرے والد گرامی مجدد مسلک اہل سنت خطیب اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اکاڑوی قدس سرہ الباری کو انہوں نے ہی کراچی میں دین کی خدمت کے لئے مامور فرمایا تھا اور آج یہ فقیر بھی انہی کے فیضان سے خود کو دین و ملت کا خادم بنائے ہوئے ہے حضرت گنج کرم نے 27 رمضان المبارک 1385 ہجری بمطابق 20 جنوری 1966ء کو دار فانی سے رحلت کی۔ ان کے چہلم کی فاتحہ کے موقع پر ان کے بڑے فرزند پیر سید محمد علی شاہ بخاری کو ان کا جانشین مقرر کیا گیا' لوگ انہیں باباجی قبلہ کے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ باباجی صورت و سیرت میں اپنے والد محترم کا مکمل نمونہ تھے۔ حضرت گنج کرم نے اپنے اس فرزند کی خود تربیت کی تھی اور تدریس کے فرائض بھی خود ہی انجام دیے تھے۔ 1965ء سے 1992ء تک ہر سال باباجی حج و زیارت کا شرف بھی حاصل کرتے رہے اور کچھ مرتبہ برطانیہ بھی گئے کیوں کہ ان کے مریدین وہاں بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ باباجی قبلہ چھوٹی عمر سے ہی تہجد گزار تھے اور ہر امر میں سنت رسول کی پابندی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ قدرت نے ان کے چہرے میں تابانی' لہجے میں شیرینی' آواز میں چاشنی رکھی تھی' وہ سراپا روشنی تھے۔ زائرین اور ہر آنے والے کے لئے وہ شفقت و مہربانی کا پیکر تھے۔ اپنے اسلاف کا بہترین نمونہ تھے۔ حق گوئی میں وہ کبھی مصلحتوں کا شکار نہیں ہوئے۔ 27 برس انہوں نے اپنے گرامی قدر والد محترم کی مسند کو انہی کے طریق پر آراستہ رکھا اور معمولات میں سرمو فرق نہ آنے دیا۔ وہ ہر لمحے تبلیغ و تلقین کا وظیفہ جاری رکھے رہے اور اپنے کردار و عمل سے خود بھی اظہار کرتے رہے۔ ان کی خلوت و جلوت میں تضاد نہیں تھا' انہیں تصنع' بناوٹ' خود نمائی' ریاکاری (دکھاوا) اور تشہیر وغیرہ سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ اپنے پاس آنے والوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح میں دلچسپی رکھتے تھے۔ حضرت کرماں والا میں آج جو عظیم الشان مسجد قابل دید ہے وہ حضرت باباجی کی یادگار ہے' مسجد و مزار کی تعمیر کے لئے انہوں نے ہرگز چندہ نہیں کیا جس کسی نے خلوص سے خود ہی کوئی ہدیہ پیش کیا وہ قبول کر لیتے تھے۔ جلسہ و جلوس سے انہیں طبعی رغبت نہیں تھی صرف اعراس کی مبارک محافل میں شوق سے شریک ہوتے تھے۔ وہ سیاسیات وغیرہ میں کبھی کسی طرح شامل نہیں ہوئے۔ حکام و عوام ان کے پاس جاتے وہ ہر ایک کی دادرسی کرتے۔ جس شہر میں جاتے وہاں کی مساجد دیکھنے

Marfat.com

جاتے۔ عقائد میں وہ راسخ تھے اور کسی بد عقیدہ سے کبھی مفاہمت تو کجا ملاقات کے بھی روادار نہیں ہوئے۔ حج و زیارت کے لئے روانگی اور واپسی پر کراچی شہر آتے تو جامع مسجد گل زارِ حبیب میں ضرور آتے میرے والد گرامی حضرت مولانا محمد شفیع اکاڑوی قدس سرہ الباری کا وصال ہوا تو ان کی زبان پر یہی تھا کہ کراچی ویران ہو گئی ہے' جنازہ و تدفین میں شرکت کے لئے آئے۔ مجھے دلاسہ دیتے رہے۔ مجھے وہ اپنا دوست اور مشیر کہا کرتے تھے جب کہ میں خود کو ان کا ادنی خادم ہی سمجھتا تھا۔ تقریباً 30 برس حضرت باباجی کے ساتھ رہا ہوں اور بلا مبالغہ یہ کہتا ہوں کہ دنیا انہیں فخر نقش بند کہتی تھی تو ہرگز غلط نہیں کہتی تھی۔ گزشتہ برس ان کے جواں سال اکلوتے فرزند پیر غضنفر علی شاہ 36 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ باباجی نے یہ صدمہ نہایت صبر و ہمت سے دل پر سہا تھا۔ لیکن مقربین نے دیکھا تھا کہ وہ اندر سے بالکل شکستہ ہو گئے تھے۔ پندرہ برس قبل کسی نے انہیں زہر دے دیا تھا لیکن باباجی نے زبان پر حرف شکایت نہیں آنے دیا۔ اس سال ماہ صیام میں کراچی آئے تو مجھ سے وعدہ ہوا تھا کہ انشاء اللہ اس سال اکٹھے حج کریں گے۔ میں جنوبی افریقہ روانہ ہو گیا وہاں سے مدینہ منوّرہ آ کر میں ان کی آمد کا منتظر رہا مگر اطلاع ملی کہ حضرت باباجی علیل ہو گئے ہیں انہیں علاج کے لئے فیصل آباد میں ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے پھر اطلاع ملی کہ وہ واپس حضرت کرماں والا پہنچ گئے ہیں اور اب انہیں افاقہ ہے دو دن گزرنے کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور باباجی کو اسلام آباد لے جایا گیا۔ جمعہ 11 جون کی شام یہاں احباب سے اِنہی کا ذکر کرتا رہا تھا طبیعت میں بے قراری تھی' باباجی کی خیریت معلوم کرنے کو فون کیا تو خبر ملی کہ اس شب دس بجے وہ اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ سماعت پر یہ خبر بہت گراں گزری رختِ سفر باندھا اور اوکاڑہ پہنچا حضرت باباجی کو غسل دیا جا چکا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں مریدین موجود تھے۔ چارپائی پر باباجی کا جسد اقدس رکھا تھا۔ ان کے چہرے پر تبسم تھا' پانچ گھنٹے دیدار ہوتا رہا۔ اس روز پنجاب میں بلا کی گرمی تھی لیکن اوکاڑہ میں ہوا چل رہی تھی بڑے بڑے مشائخ و علماء بھی باباجی کو رخصت کرنے پہنچے ہوئے تھے۔ نماز عصر کے بعد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر باباجی کو ان کے والد گرامی کے پہلو میں پوشیدہ خاک کر دیا گیا۔ دنیا میں یہی نظام قدرت ہے کہ جو بھی یہاں آیا ہے اسے پلٹ کر جانا ہے پیچھے رہ جانے والے اپنی محرومی کا رونا روتے رہ جاتے ہیں پھر ایک دن اپنے بلاوے پر وہ بھی چلے جاتے ہیں لیکن اللہ والے اللہ کے

Marfat.com

پیارے وہ لوگ جو اپنی زندگی صرف رضائے الٰہی اور رضائے رسول کے لئے گزارتے ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر لوگوں کے قلوب پر اپنی یادوں کے انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں زمانے کی گرد بھی ان کی یاد کو دھندلاتی نہیں بلکہ وہ ہر نئے دن اپنی اس زندگی کو اجاگر کرتے ہیں جو انہیں بعد از وصال عطا ہوتی ہے۔ دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جو اللہ کے لئے جیئے وہ ایسے زندہ ہیں کہ ان کی قبریں بھی زندہ ہیں ان کے روحانی تصرفات جاری ہیں اور خلق خدا ان سے ان کے آستانوں سے اب بھی دینی دنیوی فیض پا رہی ہے۔ حضرت باباجی کا ظاہری وجود ہم میں نہیں رہا لیکن وہ اپنی روحانیت اور اپنے اخلاق و کردار اپنی سیرت و تعلیمات اپنی یادوں اور یادگاروں کی صورت میں زندہ رہیں گے اور اللہ کی عطا سے مخلوق خدا پر مہربانیاں کرتے رہیں گے۔ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

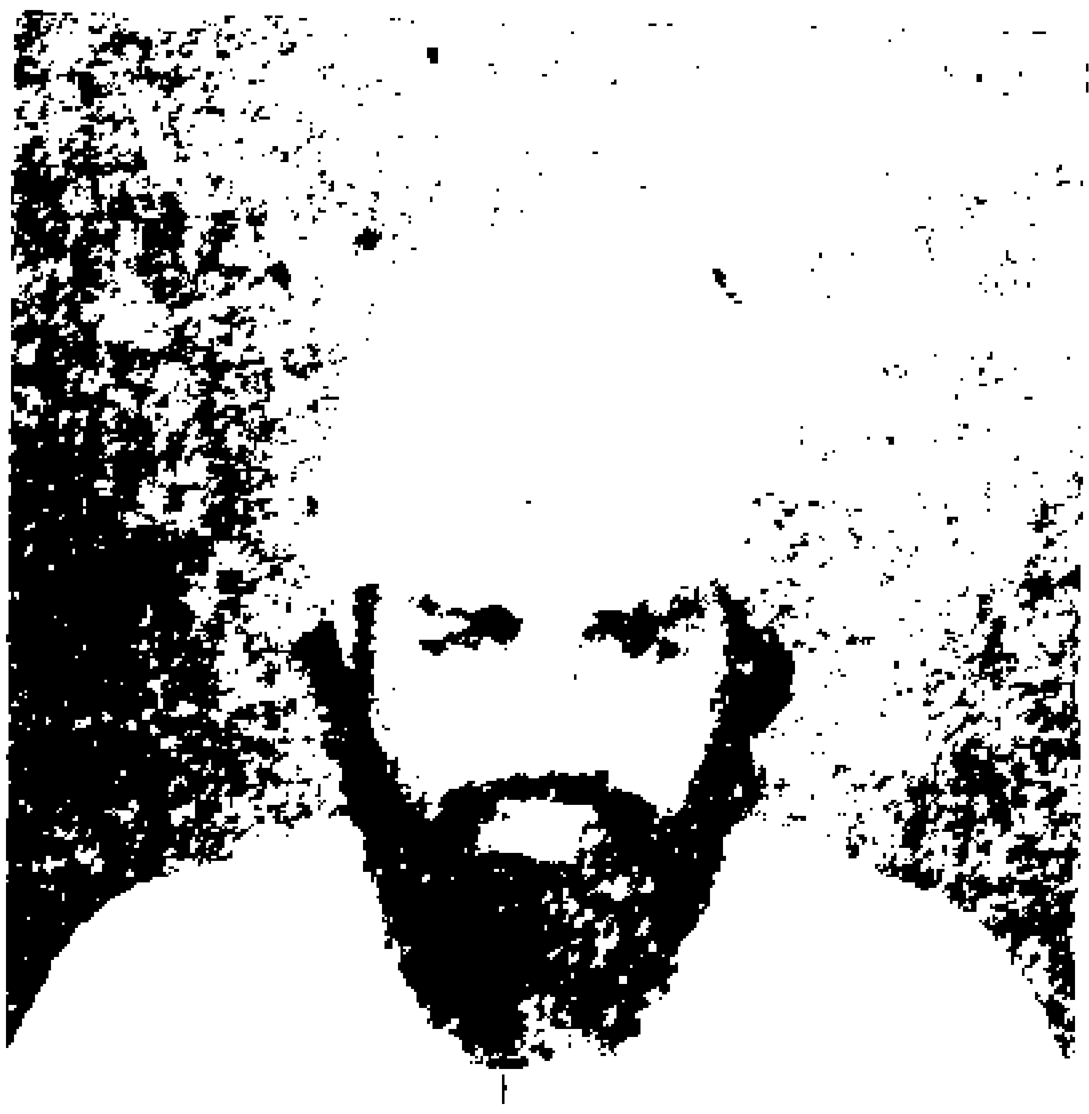

پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین اول دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ المتوفی ۱۹۹۳ء جنہیں اعلیحضرت نے پہلی مرتبہ ۱۹۶۵ء میں بمعہ اہل خانہ حج بیت اللہ کے لیے روانہ فرمایا۔

Marfat.com

باباجی سرکار کی زندگی کے آخری ایام

میاں حاجی محمد حنیف صاحب

باباجی سرکار کو شوگر کا مرض تھا۔ لاہور کے ایک مشہور طبیب کے زیر علاج تھے۔ 18 مئی 1993ء شوگر چیک کرنے پر 37% پائی گئی۔ فیصل آباد سے حاجی محمد سلیم صاحب 9 بجے صبح پہنچے یا یوں کہیے کہ باباجی سرکار نے اپنے تصرف[1] سے آپ کو بلالیا۔ کیونکہ باباجی سرکار فیصل آباد جانا چاہتے تھے۔ بزرگوں اور ڈاکٹروں کے مشورہ کے بعد حاجی محمد سلیم آپ کو فیصل آباد لے گئے۔ باباجی سرکار خود پاؤں پر چل کر کار میں سوار ہوئے اور کار سے باہر آئے تو بھی خود ہی پاؤں پر چل کر ڈاکٹر باسط عزیز کے کلینک میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کا ایکسرے لیا گیا۔ E.C.G کی گئی۔ شوگر چیک کی گئی تو 27% معلوم ہوئی۔ جو ایک نازک حد ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہنے پر مجبور ہوئے کہ عام لوگ 70% 80% پر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ مگر باباجی سرکار 27% کے باوجود ٹھیک ٹھاک نظر آرہے ہیں۔ یقیناً یہ اللہ والے ہیں۔ جن کی روحانیت مادی بیماری پر غالب ہے۔

بغرض علاج آپ کو ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ بروز جمعرات پیر سید ممتاز حسین شاہ بخاری ڈاکٹر عطا محمد عزیز لطف اللہ (لندن والے) اور میاں آصف فیصل آباد پہنچے۔ بابا جی نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ میں نے حج بیت اللہ شریف بروز ہفتہ جانا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تسلی دی کہ اب آپ ٹھیک ہیں اور یہ سفر اختیار کرنے کے قابل۔ چنانچہ آپ فیصل آباد سے حضرت کرمانوالا تشریف لے آئے۔ ساحل ہسپتال میں قیام کے دوران آپ کرسچن نرسوں کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے اور مشفقانہ لہجہ میں گفتگو فرماتے۔ وہ بھی آپ کے اس محبت بھرے انداز کو پہچانتے ہوئے آپ سے بہت مانوس ہوگئی تھیں۔ اور آپ کو اپنے لاٹ پادری سے بھی زیادہ عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ ساحل ہسپتال میں جتنا عرصہ رہے۔ بیت اللہ شریف 'مکہ معظمہ' منا' عرفات' مدینہ شریف اور حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کی باتیں بتاتے رہے۔ کرسچن اسٹاف حیرت انگیز اور روحانی

---

[1] اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری نے حضرت کرمانوالی سرکار کو کرمونوالہ شریف سے اپنی والدہ ماجدہ کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے اپنے تصرف سے بلالیا تھا۔ اسی طرح حضرت کرمانوالے اور باباجی سرکار بھی متوسلین میں سے جس کو چاہتے بلالیتے۔

Marfat.com

واقعات سن کر بہت متاثر ہوا۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ کے بندے ہر مقام پر فریضہ اشاعت دین انجام دیتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی کرامت تھی کہ ہسپتال کا عملہ آپ کے حسن اخلاق اور پاکیزہ کردار سے از حد متاثر ہوا۔ اور آپ کی بزرگی کا معترف۔ آپ نے جسمانی تکلیف کے دوران کبھی اف تک نہ کی۔ مصیبت اور تکلیف کی گھڑی صبر سے برداشت کی۔ جس قدر آپ کو جسمانی طور پر تکلیف تھی اگر کوئی اور ہوتا تو مارے کرب اور تکلیف کے آسمان سر پر اٹھالیتا۔ مگر اللہ کے بندے مصیبت اور آزمائش کے دوران صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ اور اللہ والوں کی یہی ایک درخشاں نشانی ہوتی ہے۔ کہ تکلیف اور دکھ پر صبر کرتے ہیں۔ آپ کی جسم و جان تو پاکستان میں تھا مگر روح اور قلب و جگر دیار حبیب میں۔ اسی وجہ سے آپ کی زبان فیض رساں پر مکہ معظمہ ٗ مدینہ منورہ اور عاشقان رسول کی باتیں جاری رہتی تھیں۔

حضرت کرمانوالا میں نماز جمعہ کے بعد آپ دوبارہ علیل ہو گئے۔ حاجی محمد سلیم صاحب آپ کو ایک دفعہ پھر فیصل آباد لے گئے۔ اور ساحل ہسپتال میں داخل کرادیا۔ دس دن کے بعد آپ 30 مئی 1993ء واپس گھر تشریف لے آئے۔ کیونکہ حالت تسلی بخش نہ تھی۔ صوفی عنایت اللہ ٗ عزیز لطف اللہ اور ڈاکٹر عطا ہر وقت آپ کی خدمت گزاری میں رہتے۔ بوجہ علالت حج کا پروگرام منسوخ کر دیا گیا۔ عید الضحیٰ کا دن آیا۔ یہ آخری عید تھی جو آپ نے اہل خانہ کے ساتھ گزاری۔ صحت اتنی گر چکی تھی کہ نماز عید کیلئے آپ بمشکل مسجد میں تشریف لے جا سکے۔ نماز عید کے بعد صرف چند خوش قسمت بیلی آپ سے ملاقات کی سعادت حاصل کر سکے۔ آپ جلد ہی اندر تشریف لے گئے۔ جب جمعتہ المبارک کا دن آیا۔ تو نماز جمعہ کے بعد آپ نے دربار شریف پر حاضری دی۔ اور پہلی دفعہ بلند آواز میں دعا فرمائی۔ آپ کی مزار شریف پر یہ آخری دعا تھی۔ شاید اسی سبب سے بلند آواز میں دعا فرمائی۔ کہ در و دیوار بھی گواہ رہیں۔ اتوار کے دن آپ کی طبیعت نے سنبھالا لیا۔ خود اٹھ کر بیٹھے۔ تھوڑا سا پھل تناول فرمایا۔ پیر کا دن گزرا بروز منگل آپ پر کمزوری غالب آگئی اور آپ نڈھال سے ہو گئے۔ فیصل آباد سے حاجی محمد سلیم صاحب آگئے۔ باباجی سرکار کی مرضی پا کر آپ کو راولپنڈی C.M.H میں داخل کرانے کا پروگرام طے پا گیا۔ لکھو کھہا دعاؤں کے جلو میں آپ کو غم زدہ دلوں سے 30-4 بجے بذریعہ کار حضرت کرمانوالا شریف سے لاہور کیلئے رخصت کیا گیا۔ لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی پہنچے۔ C.M.H میں

Marfat.com

کمرہ پہلے ہی تیار تھا۔ بدھ کے روز سے باقاعدہ علاج شروع کیا گیا۔ Drip کے باوجود بروز جمعرات قے ہوتی رہی۔ آپ لمحہ بہ لمحہ کمزور ہوتے جا رہے تھے۔ جمعہ کے دن آپ کے اہل خانہ (پیرجی کی والدہ محترمہ اور پیرجی کی ہمشیرگان) 30-4 بجے اشرف صاحب کی معیت میں کرمانوالا سے لاہور ائیرپورٹ پر رات پونے سات بجے پہنچے۔ فلائٹ 8 بجے کی بجائے 30-8 پر آئی۔ ہوائی جہاز پونے نو بجے روانہ ہو کر 26-9 اسلام آباد ائیرپورٹ پر پہنچا۔ وہاں سے یہ غم زدہ مختصر سا قافلہ C.M.H کے VIP روم میں آیا۔ کمرہ خالی تھا۔ کیونکہ بابا جی سرکار کو INTENSIVE CARE والے کمرہ میں رکھا گیا تھا۔ کیونکہ حالت خطرہ سے باہر نہ تھی۔ حضرت کرمانوالا شریف سے محمد عمار بخاری نے 30-9 پر فون کیا۔ تو معلوم ہوا کہ گھر والے ابھی تک C.M.H نہیں پہنچے۔

مگر بابا جی سرکار کے متعلق معلوم ہو گیا کہ حالت خطرناک ہے۔ سب سجدہ ریز ہو کر گڑگڑا کر دعا مانگنے لگے۔ ابھی سجدہ سے سر نہ اٹھائے تھے کہ گھر کے فون کی گھنٹی بجی۔ دل دہل گئے۔ خدا معلوم کیا خبر سننے میں آئے گی۔ فون سنا تو قیامت صغرا برپا ہو گئی۔ بابا جی بزرگوار ہم سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز لطف اللہ 10-10 پر VIP روم میں آیا۔ گھر والوں کو جواب تک C.M.H پہنچ چکے تھے بتایا کہ بابا جی سرکار اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پیرجی کی والدہ اور بابا جی سرکار کی دونوں بیٹیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ آنسو تھے کہ روکے نہ رکتے تھے۔ اہل خانہ ٹیکسی پر 30-12 سوار ہو کر حضرت کرمانوالے صبح پونے آٹھ بجے حضرت کرمانوالے بروز ہفتہ پہنچ گئے۔ بابا جی سرکار کا جسد مبارک ایمبولینس کار میں اسلام آباد سے بروز ہفتہ 5-10 پر صبح کرمانوالا پہنچایا گیا۔ آپ کے چہرہ پر تبسم تھا۔ آپ کا جسم مبارک A.C والے کمرہ میں رکھ دیا گیا۔ بڑے برآمدے میں غسل دیا گیا۔ ازاں بعد گھر کی مستورات کو زیارت کرائی گئی۔ 30-1 پر جنازہ مردانہ میں لے جایا گیا۔ بعد نماز عصر جب شیخ الاسلام مولانا غلام علی اوکاڑوی نماز جنازہ پڑھانے لگے تو عین اسی وقت میل ٹرین حضرت کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن پر رکی۔ مسافر حضرات نماز جنازہ میں شریک ہو گئے۔ یہ بھی بابا جی سرکار کا تصرف تھا کہ ہزاروں مسافروں کو جنازہ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ اتنا ہجوم تھا کہ لوگوں کے سر ہی سر حد نگاہ تک نظر آ رہے تھے۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کو آخری آرام گاہ تک بمشکل پہنچایا گیا۔ ہر کوئی

Marfat.com

زیارت کا مشتاق تھا۔ آپ کو لحد میں اتار اگیا۔ اور پدر بزرگوار کے پہلو میں آسودہ خاک کر دیا گیا۔ تدفین کی رسومات کے بعد حافظ سید محمد عمار بخاری نے حضرت باباجی سرکار کے سرہانے تلاوت قرآن مجید کی۔ صاحبزادہ رؤف احمد شرقپوری نے آپ کے بلندی درجات کیلئے دعا فرمائی۔

باباجی کا اچانک رخصت ہو جانا ایسے لگتا ہے کہ یہ ایک وہم سا ہے۔ یونہی خیال ہے...... باباجی سرکار تو اپنے کمرہ میں ہیں ملاقاتیوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔ کسی کو دعائے خیر سے نواز رہے ہیں۔ کسی سے فرمارہے ہیں جا بیلیا رب کریم خیر کردے گا۔ خیر ہو جائے گی۔ گھبرانا نہ۔ کسی کو لیٹے لیٹے ہی دونوں ہاتھ سر مبارک تک لے جا کر جانے کی اجازت مرحمت فرمارہے ہیں۔ تو کسی کو کشادہ ہو کر بیٹھنے کیلئے فرمارہے ہیں۔ کسی سے قبلہ حضرت کرمانوالے کی عادت مبارکہ اور طریق کار کے متعلق کہہ رہے ہیں اور اس عاجز کے (مقبول) کو مخاطب کر کے فرمارہے ہیں "کیوں حاجی جی! حضرت صاحب ایویں ای کردے سن نا۔ اینویں ای توجہ ناں بلالیندے سن نا" میں تصدیق کر رہا ہوں ...... اللہ اکبر یہ سارا منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔...... کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں باباجی رحمتہ اللہ کو کہ دنیا کا دستور ہی ایسا ہے کہ جو اس دار فانی میں آیا۔ پلٹ کر اپنے مالک و خالق حقیقی سے جاملنے کے لئے دنیائے جاودانی کو سدھارا...... دعا ہے کہ ان بزرگوں کا صدقہ رب کریم حضرت باباجی سرکار کے متوسلین کو دم واپسیں کے وقت ایمان کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین۔

قابل رشک ہیں وہ بیلی جو باباجی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری ایام میں ان کی خدمت گزاری میں رہے۔ اور ان کے علاج معالجہ میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ جنہیں باباجی سرکار کی معیت حاصل رہی۔ ایسے خوش بخت انسانوں میں حاجی محمد سلیم فیصل آبادی سرفہرست نظر آتے ہیں۔ کہ ان کے ہاں جانے کی خواہش کا اظہار باباجی سرکار نے خود کیا اور ان کی رہائش گاہ کو متعدد بار اپنے قدوم میمنت لزدم کی خیر و برکت سے مالا مال کر دیا۔ اور یہ شرف بھی کچھ کم نہیں کہ C.M.H راولپنڈی میں جہاں باباجی سرکار کا وصال ہوا وہ موجود تھے۔ راولپنڈی سے حضرت کرمانوالے تک کے آخری سفر میں بھی وہ باباجی سرکار کی معیت میں رہے۔ اپنی اس خوش بختی پر حاجی سلیم صاحب جتنا بھی ناز کریں زیبا ہے۔

آفریں صد آفریں ہزار آفریں' خوش بخت ہیں حاجی سلیم بالیقین۔

Marfat.com

بحرِ کرم رہبرِ طریقت پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف باباجی سرکارؒ کے حالات زندگی

باباجی سرکار کی خدمت گزاری میں صوفی عنائت اللہ صاحب مسلسل ۲۷، ۲۸ سال رہے۔ یہ ایک عظیم سعادت تھی جو انہیں حاصل رہی۔ صوفی صاحب نے ایسے گرانقدر واقعات قلمبند کرائے ہیں جو ابھی تک احاطہ تحریر میں نہ آئے تھے۔ یہ واقعات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ایک گونہ خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ مقبولؔ

تعلیم و تربیت: صوفی عنائت اللہ صاحب نے بیان کیا کہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری تاریخ پیدائش ۱۹۲۲ء ہے۔ جب میں پڑھنے لکھنے کے قابل ہوا تو مجھے کسی سرکاری سکول میں داخل نہ کرایا گیا میں نے ابتدائی تعلیم میاں رحمت علی مرحوم و مغفور (جنہیں گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا معلم اول ہونے کا شرف تھا) سے حاصل کی۔ تعلیم کی تکمیل والد گرامی اعلیٰ حضرت گنج کرم سے کی۔ ایک مرتبہ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے ایک شیخ صاحب نے جو تحصیلدار تھے مجھے اپنی کار میں بٹھا لیا اور حضرت والد گرامی سے اجازت چاہی کہ صاجزادہ صاحب کو لائل پور میں مولانا محمد یونس صاحب کے مدرسہ میں داخل کرادوں تاکہ عزیز مکرم اس دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہو کر علم کی شمع سے دور و نزدیک کو روشن کرے۔ حضرت قبلہ گنج کرم نے اتفاق نہ کیا۔ اور فرمایا "تعلیم سے میری تربیت بہتر ہے" (چنانچہ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ نے صاجزادہ پیر سید محمد علیؒ شاہ بخاری کو علم لدنی کی دولت عطا فرمائی۔ اور یہ دولت کسی کسی کو ملتی ہے)۔

بچپن کے مشاغل: باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ کرمونوالہ شریف (ضلع فیروز پور بھارت) میں قیام کے دوران بچپن سے مجھے گھڑسواری کا بہت شوق تھا۔ ہمارے اصطبل میں اعلیٰ نسل کے کئی گھوڑے تھے میرے لئے ایک گھوڑی مختص تھی اور اس پر میں ہی سواری کرتا تھا۔ اور یہ گھوڑی کسی اور کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دیتی۔ میں اسے

Marfat.com

کچھ دور تک خو ... پھر اچھل کر اس پر سوار ہو جاتا۔ فرمایا کہ میں نے فارسی کتب میں چہار سال روں، شہسواروں کی داستانیں پڑھیں تو مجھے تلوار رکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ مگر ان ایام انگلشیہ دور حکومت میں مسلمانوں کو تلوار رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ ہوا یوں کہ سکھوں نے ایک منظم تحریک چلائی کہ انہیں کرپان رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کرپان سکھی پنج گنے (کچھ، کڑا، کرپان، کیس، کنگا) میں سے ایک رکن ہے۔ بالآخر انگریزی حکومت کو اجازت دینی پڑی۔ اس بنا پر مسلمانوں کو بھی تلوار رکھنے کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ میرے لئے ایک خوبصورت تلوار جس کا قبضہ چاندی کا تھا خرید لی گئی۔ حضرت قبلہ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ پشاور تشریف لے گئے تو میرے لئے ایک گول کلاہ اور دستار خرید لائے۔ جب میں کلاہ پر دستار باندھے کمربند میں تلوار لگائے گھوڑی پر سوار ہو کر اپنی زمین پر جاتا۔ تو راستہ میں دیہات کے لوگ میرا استقبال کرتے انہیں مجھ پر شہزادگی کا سماں اور سپہ سالاری کا گماں ہوتا۔ فرماتے کہ اب تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ بیٹھ جاؤں تو اٹھنا محال نظر آتا ہے۔

بیعت اور اجازت ارشاد: باباجی سرکارؒ نے فرمایا کہ کرمونوالہ شریف میں ایک مرتبہ حضرت قبلہ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کو درد گردہ کی شدید تکلیف ہو گئی۔ آپ نے مجھے طلب فرمایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور وظائف پڑھنے کے لئے بتائے۔ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ مجھے دیا تھا وہ سب کچھ اسی طریقہ سے میں نے تمہیں دے دیا ہے۔ اب لوگوں کو اللہ اللہ کرنا بتایا کرو۔ ساتھ ہی ایک چنگیر جس میں چاندی کے روپوں کی چند قطاریں تھیں میری طرف بڑھائی۔ فرمایا یہ بھی لے لو۔ میں نے وہ چنگیر اٹھائی اور والدہ محترمہ کی خدمت میں پیش کر دی۔

پاکستان میں ورود: پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر ہم قافلہ کی صورت میں گنڈا سنگھ والا کے راستہ قصور پہنچے۔ راستہ بھر میں گھوڑے پر سوار قافلہ کی حفاظت کرتا آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضرت قبلہ کی معیت کی برکت سے قافلہ بخریت تمام منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ بالآخر حضرت قبلہ والد گرامی موجودہ جگہ پکاچک نزد اوکاڑہ قیام پذیر ہوئے۔ پکاچک حضرت کرمانوالہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ یہاں پنجگانہ نمازیں میں

Marfat.com

پڑھاتا اور حضرت قبلہ کی خدمت میں رہتا۔

شادی خانہ آبادی: باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی شادی خانہ آبادی گجرات کے ایک معزز سادات گھرانہ میں ۲۲ مئی ۱۹۵۴ء میں ہوئی۔ آپ کے خسر سید ممتاز حسین شاہ ملٹری فارم اوکاڑہ میں کیشیئر تھے۔ پنشنر ہو کر اب کوٹ لیاقت اوکاڑہ میں رہائش پذیر ہیں۔ باباجی سرکارؒ کی اولاد میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوئیں۔

سجادہ نشینی: حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اول دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کرمانوالہ شریف مقرر ہوئے۔ باباجی سرکارؒ نے سجادہ نشینی کا حق ادا کر دیا۔ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کے سارے کا سارے سلسلہ اسی طرح قائم رکھا۔ سرمو فرق نہ آنے دیا۔ لنگر کا انتظام ہو یا عرس کا اہتمام حضرت قبلہ گنج کرم کی ہی سج دھج نظر آتی رہی۔ کیا مجال کہ کوئی ننگے سر دربار شریف میں چلتا پھرتا نظر آئے۔ نماز کے اوقات میں پہلی صف میں وہی بیلی ہوتے جن کی پوری ڈاڑھی ہوتی۔ کتری ہوئی یا چھوٹی ڈاڑھی والوں کو پہلی صف میں کھڑے ہونے کی بالکل ممانعت تھی۔ اور آج بھی یہی طریقہ ہے۔

اشاعت دین: باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ متعدد بار انگلینڈ تشریف لے گئے۔ فرماتے کہ میرا وہاں جانا اشاعت دین کے لئے ہوتا ہے۔ کئی مسلمان حلقہ ارادت میں شامل ہو کر پابند صوم وصلوٰۃ ہو جاتے ہیں، تہجد گزار، متقی پرہیز گار بن جاتے ہیں۔

مزارات پر حاضری: جن جن مزارات پر اعلیٰ حضرت گنج کرم تشریف لے جاتے رہے۔ باباجی سرکارؒ بھی پابندی کے ساتھ وہاں قدم رنجہ فرماتے رہے۔ باباجی سرکارؒ اہتمام کے ساتھ اوچ شریف حضرت جلال الدینؒ سرخ بخاری اور مخدوم جہانیاں جہان گشت کے مزارت پر حاضری دیتے رہے۔ فرماتے کہ یہ ہمارے اجداد میں سے ہیں۔

معمولات: باباجی سرکارؒ اپنے اوراد اور وظائف کی پابندی سفر وحضر میں فرماتے۔ اپنے کمرہ میں تن تنہا رہتے۔ کسی کو بجز کسی خاص ضرورت آنے کی اجازت نہ تھی۔ آپ شب بیدار تھے۔

Marfat.com

مریدین اور ان کی تربیت: حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد لاکھوں کی تعداد میں بیلی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر فیض یاب ہوئے جو بھی مرید ہونے کے لئے آتا۔ آپ دریافت فرماتے کہ کسی کے مرید تو نہیں ہو۔ اگر وہ کہتا کہ میرے پیر صاحب فوت ہو گئے ہیں تو آپ فرماتے۔ بیٹا! اللہ دے بندے مردے نہیں۔ جاؤ جو سبق تمہارے پیر صاحب نے بتایا تھا اس پر عمل کرو۔ آپ کو مریدوں کی تعداد بڑھانے کی خواہش نہ تھی۔ بلکہ عوام الناس کی اصلاح کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ آپ ہر زائر سے نہایت مشفقانہ طریق سے دریافت فرماتے کہ کس غرض سے آئے ہو۔ کسی کو دوا۔ کسی کو دعا کے ساتھ رخصت فرماتے۔ کسی کی دل شکنی نہ کرتے اور نہ ہی مایوس واپس لوٹاتے۔ حاضرین کو نماز کی پابندی کی تلقین کرتے۔ اکثر صبح نو دس بجے سے لے کر نماز ظہر تک ملاقات کرتے۔ نماز عصر تا نماز شام بھی عام ملاقات کا وقت تھا۔ بیبیوں کو ملاقات کرانا میری (صوفی عنائت اللہ) ڈیوٹی تھی۔ شام کے قریب آپ فرماتے "صوفی جی! آپ بھی اب اپنے گھر چلے جائیں اور خود بھی گھر تشریف لے جاتے۔

بندہ پروری: صوفی عنائت اللہ نے بیان کیا کہ حضرت باباجی سرکارؒ کی مجھ پر خاص نظر کرم تھی۔ نذر نیاز کی رقم میں ہی رکھتا۔ آپ نے کبھی حساب کتاب نہ کیا۔ مجھ ناچیز پر مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا کرتے۔ بلکہ بعض امور میں مشورہ بھی کر لیتے۔ آپ نے میری تربیت بھی فرمائی۔ ملاقاتیوں کے چلے جانے کے بعد جب میں آپ کی خدمت میں اکیلا رہ جاتا۔ تو آپ فرماتے صوفی جی! اب آپ بھی جائیں۔ اپنے اوراد اور وظائف ادا کریں۔ میں بھی اپنے وظائف اور اوراد سے فارغ ہو جاؤں۔ ایک مرتبہ خطیب صاحب تشریف نہ لائے۔ آپ نے فرمایا صوفی جی! آج جمعہ مبارک کے موقعہ پر تقریر آپ نے کرنی ہو گی۔ میں نے معذوری ظاہر کی۔ آپ نے مکرر فرمایا' نہیں تم کو ہی تقریر کرنی ہو گی۔ آپ کی توجہ سے وقت نبھ گیا۔ میں نے خوب زور شور سے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ نماز جمعہ کے بعد چند سامعین حضرات نے کہا۔ صوفی جی! آپ نے آج خوب تقریر کی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو حضرت باباجی سرکارؒ کی توجہ کا اثر تا ورنہ میں کیا اور کیا میری بساط۔ میں تو صرف ناظرہ قرآن مجید پڑھا ہوا ہوں۔ اسی طرح ایک مرتبہ عید کے موقعہ پر مجھے خطبہ عیدالفطر کے بعد

Marfat.com

تقریر کرنے کے لئے فرمایا۔ اس دن بھی سامعین میری تقریر سے بہت محظوظ ہوئے

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہو گا
ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہو گا
جو کچھ ہوا، ہوا ہے کرم سے تیرے
جو کچھ ہو گا۔ تیرے ہی کرم سے ہو گا

صوفی صاحب کو باباجی سرکارؒ نے دوسرے لوگوں سے زیادہ وظائف بتائے۔ مگر انہیں یہ خیال تھا کہ باباجی سرکارؒ کی حاضری میں اپنے وظائف پڑھنے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ کہ میں ہر دم آپ کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہوتا رہتا ہوں اور آپ کی زیارت بھی میسر رہتی ہے جو ایک گونہ عبادت ہے۔ مگر باباجی سرکارؒ فرماتے۔ صوفی جی! وظائف پڑھا کرو۔ سفر میں ہوتے تو آپ فرماتے کہ کیا وظائف مکمل کر لئے ہیں۔ عرض کرتا کہ کچھ حصہ باقی ہے۔ آپ فرماتے۔ اچھا تم بھی پڑھ لو۔ میں بھی پڑھ لیتا ہوں۔ اس طرح آپ تربیت فرماتے اور بندہ پروری بھی۔ جو کام ہمارے مقدور کے نہ ہوتے وہ آپ ہم سے اپنے تصرف سے کروا لیتے تھے۔

حج بیت اللہ: باباجی سرکارؒ غالباً ۲۶ چھبیس، ۲۷ ستائیس دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے اور متعدد بار عمرے کئے۔ صوفی صاحب نے بتایا کہ انہیں بھی باباجی سرکارؒ کی معیت میں دو دفعہ یہ سعادت میسر آئی ۱۹۹۳ء میں بھی یہ سعادت حاصل کرنے کا پروگرام تھا۔ مکمل تیاری تھی۔ مگر مہلت نہ ملی۔ وہ وقت مقرر آ پہنچا جس میں نہ تقدیم نہ تاخیر ہوتی ہے۔ حج مبارک کی ادائیگی کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے جاتے۔ زیادہ تر وقت مسجد نبوی اور روضہ اطہر پر گزارتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر آپ کو خاص مقام حضوری حاصل رہتا مسجد نبوی اور روضہ اطہر کے نزدیک آپ ہمیشہ دو زانو بیٹھتے اور ہر دم با ادب رہتے۔ اور دوسروں کو تلقین فرماتے کہ مودب رہو

استغنا: آپ کسی سے نذر نیاز کی توقع نہ رکھتے۔ فرماتے کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا کہ پیر جی! اللہ! اللہ کرتے رہا کرو۔ دنیا اسی کے صدقہ میں مل جائے گی۔ مزار مبارک پر کوئی صندوق وغیرہ نذرانہ کی فراہمی کے لئے نہ رکھوایا۔ مسجد اور مزار کی تعمیر کے لئے کسی سے

Marfat.com

مدد امداد کی توقع نہ رکھی۔ اگر کوئی حاجت مند کچھ رقم ادھار لے جاتا تو آپ کسی پر ظاہر نہ فرماتے۔ اور جب اسے فارغ البالی ہوتی تو دے جاتا۔ دیر ہو جاتی تو آپ تقاضا نہ کرتے۔

انکساری: آپ کی جبعیت میں انکساری بہت تھی۔ ریا سے دور بھاگتے تھے۔ کہیں آنا جانا ہوتا تو چند خاص خادموں کے سوا کسی کو خبر نہ ہوتی۔ اگر اتفاقیہ لوگوں کی جمعیت ہو جاتی تو فرماتے بیٹا! میں جا رہا ہوں۔ آپ بعد میں آجائیں بعض اوقات لوگوں کو پہلے چلے جانے کا فرماتے اور خود بعد میں روانہ ہوتے تاکہ جلوس کی شکل نہ بنے۔ الغرض نمودو نمائش سے سخت نفرت تھی۔ حج بیت اللہ کے لئے سفر اختیار فرماتے تو چند خدام کے سوا کسی کو خبر نہ ہوتی۔ واپسی پر بھی یہی صورت رہتی۔ اشتہار بازی کو ناپسند فرماتے۔ ہرچند کہ آپ اپنا آنا جانا اخفا میں رکھتے۔ مگر عقیدت مند بوئے گل پا کر استقبال کے لئے پہنچ جاتے۔ آپ کو تصنع، ریاکاری، دکھاوے سے سخت نفرت تھی۔

احترام و تعظیم: اہل اللہ میں آپ کی ازحد تعظیم وکریم تھی۔ ہر سلسلہ کے بزرگ آپ کو محترم جانتے۔ عید میلادالنبی کی محفلوں میں آپ ہی رونق محفل ہوتے۔ باباجی سرکارؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حج کے موقع پر میں مسجد نبوی میں وظائف میں مشغول تھا کہ ایک بابا آیا اس نے کوئی چیز میرے ہاتھ میں دینی چاہی۔ میں نے کہا۔ "انا غنی" مجھے حاجت نہیں۔ کسی حاجت مند کو دے دیجئے۔ اس نے عربی میں کہا۔ کہ آپ اولاد علی ہیں یہ چیز آپ کے لئے ہے۔ بابا نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور مجھے جو کچھ دینا تھا دے کر چلا گیا۔ باباجی سرکارؒ نے مزید فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا کہ ایک تنومند عورت جو مصری معلوم ہوتی تھی آئی اور میرے ہاتھ میں کچھ رقم دینی چاہی۔ میں نے انکار کر دیا۔ اس نے عربی زبان میں کہا "یہ آپ کے لئے ہے" وہ رقم دے کر چلی گئی۔ میں نے شمار کیا تو پاکستانی ۱۱ روپے تھے۔

روحانی منزل: ایک مرتبہ آپ کو ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ آپ دو سال تک چپاتی نہ کھا سکے۔ بلکہ چپاتی کی خوشبو بھی برداشت نہ ہوتی۔ جملہ علاج معالجے بیکار نظر آئے۔ آرام آیا تو معلوم نہیں کس دوا سے۔ اس مرض میں آپ نے کئی روحانی منزلیں طے فرمائیں۔ آپ اعلیٰ حضرت کے مکمل پرتو تھے اور اپنے وقت کے غوث+ آپ کے در فیض

Marfat.com

ہر ایک کے لئے کھلا تھا۔ جو طالبان آتے آپ ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ حضرت قبلہ کی طرح آپ فرماتے "بیلیا! رب کریم رحم کرے گا۔ خیر ہو جائے گی" کوئی مریض ہوتا تو اسے دعا کے ساتھ ساتھ دوا بھی بتلاتے اور صوفی صاحب یا حافظ حق نواز صاحب سے فرماتے کہ اس بیلی کو فلاں فلاں نسخہ لکھ دو۔ شفاء تو آپ کے ارشاد میں ہوتی تھی۔ دوائی تو محض ایک تسلی اور بہانہ ہوتا۔ رحمت حق بہانہ جوئید۔ بہائی جوئید

پیر جی سرکارؒ: باباجی سرکار کے فرزند ارجمند کا اسم گرامی پیر سید غضنفر علی شاہ ہے آپ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۵۶ء بروز جمعتہ المبارک دنیائے رنگ و بو میں تشریف فرما ہوئے' اعلیٰ حضرت کے وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً" ساڑھے آٹھ سال تھی۔ صوفی عنائت اللہ نے بیان کیا۔ کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد جب دوسرے سال باباجی سرکارؒ نے حج کے لئے روانہ ہونا تھا۔ اس سے پہلے حضرت قبلہ کا عرس مبارک تھا۔ اس وقت پیر جی کا سن مبارک ۱۰ سال کا تھا۔ عرس کی پہلی رات باباجی سرکارؒ نے مجھے فرمایا کہ صوفی جی! میری یہ پگڑی رکھ لیں۔ میں نے پگڑی لے کر باہر کمرہ میں اپنے پاس سنبھال لی۔ صبح سحری کے وقت آپ نے فرمایا صوفی جی! پیر جی کو میرے پاس لے آؤ۔ پیر جی ساتھ والے کمرہ میں محو خواب تھے۔ میں نے جگایا وضو کرایا اور باباجی کی خدمت اقدس میں لے آیا۔ آپ نے پیر جی کو پاس بٹھا لیا اور بیعت سے شرف فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا پیر جی! جو کچھ مجھے حضرت قبلہ نے دیا ہے وہ میں نے آپ کو اسی طرح دے دیا ہے۔ آپ کو اجازت ہے۔ لوگوں کو مرید کیا کرو اور اللہ اللہ بتایا کرو۔ اس کے بعد باباجی سرکارؒ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک گئیں۔ پیر جی سرکارؒ بھی رونے لگے اور ہم بھی رونے لگے۔ کیونکہ یہ ایک بہت بڑا بوجھ تھا جو کہ باباجی سرکارؒ اپنے نونہال پر ڈال رہے تھے۔ اس لئے کہ پیر جی کو دنیا سے صاحب ارشاد ہو کر جانا تھا۔ ورنہ عام دستور کے مطابق پیر جی سرکارؒ کی دستار بندی باباجی سرکارؒ کے وصال کے بعد ہوتی۔ مگر یہ گھڑی تو نہ آئی تھی اور نہ آئی کہ پیر جی باباجی سرکارؒ کی زندگی میں ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور باباجی سرکارؒ کو داغ مفارقت دے گئے۔ صبح جب عرس کی تقریبات شروع ہوئیں۔ اور ختم شریف پڑھنے کا وقت ہوا۔ تو باباجی سرکارؒ نے مجھے دستار لانے کے لئے فرمایا۔ میں کمرہ میں سے دستار کپڑے میں لپیٹ کر لایا۔ ختم شریف کے وقت باباجی سرکارؒ نے منبر کے پاس کھڑے ہو کر پیر جی کی

Marfat.com

دستار بندی اپنے دست شفقت سے فرمائی۔ اور دعا فرمائی۔ اس طرح باباجی سرکارؒ نے اپنے فرزند دل بند کو خلافت سے اپنی زندگی میں ہی نوازا۔

پیرجی سرکارؒ کی شادی خانہ آبادی دھولر شریف (نزد کمالیہ) کے ایک نجیب الطرفین خاندان میں ۲ فروری ۱۹۸۲ء کو ہوئی۔ پیرجی کے ہاں پانچ بیٹیاں تولد ہوئیں۔ پیرجی سرکارؒ کو بلڈ کینسر کی مرض لاحق ہو گئی۔ آپ اندازاً" ایک سال انگلینڈ میں زیر علاج رہنے کے بعد ۲۵ شعبان ۱۴۱۳ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۹۳ء کو رحلت فرما گئے۔ باباجی سرکارؒ نے نماز جنازہ خود پڑھائی۔ نہ تو آنکھ سے آنسو بہا اور نہ کوئی سرد آہ کھینچی۔ صبر کا یہ عالم تھا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ کہ اکلوتا بیٹا اور عین شباب میں وفات۔ باباجی سرکارؒ نے فرمایا تو صرف یہ "ہمارا قلعہ گر گیا" واقعی پیرجی باباجی سرکارؒ کے لئے بمنزلہ حصار کے تھے۔

باباجی سرکارؒ کے آخری ایام: صوفی عنایت اللہ نے بیان کیا کہ باباجی سرکارؒ کو شوگر کی تکلیف تھی۔ لاہور سے دوائی منگوائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے تین ماہ کی دوائی دی۔ ابھی کورس مکمل نہ ہوا تھا کہ تکلیف زیادہ ہو گئی۔ آپ بغرض علاج فیصل آباد تشریف لے گئے۔ حاجی سلیم صاحب نے آپ کو ساحل ہسپتال میں داخل کرانے کا انتظام کیا ڈاکٹر صاحب نے شوگر ٹسٹ کی تو ۲۷ نمبر پر پائی۔ وہ حیران ہوئے کہ شوگر اگر ۴۰ نمبر پر ہو تو مریض بے ہوش ہو جاتا ہے۔ مگر باباجی سرکارؒ نے محسوس تک نہیں کیا ان کی پشت پناہ کوئی روحانی قوت ہے۔ انسانی طاقت کا کام نہیں۔ بعد ازاں باباجی سرکارؒ کو اس ہسپتال میں داخل کر لیا گیا۔ علاج معالجہ سے قدرے افاقہ ہوا۔ بروز جمعرات باباجی نے ڈاکٹر انچارج سے فرمایا کہ ہم نے حج کے لئے جانا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا گو ابھی آپ مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوئے۔ آپ کو فارغ کرنا مناسب نہیں۔ مگر آپ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہسپتال سے فارغ ہونا چاہتے ہیں لہٰذا میں رکاوٹ بننا نہیں چاہتا۔ لہٰذا آپ فیصل آباد سے حضرت کرمانوالہ تشریف لے آئے۔ میں بعد اجازت رات اپنے گھر چلا آیا علی الصبح جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا صوفی جی! آپ میرے پاس ہی رہا کریں۔ میں نے عرض کیا حضور بہت بہتر میں حسب عادت جمعہ کی تیاری کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وضو کر کے آؤ اور مجھے کپڑے تبدیل کرواؤ۔ جب میں وضو کر کے آیا تو دیکھا کہ قبلہ باباجی سرکارؒ کو تکلیف شروع ہو گئی

Marfat.com

ہے اور جسم میں کڑل پڑنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں مسجد جانے کے قابل نہیں لہٰذا تم جمعہ کی نماز کے لئے چلے جاؤ۔ جمعہ کے بعد ہم فیصل آباد جانے کے لئے کار میں سوار ہو کر جب گھر سے سڑک پر آئے۔ تو باباجی سرکارؒ نے فرمایا۔ صوفی جی! کیا تم نے اپنا سامان برائے سفرحج ساتھ لے لیا ہے۔ میں تو اپنا سامان ساتھ لے آیا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! میں تو جلدی میں آگیا خیال نہیں رہا۔ رب کریم آپ کو صحت عطا فرمائے۔ میں فیصل آباد پہنچ کر واپس آؤنگا۔ راتوں رات سامان لے کر پھر فیصل آباد پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ ہم فیصل آباد پہنچ گئے۔ حاجی سلیم صاحب نے نیشنل ہسپتال داخلہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ تین دن فیصل آباد قیام رہا۔ آپ کی عیادت اور ملاقات کے لئے بیلی آتے رہے۔ بیماری کے باعث باباجی سرکارؒ نے حج کا اراہ ترک کر دیا اور باقی عازمین حج کو آپ نے اجازت دے دی کہ وہ سفرحج پر روانہ ہو جائیں۔ میرا انتظار نہ کریں۔ ۹۳-۶-۲۳ تاریخ فیصل آباد سے کراچی کے لئے اور ۹۳-۶-۲۴ کراچی سے جدہ کے لئے سیٹیں بک تھیں۔ میں نے باباجی سرکارؒ کی تیمارداری کے لئے آپ کے خدمت اقدس میں رہنا بہتر سمجھااور حج کا اراہ ترک کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ مرض میں کچھ افاقہ نظر نہیں آ رہا لہٰذا گھر جانا ہی بہتر ہے۔ باباجی سرکارؒ ہسپتال سے حاجی سلیم صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔ رات حاجی فقیر محمد صاحب ہومیو آ گئے۔ انہوں نے دوا تجویز کی جس سے کچھ افاقہ معلوم ہوا۔ پھر آپ فیصل آباد سے حضرت کرانوالا تشریف لے آئے۔

عیدالضحیٰ کی نماز آپ نے اپنی مسجد میں ادا فرمائی۔ بعد ادائیگی نماز آپ اپنے حجرہ شریف کے بیرونی دروازہ کے نزدیک برآمدہ میں جلوہ افروز ہو گئے۔ اور تمام حاضرین کو شرف ملاقات بخشا۔ خلاف عادت آپ ہر ایک سے مصافحہ بھی فرماتے رہے۔ دو تین دن گھر پر ہی گزارے۔ انہی ایام میں لندن سے انور جیلانی صاحب کا فون آیا۔ اس نے درخواست کی کہ آپ کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔ آپ نے فرمایا حاجی جی! اب بغرض علاج کہیں نہیں جاؤنگا۔ مگر جیلانی صاحب نے اصرار کیا تو آپ نے ان کی خوش دلی کے لئے راولپنڈی جانے کے لئے آمادگی ظاہر کردی۔ انور جیلانی صاحب نے فیصل آباد حاجی سلیم صاحب کو فون کیا انہوں نے گاڑی روانہ کر دی۔ بعد نماز ظہر میں باباجی سرکارؒ کی خدمت میں آیا تو باباجی سرکارؒ نے فرمایا۔ کہ صوفی جی تیار ہو کار آ رہی ہے ہم راولپنڈی جا رہے

Marfat.com

ہیں۔ میں اجازت لے کر اس سفر کے لئے اپنا ضروری سامان گھر سے لے آیا فیصل آباد سے گاڑی آ گئی حاجی سلیم صاحب کے ساتھ ان کا صاحبزادہ محمد حنیف بھی تھا۔ جونہی ہم گاڑی میں سوار ہونے لگے تو سید شوکت حسین گیلانی صاحب ایڈووکیٹ باباجی سرکارؒ کے اوکاڑہ والے داماد بھی آ گئے۔ اب چھ آدمی ہو گئے۔ کار میں پانچ کی گنجائش تھی کار کے ڈرائیور کو چھوڑ دیا گیا اور پانچ آدمی حضرت کرانوالد سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ چوکی کے نزدیک گاڑی ایک ریڑھی سے ٹکرائی۔ کار کا دراوزہ ٹوٹ گیا۔ مگر باباجی سرکارؒ بال بال بچ گئے۔ لاہور ایئرپورٹ پر پہنچے تو ہوائی جہاز کی روانگی کا وقت ہو چکا تھا۔ ہماری پانچ سیٹیں اسلام آباد فلائیٹ سے بک تھیں۔ ہم فوراً اندر چلے گئے ٹکٹ چیک کروائے اور جہاز میں سوار ہو گئے۔ کار حضرت کرانوالہ واپس بھیج دی گئی۔ اسلام آباد پہنچے تو ڈاکٹر سہیل گاڑی لے کر پہنچ گئے۔ باباجی سرکار کو CMH ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا اور ہم VIP روم میں چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحبان نے سابقہ رپورٹیں ملاحظہ کیں۔ دوسرے دن ڈاکٹر صاحبان خود لیبارٹری میں چیک کرتے رہے ہم آئے تو اس خیال سے تھے کہ چیک کرانے کے بعد واپس چلے جائیں گے۔ مگر دوسرے دن جمعرات کو باباجی سرکارؒ کی طبیعت کچھ زیادہ خراب نظر آئی۔ میں نے حاجی سلیم صاحب نے کہا کہ جب باباجی سرکارؒ گھر سے راونہ ہوئے تھے تو طبیعت بہتر تھی اب زیادہ بیمار نظر آ رہے ہیں اور قے بھی شروع ہو گئی ہے۔ میں چلتے وقت گھر سے قے روکنے کی دوا ساتھ لے آیا تھا۔ مگر باباجی سرکارؒ نے مجھ سے یہ دوا نہ لی۔ رات گئے میں نے پیر جمیل الرحمان چشتی (آپ کے دوسرے داماد) سے عرض کی کہ قے روکنے والی دوا موجود ہے مگر باباجی سرکارؒ دوا استعمال نہیں فرما رہے۔ پیر جی نے وہ دوا مجھ سے لے لی اور باباجی سرکارؒ سے عرض کی۔ قبلہ ذرا منہ کھولئے دوائی پلا دوں۔ باباجی سرکارؒ نے جونہی منہ کھولا پیر جمیل الرحمان صاحب نے دوا منہ میں ڈال دی۔ اس دوا سے قدرے افاقہ ہوا۔ اس طرح تین دفعہ دوا استعمال کرائی گئی۔ باباجی سرکارؒ کو قے کا آرام آ گیا۔ مگر ایک پاؤں سن ہو گیا۔ ہم پاؤں دباتے رہے بالآخر ہم سو گئے۔ میں باباجی سرکارؒ کے پلنگ کے بالکل قریب لیٹا ہوا تھا۔ علی الصبح باباجی سرکارؒ نے مجھے جگایا۔ کسے معلوم تھا کہ باباجی سرکارؒ کی یہ آخری صبح ہے اس کے بعد آپ پر پھر صبح طلوع نہ ہوگی۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد میں باباجی سرکارؒ کو دبانے لگا۔ آپ نے فرمایا "میرا پاؤں بالکل بے حس ہو

Marfat.com

گیا ہے"۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ جب سورج کچھ بلند ہوا تو باباجی سرکارؒ نے فرمایا مجھے پلنگ سے نیچے اتار دو۔ میں نے اور پیر جمیل الرحمان صاحب چشتی دونوں نے مل کر آپ کو پلنگ سے نیچے اتارا۔ مگر آپ کا پاؤں بوجھ نہ اٹھا سکا تو آپ کو دوسرے بیڈ پر جو نیچے تھا بٹھا دیا۔ آپ نے فرمایا صوفی جی! میرا پاؤں بالکل کام نہیں کرتا۔ پاؤں کے بغیر آدمی کس کام کا؟ میں نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور عرض کیا حضور! انشاء اللہ پاؤں ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ فرمانے لگے صوفی جی! "اپاں ایویں ای اتھے آگئے" یعنی یہاں آنا بیکار تھا۔ میں نے عرض کیا حضور ٹیسٹ ویسٹ ہو گئے تو ہم جلدی واپس چلے جائیں گے۔ اس دن آپ کو از حد بے چینی رہی۔ کبھی لیٹ جاتے تو فرماتے صوفی جی! مجھے بٹھا دو۔ میں بیٹھا دیتا۔ میں زندگی بھر باباجی سرکارؒ کے برابر نہ بیٹھا۔ مگر آج بالاخر مجبوراً" میں نے عرض کیا حضور آپ میرے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جائیں۔ آپ بیٹھ جاتے مگر تھوڑی دیر بعد مجھے فرماتے کہ مجھے لٹا دو۔ میں لٹا دیتا۔ سارا دن اسی طرح بے چینی میں گزر گیا۔ نماز جمعہ کے لئے سب چلے گئے۔ اکیلا میں باباجی سرکارؒ کی خدمت میں رہ گیا۔ میں نماز ظہر ادا کرنے لگا تو آپ نے فرمایا۔ کہ کمرہ سے باہر جا کر نماز پڑھو۔ نماز ادا کرنے کے بعد جب میں واپس آیا تو آپ کے پاس بیٹھ گیا۔اس طرح شام ہو گئی۔ میں نے نماز مغرب ادا کی۔ کینٹین سے باباجی سرکارؒ کے لئے ساگودانہ کی کھیر لائی گئی۔ آپ نے بخوشی یہ کھیر کافی کھائی۔ میں دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ آپ کو قے بھی نہیں آئی۔ اور کچھ تناول بھی فرما لیا ہے۔ اشارہ کر کے بلایا اور فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا حضور! کچھ نہیں۔ میں آپ کی بات سننے کے لئے آپ کے قریب ہوا اور ایک تختی پر بیٹھ گیا۔ باباجی سرکارؒ نے محبت بھرا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور اپنی آغوش میں لے لیا۔ کیونکہ آپ یہ محسوس کر رہے تھے کہ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ آپ نے ابھی کوئی بات نہ کی تھی کہ اچانک دل کا حملہ ہوا آپ نے زور سے کہا "اللہ" اور سیدھے ہو گئے۔ میں نے آپ کو سہارا دے کر بیڈ پر لٹا دیا۔ کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا "مجھے ہوش نہیں رہا تھا" اس کے بعد ڈاکٹر اور نرسیں آ گئیں۔ انہوں نے گلوکوز کی بوتل لگا دی۔ میں ساتھ والے بنچ پر بیٹھ گیا۔ مگر میں تو باباجی سرکارؒ کی طرف ہی دیکھتا رہا۔ رات کے تقریباً" نو بجے ہوں گے میں نے باباجی سرکارؒ کے چہرہ کی حالت سے محسوس کیا کہ باباجی سرکارؒ کو بہت زیادہ تکلیف ہے۔ میں نے لپک کر باباجی سرکارؒ کا چہرہ

Marfat.com

مبارک اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور باباجی سرکارؒ پکارنے لگا باباجی سرکارؒ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو جا چکے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ۱۱ جون ۱۹۹۳ء جمعہ کے دن کی شام تھی۔ وقت پونے نو بجے کا تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحبان نے باباجی سرکارؒ کو دوسری جگہ لے جا کر آکسیجن وغیرہ دی۔ میں بد نصیب وہیں کھڑا رو رہا تھا۔ کہ اس وقت حضرت کرماںوالہ سے دکھیوں کا قافلہ آ گیا۔ لطف اللہ کے ساتھ بے بے جی سرکارؒ دونوں صاحبزادیاں اور نواسا حسن مجتبےٰ سب اس کمرہ میں پہنچ گئے۔ مگر وقت گزر چکا تھا۔ مجھ سے دریافت فرمایا گیا صوفی جی! بتاؤ باباجی سرکارؒ کہاں ہیں۔ میں غم زدہ نے عرض کیا۔ اے اہل بیعت کے گھرانے والو! اب صبر کے سوا کچھ نہیں۔ باباجی سرکارؒ داغ مفارقت دے گئے۔

اسی وقت واپسی کا پروگرام بذریعہ ویگن بنایا۔ راولپنڈی سے روانہ ہوئے۔ مستورات کار میں سوار ہو گئیں۔ تمام رات چلتے رہے۔ صبح ۱۰ بجے حضرت کرمانوالا پہنچ گئے۔ عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں انتظار کر رہے تھے۔ جونہی گاڑی رکی۔ کہرام برپا ہو گیا۔ ریڈیو' ٹی وی پر اعلان ہو چکا تھا۔ لوگ آخری دیدار کے لئے پہنچ رہے تھے۔ غسل دینے کے بعد آپ کو آخری آرام گاہ میں جو آپ نے خود اپنے لئے پہلے ہی سے تیار کروا رکھی تھی دفن کیا گیا۔ مرقد پر لینٹر نہیں تھا۔ اب وہ لینٹر بھی بن گیا۔ آپ کی تدفین کے بعد مزار شریف مکمل ہو گیا یعنی اور کسی قبر کی گنجائش نہیں رہی۔

باباجی سرکارؒ بابا فرید الدین گنجؒ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

کوٹھے تے چڑھ دیکھ فریدا گھر گھر بلدی اگ
میں جاتا دل دکھی میرا پر دکھی سارا اے جگ

اب باباجی سرکارؒ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد گھر کا سارا بوجھ بے بے جی سرکار پر ہے۔ کوئی سہارا نہیں بجز خدا کے سہارے کے' گو غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ مگر بے بے جی سرکار نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ باباجی سرکار کی چھوٹی صاحبزادی جو اوکاڑہ شہر میں رہائش پذیر ہیں اپنی رفاقت سے بے بے جی سرکار کی دلجوئی کرتی رہتی ہیں اور جملہ امور میں اپنی والدہ محترمہ کی مدد معاون ہیں۔ زائرین اور متوسلین کے لئے لنگر کا انتظام۔ عرس مبارک اور ختم مبارک کے ایام میں محافل کا اہتمام بے بے جی سرکار کی سرپرستی میں احسن طریقہ سے سرانجام پا رہا ہے۔

Marfat.com

تصرفات/مکاشفات: (۱) صوفی عنائت اللہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ چوہدری محمد اشرف صاحب چک 40/2-L جوڑے والا والے حسب عادت نماز جمعہ کے لئے حضرت کرمانوالا آئے ہوئے تھے۔ وہ باباجی سرکارؒ کے حجرہ کے باہر کھڑے تھے۔ باباجی سرکارؒ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو چوہدری اشرف صاحب کو بلا کر فرمایا۔ "چوہدری جی! کوئی فکر نہ کریں۔ رب کریم آپ کے بیٹے کو خیر کر دے گا" چوہدری صاحب کچھ سمجھ نہ پائے۔ انہوں نے خیال کیا کہ میں نے باباجی سرکارؒ سے تو کوئی بات نہیں کی۔ خدا خبر باباجی سرکارؒ کے ارشاد کا کیا مطلب ہے۔ مگر جب وہ بعد نماز جمعہ گھر پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ ان کی غیر حاضری میں ان کے لڑکے عابد پر کسی دشمن نے گولی چلائی تھی۔ مگر وہ محفوظ رہا۔ یہ باباجی کے کشف اور تصرف کا بین ثبوت ہے۔ کہ اپنے عقیدت مند کے بیٹے کو بچا بھی لیا اور اس کی خیریت سے آگاہ بھی کر دیا۔ اللہ اکبر!۔ ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی' ارادت ہو تو دیکھو ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(۲) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حاجی بشیر صاحب چک ۲۸ والے جو اب سعودی عرب کے شہر ریاض میں گھڑی ساز ہیں اپنی بیوی کی بیماری کے سلسلہ میں باباجی سرکارؒ سے دعا بھی کراتے اور دوا بھی لکھوا کر لے جاتے۔ مگر ان کی بیوی صحت یاب نہ ہوئی۔ جب وہ پاکستان آتے تو بیوی کی پریشانی میں ہی دن گزر جاتے۔ حاجی صاحب نے بتایا کہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اس مرتبہ باباجی سرکارؒ سے دعا کراؤنگا۔ اس کے بعد پھر نہیں جاؤں گا۔ میں نے اپنے ارادہ کا ذکر اپنی بیوی سے کیا تو اس نے منع کیا کہ ایسا مت کہو۔ مگر میں بضد تھا۔ چنانچہ میں باباجی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور خاموشی سے بیٹھ گیا۔ میں نے کوئی بات نہ کی تھی کہ باباجی سرکارؒ نے از خود فرمایا۔ "حاجی جی! اب ہم نے کوئی علاج نہیں کرنا۔ رب کریم خود خیر کر دے گا"۔ میں نے سنا اور بعد اجازت گھر چلا آیا۔ بس باباجی سرکارؒ کا فرمان حرف بحرف پورا ہوا اور میری بیوی کو صحت کاملہ ہو گئی اللہ اکبر۔ ؎

ہر درد ہر مرض کی دوا ہے تمہارے پاس
آتے ہیں سب یہیں کہ شفاء ہے تمہارے پاس

Marfat.com

(۳) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ باباجی سرکارؒ کے وصال کے بعد سید عبداللہ اقبال شاہ صاحب اسٹنٹ کمشنر ملتان نے مجھے بتایا کہ کمشنر ملتان ڈویژن نے انہیں (سید عبداللہ اقبال شاہ کو) ساٹھ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا کسی کیس میں سنائی۔ اور کاغذات جسٹس عبدالستار بنگالی کی کورٹ میں اسلام آباد میں بھیج دیئے۔ چنانچہ جسٹس صاحب نے ان کے بیانات قلمبند کرنے کے لئے انہیں اسلام آباد بلایا اور تعمیل حکم کے لئے سرکاری گاڑیٔ بھیج دی۔ سید عبداللہ اقبال شاہ صاحب کا بیان ہے کہ جب گاڑی اچانک میری رہائش گاہ پر پہنچی تو رات کا وقت تھا۔ میں گھر والوں کو بتائے بغیر کہ مبادا پریشان ہوں گے۔ اسلام آباد کے لئے روانہ ہوا۔ رات گئے تین بجے کے قریب ہم حضرت کرمانوالہ پہنچے۔ میں نے ڈرائیور کو یہاں ٹھہرنے کے لئے کہا۔ تاکہ مزار شریف پر فاتحہ پیش کروں۔ جب میں مزار شریف پر جانے کے لئے مسجد سے گزر رہا تھا تو ایک درویش کو کھڑا پایا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ملتان سے آرہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ تو اس نے کہا کہ باباجی سرکارؒ نے فرمایا تھا کہ پیر جی ملتان سے آرہے ہیں۔ انہوں نے ٹھہرنا بھی نہیں۔ ان کے لئے تازہ کھانا تیار کرو اور پانی گرم رکھو۔ سردی کا موسم ہے میں نے کہا کہ پہلے دربار شریف کی حاضری دے لوں۔ درویش نے کہا نہیں پہلے کھانا تناول فرمالیں۔ چنانچہ ہاتھ دھو کر کھانا تناول کیا اور اس کے بعد باباجی سرکارؒ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے عرض کیا حضور! آپ کو ملتان سے میری روانگی کا علم کیسے ہوا۔ میں نے تو گھر والوں کو بھی نہیں بتایا کہ اسلام آباد جا رہا ہوں۔ باباجی سرکارؒ نے فرمایا "پیر جی! بیلیاں دا پتہ لگ ای جاندا اے"۔ اللہ اکبر کتنی انکساری ہے اور کتنا کشف۔

بعد اجازت میں اسلام آباد کے لئے روانہ ہوا۔ اسلام آباد میں پہنچا تو کیس کی سماعت آٹھ بجے شام شروع ہوئی جسٹس صاحب نے دریافت کیا۔ تمہارا کوئی وکیل ہے میں نے نفی میں جواب دیا۔ کمشنر صاحب کی طرف سے دو وکیل پیش ہوئے۔ رات ساڑھے دس بجے تک بحث ہوتی رہی۔ کورٹ نے فیصلہ صادر کیا کہ کیس بالکل بے جان اور غلط ہے۔ کمشنر صاحب کے وکیل جرم ثابت نہیں کر سکے۔ جسٹس صاحب نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ اس کمشنر کو فوراً تبدیل کیا جائے۔ چنانچہ کمشنر ملتان کو کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا گیا۔ کس قدر مہربان تھے باباجی سرکارؒ اپنے عقیدت مندوں پر۔ سبحان اللہ

Marfat.com

باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

مولانا مفتی محمد حبیب اللہ چغتائی صاحب خطیب اعظم جامع مسجد غلہ منڈی کامونکی بیان کرتے ہیں کہ کامونکی کے کاروباری آدمی شیخ لطیف احمد صاحب اپنے گاہکوں سے رقم وصول کرنے کے لئے ساہیوال گئے۔ اس شہر سے واپسی پر وہ حضرت کرمانوالا شریف باباجی سرکار کی خدمت اقدس میں حاضری کے لئے رک گئے۔ حضرت قبلہ گنج کرم کے مزار شریف پر فاتحہ خوانی کے بعد وہ حضرت باباجی سرکار کی ملاقات کے لئے آپ کے حجرہ مبارک کی طرف آئے تو اپنا کیش بیگ کھوی کے ڈھیر میں جو صحن مسجد میں باباجی سرکار کے حجرہ مبارک کے سامنے تھا چھپا دیا اور خود بڑے اطمینان سے باباجی سرکار کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے اور سلام مودبانہ کے بعد مجلس میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "شیخ جی! اپنا کیش بیگ کھوی وچوں کڈھ لیاؤ تے اپنے کول سنبھال کے رکھو۔ متے کوئی لے جاوے"۔ شیخ صاحب حیران ہو گئے کہ باباجی سرکار پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں اور رخ بھی مسجد کی طرف نہیں بلکہ جانب مشرق ہے انہیں یہ کیونکر معلوم ہوا کہ میں نے اپنا بیگ کھوی کے ڈھیر میں چھپایا ہے۔ کشف عیانی کے بغیر یہ ناممکن ہے۔ بہرحال وہ اپنا بیگ اٹھا لائے اور اطمینان سے نورانی مجلس میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا "بھلیا! جدوں نقدی وغیرہ کول ہووے تے سفر وچ غافل نہیں ہونا چاہی دا' لاہور دا سفر اے دھیان نال جاویں"۔ شیخ صاحب بعد اجازت چلے آئے اور بس میں سوار ہو کر بسوئے لاہور سفر شروع کیا گرمی کا موسم تھا۔ انہیں نیند نے آلیا اور اپنے سامان وغیرہ سے غافل ہو گئے۔ باباجی سرکار نے عالم خواب میں انہیں خبردار کیا کہ "بھلیا! دوران سفر غافل نہ ہونا چاہئے اپنے بیگ کی حفاظت کر"۔ شیخ صاحب خواب غفلت سے چونکے اور ذرا ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے۔ نیند نے پھر غلبہ کیا تو باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے پھر جگا دیا۔ تیسری بار جب وہ پھر غافل ہو گئے تو باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "بھلیا! ہن لاہور آگیا اے ہن تے ہوش کر میں جاریا آں"۔ شیخ صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد پھر ان پر نیند کا غلبہ نہ ہوا اور وہ اپنے گھر کامونکی بخیرو عافیت پہنچ گئے۔ اللہ اکبر کس قدر مہربان تھے باباجی سرکار زائرین پر کہ پورے سفر میں شیخ صاحب کی حفاظت فرمائی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

Marfat.com

بحرِ کرم باباجی کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

محمد عبد التواب صدیقی ابن مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر صدیقی اچھروی لاہور

آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف کو کون نہیں جانتا۔ ایک ایسا آستانہ جہاں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو اپنی مصیبتوں سے چھٹکارا ملا ہو دکھیوں میں سہارا ملا ہو۔ غموں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو کنارہ ملا ہو جہاں چھوٹی اور بڑی سے بڑی بلکہ لاعلاج بیماریوں میں مبتلا لوگوں نے شفا پا کر یہ کہا ہو کہ کرمانوالا حقیقی معنوں میں کرمانوالا ہے۔ جس پر نظر کرم فرماتا ہے اس کے کرم جاگ جاتے ہیں۔

شرقپور شریف کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جہاں حضرت شیر ربانی غوث الزمانی میاں شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ساقی تشریف فرما ہیں اور خزانے لٹا رہے ہیں اسی عظیم ہستی نے پیر کرمانوالہ کو گنج کرم بنا کر خاص و عام کو فیضِ رحمت لوٹانے پر مامور فرمایا اور انہیں کے حکم سے حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے اوکاڑہ کے قریب ڈیرے لگا کر نقشبندی جھنڈا نصب فرمایا اور لاتعداد لوگوں کو مستفیض فرمایا یہی نہیں کہ یہاں سے عام لوگوں نے فیض حاصل کیا ہو بلکہ اس در سے مستفیض ہونے والوں میں مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ جیسی عالی شخصیت، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیاں اور بے شمار علماء مشائخ و فضلا شامل ہیں۔ گنج کرم سیدی و مرشدی حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالا کے وصال کے بعد آپ کے اول سجادہ نشین یعنی آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت بحر کرم پیر سید محمد علی شاہ کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے مظہرِ اتم تھے۔ جس طرح آپ کے والد گرامی نے در پر آنے والے ہر خاص و عام کی جھولیاں بھریں اسی طرح صاحبزادہ صاحب نے بھی کسی کو تشنہ واپس نہ جانے دیا آپ کو لوگ حضرت باباجی کہہ کر پکارا کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دو نور نظر تھے ایک حضرت موصوف جو کہ بڑے تھے اور دوسرے پیر سید عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال سن 1978ء میں ہوا چھوٹے لخت جگر (پوتے) کو حضرت قبلہ پیرجی کے لفظ سے یاد فرماتے اور حضرت موصوف کو باباجی کے پیارے خطاب سے مخاطب فرمایا کرتے تھے تو حضرت قبلہ کو سن کر ملنے والوں نے بھی حضرت موصوف کو باباجی کہنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

حضرت باباجی کی علمی محفلیں

چونکہ حضرت باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے اول اپنے والد گرامی سے اور بعد میں مختلف علماء سے باقاعدہ علوم دینیہ پڑھے۔ اس لئے آپ علم دوست تھے اور علمی محفل کو پسند فرماتے تھے۔ آپ کے علم دوست ہونے کی ایک دلیل آپ کے مرحوم مغفور بیٹے حضرت مخزن کرم پیر سید غضنفر علی شاہ تھے جن کو آپ نے درس نظامی مکمل کروانے کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے اسلامیات تک کی تعلیم دلوائی مزید تعلیم بھی جاری رہتی مگر حضرت باباجی کی ناسازی طبع کی بنا پر اسی پر اکتفا کرنا پڑا بڑے حضرت قبلہ کی طرح آپ کی محفلوں میں بھی ملک کے نامور مشائخ و علماء حاضر ہوا کرتے تھے اور پھر مختلف مسائل پر خوب روشنی ڈالی جاتی۔ یہ بات کافی مرتبہ مشاہدہ میں آئی کہ اگر کسی عالم دین کے ذہن میں یہ آتا کہ باباجی کی علمی قابلیت قابل ذکر نہیں تو فوراً آپ نظر بصیرت سے پہچان جاتے اور دوران گفتگو ایسا مسئلہ چھیڑ دیتے جس کو محفل میں بیٹھے ہوئے علماء حل کرنے سے قاصر ہوتے یا کماحقہ حل نہ کر پاتے۔ تو آخر میں باباجی رحمتہ اللہ علیہ ایسا نفیس اور علمی اور سادہ لفظوں میں حل فرماتے کہ سننے والے داد تحسین دینے پر مجبور ہو جاتے اور قلبی تخیلات کا بھی ازالہ ہو جاتا۔

کشف

کشف پر علماء کرام نے بہت کچھ تحریر فرمایا ہے اس جگہ نہایت اختصار کرتے ہوئے قرآن پاک سے ایک آیت تحریر کرتا ہوں:-

قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون O سورہ التوبہ آیت 105

ترجمہ۔ اے نبی فرمادو عمل کرو۔ عنقریب اللہ بھی تمہارے عمل کو دیکھ لے گا اور اس کا رسول بھی اور مومن خاص بھی۔

اس آیت کریمہ میں رویت باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور رویت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد رویت اہل اللہ کا ذکر بھی ہے جس کو کشف سے تعبیر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حدیث پاک بھی ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:-

اتقوا من فراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ

Marfat.com

ترجمہ - مومن خاص کی فراست سے بچو بے شک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے مومن خاص کی اس رؤیت کو بھی کشف سے تعبیر کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں علماء وقت نے صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک کشفِ اولیاء کو تسلیم کیا ہے جس میں شک شبہ کی گنجائش نہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کا کشف مشہور ہے۔ خصوصاً ہمارے مشائخ کرام میں حضرت شیر ربانی سلطان الاولیاء میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کا کشف اور سیدی مرشدی گنج کرم حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا کشف جو ان کو پیر و مرشد حضرت شرقپوری سے عطا ہوا بہت مشہور تھا یہ وہ کشف کمال رکھنے والے لوگ تھے جو اعمال تو درکنار دل دماغ میں آنے والے خیالات کو بھی جان لیتے تھے۔ اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نہایت مختصر واقعات نمونہ کے طور سپرد تحریر کرتا ہوں:-

کشف باباجیؒ

ایک دفعہ فقیر (راقم الحروف) اور میرے برادر اکبر مولانا عبدالوہاب صدیقی اور ہمارے ساتھی جاوید صاحب جو کہ آج کل مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ عرس کے موقعہ پر کرمانوالہ جا رہے تھے۔ کہ راستے میں باتیں شروع ہوئیں۔ ہمارے ساتھی جاوید صاحب کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے اسے راستہ میں ہی مشورہ دیا۔ کہ باباجی سے شادی کے لئے دعا کروانا۔ وہ کہنے لگے مجھے باباجی کے حضور ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ خیر ہم حاضر ہوئے۔ حسب دستور حال احوال پوچھنے کے بعد جاوید صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ کیوں بھئی! آج کل تمہاری شادی کی باتیں ہوتی ہیں تو تم شرم کرتے رہتے ہو۔ یہ تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس میں کیا شرم کرنی۔ شرم تو خلاف سنت باتوں میں چاہئے۔ اور جاوید صاحب پھر بھی خاموش رہے۔ ہم نے اشارہ کیا کہ اب تو دعا کے لئے عرض کرو۔ لیکن وہ نہ بولے۔ تو حضرت باباجی کمال شفقت و محبت کے ساتھ فرمانے لگے۔ کوئی بات نہیں اللہ کریم کرم فرمادے گا جلدی شادی ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ii) حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک تھا۔ حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ مغربی جانب ملک سردار محمد صاحب کے مکان میں آکر ٹھہرتے۔ سلام کرنے کے بعد عرس کے ایام میں سارا وقت اسی مکان میں

Marfat.com

گزارتے۔ مریدین و معتقدین حضرات کو اس مکان کا علم تھا۔ حضرت باباجی کو ملنے کے لئے اسی مکان میں حاضر ہوتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فقیر (راقم الحروف) اور میرے بڑے بھائی ہم دونوں ملنے کے لئے وہاں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت باباجی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس صرف ایک شخص موجود تھا غالباً یہ کوئی آپ کا خادم خاص ہوگا جو خدمت کے لئے آیا ہوگا۔ اور کوئی آدمی اس وقت موجود نہیں تھا۔ اور یہ ایک اتفاق تھا۔ ورنہ ہم جب بھی باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے متعدد افراد کو موجود پایا۔ یہ تنہائی دیکھ کر ہم حیران ہوئے۔ میں دل ہی دل میں کہنے لگا۔ کہ آج عجیب مسئلہ ہے باباجی کے پاس کوئی آدمی ملنے کیے لئے نہیں آیا۔ بس چند سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ حضرت باباجی کی نگاہ فراست نے فوراً جان لیا اور بڑے مسکراتے ہوئے چہرے سے اور نہایت سادہ انداز میں ارشاد فرمانے لگے مولوی جی! لوگوں کا کیا ہے اللہ کا بندہ اگر چاہے تو اپنے تصرف سے جتنے چاہے لوگ اکٹھے کرلے۔ اللہ کے بندے کے سامنے یہ کوئی بڑا کام نہیں۔ بس اتنا فرمانا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے کثرت سے لوگ حاضر ہونے لگے مکان بھر گیا۔ یہاں تک کہ صاحب خانہ نے آپ کی اجازت سے پہلے سے آئے ہوئے لوگوں کو گزارش کی کہ آپ لوگ اجازت لے لیں دوسرے آنے والوں کو موقعہ دیں۔ معاً ہمارے دل میں خیال آیا کہ ہم سب سے پہلے آئے تھے۔ ہمیں بھی اجازت لینی چاہئے۔ تاکہ دوسروں کو موقع ملے۔ تو حضرت باباجی نے فوراً ہمیں مخاطب کرکے فرمایا مولوی جی! آپ ابھی یہاں ہی رہیں۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ دل میں آنے والی بات کو اللہ کے بندے کس طرح آناً فاناً جان لیتے ہیں۔

(iii) ایک مرتبہ یہ فقیر (راقم الحروف) حضرت باباجی کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا تو طبیعت کچھ ناساز تھی میں نے حضرت باباجی سے عرض کی حضور طبیعت ٹھیک نہیں۔ حضرت باباجی فرمانے لگے کوئی بات نہیں اللہ کریم خیر فرمادے گا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ حضرت نہ تو تعویذ دیتے ہیں۔ نہ پانی دم کرکے دیتے ہیں ورنہ میں کم از کم آج پانی دم کرواکے پیتا تو فوراً ٹھیک ہوجاتا۔ یہ بات دل میں چند ساعت کے لئے آئی ختم ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد باباجی نے حافظ حق نواز صاحب کو بلا کر فرمایا حافظ جی مجھے پانی پلائیں۔ حافظ صاحب پانی لے آئے۔ خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے آدھا پانی خود پیا۔ اور آدھا پانی بچا کر مجھے فرمانے لگے یہ آپ پی لیں۔ مجھے اپنی بات قطعاً یاد نہ تھی کہ میں نے ابھی کیا سوچا تھا۔ میں نے تعمیل

Marfat.com

ارشاد میں پانی پی لیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ نے پھر پانی منگوایا۔ پھر آدھا خود نوش فرمایا اور آدھا مجھے دے کر فرمانے لگے اور پی لیں۔ چونکہ میرے دماغ سے اپنی بات نکل چکی تھی میں نے سمجھا کہ باباجی شاید اس لئے اور پانی عطا فرما رہے ہیں۔ کہ مجھے پیاس ہوگی۔ میں نے عرض کیا باباجی! مجھے مزید پیاس نہیں ویسے دل نے کہا کہ باباجی کا بچا ہوا پانی چھوڑنا نہیں چاہئے۔ مگر پیٹ میں واقعی جگہ نہ تھی۔ اس لئے میں نہ پی سکا۔ تو حضرت باباجی تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے مولوی جی! ایسے لوگ سوچتے ہیں کہ نہیں مانگا ہوا پانی نہیں ملتا۔ اور اگر دینے والا دے تو پھر کہتے ہیں۔ گنجائش نہیں۔ مولوی جی اللہ کے بندے تو ضرورت سے بڑھ کر عطا کرتے ہیں۔ تب مجھے اپنی سوچی ہوئی بات یاد آگئی۔ تو میں نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ یا اللہ شکر ہے تو نے ہمیں مانگنے کو وہ آستانہ عطا فرمایا ہے جو ضرورت سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے۔

حضرت باباجیؒ کی عظیم کرامت

غالباً 1973ء کی بات ہے کہ فقیر (راقم الحروف) کو باباجی سرکار کے ساتھ مجھے حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہم میدان منیٰ میں تھے۔ اور ذوالحج کی گیارہ تاریخ۔ حجاج کرام کی عدم احتیاط سے خیموں میں آگ لگ گئی۔ چاروں طرف شور مچ گیا۔ میں بھاگ کر باباجی کے خیمہ میں حاضر ہوا کہ اطلاع دوں۔ باباجی اس وقت نماز ظہر ادا فرما رہے تھے۔ اور تشہد میں تھے۔ میں نے دوران نماز بولنے کی جرأت نہ کی۔ اور جیسے ہی آپ نے نماز ختم کی میں نے فوراً عرض کیا باباجی! خیموں میں آگ لگ گئی ہے اٹھئے باہر چلیں۔ بازو سے تھاما۔ جلدی جلدی باباجی کو لے کر خیمہ سے نکلا۔ اور قریب کو ہری (پل) تھی۔ اس پر چڑھ گیا۔ بلندی پر جا کر دیکھا۔ کہ آگ کا رخ بھی ہمارے خیموں کی طرف ہے۔ اور اس طرف بے شمار خیمے تھے۔ بہت نقصان کا خطرہ تھا۔ گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں کے باوجود فائر بریگیڈ کا عملہ آگ پر قابو نہیں پا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا باباجی! آگ کا رخ پہاڑ کی طرف ہو جائے تو ہمارے اور ہزاروں لوگوں کے خیمے جلنے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ جب کہ پہاڑ کی طرف بہت کم خیمے تھے۔ حضرت باباجی فرمانے لگے مولوی جی! بعض اللہ کے ولی اگر ہاتھ سے یوں آگ کو اشارہ فرما دیں تو آگ اپنا رخ تبدیل کر لیتی ہے۔ اور ساتھ ہی اشارہ بھی فرما دیا دیکھتے دیکھتے آگ نے اپنا رخ تبدیل کر لیا۔ اور پہاڑ کی جانب چند خیموں کو جلا کر ختم ہو گئی۔

Marfat.com

باباجی کی دینوی اور اُخروی شفقت

فقیر (راقم الحروف) براستہ انگلینڈ اپنے برادر مکرم علامہ عبد الوہاب صدیقی کے ہمراہ حج کرنے کے لئے آیا۔ تو اتفاق کہ حضرت باباجی بھی امسال حج پر موجود تھے چونکہ پاکستان سے آنے والے حجاج کے خیمے الگ اور یورپ سے آنے والے حجاج کے خیمے الگ ہوتے ہیں اس لئے اس مرتبہ ہمارے خیمے حضرت باباجی کے خیمے سے کچھ دور تھے۔ حضرت باباجی قیام منیٰ کے دوران میں اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ شاید چہل قدمی کی نیت ہوگی۔ اور ہمارے خیموں کا رخ کیا۔ تھوڑی دور جاکر آپ تھک گئے۔ اور آرام کی نیت سے ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اور اپنے خادم کو فرمایا تم جاؤ اور مولانا عبد التواب اور مولانا عبد الوہاب صاحبان کو بلا لاؤ۔ خادم آیا تو ہم دونوں بھائی بڑی تیزی سے چلتے ہوئے باباجی کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ہمیں دیکھ کر آپ بڑے خوش ہوئے اور ہم دونوں بھائیوں کا سہارا لے کر چلنے لگے۔ دائیں طرف عبد الوہاب صدیقی تھے۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک ان کے کندھے پر رکھا اور بائیں طرف فقیر (عبد التواب) تھا۔ بایاں ہاتھ مبارک میرے کندھے پر تھا۔ اور خراماں خراماں ہمیں ساتھ لیکر باباجی چل رہے تھے۔ کہ اچانک چہرا مبارک سرخ ہوگیا۔ جیسے بڑی راحت اور خوشی پائی ہو۔ جمالِ خداوندی کے عظیم مظہر نے مسکراتے ہوئے مگر قدرے جوش سے ارشاد فرمایا۔ مولوی جی! ہم حشر کے میدان میں بھی ایسے ہی چلے گیں۔ الحمد للہ یہ حضرت باباجی کی کمال شفقت تھی کہ آپ نے ہمیں دنیا کے ساتھ ساتھ حشر کا ساتھی ہونے کا بھی شرف بخش دیا آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت باباجی مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ہم پر اب تک شفقت فرماتے رہے ہیں قبر میں تشریف لے جانے کے بعد بھی ہم سب کو اپنی نگاہ کرم میں رکھیں اور یوں گنج کرم اور بحر کرم حسب دستور کرم فرماتے رہیں اور طالبینِ کرام حصولِ کرم کے بعد آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ کے گن گاتے رہیں۔ اور رہی سہی کسر اس وقت نکل جائے گی۔ جب بحر کرم حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں جانب لیٹے ہوئے مخزن کرم حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمتہ اللہ نے بھی منگتوں کو خزانے عطا فرما دیئے

Marfat.com

قبلہ حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

قطب دوراں' پیر پیراں' زبدۃ العارفین قبلہ عالم پیر سید محمد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی چند کرامات' مکاشفات' ملفوظات' ذرہ ناچیز' حقیر' پر تقصیر' محمد عنایت احمد نقشبندی عرض کرتا ہے۔ قبلہ باباجی علیہ رحمت غوث زماں' پیر دستگیر حضرت کرمانوالی سرکار کے نور نظر "الوالدو سرابیہ۔" کے مظہر تھے۔ اس ناچیز نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اولیاء اللہ کی جو تعریف پڑھی ہے۔ وہ آپ میں موجود تھی۔

ولی کی تعریف= ولی کے معنی ہیں اللہ کا دوست اللہ کے قرب والا۔ اللہ کے دین کا مدد گار۔ سچا ولی اللہ تعالی سے ہر حال میں راضی رہتا ہے۔ اسے نہ کوئی غم اور نہ ہی کسی سے خوف ہوتا ہے۔ اولیائے کرام ہر دم کتاب اور سنت پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ ان کا قول' فعل اور ہر کام اسوہ حسنہ رسول مقبول ﷺ کی اتباع میں ہوتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ حق تعالی سبحانہ جس کو دوست رکھتا ہے۔ ان کو تین خصلتیں عطا فرماتا ہے (۱) سخاوت دریا کی مانند (۲) شفقت آفتاب کی مانند (۳) تواضع زمین کی مانند۔ یہ قدسی نفوس نور نبوت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ لوگ ان کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے لئے جاتے ہیں۔ طالبین کی دعائیں ان کے توسل سے قبول ہوتی ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا کہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "واذار اوذکر اللہ۔" اور جنہیں دیکھنے سے خدا یاد آجائے۔ امام العارفین خواجہ محمد علی حکیم ترمذیؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے اپنی کتاب "نوادرالرسول فی احادیث الرسول ﷺ" میں فرماتے ہیں۔ کہ ولی کا دل انوار جلال الہی کی کان ہے۔ اور ہیبت کبریا اس کی قربت ہے۔ اور ولی کے چہرے کی تازگی اور نور اس کے سبب سے ہوتا ہے۔ پس جب مومن بندے کا دل اس نور کی پاکیزگی سے زندہ ہوتا ہے۔ تو اس کا عکس اس کی پیشانی پر ظاہر

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اور اس کے چہرے پر چمکتا ہے۔ پھر جو اس ولی کی طرف دیکھتا ہے۔ اسے خدا یاد آجاتا ہے۔ حضور باباجی رحمتہ اللہ علیہ میں یہ چیزیں اللہ کے کرم سے نبی الکریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے اور قطب زماں حضرت صاحب کی نظر عنایت سے پائی جاتی تھیں۔ جیسا کہ قطب ربانی' شہباز لامکانی' شیخ حضرت غوث الاعظمؒ "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں کہ بندے کو جب قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے تو "انما امرہ اذا اراد شیأ ان یقول لہ کن فیکون" کے مقام پر فائز ہوجاتا ہے۔ یہ چیز رب العزت نے باباجی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرمائی تھی۔

کرامات = ۱۔ بندہ ناچیز اور حاجی ارشاد صاحب (جو ہماری مسجد کے منتظم ہیں۔) باباجی سرکار کی قدم بوسی کے لئے کرمانوالا شریف حاضر ہوئے۔ تو حاجی صاحب نے عرض کیا کہ مولوی صاحب کا مکان نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا "اچھا مکان نہیں۔۔۔۔۔ تو بنا بنایا لے لیتے ہیں۔" حاجی صاحب نے عرض کی کہ اتنی قیمت کہاں سے لائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا "اللہ کریم کرم فرمائے گا۔" اس کے بعد آپ کی نگاہ کرم سے مکہ کالونی میں چند دنوں میں مکان بن گیا۔

۲۔ ایک مرتبہ مولانا نور محمد صاحب (جو میرے پیر بھائی ہیں) ہم دونوں قدم بوسی کیلئے حاضر ہوئے۔ تو باباجی نے فرمایا "مولوی جی بعض لوگ دوسرے لوگوں کے وظائف پڑھتے ہیں اور حضرت صاحب کا بتایا ہوا (درود شریف) نہیں پڑھتے۔" (کیونکہ مولوی نور محمد صاحب کو دوسرے وضائف کا بہت شوق تھا۔) پھر ہم دونوں دربار شریف پر چلے گئے۔ جب واپس آئے تو مولوی نور محمد صاحب نے عرض کی کہ حضور مجھے حج کروائیں۔ جیسا کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت صاحب نے مجھے کروایا تھا۔ کہ میرے پاس پائی بھی نہ تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ کرم فرمائے گا۔ تو میں اسی سال بیت المقدس' عراق ہر جگہ کی حاضری کے بعد کعبہ اور بارگاہ رسالت ﷺ کی حاضری کے بعد واپس آیا۔ تو آپ جلال میں آگئے۔ فرمایا "حج ایک مرتبہ آپ نے کرلیا ہے وہی کافی ہے۔" مولوی صاحب نے عرض کی کہ آپ مجھے یہاں سے ہی بیٹھے بٹھائے زیارت کروادیں۔ آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ "آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔" اس کے بعد ازان ہوئی اور آپ نے خود امامت فرمائی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ

Marfat.com

مولوی صاحب نے جلد بازی کی ہے۔ آپ خود ہی کرم فرمادیتے اور پھر مجھے ارشاد فرمایا کہ "گھبراؤ نہیں انشاء اللہ نبی کریم ﷺ کرم فرمائیں گے۔ آپ کو اس سال ہی حج کی سعادت نصیب ہوگی۔" آپ کے کرم سے مجھے حج نصیب ہوا کہ میرے پاس ۱۰ روپے بھی نہیں تھے۔ اللہ کے ایک بندے نے مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا کہ آپ میرا نام نہ لیں اور حج کے تمام اخراجات میں اکیلا ہی ادا کروں گا۔ اللہ اکبر۔

۳۔ مسجد کی حالت بہت خستہ تھی۔ حالانکہ یہاں (گلبرگ) میں اچھے کھاتے پیتے لوگ رہتے ہیں میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو تین مرتبہ آپ نے فرمایا "کہ مسجد کا کیا حال ہے" ناچیز نے عرض کی الحمدللہ ٹھیک ہے۔ جب میں واپس آیا تو دوسرے دن جمعہ تھا۔ مسجد کمیٹی کے صدر "سید نوید شاہ صاحب گیلانی" نے ارشاد فرمایا کہ معمار بلا کر کام شروع کروائیں۔ پھر پتہ نہیں کہ کیسے کام بنا۔ یہ ہے آپ کا کرم آپ قطب زماں کی طرح یعنی اعلیٰ حضرت صاحب کی طرح جو فرمادیتے ہوجاتا۔

ملفوظات= ایک مرتبہ بندہ ناچیز اور محمد اشرف بٹ صاحب ہم دونوں کرمانوالہ شریف باباجی کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوئے۔ راستے میں وضو کے متعلق بات ہوئی۔ کہ وضو میں چار فرض کیوں ہیں۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا "مولوی صاحب کیا حال ہے؟" اور بٹ صاحب سے ملے اور تھوڑی دیر کے بعد وضو کے اوپر گفتگو فرمائی۔ ہم لوگ حیران ہوگئے۔ باباجی نے ایسا عارفانہ بیان فرمایا "کہ وضو میں چار فرائض اس لئے ہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو پہلی لغزش صادر ہوئی یعنی گندم کھانا اس میں ان ہی چار اعضاء نے کام کیا تھا۔ کہ دماغ میں کھانے کا خیال آیا۔ پاؤں ادھر چلے۔ ہاتھ سے گندم کا دانہ پکڑا' منہ شریف نے کھایا۔ لہٰذا حکم ہوا کہ نماز کیلئے ان ہی چار اعضاء پہ پانی پہنچاؤ۔ سبحان اللہ۔

ایک مرتبہ قدم بوسی کیلئے ناچیز حاضر ہوا آپ قطب عالم حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور ملک سردار محمد صاحب کے گھر قیام پذیر تھے۔ (جو لال مسجد کے قریب ہے۔) تو آپ

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا "کہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے چوبیس حروف ہیں اور چوبیس گھنٹے اللہ کی یاد میں گزارنے چاہیں۔" اور فرمایا کہ "نفی سات قسم کی ہے پہلی لامعبودالا اللہ دوسری لامقصود الااللہ' تیسری لا محبوب الااللہ' چوتھی لاموجود الااللہ پانچویں "میں نہیں"۔ چھٹی "جہاں نہیں" ساتویں "جو سمجھ میں آئے خدا نہیں۔"

باباجی کو رب العزت نے "وعلمنه من لدنا علما☆" عطا فرمایا تھا۔ آپ حضرت صاحب قطب زماں کی طرح علم و عرفان کی بارش فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تین سال کا تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے سارے علوم پڑھادیئے تھے۔ ایک مرتبہ بندہ کرمانوالا شریف قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا "کہ حضرت صاحب نے مجھے تین قسم کا علم عطا فرمایا ہے۔ ایک عام لوگوں کے لئے' ایک خاص لوگوں کیلئے' اور ایک فرمایا کہ کسی کو نہ بتانا۔" فرمایا کہ "حضرت صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ اللہ نے نبی کریم ﷺ کے صدقے سے اور میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ رحمت سے مجھے دیا ہے۔ وہ سب کچھ میں نے آپ کو (باباجی) عطا کیا۔" (یہ جملہ حضرت صاحب نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔)

آپ کے وصال سے قبل چند احباب میرے ساتھ تھے۔ بابا ہدایت اللہ (جو حضرت شیخ المشائخ میاں جمیل احمد صاحب کا مرید ہے۔) اور حاجی محمد شریف اور چند حضرات حاضر ہوئے۔ جب کرمانوالا شریف پہنچے تو اذان ہو رہی تھی۔ وضو کیا اور نماز کے بعد ہم دربار شریف پر چلے گئے۔ کیونکہ باباجی کے حجرہ مبارک میں بہت ہجوم تھا۔ تو میں نے سوچا کہ تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوں گے۔ ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا۔ جو لاہور سے مولوی صاحب آئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو آدمی آئے ہیں وہ جلدی اندر آئیں۔ جب خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت عجیب کیفیت تھی۔ باباجی نے فرمایا کہ "حضرت صاحب کی مسجد تیار ہوگئی ہے۔ کتنا بڑا صحن ہے۔" میں نے عرض کی حضور بہت بڑا صحن ہے۔ ہدایت اللہ نے کہا کہ میاں میر صاحب کی مسجد کا صحن بہت بڑا ہے حضرت باباجی سرکار نے فرمایا کہ "آپ نے میاں میرؒ صاحب دربار دیکھا ہے؟------ وہ

Marfat.com

کیسا ہے؟ فرمایا وہ صحن مسجد کا نہیں مزار کا احاطہ ہے۔" ہدایت اللہ صاحب نے عرض کی کہ مجھے بڑا شوق تھا آپ کی زیارت کا' میں میاں جمیل احمد صاحب کا مرید ہوں آپ نے فرمایا "میاں جمیل احمد صاحب مجھ سے عمر میں کم ہیں۔ اور قبلہ میاں غلام احمد صاحب مجھ سے بڑے ہیں۔ پھر میاں صاحب کی چند کرامتیں بیان فرمائیں۔ اور فرمایا "میاں صاحب علیہ رحمت نے پانچ روپے حضرت صاحب کو عطا فرمائے تھے۔ اور وہ 5 روپے ابھی تک چل رہے ہیں۔ اور فرمایا کہ حضرت صاحب علیہ رحمت قطب الاقطاب نے یہ بھی فرمایا کہ آپ نے صدیق اکبرؓ کی سنت ادا کردی ہے۔ کیونکہ آپ سب کچھ نذر کردیتے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ "میاں عبدالحکیم علیہ رحمت نے دلی کی جامع مسجد جس کا رخ ٹیڑھا ہوگیا تھا۔ اسے سیدھا کیا تو کیا پڑھا تھا۔" چھو کیا تھا"؟ پھر آپ نے فرمایا "نہیں انہوں نے اللہ ہو پڑھا تھا۔" اور بندہ ناچیز بالکل قریب تھا۔ تو باباجی رحمت اللہ علیہ نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر میری طرف اشارہ فرمایا کہ "سب کچھ اللہ ہو میں ہے۔" اور ارشاد فرمایا کہ "آب حیات پی کر بھی آخر مرنا ہے۔" گویا آپ الوداع فرما رہے تھے۔

اس کے بعد چند یوم گزرے تھے کہ ہدایت کا سورج بظاہر دنیا فانی سے غروب ہوگیا۔ رب العزت کروڑوں رحمتیں آپ کی قبراقدس پر برسائے۔ (آمین)

کیا لکھوں عمریں ختم ہوجائیں پھر بھی آپ کے کمالات نہیں بیان ہوسکتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ "کرامت کو ظاہر نہ کرنا' یہ بڑی کرامت ہے۔" فرمایا "جب حج کا موقعہ آتا ہے تو دل اڑنے لگتا ہے۔" آپ خلوت اور جلوت میں ادب کی تلقین فرماتے اور فرماتے کہ دین ادب ہی تو ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی تعریف میں "رطب اللسان رہتے"۔

حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے موقعہ پر ملک صاحب کے گھر تشریف فرماتھے۔ ناچیز حاضر ہوا میرے ساتھ چند اور بھی احباب تھے۔ فرمایا "میں تو یہاں ہی بیٹھا رہتا ہوں۔ ہجوم کی وجہ سے دربار شریف میں نہیں حاضر ہوتا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آپ یہاں سے ہی چلے جاتے ہوں

Marfat.com

گے۔ فرمایا "برکناحولہ"۔۔۔۔۔۔ اتنے روشن ضمیر تھے۔ فرمایا "داتا صاحب قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ بزرگوں سے پہلے بزرگ ہیں۔ پھر ایک شخص حاضر ہوا اس نے دعا کیلئے عرض کی باباجی علیہ رحمت نے حضرت بابافرید گنج شکر علیہ رحمت کا شعر پڑھا۔

اٹھ فریدا ستیا چڑھ کوٹھے تے تک، گھر گھر لگ گئی اے اگ
اک تو ہی نہیں دکھی، دکھی اے سارا جگ

فرمایا "اللہ اللہ بس باقی سب ہوس" فرمایا "غفلت سب سے بڑی بیماری ہے۔" فرمایا "مچھلی کھانے کے بعد جب پیٹ میں جاتی ہے۔ تو بھی پانی مانگتی ہے۔ کیونکہ اس کے ذروں میں پیاس کی تاثیر ہوتی ہے۔" اور اللہ والے جو ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ ان کی کیا شان ہے۔ فرمایا "واذکر ربک اذانسیت"

ترجمہ = اور ایسے یاد کر اللہ کو کہ اپنے آپ کو بھی بھول جا۔"

باباجی سرکارؒ۔ پیرجی سرکارؒ .بیلیوں کے ہمراہ دعا فرما رہے ہیں

Marfat.com

متوسلین دربار عالیہ حضرت کرمانوالا شریف کے لئے دو تاریک اور سیاہ دن

اول وہ دن جب باباجی سرکار کو سم قاتل سے ہلاک کرنے کی کوشش ہوئی

دوم وہ دن جب پیر جی سرکار کو کار کے حادثہ میں پیٹ کے اندر "گہری" چوٹ آئی

انسانی انمول زندگی کو زہر دے کر ختم کرنے کا طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ ہمارے آقا و مولے نبی مکرم رسول معظم رحمت للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کو بھی غزوہ خیبر کے موقعہ پر ایک یہودن نے گوشت میں زہر ملا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ حضرت امام حسن ابن علی المرتضیٰ شیر خدا کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے زہر کھلا کر ہلاک کر دیا۔ مگر ان دو واقعات میں مقاصد پنہاں تھے۔ مگر یہاں تو کسی سے دشمنی نہ تھی۔ نہ دنیاوی جاہ و حشمت جو وہ بدبخت انسان غصب کرنا چاہتا ہو گا۔

باباجی سرکار ایک مرنجاں مرنج انسان تھے۔ خلیق، شفیق پابند عہد پیمان تھے۔ صورت اور سیرت میں اپنے پدر بزرگوار کا مرقع تھے۔ علم و حلم کا پیکر تھے۔ زہد و تقویٰ میں آپ اپنی مثال تھے۔ سادگی، نفاست اور نظافت میں بدرجہ کمال تھے۔ صاحب کردار تھے۔ حافظ، عاشقان رسول کے علم بردار تھے۔ جود و سخا میں بحر بیکراں تھے۔ میانہ روش اور متحمل مزاج بے گماں تھے۔ نہ کسی کو ستایا کہ وہ انتقام پر تل جائے اور نہ کسی کی حق تلفی کی کہ پارسائی کا بھرم کھل جائے۔ تو پھر اس پاگل کمینے رذیل انسان نے ایسا کیوں کیا؟ یہ تو تب ہی پتہ چلتا اگر باباجی سرکار کسی کا نام لیتے۔ مگر آپ نے زبان بند رکھی اور حضرت امام عالی مقام حضرت حسنؑ کی سنت پر عمل کیا۔ نیز واضح کر دیا کہ جس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کسی سے انتقام نہ لیا تھا۔ حضرت باباجی نے بھی جانتے ہوئے اس ازلی بدبخت کا نام نہ لیا۔ زندگی کے آخری ایام میں اسی زہر کا اثر نمودار ہوا اور باباجی سرکار چند دن بیمار رہ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ارے ظالم بدبخت انسان تجھے اس فعل بد سے کیا حاصل ہوا۔ تو نے اپنی عاقبت خراب کر لی۔ اور متوسلین دربار حضرت کرمانوالا شریف کو باباجی سرکار کے فیض سے محروم کر دیا۔ اُف تیرا ستیاناس!

Marfat.com

پیر جی کی کار کو حادثہ لاہور سے حضرت کرمانوالا آتے ہوئے پتوکی کے قریب نومبر 1989ء کو پیش آیا۔ گو کار میں سوار سبھی تو معجزانہ طور پر بچ گئے۔ اور پیر جی کو ظاہری چوٹ یا زخم کوئی نہ تھا۔ مگر پیٹ میں ایک "گجھ" زخم ایسا آیا جو بتدریج رسولی کی شکل اختیار کرتے کرتے بالآخر بلڈ کینسر پر ختم ہوا اور جان لیوا ثابت ہوا۔ ابتداً اتفاق ہسپتال میں دو دفعہ آپریشن ہوا مگر زخم مندمل نہ ہوتا تھا۔ جب خطرہ بڑھا تو چوٹی کے ڈاکٹروں نے لنڈن جانے کا مشورہ دیا۔ باباجی سرکار کیلئے لنڈن میں قیام اور وہاں بڑے سے بڑے ہسپتال میں داخلہ ادنٰی سی بات تھی۔ کہ وہاں کرمانوالا شریف دربار کے ہزاروں دیوانے موجود ہیں۔ جو چشم براہ رہتے ہیں کہ کب کوئی حضرت کرمانوالے دربار سے آئے اور یہ ان کی کفش برداری کریں۔ مگر بات تو قسمت کی تھی۔ پیر جی سرکار کو بیماری کی تکلیف صبر آزما تھی۔ اور حضرت باباجی سرکار کو اکلوتے بیٹے کی مہلک بیماری کا غم کھائے جا رہا تھا۔ گو باباجی سرکار کسی دم بھی مایوس نہ ہوئے اور پیر جی سرکار بھی ہر آپریشن کیلئے تیار نظر آئے۔ تاکہ والدین شریفین کی آنکھیں ان کی زندگی کی بقا سے ٹھنڈی رہیں۔ ایسے انجکشن لگائے گئے کہ سر اور ریش مبارک کے بال گر گئے۔ ایک ٹانگ کاٹ دی گئی۔ مگر سب نے ایسی کڑی شرائط موت سے مقابلہ کیلئے قبول کرلیں۔ مگر موت تھی کہ اس نے پیچھا نہ چھوڑا۔

جوں جوں بیماری طول پکڑتی گئی۔ متوسلین، رشتہ داروں اور عزیزوں کی دعائیں بھی طویل اور عریض ہوتی گئیں۔ صدقہ خیرات میں بلا کی تیزی آتی گئی کہ دن میں کئی کئی جانور ذبح کئے گئے۔ مریدین میں سے بعض نے جان کے نذرانے بھی پیش کئے۔ مگر خدا خبر پیر جی سرکار کی زندگی کتنی انمول تھی کہ ہزاروں انسانوں کا نذرانہ قدرت نے قبول نہ کیا۔ بابر بادشاہ نے اپنے پیارے بیٹے ہمایوں کی زندگی بچانے کیلئے اپنی ایک جان کا نذرانہ پیش کیا تو قبول کرلیا گیا۔ مگر یہاں تو حالات ہی کچھ اور تھے۔ 63 اور 36 کی زنجیر سے پیر جی بندھے ہوئے تھے۔ پیر جی کا یہی نعرہ تھا۔ نگاہ کرم یا رسول اللہ نگاہ کرم۔ بس نگاہ کرم ہی انہیں دربار رسالت کے قرب میں لئے جا رہی تھی۔ اور یہ مقام ظاہری موت سے ہی حاصل ہو سکتا تھا۔ ؎

زجام حب تو مستم، بزنجیر دل بستم
نمی گویم کہ من ہستم، سخن داں یا رسول اللہ (جامی)

Marfat.com

ماں کی ممتا کیا کچھ نہ کرتی ہوگی۔ اور کیا کچھ نہ سوچتی ہوگی اور وہ وقت کتنا کرب انگیز اور پریشانی کا ہوگا۔ جب پیرجی لنڈن سے 13 فروری 1992ء واپس تشریف لائے تو بچیوں نے باپ کو نہ پہچانا۔ گفتی ناگفتی کے مضمون شمارہ جنوری۔ مارچ 93 صفحہ 80 میں ایک فقرہ ایسا ہے جو ہر صاحب اولاد کے دل کو ہلا دیتا ہے۔ دماغ ماؤف کر دیتا ہے کہ خدایا ظاہری شکل میں اتنا تغیر اللہ اکبر ------- پیرجی اب آپنے آقا مولیٰ نبی کریم کی شفقت بھری محفل میں جا رہے تھے۔ چاہتے تھے کہ دیار غیر کی بجائے والدین کے سایہ میں یہ سعادت حاصل ہو۔ لہذا واپس چلے آئے۔ دوسرا مقصد یہ بھی تھا کہ وہ عرس کے موقعہ پر متوسلین کو دیکھ لیں اور متوسلین انہیں ایک نظر دیکھ لیں۔ سو یہ مقصد پا لیا گیا۔ پیارے پیرجی سرکار کی اولاد نرینہ نہ ہونا بھی ایک راز سربستہ ہے۔ آپ کے دادا جان حضرت گنج کرم حضرت کرمانوالے وہ ولی کامل تھے جو مستجاب الدعوات تھے۔ لڑکوں کی خیرات تو وہ ہر وقت بانٹتے تھے۔ کبھی ایسا نہ سنا کہ کسی نے کہا ہو کہ میں اولاد نرینہ کیلئے ملتجی ہوا اور خیر نہ ملا ہو۔ اپنے تو اپنے غیر مسلم اور وہابی لوگ بھی اولاد نرینہ لے کر جاتے تھے۔ خزینہ کرم میں بے شمار واقعات درج ہیں۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور تھا۔ اس گھرانے کو ہر طرح کی آزمائش سے دوچار کیا گیا۔ اور یہ سادات گھرانہ ہر امتحان میں کامیاب و کامران رہا۔

پیرجی سرکار اور باباجی سرکار اب بھی عالم رویا میں متوسلین کو ملتے ہیں۔ اور راہنمائی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ فیض جاری و ساری رکھے۔ اور ہمیں ان کی ہدایات پر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا ہو۔

اے مولا کریم بجاہ انبیاء اغر حسین ﷺ پیرجی کی اہلیہ محترمہ' پیرجی کی بچیوں' پیرجی کی والدہ محترمہ' پیرجی کی ہمشیرگان' پیرجی کے ننھیال والوں اور تمام عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرما۔ اور اب ان کو ہر قسم کی پیچیدگیوں اور پریشانیوں سے محفوظ رکھ۔ پیرجی سرکار اور باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے درجات بلند سے بلند تر فرما۔ ؎

این دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

کھ ماہی دا میں دیکھ نہ رجیا تے آئی رُت خزاواں

موت ظالم نے جلدی کیتی تے رہ گئیاں دل وچ چاواں

مقبول

تحریر نور احمد مقبول

Marfat.com

حضرت باباجی سرکارؒ

ملفوظات= مولانا محمد عنایت احمد خطیب جامع مسجد طہٰ گلبرگ III لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیر سید محمد علی شاہ بخاری المعروف باباجی سرکار تاج الاولیاء حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے سلسلہ میں ملک سردار محمد کے مکان نزد لال مسجد پر رونق افروز تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بحرالعلوم مفسرالقرآن استاد العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی جو ان دنوں علیل تھے کی صحت یابی کیلئے باباجی سرکار سے دعا کیلئے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا "جب میں پچھلے دنوں عمرہ کیلئے گیا ہوا تھا تو پیرجی (سید غضنفر علی شاہ بخاری) ان کو علاج کیلئے حضرت کرمانوالہ لائے تھے۔ مگر وہ (غلام علی صاحب) چلے گئے تھے"۔ فرمایا "بیماری کوئی نہیں ذکر فکر کی حرارت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے خیر ہوجائے گی۔ فرمایا مولانا اہل سنت کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ کثیر لوگ ان سے مستفید ہونگے۔ قبلہ حضرت صاحب (پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ اشرف المدارس ہمارا درس ہے۔ حضرت قبلہ علماء کرام کا بڑا احترام فرماتے تھے حضرت قبلہ (گنج کرم) فرمایا کرتے کہ علم کے بعد تزکیہ نفس ضروری ہے۔ بغیر تزکیہ نفس کے معرفت محال ہے۔ بندے پر لازم ہے کہ صدق اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوگی جب عبادت اور ذکر میں غیر کی نفی اور دوسروں کو مٹادیا ہو اور محاسبہ نفس پر موقوف ہے لہٰذا بغیر ضرورت کے نہ کوئی بات ہو نہ کام اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ کی طرف التجا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا لوگ مرید ہونا بڑا آسان سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ حضرت صاحب گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سردھڑ کی بازی لگانی پڑتی ہے۔ اب تو رسم ہی رسم رہ گئی ہے۔ نہ وہ ذوق ہے اور نہ وہ ہمت۔ رب العزت آپ (حضرت قبلہ) کے ارشادات عالیہ پر عمل کی توفیق فرمائے۔ ہم نام کے مرید ہیں۔

Marfat.com

مرید تو وہ ہے جو ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ کیونکہ ذکر سے طالب اپنے مطلوب کو پہنچتا ہے۔ اور محبت ایسی آگ ہے جو ہر قسم کی میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے۔ اور جب محبت مستحکم ہوجاتی ہے تو ذکر مشاہدہ مذکور کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہی وہ ذکر کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فلاح و کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے واذکرو اللّٰہ کثیر العلکم تفلحون (سورۃ الجمعہ پارہ ۲۸ آیت ۱۰) یعنی بکثرت اللہ کا ذکر کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

وہ دل سدا آباد ہے جس دل میں تیری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے برباد ہے

۲۔ فرمایا کہ کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے۔ گناہوں کے ترک کردینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے۔

باوضو رہ بول تھوڑا کر ذکر
ربط دل رکھ پیر سے کھو دے خطر
رہ جدا لوگوں سے تھوڑا کھا طعام
اعتراض چھوڑ' آٹھوں میں تمام

یعنی آٹھ باتوں (باوضو رہنا' کم بولنا' ذکر الٰہی پیر سے تعلق رکھنا خطرات نفس سے دوری' خلوت پسندی' کم کھانا' سچے پیر کے فعل پر اعتراض چھوڑ دینا) پر عمل کرنے سے انسان مکمل مسلمان بن جاتا ہے۔

۳۔ یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت کرمانوالا شریف باباجی سرکار کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ شیخ المشائخ قبلہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری کے وصال کو ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا کہ باباجی سرکار کا پاؤں پھسلا ایک بازو ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا کہ میرے تو دونوں بازو ٹوٹ گئے ہیں۔ کہ میرا حقیقی بھائی فوت ہوگیا ہے۔ بھائی بھی تو بازو ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگ تو ایسے ہی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے تو اپنے بھائی کو اپنی قبر بھی دے دی۔ اور کفن بھی یہ قبر کی جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی۔ اور کفن میں مدینہ منورہ سے اپنے لئے لایا تھا۔ وہ بھی میں نے دے دیا ہے۔ قبر بھی دے دی اور کفن بھی دے دیا

Marfat.com

ہے۔ کوئی حضرت قبلہ کے مزار پر آئے تو ہمارے لئے بھی دعا کرے۔

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

۴۔ یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ باباجی سرکار صحن مسجد میں تشریف فرما تھے چہرہ مبارک مزار شریف کی طرف تھا ہمارا رخ جانب شمال تھا۔ جونہی ریل گاڑی اسٹیشن سے گزری تو ہم میں سے چند بیلیوں نے ریل گاڑی کی طرف دیکھا۔ تو باباجی سرکار نے فرمایا "یہی جگہ تھی کہ حضرت قبلہ (گنج کرم) اسی طرح تشریف فرما تھے۔ ریلوے اسٹیشن حضرت کرمانوالا ابھی نیا نیا بنا تھا۔ تو اسی طرح چند بیلیوں نے ریل گاڑی کو جو گزر رہی تھی دیکھا تھا تو حضرت صاحب (گنج کرم) نے فرمایا تھا "کیا دیکھتے ہو گاڑیاں تو آتی جاتی رہیں گی۔ وقت ہاتھ نہیں آئے گا" باباجی سرکار نے فرمایا "بے شک پھر وقت ہاتھ نہیں آیا"۔

۵۔ باباجی سرکار نے فرمایا کہ شریعت کی نگہداشت طریقت کے حصول کا سبب ہے نفس کی اصلاح شریعت سے۔ دل کی طریقت سے روح کی حقیقت سے ہوتی ہے۔ فرمایا اولیاء اللہ کا تصرف زندگی میں اور موت کے بعد یکساں ہوتا ہے۔

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

Marfat.com

باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات عالیہ

مولانا بشیر احمد راولپنڈی

۱۔ فرمایا کہ انسان کا دنیاوی نقصان خواہ کتنا بھی ہوجائے پھر بھی کچھ نہیں۔ اگر آدمی کا عقیدہ غلط ہوجائے تو اس کے پاس کچھ بھی نہ رہا۔ (مطلب یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ رکھنا چاہیئے)۔

۲۔ فرمایا کہ حضرت قبلہ گنج کرم پہلے ہی عورتوں کو اپنے قریب نہ آنے دیتے تھے۔ لیکن ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ نے حضرت قبلہ کو فرمایا کہ جو عورت کسی کی منکوحہ ہو خواہ ستر سالہ ہو اسے بھی قریب نہ لگنے دینا۔ تو پھر حضرت قبلہ نے اس معاملہ میں مزید سختی اختیار فرمائی۔

۳۔ ارشاد فرمایا کہ ریاکاری سے نیکی اور عبادت اس طرح ضائع ہوجاتی ہے جس طرح درانتی سے فصل کٹ جاتی ہے۔ ریا کے معنی ہیں دکھاوا۔

۴۔ بے عملی اور دکھاوے کی نعت خوانی کے متعلق فرمایا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی نورانی مجلس میں ایک خوبصورت نوجوان نعت خواں لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا "اس لڑکے کو بیماری ہے حاضرین خاموش رہے آپ نے پھر فرمایا" اس لڑکے کو بیماری ہے حاضرین سمجھ نہ پائے اور خاموشی اختیار کی۔ تھوڑی دیر بعد پھر میاں صاحب نے فرمایا" اس لڑکے کو بیماری ہے تو حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضور یہ تو ٹھیک ٹھاک تندرست ہے بیماری کیسی؟ میاں صاحب نے فرمایا "اس کو نعت خوانی کی بیماری ہے"۔ باباجی نے فرمایا بیلو یہ نہ سمجھنا کہ میں نعت خوانی کے خلاف ہوں۔ میں نے عرض کیا حضور میں سمجھ گیا کہ یہ بات دکھاوے کی نعت خوانی کے متعلق ہے۔

۵۔ دکھاوے اور ریا سے حضرت باباجی رحمتہ اللہ علیہ کو سخت نفرت تھی۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا حضور عمرہ کے لئے کب روانگی ہے۔ فرمایا میں تو کبھی بھی ذکر نہیں کرتا کہ کب جانا ہے اور کب واپس آنا ہے۔ ایسے جلوس وغیرہ مجھے ناپسند ہیں۔ میں دکھاوے وغیرہ کے طریقے نہیں کرتا۔

۶۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں علامہ مفتی احمد یار خان گجراتی

Marfat.com

سے ملاقات ہوئی۔ نماز کا وقت تھا انہوں نے کہا کہ میں آپ (باباجی سرکار) کے ہوتے ہوئے جماعت نہیں کرا سکتا۔ آپ کا حق ہے۔ آپ جماعت کرائیں۔ میں نے تین دن جماعت کرائی تو وہاں انتظامیہ تک میرے خلاف رپورٹ پہنچی۔ پولیس والے مجھے لے گئے۔ وہاں ایک پولیس افسر میرا جاننے والا تھا۔ اس نے مجھے ادھر ادھر کردیا اور معاملہ ختم کرادیا۔ ارشاد فرمایا کہ وہاں تو وہابیوں کی حکومت ہے۔ کچھ نہیں ہوسکتا۔ اگر مجبوراً" وہابیوں کی اقتدا میں مجھے نماز پڑھنی پڑے تو اس نماز کو دوبارہ لوٹا لیتا ہوں۔

۷۔ میں نے عرض کیا کہ چکوال شہر کا ایک آدمی حج کرکے آیا تو اس نے پروپیگنڈا شروع کردیا کہ حرمین شریفین میں اذان سے پہلے یا بعد صلوۃ و سلام نہیں پڑھا جاتا۔ یہاں بھی ہمیں نہ پڑھنا چاہیے۔ آپ (باباجی سرکار) نے ارشاد فرمایا کہ اسے کہو کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے دکھا دے کہ یارسول اللہؐ کہنا ناجائز ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم تو اعلی حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے طریقہ کے مطابق ہر اذان کے پہلے درود و صلوۃ پڑھتے ہیں۔ اور یہی صحیح اور افضل طریقہ ہے۔

۸۔ میں نے باباجی سرکار کی خدمت میں عرض کیا حضور نبی کریم ﷺ نے جو دو درخت کھجور اپنے دست مبارک سے لگائے تھے وہ دو نشانیاں مدینہ منورہ میں باقی تھیں۔ لیکن اب سعودی حکومت نے ان کھجوروں کو بھی جڑ سے نکال کر جلادیا اور یہ میں نے خود دیکھا۔ میں اس وقت وہاں موجود تھا (افسوس کوئی بھی ان نشانیوں کے بقا کے لیے کچھ نہ کرسکا)۔

۹۔ پھر میں نے عرض کیا حضور شورش کاشمیری کٹر وہابی تھا مگر اس نے اپنی کتاب "شب جائے کہ من بودم" میں لکھا ہے "جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر سنبھال کر رکھنے کے لائق تھیں سعودی گورنمنٹ نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر مٹا دی ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا" جس طرح انگریزوں کا طریقہ ہے کہ پرانی چیزیں سنبھال کر رکھتے ہیں اور کوئی عقیدت ان کو نہیں ہوتی اس نظریہ پر شورش کاشمیری نے اپنی کتاب میں لکھ دیا۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں"۔ سبحان اللہ (کتنی گہری بات آپ نے فرمائی)

Marfat.com

۱۰۔ ایک مرتبہ حاضرین مجلس میں سے ایک آدمی سے آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے گاؤں میں تو وہابی نہیں اس نے عرض کیا۔ کہ ہیں تو سہی مگر ہمیں کچھ نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا "یارسول اللہ ﷺ کہنے سے منع نہیں کرتے" اس شخص نے کہا "کرتے ہیں"۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا "اس سے بڑھ کر اور کونسی دشمنی ہوسکتی ہے" ایک شخص سے آپ نے دریافت فرمایا "کتنی جماعتیں پڑھی ہیں" اس نے عرض کیا "صرف دو" آپ نے فرمایا "میں نے ایک بھی نہیں پڑھی۔ جو بھی پڑھا حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ کر پڑھا۔ ایسی ویسی پڑھائی سے ویسے ہی رہنا بہتر ہے" (یعنی جو تعلیم دین سے بیگانہ کرے اس سے ان پڑھ رہنا بہتر ہے)۔

۱۱۔ آپ کا مقام= جب میں باباجی سرکار سے بیعت ہوا تو آپ نے مجھے گیارہ دفعہ قل شریف نفل تہجد بارہ رکعت درود شریف خضری ۵۰۰ دفعہ پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ لیکن ہاتھ میں ہاتھ نہ لیا۔ میں سمجھتا رہا کہ بیعت مکمل نہیں ہوئی۔ ۱۸ مئی ۱۹۸۱ء میں بعد نماز ظہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے یہ اشعار پڑھے۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است۔ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔ کعبہ بنگہ خلیل اطہرست۔ دل گزرگاہ جلیل اکبراست۔ یہ اشعار میرے مناسب حال تھے۔ اس کے بعد حافظ حق نواز صاحب خادم خاص دربار عالیہ حضرت کرمانوالا نے میرے متعلق عرض کیا کہ باباجی سرکار یہ بشیر احمد کہتا ہے کہ میری بیعت نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کون کہتا ہے بیعت نہیں ہوئی میں نے گیارہ دفعہ قل شریف ۱۲ رکعت نفل تہجد اور ۵۰۰ دفعہ درود شریف بتایا ہے۔ پھر فرمایا لوگ آپ کو کیا کہتے ہیں یہی کہتے ہونگے کہ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیا۔ اگر دل لے لیا جائے تو ہاتھ دینا کیا ہے""؟

۱۲۔ ایک مرتبہ میں دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالا حاضر ہوا۔ باباجی سرکار حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے ہوئے تھے بالچر بیماری کی وجہ سے میری پوری ڈاڑھی چھوٹی ہوگئی۔ میں نماز باجماعت کے وقت پہلی صف میں کھڑا تھا۔ کہ ایک بیلی نے مجھے پہلی صف سے دوسری صف میں جانے کے لیے کہا کیونکہ اس دربار شریف کا دستور ہے کہ پہلی صف میں وہ شخص نماز کے لئے

Marfat.com

کھڑا ہو سکتا ہے جس کی پوری ڈاڑھی ہو میرے دل کو چوٹ سی لگی کہ پہلے میری ڈاڑھی پوری تھی اب بیماری کی وجہ سے کم ہو گئی ہے۔ اس میں میرا کیا قصور۔ جب میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ باباجی سرکار تشریف لا چکے تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے از خود فرمایا "کیا کہتے ہیں ڈاڑھی چھوٹی ہے۔ ٹھیک ہو جائے گی ہم نے تو کچھ نہیں کہا نا"۔ میں نے حافظ حق نواز صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کس نے یہ واقعہ بتایا ہے۔ حافظ صاحب نے کہا "بتانا کس نے تھا"۔ ایسی نگاہ کرم تھی باباجی سرکار کی اس ناچیز پر اور یہ کمال کشف تھا آپ کا۔

۱۳۔ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ایک بات سے منع فرمایا لیکن مجھ سے غلطی ہو گئی۔ دل میں بڑا فکر پیدا ہوا کہ جب میں دربار شریف جاؤں گا تو آپ خفا ہوں گے اور مجھے شرمساری ہو گی۔ میں نے عالم خواب میں آپ کو دیکھا کہ بڑی شفقت سے میری پشت پر ہاتھ پھیر کر دل جوئی فرما رہے ہیں۔ اللہ اکبر۔

۱۴۔ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت تھا۔ میری موجودگی میں ایک بزرگ تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنا لمبا جبہ اتارا اور وضو والی جگہ پر وضو کیا۔ جبہ اپنے بکس میں بند کیا اور ملاقات کیلئے باباجی سرکار کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب کمرہ سے تفسیر قادری لے آؤ۔ مولوی صاحب لمبا جبہ پہنتے ہیں۔ میں تفسیر میں سے انہیں دکھاتا ہوں کہ ایسا جبہ پہننا منع ہے۔ آپ نے وثیابک فطھر آیت کی تفسیر نکالی اور دکھائی کہ ایک تفسیر یہ ہے کہ کپڑوں کا پاک صاف رکھنا دوسری تفسیر یہ ہے کہ چھوٹا رکھنا۔

ملفوظات ۔ صوفی محمد منشا بی اے بی ایڈ موضع سہری ضلع کوٹلی آزاد کشمیر بیان کرتے ہیں کہ میں مولنا محمد جمیل نقشبندی کے ہمراہ اعلی حضرت کے عرس مبارک پر دربار شریف گیا۔ ہم دو دن قبل ہی پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ پیر سید محمد [illegible] شاہ صاحب المعروف باباجی سرکار کی نورانی مجلس میں حاضر ہوئے۔ تو باباجی نے فرمایا بیلو! جب بھی آؤ داتا صاحب حاضری دے کر آیا کرو۔ داتا صاحب دی بڑی شان اے

Marfat.com

○ حافظ عطا محمد نقشبندی امام مسجد چک نمبرR-H/۲۰۴ تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ۱۹۵۲ء میں آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف حاضر تھا۔ حضرت قبلہ باباجی سرکار سجادہ نشین اول رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے ایک دن فرمایا حافظ جی "تیں جماعت کرادیا کرو"۔ میں نے عرض کیا باباجی ہم گنہگار ہیں کھیتی باڑی کے سلسلہ میں مال مویشیوں کی دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے۔ بدیں وجہ میں اس کام کیلئے اپنے آپ کو اہل نہیں سمجھتا باباجی سرکار نے (پیر محمد علی شاہ صاحب) نے فرمایا "تینوں اسیں کہہ دتا اے تو جماعت کرادیا کر۔ بعدہ یہ عاجز قبلہ باباجی سرکار کے ارشاد کے مطابق دربار عالیہ میں نماز کے وقت جماعت کرانے لگا۔ ایک مرتبہ عصر کی نماز کی جماعت تیار تھی۔ باباجی سرکار وقت پر نہ پہنچ سکے۔ تو میں نے انتظار کے بعد جماعت کرادی۔ جب باباجی سرکار تشریف لائے جماعت ہوچکی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ حافظ جی نماز پڑھ لی۔ عرض کیا جی حضور پڑھ لی۔ آپ کو نماز باجماعت ادا نہ کرنے پر بہت افسوس ہوا۔ اور ساتھ ہی یہ شعر پڑھا۔

طرف نمازاں لمیاں نہ دیکھے سجان
او دل تیرے وچ رکھ دا ہر ویلے دھیان

نماز باجماعت فوت ہونے کا کس قدر صدمہ ہوا باباجی سرکار کو مریدین کیلئے یہ سبق آموز واقعہ ہے۔ باباجی سرکار عوام الناس کیلئے روشنی کا مینار تھے افسوس کہ آپ بہت جلد دنیا سے دار بقاء کو چلے گئے۔ اور ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔
ان للہ وان الیہ راجعون

○ آپ نے مجلس میں موجود ایک مولوی صاحب سے دریافت فرمایا مولوی جی! تسیں کی کم کردے او۔اس نے عرض کیا حضور! بچوں کو پڑھاتا ہوں۔ باباجی نے فرمایا۔ مولویاں نوں کڑیاں نوں نہیں پڑھانا چاھی دا اے۔کئی مولوی کڑیاں تے عاشق ہو جاندے نے پھیر بدنامی ہوندی اے (یقیناً ان مولوی صاحب میں یہ نقص ہوگا۔ باباجی نے اشارۃً سمجھادیا۔ مولف)

Marfat.com

○ محمد نواز ثانی پرنسپل برائٹ ایجوکیشن سکول گوگیرہ اوکاڑہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بابا جی سرکار کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے۔ ایک مرتبہ میں نے باباجی سرکار کی خدمت میں عرض کیا کہ باباجی میرے بیٹے کی زبان میں لکنت ہے وہ صحیح طور پر بول نہیں سکتا۔ دعا کی ضرورت ہے۔ کہ اسکی زبان ٹھیک ہو جائے۔ وہ قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے اور سنائے۔ باباجی سرکار نے فرمایا تمہارا بیٹا اللہ کا ولی ہے۔ اسکی خدمت کرو۔ اور خود اس سے قرآن سیکھو۔ میں یہ بات نہ سمجھ سکا۔ کچھ عرصہ بعد حاضر خدمت ہوا تو باباجی سرکار نے فرمایا کہ بچے کی برکت سے تمہارا ادارہ کتنا کامیاب ہوا ہے۔ یہ تم پر خدا کی طرف سے ایک آزمائش ہے کہ تم بچے کی کتنی خدمت کرتے ہو۔ تم نے اپنے ادارہ میں بے شمار بچوں کو قرآن کی تعلیم دی۔ اور کتنے بچوں کو دینی تعلیم دی۔ بیلیا! بہت کم لوگ ہیں جو اللہ کی آزمائش پر پورے اترتے ہیں۔ تم ان پانچ چیزوں پر عمل کرنا اللہ تمہیں شہنشاہ بنا دے گا۔ (۱) اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہنا۔ (۲) ہر بات سچ کہنا۔ (۳) اللہ اور اس کے رسول نبی کریم سے ماں باپ سے زیادہ محبت رکھنا۔ (۴) ہر ایک سے اخلاق سے پیش آنا اور غصہ کو برداشت کرنا۔ (۵) صبح سے شام تک محنت کرنا اور رزق حلال کمانا اور اس میں سے غریبوں اور یتیموں کو ضرور دینا۔ میں نے ان پانچ چیزوں پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا۔

○ یہی محمد نواز ثانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شام کے وقت حاضر خدمت ہوا۔ باباجی سرکار فرمانے لگے۔ آپ کی بیٹی کی زبان ٹھیک ہوئی ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ بیٹی کی نہیں بیٹے کی زبان خراب ہے۔ وہ اچھی طرح بول نہیں سکتا۔ فرمانے لگے بیٹی بھی اللہ کی رحمت ہے۔ اس کا نام شہربانو رکھنا۔ ایک سال بعد لڑکی تولد ہوئی نام شہربانو ہی رکھا۔ اللہ اکبر کتنا مقام تھا باباجی سرکار کا مگر ظاہر نہ کیا بلکہ اخفاہی رکھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

○ ماسٹر محمد منشا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اور مولوی جمیل صاحب باباجیؒ کی نورانی مجلس میں حاضر تھے۔ دوران گفتگو آپ نے فرمایا۔ بیلیو! ڈاکٹر طاہر القادری کیا کر رہا ہے۔ یہ سب کو اکٹھا کر رہا ہے۔ پھر مولوی جمیل صاحب سے

Marfat.com

مخاطب ہو کر فرمایا "مولوی جی محبت کے ساتھ بتائیں کہ جو بھینسوں کو کھلاتے ہیں اسے کیا کہتے ہیں۔ مولوی تمیس نے عرض کیا حضور بھنڈا یا ونڈا فرمایا بیلیو! اس میں کیا کیا ملاتے ہیں۔ عرض کی اس میں توڑی۔ کھل۔ بنولے۔ گندم کا دلیا وغیرہ۔ فرمایا بیلیو طاہر القادری بھی سب مسلکوں کو اکٹھا کر کے بھنڈا (ونڈا) بنا رہا ہے۔ لیکن یہ طاہر القادری کامیاب نہیں ہوگا۔

ملفوظات: ڈاکٹر نورالدین بن میاں حسین بخش صاحب سانده کلاں لاہور حال لیوٹن نزد لندن انگلینڈ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں بابا جی سرکار کی حاضری کے لئے میں حاجی بشیر احمد جاوید کے مکان واقع لندن پہنچا۔ میرے ساتھ ایک دوست قریشی صاحب بھی تھے۔ میری نماز بے کیف' بے سرور سی تھی۔ دل میں خیال تھا کہ بابا جی سرکار سے دعا کرواؤں گا۔ کہ نماز پر سرور اور پر کیف ہو جائے اور حضورؐ کی زیارت بھی نصیب ہو۔ اس رات سحری کے بعد ہم سب بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر تھے کہ بابا جی سرکار نے از خود فرمایا "نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنی چاہئے کہ خیال رہے کہ میں خدا سے ہم کلام ہوں۔ اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اتنا خیال تو ضرور ہو کہ رب کریم مجھے دیکھ رہا ہے۔ نماز صحیح صحیح ادا کرے۔ الفاظ کے معانی پر دھیان رکھے۔ التحیات کو بڑے غور سے پڑھنا چاہئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ناز و نیاز کی گفتگو اور تعلیم ہے۔ التحیات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری ساری عبادت بدنی' مالی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے پیارے نبی! آپ پر سلام اور میری رحمتیں اور برکتیں ہوں" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا " ہم سب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو" آپ کا یہ بلند مقام دیکھ کر فرشتوں نے کہا "ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں" جب ہم التحیات غور و خوض سے پڑھیں گے تو دل میں ایک خاص نور پیدا ہو گا اور "الصلوۃ المعراج

Marfat.com

المومنین" کی حقیقت ظاہر ہو گی۔ نیز فرمایا کہ درود شریف پڑھتے وقت نمازی کو یہ خیال رہے کہ رسول پاکؐ رب کریم کے حضور میں ہیں اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ اور فرشتے۔ دوسری طرف اہل ایمان۔ درمیان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اور بندوں کے درمیان وسیلہ ہیں۔ ۔

نہ ہو گا کچھ بھی حاصل مکر سے' حجت سے' حیلے سے
کہ فلاح دارین ملتی ہے محمدؐ کے وسیلے سے

فرمایا کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ایسی حالت میں ہو کہ آپؐ خوش بخوش نظر آئیں تو پھر تو کوئی بات بھی ہوئی۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت کے وقت اپنے کسی قول یا فعل پر ناخوش حالت میں دیکھا تو ایسی زیارت سے کیا حاصل۔ آپ نے ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ یہ بزرگ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور انہیں بزرگ جانتے ہوئے ان سے "حلوہ" کا سوال کیا۔ اس بزرگ نے ترش روئی سے جواب دیا کہ میں تمہارے لئے یہاں حلوہ لے کر بیٹھا ہوا ہوں۔ وہ بے چارہ افسردہ ہوا اور اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ کہ مسجد نبوی میں ایسا روکھا پھیکا جواب نہ ملنا چاہئے تھا۔ اسی شب اس بزرگ کو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ کو ناراض حالت میں پایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "اگر حلوہ نہیں کھلا سکتے تھے تو سائل کو جواب تو نرمی سے دینا چاہئے تھا۔ نہ تم نے قرآنی حکم کا خیال کیا اور نہ ہی میرے ارشادات کا جو اس ضمن میں ہیں۔ آپ مسجد نبوی سے چلے جائیں" اس بزرگ نے مسجد نبویؐ کا بھی احترام ملحوظ نہ رکھا تھا۔ ۔

ادب گاہیت زیر آسمان ز عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آئند جنید و بایزید اینجا

Marfat.com

بحر کرم پیر سید محمد علی شاہ بخاری

کرامات ا۔ محمد منشا نقشبندی بی اے بی ایڈ جونیر مدرس ہائی سکول ۔۔۔ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں 1979ء میں پیر سید محمد علی شاہ بخاریؒ کے حلقہ ارادت میں آیا۔ ایک مرتبہ میں مولوی محمد جمیل نقشبندی سیب جامع مسجد ۔۔۔ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے ہمراہ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری شادی نہ ہو رہی تھی۔ کوشش کرتا مگر ناکام رہتا۔ اس غرض سے مولوی محمد جمیل نقشبندی کو ساتھ لیا کہ میری سفارش کریں گے۔ ہم آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حسب عادت کریمانہ باباجی نے فرمایا "بیلیو گل کرو" مولوی صاحب نے عرض کیا حضور۔ یہ آپ کے مرید ہیں آزاد کشمیر سے آئے ہیں۔ (میری طرف اشارہ کرتے ہوئے) ماسٹر جی ہیں ان کی شادی خانہ آبادی نہیں ہو رہی۔ دعا فرمائیں آپ نے توقف فرمایا پھر فرمایا "بیلیا شادی تیری ہو جائے گی۔ اللہ کرم کرے گا۔ بعد اجازت ہم واپس آگئے۔ ابھی چند روز بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ میرے حقیقی پھوپھا از خود میرے پاس آئے۔ اور کہا میری بھانجی جوان ہے چل کر دیکھ لو اور نکاح کر لو۔ ان پھوپھا کے گھر زندگی میں مجھے ایک دو دفعہ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ کیونکہ یہ ہم سے کافی دور رہتے تھے۔ میں لڑکی کو نہ جانتا تھا۔ پھوپھا کی بہن (میری ہونے والی ساس) بھی ہم سے کافی دور رہائش رکھتی تھیں۔ میں اپنے چچا سردار کے ہمراہ اپنے پھوپھا کے ہاں پہنچا۔ انہیں ساتھ لے کر لڑکی دیکھنے چلا گیا۔ سہ پہر کو ان کے گھر پہنچے۔ اہل خانہ سے میرا تعارف کرایا گیا۔ پھر بات چیت ہوئی۔ پہلے دن ہی سب کچھ طے پا گیا۔ اور اسی دن شام دیہات کے دستور کے مطابق میری منگنی کی رسم ادا کر دی گئی۔ اور شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ ایک ماہ کے اندر دلہن کے آنے سے میرا گھر آباد ہو گیا۔ یہ سب میرے پیر حضرت باباجی کی دعا کی برکت کا نتیجہ تھا۔

۲۔ جب شادی کی بات مکمل ہوئی۔ تو اس وقت میرے پاس صرف دو ہزار روپیہ تھا۔ جبکہ زیورات اور دیگر اخراجات کے لیے رقم کی ضرورت تھی۔ رقم کا انتظام بھی چشم زدن میں حضرت قبلہ کی توجہ سے ہو گیا۔ ایک دوست نے یک مشت 35 ہزار دوسرے نے دس ہزار اور تیسرے نے پانچ ہزار اخراجات کے لیے دے دیے۔ یعنی شادی خانہ آبادی کے اخراجات کے سلسلہ میں مجھے کوئی دشواری پیش

Marfat.com

نہ آئی۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا۔ کہ حضرت باباجی خود ہی اپنے تصرف سے کرا رہے ہیں۔

۳۔ ایک مرتبہ مولوی محمد جمیل نقشبندی خطیب جامع مسجد جگالیاں ضلع کوٹلی (A.K) میرے ہمراہ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے مولوی صاحب کا مکان کچھ کچا تھا۔ پختہ بنانے کے لیے سرمایہ نہ تھا اور نہ ہی وسائل مہیا تھے۔ صرف مسجد کی خطابت سے چھ ماہ کے بعد غلہ ملتا تھا۔ باباجی نے فرمایا "بیلیو! گل کرلو"۔ میں نے فوراً عرض کیا حضور! ہم آزاد کشمیر سے آئے ہیں۔ مولوی صاحب اپنا مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ موجودہ مکان کچا ہے۔ موسم برسات میں پانی اندر آجاتا ہے۔ مکان گرنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ پختہ بنوانے کے وسائل نہیں ہیں۔ دعا کی ضرورت ہے۔ باباجی نے فرمایا "اچھا بیلیا! اللہ کرم کردے گا۔ تیرا مکان بن جائے گا۔ پھر فرمایا جاؤ لنگر کھاؤ۔ ہم نے لنگر کھایا۔ اور بعد اجازت گھر چلے آئے۔ تقریباً ایک ماہ بعد کسی شخص نے بیرون ملک سے پانچ ہزار روپے بھیج دیئے۔ دوسرے نے دس ہزار۔ چنانچہ اسی طرح ہوتے ہوئے مولوی صاحب کے پاس بیس ہزار کی رقم جمع ہو گئی۔ مولوی صاحب کا ایک بھائی اتفاقیہ لاہور سے بارہ ہزار روپیہ لے کر گھر آگیا۔ مقتدیوں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ مکان شروع کریں ہم آپ کی مدد نقد رقم سے کریں گے۔ چنانچہ دو ماہ کے اندر اندر مولوی صاحب کا مکان چار کمروں پر مشتمل تیار ہو گیا۔ معماروں نے یہ پختہ مکان لنٹر والی چھتوں کا صرف 16 دن میں مکمل کر لیا۔ ایک دیہات میں جہاں میٹریل مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ 40 گز لمبے مکان کا اس قدر جلدی مکمل ہو جانا ایک عجیب بات معلوم ہو رہی تھی۔ دیہات والے بھی حیران تھے۔ مولوی صاحب کہتے نہ تھکتے کہ بس یہ تو میرے پیر و مرشد حضرت باباجی کے تصرف اور کرامت سے ہوا ہے۔

۴۔ مولوی جمیل نقشبندی ایک مرتبہ باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور! میرے چچا کا لڑکا دوبئی گیا ہوا ہے۔ دس بارہ سال ہو گئے ہیں۔ نہ واپس آتا ہے نہ ہی کچھ رقم ارسال کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا "بیلیا! رب کریم انہوں ہدایت دے اللہ کرم کردے گا۔" ہم گھر چلے آئے۔ تقریباً ہفتہ عشرہ کے بعد مولوی صاحب نماز فجر ادا کرنے کے بعد ابھی مصلے پر ہی تھے۔ تو دیکھا کہ چچا کا لڑکا باہر

Marfat.com

گھر آ گیا۔ پہلے تو مولوی صاحب پہچان نہ سکے مگر اہل خانہ نے پہچان لیا۔ سب گلے مل کر رونے لگے۔ اور خوشی کا اظہار کیا۔ یہ باباجی کی توجہ تھی کہ یہ بے راہ لڑکا بارہ سال بعد واپس گھر آ گیا۔ اللہ اکبر۔

۵۔ یہی ماسٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایف اے کا امتحان دیا۔ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کامیابی کے لئے دعا کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا "رب کریم رحم کر دے گا"۔ آپ کی دعا کی برکت سے میں اچھی سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔ بعد میں ہر امتحان دینے کے بعد باباجی سرکار سے دعا کراتا رہا۔ آج میں بی اے بی ایڈ ہوں اور اپنے ہی گاؤں کے ہائی سکول میں ہی بطور ٹیچر تعینات ہوں۔

۶۔ یہی ماسٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں اکثر فاسد خیالات آیا کرتے تھے۔ اتنے زیادہ کہ میں پریشان ہو جاتا۔ میں نے باباجی کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ شیطانی خیالات سے نجات دلائیں۔ آپ نے فرمایا "بیلیا! اللہ رحم کر دے گا۔ خیر ہو جائے گی۔ اتنا فرمانا تھا کہ شیطانی خیالات ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے۔ اور دل شفاف ہو گیا۔ کتنی سریع الاثر دعا ہوتی تھی حضرت باباجی کی۔ اللہ اکبر۔

۷۔ ملک انوار الحق خاں ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ شامی روڈ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ 1959ء کے دوران میں اور حاکم علی نمبردار موضع لوگواں ضلع شیخوپورہ حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت پیر و مرشدی سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کوٹھی کے دروازہ سے باہر تشریف لائے ہیں۔ ہم دونوں جلدی جلدی ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت صاحب کی بجائے سید محمد علی شاہ صاحب تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت قصبہ کسان جانے کے لیے ریلوے اسٹیشن پر گئے ہیں۔ اس طرح ہم نے صاحبزادہ محمد علی شاہ بخاری کو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی شکل میں دیکھا۔

۸۔ یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ کرمانوالہ شریف ضلع فیروزپور کا ایک سکھ بابا دھنا اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کا عقیدت مند تھا۔ قیام پاکستان تک غیر مسلم زائرین کے لیے لنگر کا انتظام بابا دھنا کے گھر ہوتا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بابا دھنا اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لیے حضرت کرمانوالہ شریف

Marfat.com

اوکاڑہ آیا کرتا۔ ایک مرتبہ وہ ویزا کی مدت سے زیادہ ٹھہرا رہا۔ اس سلسلہ میں مجھے پیغام ملا۔ کہ حضرت پیر سید محمد علی شاہ صاحب "مسجد نور" میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آپ کو قانونی مشورہ کے لیے بلا رہے ہیں۔ چنانچہ میں غلام محمد فوجی کو ساتھ لے کر صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ "مسجد نور مغلپورہ اور ہربنس پورہ ریلوے اسٹیشنوں کے درمیان ریلوے لائنوں میں واقع ہے"۔ یہ قدیم مسجد اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری نے دریافت فرمائی اور آباد کرائی تھی۔ اور مولوی قربان علی صاحب کو امام مقرر فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق تمام اولیائے کرام جو حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دینے کے لیے آئے۔ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی سرکار سرہند شریف کے ساتھ اسی مسجد میں قیام فرمایا تھا۔

جب ہم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت مولوی قربان علی بچوں کو الگ قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے ایک خادم کو فرمایا کہ بابو صاحب "ملک انوار الحق" کے لیے چائے لے آؤ۔ وہ دو پیالوں میں چائے لے کر آگیا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ بسکٹ ہوں تو لے آؤ۔ خادم نے جواب دیا حضور بسکٹ نہیں ہیں۔ پھر فرمایا اچھا رات کا کوئی روٹی کا ٹکڑا ہی لے آؤ۔ خادم نے عرض کیا کہ روٹی کے ٹکڑے بھی نہیں ہیں۔ میں نے دیکھا کہ باباجی سرکار کا چہرہ کملا سا گیا کہ مہمانوں کی خاطر نہیں ہو سکی اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دو آدمی بغل میں "بسکٹوں" کے لفافے دبائے ہوئے مکی کے ملحقہ کھیت میں سے نمودار ہوئے۔ انہوں نے باباجی کو سلام کیا۔ باباجی نے بسکٹوں کے لفافے لے کر جلدی سے کھولے اور بسکٹ ہمارے آگے رکھ دیئے۔ اور فرمایا بابو جی بسکٹ کھاؤ۔ میں نے دیکھا کہ اب باباجی کا چہرہ ہشاش بشاش تھا۔ یہ واقعہ 64-1963ء کا ہے۔ یہ باباجی کا تصرف کاملہ تھا۔ یہ ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ صاحبزادہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری اپنے برادر بزرگ پیر سید محمد علی شاہ بخاری کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ اور ان کے برابر چارپائی پر نہ بیٹھتے تھے۔ اور آپس میں گاڑھی الفت تھی۔ مگر کسی کی نظر ایسی لگی کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی دنیا سے ظاہراً پردہ پوشی کے بعد حالات خراب ہوتے چلے گئے۔

Marfat.com

حاجی بشیر احمد جاوید بیان کرتے ہیں کہ بابا جی سرکار کے ہمراہ وہ جدہ شریف میں تھے۔ کہ خبر ملی کہ بابا جی سرکار کی ہمشیرہ بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ آپ بہت غمگین ہوئے۔ ساتھیوں میں سے کسی کے دل میں خیال آیا کہ خانگی تنازعات کے باعث آپ ہمشیرہ صاحبہ سے کچھ ناراض ہیں مگر پھر بھی آپ پر ہمشیرہ کی بیماری کی خبر نے بہت اثر کیا ہے اور آپ غمزدہ ہوئے ہیں۔ بابا جی سرکار پر اس شخص کا یہ خیال منکشف ہوا۔ تو فرمایا "حاجی جی! کچھ بھی ہو لیکن ہے تو میری ہمشیرہ۔"

وہ یہی حاجی بشیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بابا جی سرکار مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر کے سامنے چند ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک اٹھے اور روضہ اطہر کی طرف پوری تیزی سے چلے راستہ میں حائل ہر ایک شخص نے راستہ دے دیا حتیٰ کہ پولیس والے بھی ایک طرف ہٹ گئے۔ آپ نے روضہ اطہر کا بوسہ لیا مگر پولیس والے مزاحم نہ ہوئے۔ اللہ اکبر۔ خیال ہے کہ حضور نبی کریم نے بلایا ہو گا اور آپ حضور پر نور قبر انور سے باہر جلوہ فگن ہو گئے۔ مدیرا

وہ یہی حاجی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم چار پشتوں سے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی غلامی میں ہیں اور بیعت کا شرف حاصل ہے۔ میرے والد مکرم حضرت میاں صاحب سے بیعت تھے۔ میں خود حضرت صاحب قبلہ سے بیعت ہوں۔ تجدید بیعت بابا جی سرکار پیر سید محمد علی شاہ بخاری سے ہے۔ میرا لڑکا غلام مرتضیٰ منیر بھی بابا جی سرکار سے بیعت ہے۔ اور پوتے بھی بابا جی سرکار سے بیعت ہیں۔ جب بھی بابا جی سرکار لندن تشریف لاتے تو ہمارے غریب خانہ پر ہی قیام فرماتے اور آپ کے طعام و قیام کا شرف مجھے حاصل ہوتا۔ اول اول کسی اور کے ہاں نہ جاتے۔ پھر میری درخواست قبول فرماتے ہوئے چند دیگر عقیدت مند حضرات کے ہاں چلے جاتے۔ مگر فرماتے جس طرح حاجی صاحب پسند فرمائیں اس کے مطابق پروگرام بنالو۔ جس طرح میں پروگرام ترتیب دیتا۔ آپ پسند فرما کر شرف قبولیت بخشتے۔

Marfat.com

کرامت: ڈاکٹر نورالدین ملک بن میاں حسین بخش سکنہ سانده کلاں لاہور حال لیوٹن (لندن انگلینڈ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے لیوٹن شہر میں ڈینٹل کلینک ۱۹۶۴ء میں کھولا۔ پیر محمد علی شاہ بخاری المعروف بابا جی سرکار جب بھی لنڈن حاجی بشیر احمد جاوید صاحب کے ہاں تشریف لاتے۔ تو لیوٹن رونق افروز ہو کر اس عاجز کو بھی خدمت کا موقع فراہم کرتے۔ میرا داماد بھی میرا شریک کار اور ممد و معاون ہے کہ وہ بھی ڈینٹل سرجن ہے۔ میری تین نواسیاں تھیں۔ آرزو تھی کہ رب کریم بیٹی کو اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ حسن اتفاق کہ ۱۹۹۲ء کے آغاز میں بابا جی سرکار میرے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ میں نے بابا جی سرکار سے اپنی دلی تمنا کا اظہار کیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میری بڑی نواسی ماریہ عمر ۵ سال ادھر آ نکلی۔ بابا جی سرکار نے اس کے سر پر عمامہ باندھ دیا۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ حاضرین نے آمین کہی۔ دعا کے بعد بابا جی سرکار نے بچی سے فرمایا۔ "اب امی کے پاس جاؤ" بچی عمامہ سر پر رکھے اندر امی کے پاس چلی گئی۔ چنانچہ رب کریم نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور مجھے ننھا سا خوبصورت نواسہ مرحمت فرمایا۔ نام محمد علی رکھا۔

جو اثر ان کی دعا میں ہے وہ اوروں میں کہاں
یوں تو سب پیر مریدوں کو دعا دیتے ہیں

آپ کا مقام: ڈاکٹر نورالدین ملک بن میاں حسین بخش سانده کلاں لاہور حال لیوٹن (لنڈن) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں بابا جی سرکار حاجی بشیر احمد جاوید کی رہائش گاہ واقع لنڈن قیام پذیر تھے۔ میں اپنے دوست قریشی صاحب کے ہمراہ لیوٹن سے جو لندن سے ۷۰ کلو میٹر ہے۔ جاوید صاحب کے ہاں پہنچا۔ بعد طعام میں نے بابا جی سرکار سے اجازت چاہی تو آپ نے حاجی جاوید صاحب سے فرمایا "حاجی جی! ڈاکٹر صاحب آج رات یہیں قیام کریں۔ ان کا بستر میرے کمرہ میں لگا دیں" چنانچہ ملحقہ کمرہ میں ہمارے لئے بستر بچھا دئے گئے" ۱۲-۳۰ رات بابا جی سرکار کے خراٹے لینے کی آواز سنائی دی۔ قریشی صاحب نے دبی آواز میں کہا۔ بابا جی سرکار تو محو نیند ہیں۔ اس پر فوراً" آپ نے فرمایا "قریشی صاحب! میں سویا نہیں جاگ رہا ہوں" سبحان اللہ کہ آپ نیند میں بھی بیدار رہتے تھے۔

Marfat.com

کرامت : (۱) چوہدری عبدالستار صاحب منڈی کاموکی والے بیان کرتے ہیں کہ مولانا محمد بشیر عرف بشیر غوری مسجد لوہاراں والی کاموکی کے خطیب تھے وہ مجھے اور صوفی خوشی محمد، صوفی عبدالغنی (یہ دونوں صاحبان بھی باباجیؒ کے مرید ہیں) سے کہنے لگے۔ آپ کرمانوالے باباجی سرکارؒ کے مرید ہیں آپ تینوں باباجی سرکارؒ سے میری سفارش کریں۔ میری (محمد بشیر کی) شادی خانہ آبادی ہو جائے۔ پہلی شادی ہوئی تو بیوی فوت ہو گئی دوسری شادی ہوئی تو میں نے بیوی کو طلاق دے دی۔ اب چاہتا ہوں کہ جلد شادی ہو جائے۔ ہم تینوں پروگرام بنا کر حضرت کرمانوالہ شریف گئے۔ سب سے پہلے دربار شریف پر حاضری دی اور مزار شریف پر ایصال ثواب کے بعد ہم سب حافظ حق نواز صاحب کے پاس باباجی سرکار کی ملاقات کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد فون پر باباجی سرکارؒ نے حافظ جی سے کہا کہ کوئی بھی ملاقات کے لئے آیا ہو تو اندر بھیج دو۔ ہم سب باباجی کے کمرہ میں بیٹھ گئے۔ باباجی سرکارؒ تشریف لائے تو حسب معمول فرمایا "کاموکی والے بیبیوں والا کم اے" تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا "بیبیو! جس نے کوئی گل کرنی اے تے کر لے"۔ ہم نے اپنی اپنی معروضات پیش کیں۔ اور مولوی صاحب کی سفارش کرنے لگے تو آپ نے یک دم ہماری بات کاٹ کر کہا "مولوی جی! میں تے کوئی سفارش نہیں سن دا۔ تسیں خود اپنی گل کرو" اس پر مولوی صاحب نے اپنی شادی کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "مولوی جی! تو اڈے تے بیری دا درخت اے۔ بیری دے تھلے بہہ کے سورۃ الرحمن پڑھا کرو۔ جاؤ شادی جلدی ہو جائے گی" ہم کاموکی واپس آ گئے۔ چند ماہ بعد ہی مولوی صاحب نے بتایا کہ ان کی شادی ہو گئی ہے اور بڑی فرمانبردار بیوی ملی ہے۔ پھر ایک سال بعد بتایا کہ رب کریم نے باباجیؒ کی دعا برکت سے لڑکا بھی عطا کیا ہے۔ مولوی صاحب حضرت باباجی سرکارؒ کے دن رات مداح رہتے ہیں۔ اللہ اکبر۔

(مولوی صاحب ضلع گجرات کے کسی گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ وہاں ان کے

Marfat.com

گھر بیری کا درخت ہے مولوی صاحب نے ۴۰ دن سورۃ الرحمٰن کا وظیفہ کیا۔ تو امید بر آئی۔ باباجی سرکارؒ نے مولوی صاحب کے اصل گھر میں بیری کا درخت بھی دیکھ لیا۔ (اللہ اکبر)۔

(۲) یہی عبدالستار صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک پیر بھائی محمود احمد ہاشمی ہیں جو سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ راہوالی شوگر مل میں ملازم تھے۔ کافی دیر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے ایم ڈی صاحب نے مل کی ملازمت سے نکال دیا ہے۔ میری جگہ ایک میٹرک پاس ناتجربہ کار شخص کو کسی کی سفارش پر بھرتی کر لیا ہے۔ وجہ یہ بتائی کہ میں (محمود احمد) نے ایم ڈی صاحب کے خلاف جلوس نکالا تھا کہ مل کو چلاؤ ورنہ ہم آپ کو نکال باہر پھینک دیں گے۔ اس بناء پر ایم ڈی صاحب نے مجھے ملازمت سے نکال باہر کیا ہے۔ محمود احمد ہاشمی نے کہا کہ مہرجیون خاں وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف کا سیکرٹری ہے۔ اور یہ مہر صاحب آپ (عبدالستار) کے دوست ہیں۔ ان سے کل پاکستان شوگر ملز کے انچارج کے نام سفارشی چھٹی لینی چاہیے۔ ہم مہر جیون خاں کے پاس چیف منسٹر ہاؤس میں گئے۔ پہلے تو وہ بہت برہم ہوئے۔ پھر انہوں نے لاہور میں ہی کسی افسر اعلیٰ کے نام چھٹی دی۔ مگر کام نہ بنا۔ پھر ہم نے ایک جی ایم سے لاہور میں ہی ملاقات کی۔ اس نے بتایا کہ تمام افسران کی ایک باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے اور اس میٹنگ میں محمود احمد ہاشمی کو مل سے نکالنے پر سب نے اتفاق کیا اور دستخط کر دیئے ہیں ایم ڈی راہوالی شوگر مل کو ایک کاپی بھیج دی گئی ہے۔ ہم نے کوشش جاری رکھی۔ بعد ازاں ہم اپنے ایک پیر بھائی احمد عبداللہ خاں کے ہم زلف (جو گورنر پنجاب غلام جیلانی کے سیکرٹری تھے) سے مدد کے طالب ہوئے۔ مگر بے سود آخر کار میں نے کہا کہ چلو بھئی باباجی سرکارؒ سے عرض کرتے ہیں۔ ہمارا آخری سہارا تو وہی ہیں۔ ایک دن ہم حضرت کرمانوالا شریف باباجی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہاشمی صاحب نے باباجی سرکارؒ سے عرض کیا کہ مجھے ایم ڈی صاحب نے مل سے نکال دیا ہے۔ اور میری جگہ اور آدمی بھرتی کر لیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ ملازمت پر بحال ہو جاؤں۔ باباجی سرکارؒ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا "بیلیا جا نہ تیرا ایم ڈی رہنا اے اور نہ اوہ بندہ جیہڑا تیری جگہ بھرتی کیتا گیا اے رہو۔

Marfat.com

کہ "ہم واپس چلے آئے۔ چند دن بعد ہاشمی صاحب مجھے ملے اور بتایا کہ ایم ڈی ریٹائر ہو گئے ہیں اور جو آدمی میری جگہ رکھا گیا تھا اس پر فالج کا حملہ ہو گیا ہے۔ اب مجھے دوبارہ ملازمت مل گئی ہے۔ پہلے میرے ماتحت دو آدمی کام کرتے تھے اب دس آدمی ہیں اور تنخواہ بھی پہلے کی نسبت زیادہ ہے اللہ اکبر۔

تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ بات ہو کے رہی
دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

(۳) یہی عبدالستار صاحب بیان کرتے ہیں کہ کاموکی نیشنل بنک آف پاکستان کی بڑی برانچ کے مینیجر شیخ عباد صاحب ہیں وہ مجھے اور صوفی خوشی محمد صاحب سے ملے اور کہا کہ میں بہت پریشان ہوں میرے ساتھ حضرت کرمانوالا شریف چلیے اور وہاں باباجی سرکار کی خدمت میں میری پریشانی کے ازالہ کے لیے دعا کریں۔ ہم تینوں مفتی محمد حبیب اللہ نقشبندی کی معیت میں حضرت کرمانوالا شریف پہنچے۔ مزار شریف پر حاضری دی۔ دعا کی اور واپس کاموکی آ گئے۔ کچھ دن بعد پھر ہم نے مفتی صاحب کے ہمراہ دربار شریف حاضری دی دعا کی اور واپس چلے آئے۔ ایک دن عباد صاحب نے مجھے فون پر کہا کہ آئیے میں حضرت باباجی سرکارؒ کی کرامت بتاؤں۔ چنانچہ میں عباد صاحب کے دفتر پہنچا۔ انہوں نے ایک فائل نکالی جس میں کچھ اندراج سرخ روشنائی سے تھے۔ عباد صاحب نے بتایا کہ مجھ سے کچھ محکمانہ غلطیاں ہو گئی تھیں جس بنا پر مجھے چارج شیٹ ملی۔ مگر حضرت کرمانوالے باباجی سرکارؒ کی دعا برکت سے وہ چارج شیٹ والی فائل مجھے بھیج دی گئی ہے کہ اس میں درستی کر کے دن جمعی سے واپس کرو تاکہ تمہارے حق میں فیصلہ صادر کیا جا سکے۔ چنانچہ اب میں پہلی ہی پوسٹ پر کام کر رہا ہوں۔ اللہ اکبر تصرف ہو تو ایسا اور کرم نوازی ہو تو ایسی۔ گو حضرت باباجی سرکارؒ کو دنیا سے رحلت فرما ہوئے ایک سال ہو چکا ہے۔ مگر آپ کا فیض جاری وساری ہے۔ اللہ کے ولی قبروں میں بھی زندہ ہیں اور اپنے متوسلین کی روحانی طور پر مدد فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از الہ۔ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

Marfat.com

پیر سید محمد علی شاہ بخاری المعروف بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

تصرف حاجی اصغر علی المعروف جلوی صاحب مدینہ چوک غلام محمد فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بابا جی سرکار کی معیت میں مجھے لندن جانے کا اتفاق ہوا۔ خیال تھا۔ کہ واپسی پر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرینگے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ اس سال لندن سے حج ویزے جاری نہ ہونگے۔ میں پریشان تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم فریضہ حج سے محروم رہ جائیں۔ دوسرے روز علی الصبح بابا جی سرکار نے فرمایا "حج کے ویزے تین چار روز تک کھل جائینگے۔ اور ہم انشاء اللہ فریضہ حج ادا کرینگے۔ چنانچہ تیسرے دن حج ویزے جاری کرنے کے احکام جاری ہو گئے۔ واپسی پر ہم نے فریضہ حج ادا کیا۔ لاہور پہنچ کر میں نے بابا جی سرکار سے عرض کیا کہ دوران سفر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرمائیں آپ نے فرمایا میں نے باقی سب بیلیوں کو جان پہچان لیا ہے مگر تم کو نہیں سمجھ سکا۔ میں نے عرض کیا حضور میں نے توجہ کر لیا ہے دعا فرمائیں کہ میرے گھر کے باقی افراد بھی اس سعادت سے بہرہ مند ہوں اس پر بابا جی سرکار نے فرمایا "مکی دی چھلی دا اک دانہ کڈھنا مشکل ہوندا اے۔ اک دانہ نکل آوے تو پھر باقی دانے کڈھنے اسان ہندے نیں" مطلب یہ کہ تمہارے بعد باقی افراد بھی حج کی سعادت سے جلد مستفید ہونگے چنانچہ آپ کی دعا برکت سے ایسا ہی ہوا میرے گھر کے تمام افراد اب تک حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

○ ۲۔ یہی اصغر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا حضور! میں ایک مشین خریدنے کے لئے کراچی جا رہا ہوں۔ اس مشین کے ایک دو اور گاہک ہیں۔۔ بدیں وجہ کراچی جلد از جلد پہنچنا چاہتا ہوں۔ بابا جی سرکار نے فرمایا "وہ مشین تمہاری ہو چکی بشرطیکہ نماز جمعہ دربار شریف میں ادا کر کے سفر اختیار کریں"۔ حسب الارشاد نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد میں ساہیوال سے ریل گاڑی میں سوار ہو کر کراچی پہنچا۔ دیکھا کہ دوسرے گاہک بھی اسی گاڑی سے کراچی پہنچ گئے ہیں۔ میں نے وقت ضائع کئے بغیر ایک

Marfat.com

ٹیکسی کرائے پر لی اور اسے کہا کہ مجھے شمع ہوزری لے چلو۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا کہ شمع ہوزری اب اپنی اصل جگہ سے بسم اللہ چوک منتقل ہو گئی ہے۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا میں نے شمع ہوزری کے مالک کو اپنے ایک دوست کے ساتھ موجود پایا مالک نے مشین کی قیمت 40,000 بتائی۔ میں نے 10,000 بیانہ دے دیا۔ لیکن میں نے اسے مشین فروخت کرنے پر آمادہ نہ پایا۔ اس کے دوست نے کہا کہ کاہل نے قیمت منظور کر لی اور تمہیں بیانہ دے دیا۔ تمہیں یہ سودا کر لینا چاہیے۔ انکار نہ کریں چنانچہ مالک نے اپنا لیٹر پیڈ نکالا 10,000 روپیہ کی رسید لکھ دی۔ اور تحریر کیا کہ باقی رقم (30,000) سات دن کے اندر اندر ادا کرنی ہو گی۔ ورنہ سودا فسخ اور بیانہ ضبط۔ اس نے دستخط کئے اور رسید میرے حوالے کر دی۔ میری موجودگی میں ہی دوسرے کاہل بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا اصغر علی تم یہاں کیسے پہنچے ہو میں نے کہا مشین خرید لی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس پوری رقم نہیں ہے تو لو یہ 40,000 روپیہ میں نے 30,000 روپیہ مالک کو ادا کر دیا۔ مشین لے کر فیصل آباد چلا آیا۔ باباجی سرکار کی بات حرف بحرف پوری ہوئی۔ کہ "یہ مشین تمہاری ہو چکی"۔ آپ نے مشین بھی دلا دی اور رقم بھی۔ ایک اور پہلو بھی ہے کہ اصغر علی نے باباجی سرکار کی نصیحت پر عمل کیا کہ نماز جمعہ حضرت کرمانوالا ادا کر کے جاؤ۔ بزرگوں کے ارشاد پر عمل کرنے سے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اپنی مرضی کو دخیل نہ بنانا چاہیے۔

نہیں لایا میں کچھ بھی اپنے گھر سے
ملا سب کچھ مجھے یہ تیرے در سے

Marfat.com

بحرکرم پیر سید محمد علی شاہ بخاری قدس سرہ العزیز

○ مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی نائب مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ درگاہ حضرت کرمانوالہ شریف کے کسی خادم نے باباجی سرکار کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور! متوسلین کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ لنگر کی روٹیوں کیلئے اگر تنور لگا لیا جائے تو بہت آسانی رہے گی۔ حضرت باباجی سرکار نے فرمایا "نہیں جو طریقہ حضرت گنج کرم کے وقت سے چلا آ رہا ہے وہ بہتر ہے اور اس میں برکت ہے"۔ اللہ اکبر (اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے ہی میں فلاح اور بھلائی ہے)۔

○ یہی مفتی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بحرکرم پیر سید محمد علی شاہ باباجی سرکار اپنے اہل خانہ کے ہمراہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں رمضان المبارک کی آمد کے منتظر تھے۔ شعبان المعظم کی ۲۹ تاریخ تھی۔ رات رمضان المبارک کا چاند نظر نہ آیا۔ اور نہ ہی سعودی حکومت کی طرف سے کوئی اعلان ہوا۔ سحری کے وقت بابا

برطانیہ میں باباجی سرکار کی ایک یادگار تصویر

Marfat.com

جی قبلہ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ سحری کا انتظام کریں۔ مجھے رمضان المبارک کے انوار و تجلیات محسوس ہو رہی ہیں۔ چنانچہ آپ نے روزہ رکھ لیا۔ اسی دن حکومت کی طرف سے اعلان ہوا کہ آج رمضان المبارک کی یکم تاریخ ہے۔ عید الفطر کے بعد ایک روزہ کی قضا کرنی پڑ گئی۔ اللہ اکبر کیا مقام تھا باباجی سرکار کا کہ قلب پاک پر رمضان مبارک کی انوار ظاہر ہو گئے۔ یہی روشن ضمیری ہے اور یہی ولایت کا اعلیٰ مقام ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

راوی مستری محمد شفیع نے حیدر پارک 2 شاد باغ لاہور نے بیان کیا کہ میرے والد محمد دین اور ہم چار بھائی اور سب بھائی اکتوبر ۱۹۷۹ء آخری چہار شنبہ کے دن جب کہ کارخانوں میں عام تعطیل تھی۔ حضرت کرمانوالہ شریف باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور ان بچوں کو بیعت فرمائیں۔ اور اپنی غلامی میں لے لیجئے۔ باباجی نے فرمایا کہ مستری جی الحمد للہ تم دونوں کو حضرت قبلہ نے اعلیٰ حضرت کرمانوالہ سرکار نے اپنی غلامی میں لے لیا تھا۔ مگر والد صاحب نے اصرار کیا تو باباجی سرکار نے ہم چار بھائیوں کو طریقہ نقشبندیہ کے مطابق درود شریف پڑھا کر اپنے سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا اور دعائے خیر فرمائی۔

یہی مستری محمد شفیع صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء کا واقعہ ہے کہ میں اپنی دوکان میں مشین کا کام کر رہا تھا۔ کہ گراینڈر پھٹ گیا۔ حادثہ اتنا شدید تھا کہ گراینڈر کا ایک معمولی ٹکڑا لگنے سے پورے پریس کی لوہے کی پلیٹ ٹوٹ گئی۔ اس پلیٹ کی چھپٹ لگنے سے میری ران کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ جبکہ نہ کوئی زخم آیا۔ نہ خون نکلا۔ امریکن ہسپتال سے پلستر کروایا۔ میرا چھوٹا بھائی محمد دین باباجی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بھائی کو دیکھتے ہی باباجی سرکار نے از خود فرمایا "تکو گھبرانیں مستری تکو جھیتی ٹھیک ہو جاوے گا۔ رب کریم نے رحم کر دتا اے۔ خیر ہو جاوے گی" میری ہڈی بہت جلد جڑ گئی۔ اتنی جلدی صحت دیکھ کر سب لوگ حیران تھے مگر یہ تو باباجی سرکار کی توجہ اور دعا کا اثر تھا کہ میں غیر متوقع طور پر روبصحت ہو گیا۔

راوی یہی محمد شفیع صاحب بیان کرتے ہیں کہ جو سکونتی قطعہ اراضی مجھے ورثہ میں ملا۔

Marfat.com

وہ میں نے ۱۹۸۸ء میں فروخت کر دیا۔ خریدار مصری شاہ لاہور کے جھگڑالو اوباش قسم کے لوگ تھے۔ ان سے طے ہوا تھا کہ ملبہ اٹھانے کے بعد سفید زمین آپ کو دی جائے گی۔ لیکن وہ ملبہ اٹھانے میں مزاحم ہوئے۔ ڈراتے دھمکاتے تھے۔ ایک دن میں نے حقیقت حال سے باباجی سرکار کو فون پر اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا مستری نکو گھبرانا نہیں۔ رب کریم رحم کردے گا۔ ان دنوں علاقہ میں فیکٹری کے دھواں اور گرد و غبار کی وجہ سے خارش کی بیماری عام تھی۔ میرے بچے بھی بوجہ خارش بیمار تھے۔ میں باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا "مستری نکو رٹہ کٹہ سب ختم"۔ وہ ظالم تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ مجھے اطمینان نصیب ہوا۔ رجسٹری ہونے تک زمین کا معاملہ احسن طریقہ سے طے پا گیا۔ اور بچے بھی صحت یاب ہو گئے۔ یہ سب حضرت باباجی سرکار کی نظر کرم کا فیض تھا کہ ہر قسم کی پریشانی ختم ہوئی۔ رٹہ سے زمین کے جھگڑے کی طرف اشارہ تھا اور کٹہ سے بیماری کی طرف۔ اللہ اکبر کتنا فیضان نظر تھا آپ سرکار کا۔

○ نسیم احمد پروفیسر اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میرے پاؤں پر چنبل کا زخم تھا۔ جو کافی عرصہ سے ٹھیک ہونے میں نہ آتا تھا۔ ایک دن میں نے باباجی کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب سے دوائی لکھوا لو۔ رب کریم رحم کردے گا۔ میں نے نسخہ لکھ لیا۔ دوائی تیار کر کے استعمال کی رب کریم نے زخم مندمل کر دیا۔ لیب وغیرہ تو پہلے بھی کرتا تھا۔ یہ تو صرف پیارے باباجی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک کی تاثیر تھی۔ کہ پرانا زخم دو ہفتوں میں ٹھیک ہو گیا۔

○ یہی پروفیسر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اوکاڑہ کالج میں لیکچرار تھا۔ جبکہ والدین لاہور شالیمار ٹاؤن میں تھے۔ اوکاڑہ میں ملازمت کی وجہ سے میں اکثر دربار شریف حضرت کرمانوالہ حاضری دے لیتا۔ اور طبیعت سکون پکڑتی۔ مگر والدین کا اصرار تھا کہ لاہور تبدیلی کرا لینی چاہیے۔ میں نے اوپرے دل سے باباجی کی خدمت میں عرض کیا۔ باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت خاموشی سے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ جیسے کسی کو چلے جانے کی اجازت دیتے وقت اشارہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ چند دنوں بعد میری تبدیلی اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور ہو گئی۔

○ محمد انور شوق اسسٹنٹ پوسٹماسٹر اوکاڑہ بیان کرتے ہیں کہ میں چند دیگر خادمان

Marfat.com

ایک بار حضرت کرمانوالا پرانی مسجد میں کیکر کے سایہ میں بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی پیاری پیاری گفتگو جو وہ ملاقاتیوں سے کر رہے تھے سن رہا تھا۔ بابا جی سرکار نے غیر متوقع طور پر ہمارے ایک ساتھی فقیر محمد سے مخاطب ہو کر فرمایا "تیرے کتنے بچے ہیں" فقیر محمد مسکرایا اور منہ نیچے کر لیا۔ بابا جی سرکار نے بھی جواب نہ ملنے کا نوٹس نہ لیا اور ملاقاتیوں سے مصروف گفتگو ہو گئے۔ مجھے تجسس ہوا ضرور کوئی بات ہے۔ ہمارے اصرار پر فقیر محمد نے بتایا کہ بھائی کل دوپہر میں اپنے مویشیوں کے چارہ پانی کے بعد درخت کے نیچے سو گیا۔ نماز ظہر قضا ہو گئی۔ کئی روز سے نماز ظہر قضا ہوتی چلی آ رہی تھی۔ مگر کل حضرت بابا جی سرکار خواب میں میرے سامنے جلوہ افروز ہوئے۔ ہاتھ میں کلہاڑی تھی۔ میں جان بچانے کی خاطر دوڑ پڑا۔ بابا جی سرکار میرا پیچھا کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آج تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ کیوں نماز قضا کرتے ہو۔ میں نے بزرگوں کا واسطہ دیا۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ نماز قضا نہیں ہو گی۔ بابا جی سرکار نے میرا پیچھا چھوڑ دیا۔ آج میں بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور ظہر کی نماز بھی پڑھ لی ہے۔ میری نماز قضا ہو گئی تو خبر اور آ گئی تھی۔ کلہاڑی لے کر پیچھے دوڑتے ہیں۔ اور پھر دریافت کرتے ہیں کہ بچے کتنے ہیں۔ میں بتاؤں تو تب اگر نماز پڑھتا ہوں۔ یہ تو ایک راز کی بات تھی۔ چنانچہ میں خاموش ہی رہا۔ اللہ اکبر نماز کی پابندی کروانے کیلئے کتنی مشقت اٹھاتے ہیں ہمارے بابا جی سرکار۔ سبحان اللہ

محمد نصر اللہ نقشبندی چک ۳۰۴/H-R تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر نے بیان کیا۔ کہ میں ۱۹۸۰ء میں حضرت بابا جی سرکار سے بیعت ہوا۔ آپ کے فیضان نظر سے ابتدائی دینی کتب مکمل طور پر پڑھنے کے بعد ۱۹۸۷ء میں دورہ حدیث کی کلاس میں داخلہ لیا۔ ہو گیا۔ ۱۹۸۷ء میں بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور دعا فرمائیں کہ میں شہادۃ العالمین (تنظیم المدارس) کے امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔ حضرت بابا جی سرکار نے فرمایا "تم امتحان دو پاس ہو جاؤ گے" چنانچہ میں ۱۹۸۸ء میں اس سالانہ امتحان میں بیٹھا۔ آپ بابا جی سرکار کی دعا کی برکت سے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

Marfat.com

بحرِ کرم حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاریؒ المعروف باباجی سرکار

○ ا۔ محمد نصر اللہ نقشبندی چک ۳۰۴ H-R تحصیل فورٹ عباس بیان کرتے ہیں کہ غالباً ۱۹۷۶ء کے دوران میں میرا چچا حافظ عطا محمد میرے بھائی مشتاق احمد کو ساتھ لے کر حضرت کرمانوالہ شریف پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ باباجی سرکار کیکر کے درخت کے سایہ میں رونق افروز تھے۔ یہ دونوں سلام نیاز مندانہ کے بعد آپ کی نورانی محفل میں بیٹھ گئے۔ حافظ عطا محمد نے عرض کیا حضور! میرے بھتیجے مشتاق احمد کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیں۔ باباجی سرکار نے اسے بیعت فرمایا اور درود خضری پڑھنے اور نماز تہجد کی تاکید فرمائی۔ مشتاق احمد بیعت ہونے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ غربت کے باعث تعلیم چھوڑنی پڑی۔ اور محنت مزدوری پر گذر اوقات ہونے لگی۔ ۱۹۸۲ء میں مشتاق احمد حضرت باباجی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور اپنی ناگفتہ بہ حالت بیان کی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ آپ کی توجہ سے حالات ایسے سازگار ہوگئے کہ مشتاق احمد دوبارہ دینی تعلیم حاصل کرنے لگا۔ تین سال میں دورہ حدیث مکمل کرلیا۔ امتحان کے قریب مشتاق احمد دعا کیلئے باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا بیلیا! خیر ہو جائے گی تم پاس ہو جاؤ گے۔ چنانچہ تعلیم المدارس کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا۔ مشتاق احمد ایک عالم دین اور واعظ خوش بیان بن گیا۔ سچ ہے نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ یہ عظیم کامیابی و کامرانی حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا برکت سے حاصل ہوئی۔ رب کریم کا یہ خاص فضل و کرم تھا کہ اپنے محبوب پاک ﷺ کے ایک ادنیٰ امتی کو دین اسلام کا مبلغ بنادیا۔ اللہ اکبر

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

○ ۲۔ مشتاق احمد نقشبندی چک ۳۰۴ H-R بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۹۰ء کی بات ہے کہ ہمارے علاقہ کے ایک مولوی صاحب نے حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں گستاخی کی۔ میں نے یہ معاملہ باباجی سرکار کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا "بیلیو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور کاتب وحی ہونے کا شرف

Marfat.com

حاصل ہے۔ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے ہر صحابی کی عزت کرنی چاہیے۔ بعد میں فرمایا "بیلیو! حضرت بابا علی کرم اللہ وجہہ کی بھی بڑی شان ہے۔ ہر صحابی کا ادب ہمارے لئے لازمی ولابدی ہے۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔"

۳۔ محمد نصر اللہ نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ اگست ۱۹۹۲ء کے دوران میں ایک ضروری کام سے لاہور گیا۔ واپسی پر حضرت کرمانوالہ شریف حاضری دی اور باباجی سرکار کی نورانی محفل میں مؤدب بیٹھ گیا۔ باباجی سرکار نے فرمایا "تواڈے وچوں پروفیسر صاحب کہیڑے نیں" ایک بیلی نے کہا حضور میں ہوں۔ آپ نے فرمایا "بیلیا! جائے مسجد دے محراب تے کلمہ شریف لکھیا ہویا اے اہدے حرف گن کے آکھنے نیں۔۔" وہ گئے مگر صحیح طور پر نہ بتا سکے۔ باباجی سرکار نے فرمایا "بیلیو! توحیدی حصہ لاالہ الااللہ دے ۱۲ حرف تے نبوی حصہ دے وی ۱۲ حرف نے۔" پھر فرمایا "انسان دے جسم میں تین چیزیں ایسی ہیں جن میں ہڈی نہیں۔ پہلی زبان۔ زبان کی حفاظت کرنے سے ہی عزت ملتی ہے۔ دوسری شے دل ہے۔ یہ ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو سارا جسم درست ہے۔ انسان کو پتھر دل نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ نرم دل۔ تیسری چیز پیشاب والی جگہ ہے۔ اس کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ جس شخص نے ان تین چیزوں کی حفاظت کرلی وہ کامیاب ہے۔" آپ کافی دیر تک حاضرین کو اصلاح احوال پر توجہ دلاتے رہے۔ یقیناً محفل میں ایسے لوگ ہوں گے جو ان تین چیزوں کی حفاظت سے غافل ہوں گے اور آپ انہیں متوجہ فرمارہے تھے۔

بندگان خاص علام الغیوب در جہان جاں جستند جواسیس القلوب

ترجمہ = اللہ کے خاص بندے چھپے بھید جانتے ہیں۔ اور دنیا میں دلوں کی چھپی بات تلاش کرلیتے ہیں۔

۴۔ صوفی غلام مصطفےٰ ساکن چک ۳۰۴ R-H فورٹ عباس نے بیان کیا کہ میں حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاریؒ المعروف باباجی سرکار سے بیعت تھا۔ موسم گرما میں گاؤں کے بڑے تالاب میں دیگر لڑکوں کے ساتھ تیراکی پیراکی میں مشغول تھا۔ کسی نے اس تالاب میں ایک شہتیر بھگونے کیلئے ڈال رکھا تھا۔ یہ شہتیر چلتے چلاتے بڑے زور کے ساتھ میری پیشاب گاہ پر لگا۔ بعد میں مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں اس ضرب شدید کے باعث قوت مردی کھو بیٹھا ہوں۔ بڑا متفکر رہنے لگا۔ جوان ہوا تو والدین نے شادی خانہ آبادی کا

Marfat.com

سوچا۔ نسبت کردی گئی۔ مگر مجھے معلوم تھا کہ میں شادی کے قابل نہیں ہوں اور ہر کوئی میری اس کمزوری سے ناواقف اور بے خبر تھا۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقعہ پر میرے پیرو مرشد باباجی سرکار عید گاہ پاکپتن میں فروکش تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بہلی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ میں اپنی داستان تنہائی میں کہنا چاہتا تھا۔ مگر یہاں تنہائی کہاں۔ باباجیؒ نے از خود فرمایا "بیلیا شادی کرا لے کوئی حرج نہیں۔ رب کریم خیر کردے گا۔" عرس کے بعد میں بروز جمعتہ المبارک آپ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا حاضر ہوا اور ٹھکتے ٹھکتے آپ سرکار کے نزدیک پہنچ گیا۔ اپنی حالت بیان کرنی چاہتا تھا۔ مگر زبان نے ساتھ نہ دیا اور غمِ دل آنسو بن کر آنکھوں سے چھلک پڑا۔ خوب رویا کہ آنسو تھمتے نہ تھے۔ باباجی سرکار نے تسلی دی۔ آپ نے حافظ حق نواز صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ غلام مصطفےٰ کو طاقت والا نسخہ لکھ دو۔ مجھے مزید فرمایا کہ جاؤ یہ دوائی استعمال کرو۔ رب کریم رحم کردے گا۔ میں نے دوائی تیار کی اس کے ساتھ شباب لوٹ آیا اور میں شادی کے قابل ہو گیا۔ میری شادی خانہ آبادی ہو گئی۔ باباجی سرکار کی دعا کی برکت سے رب کریم نے مجھے ایک چاند سا بیٹا عطا کیا۔ افسوس کہ باباجی سرکار ہم سے جلدی رخصت ہو گئے۔ گو ہم ان کو ظاہری طور پر نہیں دیکھ رہے۔ مگر وہ ہمارے دل و دماغ میں پھول کی خوشبو کی طرح بس رہے ہیں۔

جو اثر ان کی دعا میں ہے وہ اوروں میں کہاں
یوں تو سب پیر مریدوں کو دعا دیتے ہیں

○ ۵۔ محمد یونس شاہد سپورٹس گول چوک اوکاڑہ نے بیان کیا کہ ۱۹۸۴ء میں حج بیت اللہ کیلئے درخواست گزاری۔ مگر قرعہ اندازی میں نام نہ نکلا۔ پریشانی کے عالم میں بحر کرم حضرت باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا۔ آپ نے تسلی دی کہ گھبرائیں نہیں خیر ہو جائے گی۔ میں نے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مرحوم گورنر پنجاب وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواستیں بھجوائیں۔ ہر جگہ سے یہی جواب موصول ہوا کہ آئندہ سال نئی درخواست دیجئے۔ مگر باباجی سرکار کا فرمان "گھبراؤ نہیں خیر ہو جائے گی" رائیگاں نہ جا سکتا تھا۔ حسنِ اتفاق کہ میری ملاقات کیپٹن محمد یوسف علی صاحب سے جو مجلس شوریٰ کے رکن تھے ہو گئی۔ میں ان کے ساتھ اسلام آباد گیا۔ درخواست گزارنے کا آخری

Marfat.com

کیپٹن صاحب نے محکمہ مذہبی امور کے متعلقہ افسر کو فون کیا۔ چنانچہ کاغذات اسی دن مکمل ہو گئے۔ میں شام کی فلائٹ سے دوسرے دن مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ مگر باباجی سرکار کی یاد ستاتی تھی۔ مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ مسجد نبوی کی ٹونٹیوں پر وضو کر رہا تھا۔ کہ صوفی عنایت اللہ کو دیکھ لیا ان سے معلوم ہوا کہ باباجی سرکار تشریف لائے ہوئے ہیں۔ باباجی سرکار مسجد نبوی شریف کے صحن میں اس جگہ تشریف فرما تھے۔ جہاں سے گنبدِ خضرا صاف نظر آتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں وہاں حاضر ہوا۔ نماز ظہر سے نماز عشاء تک اسی جگہ قیام رہا۔ میں نے باباجی سرکار کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور! نبی پاک ﷺ کی زیارت کی خواہش دل میں رکھتا ہوں۔ یہ نعمت حاصل ہو جائے تو زہے قسمت۔ آپ نے فرمایا "مینوں دل نہیں اوندا اے" میں نے اصرار کیا تو فرمایا "ا۔تھے درود شریف دی کثرت کرو۔" کبھی کبھی آپ سرکار مجھ سے آب زم زم منگواتے اور پیاس بجھاتے۔ کبھی روضہ اطہر کے طواف کیلئے جاتے اور پھر اسی جگہ واپس تشریف لے آتے۔ اور بالاہتمام گنبدِ خضرا کے سامنے بیٹھتے۔ ایک روز حافظ محمد شفیع صاحب خطیب پاکستان کے بھائی حاجی محمد اکرام صاحب باباجی سرکار کی ملاقات کیلئے آئے۔ میں بھی باباجی سرکار کے سامنے کھڑا تھا۔ آپ نے روضہ رسول ﷺ کی طرف دیکھا اور فرمایا "یارسول اللہ! چونکہ میری پشت روضہ اطہر کی طرف تھی۔ باباجی سرکار نے مجھے کندھوں سے پکڑا اور میرا منہ روضہ اطہر کی طرف پھیر دیا۔ یعنی روضہ رسول اللہ ﷺ کا ادب سکھایا۔ میں خواب میں اعلیٰ حضرت گنج کرم کی زیارت پُرانوار سے مشرف ہوا۔ نبی پاک ﷺ کی زیارت نہ ہوئی کہ میں ابھی اس قابل نہیں تھا۔

۶۔ محمد یونس شاہد سپورٹس گول چوک اوکاڑہ نے بیان کیا کہ میں دوکانداری کرتا تھا۔ دوکان میں ایک اور شخص حصہ دار تھا جو میرا دوست تھا لیکن کاروبار میں مجھے تنگ کرنے لگا۔ یہ مجھ پر حاوی تھا۔ اور میں اس سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔ وہ زیادتی پر اتر آیا اور قتل کی دھمکیاں دینے لگا۔ میں اس مشکل وقت میں باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا حضور! اس حصہ دار سے میری جان چھڑا دیں۔" آپ نے فرمایا" بیلیا! جان چھوٹ جائے گی۔" مگر رقم کافی تھی جس کی ادائیگی کی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ میں متفکر رہتا۔ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا میں الگ دوکان کر

Marfat.com

لوں؟ آپ نے فرمایا "میں کہنا آں کہ ایتھے ای گل بن جائے گی۔" میرے ایک دوست کا پلاٹ تھا۔ اس نے کہا کہ یہ پلاٹ فروخت کر کے حصہ دار کی رقم ادا کرلو۔ مگر شومی قسمت کہ وہ پلاٹ فروخت نہ ہو سکا۔ میں حضرت باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا حضور ا کام رک گیا ہے آپ نے فرمایا "سب رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اور خیر ہو جائے گی۔ اللہ پاک کوئی اور بہتر سبب پیدا فرمادیگا۔" ایک روز میں نے باباجی سرکار کی خدمت میں عرض کیا کہ سرکار اس دوکان میں ایک مرتبہ پیرجی سرکار تشریف لائے تھے اور ان کے قدم مبارک دوکان میں لگے ہوئے ہیں۔ میں یہ دوکان کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا "خیر ہو جائے گی گھبراؤ نہیں۔" ۱۱ فروری ۱۹۹۳ء معاملہ نے طول پکڑا اور بہت جھگڑا ہوا۔ میں نے ۱۲ فروری بروز جمعتہ المبارک فون پر باباجی سرکار کو تمام حالات سے مطلع کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ بیلیا ا "خیر ہو جائے گی۔" فون کرنے کے بعد واپس آیا تو حالات کو ساز گار پایا۔ میرا بھائی اور دیگر دوکاندار اکٹھے ہوئے اور اعلان کیا کہ مظلوم کی حمایت کریں گے۔ اور ظالم کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ سب نے حاجی سبحان صاحب کو ثالث تسلیم کر لیا۔ یہ وہی شخص تھا جو قتل کی دھمکیاں دیا کرتا تھا۔ ثالث نامہ حاجی شاہ نواز ایڈووکیٹ نے جو ان دنوں وفاقی شرعی کورٹ کے مشیر ہیں نے لکھوایا۔ اور چودھری مقصود احمد کونسلر نے لکھا۔ شاہ نواز صاحب نے قرآن کے حوالہ سے بتایا کہ ثالث روز قیامت جواب دہ ہو گا۔ ثالث نے فریقین کے بیانات قلمبند کیے۔ اور غور و خوض کے بعد فیصلہ لکھا۔ جو بر سرِ عام پڑھا گیا کہ دوسرا شخص زیادتی کر رہا ہے اور حق پر نہیں ہے اور صبح دوکان پر نہیں آئے گا۔ اس کے حصہ کی رقم ادا کر دی جائے گی۔ آئندہ جمعتہ المبارک جب میں باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا "بیلیا ا تیری دوکان دا کی بنیا اے۔" عرض کیا سرکار! حسب منشا کام ہو گیا ہے۔ باباجی سرکار کا تصرف تھا کہ جو شخص قتل کی دھمکیاں دیا کرتا تھا اسے ہی ثالث مقرر کرا کر فیصلہ میرے حق میں دلا دیا۔ اللہ اکبر۔

پیر ہے جو کچھ ہے دنیا میں مریدوں کیلئے
پیروی کر پیر کی تجھ کو خدا مل جائے گا

○ ۷۔ محمد صدیق ولد عبدالغنی ساکن فرید آباد متصل ننکانہ صاحب نے بیان کیا کہ عرس کے موقعہ پر میں باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی نورانی محفل میں

Marfat.com

کثیر التعداد بیلی موجود تھے اور آپ انہیں نصیحت آموز باتیں بتا رہے تھے۔ میں داڑھی منڈاتا تھا لیکن اتفاق یہ ہوا کہ دو تین دن سے میں شیو (Shave) نہ کر سکا تو داڑھی نمایاں ہو گئی اور ایسے معلوم دیتا تھا کہ میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ باباجی سرکار کی نظر جو مجھ پر پڑی تو فرمایا "بیلیا! داڑھی نہ منڈایا کرا ینوں تھلّے آون دے۔" عرس کے بعد واپس گھر آیا تو ایک عورت راستہ میں ملی اس نے مجھے دیکھتے ہی برملا کہا۔ "صدّیقو! توں منہ کتاں کوڑھا بنا لیا اے۔" یعنی داڑھی رکھ کر تم بدشکل معلوم ہو رہے ہو۔ جو کوئی بھی ملاقاتی ہوتا مذاق کرتا۔ چونکہ میں نے دل ہی دل میں باباجی سرکار کے ارشاد پر کاربند رہنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ میں نے داڑھی نہ منڈوائی۔ چار پانچ ماہ بعد میں ایک دوسرے گاؤں میں کسی کام سے گیا تو میرے ایک واقف کار آدمی نے مجھے دیکھ کر مذاق کیا کہ اچھا کیا داڑھی رکھ لی ہے اب اس سے رسی کا کام لے سکتے ہو۔ اسی طرح ایک اور شخص نے مذاق کیا اور کہا کہ یار اچھا کیا۔ کہ داڑھی رکھ لی ہے۔ ہم اچھے برے کام کرتے ہیں تو بعض اوقات قسم اٹھانی پڑتی ہے۔ ایسے موقعہ پر ہم کہہ دیں گے کہ ہماری قسم صدیق سے لے لو کہ یہ باریش ہے اور جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں ایسی باتیں سن کر بہت پریشان رہنے لگا۔ پیرجی سرکار حضرت غضنفر علی شاہ بخاری کو دنیا سے پردہ فرمائے چار پانچ ماہ ہو چکے تھے۔ ایک رات عالم خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ پیرجی سرکار تشریف فرما ہیں۔ اردگرد عقیدت مند حضرات بیٹھے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی ایک کرسی پڑی ہے میں اس پر بیٹھ گیا۔ پھر خیال آیا کہ پیرجی کی موجودگی میں کرسی پر بیٹھنا سوئے ادب ہے۔ میں اٹھ بیٹھا۔ پیرجی نے مجھے بازو سے پکڑ کر کرسی پر بٹھا دیا اور فرمایا "بیلیا! بہہ جا ایہہ تیتھوں واسطے ای بنی ہوئی اے۔" مگر میں نے کرسی چھوڑ دی اور فرش پر بیٹھ گیا۔ پیرجیؒ نے فرمایا "بیلیا! داڑھی نہ منڈانا ایہہ نبی پاک دی سنت مبارک اے۔" میں نے دیکھا کہ محفل میں موجود سب بیلی باریش ہیں اور زلفیں بھی ہیں۔ پیرجی سرکار اٹھے اور اپنے حجرہ مبارک میں چلے گئے۔ اور بیلی حضرات قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے۔ میں نے اب پختہ ارادہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی ہو داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے بندے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنے متوسلین کی راہنمائی فرماتے ہیں۔

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

Marfat.com

○ ۸۔ مجاہد حمید خاں نقشبندی کینکل ڈویژن محکمہ ایل ڈی اے لاہور نے بیان کیا کہ میں نومبر ۱۹۸۳ء میں باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ بخاری کے حلقہ ارادت میں آیا۔ آپ نے فرمایا بیلیا بعد نماز عشاء ہر روز درود شریف صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد والہ واصحابہ وسلم کی ایک تسبیح پڑھ لیا کر۔ رب کریم فضل وکرم فرمادے گا۔ وقتاً فوقتاً میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ دو سال کے بعد ایک روز فرمایا "بیلیا توں کیہ کم کرناایں۔" میں نے عرض کیا حضور L-D-A میں ملازم ہوں۔ آپ نے فرمایا "کارپوریشن ہی ہوئی نا۔" عرض کیا سرکار! کچھ سمجھ لیجئے۔ پر میری ترقی نہیں ہو رہی ہے۔ آپ نے ذرا زوردار آواز میں فرمایا "جا بیلیا! تیری ترقی ہو جائے گی۔" دربار شریف حضرت کرمانوالا سے گھر پہنچا۔ صبح دفتر گیا تو معلوم ہوا کہ میرے افسرانِ بالا مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ میرے دفتر کا چپڑاسی آیا اور مجھے کہنے لگا مجاہد! تمہیں میاں صاحب محمد اکرم اسسٹنٹ ڈائریکٹر بلا رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو فرمانے لگے۔ حمید خاں تمہیں مبارک ہو۔ میں نے عرض کیا حضور! کس بات کی مبارک۔ کہنے لگے تمہاری ترقی ہو گئی ہے۔ میں نے عرض کیا سرکار! ہم غریبوں کو کون ترقی دیتا ہے۔ میاں صاحب نے کہا ایک دو دن میں آرڈر مل جائے گا۔ چنانچہ حضرت باباجی سرکار کے فرمان کے مطابق سکیل 1 سے سکیل 5 میں ترقی ہو گئی۔ پھر تین سال بعد سکیل 6 مل گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم، حضور نبی کریم ﷺ کی بے پایاں شفقت اور حضرت باباجی سرکار کی نظر کرم کا فیض ہے۔

○ ۹۔ مجاہد حمید خاں نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۸ء کے سیلاب کے دوران مجھے سرکاری ڈیوٹی پر کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ جانا پڑا۔ دورانِ سفر پاؤں پر خارش ہوئی۔ ہاتھ سے خارش کی تو پاؤں پر آبلہ سا ابھر آیا۔ واپسی پر دفتر سے رخصت حاصل کی اور بغرض علاج سروس ہسپتال پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب نے آبلہ کاٹ کر پٹی کر دی۔ ایک ہفتہ علاج کے باوجود زخم مندمل نہ ہوا۔ تو گنگارام ہسپتال پھر میو ہسپتال یو سی ایچ سی ایم ایچ سے علاج کروایا مگر تکلیف بڑھتی گئی۔ آخر میں اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ سید محمد علی شاہ بخاری کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ باباجی سرکار نے زخم دیکھتے ہی فرمایا "بیلیا! ایہہ تے چنبل اے" آپ نے خادم خاص حافظ حق نواز کو طلب فرمایا اور چنبل کا نسخہ لکھ کر دینے کا حکم فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ "مرہم تیار کرکے زخم اتے لگائیں تے سید حسن

Marfat.com

علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ دے مزار اتے گڑھا شریف ضرور جائیں" چنانچہ نسخہ کے مطابق مرہم تیار کی اور زخم پر مرہم لگایا۔ چند دن مرہم استعمال کرنے کے بعد گڑھا شریف گیا۔ یہ سرائے عالم گیر سے بھمبر (آزاد کشمیر) جاتے ہوئے برلب سڑک ہے۔ مزار پر حاضری دی۔ سجادہ نشین دربار گڑھا شریف پیر سید غلام حسین شاہ نے فرمایا "تین اتوار حاضری دیں۔ انشاءاللہ آرام آجائے گا"۔ ان کے ارشاد کی تعمیل کی۔ آخری حاضری کے موقعہ پر پیر سید غلام حسین شاہ ان کے بھتیجے پیر سید منظور حسین شاہ اور والدہ ماجدہ پیر سید غلام حسین شاہ صاحب نے میرے حق میں دعائے خیر فرمائی اور رخصت کیا۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے زخم بالکل مندمل ہو گیا۔ کتنے مہربان ہیں باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ صاحب اپنے متوسلین پر کہ نسخہ بھی بتایا اور راہنمائی بھی فرمائی۔ سبحان اللہ۔

۱۰۔ یہی حمید خاں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی ثمینہ بی بی کی شادی کا ارادہ کیا تو اپریل ۱۹۸۸ء کے دوران اپنے پیرو مرشد پیر سید محمد علی شاہ بخاری کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ عرض کیا حضور! لڑکی کی شادی کا خیال ہے۔ تاریخ اور مہینہ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا "بیلیا! جیٹھ ہاڑ دے دن رکھ لو" عرض کیا حضور! ان دنوں گرمی بہت ہوتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اگلا مہینہ تے برسات والا اے۔ تسیں ۱۲' ۱۴ جون رکھ لو۔ رب کریم موسم ٹھنڈا کر دے گا۔ عرض کیا حضور! آپ ضرور تشریف لائیں اور بیٹی کو اپنی موجودگی میں رخصت فرمائیں تاکہ خیر و برکت ہو اس وقت آپ اپنے حجرے مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ مزار مبارک حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ "بیلیا! پکا وعدہ تے نہیں۔ جو رب نوں منظور" گھر پہنچ کر بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں ضروری سامان کی فراہمی کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ میرا لڑکا غلام عباس ملازم تاج کمپنی لاہور ۱۲ جون کو اخبار ہاتھ میں لئے گھر آیا۔ اور دل خراش خبر سنائی کہ حضرت باباجی رحلت فرما گئے۔ پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ یہ کیا ہو گیا۔ لڑکے نے سنبھالا دیا۔ میں فوراً حضرت کرمانوالا شریف پہنچا اور جنازہ میں شرکت کی۔

تاہم میں نے بیٹی کی شادی حضرت باباجی سرکار کی فرمائی ہوئی تاریخ کے مطابق کر دی۔ کسی دشمن نے بچی پر ایسا جادو کا وار کیا کہ اس کے کپڑے کھڑے کھڑے جل جاتے۔

Marfat.com

سر کے بال کٹ کر گرتے۔ گھر سے رقم گم ہو جاتی۔ بیٹی کے سسرال والوں نے روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہایا۔ مگر سکون نصیب نہ ہوا۔ جادو کا اثر بدستور رہا۔ مجبوراً اپنی بیٹی کو سسرال سے اپنے گھر لے آیا۔ ایک رات نہایت خشوع خضوع سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ باباجی سرکار کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا حضور! ظالم کے پنجہ سے نجات دلائیں۔ میری مدد فرمائیں۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں۔ اس دعا کے بعد ایک رات میری بیٹی کو باباجی سرکار عالم خواب میں ملے اور فرمایا "بیٹی! گھبراؤ نہ رب کریم رحم کرے گا۔ تیرے گلدان وچ پنج دانے چنے دے رکھ دتے نیں۔ ہر روز ایک دانہ کھالیو۔ آرام آجائے گا۔" بچی نے یہ خواب مجھے بتایا۔ دیکھا تو گلدان میں واقعی پانچ دانے چنے کے موجود تھے۔ استعمال سے آسیب کا اثر جاتا رہا۔ اللہ اکبر کیا مقام ہے باباجی سرکار کا۔ کہ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی متوسلین کی مدد فرماتے ہیں۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

باباجی سرکار کا آخری دیدار۔ صوفی عنایت اللہ اور دیگر سوگوار
۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ بروز ہفتہ بمطابق ۱۲ جون ۱۹۹۳ء

Marfat.com

حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاریؒ المعروف باباجی سرکار
سجادہ نشین اول دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کرمانوالا شریف

(۱) حاجی جنید اشرف بٹ صاحب نزد فردوس مارکیٹ G/25 گلبرگ III یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت پیر سید طیب علی شاہ بخاری (ابن اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری) کی رحلت بعمر ۱۳ سال پر میرے والد محترم حاجی غلام نبی بٹ صاحب نے (ہمراہ عبدالواحد بٹ صاحب بڑے بھائی) فاتحہ خوانی کے لیے کرمانوالہ شریف (نزد فیروز پور بھارت) حاضری دی۔ اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری گھر پر موجود نہ تھے۔ والد صاحب کو مایوسی ہوئی اور انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ صاحب نے روکا کہ آپ مت جائیں اباجی ابھی آ جائیں گے۔ میرے والد صاحب نے اصرار کیا اور باباجی کو مجبور کر کے اجازت لی عصر کا وقت گزر چکا تھا۔ باہر نکلے ابھی تھوڑا فاصلہ طے کیا تھا کہ رات کے اندھیرے نے آلیا کچھ اور دور گئے تو راستہ بھول گئے والد صاحب کو ڈر اور خوف اتنا ہوا کہ نہ آگے کے رہے نہ پیچھے کے رہے۔ اسی ذہن میں کہ اب کیا کریں۔ اسی اثنا میں دور سے ایک روشنی جلتی اور بجھتی نظر آئی پھر بجھتی جلتی باربار نظر آئی ہم تیزی سے اس روشنی کی طرف چل دیئے گاؤں میں پہنچے تو کسی سے پوچھنے سے معلوم ہوا کہ ہم پھر کرمانوالہ شریف میں ہیں۔ ڈیرہ پر حاضری ہوئی درویش بیٹھے ہوئے تھے والد صاحب نے درویشوں سے لائٹ کا ذکر کیا کہ اس لائٹ کو دیکھ کر ہم یہاں پہنچے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہاں پیر جی حضور یعنی باباجی پیر محمد علیؒ شاہ صاحب ہاتھ میں ٹارچ یعنی بیٹری لے کر دیوار سے اوپر کی طرف باربار اچھلتے تھے ایک درویش کے دریافت کرنے پر کہ پیر جی آپ کیا کر رہے ہیں تو آپ (پیر جی یعنی باباجی سرکار) نے فرمایا کہ بیلی راستہ بھول گئے ہیں۔ ان کو راستہ دکھا رہا ہوں اللہ اکبر یہ باباجی سرکار کے بچپن کا عالم تھا کہ آپ پر ہماری پریشانی منکشف ہوگئی اور آپ نے ہماری راہنمائی فرمائی۔ سبحان اللہ

Marfat.com

(۲) یہی جنید اشرف صاحب بیان کرتے ہیں۔ غالباً" ۱۹۷۶ء میں باباجی سرکار پیر سید محمد علی شاہ صاحب لندن تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا بٹ صاحب مانچسٹر جانا ہے ہم نے مانچسٹر کی تیاری کی راستے میں باباجی حضور میرے ساتھ بیٹھے تھے میں گاڑی چلا رہا تھا۔ کچھ بیلی پیچھے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کا ارشاد ہے کہ وہ پیر پیر نہیں جو اپنے مرید کو نہ دیکھتا ہو خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ میرے دل پر شک و شبہات نے بھرپور حملے کئے کئی وہم اور کئی گمان آئے اسی سوچ بچار میں سفر طے ہو گیا۔

دو سال بعد رمضان شریف گزرنے کے فوراً" بعد کچھ بیلیوں کے اصرار پر باباجی حضور پھر تشریف لائے اس رمضان شریف میں میرا ایک دوست ایک قوالی کی کیسٹ دے گیا۔ قوالی کے بول تھے "یار چناء توں دسے کلی یار دی گھڑیا" اس قوالی کا کچھ ایسا اثر تھا کہ میں اسے روزانہ سنتا اور مجھے تقریباً" یاد ہو گئی تھی۔ باباجی حضورؒ کے ہاں حاضری ہوئی آپ فرمانے لگے بٹ صاحب مانچسٹر جانا ہے ہماری وہاں ایک امانت ہے میں نے سوچا کہ شاید باباجی حضورؒ کے لیے وہاں کچھ سامان وغیرہ کسی نے بھیجا ہوگا۔ خیر ہم مانچسٹر کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں باباجی حضورؒ بڑے خوش تھے میں نے آپ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ جو شخص مجھ پر کثرت سے درود بھیجے گا میری شفاعت اس پر لازم ہے جواب میں باباجی حضورؒ نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار فرماتے ہیں کہ پانچ تسبیحیاں پڑھے، سے کثرت کی حد میں داخل ہو جاتے ہیں ویسے تو کثرت کی کوئی حد نہیں۔ اللہ اکبر

میں ڈرائیونگ کر رہا تھا کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا اشرف مجھے نعت سناؤ سردی بہت زیادہ تھی لیکن مجھے پھر بھی پسینہ آگیا میں نے کہا حضور مجھے کوئی نعت نہیں آتی۔ حضورؒ میں نے کبھی کوئی نعت پڑھی نہیں کچھ دیر کے لیے آپ نے سکوت فرمایا پھر فرمایا نعت نہیں آتی۔ میں نے کہا حضور نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر مجھے قوالی ہی سناؤ۔ میں اور پریشان ہو گیا میں نے کہا حضور قوالی مجھے کہاں آتی ہے آپ نے فرمایا ایک قوالی تمہیں آتی ہے پھر میں نے تعجب سے پوچھا حضور کون سی قوالی آتی ہے آپ نے فرمایا "یار چناں تو دسے کلی یار دی گھڑیا"

Marfat.com

یک دن دو سال قبل جو نفس نے بے یقینی کی طرف کھینچا تھا وہ آج ایک مرد کامل کی نگاہ نے ثابت کردیا کہ واقعی ولی کامل کی نگاہ اپنے ہر مرید کی طرف ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ کبھی اللہ اور رسولؐ کی نظر آنی چاہیے یہ آپ کا کشف تھا۔

سبحان اللہ

جب ہم مانچسٹر پہنچے تو مانچسٹر کی جامع مسجد میں نماز ادا کی۔ ایک نمازی گلزار صاحب کی دعوت پر ان کے گھر گئے۔ بظاہر طور پر نہ باباجی سرکار راجہ گلزار کو جانتے تھے اور نہ ہی راجہ گلزار صاحب باباجی کو جانتے تھے۔ کھانے کے بعد حضور باباجی نے فرمایا راجہ صاحب ہماری امانت کہاں ہے راجہ گلزار اندر کمرے میں چلے گئے۔ چند ایک منٹوں کے بعد شیشے کا ایک بہت خوبصورت ڈبہ ریشم کے غلاف میں لپیٹے ہوئے درود و سلام پڑھتے ہوئے باباجی کے پاس حاضر ہوئے باباجی حضور اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ ہم بھی اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ باباجی حضور نے یہ ڈبہ اپنے ہاتھ میں لیا اور غلاف کھولا۔ آپ کی آنکھیں نم تھیں اور آپ نے فرمایا یہ حضور کا موئے مبارک ہے۔ سبحان اللہ آپ نے زیارت کرنے کے بعد ہم سب کو زیارت کروائی۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں جس کی تصدیق گلزار صاحب نے کی۔ کہ حضور اس موئے مبارک کے نیچے ایک چھوٹا سا موئے مبارک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کی زیارت ہم سب نے کی باباجی حضور نے پھر اس کو ہاتھ میں لیا اور زیارت کی اور بہت غور سے دیکھا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ ہم نے موئے مبارک کو ہر زاویہ پر لاکر دیکھا کہ سایہ نظر آئے۔ لیکن حاشاوکلا ہمیں کوئی سایہ نظر نہ آیا۔ پھر تیسری بار باباجی حضور نے زیارت فرمائی اور فرمایا بیلو حضور تے نور ہیں پھر ہم نے زیارت کی پھر کئی بیلیوں کو وہ موئے مبارک نور ہی نظر آیا۔ جب چوتھی بار آپ نے زیارت کی تو عجیب کیفیت تھی باباجی کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔ باباجی نے فرمایا بیلو ہوسکتا ہے کہ اس موئے مبارک نے معراج بھی کیا ہو۔ یہ کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اس محفل میں گلزار صاحب کے داماد بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ عربی کے مدرس ہیں اور امامت بھی کراتے ہیں۔ کہنے لگے اباجی آپ نے ہمیں آج تک بتایا ہی نہیں کہ اتنا بڑا خزانہ آپ گھر میں

Marfat.com

چھپائے بیٹھے ہیں۔ راجہ گلزار نے کہا کہ میں منتظر تھا کہ اس راز کو کون سا اللہ کا ولی افشا کرے گا۔ اس کے بعد راجہ گلزار صاحب نے کہا حضور مجھے اپنا مرید کرلیں آپ نے فرمایا کہ راجہ صاحب میں آپ کو مدینہ منورہ جاکر بیعت کروں گا یہ موئے مبارک وہ امانت تھی جس کا ذکر آپ(باباجی حضور) نے پہلے کیا تھا سبحان اللہ ہم مانچسٹر سے لندن واپس آرہے تھے۔ ساری موٹروے میری دیکھی بھالی ہوئی تھی کئی بار یہاں سے گزر چکا تھا لندن کا سائن بورڈ پڑھ کر میں نے گاڑی کا رخ لندن کی طرف کیا۔ میں بڑے اطمینان سے لندن کی طرف جارہا تھا باباجی حضور فرمانے لگے کہ بٹ صاحب ہم غلط تو نہیں آگئے؟ میں نے پورے اطمینان کے ساتھ کہا نہیں حضور ٹھیک جارہے ہیں۔ آپ فرمانے لگے اچھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ پھر سائن بورڈ آیا۔ تو پتہ چلا کہ ہم لندن کی بجائے ویلز (WALES) جارہے ہیں۔ جو مخالف سمت تھی۔ باباجی نے پوچھا کس طرح۔ میں نے کہا حضور ہم غلط آگئے ہیں۔ آپ فرمانے لگے مجھے انگریزی تو نہیں آتی۔ اللہ اکبر (لیکن چشم بصیرت سے جان گئے کہ ہم غلط راستہ پر جارہے ہیں سبحان اللہ)۔

ایک مرتبہ باباجی حضور میرے گھر G/25 گلبرگ III لاہور میں کچھ بیلیوں کے ہمراہ تشریف لائے۔ میں نے ہال کے تمام دروازے بند کروادیئے۔ اور ہال کے سارے پردے آگے کردیئے۔ باباجی سرکار لیٹ گئے۔ ہال کچھ اس قسم کا ہے کہ پردے کرنے سے اور دروازے بند کرنے سے باہر کی کوئی چیز اندر سے نظر نہیں آتی اور نہ باہر سے اندر کچھ نظر آتا ہے۔ اندر بالکل اندھیرا ہوگیا۔ میں پاس ہی بیٹھا باباجی کو دبا رہا تھا۔ کوئی آدھ گھنٹہ بعد آپ فرمانے لگے بٹ صاحب باہر کون آیا ہے۔ میں نے کہا حضور کوئی بھی نہیں سارا ہال بند تھا۔ اندر سے باہر کی طرف کچھ دیکھا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ آپ فرمانے لگے نہیں کوئی عورت اور مرد آئے ہیں۔ میں نے باہر جاکر دیکھا تو مہمان تھے ایک عورت اور ایک مرد وہ مجھ سے کہنے لگے بھائی جان! آپ نے اندر آنے کے سارے راستے بند کئے ہوئے ہیں اندر کیسے آنا ہو۔ میں نے کہا آپ پیچھے والے راستہ سے آئیں۔ سبحان اللہ باباجی حضور کی نگاہ تھی کہ بند ہال میں سے باہر دیکھ سکتی تھی۔

Marfat.com

ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں باباجی حضور کی خدمت میں کرمانوالا شریف حاضر تھا۔ آپ فرمانے لگے کہ بٹ صاحب! آپ نے رہنا ہے یا جانا ہے میں نے کہا حضور اجازت دے دیں۔ آپ نے فرمایا۔ "آپ بابوجی نوں وی لاہور اتار دینا" میں نے ان صاحب کو گاڑی میں بٹھالیا۔ اور لاہور کی طرف چل دیئے۔ راستہ میں گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہ آپ باباجی حضور کے مرید ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں لیکن آج باباجی حضور نے کمال ہی کر دیا۔ میں پریشان ہوگیا۔ میں نے آج سے (۲۵) پچیس سال قبل اپنے گاؤں کے ایک حکیم کے ساتھ اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری دی تھی۔ رخصت کے وقت اعلیٰ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ باہر پیر محمد علی شاہ بیٹھے ہیں۔ انہیں مل کر جانا۔ ہم باہر آئے۔ حکم کے مطابق پیر محمد علی شاہ یعنی باباجی حضور سے سلام علیکم کہا۔ بمشکل ہم دو منٹ میں فارغ ہو کر گھر کو روانہ ہوگئے۔ وہ صاحب فرمانے لگے میں انجینئر ہوں۔ اور کویت میں تقریباً پچیس سال سے ملازمت کر رہا ہوں۔ پاکستان واپس بھی آتا ہوں۔ لیکن کرمانوالا شریف حاضر نہ ہوسکا اس دفعہ جب میں پاکستان آیا تو دل نے بہت چاہا کہ کرمانوالا شریف جاؤں انہیں کی دعاؤں کا صدقہ مجھے کویت میں کام ملا۔ تو آج صبح میں کرمانوالا شریف پہنچا۔ دربار شریف پر حاضری دی۔ باباجی سرکار لوگوں کو مل رہے تھے۔ میرے ذہن میں آیا۔ کہ باباجی حضور کو سلام کرلیتے ہیں۔ مجھے آپ نے کہاں پہچاننا ہے۔ آج سے (۲۵) پچیس سال پہلے کی دو منٹ ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ آپ مجھے بغور دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا حکیم صاحب کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا حضور وہ تو بہت بوڑھے ہوگئے ہیں آپ نے فرمایا میرا سلام کہنا۔ وہ اعلیٰ حضرت صاحب کے مرید ہیں۔ سبحان اللہ (اتنے عرصہ گزرنے کے بعد بھی آپ کو وہ واقعہ یاد رہا یہ ہے آپ کا بلند مقام) لندن میں باباجی حضور آئے ہوئے تھے۔ کسی بیلی نے آپ کی دعوت کی۔ میں بھی باباجی حضور کے ساتھ تھا کیونکہ ڈرائیونگ کا کام میرے سپرد تھا۔ آپ بہت ہی کم کھاتے تھے۔ آپ نے اہل خانہ سے پوچھا نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ قبلہ کس رخ ہے میں نے آپ کی جوتی مبارک دیکھ کر کہا حضور قبلہ اس طرف ہے۔ دو تین دعوتوں پر ایسے ہی

Marfat.com

ہوا۔ کہ آپ قبلہ کا رخ دریافت فرماتے میں آپ کی جوتی مبارک کا رخ دیکھ کر قبلہ کا رخ بتا دیتا۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس طرح پتہ چلا میں خاموش رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے ویسے ہی سرسری بات کی بیلیا اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بیلیو اپنی جوتیوں کا منہ قبلہ رخ کیا کرو۔ سبحان اللہ آپ ایک نئے شہر میں بیٹھے بٹھائے ہر جگہ قبلہ دیکھ رہے ہوتے تھے۔ سبحان اللہ یہ مقام آپ کا۔

ایک مرتبہ باباجی حضور بغداد شریف جارہے تھے۔ میں آپ کو کراچی تک چھوڑنے گیا۔ پیرجی سرکار بھی ساتھ تھے۔ کچھ لوگ رات کو باباجی حضور سے ملنے کیلئے آئے۔ ان میں سے ایک کو جو پہلی دفعہ آپ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ جواب میں اس نے کہا کہ حضور میں ڈرائیور ہوں۔ آپ فرمانے لگے کہ بٹ صاحب اس کو جانتے ہیں۔ میں پریشان تھا کہ میں لاہور کا رہنے والا ہوں یہ کراچی کا آدمی ہے میں کیسے اسے جانتا ہوں۔ عشاء کی نماز کے بعد آرام کے لئے آپ تشریف لے گئے۔ میں نے اس ڈرائیور سے پوچھا آپ کا تعلق کہاں سے ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں پنجاب سے ہوں۔ اور فلاں بٹ صاحب کے ہاں کام کرتا ہوں۔ جب میں نے تفصیل پوچھی تو وہ بٹ صاحب میرے بڑے قریبی تھے۔ سبحان اللہ باباجی حضور کی نگاہ آپ وہ بات بھی جانتے تھے۔ جو میرے وہم گمان میں بھی نہ تھی۔

ایک مرتبہ حضور باباجی سرکار میرے ہاں لندن میں تشریف فرماتھے۔ آپ کے آنے سے تقریباً" ایک مہینہ پہلے میں نے ایک نئی گھڑی خریدی۔ یہ گھڑی چوبیس گھنٹوں میں تقریباً" تیس سیکنڈ آہستہ چلتی تھی۔ باباجی حضور نے گھڑی دیکھنے کیلئے مجھے کہا۔ میں نے گھڑی آپ کو پکڑائی۔ آپ فرمانے لگے یہ نئی گھڑی ہے۔ میں نے کہاجی باباجی۔ آپ فرمانے لگے کہ یہ دن رات میں تیس سیکنڈ آہستہ چلتی ہے۔ باباجی حضور فرمانے لگے مجھے اعلیٰ حضرت صاحب (کرمانوالی سرکار) نے گھڑی سازی کاکام بھی سکھایا ہوا ہے (یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے) سبحان اللہ

ایک مرتبہ میں اپنی گاڑی میں باباجی حضور کو لاہور سے کرمانوالہ شریف چھوڑنے جارہا تھا۔ اس وقت پتوکی والا پل تعمیر نہ ہوا تھا۔ پھاٹک بند تھا۔ پھاٹک

Marfat.com

پر گاڑی کھڑی کی ٹرین نے گزرنا تھا۔ پھاٹک کھلنے کا انتظار تھا۔ باباجی حضور گاڑی کے سائیڈ گلاس میں باربار دیکھ رہے تھے۔ شیشے کو ہلا بھی رہے تھے۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا حکمت ہے۔ اتنے میں ایک ٹرک ڈرائیور پیچھے سے بھاگا بھاگا آپ کے پاس آیا اور کہا حضور مجھے آپ کی زیارت کی بڑی خواہش تھی۔ میرا ٹرک آپ کے پیچھے تھا۔ جب آپ نے شیشہ چلایا تو مجھے آپ کا چہرہ مبارک نظر آیا۔ الحمد للہ آپ کی زیارت ہوگئی۔ حضور دعا کریں آپ نے فرمایا اللہ خیر کردے گا۔ سبحان اللہ

جب آپ آخری بار حج کرنے گئے تو جدہ شریف میں ڈاکٹر اظہر بٹ کے ہاں قیام پذیر تھے۔ میرے دو بھتیجے زاہد اور مجاہد جو عرصہ دراز سے جدہ میں رہائش پذیر ہیں آپ سے ملنے کیلئے گئے۔ ان کی بیویاں بھی ساتھ تھیں۔ وہ اپنی بیویوں کو کار میں چھوڑ کر باباجی حضور کو ملنے کیلئے اوپر چلے گئے۔ ڈاکٹر بٹ صاحب نے مہمان نوازی کے طور پر کچھ آگے رکھا۔ باباجی حضور نے فرمایا کچھ نیچے بھی کھانے پینے کیلئے بھیج دو۔ ان کی گھروالیاں بھی آئی ہوئی ہیں۔ (اللہ اکبر آپ کی نگاہ پاک سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی)۔

حاجی عبدالغفار صاحب کراچی والے اور میں ہم دونوں باباجی حضور کی خدمت میں کراچی حاضر تھے۔ حاجی صاحب کہنے لگے۔ کہ باباجی دعا کریں میرے کندھے میں بہت درد ہوتا ہے جب میں ڈرائیونگ کرتا ہوں۔ آپ فرمانے لگے "میں بڑی دعائیں کرتا ہوں۔ اللہ ساریاں خیراں کرے اور ساتھ ہی فرمایا کوئی گنڈھ وغیرہ اٹھائی ہوگی۔ حاجی غفار کو بات سمجھ میں نہ آئی۔ جب ہم باباجی حضور سے اجازت لے کر باہر آئے تو غفار بھائی مجھ سے پوچھنے لگے کہ گنڈھ کیا ہوتی ہے۔ چونکہ مختار بھائی کا کپڑا کا کاروبار ہے۔ میں نے کہا کہ وہ جو کپڑے کی بڑی بڑی گانٹھیں ہوتی ہیں انہیں پنجابی میں گنڈھ کہتے ہیں۔ غفار بھائی کہنے لگا۔ خدا کی قسم باباجی حضور نے جو فرمایا وہ درست فرمایا آج سے کوئی سات آٹھ سال پہلے جب میں باباجی حضور کا مرید نہیں تھا میں نے کوئی مزدور نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گودام سے کچھ گانٹھیں خود اٹھا کر ٹرک میں لوڈ کی تھیں۔ اسی وجہ سے مجھے یہ تکلیف ہوئی۔ غفار بھائی کہنے لگے کہ باباجی حضور کو کیسے پتہ چل گیا۔

Marfat.com

بندگان خاص علام الغیوب
درجہان جاں جواسیس القلوب

جمعرات کا دن تھا۔ حضور داتا صاحب کے مزار اقدس پر حاضری ہوئی۔ میرے ساتھ غفار میمن۔ طاہر فیصل آبادی اور دوسرے طاہر فیصل آبادی اور زاہد صاحب دربار شریف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دربار شریف میں ثنا خوانی ہو رہی تھی۔ کچھ ایسا سماں تھا کہ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ رات کے ۱۲ بجنے کو تھے۔ اچانک سبھی نے یک آواز ہو کر کہا صبح جمعہ کرمانوالا شریف پڑھنا ہے چلو چلیں۔ صبح ہم کرمانوالا شریف پہنچے۔ میرا اور میمن صاحب کا وضو تھا۔ باقی تینوں وضو کرنے کیلئے چلے گئے۔ میں نے میمن صاحب کو کہا کہ جلدی سے باباجی حضور کو مل لیں کہ آپ جمعہ کی تیاری کیلئے جائینگے۔ ہم باباجی حضور کے پاس پہنچے۔ ابھی بیٹھے ہی تھے۔ کہ باباجی حضور فرمانے لگے تم پانچوں رات کو حضرت داتا صاحب گئے ہوئے تھے۔ تمہارا دل وہاں سے اٹھنے کو نہیں چاہتا تھا۔ سبحان اللہ

باباجی حضور باغبانپورہ لاہور میں تشریف فرما تھے۔ پتہ چلا تو میں وہاں حاضر خدمت ہوا۔ آپ فرمانے لگے یہاں مادھولال حسین کے مزار شریف پر جانا ہے۔ ہم مزار شریف پر پہنچے۔ باہر دروازہ پر ہی ایک ڈھول والا بیٹھا ہوا تھا۔ اور ڈھول بجا رہا تھا۔ اندر اتنی موم بتیاں جل رہی تھیں کہ میرا سانس گھٹنے لگا۔ میں نے سوچا کہ باباجی حضور سے یہ مسئلہ پوچھوں گا۔ کہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔ باباحضور نے آہستہ سے وعلیکم کہا۔ جو کہ میں نے باباجی کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے سنا۔ میرا یہ ایمان ہے کہ صاحب مزار نے آپ کو سلام کہا۔ جس کا آپ نے جواب دیا "وعلیکم سلام" باباجی حضور نے فرمایا چلو سلام ہوگیا۔ چلیں۔ باہر آئے۔ میں نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ آپ نے بیٹھنے سے پہلے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ یہ ڈھول اور موم بتیاں ہندوانہ رسوم ہیں۔ سبحان اللہ کہ از خود ہی میرے سوال کا جواب فرمادیا۔

یہ واقعہ لندن شہر کا ہے کہ میں باباجی حضور کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عبدالغفور نامی ایک نوجوان عمر تقریباً ۳۵ سال باریش باباجی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ فرمانے لگے غفور صاحب اصلوۃ والسلام علیک یا

Marfat.com

شفیع المذنبین کس طرح شفیع المزنبین پھر باباجی وضو کیلئے تشریف لے گئے۔
میں نے نوجوان سے پوچھا باباجی حضور نے آپ کو یہ درود شریف پڑھنے کیلئے بتایا ہے تو کہنے لگے کہ ہم دیوبندی خیال کے تھے۔ کچھ عرصہ ہوا ہم باباجی حضور کے مرید ہوگئے۔ کل ہی رات باباجی حضور میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے غفور صاحب الصلوۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین پڑھا کرو مجھے الصلوہ والسلام علیک تک یاد رہا لیکن یا شفیع المزنبین بھول گیا تھا۔ تو میں سوچ رہا تھا۔ کہ کیسے پوچھوں تو آپ نے از خود فرمادیا۔ الصلوۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین یہ بات کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

یہ واقعہ میرے گھر کا گلبرگ لاہور کا ہے۔ باباجی حضور نے قیام فرمایا۔ پیرجی سرکار بھی ساتھ تھے۔ میری عادت تھی کہ جب بھی باباجی حضور میرے گھر تشریف فرما ہوتے تو میں تمام بیلیوں کو بتا دیتا۔ تاکہ لوگ زیارت کا شرف حاصل کرسکیں۔ اس دفعہ پیرجی نے مجھے منع فرما دیا۔ کہ کسی کو نہیں بتانا۔ باباجی حضور تھکے ہوئے ہیں۔ آرام کریں گے۔ صبح جب میں ناشتہ کیلئے باہر نکلا تو گیٹ پر ٹھیکیدار معراج دین کھڑے تھے۔ مجھے حیرانگی ہوئی کہ یہ یہاں کیسے آگئے میں نے پوچھا ٹھیکیدار صاحب آپ کیسے آئے ہیں؟ آپ کہنے لگے۔ باباجی کو ملنے۔ میں نے کہا آپ کو کس نے بتایا کہ باباجی حضور یہاں آئے ہوئے ہیں۔ تو کہنے لگے مجھے باباجی سرکار نے خود بتایا رات خواب میں آئے تھے فرمانے لگے کہ میں اشرف بٹ کے گھر آیا ہوا ہوں میرے منہ سے یہی نکلا "واہ باباجی" تو میں نے ان سے کہا آجائیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ باباجی حضور نے رات ہمارے ہاں قیام فرمایا پیرجی سرکار ہمراہ تھے۔ آپ کو لاہور میں کوئی کام تھا۔ صبح جب ہم گلبرگ لبرٹی مارکیٹ کے پاس پہنچے۔ تو باباجی حضور فرمانے لگے۔ بٹ صاحب گھر واپس چلیں۔ کچھ گھر بھول گئے ہیں۔ واپس آئے تو کوٹھی کے باہر ہی میاں اکبر کے بھائی اسلم وغیرہ جو آپ کے مرید ہیں کھڑے تھے۔ باباجی سے مصافحہ کیا اور ہم پھر واپس آگئے۔ دوسرے روز میری ملاقات اسلم وغیرہ سے ہوئی تو وہ بڑے خوش ہوئے کہنے لگے۔ کہ ہم بڑے مایوس تھے کہ باباجی حضور سے ملاقات نہ ہوسکی۔ لیکن باباجی

Marfat.com

حضور نے کرم فرمایا کہ لبرٹی مارکیٹ سے واپس آئے اور ہمیں اپنی زیارت کا شرف بخشا۔اللہ اکبر

○ حافظ عبدالغفور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح جسم اربعہ عناصر سے مرکب ہے۔ روح کا تعلق عالم قدسی سے ہے۔ رب کریم نے ارشاد فرمایا قل الروح من امر ربی ترجمہ: اے حبیب فرما دیجئے کہ روح امر ربی ہے جس طرح جسم کی غذا اس عالم دنیا سے مہیا ہوتی ہے اس طرح روح کی غذا عالم ارواح سے حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح جسم کو بیماری لاحق ہوجاتی ہے اسی طرح روح بھی بیمار پڑجاتی ہے۔ جسم بیمار پڑجائے تو اس کے علاج کیلئے کسی ماہر حکیم ڈاکٹر سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح روح کے بیمار پڑجانے سے کسی مرد کامل اور کسی ولی اللہ کے در پر جانا پڑتا ہے۔ جس طرح حکیم صرف نبض دیکھ کر مریض کا تمام حال بتا دیتا ہے اسی طرح اللہ کا ولی بھی اس کی کیفیت اس کے دل کو دیکھ کر بتا دیتا ہے بلکہ اپنی نگاہ کرم سے اس کے تمام نقائص اور تمام روحانی بیماریاں نکال دیتا ہے بشرطیکہ طالب کا ایمان اور یقین کامل درجہ کا ہو۔

مرد کامل کی تلاش= چنانچہ میں بھی کسی روحانی معالج ڈاکٹر حکیم کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ بہتوں کو دیکھا مگر کوئی مرد کامل نظر نہ آیا جو میرے دل کی بات سے آگاہ ہو کر میرا علاج کرتا۔ قسمت نے یاوری کی اور میں اس جستجو میں آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف پہنچا۔ باباجی سرکار پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور پیرجی سرکار سید غضنفرعلی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ کرم اور خاص لطف و عنایت کی بارش نے میرے دل کے تمام حجابات کھول دیئے۔ اور انوار و تجلیات کی برکت سے میرے دل کی دنیا کی کایا پلٹ گئی۔ ایک دن میں حاضر خدمت تھا۔ باباجی سرکار کے حجرہ میں کافی بیلی زیارت کیلئے موجود تھے۔ آپ نے تمام بیلیوں کو رخصت کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ حافظ جی بیٹھو میں آپ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ فرمایا "حافظ جی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے (باباجی سرکار کو) بلایا اور فرمایا" کہ پیرجی جو کچھ مجھے میاں صاحب نے دیا تھا

Marfat.com

وہ میں آپ کو بطور امانت دیتا ہوں اور جو اس کا اہل ہو اس کو لازماً دینا اور نااہل کو قریب بھی نہ آنے دینا۔

باباجی سرکار اور پیرجی سرکار کی مہربانیوں سے میرے دل کی اصلاح ہوتی رہی۔ اور میں سکون قلب کی دولت سے مالا مال ہوتا رہا دیکھتے ہی دیکھتے ہماری بدقسمتی سے اس گلشن ولائت کے پھولوں پر جو بہار آئی تھی۔ وہ ہماری ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہوکر خزاں کا سماں برپا کرگئی۔

صحن گلشن کی فضائیں کیوں نہ افسردہ رہیں
پھول ہی وہ توڑا گیا جس پر چمن کو ناز تھا

پیرجی اور باباجی کی وفات= گلشن زہرہ کی کلی زبدۃ العارفین پیکر صبرو رضا مرکز مہر و وفا پیر سید غضنفر علی شاہ صاحب بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال مبارک نے ہمارے دلوں کو پژمردہ کردیا۔ کتنے دن اس طرح کیفیت رہی۔ باباجی سرکار نے ہمیں سہارا دیا۔ مجسمہ صبرو رضا بن کر ہمیں عملی طور پر سبق دیا اور ہمیں یقین ہوا کہ باباجی حضور نے اپنے جدامجد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے صبر کی تصویر بن کر یہ درس دیا ہے کہ مرد کامل اپنے ہر معاملہ کو اپنے خدا کے سپرد کردیتا ہے۔ آپ سرکار نے توتوکل علی اللہ اور صبرو رضا کا حق ادا کردیا۔ یہ سلسلہ تقریبا ایک سال تک جاری رہا۔ وہ ہمارے مرجھائے ہوئے دلوں کو جلا بخشتے رہے۔ حتی کہ وہ وقت آگیا کہ جس بحرکرم سے تمام خلق خدا سیراب ہورہی تھی اور اپنی مرادوں کی جھولیاں بھربھر کرلوٹ رہے تھے۔ وہ بحر کرم ہماری ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہو کراللہ تعالی کے خاص انوار و تجلیات کے مرکز میں آرام فرما ہوگئے۔ لاکھوں کروڑوں عقیدت مند آپ کی ظاہری شفقتوں سے محروم ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

ایسا پیار ایسی شفقت جو والدین سے بھی میسر نہیں وہ آپ کے لطف و کرم سے حاصل تھی دل پھر بے تاب و بے قرار ہوگئے۔ کہ اب ہم کہاں اور کس در پر جائیں گے اور وہ روحانی شفقت و مہربانی کہاں سے میسر آئے گی۔ کہ اب ہمیں کوئی بظاہر سہارا دینے والا کوئی نہیں رہا۔ آپ کے وصال مبارک کو چھ سات دن ہوئے تھے میں مسلسل آپ کے مزار اقدس پر حاضری دیتا رہا۔ ایک

Marfat.com

دن میں آپ کے قدمین شریفین کی طرف کھڑا تھا۔ اور اپنی لاچاری بے بسی کا اظہار نہایت غم زدہ ہو کر کر رہا تھا کہ

حضور لج پال پریت نوں توڑ دے نہیں
جدی بانہہ پھڑ دے پھر چھوڑ دے نہیں
اور آیاں نوں خالی موڑ دے نہیں

جونہی میری زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ میری قسمت نے یاوری کی اور باباجی سرکار نے خاص توجہ اور خصوصی عنایت و مہربانی فرمائی اور مجھے اپنی زیارت سے نوازا جس انداز میں ظاہری زندگی میں میرے ساتھ گفتگو فرمایا کرتے تھے اسی انداز اور اسی آواز میں فرمایا "حافظ جی اساں کدوں چھڈیا اے"۔ آپ نے دو مرتبہ یہ بات دہرائی۔ آپ کا اتنا ارشاد فرمانا تھا کہ میری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ آپ کے کرم فرمانے سے مجھے یقین ہو گیا کہ ان کی نگاہ کرم اور شفقت و عنایت ان کا پیار اب بھی اس عاجز پر اسی طرح ہے جس طرح ظاہری زندگی میں تھا۔

حجرہ مبارک سید محمد علی شاہ بخاریؒ

Marfat.com

○ غلام مرتضے ولد حاجی محمد حسین از چک نمبر ۲۲۷/گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد لکھتے ہیں کہ پہلی مرتبہ زمانہ طالب علمی میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا تھا بعد ازاں پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے شرف ملاقات ہوتا رہا مگر چھوٹے باباجی سرکار پیر سید عثمان علی شاہ بخاری سے ملاقات کی سعادت حاصل نہ ہوئی کہ وہ زیادہ تر لاہور میں رہائش رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ میں اکیلا حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ باباجی سرکار کی نورانی مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا۔ ان دنوں چھوٹے باباجی سرکار زیادہ علیل تھے۔ میں باباجی سرکار سے گھر واپس جانے کیلئے عرض گزار ہوا مگر اجازت نہ ملی۔ دل میں چھوٹے باباجی سرکار کی زیارت کی تڑپ تھی اسی لیے اجازت نہ ملی۔ میں دربار شریف حاضر تھا کہ بعد نماز عشاء چھوٹے باباجی سرکار کے وصال کی خبر پہنچی۔ باباجی سرکار یہ دلگداز خبر سنتے ہی اپنے حجرہ سے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے ہاں بتانے گئے۔ اور بھائی کے وصال کی خبر دی۔ میں نے آپ کی قبر مبارک کی تیاری میں بھرپور حصہ لیا۔

جب آپ کے جسد مبارک کو بعد غسل زیارت کیلئے رکھا گیا تو میں نے جی بھر کر زیارت کی۔ چارپائی کو کندھا بھی دیا۔ میں نے رب کریم کا شکر ادا کیا کہ باباجی سرکار نے واپسی کی اجازت نہ دے کر چھوٹے باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کا موقعہ بہم پہنچایا۔ کتنے روشن ضمیر تھے باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالا شریف اللہ اکبر۔ میں سات دن بعد واپس آیا اور چھوٹے باباجی سرکار کے ختم شریف میں شامل ہوتا رہا۔ یہ آخری دیدار کی سعادت میرے لیے توشہ آخرت بن گئی۔

ملفوظات = غلام مرتضے ولد حاجی محمد حسین صاحب از چک نمبر ۲۲۷/ گ ب بیان کرتے ہیں کہ:۔

۱۔ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا۔ باباجی سرکار کیکر کے درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ بیلی آپ کے پاس فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے باباجی سرکار نے فرمایا۔ آپ کا رشتہ تو پیر اور مرید کا ہے۔ میرا تو ایک بازو ہی ٹوٹ گیا کہ بھائی بازو ہی تو ہوتے ہیں۔

Marfat.com

۲۔ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا۔ باباجی سرکار جامن کے درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حافظ حق نواز خادم خاص سے فرمایا کہ ایمہ بیلی غلام مرشے ہمارے پاس رہ کر گیا ہے۔ حافظ صاحب نے کہا جی حضور باباجی سرکار نے فرمایا۔ حافظ جی ہمارے پاس رہنے والوں پر (یعنی دربار شریف کی خدمت کرنے والوں پر) قیامت تک کرم ہی کرم ہوتا رہے گا۔ کتنے مہربان تھے حضرت باباجی سرکار اللہ اکبر۔

۳۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ولی کا فیض مریدوں پر ان کی پانچ پشتوں تک رہتا ہے۔

۴۔ میں نے آپ سے فون نمبر دریافت کیا فرمایا 3017 پنج گانہ نمازوں کے فرض 17 ہیں اور ماہ صیام کے روزے ۳۰ دونوں عدد ملا کر ۳۰۱۷ بنا اللہ اکبر کیسی وضاحت فرمائی کہ صوم و صلوۃ کی اہمیت بھی واضح فرمادی۔

۵۔ فرمایا کہ ہم بابا علیؓ کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں یہ شرف بھی عظیم تر ہے۔

۶۔ فرمایا کہ زائرین کو چاہئے کہ مزار شریف پر فاتحہ خوانی سے پہلے سجادہ نشین سے ملاقات کریں۔ کہ صاحب مزار سجادہ نشین کے دائیں طرف تشریف رکھتے ہیں اور سجادہ نشین ہی کی زبان سے گفتگو فرماتے ہیں۔ اللہ اکبر سجادہ نشین کا مقام کتنا بلند ہے یہ واضح کردیا۔

۷۔ فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں تھے۔ ایک مرتبہ خیال آیا کہ شاید میرے رب نے مجھے بھلا دیا ہے قید خانے سے رہائی نہیں ہو رہی تو جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ پر مارا زمین شق ہوئی تو ایک پتھر نمودار ہوا۔ وہ پتھر شق ہوا تو ایک کیڑا منہ میں سبز پتی لئے ظاہر ہوا۔ رب کریم نے وحی کی کہ میں تو پتھر میں اس کیڑے کو نہیں بھولا۔ آپ (یوسف علیہ السلام) کو کیسے بھلا سکتا ہوں۔ فرمایا کہ روزی کی فکر نہ کرنی چاہیے۔ رب کریم پتھر میں اس ذی روح کو روزی پہنچا رہا ہے۔ اپنے محبوب پاک ﷺ کے امتی کو کیسے بھول سکتا ہے صرف ایمان اور یقین کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالی ہی روزی رساں ہے۔

۸۔ فرمایا کہ ایک عام مسلمان کی قبر پر چڑیا بیٹھے تو صاحب قبر جان لیتا ہے کہ یہ جانور نر ہے یا مادہ ولی اللہ کی شان تو بہت ارفع ہے۔

Marfat.com

باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مقام: (۱) صوفی حمید علی صاحب پیپلز کالونی (۲) فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف "حضرت کرمانوالے" نے اپنے لخت جگر پیر سید محمد علی شاہ بخاری المعروف باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت کرمانوالا شریف میں اپنی مسجد جامع کا امام مقرر کیا ہوا تھا۔ حضرت گنج کرمؒ نے اپنی زندگی مبارک میں ہزاروں نمازیں باباجیؒ سرکار کی اقتدا میں ادا فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا ان کو اپنا امام مقرر فرمانا خالی از حکمت نہ تھا۔ اسی ایک بدیہی امر واقعہ سے حضرت باباجیؒ سرکار پیر محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا اعلیٰ و ارفع مقام اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ حضرت باباجیؒ سرکار کی چار منفرد باتیں:۔

(۱) آپ اعلیٰ حضرت گنج کرم کی مسجد کے امام تھے (۲) اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ باباجی سرکار پیر محمد علیؒ شاہ بخاری نے پڑھائی (۳) اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اول آپ ہوئے۔ (۴) جامع مسجد حضرت کرمانوالا شریف کی تعمیر از ابتدا تا تکمیل اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے فرمودہ نقشہ کے مطابق آپ ہی کی سعی جمیلہ سے آپ کے ہاتھوں اختتام کو پہنچی +

(۲) یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ سید شبیر حسین شاہ صاحب قصبہ نارووالی ضلع گجرات سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد ماجد صاحب ارشاد بزرگ گزرے ہیں۔ علاقہ فیصل آباد اور فیصل آباد شہر میں ان کے بے شمار مرید ہیں۔ سید شبیر حسین شاہ صاحب مدرسہ بریلی شریف سے فارغ التحصیل تھے۔ ایک عالم با عمل شخصیت تھے۔ انہیں اعلیٰ حضرت سے شرف بیعت حاصل تھا۔ سید شبیر حسین شاہ جب کبھی فیصل آباد تشریف لانے اس عاجز کو شرف ملاقات سے سرفراز فرماتے میری دوکان

Marfat.com

واقع ارشد مارکیٹ میں گھنٹوں حضرت قبلہ گنج کرم کی زندگی مبارک کے واقعات بیان ہوتے۔ اعلیٰ حضرت گنج کرم کے وصال کے بعد پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب نے حضرت کرمانوالا شریف پر حاضری بہت کم کر دی۔ ایک مرتبہ پیر سید شبیر حسین شاہ میری دوکان پر تشریف لائے اور اپنا ذاتی واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شب باباجیؒ سرکار سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت کرمانوالا شریف نے عالم خواب میں مجھے اپنی زیارت سے سرفراز فرمایا اور فرمایا "پیر جی! تسیں میرے کول کیوں نئیں اوندے۔ توانوں پتہ نئیں میں کڈا وڈا پیر آں" حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مینوں بہت وڈا پیر بنا دتا ہویا اے" اس تنبیہہ پر میں کانپ اٹھا دل میں بہت پشیمان ہوا۔ اور اگلے روز ہی حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف پہنچ گیا۔ حضور باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے بے پناہ محبت وشفقت فرمائی۔ اتنی وافر مہربانی فرمائی کہ مجھے آج تک پچھتاوا ہے۔ کہ میں نے اتنا لمبا عرصہ آپ کی زیارت سے اپنے آپ کو محروم کیوں رکھا۔ حضور باباجی سرکار تو اپنے ملنے والوں کو بے پایاں مہربانیوں سے نوازتے ہیں۔

○ ماسٹر سلطان صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت باباجی سرکار نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ میں دربار رسالت میں گنبد خضرا پر حاضر تھا۔ میرے دونوں ہاتھ چادر کے نیچے تھے۔ اور میں نہایت انہماک کے ساتھ ذکر اذکار اور درود و صلوٰۃ میں مشغول تھا۔ ایک اجنبی بڈھا بابا آیا اور اس نے میرے ہاتھ میں کچھ رکھنا چاہا۔ میں نے کہا۔ انا رئیسؑ میں غنی ہوں۔ حاجت مند نہیں ہوں اس بابا نے فرمایا **لا انت اولاد** علی (تو اولاد علی سے ہے اس طرح آپ کی تعظیم ہے) اس کے چلے جانے کے بعد ایک عورت آئی اس نے بھی ایسے ہی کیا اور ایسا ہی کہا۔ وہ بھی چلی گئی۔ میں نے دیکھا کہ یہ مصری سکے تھے (اللہ اکبر کتنی بڑی عزت افزائی فرمائی حضور نبی کریم نے پیارے باباجی سرکار کی ایک تو سرٹیفکیٹ دے دیا کہ آپ صحیح النسب سید ہیں باپ اور ماں کی طرف سے نجیب الطرفین سید ہیں۔ یہ مقام کسی کسی کو حاصل ہے۔

Marfat.com

آپ کا مقام : چوہدری عبدالستار کمیشن ایجنٹ غلہ منڈی کاموکی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور چند دیگر بھائی جناب مفتی محمد حبیب اللہ (مرحوم و مغفور) خطیب جامع مسجد غلہ منڈی کاموکی کی معیت میں حضرت کرمانوالا شریف باباجی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی نورانی مجلس میں بیٹھنے کے کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا "مفتی صاحب! تسیں بیٹھو تے باقی سب باہر چلے جان"۔ تعمیل ارشاد میں ہم سب باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد مفتی صاحب بھی باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج میں نے ایک عجیب کرامت دیکھی ہے۔ اور بیان کیا کہ میں نے باباجی سرکارؒ سے عرض کی کہ حضور! آپ ہر وقت تمام سنتیں پوری کرواتے ہیں۔ مگر آپ ہمیں اپنی دست بوسی نہیں کرنے دیتے۔ اس پر باباجی سرکارؒ نے فرمایا "لو مفتی جی ہتھ چم لو" میں نے ہاتھ چوم لئے۔ پھر میں نے عرض کیا حضور! اب پاؤں بھی چھونے دیں۔ باباجی سرکار نے فرمایا "لو مفتی جی پاؤں بھی چھو لو" مجھے کوشش بسیار کے باوجود آپ کے پاؤں نہ ملے۔ باباجی سرکارؒ نے فرمایا "مفتی جی! پیر ایتھے کوئی نہیں ایں"۔ میں نے پاؤں چھونے کی دوبارہ کوشش کی مگر بے سود چنانچہ میں پیچھے ہٹ گیا۔ پھر باباجی سرکار نے فرمایا "رب اے بندے دی مرضی اے اوہ ایتھے رہوے یا جتھے جی چاہے چلا جاوے"

سبحان اللہ۔

کشف : چوہدری عبدالستار صاحب غلہ منڈی کاموکی والے بیان کرتے ہیں کہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں آئے ہوئے مجھے ابھی چند دن ہی ہوئے تھے۔ کہ میں مفتی محمد حبیبؒ اللہ چغتائی صاحب کی معیت میں تین اور بیلیوں (صوفی محمد نذیر ایمن آبادی۔ مولوی محمد شریف خطیب جامع مسجد موڑ ایمن آباد اور صوفی خوشی محمد کاموکی والے) کے ہمراہ حضرت کرمانوالا باباجی سرکارؒ کی خدمت میں گیا۔ یہ تینوں حضرات بھی باباجی سرکارؒ کے مرید ہیں۔ ان دنوں دربار شریف محکمہ اوقاف کی تحویل میں تھا۔ باباجی سرکارؒ اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے رات باہر برآمدہ میں گھاس پھوس پر بسر کی۔ برآمدہ میں گھاس پھوس دیکھ کر میرے دل میں

Marfat.com

خیال آیا کہ پیر تو میرے یہی ہیں جن کی بشارت مجھے خواب میں ہوئی تھی۔ مگر لوگوں کے پیروں کے تو عالیشان مکان ہوتے ہیں مگر ہم تو گھاس پھوس پر بیٹھے ہیں۔ صبح ناشتہ کے بعد صوفی عنایت اللہ صاحب (خادم خاص حضرت باباجی سرکارؒ) آئے اور کہا کہ باباجی سرکارؒ کامونکی والے بیلیوں کو اندر بلا رہے ہیں۔ جونہی ہم بیٹھک میں گئے تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ بیٹھک تو بہشت نما کمرہ ہے باباجی سرکارؒ نے مفتی صاحب سے فرمایا "بیلیاں نے جانا اے کہ رہنا اے" مفتی صاحب نے عرض کیا کہ حضور جیسے آپ کی مرضی ہو۔ پروگرام تو جانے کا ہے۔ حضرت باباجی سرکارؒ نے فرمایا "صوفی خوشی محمد نے چھٹی نہیں لئی اے۔ میں صوفی صاحب نوں بس تے بٹھا آواں"۔ مفتی صاحب فوراً" بولے کہ حضور ہمارے گھٹنے تھک گئے ہیں۔ ہم صوفی صاحب کو بس میں بٹھا کر آتے ہیں۔ چنانچہ ہم بیٹھک سے باہر آئے اور صوفی خوشی محمد کو لاہور والی بس میں سوار کرا کر سڑک پر کھڑے کھڑے پروگرام بنانے لگے۔

مولوی محمد شریف صاحب نے کہا کہ مفتی صاحب واپس چلیں مگر کسی گاؤں سے جو اوکاڑہ کے نزدیک ہو کوئی اچھی سی بھینس دیکھ کر خرید لیں گے۔ صوفی نذیر صاحب کہنے لگے۔ کہ ہاں کسی گاؤں میں جاتے ہیں۔ میں نے بھی ایک لاہوری دوست کے لئے مرغیاں خرید کرنی ہیں۔ باہم مشورہ کر کے ہم باباجی سرکارؒ سے اجازت حاصل کرنے کے لئے جا رہے تھے اور ابھی احاطہ مسجد میں سے گزر رہے تھے کہ باباجی سرکار اندر سے تشریف لا کر اپنے مکان کے پرانے آہنی گیٹ پر رک گئے۔ ہم بھی وہاں پہنچ کر گلی میں ٹھہر گئے۔ باباجی حضورؒ نے فرمایا "مفتی صاحب! بیلیاں دی کی صلاح اے" مفتی صاحب نے کہا سرکار واپس جانے کا ارادہ ہے۔ اگر اجازت ہو تو باباجی سرکارؒ نے تھوڑی دیر توقف کیا اور فرمایا "مفتی صاحب! چلے جان پر ایتھوں مجاں سجاں (یعنی بھینس وغیرہ) نہیں خریدنی چاہی دی۔ ایتھے دیاں مجاں مشہور تے ہین پر دودھ تھوڑا دیندیاں نے" ساتھ ہی آپ نے مرغیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کہ ایہہ ویکھو۔ چھوٹے چھوٹے چوچے وی دس دس روپے دے نیں۔ ایتھوں کجھ وی نہیں خریدنا چاہی دا"۔ ہم ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور دنگ رہ گئے کہ جو بات چیت اور مشورہ ہم نے آپ کی رہائش گاہ سے دور جی ٹی روڈ پر کیا تھا۔ باباجی سرکارؒ

Marfat.com

وہ حرف بحرف جیسے معلوم ہو گئے۔ اللہ اکبر۔ کشف ہو تو ایسا باکمال ہے

بندگان خاص علام الغیوب

در جہان جان جواسیس القلوب

باباجی سرکار کا مقام

ملک سردار محمد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ عرس مبارک منعقد ہونے سے پہلے حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے خواب میں زیارت بخشی۔ اور لفافہ شیرینی اپنے دست مبارک سے مجھے عطا فرمایا۔ چنانچہ جب میں عرس مبارک پر حضرت کرمانوالہ حاضر ہوا۔ تو عرس مبارک کی تقریبات کے بعد جب میں رخصت حاصل کرنے کے لئے باباجی سید محمد علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو باباجی نے اسی طرح لفافہ شیرینی میری طرف بڑھا دیا۔ جیسا کہ میں نے خواب[1] میں حضرت قبلہ سے پایا تھا۔ یہ متبرک ہدیہ لے کر مجھے روحانی اور قلبی مسرت حاصل ہوئی کہ میرا خواب حرف بحرف پورا ہو گیا۔

1۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ بعد ادائیگی نماز رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب کبار کی طرف رخ مبارک کر کے بیٹھے۔ اسی اثنا میں کہیں سے کھجوریں آ گئیں۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے داہنی طرف سے تقسیم فرمائیں۔ سب کو ایک ایک ملی۔ میرے دل میں خواہش تھی کہ ایک کھجور مجھے اور ملے۔ لیکن نہ ملی۔ صبح ہوئی تو میں اس کھجور کے ذائقہ سے لذت اندوز ہو رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ صبح کی نماز ان کی اقتداء میں ادا کی تو وہی نظارہ دیکھا۔ کھجوریں تقسیم ہوئیں۔ سب حاضرین کو ایک ایک ملی میرے دل میں خواہش تھی کہ ایک اور ملے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دی۔ تو میں دو کیسے دوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ اس کھجور کی لذت بالکل رات والی کھجور کی لذت کے مانند تھی۔ اس واقعہ سے حضرت عمر فاروق خلیفتہ المسلمین کی روشن ضمیری اور کشف عیانی کا پتہ چلتا ہے اور ملک سردار محمد کے خواب سے قبلہ باباجی سجادہ نشین کے علو مرتبت کی نشان دہی ہوتی ہے۔)

Marfat.com

باباجی سرکارؒ کا مقام: حضور بخش نقشبندی انچارج زونل سٹمپس سٹور لاہور جی پی او بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۲ء میں جبکہ دربار شریف حضرت کرانوالہ پر محکمہ اوقاف کا قبضہ تھا اور لاہور ہائی کورٹ میں محکمہ اوقاف کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا۔ باباجی سرکارؒ (پیر سید محمدؒ علی شاہ بخاری) مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں ہائی کورٹ لاہور کے پارک میں جلوہ افروز تھے۔ بہت سے بیلی حاضر خدمت تھے۔ میں بھی آپ کی نورانی محفل میں موجود تھا۔ اس اثنا میں ایک بیلی خربوزے لے کر آیا آپ نے فرمایا سب کو کاٹ کر کھلاؤ۔ اور خربوزہ کاٹنے کا طریقہ بھی بتایا۔ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ خربوزہ اس طرح کاٹتے کہ قدرتی لکیروں پر ہی کاشیں بنتی۔ قدرتی لکیروں سے ادھر ادھر چاقو چھری نہ چلاتے۔ کیونکہ قدرت نے قاشیں بنانے کے لئے نشان لگا دیا ہے۔ سبحان اللہ۔

عدالتی کاروائی شروع ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ میں نے حضرت باباجی سرکارؒ کے قریب ہو کر عرض کیا۔ حضور میرا چھوٹا بیٹا (طارق) گونگا ہے۔ زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ عمر چار سال کی ہو گئی ہے۔ دعا فرمائیں۔ رب کریم اسے قوت گویائی عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا "رب کریم خیر کر دیگا۔ خیر ہو جائے گی" نیز فرمایا کہ اس لڑکے کو شہد، گلقند اور مکھن تینوں ہم وزن لے کر یک جان کر کے کھلاؤ۔ باتیں کرنے لگے گا۔ میں نے ہمدرد دواخانہ سے شہد کی ایک ٹیوب خرید لی۔ گلقند بھی خرید لیا۔ صبح گھر پر مکھن تیار کیا۔ اور تینوں ہم وزن یک جان کر کے لڑکے کو کہا کہ منہ کھولو۔ میں نے یہ معجون اس کی زبان پر انگلی سے رکھی۔ لڑکا مزے لے کر کھانے لگا۔ اور ابا کہا۔ میں نے معجون اور کھلا دی گھر والے بہت خوش تھے۔ کہ یہ تو بہت اچھا نسخہ ہے۔ کہ لڑکے کو قوت گویائی حاصل ہو گئی ہے یہ معجون چند دن کھانے کے بعد لڑکا بڑی روانی سے گفتگو کرنے لگا۔ جو عزیز واقارب اسے گونگا کہہ کر پکارتے تھے۔ قوت گویائی ملنے پر بڑے حیران ہوئے۔ مگر یہ کرشمہ تو تھا باباجی سرکارؒ کے فرمان کا۔ معجون تو محض ایک اسباب میں سے تھی۔

(۲) یہی حضور حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے بڑے بیٹے محمد خالد محمود نے F.S.C (ایف، ایس، سی) کا امتحان پاس کیا۔ حاصل کردہ نمبر اتنے نہ تھے کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ مل جاتا۔ باباجی سرکارؒ پیر محمد علی شاہ بخاری داتا صاحب کے عرس

Marfat.com

مبارک پر تشریف لائے ہوئے تھے اور موہنی روڈ پر لال مسجد کے قریب ملک سردار محمد صاحب کے مکان پر رونق افروز تھے۔ میں اس بیٹے کو لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ کی چارپائی کے سرہانے کی طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ اس سے آپ مخاطب ہوئے اور فرمایا "کیا تم وکیل بننا چاہتے ہو۔ اس نے عرض کیا حضور آپ دعا فرمائیں۔ حضرت باباجی سرکارؒ نے فرمایا "جا تو وکیل ہو گیا۔ پھر میرے بیٹے سے فرمایا۔ "تم کیا کرتے ہو" اس نے کہا F.S.C امتحان پاس کر لیا ہے۔ دعا فرمائیں انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ مل جائے۔ آپ نے فوراً فرمایا جا تو انجینئر ہو گیا" ہم باپ بیٹا خوش خوش واپس آئے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی دونوں جگہ درخواست فارم جمع کرا دے۔ مگر کسی جگہ بھی میرٹ پر نام نہ آیا۔ کلاسیں شروع ہو چکی تھیں۔ مگر امید کی صرف ایک کرن باقی تھی اور وہ باباجی کی دعا کے الفاظ "جا تو انجینئر ہو گیا" ایک دن پنجاب یونیورسٹی سے ایک چٹھی موصول ہوئی کہ انٹرویو کے لئے پہنچو۔ میرا لڑکا وہاں گیا۔ اور بھی لڑکے انٹرویو کے لئے آئے ہوئے تھے۔ پہلے تحریری ٹسٹ ہوا۔ وہ میرے بیٹے نے پاس کر لیا۔ بعد ازاں اسے انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔ انٹرویو میں کامیابی کے بعد اسے داخلہ کی اجازت مل گئی۔ باباجی سرکارؒ حاجی محمد شریف گورنمنٹ کنٹریکٹر بھاول شیر روڈ کے ہاں قیام پذیر تھے۔ میں بیٹے کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضور! اسے انجینئرنگ میں داخلہ مل گیا ہے۔ آپ نے شفقت فرمائی اور میرے بیٹے کے سینہ پر اپنا دست شفقت پھیرا اور فرمایا "توں پڑھی چل" یعنی تعلیم حاصل کرتا جا۔ بس نہ کر آپ کی دعا کی برکت سے لڑکے نے بی ایس سی انجینئرنگ کا امتحان پاس کر لیا۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں ٹیسٹ دیا۔ جس میں کامیاب ہو گیا۔ نیلور اسلام آباد سے ایم ایس سی نیوکلر انجینئرنگ کا امتحان پاس کیا اور اٹامک انرجی کمیشن کی طرف سے اب ملک چین (China) میں ایٹمی شعبہ میں مزید تربیت حاصل کر رہا ہے۔ اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم کی حدیث مبارک کے مطابق "**اطلبو العلم لو کان بی الصین**" (علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے) میرا خوش بخت بیٹا ملک چین میں ہی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ یہ تو سب باباجی سرکارؒ رحمتہ اللہ علیہ کی دعا برکت کا نتیجہ ہے اور محمد خالد محمود تکمیل تعلیم کے بعد چین سے آ کر ملک و قوم کی خدمت کرے گا۔

Marfat.com

○ ملک سردار محمد نے بیان کیا کہ 1961ء میں حضرت صاحب کی خدمت میں گیا۔ اور مسجد شریف کے لئے کچھ رقم پیش کی۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ رقم صاحبزادہ محمد علی شاہ صاحب کو دے دو۔

○ نذر حسین ناظر صاحب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت قبلہ کی زیارت صرف ایک ہی دفعہ کی تھی حضور کی بیعت کا شرف مجھے حاصل نہ ہو سکا تھا۔ حضرت قبلہ کے وصال کے بعد صوفی اللہ دتہ لاہوری کی معیت میں بابا جی کی بیعت کی۔ لیکن حضرت قبلہ کی بیعت سے محروم رہنے کا خیال ہمیشہ دامنگیر رہا۔ مگر میرے بخت نے یاوری کی اور ایک رات حضرت قبلہ خواب میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پیر محمد علی شاہ کی بیعت میری بیعت ہے تم میرے ہی مرید ہو۔

○ مفتی حبیب اللہ خطیب اعظم منڈی کاموںکے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت قبلہ کی آخری زیارت جی بھر کر نہ کر سکا۔ دل چاہتا تھا کہ چارپائی کے پاس بیٹھ کر حضرت قبلہ کا دیدار کروں میں غم واندوہ میں ڈوبا ہوا باہر بیٹھا تھا۔ کہ لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ مفتی حبیب اللہ کاموںکے والے جہاں کہیں ہیں فوراً آئیں۔ صاحبزادہ محمد علی صاحب بلا رہے ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا مفتی صاحب آپ چارپائی کے قریب بیٹھ جائیں اور پیرومرشد کی جی بھر کر زیارت کرلیں اور مجھے جمعہ مبارک پڑھانے کے لئے بھی فرمادیا۔

غالباً 1974ء کی بات ہے کہ میں نے قبلہ بابا جی سرکار کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ معمر حضرات جو اعلیٰ حضرت کرمانوالا سرکار کے زندگی مبارک کے حالات ذاتی طور پر جانتے ہیں اور جنہوں نے اکثر آپ کی مجالس میں حاضری دی۔ اللہ کو پیارے ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر ایسے حضرات ناپید ہو گئے۔ اور اعلیٰ حضرت کے سوانح حیات قلمبند کرنے میں مزید تاخیر ہوئی۔ تو پھر ضروری کام سرانجام نہ ہو سکے گا۔ بابا جی سرکار نے کمال شفقت سے فرمایا۔ "چودہری صاحب پھر یہ کام آپ ہی کریں۔" چنانچہ میں نے کمر ہمت باندھ لی اور نومبر 1977ء میں خزینہ کرم کی کتابت اور صفحات کا شمار مکمل ہوا تو میں مسوّدہ لے کر بابا جی پیر سید محمد علی شاہ صاحب بخاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تاکہ کتاب چھپوانے کی اجازت حاصل کروں۔ آپ نے مسوّدہ

Marfat.com

کی ورق گردانی کرتے ہوئے فرمایا۔ چوہدری صاحب! اضافہ کریں عرض کیا حضور اب اضافہ مشکل ہے کتابت اور نمبرنگ ہو چکی ہے مسودہ ہر لحاظ سے مکمل ہے صرف آپ سے اجازت حاصل کرنے کی غرض سے آیا ہوں آپ نے مکرر فرمایا۔ اضافہ کیجئے پھر چھپوایئے آپ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہونے والے تھے متردّد تھا کہ شاید ایام عرس تک (27-28 فروری 1978ء) کتاب کی طباعت مکمل نہ ہو سکے۔ پھر عرض کیا۔ مگر ارشاد ہوا اضافہ کیجئے کتاب کی طباعت کے بارے میں آپ کا یہ قطعی فیصلہ سن کر اجازت طلب کی اور پریشانی کے عالم میں واپس چلا آیا چند روز بعد حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے سلام پیش کیا اور کتاب "خزینہ کرم" جیسے کہ چھپ گئی ہے۔ اور مجلد حالت میں ہے) آپ کی خدمت اقدس میں پیش کی حضرت قبلہ نے نہایت محبت سے کتاب ہاتھوں میں لے کر فرمایا "بابو جی! ذرا چھوٹی اے" اس کے بعد یہ منظر ختم ہو گیا۔ صبح بیدار ہوا تو سوچا کہ اب تو اضافہ کرنا ہی پڑے گا۔ دوڑ دھوپ کر کے 100 صفحات کا اضافہ کیا اور مسودہ مکمل کر کے بابا جی سے (جو حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد واپس تشریف لا چکے تھے) بغرض اجازت دربار عالیہ پہنچا۔ آپ نے بطیب خاطر کتاب چھپوانے کی اجازت دے دی۔ کتاب خزینہ کرم کی طباعت کے بارے میں حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار اور قبلہ بابا جی کو متفق الرا پا کر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بابا جی سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات کے پرتو ہیں۔ اللہ اکبر

حضرت بابا جی کی نشست و برخاست۔ گفتگو میں شفقت آمیز کلمات، لنگر کا انتظام اور عرس کی تقریبات کا اہتمام دیکھ کر ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار خود ہی جلوہ افروز ہیں۔

Marfat.com

بحر کرم پیر سید محمد علی شاہ بخاری
المعروف باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

قدوۃ السالکین محمدتہ العارفین غوث زمان اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے چشمہ فیض سے لاکھوں سیراب ہوئے تو بعض آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ ان نامور اولیاء کرام میں گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالے شہنشاہ کشف و کرامات ممتاز نظر آتے ہیں کہ وہ مقام محبوبی پر فائز تھے۔ کوئی ملک کوئی خطہ کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہ ہوگا جہاں آپ کے متوسلین نہ ہوں۔ آپ اپنے مریدین سے سنت مطہرہ کی پابندی کرانے والے اور درود شریف کو اسم اعظم بتانے والے تھے۔ آپ کے وصال (۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۶۶) کے بعد آپ کے فرزند اکبر پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف باباجی سرکار سجادہ نشین اول دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کرمانوالا قرار پائے۔ آپ اپنے والد مکرم رحمتہ اللہ علیہ کا مکمل پرتو تھے۔ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے دربار عالیہ حضرت کرمانوالا شریف کو چار چاند لگا دیئے۔ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اپنے اکلوتے ہونہار۔ ذی وقار اور خوش خصال بیٹے کے وصال (یکم جنوری ۱۹۹۲/ ۲۵ شعبان ۱۴۱۲) کے بعد ۱۱ جون ۱۹۹۳ کو دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے حضرت باباجی سرکار نے جب سجادگی کی مسند سنبھالی اس دن سے اپنی زندگی کا مقصد وحید اللہ تعالیٰ کی بندگی نبی کریم صلی اللہ کی محبت اور اطاعت بنالیا

زندگی	آمد	برائے	بندگی
زندگی	بے	بندگی	شرمندگی

اور آخری دم تک اسی کے مصداق رہے

آپ کے علم و فضل کا یہ عالم تھا۔ کہ اکثر اوقات ملاقاتوں میں آپ کی علمی و روحانی قابلیت دیکھ کر آدمی ششدر رہ جاتا۔ ایک مرتبہ ایک عالم دین جو

Marfat.com

خطیب۔ مناظر اور سند یافتہ عالم تھے حضرت باباجی سرکار کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ کسی علمی نقطہ پر تبادلہ خیالات ہوا تو عالم دین کی بات پر حضرت باباجی سرکار نے فرمایا۔ مولانا صاحب یہ بات ایسے نہیں۔ میرے خیال میں یوں ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے اپنے حق میں قوی دلائل دیئے مگر حضرت باباجی سرکار نے اپنی خداداد قابلیت سے ان کو قائل کر دیا اور مولانا کے قوی دلائل کمزور ثابت ہوئے۔ تمام حاضرین حیران رہ گئے کہ باباجی سرکار محض پیر ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑے فقیہہ اور عالم دین بھی ہیں۔ مزید براں متعدد ایسے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا علم کئی مستند عالم دین سے کہیں زیادہ ہے۔

پابندی شریعت کا خیال اتنا زیادہ رکھتے کہ کوئی مرید فرط جذبات میں ہاتھ چومنے کی کوشش کرتا یا سر کو تعظیماً زیادہ جھکاتا۔ پاؤں چھونے یا چومنے کی سعی کرتا تو اسے سختی سے منع فرماتے۔ شرعی حدود کی پاسبانی اس حد تک فرماتے کہ کسی کو شریعت کے دائرہ میں نقب زنی کا موقعہ ہی نہ ملتا۔ ایک مرتبہ ایک نعت خواں آپ کی نورانی مجلس میں حاضر تھا۔ حضرت باباجی سرکار فرمانے لگے صوفی جی! کوئی نعت سناؤ۔" صوفی صاحب نے نعت شریف پڑھنے سے پہلے دوہڑہ پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ باباجی سرکار نے فرمایا چلو صوفی جی تمہیں اجازت ہے" تو صوفی صاحب نے پڑھنا شروع کیا۔ میں عاشق رسول دا ایڈا وڈا کہ رب بھی میتھوں ڈر دا..... آخری الفاظ ابھی نعت خواں کی زبان پر ہی تھے۔ کہ باباجی سرکار نے بڑی سرعت کے ساتھ لفظ "اوہ" کہہ کر صوفی صاحب کو روک دیا۔ فرمایا" صوفی جی اویں نہیں آکھی دا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کسے کولوں وی نہیں ڈردا۔ پاویں کوئی نبی پاک ﷺ دا عاشق ہووے تے پاویں رب کریم دا عاشق ہووے اس لفظ اوہ پر ہم حاضرین کو گھٹی گھٹی ہنسی آئی اور اتنی حیرانی ہوئی کہ باباجی سرکار حضور نبی کریم ﷺ کی شریعت کی پاسبانی میں کس قدر حاضر دماغی اور حاضر جوابی سے کام لیتے ہیں۔ آپ نے اس پرفتن دور میں بطور مرشد۔ بطور مبلغ دین اور بطور بزرگ کامل اور اکمل طریقہ سے حق ادا کیا۔ آپ کی زبان مبارک پر دو کلمات اکثر سننے میں آتے۔

Marfat.com

بیلو! نبی کریم ﷺ نے ایسے کیا۔ ایسے فرمایا۔ بیلو! حضرت صاحب (کرمانوالی سرکار) نے ایسے کیا اور ایسے فرمایا۔ یہ مرشد پاک کی اتباع تھی۔

بعض بزرگ گھرانے ایسے دیکھے گئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی اولاد کی تربیت میں نرمی اور لاپرواہی اختیار کی۔ نتیجتاً یہ ہوا کہ ان کی اولاد اپنے والدین کے معیار پر پوری نہ پائی گئی۔ لیکن باباجی سرکار نے اپنے اکلوتے فرزند ارجمند پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری کی بچپن سے ہی ایسی تربیت فرمائی جس کے نتیجہ میں تھوڑی عمر پانے والا شہزادہ کامل ولی بن کر دنیا سے رخصت ہوا۔

شیریں سخن۔ غنچہ دہن۔ پیر مٹھن پیر مٹھن

ہوش سنبھلتے ہی باباجی سرکار نے لخت جگر کو تہجد گزار بنایا۔ حج اور عمرہ کے موقعہ پر اپنے ساتھ رکھا اس تربیت کا اثر یہ ہوا کہ پیر جی سرکار ہر سال رمضان شریف میں اعتکاف فرماتے۔ رمضان شریف کی مبارک راتوں میں قرآن مجید پڑھتے اور سنتے۔ شب بیدار رہتے اول دن سے ہی داڑھی مبارک کا ایک بال بھی نہ ترشوایا۔ نماز روزہ اور شریعت کی پابندی اس حد تک کی کہ ملنے والے حیران ہوتے قبلہ حضرت داداجی سرکار (حضرت گنج کرم) کی نظر کرم۔ باباجی سرکار (والد محترم) کی تربیت اور پیر جی سرکار کا اپنا عمل وہ رنگ لایا کہ پیر جی سرکار جلد ہی اولیاء اللہ کے زمرہ میں آ گئے

باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف اپنی ظاہری زندگی میں بے شمار غیر متشرعے لوگوں کو متشرعے بنا دیا۔ بلکہ دنیائے فانی سے رخصت ہونے کے بعد روحانی طور پر بھی آپ کا یہ فیض جاری و ساری رہا۔ ایسے لوگ بھی میری نظر میں آئے جو باباجی سرکار سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور آپ کی خدمت اقدس میں اکثر حاضر ہوتے۔ مجھ ایسے شخص کو بیشتر اوقات یہ دلی شکوہ اور تجسس رہتا کہ اتنی محبت والے اور قریب رہنے والے حضرات داڑھی سے کیوں محروم ہیں؟ لیکن میں نے دیکھا کہ وہی لوگ باباجی سرکار کی رحلت سے آپ کے چہلم مبارک تک باریش نظر آئے۔ یہ باباجی سرکار کا روحانی فیض ہے جو بعد از وصال چند در چند ہو گیا۔ ~~حضرت~~ باباجی سرکار کا روحانی فیض ہر سو نظر آ رہا ہے۔ آپ کی خاموش تبلیغ

Marfat.com

کا اثر ہر جگہ آشکارا ہے۔ گویا باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ زندہ جاوید ہیں اور اپنے مریدوں اور وابستگان کی تربیت فرمارہے ہیں ان سے وابستگی رکھنا ہمارے لئے شرط اولین ہے تاکہ ہم آپ کے روحانی فیض سے بہرہ مند ہوتے رہیں

کون کہتا ہے اولیاء اللہ مر گئے۔ قید سے چھوٹے وہ تو اپنے گھر گئے

(پیر محمد عارف اوکاڑہ) ——————

○ پروفیسر افتخار احمد گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کی بیٹی شدید بیمار ہوگئی۔ مشہور اطباء اور ڈاکٹروں سے علاج کے باوجود "مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی" کے مصداق بیماری زور پکڑتی گئی۔ آخر کار حضرت باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا۔ باباجی سرکار نے دعائے خیر فرمائی۔ چنانچہ مریضہ بغیر علاج معالجہ کے بہت جلد صحت یاب ہوگئی۔ یہ باباجی سرکار کی کیمیا صفت توجہ کا اثر تھا۔

آپ کا مقام= یہی پروفیسر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی بابرکت محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ بخاری اپنے بچپن کے واقعات بیلیوں کو سنا رہے تھے۔ باباجی نے فرمایا کہ ہم کرمونوالا شریف میں تھے ایک مرتبہ میں گھوڑی پر سوار ہو کر کہیں گیا۔ واپسی پر میرا گزر ایک جنگل سے ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے پیچھے چند جاندار (مال مویشی) آرہے ہیں۔ وہ مویشی میرے پیچھے پیچھے چلے آئے۔ کرمونوالا شریف پہنچ کر وہ اپنے مالک کے ڈیرے پر چلے گئے اور میں اپنے گھر بعد میں پتہ چلا کہ وہ مال مویشی کسی کے تھے اور کچھ عرصہ سے گم تھے۔ ان کا مالک دعا کے لئے حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کیلئے آیا بیٹھا تھا۔ حضرت باباجی سرکار کو جب معلوم ہوا تو آپ نے اس شخص کو تسلی دی۔ اور کہا کہ میں تو تمہارے مویشیوں کو نہ پہچانتا تھا۔ مگر تمہارے مال مویشیوں نے مجھے پہچان لیا اور میرے پیچھے پیچھے آگئے۔ جاؤ وہ تمہارے ڈیرہ پر پہنچ گئے ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ والوں کو گائے بھینسیں بھی پہچانتی ہیں۔ یہ شان ہے اولیاء اللہ کی۔

Marfat.com

حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

حاجی بشیراحمد صاحب غلہ منڈی اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ گنج کرم حضرت قبلہ کے وصال کے بعد باباجی سرکار اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرماتھے۔ یہ بندہ عاجز بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ نماز جمعہ کے وقت حاجی محمد اسمٰعیل مسجد میں نعت خوانی کررہا تھا۔ حاجی محمد اسماعیل حضرت قبلہ کے نعت خواں تھے۔ ان کی ڈیوٹی یہ تھی کہ ہر جمعرات آتے۔ ظہر کی اذان پڑھتے۔ پھر عصر عشاء اور صبح کی اذان پڑھتے۔ جمعہ کے وقت نعتیں پڑھتے۔ وہ مسلسل تیس (۳۰) برس آتے رہے۔ اس دوران میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ وہ پیدل آتے اور پیدل جاتے۔ اس دن باباجی سرکار نے ان کی نعت خوانی سنی تو فرمایا "حاجی جی محمد اسماعیل دی بیٹری ڈاؤن ہوگئی اے"۔ یہ کلمات آپ نے تین دفعہ دہرائے۔ میں نے عرض کیا حضور۔ وہ بوڑھا ہوگیا ہے۔ اس لیے آواز بھی کمزور ہوگئی ہے۔ میں نے بھی ہر بار یہی کہا کہ ضعیف ہوگیا ہے آواز کمزور ہوگئی ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد جب حاجی محمد اسماعیل صاحب آئے تو باباجی سرکار نے بابا کریم بخش کو بلا کر فرمایا کہ محمد اسماعیل کو اپنے ساتھ لے جانا۔ تو حاجی کریم بخش صاحب بس میں سوار ہو کر آتے اور اپنے ساتھ حاجی محمد اسماعیل کو لے جاتے۔ ایک دن جب لاری اڈہ اوکاڑہ پر حاجی اسماعیل اترنے لگے تو گر گئے۔ حاجی کریم بخش نے انہیں اٹھایا تانگہ پر سوار کرکے ان کے گھر بستی شیخ میں لے گئے۔ ان کے گھر کے قریب جاکر حاجی کریم بخش نے حاجی اسماعیل کے بھائی کو آواز دی کہ چارپائی لاؤ۔ حاجی صاحب کی طبیعت کچھ علیل ہے۔ حاجی صاحب کو چارپائی پر اندر لے جایا گیا۔ تو تھوڑی دیر بعد وہ انتقال کرگئے۔ تو حاجی کریم بخش نے دربار حضرت کرمانوالا میں باباجی کو فون کیا کہ حاجی محمد اسماعیل کا انتقال ہوگیا ہے۔ تو باباجی سرکار نے مجھے (حاجی بشیر صاحب) فرمایا حاجی جی میں نے کہا تھا کہ حاجی محمد اسماعیل کی بیٹری ڈاؤن ہوچکی ہے۔ نیز فرمایا کہ حاجی جی محمد اسماعیل کی نماز قضا نہیں ہوئی اور وہ فوت بھی باوضو ہوا ہے حاجی جی جاؤ اس کے کفن دفن کا انتظام

Marfat.com

کرو۔ اس کا جنازہ اس وقت پڑھانا ہے جب اس کے بھائی کہیں دیں حاجی محمد اسماعیل کے گھر پہنچا اور کفن کا انتظام کیا۔ ان کے بھائی نے کہا کہ جنازہ ۹ بجے صبح کریں گے میں نے باباجی سرکار کو فون پر جنازہ کا ٹائم بتا دیا۔ باباجی سرکار وقت پر تشریف لے آئے۔ جنازہ تیار تھا۔ اس دوران ایک اور جنازہ بھی آگیا۔ باباجی سرکار نے فرمایا اس جنازہ کو بھی آگے رکھ دیں۔ دونوں کا جنازہ اکٹھا پڑھادیں گے۔ پھر باباجی سرکار نے دونوں کا جنازہ اکٹھا پڑھایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ باباجی سرکار کو علم تھا کہ (i) محمد اسماعیل نے کس وقت فوت ہونا ہے (ii) اس نے کتنی نمازیں پڑھی ہیں اور کتنی قضا کی ہیں (iii) جب وہ فوت ہوا باوضو تھا۔ تو یہ ہے ایک مرد مومن اور مرد کامل کی روحانی طاقت و بصیرت کہ وہ اپنے مرید کے ایک ایک لمحہ اور ہر ایک حرکت کو دیکھتا ہے۔ اور اس پر نظرکرم فرماتا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

داتا صاحب کی مسجد کا سنگ بنیاد= حاجی بشیراحمد صاحب غلہ منڈی اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ صاحب سجادہ نشین اول دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف نے مجھے فون پر فرمایا کہ حاجی جی کل شرقپور شریف جانا ہے۔ ان دنوں باباجی سرکار کی طبیعت قدرے علیل تھی۔ میں نے عرض کیا حضور ٹھیک ہے میں صبح سویرے حاضر ہو جاؤنگا۔

میں صبح جب حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا تو باباجی سرکار میرے انتظار میں باہر کھڑے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا حاجی جی میں تمہارا انتظار کر رہا تھا چلو چلئے۔ باباجی سرکار پیرجی سرکار اور میں کار میں سوار ہوکر شرقپور شریف چلے گئے۔ شرقپور شریف میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دے کر ہم واپسی پر لاہور شہنشاہ ولایت حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ باباجی سرکار داتا صاحب کے مزار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں بھی قریب بیٹھا ہوا تھا۔ تو ایک شخص آیا۔ مجھ سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کون بزرگ ہیں میں نے کہا آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا کے سجادہ نشین ہیں۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں محکمہ اوقاف کا ڈائریکٹر

Marfat.com

ہوں۔ میں آج اپنے پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا تھا۔ اور ان سے میں نے عرض کیا تھا کہ حضور داتا صاحب کی زیر تعمیر مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا ہے۔ لہٰذا آپ تشریف لے چلیں۔ میرے پیر و مرشد نے فرمایا کہ سنگ بنیاد ہم نے نہیں رکھنا۔ جنہوں نے رکھنا ہے وہ خود ہی آجائینگے۔ تو وہاں پر چلا جا۔ تو میں ابھی ادھر سے ہی آرہا ہوں۔ لہٰذا تم باباجی سرکار سے عرض کرو کہ داتا صاحب کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھیں۔ میں نے کہا باباجی سرکار کی طبیعت علیل ہے۔ بہرحال پوچھ لیتے ہیں اگر آپ نے اجازت فرمادی تو ٹھیک ہے۔

میں نے باباجی سرکار سے عرض کیا کہ حضور مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری طبیعت کچھ ناساز ہے۔ تو ڈائریکٹر صاحب کہنے لگے حضور جہاں سنگ بنیاد رکھنا ہے وہاں تک گاڑی کا راستہ ہے۔ گاڑی وہاں سیدھی پہنچ جائے گی۔ لہٰذا آپ گاڑی میں وہاں تک تشریف لے گئے پیرجی سرکار بھی تشریف فرما تھے۔ آپ گاڑی سے باہر تشریف لائے اور کرسی پر بیٹھ گئے۔ ڈائریکٹر صاحب نے آپ کی خدمت میں بجری پیش کی۔ آپ نے اپنے دست اقدس بجری کو لگائے۔ پیرجی سرکار نے بھی بجری کو دست اقدس لگائے۔ پھر اس بجری مبارک سے داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد مبارک کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ اللہ اکبر کتنی شان ہے بزرگان آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کی کہ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ انتخاب اس عظیم کار خیر کیلئے باباجی سرکار اور پیرجی سرکار پر ہی پڑی۔

Marfat.com

آپ کا خلق: صوفی حمید علی صاحب فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ پیر محمد علی شاہ بخاری حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ ہم فیصل آباد کے چار دوست (حمید علی' حاجی محمد احسن' حاجی عباس علی اور حاجی محمد شریف) آپ کو الوداع کرنے کے لئے فیصل آباد سے لاہور پہنچے جب ہم واپس آنے لگے تو باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کار ڈرائیور سے فرمایا "تم لاہور سے سیدھے فیصل آباد چلے جاؤ اور ان چار بیلیوں کو کار میں ساتھ لے جاؤ۔ اور جہاں جہاں یہ کہیں وہاں پر ہر ایک کو اتار دینا۔ اپنے لخت جگر پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری اور ان کے نانا جان سید ممتاز حسین شاہ صاحب سے فرمایا کہ آپ دونوں بس میں سفر کرلیں اور حضرت کرمانوالا شریف چلے جائیں۔ اللہ اکبر۔ کس قدر مروت فرمائی اپنے خادموں پر کہ آتے ہوئے تو انہوں نے بس کے سفر میں تکلیف اٹھائی۔ واپسی پر تو یہ آرام اور سہولت سے اپنے گھر فیصل آباد پہنچ جائیں۔ کس قدر دلجوئی فرمائی آپ نے۔ سبحان اللہ

آپ کی انکساری: یہی صوفی حمید علی صاحب فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت باباجی سرکار پیر سید محمد علی شاہ بخاری فیصل آباد تشریف لائے۔ حاجی محمد شریف صاحب کے ہاں جوالا نگر میں کھانے کا انتظام تھا۔ چند اور بیلی بھی دعوت طعام میں شریک ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک خادم کے ہاتھ سے پانی سے بھرا ہوا گلاس گر گیا سارا پانی ان روٹیوں پر اور اس سالن میں پڑا جو باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ استعمال فرما رہے تھے۔ اللہ کی قسم آپ نے ذرہ بھر خفگی اور ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔ فرمایا تو صرف اتنا خیر اے کوئی بات نہیں خیر اے۔ ہرچند کہ صاحب خانہ نے سالن اور روٹی بدل لینے کی التجا کی مگر آپ نے پسند نہ فرمایا۔ اور وہی پانی ملا سالن اور پانی میں بھیگی ہوئی روٹی خوش بخوش تناول فرماتے رہے۔ آپ کے چہرے پر نہ کوئی ملال اور نہ کوئی بل دیکھنے میں آیا۔ اللہ اکبر۔ ایسی انکساری اور شان کریمی کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔

Marfat.com

○ پیر سید محمد قاسم شاہ بیان کرتے ہیں کہ یکم اکتوبر اور ۲ اکتوبر کی درمیانی شب حضرت بابا جی سرکار نے حاجی بشیر احمد جاوید کے گھر لنڈن میں بسر فرمائی۔ غلام شبیر ڈرائیور بھی ساتھ تھا۔ ۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء کی نماز فجر بندہ عاجز کی اقتدا میں حضرت باباجی سرکار نے ادا فرمائی۔ ازاں بعد آپ باباجی سرکار نے فرمایا۔ "پیر جی! رب رازق ہے۔ کسی سے مت ڈرو' خوب زور سے تبلیغی کام سرانجام دو۔ پھر فرمایا کہ تم نے تمام وہابی لوگ جمع کر لئے ہوئے ہیں"۔ دراصل بات یہ تھی کہ ہماری مسجد کمیٹی کے بعض ممبر وہابی مسلک کے تھے۔ گو میں نے یا کسی اور نے اس امر کا انکشاف نہ کیا تھا۔ مگر باباجی سرکار نے کشف سے معلوم کر لیا اور مجھے تنبیہہ فرمائی۔

باباجی سرکار کی جرات ایمانی = پیر سید محمد قاسم شاہ صاحب نور پور شاہاں بیان کرتے ہیں کہ بری امام شاہ لطیف رحمتہ اللہ علیہ کے دربار عالیہ کے بالمقابل نو دس سال سے راجہ محمد اکرم صاحب رہائش پذیر ہیں۔ امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ ہے۔ داڑھی مونچھ صفاچٹ اور نماز کے بھی چنداں پابند نہیں۔ گو حضرت پیر سید محمد انور علی شاہ قلندر قادری مانسر ضلع اٹک والوں کے مخلص مرید ہیں۔ اور حضرت بری شاہ لطیف سے بربنائے عقیدت دربار شریف بری امام کے متصل رہائش رکھے ہوئے ہیں۔ کھاتے پیتے لوگ اور اعلیٰ حکام وقت بھی ان کے ہاں آتے جاتے ہیں۔ لنگر کا وسیع انتظام ہے۔ مہمانوں کو پر تکلف کھانا پیش کیا جاتا ہے۔ بعض مستحق افراد کی مدد نقدی سے بھی کی جاتی ہے۔ صوبائی اور وفاقی حکومتوں میں بھی کافی اثر رسوخ رکھتے ہیں۔ ان کی سفارش سے لوگوں کے بگڑے ہوئے کام سنور جاتے ہیں۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام بھی ان کے ہاں تشریف لاتے ہیں۔ ان کے اثر رسوخ کے باعث عوام الناس سفارش حاصل کرنے کی غرض سے چلے آتے ہیں۔ اور چونکہ ان کے کام بن جاتے ہیں۔ ان کی شہرت کا چرچا بہت ہے۔ اور بعض تو ان کو ولی کامل اور حضرت بری امام رحمتہ اللہ کا نائب جانتے ہیں۔ یہ ابھی تک مجرّد ہیں۔ لہٰذا قلندرانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اہل و عیال نہ ہونے کے باعث دنیاوی بکھیڑوں سے آزاد ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت باباجی سرکار اس بندہ عاجز کے ہاں نور پور شاہاں تشریف لائے۔ راجہ محمد اکرم صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے آپ کو اپنے ہاں مدعو کرنے کیلئے اپنے منشی کے ذریعہ

Marfat.com

دعوت نامہ بھیجنے وہ خود نہ آئے۔ مجھے یہ بات ناگوار لگی اور میں نے مشورہ دیا کہ ان کے ہاں نہ جانا چاہیے۔ کیونکہ وہ خود ملاقات کیلئے نہیں آئے۔ مگر باباجی سرکار نے فرمایا "ہمیں اپنی بڑائی دکھانی نہیں۔ دعوت رد نہ کرنی چاہیے۔ لہٰذا ہم جائیں گے۔" الغرض صبح ۱۰ بجے باباجی سرکار راجہ محمد اکرم کے ہاں تشریف لے گئے۔ راجہ صاحب نے استقبال کیا اور خوش ہو کے کھانا پیش کیا۔ باباجی سرکار نے سنت طریقہ کی پابندی کرتے ہوئے کھانا تناول فرمانا شروع کیا۔ پھر راجہ صاحب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "ہوئے آپ کی روٹی کھا کر چلے جائیں یہ تو بات کوئی نہیں بنتی۔ میں آپ کو پیش کردہ طعام کھا بھی رہا ہوں اور آپ سے توقع رکھنی چاہیے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدائی حکم ماننا چاہیے۔ قرآن مجید میں تقریباً سات سو بار نماز کا حکم آیا ہے۔ لہٰذا نماز پڑھنی چاہیے۔ خدائی حکم تسلیم کرنا چاہیے۔ یہ جاگیرداری کسی کام نہ آئے گی۔ داڑھی بھی رکھو اور نماز بھی پڑھا کرو اور [illegible] سے فارغ ہو کر آپ نے دعائے خیر فرمائی۔ راجہ محمد اکرم موضع [illegible] چک شریف ضلع جہلم کے ہیں۔ راجہ محمد افضل جو جہلم شہر کی مشہور شخصیت ہیں اور [illegible] ہیں راجہ محمد اکرم کے چچازاد بھائی ہیں۔ راجہ صاحب نے باباجی سرکار کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا اور نہایت خلوص محبت سے آپ کو رخصت کیا۔ (حضرت باباجی سرکار نے راجہ صاحب کو مشفقانہ طریق سے نصیحت کرنا یقیناً کارگر ثابت ہوا ہوگا۔ کیونکہ مردان خدا کے الفاظ سننے والے کے دل پر اثر کرتے ہیں اور انسان راہ راست اختیار کر لیتا ہے۔ باباجی سرکار نے نہایت جرات سے کام لیا اور اپنا تبلیغی مشن پورا کیا۔) اسے

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی   اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

محمد یونس شاہد سپیورٹس گول چوک اوکاڑہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رمضان المبارک کی ۲۷ شب دربار شریف حضرت کرمانوالہ میں تمام رات قرآن خوانی ہوتی رہی۔ ڈیڑھ بجے کے قریب قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ نے ایسے خضوع خشوع سے دعا فرمائی کہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ رب کریم اور حضور نبی کریم ﷺ سے ہم کلام ہیں۔ حاضرین محظوظ ہو رہے تھے۔ کوئی بے خود گم سم تھا تو کوئی گریاں کناں عجب سماں تھا۔ اس وقت جو لطف آیا بیان سے باہر ہے۔ اللہ والوں کی مجلس میں عجب کیف ہوتا ہے۔ ع

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا   او نشیند در حضور اولیاء

Marfat.com

کشف= غلام مرتضیٰ ولد حاجی محمد حسین از چک ۲۲۷ گ ب ضلع فیصل آباد لکھتے ہیں کہ میں عرب شریف عمرہ کے ویزا پر گیا۔ پھر وہاں ہی کام پر لگ گیا۔ کئی عمرے اور چھ حج کئے ان میں ایک حج پیرجی سرکار (پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ) کی معیت میں کیا۔ جب میں عرب شریف سے واپس گھر آیا اور باباجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا غلام مرتضےٰ کتنے حج کئے ہیں۔ میں نے عرض کیا "چھ" باباجی سرکار نے فرمایا نہیں "سات" واقعی سات تھے کہ ایک حج میں نے بچپن میں اپنے والد صاحب مرحوم کے ساتھ کیا تھا۔ کتنے روشن ضمیر تھے باباجی سرکار کہ اپنے مریدین کے بچپن کے حالات سے بھی آگاہ تھے۔ سبحان اللہ

۲۔ ایک بیلی حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا بیلیا "کیویں آیاں ایں" وہ خاموش رہا۔ آپ نے ۳ بار فرمایا۔ مگر وہ خاموش ہی رہا پھر آپ نے فرمایا مجھے ہی بولنا پڑے گا۔ تم شادی خانہ آبادی کے لئے آئے ہو۔ اس نے سر ہلا دیا۔ آپ نے فرمایا " بیلیا جا شادی ہوجائے گی رب کریم خیر کرے گا"۔

۳۔ یہی غلام مرتضےٰ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دربار شریف کی حاضری کے لئے گھر سے چلا۔ راستہ میں دیر ہوتی گئی۔ بعد نماز عشاء رات گئے دربار شریف پہنچا۔ لنگر کا وقت نہ رہا۔ دیکھا کہ کوئی خادم لنگر خانہ میں نہیں ہے۔ خیال آیا کہ وضو کرکے مزار شریف پر حاضری دے کر نماز عشاء سے فارغ ہوکر سوجاؤنگا۔ میں وضو کررہا تھا کہ حافظ حق نواز صاحب بعجلت آئے اور دریافت کیا کہ کیا لنگر کھایا ہے میں نے کہا نہیں حافظ صاحب ایک کنالی (مٹی کی بڑی پلیٹ) میں چاول لے آئے۔ کہا کہ کھا پی کر کنالی لنگر خانہ میں رکھ دینا۔ میں نے پیٹ بھر کر کھایا اور شکر ادا کیا خیال آیا کہ کتنے مہربان ہیں باباجی سرکار کہ میرے طعام کا انتظام فرما دیا۔ اس وقت پھر پر ہوتا تو اتنا طعام نہ ملتا۔ باباجی سرکار کو بذریعہ کشف میری آمد اور بھوک کا علم ہوگیا۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

تصرف = غلام مرتضیٰ ولد حاجی محمد حسین از چک نمبر ۲۲۷ گ ب لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو کسی بات پر سرزنش کی۔ وہ ناراض ہو کر گھر سے چلا گیا۔ تلاش پر نہ ملا۔ میں نے فون پر باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے یہ پریشانی عرض کی۔ آپ نے تسلی دی کہ جلد ہی آجائے گا۔ چنانچہ چند دن بعد میں لاری اڈہ کی طرف بھائی کی تلاش میں جانے کے ارادہ سے نکلا تو بھائی اڈہ پر ہی مل گیا۔ بہت خوشی ہوئی۔ چنانچہ ہم گلے ملے اور دونوں گھر آگئے۔ اللہ اکبر

پیر خانہ کا ادب : ڈاکٹر نورالدین سانده کلاں والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میاں غلام احمد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف مولانا عبدالوہاب بن مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی کے ہاں کونٹری میں رونق افروز تھے۔ باباجی سرکار بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ میں ان بزرگوں کی ملاقات کے لئے لیوٹن سے کونٹری پہنچا۔ رات وہیں گزاری۔ صبح جب باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر میں لیوٹن کے لئے روانہ ہونے لگا تو میاں غلام اللہ صاحب نے فرمایا کہ میں بھی آپ کے ساتھ لیوٹن جاؤں گا۔ چنانچہ باباجی سرکار نے اپنی کار میاں صاحب کو دے دی اور خود میری کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے۔ میاں صاحب کی کار آگے آگے جا رہی تھی۔ میں نے یکدم اپنی گاڑی تیز کر دی اور میاں صاحب والی گاڑی کو اور ٹیک (Over Take) کر کے آگے نکل گیا۔ اس پر باباجی سرکار نے فوراً مجھے روکا فرمایا "میاں صاحب کو ہی آگے آگے جانے دو۔ ہماری گاڑی ان کے پیچھے پیچھے رہے"۔ اللہ اکبر کتنا ادب ملحوظ رکھا اپنے پیر خانہ کا۔ باباجی سرکار نے کہ میاں غلام احمد صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے برادر خورد میاں غلام اللہ صاحب کے فرزند ارجمند اور سجادہ نشین ہیں۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ (والد ماجد باباجی سرکار) کے پیرو مرشد ہیں۔

Marfat.com

بحرکرم حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف باباجی سرکار کا پہلا سفرحج مبارک

حاجی بشیر احمد صاحب منڈی اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے جب باباجی سرکار چک EB-57 نزد عارف والا میں قیام پذیر تھے۔ اس دوران میں سعودی عرب جدہ سے ڈاکٹر محمد اظہر بٹ نے باباجی سرکار کو پانچ ویزے بھیجے۔ آپ نے اپنے والد گرامی حضرت گنج کرم شہنشاہ کشف کرامات قطب الاقطاب حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور ڈاکٹر بٹ صاحب نے حج کیلئے پانچ ویزے ارسال کئے ہیں۔ کیا حکم ہے۔ تو حضرت قبلہ نے فرمایا پیرجی! حج پر چلے جاؤ باباجی سرکار نے عرض کیا حضور میں نے تو کبھی سفر کیا ہی نہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا پیرجی حج کیلئے چلے جاؤ میں ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں۔ حضرت قبلہ سے اجازت پاکر باباجی سرکار صاجزادہ پیر غفنفر علی شاہ (بعمر ۹ برس) دو صاجزادیوں اور اپنی اہلیہ بے بے جی سرکار کے ساتھ حج کیلئے کراچی روانہ ہوئے۔ کراچی سے جدہ اور جدہ سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ مکہ معظمہ سے جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ آپ کی آنکھیں مبارک سرخ تھیں اور عجیب کیف کا عالم تھا۔ باباجی سرکار نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر سے کچھ فاصلہ پر اسی کیف میں کھڑے تھے کہ انہیں ایسا محسوس ہوا کہ روضہ اطہر سے حکم ہوا ہے کہ پیرجی اور قریب ہو جاؤ۔ باباجی سرکار تعمیل ارشاد نبوی میں جب جالی مبارک کے قریب جانے لگے تو ایک شرطہ (سپاہی) نے آپ کو پیچھے ہٹانے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا تو وہ ایسے گرا جیسے کوئی بجلی کا کرنٹ لگنے سے گرتا ہے۔ دوبارہ آواز آئی پیرجی آگے آجاؤ۔ پھر باباجی سرکار کافی دیر تک جالی مبارک سے لپٹے رہے۔ بعد ازاں بابا جی سرکار روضہ اطہر سے واپس تشریف لے آئے۔

باباجی سرکار 9 - 10 دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔ جب حج مکمل

Marfat.com

ہوگیا تو آپ نے واپس جانے کی تیاری شروع کی۔ آپ نے سید ممتاز حسین شاہ صاحب کو بذریعہ ٹیلیگرام اطلاع دی کہ ہم فلاں دن فلاں گاڑی سے واپس آرہے ہیں۔ ممتاز حسین شاہ صاحب نے مجھے باباجی سرکار کی واپسی کے پروگرام سے مطلع کیا۔ میں نے حضرت کرمانوالا شریف فون کیا۔ تو قبلہ حضرت کے خادم خاص محمد رمضان عرف رمضانی نے رسیور اٹھایا۔ میں نے اسے بتایا کہ باباجی سرکار خیبر میل سے فلاں دن اوکاڑہ تشریف لارہے ہیں۔ رمضانی نے حضرت قبلہ سے عرض کیا تو حضرت قبلہ نے چھوٹے باباجی سرکار کو فرمایا کہ حاجی بشیر سے دریافت کرو کہ اسے کس نے بتایا ہے کہ باباجی سرکار واپس آرہے ہیں۔ چنانچہ پیر سید عثمان علی شاہ بنارسی نے مجھے غلہ منڈی فون کیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ سید ممتاز حسین شاہ صاحب نے مجھے فون کیا ہے اور انہیں باباجی سرکار کی طرف سے ٹیلیگرام موصول ہوا ہے۔ غلہ منڈی میں ایک اور بیلی تھا۔ اس نے کہا کہ باباجی کے استقبال کیلئے ساہیوال جاتے ہیں۔

استقبال= ہم استقبال کیلئے ساہیوال پہنچے۔ بازار سے مشروب اور ہار خرید لیے پھر ہم ریلوے اسٹیشن ساہیوال پر آئے اور سیکنڈ کلاس کے ٹکٹ خریدے۔ جب ریل گاڑی اسٹیشن ساہیوال پر رکی تو ہم نے باباجی سرکار کو کافی تلاش کیا مگر نظر نہ آئے۔ آخر فسٹ کلاس کے ڈبہ میں بیٹھے نظر آگئے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر بڑا جلال اور رعب تھا۔ ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ جب میں آپ کے گلے میں ہار ڈالنے لگا تو باباجی سرکار نے فرمایا حاجی جی! کیا ہار پہنانے سے ہی حاجی بنتا ہے۔ باباجی سرکار نے فرمایا حاجی جی ٹی ٹی صاحب کو بلاؤ۔ اور فرمایا حاجی جی! ہم ہی بے ایمانی کرنے لگ جائیں تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔ تم نے ٹکٹ تو سیکنڈ کلاس کا خریدا ہے اور سفر فسٹ کلاس میں کررہے ہو۔ اتنے میں ٹی ٹی جو پہلے ہی آپ کے اخلاق سے متاثر ہوچکا تھا آگیا۔ باباجی سرکار نے اسے فرمایا کہ سیکنڈ کلاس کے ٹکٹ فسٹ کلاس میں تبدیل کردیں۔ اس نے کہا حضور گاڑی ساہیوال سے روانہ ہوچکی ہے۔ اوکاڑہ جاکر رکے گی۔ ٹکٹ تو میں نے ہی چیک کرنے ہیں۔ آپ ٹکٹ تبدیل نہ کرائیں۔ باباجی سرکار نے سختی سے فرمایا کہ ٹکٹ بناؤ۔ تو ٹی ٹی نے ٹکٹ بنادیئے۔ اور زاید قیمت اداکردی گئی۔

Marfat.com

اوکاڑہ ریلوے اسٹیشن آنے سے پہلے باباجی سرکار نے تمام سامان اور چابیاں میرے حوالے کردیں۔ اور فرمایا حاجی جی دوسرا سامان کوئی اور بیلی اٹھالے تو کوئی بات نہیں۔ لیکن یہ عصا کسی اور کو نہ دینا۔ اپنے پاس ہی رکھنا کیونکہ یہ عصا میں حضرت قبلہ کے لئے لایا ہوں۔ پھر فرمایا کہ مجھے احرام کی چادریں نکال کر دو۔ میں حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں احرام باندھ کر جاؤنگا کیونکہ مکہ مکرمہ میں حاضری کے دوران میں مجھے حضرت قبلہ کی شان بہت ارفع معلوم ہوئی ہے۔ جب ریل گاڑی اوکاڑہ اسٹیشن پر رکی تو پیر عثمان علی شاہ بخاری چھوٹے باباجی سرکار تشریف لائے ہوئے تھا۔ انہیں حضرت قبلہ نے استقبال کیلئے بھیجا تھا۔ دوسرے مریدین اور معتقدین کا بھی ایک بہت بڑا جم غفیر حد نگاہ تک تھا۔ چنانچہ پیر سید عثمان علی شاہ صاحب نے حاضرین سے فرمایا چونکہ لوگ بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا دو قطاریں بنا لو۔ درمیان میں سے باباجی سرکار محمد علی شاہ گزرتے جائیں گے اور مریدین معتقدین زیارت کرسکیں گے۔ جب تمام لوگوں نے باباجی سرکار کی زیارت کرلی تو باباجی سرکار ویٹنگ روم میں چلے گئے۔ وہاں احرام باندھا اور باہر تشریف لائے۔ میں گاڑی کے نزدیک عصا لئے کھڑا تھا۔ باباجی سرکار نے گاڑی میں سوار ہونے سے قبل عصا مجھ سے لے لیا اور گاڑی میں تشریف فرما ہوئے۔ کرمانوالا شریف پہنچ کر آپ سیدھے حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں آپ کا خادم رمضانی موجود تھا اور حضرت قبلہ اپنے جسم پر چادر لئے چارپائی پر استراحت فرما تھے۔ باباجی سرکار نے جاتے ہی اپنا سرانور حضرت قبلہ کے قدموں میں رکھ دیا۔ حالانکہ حضرت قبلہ کسی کو اپنے قدموں کی طرف بیٹھنے بھی نہ دیتے تھے اور آپ کی نیند کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی پرندہ بھی آپ کے نزدیک سے گزرتا تھا۔ تو آپ کو معلوم ہو جاتا تھا۔ تقریباً" دس منٹ تک باباجی سرکار نے اپنا سرانور حضرت قبلہ کے قدموں میں رکھے رکھا۔ دس منٹ کے بعد گنج کرم حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "کہیڑا بیلی اے" تو آپ کے خادم رمضانی نے عرض کیا حضور بڑے باباجی سرکار حج سے واپس آگئے ہیں۔

پھر باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ بخاری نے عرض کیا حضور اگر آپ

Marfat.com

اجازت فرمائیں تو میں چک FB - 57 کی بجائے آپ حضور کی خدمت میں ہی بقیہ زندگی کے دن گزاردوں تو حضرت قبلہ نے اجازت فرمادی کہ ٹھیک ہے اب تم ادھر کرمانوالا شریف میں ہی رہو۔ چنانچہ اس کے بعد آپ بمعہ اہل و عیال حضرت کرمانوالا شریف میں ہی رہے۔ حضرت قبلہ کے وصال کے بعد باباجی سرکار پیر محمد علی شاہ بخاری دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالا شریف کے سجادہ نشین اول مقرر ہوئے۔

متوسلین کی دلجوئی۔ شیخ محمد سعید انجم پاکپتن شریف والے بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ دو اگست 93 کو انتقال فرماگئیں۔ میں بہت غم زدہ تھا۔ 93-8-5 بروز جمعرات نماز عصر کے وقت میں اپنے چند احباب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت شیخ کرم اور پیارے باباجی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر مجلس میں ہو رہا تھا۔ میں دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ میرے پیارے باباجی اس پریشانی کے عالم میں مجھ عاجز پر کرم فرماتے ہوئے میری دلجوئی کا سامان فرمائیں۔ اسی دوران میں میرے محترم شیخ ضیاء اللہ صاحب آئے اور کہا کہ حضرت کرمانوالہ سے چند مہمان تشریف لائے ہیں۔ میں استقبال کے لیے اٹھا۔ دیکھا کہ باباجی سرکار کے دونوں داماد پیر سید جمیل الرحمان صاحب اور پیر سید شوکت حسین صاحب اور ان کے ہمراہ مہر محمد اسلم ایڈوکیٹ ننکانہ صاحب اور باباجی سرکار کے خادم خاص صوفی عنائت اللہ رونق افروز ہیں۔ دل میں جگہ دی۔ کمرہ میں بٹھایا۔ ان حضرات نے میری والدہ مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور اہل خانہ کو صبر کی تلقین کی۔ مختصر قیام کے بعد یہ قابل صد تکریم صاحبان تشریف لے گئے۔ پیارے باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے ہم پر شفقت فرمائی اور غمزدوں کی دلجوئی کے لیے اپنے دلبند حضرات کو بھیج دیا۔ اور میری والدہ محترمہ کی مغفرت کا سامان کر دیا۔ اللہ اکبر۔ "باباجی سرکار کا وصال 93-6-12 کو ہوا تھا۔ یہ آپ کے وصال کے بعد کی کرامت ہے"۔

Marfat.com

○ حاجی محمد اشرف جنید بٹ 25 / جی گلبرگ III لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک ملاقات کے دوران ڈاکٹر محمد اظہر بھٹہ باجڑہ گڑھی سیالکوٹ نے مجھے (اشرف بٹ) بتایا کہ ہمارے گاؤں باجڑہ گڑھی میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی۔ میں دعا کے لئے پیرو مرشدی حضرت پیر سید محمد اسماعیل" شاہ بخاری کی خدمت اقدس میں حضرت کرمانوالہ حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا اور پھر ہوا یوں کہ پیر جی سرکار (صاجزادہ پیر سید غضنفر" علی شاہ صمصام بخاری جو ابھی دو سال کے تھے _ ادھر آ نکلے۔ حضرت" قبلہ نے فرمایا "پیر جی سے دعا کراؤ مجھے پیار آیا اور میں پیر جی سرکار کو گود میں اٹھا کر باہر لے آیا۔ ساتھ ہی پھول دار پودے تھے۔ پیر جی نے میری گود سے اتر کر چند پھول توڑے اور مجھے مرحمت فرمائے ہیں یہ پھول ساتھ لے آیا گاؤں پہنچ کر پھول پانی کے برتن میں ڈال دیئے۔ اور یہ مبارک پانی مریضوں کو پلانا شروع کر دیا۔ رب کریم کے فضل و کرم سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بے پایاں اور پیر جی کی کرامت سے ہیضہ کے مریض صحت یاب ہو گئے۔ اور گاؤں سے ہیضہ کی بیماری ختم ہو گئی۔ اللہ اکبر

پیر جی سرکار کی عمر آٹھ نو سال ہوگی۔ ان کے مکتب کے چند دوست ان کی ملاقات کیلئے حضرت کرمانوالا شریف آئے _ گاڑی کی آمد سے کچھ وقت پیشتر وہ ریلوے اسٹیشن حضرت کرمانوالا آئے اور ریلوے لائن پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر اینٹیں رکھ دیں۔ گاڑی جو گذری تو یہ اینٹیں پس کر میدہ بن گئیں۔ اتنے میں پیر جی" سرکار ادھر آگئے۔ اور دوستوں سے دریافت فرمایا کہ یہاں کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے من و عن تمام روئیداد بیان کردی۔ پیر جی" سرکار نے سر مبارک سے اپنی ٹوپی لی اور اس میں ایک اینٹ لپیٹ کر ریلوے لائن کے گارڈر پر رکھی اور اوپر سے زور دار مکا مارا۔ وہ اینٹ اسی طرح میدہ بن گئی جس طرح گاڑی گذرنے سے باریک پس گئی تھی بعد ازاں پیر جی" سرکار نے ایک اور اینٹ اپنی ٹوپی مبارک میں لی اور لائن پر رکھ دی۔ ایک دوست سے فرمایا کہ اب تم مکا مارو۔ تعمیل ارشاد میں اس نے مکا تو مارا مگر اینٹ ویسی کی ویسی ہی رہی۔ پھر پیر جی سرکار اس کی ہتھیلی کی پشت پر ہاتھ مارتے رہے حتیٰ کہ اس کا ہاتھ سوجھ کر کپا بن گیا۔ اتنے میں بابا جی" سرکار ادھر آئے۔ فرمایا اوہ پیرا !ایہ کیہ کرناں ایں پیا۔ اس لڑکے نے اپنا ہاتھ دکھایا۔ پیر جی سرکاری نے فورا اپنا

Marfat.com

لعاب دہن لگا دیا تو وہ ہاتھ بالکل اصل حالت میں آگیا یعنی سوجن ختم ہوگئی۔ سبحان اللہ۔ پیرجیؒ سرکار کے ہاتھ مبارک میں بے پناہ قوت اور مسیحائی شفاء تھی۔

○ مولانا بشیر احمد کباڑی بازار راولپنڈی

میں جب آخری دفعہ اپریل ۹۳ء میں حاضر ہوا۔ تو میری موجودگی میں ایک حافظ صاحب بیعت ہوئے۔ ان کو اس طرح وصیت فرمائی کہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید باباجی سرکار کا دنیا میں اب تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ میں شوق دیدار میں ہر بیعت ہونے والے گروہ کے ساتھ حاضر خدمت ہوجاتا۔ جب میں نے راولپنڈی واپس جانے کی اجازت حاصل کی تو آپ نے پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر رخصت فرمایا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ باباجی سرکار سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ تو مجھے عمر بھر حسرت رہے گی کہ میں باباجی سرکار کو اپنے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمانے کی دعوت نہ دے سکا۔ اب تو آپ کمزور ہیں۔ دعوت قبول نہ ہوگی۔ اور میں اس سعادت سے محروم رہونگا۔ جب میں راولپنڈی واپس آیا۔ تو عالم رویا میں باباجی سرکارؒ کو اپنے ڈیرہ پر تشریف لائے ہوئے پایا۔ زیارت ہوگئی فرمانے لگے "صبح سویرے پہلی گاڑی سے واپس بھیجنا ہے۔ ایسے معلوم ہوا جیسے صبح کچھ دیر ہوگئی ہے تو فرمایا میں نے کہا تھا کہ مجھے پہلی گاڑی پر بھیجنا ہے۔ اٹھو جلدی کرو۔ دیر ہو رہی ہے"۔ یہ سب عالم خواب کی بات ہے۔ اللہ اکبر۔ اتنی شفقت کہ دل کی آرزو اسی وقت پوری کردی۔ کشف ہو تو ایسا اور عقیدت مندوں کی دل جوئی تو درجہ کمال۔ سبحان اللہ! ۔ آپ نے وصال مبارک کے بعد بھی ایک مرتبہ عالم خواب میں زیارت سے مشرف فرمایا۔ کتنے مہربان ہیں باباجی سرکار اپنے متوسلین پر کر دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنے ارادت مندوں کو نہیں بھولے۔ اللہ اکبر۔

آسمان نقشبند کے آفتاب۔ نور عین اولیائے عزت ماب
نازش گنج کرم و بحر کرم۔ آن محمد علیؒ شاہ عالی جناب

حمید علی

Marfat.com

○ محمد انور شوق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ریڈیو لائسنس اوکاڑہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ ماسٹر محمد حسین سکنہ بھٹہ ۲ عارف والا حضرت باباجی سرکار کا مرید ہوا۔ چند دن بعد میں وقت عشاء ان کے گھر گیا۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ آؤ میں آپ کو باباجی سرکار کی بات بتاؤں کہ میں کل بعد نماز عشاء مصلا پر بیٹھا درود شریف پڑھ رہا تھا اور دعا کی کہ باباجی سرکار! آپ کے مرید ہوئے ہیں گنہگار ہیں پریشان حال ہیں۔ آپ نے ہی ہمارے لئے دعائیں کرنی ہیں۔ جب میں سو گیا تو حضرت باباجی سرکار خواب میں ملے۔ میرے پیٹ پر بایاں ہاتھ پھیرا اور فرمایا "باؤ جی دل نوں کمزور نہیں کری دا ایہنوں جناں کمزور کریے اناں ای ہوندا جاندا اے۔ جاؤ اللہ کریم خیر کردے گا۔" میرے دل میں خیال آیا کہ آپ نے میرے پیٹ پر بایاں ہاتھ پھیرا ہے۔ میں نے عرض کر ہی دیا کہ حضور آپ نے بایاں ہاتھ پھیرا ہے دایاں پھیریں۔ آپ نے فرمایا "تینوں کیہ میں بایاں پھیراں یا دایاں پھیراں۔ اج میں ساریاں نوں بایاں ہتھ ای پھیراں گا۔"

چند روز بعد محمد یوسف دوکاندار سکنہ بھٹہ ۲ عارف والا بھی میرے ساتھ باباجی سرکار کا مرید ہونے کیلئے عارف والا سے حضرت کرمانوالا شریف آیا۔ ہم نے نماز جمعہ ادا کی۔ جب حضرت باباجی سرکار کی خدمت میں آئے تو دیکھا کہ آپ تمام بیلیوں کو بائیں ہاتھ سے مل رہے ہیں۔ اور سلام لے رہے ہیں۔ آپ فرما رہے تھے کہ آج میں ساریاں بیلیاں نوں کھبے ہتھ نال ملنا اے۔ میرے سجے ہتھ نوں تکلیف اے۔ چنگا بیلیو کھبے ہتھ نال وی سلام ہو جاندا اے۔ محسوس نہ کرنا۔" مجھے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جو کلمات عالم خواب میں آپ نے ماسٹر محمد حسین کو فرمائے تھے وہی ظاہراً فرما رہے ہیں۔ دراصل ان دنوں چھوٹے باباجی سرکار پیر عثمان علی شاہ کا وصال ہوا تھا۔ باباجی سرکار محمد علی شاہ غسل خانہ میں پھسل گئے تھے۔ آپ کا دایاں بازو فریکچر ہو گیا تھا۔ آپ فرماتے "بھائی فوت ہو جائے تو بازو ٹوٹ جاتا ہے۔" جس کا میں نے عملاً مظاہرہ دیکھ لیا۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

عید گاہ پاکپتن شریف میں واقع حجرہ مبارک جہاں اعلیٰ حضرت گرمانوالے'
پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اوّل تشریف لاتے رہے۔

پاکپتن شریف عیدگاہ کے صحن میں واقع مسجد
عطیہ شیخ محمد سعید انجم پاکپتن شریف

Marfat.com

باب چہارم

حالاتِ زندگیٔ مبارک

ابرِ کرم پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تاثرات۔ گفتنی ناگفتنی۔ آپ کی درخشاں زندگی

ملفوظات۔ مکاشفات۔ تصرفات۔ کرامات

Marfat.com

منقبت

بڑی عظمت دے ہین حامل غضنفر پیرجی میرے
خدا دی یاد وچ رہندے سن اکثر پیرجی میرے

نبی دے عشق وچ جنہاں گزاری زندگی ساری
خدا دے دین دے اعلیٰ مفکر پیرجی میرے

شریعت تے طریقت ' معرفت دے آپ سن مہتاب
علوم قرآن دے اعلیٰ مفسر پیرجی میرے

جنہاں دے وعظ تے عشاق ناز کردے سن
او اک اعلیٰ تے بہتر سن مقرر پیرجی میرے

کھچ دیندے سی تصویر مدینہ جو قلوب اندر
او اک اعلیٰ تے بہتر سن مصور پیرجی میرے

جنہاں دے خلق حسنہ تھیں دل ساڈے متاثر نیں
خدا دے شاکر و مشکور مشکر پیرجی میرے

جدا مکھ ویکھیاں بھل جاندے نیں غم سارے
او حضرتؒ اعلیٰ دے پردو سی مظہر پیرجی میرے

نبی دی آل دے گلشن دا اک نایاب سی او گل
جدھر جاندے ' کری جاندے معطر پیرجی میرے

کڈا خوش بخت توں قاری مداح ' آل نبی دا ایں
حسینی حسنی نیں سید مشبر پیرجی میرے

قاری محمد انور قاری

خطیب جامع مسجد بلال المعروف تکیہ والی
مین بازار ' مغل پورہ گنج ' لاہور

Marfat.com

مادہ ہائے تاریخ ولادت باسعادت، وفات حسرت آیات

صاحبزادہ پیر سید غضنفر علیؒ شاہ صمصام بخاری

ولادتِ باسعادت

۱۔ طوبیٰ الگل باغ رسول ۱۳۷۶ھ

۲۔ ولی عہد دل بند حضرت گنج کرم ۱۹۵۶ء

وفاتِ حسرت آیات

۱۔ غریق حبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۱۲ھ

۲۔ وارثِ دولتِ دارین "

۳۔ پاک سیرت سحابِ رحمت "

۴۔ تصویر خاندان "

۵۔ قدوہ اہلِ سخانیرہ گنج کرم "

۶۔ بلند رتبہ عالی درجات "

۷۔ گوہرِ اسرارِ حقیقت "

۸۔ فخر اقطاب رفیع الدرجات ۱۹۹۲ء

۹۔ فیض محمدی فیض علی "

۱۰۔ شیخ کامل صاحب فیض "

نتیجہ فکر کوکب نورانی اوکاڑوی

ولادتِ باسعادت

۱۔ پیر جی پید نقش بند ثانی ۱۳۷۶ھ

۲۔ برائے پدر و مادر بودے حصار
بہر درد منداں نطقِ باغ و بہار

۱۳۷۶ھ

۳۔ طورِ حضرت گنج کرم ۱۹۵۶ء

وفات حسرت آیات

۲۔ غضنفر بخاری بہمت ترک تازی
در زہد و تقویٰ بنقشِ حجازی
بسال وصالش بمن گفت ہاتف
ز دنیائے دوں رفت ہم مرد غازی

۱۹۹۲ء

۱۔ یارِ غار ۱۴۱۲ھ

نتیجہ فکر احقر نور احمد مقبول نقشبندی

Marfat.com

صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری المعروف "پیر جی"

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت
ہم جہاں میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں

Marfat.com

اظہارِ حقیقت

از شیخ الاسلام حضرت مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی

آج ہم سلالہ خاندان نبوی اور زبدہ دودمانِ مرتضوی' صاحب اوصاف حمیدہ و فضائل جمیلہ مخدوم زادہ حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ و اعلیٰ اللہ درجتہ' کی تقریب چہلم میں شریک ہیں۔ حضرت موصوف کا عالم شباب میں اپنے والدین اور عزیز و اقرباء کو بالخصوص اور جملہ متوسلین و متعلقین کو اس حالت میں داغ مفارقت دے جانا نہایت قلق و اضطراب کا موجب ہے۔ عرب و عجم میں جہاں جہاں بھی مسلمانوں کو اس سانحہ جانکاہ کی اطلاع ہوئی ہے ہر طرف تاسف اور پژمردگی چھا گئی ہے۔ فقیر حال ہی میں حرمین شریفین کی حاضری سے واپس لوٹا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر بہت سے مقامات پر فاتحہ خوانی کی گئی' بالخصوص جانشین قطب مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی قادری رضوی اشرفی نے نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ میری طرف سے حضرت سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں خصوصی تعزیت کا اظہار کرنا اور فاتحہ خوانی کرنا۔

حضرات محترم! قدیم الایام سے سلسلہ تقریباً اسی طرح آرہا ہے کہ بہت سے حضرات عالم اور شیخ کامل ہوتے ہیں مگر ان کی شیخوخت پر علوم ظاہری کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان کا شمار ائمہ دین اور علماء کرام میں کیا جاتا ہے اور بہت سے مشائخ مشیخت کے ساتھ علوم ظاہریہ میں بھی کامل ہوتے ہیں مگر ان کی مشیخت کی شہرت زیادہ ہوتی ہے' مثلاً امام عبدالوہاب الشعرانی رحمتہ اللہ علیہ میزان میں فرماتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین بالخصوص ائمہ اربعہ نہ صرف علوم ظاہری کے امام تھے بلکہ یہ حضرات اپنے اپنے وقت کے قطب الارشاد تھے۔ مثلاً حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا جب ایک مقلد' مالکی المذہب فوت ہوا اور اس کی قبر میں منکر نکیر نے من ربک' ماذینک الی اخرہ' سوالات شروع کیے تو سیدنا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی روح پر فتوح قبر میں جلوہ فرما ہوئی اور نکیرین سے فرمایا "میرے اس

Marfat.com

مرید سے ہٹ جاؤ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ مالکی ہے" (کیا ایسا شخص بھی ان سوالات کے جوابات کا محتاج ہے۔) حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ آپ کی گود میں ایک بوڑھا ہے جس سے آپ بچوں کی طرح محبت فرما رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں حضور سے سوال کروں' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی ہجویری یہ تیرا اور مسلمانوں کا امام ابو حنیفتہ النعمان ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ بغداد شریف میں سکونت کے ایام میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری اس طرح دیتے رہے کہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی تو امام اعظم ابو حنیفہ کی قبر پر حاضر ہوتا اور اس سے برکت حاصل کرتا' حاضری کے دوران اگر صبح کی نماز کا وقت ہوتا تو وہاں نماز ادا فرماتے مگر اپنے مذہب کے مطابق امام اعظم کے جوار میں نماز صبح ادا نہ کرتے (دعائے قنوت نہ پڑھتے)۔ بعض تلامذہ نے عرض کیا کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ تنہا نماز پڑھتے پڑھاتے ہیں تو نماز صبح میں قنوت کرتے ہیں اور یہاں پر آپ نے دعاء قنوت نہیں پڑھی؟ تو امام شافعی نے جواب میں فرمایا **حیاء من صاحب ھذا القبر** صاحب قبر کے حیاء کی وجہ سے۔ اور اگر کسی کو یہ اشکال پیدا ہو کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرتا تو امام شافعی نے اپنے مسلک مختار پر عمل کیوں ترک کیا؟ تو اہل دل نے جواب میں کہا کہ جب امام شافعی نے امام اعظم کی قبر کی زیارت کی تو صاحب قبر نے ایسا تصرف فرمایا کہ شافعی اور حنفی اجتہاد ایک ہی ہو گیا۔ اسی طرح خیرات الحسان وغیرہ کتب شافعیہ میں امام اعظم کے مناقب میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص وضو کر رہا ہوتا تو اس کا غسالہ دیکھ کر آپ معلوم کر لیتے کہ یہ شخص صاحب کبیرہ یا صغیرہ ہے یا نیک ہے؟ اس لیے تین فتوے دیئے (اول) آب مستعمل نجس ہے' (دوم) پاک ہے' پاک کرنے والا نہیں (سوم) پاک ہے۔ اہل فہم و دانش حضرت امام اعظم کے علوم ظاہریہ اور تقویٰ اور فراست کا اس سے اندازہ

Marfat.com

لگائیں۔ اب دوسرے پہلو کا بھی تھوڑا سا تذکرہ کرتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی' سری سقطی' معروف کرخی' شبلی سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہم اور دیگر بے شمار اولیاء اللہ' علم باطنی کے ساتھ علم ظاہری میں بھی اپنے اپنے دور میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے مگر ان کی پیری اور مشیخت' ظاہر پر غالب رہی' اس لیے مسلمان ان کا شمار اہل باطن اولیاء میں کرتے ہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد اس مختصروقت میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مخدوم زادہ جان پدر روح مادر سید غضنفر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ظاہری اور باطنی علم کی دولت سے مشرف فرمایا۔ آپ بحمدہ تعالیٰ ایم اے اسلامیات بھی تھے اور دارالعلوم اشرف المدارس میں ایک دفعہ دورہ حدیث اور کم از کم دو مرتبہ دورہ تفسیر میں بھی نہ صرف سرسری طور پر شریک ہوئے بلکہ نہایت تحقیق و تدقیق سے بوقت ضرورت سوال و جواب بھی ہوتے رہتے اور دوروں کی تقریریں بھی نوٹ فرمائیں' ہوسکتا ہے وہ تبرکات کہیں محفوظ ہوں گے۔ دارالعلوم کے ماتحت اہل سنت کی مرکزی تنظیم المدارس کے ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے امتحانات میں بھی شریک ہوئے۔ چنانچہ حسن اتفاق سے وہ سند' دارالعلوم اشرف المدارس میں موجود تھی جس کی ناظرین کو زیارت کرائی جارہی ہے۔ یہ تقریر اس لیے پیش کی گئی ہے تاکہ قارئین و سامعین کرام کو معلوم ہوجائے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور اگرچہ جید عالم تھے مگر شروع سے ہی صاحب سجادہ مخدوم پیر سید محمد علی شاہ صاحب اپنے اس چہیتے اور لاڈلے بیٹے اور حضرت اعلیٰ گنج کرم مخدوم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس پوتے کو لفظ "پیر" سے ہی یاد فرماتے تھے اس لئے مریدین بھی اور عام لوگ بھی آپ کو "پیرجی" کے نام سے یاد کرتے رہے۔

برادران طریقت اور اخوان شریعت! حق سبحانہ و تعالیٰ نے جو فضائل اور فواضل پیرجی کو عطا فرمائے تھے' وہ انہی کا حصہ تھے۔ وہ خوبیاں اور کمالات وہ سیرت اور اخلاق جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرف فرمایا تھا' ہماری قوت بیان سے باہر ہیں۔ ایسے خلیق' ملنسار' وفا

Marfat.com

شعار، بے مثال سیرت اور صورت کے مالک، انتہائی منتظم اور منصرم تھے، لنگر کے انتظامات کے علاوہ بقدر استطاعت و ضرورت، دنیا کے ضرورت مندوں کی امداد و اعانت میں بھی کوئی کمی نہیں رکھتے تھے، "ما احسن الدین والدنیا" کے مصداق تھے، جس صدق و اخلاص اور محبت کا اظہار وہ اپنے اساتذہ سے کرتے تھے اس کی مثال دشوار ہے۔ محض وقتی طور پر یہ چند حروف عزیز گرامی خطیب عالم اسلام علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے ایماء پر فی البدیہہ تحریر کئے گئے ہیں۔ آئندہ انشاء اللہ اگر کسی کو توفیق ہوئی تو پیر صاحب قبلہ کے کچھ تفصیلی حالات پیش کئے جائیں گے جس سے ناواقفوں کو ان کی شخصیت مبارکہ کا صحیح تعارف ہوگا۔ ہمارے مسلک حق کے مطابق اگرچہ صاحبزادہ صاحب بظاہر اس عالم فانی سے عالم جاودانی میں تشریف لے گئے اور ہماری ناقص آنکھ ان کو نہیں دیکھ رہی مگر زائرین حضرات یقین رکھیں کہ ہم حضرت کی آنکھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

هرگز نمیرد آں که دلش زنده شد بعشق
ثبت است برجریده عالم دوام ما

خاکپائے سادات ادنیٰ گفش بردار اہل بیت

فقیر ابوالفضل والبیان **غلام علی** غفرلہ ولوالدیہ

رئیس و شیخ الحدیث دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑا فون نمبر ۲۹۳۱ ، (۰۴۴۲)۴۱۳۱

رکھ سوہنا کول مینوں یا کراں ہر سال حج
آواں جاواں جالیاں چماں ساہ نہ جد تک جائے ٹل

حضرت پیر جی سرکار مدینہ منورہ میں اور اس کے علاوہ بھی یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے

Marfat.com

علم و عرفان کی ایک شمع اور بجھی !!!

حضرت سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری مرحوم سے میرا تعارف اُس وقت ہوا۔ جب وہ شعبہ علومِ اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) میں ایم اے میں داخلہ کے لیے تشریف لائے۔ شگفتہ شاداب چہرہ، متشرع صورت، ہونٹوں پر لطیف تبسم۔ حیاداری کے تقاضوں سے جھکی ہوئی نگاہیں جب یہ معلوم ہوا کہ وہ حضرت سید اسمٰعیل شاہ بخاری عظیم ہستی کے احفاد میں سے ہیں روحانی مسرت ہوئی۔

طالب علمی کے زمانہ میں علم کے حصول میں انہیں سنجیدہ او متین پایا مطالعہ کتب کا خاصا ذوق تھا نصاب سے متعلق اور دیگر اچھی اور مفید کتب کی تلاش میں رہتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنی شبانہ روز محنت سے ایم اے اسلامیات میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ بعد ازاں انہیں عربی زبان و ادب میں ایم اے کرنے کا خیال بھی لاحق تھا۔

آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف میں زائرین سے متعلق اُن کی مصروفیات کی وجہ سے چند برس ملاقات نہ ہو سکی بعد میں ایک علمی تقریب کے اختتام پر اچانک اُن سے ملاقات ہوئی میزبان مجھے میری رہائش گاہ تک پہنچانے کیلئے گاڑی کا انتظام کر رہے تھے کہ انہوں نے کمال ادب و سعادت سے فرمایا کہ "میں خود انہیں اعوان ٹاؤن چھوڑ آتا ہوں۔ راستے میں انہوں نے اپنی اس آرزو کا اظہار فرمایا کہ وہ علومِ اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام اور مسلک حقہ کی تبلیغ کے فریضہ کو احسن طور پر انجام دے سکیں موضوع کے انتخاب پر بھی بات چیت ہوئی۔ ان کی بلند ہمتی اور ذوقِ مطالعہ کے پیشِ نظر وہ یقیناً اس مرحلے میں بھی کامیاب ہو گئے ہوتے لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور وہ اچانک ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔

سید غضنفر علی شاہ مرحوم نہایت خوش اخلاق اور فیاض طبع واقع ہوئے تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں مجھے اِن کی اس نیک عادت نے بے حد متاثر کیا کہ وہ اپنے ساتھی غریب طلبا کی ہمیشہ مالی اعانت فرمایا کرتے تھے بعض احباب کے ساتھ مجھے ۲ دو تین ۳ بار حضرت کرمانوالہ شریف جانے کی سعادت حاصل ہوئی تو موصوف انتہائی تواضع اور جذبہ سعادت سے پیش آئے۔ انتہائی خوش دلی اور کشادہ روئی سے مہمان نوازی فرمائی گویا مہمان نوازی میں وہ راحت و سعادت محسوس کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے اِن کے مرقد منور پر رحمت و مغفرت اور انوار و تجلیات کی بارش فرمائے آمین!

بروز جمعۃ المبارک ۲۶-۳-۱۹۹۳ء احقر العباد بشیر احمد صدیقی عفی عنہ،

Marfat.com

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف سے میرے تعلق کی ابتداء کے سلسلے میں پہلا بیان میرے ابا جان کی زبانی ملاحظہ ہو۔

میرے والد گرامی مجدد مسلک اہل سنت خطیب اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمتہ الباری نے مجھے بتایا کہ قیام پاکستان سے قبل کھیم کرن سے سات نوجوان تیار ہوئے کہ کرموں والا (انڈیا) جا کر حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کیا جائے۔ تین ساتھی راستے کی کٹھنائی سے گھبرا کے آگے نہ گئے کیونکہ پیدل مسافت پا پیادہ طے کرنی ہوتی تھی۔ باقی ہم چار اپنے جذب و ارادے میں پختہ تھے اس لیے حضرت کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ پوچھا "باقی تین کہاں ہیں؟" عرض کی ہم تو چار ہیں۔ فرمایا "چلے تو سات ہی تھے نا۔" ہم چاروں کو احساس ہوا کہ حضرت کے بارے میں جو سنا تھا وہ غلط نہیں تھا' حضرت واقعی صاحب کشف و بصیرت ہیں۔ باقی تین کو حضرت نے نماز کی پابندی کی تلقین کی اور مجھے فرمایا "کالروالی قمیص نہ پہنا کرو' جاؤ اولیاء ہو جاؤ گے۔"

حضرت گنج کرم سے (میرے والد گرامی کی) یہ پہلی ملاقات تھی۔ بعد کو یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہر سال شرق پور شریف میں حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پر حضرت شیر ربانی کے خلفاء اور اکابر علماء و مشائخ کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ تحریک پاکستان کامیاب ہوئی' حضرت ثانی صاحب قبلہ شرق پوری سے بیعت تھی' انہی سے زیادہ رابطہ تھا۔ وہ مسلم لیگ کے اجتماعات میں شریک ہوتے تو مجھے بھی ساتھ رکھتے' اکثر اجتماعات میں نعتیں اور نظمیں پڑھا کرتا۔ حضرت نے ہجرت کے لیے فرمایا تو اہل خانہ سمیت اوکاڑا آگیا ہم وہیں آباد ہو گئے۔ قیام پاکستان کے ایک دو برس بعد کی بات ہے کہ شرق پور شریف میں حضرت میاں صاحب کے عرس سراپا قدس میں شرکت کے لیے لاہور

Marfat.com

جاتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی' قدم بوسی کے بعد مزار شریف کے ساتھ ہی کھڑا تھا کہ کسی نے کندھے پر ہاتھ کے دباؤ سے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا' نظر پیچھے کی تو حضرت گنج کرم تھے اور فرمارہے تھے "رہنے دو یہ میرا پیر بھائی ہے" میں شرمندہ ہوا کہ میری توجہ نہیں تھی۔ میری شرمندگی دور کرنے کے لیے حضرت نے مجھے اپنے پہلو میں دبوچ لیا اور داتا صاحب کے مزار شریف کے اطراف پھرے اور پوچھا "داتا صاحب کے مزار کے کتنے دروازے ہیں؟" میں نے عرض کی کہ آٹھ ہیں۔ پھر پوچھا کہ جنت کے کتنے دروازے ہیں؟ عرض کی کہ آٹھ۔ مجھے حدیث شریف یاد آگئی' **قبر المومن روضتہ من ریاض الجنتہ** ○ حضرت نے ہر دروازے پر لکھا ہوا شعر پڑھا اور ایک شعر مجھے پڑھنے کو کہا۔ میں نے پڑھا تو فرمایا "یہاں جو بھی محبت سے آتا ہے' خالی نہیں جاتا!" پھر فرمایا "حافظ جی! آپ سے تو اپنا رشتہ ہو گیا' آپ سے محبت ہو گئی" جانے ان کے فرمانے میں کیا تھا' مجھے بھی دل میں حضرت کے لیے عقیدت و محبت کا سمندر موج زن محسوس ہو رہا تھا۔ پھر میرا معمول ہو گیا کہ روزانہ رات کو عشاء کے بعد سائیکل پر سوار ہو کر آتا اور فجر تک حضرت کی خدمت میں رہتا۔ کتنے علوم و معارف حضرت سے حاصل ہوئے اور کتنا فیض پایا' اس کا بیان و احاطہ مشکل ہے۔ آپ چارپائی پر لیٹ جاتے اور فرماتے "ہاتھوں کو مکا بنا کر جسم دباؤ (مکیاں مارو)' میں مکیاں مارتا یہاں تک کہ حضرت کے سانس کی آواز قدرے بلند ہو جاتی تو میں ہاتھ نرم کر دیتا کہ نیند میں خلل نہ ہو۔ حضرت معاً کروٹ بدلتے اور فرماتے "حافظ جی ذرا زور سے دبائیں۔" روزانہ اکابر اولیائے کرام کی باتیں اور دیگر موضوعات پر لطیف نکات اور اسرار و رموز بتاتے۔ مجھے کتب کے مطالعے میں جہاں کہیں کوئی اشکال ہوتا کبھی پوچھ لیتا اور کبھی بغیر پوچھے حضرت وہی بات خود فرما دیتے اور شرح صدر ہو جاتا۔ ریلوے لائن پر گاڑی گزرتی تو خوب آواز ہوتی۔ حضرت پوچھتے "یہ گاڑی کیا آواز کرتی ہے؟" عرض کی "حضرت بھاپ بننے کی آواز ہے!" فرمایا "نہیں یہ سانس کے ساتھ ذکر کرتی ہے۔" جب کبھی کسی جلسے سے ہو کر آتا تو پوچھتے کہ کیا بیان کیا؟ حضرت سنتے

Marfat.com

اور خوش ہوتے اور بہت دعائیں دیتے۔ قریباً دس سال مسلسل حاضر ہوتا رہا۔ ریتالہ خورد میں حضرت خواجہ عبدالصمد المعروف حضور صاحب علیہ الرحمہ کے چہلم سے واپس آ رہے تھے کہ حضرت نے فرمایا "آج حافظ جی کھڑے ہوئے ایسے جوش سے تقریر کر رہے تھے جیسے اُڑ جائیں گے!" یہ فرما کر حضرت نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے دل میں ٹھنڈے پانی کے قطرے اتر رہے ہیں اور مجھے بڑی ٹھنڈک کا احساس ہوا۔ میں جب بھی آتا دونوں ہاتھ سر تک اٹھا کے مسکراتے ہوئے سلام فرماتے اور کہتے "آجی' میرا پیر بھائی آیا' یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں کوئی وہابی دیوبندی نہ رہے۔" فرماتے "برخوردار' پھرتے رہیں وہ بھی' کیڑے مکوڑے بھی تو پھرتے ہیں۔" پھر فرماتے "یہ نہ ہوں تو تمھاری پہچان کیسے ہو؟" فرمایا "حافظ جی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو زیادہ محبت ہے یا اللہ کریم کو؟ آپ اللہ کے محبوبؐ کی ثنا کرتے ہیں' آپ بھی اللہ کے پیارے ہیں۔ دفع کرو گستاخوں کو' آپ تو حضورؐ کی تعریف کرتے رہا کریں۔" ایک روز محفل میں غالباً حضرت سفیان ثوری کا واقعہ سنا رہے تھے کہ خوف الٰہی سے ان کی کمر جھک گئی تھی۔ سب پر گریہ طاری ہو گیا۔ میں نے کہا کہ جب ان مقدس ہستیوں کا یہ احوال ہے تو ہمارا کیا ہو گا؟ حضرت نے تین مرتبہ جوش سے فرمایا "تم تو محبوب ہو' تم تو محبوب ہو' تم تو محبوب ہو۔"

برلا ہائی اسکول اوکاڑا میں دینیات پڑھانے کی اضافی ڈیوٹی میں نے قبول کرلی تھی۔ مسجد مہاجرین میں جمعہ پڑھاتا تھا۔ راتوں کو جلسے ہوتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب بہت خوش تھے کہ جب سے میں نے تدریس شروع کی تھی' طلبہ کے نتیجے اچھے تھے۔ انسپکشن کے لیے انسپکٹر کے آنے کی خبر آئی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ مدرس کی تقرری کی شرائط میں ہے کہ وہ بی اے' بی ایڈ ہو اور آپ کے پاس صرف دینی تعلیم کی اسناد ہیں۔ اگر انسپکٹر آف اسکولز معترض ہوا تو مشکل ہو جائے گی اور میں نہیں چاہتا کہ آپ کو اسکول سے بے دخل کیا جائے' کیوں کہ آپ کی وجہ سے طلبہ میں دینیات کا شوق فزوں ہو رہا ہے اور نتیجہ

Marfat.com

نہایت عمدہ ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ وہ آپ کے بارے میں سوال نہ کرے تاہم اگر وہ آپ سے کچھ پوچھے تو توجہ سے جواب دیجئے گا' اللہ کرے کہ وہ آپ کے بارے میں اچھی رپورٹ لکھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب فکرمند تھے۔ میں شام حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خاموش بیٹھا تھا۔ حضرت نے فرمایا' "حافظ جی! آج آپ چپ کیوں ہیں؟" عرض کی کہ اسکول میں صبح انسپکٹر نے آنا ہے۔ فرمایا "وہ کیا ہوتا ہے؟" اور انسپکٹر کے لفظ کو تین ٹکڑوں میں دہرایا۔ "انس-پک-ٹر" فرمایا "وہ کیا کرے گا آکر؟" عرض کی کہ وہ رپورٹ لکھے گا۔ فرمایا "رپورٹ کیا ہوتی ہے؟" عرض کی کہ وہ اگر گڈ (Good) لکھ دے گا تو نوکری بھی پکی رہے گی اور تنخواہ بھی بڑھ جائے گی۔ فرمایا "گڈ کیا ہوتا ہے؟ آپ تو بہت اچھے ہیں۔" پھر فرمایا "کتنی تنخواہ بڑھ جائے گی؟" عرض کی پانچ یا دس روپے' پوچھا "آپ کی تنخواہ کتنی ہے؟" عرض کی ۸۰/ روپے ماہانہ۔ فرمایا "حافظ جی آپ کی تنخواہ چار سو روپیہ ہے" میں نے عرض کی کہ ہیڈ ماسٹر کی بھی اتنی نہیں ہے تو میری تنخواہ کیسے اتنی ہو سکتی ہے! فرمایا "آپ کی تنخواہ چار سو روپیہ۔" جانتا تھا کہ یہ ولی اللہ ہیں اور مقرب الٰہی ہیں' جو فرما رہے ہیں وہ ہی ہو گا۔ اگلی صبح انسپکٹر آیا' طلبہ سے جس قدر سوال پوچھے سب کا جواب صحیح اور عمدہ پایا تو بہت خوش ہوا' مجھے بلایا' مجھ سے چند سوال کیے اور جواب پا کر نہایت متاثر ہوا اور کئی جملے میری تعریف میں لکھے۔ ہیڈ ماسٹر حیران تھے کہ یہ سب کیسے ہوا' میں نے بتایا کہ حضرت گنج کرم کا فیض واثر ہے۔

میرے استاد محترم شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی صاحب نے فرمایا کہ اہل کراچی ماہ رمضان میں زکاۃ کی رقم سے دینی مدارس کی امداد کرتے ہیں تو اس سال آخری عشرہ کراچی گزارنا ہے۔ پہلی مرتبہ کراچی آیا' آرام باغ کی مسجد میں شبان قدر کے مرکزی اجتماع ہوتے تھے۔ پہلی شب مختصر تقریر کی اور چند اشعار پڑھے تو کراچی والے دیوانے ہو گئے۔ اتنے متاثر ہوئے کہ طاق راتوں کے علاوہ بھی تقاریر ہوئیں اور جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑا کے لیے چندہ بھی خوب ہوا۔ ارادہ تھا کہ جمعۃ الوداع اوکاڑا پہنچ

Marfat.com

کرادا کریں گے لیکن کراچی والوں نے چاند رات تک جانے نہ دیا۔ عید کی صبح اوکاڑا پہنچا۔ اس کے بعد محرم کے پہلے عشرے میں اہل سنت کی طرف سے مجالس کے لیے پروگرام بنا اور دس روز مسلسل جلسے ہوئے تو گویا پوری کراچی میں دھوم مچ گئی۔ محرم شریف کا پورا مہینہ گزار کر اوکاڑا چلا گیا تو بولٹن مارکیٹ کے قریب ایم اے جناح روڈ پر کراچی کی سب سے بڑی میمن مسجد کی خطابت امامت کے لیے مسلسل اصرار کیا جانے لگا۔ میں اکیلا اعزہ و اقربا سے اتنی دور آنے پر راضی نہیں تھا۔ ادھر کراچی والے اظہار عقیدت و محبت میں دیوانگی تک پہنچ رہے تھے۔ مسجد کے ٹرسٹیوں کی طرف سے جو خط ملا تھا اس میں اقامت وغیرہ کے علاوہ ماہانہ تنخواہ چار سو روپے تحریر تھی۔ طے پایا کہ حضرت سے پوچھا جائے' جیسے آپ فرمائیں گے ویسا ہی کیا جائے گا۔ ابھی حاضر ہو کر سلام ہی کیا تھا کہ حضرت نے فرمایا "حافظ جی آپ سے کہا تھا نا کہ آپ کی تنخواہ چار سو روپے ہے۔" آپ نے فرمایا "حافظ جی! جاؤ' کراچی مدینہ منورہ کا دروازہ ہے۔ اللہ کریم کثرت مال بھی دے گا اور کثرت اولاد بھی' اللہ کریم اتنی برکتیں فرمائے گا کہ کبھی ختم نہیں ہوں گی۔" کچھ باتیں تعلیم فرمائیں۔ ڈیوٹی لگ گئی تھی' میں کراچی چلا آیا۔ اب روزانہ حضرت کی زیارت و ملاقات میسر نہیں تھی مگر فیضان جاری تھا اور نظر کرم ہر دم شامل حال تھی۔

۱۹۶۲ء میں زیارات و تبلیغ کے لیے بلاد اسلام کے سفر پر نکلا' پہلی منزل بغداد شریف تھی۔ محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا اور گیارہ روز رہنے کی نیت کی۔ دن بھر عراق کے علاقوں میں مقامات مقدسہ کی زیارات کرتا اور رات حضرت غوث پاک کے قدموں میں رہتا۔ پہلی حاضری پر عرض کی کہ صرف زیارت کا تمنائی ہوں' اپنے دیدار سے نوازیں۔ روز عرض دہراتا۔ نقیب الاشراف پیر سید ابراہیم سیف الدین گیلانی (سجادہ نشین) بڑی شفقت فرماتے۔ ان سے بھی سفارش کروائی۔ دس راتیں گزر گئیں' زیارت نہ ہوئی۔ آخری شب تھی۔ اگلی صبح وہاں سے روانگی تھی۔ اس شب کچھ ناز کچھ نیاز سے بہت کچھ کہا اور روتا ہوا دیوان خانے کے اس کمرے میں آکر

Marfat.com

لیٹ گیا جہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ قصیدہ غوثیہ کے اشعار پڑھتا ہوا سو گیا۔ خواب دیکھا کہ ایک نہایت خوش نما تخت ہے اور اس پر حضرت گنج کرم تشریف فرما ہیں اور تبسم فرما رہے ہیں۔ بیدار ہوا تو دل نے تعبیر دی کہ حضرت گنج کرم اس وقت غوثیت کے مقام پر فائز ہیں اور غوث اعظم نے یہی بتایا ہے کہ ان کو دیکھنا گویا ہمیں ہی دیکھنا ہے۔ کیا ان کو دیکھنے کے بعد بھی ہمیں دیکھنے کی کوئی حسرت ہے؟ دل کو سکون ہوا۔ آخری حاضری پر خوشی سے شکریہ ادا کیا۔ خواب کسی سے بیان نہیں کیا۔ شام' اردن' فلسطین وغیرہ اور حجاز مقدس کا سفر مکمل کر کے واپس آیا اور کچھ دن بعد اوکاڑا گیا۔ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے حسب عادت سلام میں پہل کی اور فرمایا "حافظ جی! آپ نے غوث پاک کی زیارت کر لی؟" میرے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ کی عادت شریف تھی فرماتے تھے "بڑا شان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا" جب یہ فرماتے تو آنکھیں چمکتی تھیں جیسے جلوہ کر رہے ہیں۔ اس روز یہ بھی فرمایا "بڑا شان ہے غوث پاک کا۔" احباب حیران تھے۔ پھر میں نے سب کو خواب سنایا۔ جب بھی حاضر ہوتا' اذان دینے اور امامت کرنے کو فرماتے۔ اذان میں تاکید ہوتی کہ نام نبیؐ محبت و جوش سے ادا کرو۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جوش و جذبے سے لیا جاتا تو آپ سرشار ہو کر فرماتے "کوئی ماں پیدا نہیں کر سکتی حضورؐ سا!" اذان سے قبل آیت درود و سلام اور درود و سلام کا ورد ہوتا۔ فرمانے لگے "آج عربی لہجے میں امامت کراؤ" نعت شریف بہت شوق سے سنتے۔

ایک مرتبہ زیارت و عمرہ کر کے مصلیٰ' رومال' ٹوپی اور تسبیح کا ہدیہ لایا۔ وہ تسبیح جس کے امام میں عدسہ لگا ہوتا ہے۔ ایک طرف سے دیکھیں تو حرم کعبہ اور دوسری طرف سے حرم نبویؐ کی شبیہ نظر آتی ہے' حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے فرمایا "حافظ جی اس میں کیا نظر آتا ہے؟" عرض کی کہ کعبہ و روضہ رسولؐ" حلقے میں بیٹھے افراد کو دکھا کر ان سے بھی پوچھا' سب نے وہی کہا۔ پھر خود دیکھتے ہوئے فرمایا "حافظ جی! مجھے تو شرق پور ہی نظر آتا ہے۔" حضرت کو پیر خانے سے کس درجہ محبت تھی۔

Marfat.com

حضرت جلسوں میں نہیں جاتے تھے' صرف اعراس کی چند محافل میں جاتے تھے۔ اوکاڑا میں ایک جلسہ میں نے رکھا۔ حضرت ثانی صاحب قبلہ کو صدارت کے لیے مدعو کیا۔ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کا خطاب رکھا۔ حضرت ثانی صاحب کے احترام میں حضرت گنج کرم بھی تشریف لے آئے۔ بڑا روحانی منظر تھا۔ جلسے کے اختتام پر حضرت نے مجھے فرمایا کہ حضرت ثانی صاحب سے سب نے کہنا ہے کہ کرماں والے بھی تشریف لے چلیں۔ ہم سب نے کہا کہ ضرور عرض کریں گے۔ حضرت نے ثانی صاحب قبلہ سے کہا کرماں والے بھی تشریف لے چلیں۔ حضرت ثانی صاحب نے ہونٹ دبا کر دزدیدہ نگاہ سے مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا ''مجھے حافظ محمد شفیع نے بلایا ہے' وہ کہے گا تو ضرور چلوں گا۔'' میں اس ادا پر قربان ہو گیا اور عرض کی کہ حضرت ضرور چلیں۔ حضرت ثانی صاحب قبلہ اور مسکرائے۔ اگلی صبح حضرت ثانی صاحب قبلہ کرماں والے تشریف لے گئے تو جہاں جہاں حضرت ثانی صاحب کے قدم آئے وہاں کی مٹی حضرت شاہ صاحب نے کوزے میں ڈلوائی اور جس طرح خاطرداری کی اور جس تواضع کا مظاہرہ فرمایا وہ دیدنی تھا۔

اکتوبر ۱۹۷۲ء میں مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ پانچ زخم نہایت گہرے تھے' ڈاکٹر مایوس تھے مگر بفضل تعالیٰ میں جاں بر ہو گیا۔ صحت یاب ہو کر اوکاڑا گیا' ریوالور کا لائسنس اور اسلحہ لے لیا تھا اور گلے میں پہنا ہوا تھا۔ حضرت نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ ''مار کھا کے اب پستول لٹکائے پھرتا ہے۔'' ریوالور ہاتھ میں لے کر دیکھا اور فرمایا' ''حافظ جی! اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔'' ۱۹۷۲ء سے اب تک کبھی اس کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ حضرت گنج کرم نے فرمایا' ''حافظ جی! کوئی آپ کو نہیں مار سکے گا' آپ مقبول ہیں بارگاہ رسولؐ میں۔'' جب حاضری ہوتی سب کو فرماتے' ''جاؤ لنگر شریف سے کھانا کھاؤ۔'' مجھے اپنے ساتھ بٹھا کے اپنے ہی برتن سے کھلاتے۔ خانگی امور پر بھی گفتگو فرماتے۔ کتنی پیش گوئیاں فرمائیں' کتنی دعاؤں سے نوازا' کیا کیا عطا کیا' سب کا بیان ایک تفصیل ہے۔ میں

Marfat.com

نے انہیں کراچی آنے کی دعوت دی' حضرت کو شہرت وغیرہ قطعاً پسند نہیں تھی۔ آنے کا وعدہ فرمایا مگر کچھ ایسا اہتمام کیا کہ ان دنوں آئے جب میں ملک میں موجود نہیں تھا۔ وہ ایک مثال تھے۔ سنت نبویؐ کا مجسم نمونہ اور مثالی پیکر تھے۔ کرامات اور مکاشفات میرے اپنے مشاہدے میں اس قدر ہیں کہ پوری کتاب ہو جائے۔ بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جنھیں ہر ایک سے نہیں کہا جا سکتا۔ وہ بلاشبہ غوث وقت اور قطب زماں تھے۔ بے مثال و لاجواب۔ خوشی ہے کہ میرا بیٹا انہی کی غلامی میں داخل ہے۔ حضرت کے فرزند و جانشین باباجی قبلہ' جو تصویر ہیں اپنے والد گرامی کی' اس سے بہت محبت فرماتے ہیں اور حضرت کے پوتے سید غضنفر علی شاہ صاحب جو خانقاہوں میں ایک مثال ہیں پیرزادگان کے لیے' اس کے ساتھ گہرے دوستوں کی طرح ہیں۔ حضرت فرمایا کرتے تھے ''اللہ کریم' بندہ بنائے' صاحب زادہ نہ بنائے۔'' باباجی نے اپنے فرزند کو اپنے بزرگوں کی وراثت کا نمونہ بنایا ہے۔ نہایت ذہین و خوش اخلاق اور متواضع ہیں۔ اللہ کریم اس گھرانے کا فیض جاری و ساری رکھے۔ آمین

اپنے والد گرامی سے سنے ہوئے مذکورہ بیان کا کسی قدر حصہ میں نے قلم بند کیا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ دس برس مسلسل حضرت گنج کرم کے در فیض پر اکتساب کرم کرتے رہے۔ میں جب کبھی سفر میں یا ایسے میں والد صاحب کے ساتھ ہوتا کہ ان کے ہاتھ میں کتاب و قلم نہ ہوتا یا کوئی اور ان کی توجہ کا طالب نہ ہوتا تو ان سے حضرت ثانی صاحب اور حضرت صاحب کرماں والوں کے احوال سنانے کو کہتا۔ وہ خود قلم بند کرتے تو لطف ہی اور ہوتا' میں ان کا بیانیہ بھی صحیح طور پر بیان نہیں کر سکا' ان کی نگاہوں میں وہ منظر ہوں گے' وہ ہر بات کے باطن اور اسرار کو سمجھتے ہوں گے۔ میں جس قدر بھی ان سے جان سکا اس پر بھی کم خوش نہیں' وہ جب بھی ذکر کرتے' رقت سی طاری ہو جاتی۔ انھیں اپنے مشائخ سے عشق تھا۔ یہ مشائخ کا فیضان ہی تھا کہ انھیں مقبول جہاں بنا دیا۔ بارگاہ حبیبؐ تک رسائی انہی مشائخ کے وسیلے سے ہوئی تھی۔ یہ تو والد محترم اور حضرت گنج کرم کی

Marfat.com

سبت کا احوال تھا' اس پس منظر کے ساتھ اب میں اپنا حال بیان کرتا ہوں۔

میری عمر بہت چھوٹی تھی جب مجھے دینی علوم حاصل کرنے کراچی سے اوکاڑا بھجوا دیا گیا۔ میری پیدائش کراچی میں ہوئی اور ابتدائی عمر اوکاڑا میں گزری۔ مجھ سے پہلے دو بڑے بھائی گزر چکے تھے۔ میری ولادت کی خوش خبری حضرت ثانی صاحب قبلہ شرق پوری علیہ الرحمہ نے دے دی تھی۔ بڑے بھائیوں کی وفات کے بعد دو بہنوں کے بعد میں پہلا بیٹا تھا۔ میری پیدائش کی خوشی کی تقریب میں اکابر شخصیات شامل ہوئی تھیں جن میں سے اکثر کو میں نے بھی بعد میں دیکھا۔ ابتداء میں کچھ لاڈ ہوئے پھر اباجان نے مجھے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنے دیا۔ میرے معاملے میں وہ کوئی رعایت روا نہیں کرتے تھے۔ میں اوکاڑا اپنے دادا جان کے پاس رہتا اور اشرف المدارس اسکول اور مدرسہ ہر دو جگہ پڑھتا رہا۔ پرائمری اسکول میں پہلی مرتبہ حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ صاحب کی زیارت کی۔ شاید عمر میں چند ماہ میرے ان سے زیادہ تھے۔ پیر جی سفید لباس میں اسکول آتے' اسکول میں انہیں کسی سے بات کرتے ہوئے کم ہی دیکھا۔ ان کی کلائی پر گھڑی ہوتی' ہاتھ میں کبھی پتلی سی چھڑی رکھتے' سر پر بال بہت کم ہوتے' جسم فربہی مائل تھا۔ عقیدت سے ان کو دیکھا کرتا۔ ان کے دادا جان سے بہت محبت تھی۔ صرف انہی سے میرا تعارف تھا۔ وہ مجھے "ٹکو" اور کبھی "ٹکو مولوی" پکارتے تھے۔ صوفی سردار محمد صاحب اپنے بچپن میں کسی نیم حکیم کے ہتھے چڑھ گئے تھے جس نے انہیں جسمانی طور پر کبڑا سا کر دیا۔ پیر جی کے لیے صوفی سردار صاحب دلچسپ ثابت ہوئے۔ اسکول کی بزم ادب کے ایک اجتماع میں پیر جی میرے ہم نشین تھے' باوجود اصرار کے انہوں نے کچھ نہیں سنایا۔ ماسٹر خوشی محمد صاحب مجھے یاد ہیں' سب طلبہ ان سے بہت ڈرتے تھے۔ میں کبھی ان کے عتاب کی زد میں نہیں آیا۔ ماسٹر اسلم علی صاحب میرے کلاس ٹیچر تھے مگر میں نے شاید ان سے کچھ نہیں پڑھا۔ حضرت مولانا غلام علی صاحب قبلہ ہی سے پڑھ سکا۔ حضرت کرماں والا جانے کا مرحلہ میرے لیے عید ہوتا۔ حضرت کا دیدار ہی مجھے عجیب تسکین دیتا تھا۔ میری خوش بختی کہ

Marfat.com

بیعت کا شرف حاصل کرلیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران اپنے خالو صوفی محمد عالم صاحب کے ہمراہ کراچی بلالیا گیا۔ جنگ ختم ہوئی تو ایک بار پھر حضرت کی زیارت کا شرف ملا۔ ان دنوں حضرت (علاقہ) کسان کے باغات میں تھے۔ پھر دو ماہ بعد حضرت وصال فرما گئے۔ اباجان نے نور مسجد کراچی میں جمعتہ الوداع کے اجتماع میں روتے ہوئے ان کی وفات کا اعلان کیا۔

حضرت کے چہلم پر حاضری ممکن ہوئی۔ وہ اجتماع ساری زندگی نہیں بھول سکتا۔ کیا روح پرور اجتماع تھا۔ اباجان کا خطاب بھی سماعت میں خاصا محفوظ ہے۔ باباجی سے تجدید بیعت ہورہی تھی۔ وہ اسی کمرے کے دروازے میں تشریف فرما تھے جہاں کبھی حضرت گنج کرم تشریف فرما ہوتے تھے۔ اباجان حضرت کے مرقد پر گریہ کررہے تھے۔ مجھے فرمایا' "حضرت شاہ صاحب یاد ہیں نا' دیکھا ہوا ہے نا؟" میں بچہ ہی تھا' رونے لگا۔ جب کبھی اوکاڑا جانا ہوتا یا باباجی قبلہ کراچی آتے تو ان سے ضرور ملاقات ہوتی۔ اباجان کی زبانی حضرت کی باتیں ہمیشہ میرے لیے شوق و اضطراب کا باعث ہوتیں۔ مگر میرے اندر جمود تھا۔ باباجی قبلہ سے ۱۹۶۵ء سے ملاقات تھی۔ ان کا پہلا سفرحج مجھے خوب یاد ہے۔ اس کا تذکرہ بوجوہ نہیں کروں گا۔ باباجی ہر سال سفرحج پر تشریف لے جاتے' ان سے ملاقات رہتی' وہ بہت شفقت فرماتے۔ پیرجی سے بصیرپور میں ملاقات ہوئی۔ ان دنوں وہ حضرت مولانا محمد نوراللہ صاحب فقیہ اعظم بصیرپوری کے مدرسے میں پڑھا کرتے تھے۔ غلہ منڈی میں بینک کی عمارت کی چھت پر گرمیوں میں سوتے تھے۔ پھر طویل مدت تک پیرجی سے رابطہ نہیں ہوا۔ میں اپنی تعلیم مکمل کرتا رہا اور پیرجی بھیرہ میں پڑھتے رہے۔ پھر بسلسلہ تعلیم لاہور چلے گئے۔ میں کچھ برس عرس شریف میں بھی شریک نہیں ہوا۔ جانے وہ کون سا دن تھا کہ مجھے برسوں بعد میرے حضرت خواب میں ملے' ایک بار' دو بار' دس بار' پچاس بار۔ میری تربیت بھی ہوئی اور میرے سوئے بھاگ بھی جاگے۔ اب عرس کی قید نہیں تھی۔ میں اٹھ اٹھ کے دربار شریف میں حاضر ہوتا' باباجی سے میری ملاقاتیں بڑھیں۔

Marfat.com

مجھے پیر جی یاد آ گئے۔ ان دنوں پیر جی کسی امتحان کی تیاری کر رہے تھے مگر مجھے بڑے تپاک سے ملے۔ پیر جی نے بی اے کر لیا اور لاہور چلے گئے۔ لاہور میں پیر جی اور میری ملاقاتوں اور محبتوں کا وہ دور شروع ہوا جو میرے سینے پر نقش ہے۔ یک جان' دو قالب کی اصطلاح کی تشریح آپ دیکھ رہے تھے۔ ہر ماہ کبھی دو کبھی تین مرتبہ لاہور جانا ہوتا۔ پیر جی ہر لمحے ساتھ رہتے۔ ہوٹل کے علاوہ کچھ عرصہ تحسین دار پیر عارف کے ہاں پیر جی کا قیام رہا۔ کبھی چوہدری کے قریب' بابو شریف صاحب کے ہاں۔

رات کے بارہ بجے ہوتے' اچانک سب اٹھ کر شرقپور چل دیتے۔ امروز کے دفتر حافظ یوسف سدیدی صاحب کے پاس چلے جاتے۔ پیر جی مرنجاں مرنج اور کشادہ دل تھے۔ قاری صغیر' اسلم سیال' سب ہی پیر جی کی رفاقت میں خوش تھے۔ مودودی زدہ شرپسندوں نے پیر جی کو بھی تنگ کرنا چاہا۔ پیر جی نے خود کو سیاست وغیرہ سے کبھی آلودہ نہیں کیا۔ وہ دیگر طلبہ سے یکسر مختلف تھے۔ پیر جی اکثر داتا دربار تشریف لے جاتے اور اہل علم و فضل سے ملتے۔ پیر جی اہل علم و فضل کے لیے سراپا سپاس تھے مگر بے ہنر اور بے علم بھی ان کی شفقت سے محروم نہ رہتے۔ پیر جی کو گوارا نہ تھا کہ میں لاہور میں تنہا پھروں' حضرت میاں غلام احمد صاحب کہنے لگے "پیر غضنفر' کوکب کا ڈرائیور بنا ہوا ہے۔" پیر جی نے اس کو سراہا۔ کبھی میں مجبور کرتا کہ مجھے کہیں دیر لگے گی' فرماتے "کار لے جاؤ!" اور زبردستی کار دے کے بھیجتے۔ پیر جی کی شادی کا مرحلہ آیا۔ میں کتنے دن حضرت کرماں والا رہا' وہ بھی کیا دن تھے۔ سب کچھ کہاں لکھ سکتا ہوں۔ پیر جی کو گوارا نہیں تھا کہ میں ان سے ذرا بھی دور رہوں۔ اپنے بالکل قریب رکھتے۔ میں واپس آیا۔ ٹیلے فون پر روز رابطہ تھا جو برسوں رہا۔ اس سال مجھے یرقان ہو گیا۔ میں خط لکھتا رہا۔ پیر جی فون کرتے رہے۔ اس سال میں عرس شریف میں شریک نہیں ہو سکا۔ میری تحریر کے بہت مداح تھے۔ تقاضا کرتے کہ لکھنے میں زیادہ وقفہ نہ کروں۔

۱۹۸۴ء میں میرے والد صاحب کا بلاوا آ گیا۔ پیر جی نے مجھے سنبھالا۔ والد صاحب کو

Marfat.com

غسل دینے والوں میں شریک ہوئے۔ خود قبر میں اتارا' روز مجھے فون کرتے رہے' چہلم کی مجلس میں تشریف لائے۔ میری دنیا بدل چکی تھی' پیرجی میری تقریریں سنتے اور فرماتے' ''ایک وقت آئے گا تم بھی تم ہوگے' اپنے اباجان کی طرح۔'' باباجی نے ایک دن کچھ فرمایا وہ پیش گوئی تھی۔ پیرجی وہ الفاظ دہراتے' فرماتے'' دیکھنا ایسا ہی ہوگا۔'' اوکاڑا میں یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جلسہ تھا' میرا خطاب تھا' پیرجی نے دیر تک میری تقریر کو سراہا۔ اوکاڑا میں جلسے ہوتے رہے' پیرجی ہر جلسے میں رونق افروز ہوتے۔ شرق پور شریف میں ختم شریف کے موقع پر میری ایک تقریر انہیں کچھ زیادہ پسند آئی۔ فرماتے'' تم بہت اعتماد سے بولتے ہو!'' فرمانے لگے'' اب حضرت کرماں والے میں بھی تمہاری تقریر ہوا کرے گی۔'' باباجی نے مجھے اسٹیج سیکریٹری مقرر کیا تو مجھ سے زیادہ پیرجی کو خوشی تھی۔ یوم عاشورہ کی ایک محفل میں میں نے انہیں کراچی مدعو کیا' پیرجی تشریف لائے اور دعا سے پہلے کچھ جملے بہت پیار سے میری تعریف میں کہے۔

پیرجی بڑے مشاق ڈرائیور تھے۔ تیکنیکی معلومات بھی خوب تھیں' معاملہ فہمی میں ملکہ حاصل تھا' طبیعت میں سادگی وانکساری' نیکی ان کے بشرے سے ہویدا تھی۔ کراچی شہر میں وہ مدیر ''سب رنگ'' جناب شکیل عادل زادہ سے ضرور ملتے' پیرجی کا ادبی ذوق بھی خوب تھا۔ مشتاق احمد یوسفی اور کرنل محمد خاں کی تحریروں کے گفتگو میں حوالے دیا کرتے۔ نہایت ہنس مکھ' خوش طبع اور خوش کلام تھے۔ ۱۹۸۷ء میں اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کی تیاری کی' کراچی آئے' روانگی میں تین دن تھے۔ مجھے فرمایا کہ ساتھ چلو' دو دن میں میرا انتظام کیسے ہوا' یہ بھی ان کی کرامت تھی۔ حج کا سفر باباجی کے ساتھ تین مرتبہ کیا تھا' اب پیرجی ساتھ تھے' مدینہ منورہ میں پیرجی کا ساتھ' کیا کیا بیان کروں۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ پیرجی کا ساتھ مدینہ منورہ میں رہا۔ پیرجی کیسی تکلیف میں ہوتے' ان کے منہ سے ''اف یا ہائے'' کسی نے کبھی نہیں سُنی۔ پیرجی کسی کرب میں تھے' مسجد نبویؐ میں اصحابِ صُفہ کے چبوترے کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے تھے' کثرت سے زم زم پی رہے تھے' چہرے سے ظاہر

Marfat.com

ہو رہا تھا کہ شدید تکلیف ہے مگر نہایت مؤدب تھے۔ لبوں پر یہی صدا تھی ''یا رسول اللہ' حضور! ایک نگاہِ کرم!''

برسوں پیر جی کی رفاقت رہی تھی' ایک معاملے پر میری رائے مختلف یا کسی قدر مخالف تھی' پیر جی برہم نہیں ہوئے' تپاک میں فرق نہیں آیا' رابطے میں وقفہ بڑھ گیا۔ (کوئی تین دہائی ہو گیا تھا) مجھے یہ شاق گزر رہا تھا۔ جب کبھی ملتے وہی دل داری جو خاصہ تھا ان کا وہی دل ربائی جو مزاج تھا' ان کے پیار کا وہی عالم رہا۔ میں شاید مزاج شناس تھا' معمولی فرق کو بھی بہت محسوس کر رہا تھا۔ وہ میری دل جوئی کرنے لگے۔ لمبے دورانیے کے فون آتے رہے۔ پیر جی کو اچانک کار کا حادثہ پیش آیا' سب اہل خانہ ہمراہ تھے۔ اللہ کریم نے بچا لیا' پیر جی کراچی آئے' واقعہ سنایا۔ بھائی نعیم کے ہاں قیام تھا۔ حضرت کرماں والا مسجد شریف کی تعمیر کی نگرانی کا ذمہ پیر جی نے لیا' مسجد گل زار حبیب کراچی میں خطاط اعظم حافظ یوسف سدیدی کی خطاطی دیکھ کر فرمانے لگے ''یہ سب دربار شریف کی مسجد میں بھی کروانی ہے۔'' مزار شریف کے لیے بھی میں نے خطاطی کروا کے دی۔ بہت خوش ہوئے۔ میرے حضرت کے لئے ''گنج کرم'' کا لقب مجھے القاء ہوا۔ تو اتنے خوش ہوئے کہ کئی بار مجھے چوما اور بہت دعائیں دیں۔

دائیں ٹانگ میں کوئی تکلیف تھی' پیر جی نے اچانک آپریشن کروالیا۔ شاید ڈاکٹر سے کوئی چوک ہوگئی کہ زخم مندمل نہ ہو سکا۔ مجھے خبر نہ ہوئی' میں ملک سے باہر تھا۔ واپس آیا تو پتہ چلا کہ پیر جی لندن گئے ہوئے ہیں۔ پیر جی واپس آئے' عرس شریف میں شریک ہوئے' جسم میں وہ توانائی نہ رہی تھی۔ عرس کی تقاریر مجھے لکھنے کو فرماتے' دستار مجھ سے بندھواتے' ختم شریف کی محفل میں علماء کی ترتیب اور دیگر ہدایات ارشاد فرماتے' مجھے بالکل اپنے ساتھ بٹھاتے۔ ختم شریف کے بعد ان کی تقریر کی تعریف کرتا تو فرماتے کہ تقریر تو حضرت مولانا غلام علی صاحب کی ہوتی ہے یا تمہاری ہوتی ہے' میرے بارے میں بہت کچھ فرماتے۔ میں پھول سمیٹتا رہتا۔ گزشتہ برس میں نے دعا کے لیے اعلان کیا' پیر جی

Marfat.com

نے بڑی پیاری تقریر کی۔ خود روئے' سب کو رلایا' حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشتہ تھے۔ میں واپس آیا' پتہ چلا کہ پھر لندن چلے گئے اور پھر ساعت پر یہ بجلی بھی گری کہ ٹانگ کٹ گئی۔ فون پر لندن بات ہوتی رہی۔ اوکاڑا میں شرق پور میں پیرجی اسٹیج پر نظر نہیں آتے تھے تو کوئی جچتا نہیں تھا۔ میں پھر تبلیغی دورے پر نکل گیا۔ حج میں باباجی سے ملاقات ہوئی۔ فرمانے لگے' "پیرجی اب بہتر ہیں۔ حج سے واپسی پر پھر لندن جاؤں گا اور پیرجی کو ساتھ وطن لاؤں گا۔" میں حج سے واپسی پر افریقا چلا گیا۔ واپس آیا تو باباجی ابھی تک نہیں آئے تھے۔ اوکاڑا کا ایک اور جلسہ پھر پیرجی کے بغیر ہو گیا۔ باباجی تشریف لائے' کراچی میں مختصر قیام فرمایا' پیرجی کا بتایا کہ بہت بہتر ہیں' دل کو ڈھارس ہوئی۔ میں نے لندن فون کیا' پیرجی بڑے پیار سے ہم کلام ہوئے' فرمانے لگے' "تیری تحریر پڑھے زمانہ ہو گیا" مجھے پتہ لکھوایا۔ میں نے اسی شب خط لکھا۔ میں بھارت کے دورے پر تھا کہ پیرجی وطن واپس آگئے۔ باباجی میرے گھر بھی تشریف لے گئے' وہ جس روز اوکاڑا پہنچے میں دہلی سے لاہور آکر اگلے روز وہاں پہنچا' پیرجی سے فون پر بات ہو سکی' عرس میں ایک ہی ہفتہ باقی تھا' ۲۸ر فروری کی صبح ختم شریف کی محفل تھی' جمعہ کا دن تھا۔ پیرجی چند لمحوں کو پہیئے والی کرسی پر آئے' ہر آنکھ اشک بار تھی۔ یہ وہی شیر جوان تھے جب محفل میں شیروانی زیب تن کیے' کلاہ و دستار پہنے آتے تو مرکز ہر نگاہ ہوتے' جانے کس کی نظر کھا گئی۔ میں جوش و جذبے میں جانے کیا کیا کہتا رہا' مجھے بلا کے فرمایا' "بس یہ کہو کہ مشیت ایزدی یہی ہے ورنہ کون کسی کو تکلیف میں دیکھتا ہے!" ختم شریف شروع ہوا' پیرجی کو ہجوم سے بچانے کے لیے وہاں سے ہٹا لیا گیا۔ سب کے لبوں پر حرف دعا بس یہی تھا کہ' پیرجی کی عمر دراز ہو۔ ختم شریف کے بعد میں نے اجازت چاہی' پیرجی کو چوما' مجھے چوم کے فرمانے لگے' "تم کو وقفے کی عادت ہو گئی ہو گی' میں سال بھر لندن رہا ہوں۔" میں کراچی چلا آیا۔ ہفتے کا دن گزرا۔ ۲۴ سال ہو گئے ہیں' شب بیدار رہتا ہوں۔ اتوار کی صبح فجر ادا کی' ابھی دعا سے فارغ ہی ہوا تھا کہ بھائی حامد ربانی نے میرے کمرے میں آکر مجھے سنایا "پیرجی رخصت ہو گئے۔"

Marfat.com

آنکھیں بہہ نکلیں، دماغ ماؤف ہوگیا، مجھے اپنی سماعت پر شبہ ہو رہا تھا۔ فون آتے رہے۔ چوہدری محمد شریف، عبدالغفار میمن، شیخ محمد نعیم، ظفر علی، صاحبزادہ فضل الرحمٰن، حضرت مولانا غلام علی صاحب قبلہ، سبھی ایک خبر دے رہے تھے۔ باباجی قبلہ کا فون بھی آیا۔ پہلی پرواز سے لاہور روانہ ہوگیا۔ محترم سید نسیم احمد صاحب سابق صدر نیشنل بینک پاکستان نے میرے لیے لاہور میں سواری کا انتظام کردیا تھا۔ وہ بھی دو دن پہلے پیرجی کو عرس شریف کی مجلس میں دیکھ گئے تھے۔ انہیں بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ حضرت کرماں والا پہنچا۔ ہر طرف لوگ ہی لوگ تھے۔ حضرت شیخ القرآن نے اپنی نگرانی میں غسل دلوایا تھا۔ عصر کی نماز ادا ہوئی اور اس شہزادے کی چارپائی آگئی۔ ہزاروں شریک جنازہ تھے۔ دو گھنٹے تک دیدار ہوتا رہا۔ مجھے آخری بوسہ لینے کی سعادت مل گئی، عکس نعل رسولؐ اور کچھ تبرکات شامل کفن کردیے۔ حضرت میاں غلام احمد شرق پوری، پیر سید خلیل الرحمن چشتی اور لطف اللہ نے صندوق میں اتار دیا۔ باباجی قبلہ کے سامنے قبر تیار ہوئی۔ ہر کوئی رو رہا تھا۔ میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں بلکتا رہا۔ باباجی کا حوصلہ و صبر تھا کہ جوان بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور خود دفنایا۔ حضرت مولانا غلام علی، پیر سید جمیل الرحمن، پیر شوکت، پیر سید صمصام، پیر سید منیر احمد شاہ، پیر سید میر طیب، حاجی رفیق، حاجی محمد سلیم، قاضی اسلم علی، مولانا مقصود احمد، مولانا عبدالتواب اچھروی، قاری صغیر، جاوید چاندا، حاجی محمد اعظم، چوہدری محمد شریف، ملک تنویر، سید اشفاق، پیرجی کے ماموں سید ریاض شاہ اور پیرجی کے خالو سید ممتاز شاہ سب ہی پیرجی کے اوجھل ہونے کا جاں گداز منظر دیکھ رہے تھے، آنسوؤں کے موتی ہر چہرے پر چمک رہے تھے۔ قبر شریف تیار ہوگئی۔ پیرجی کی لحد کی ہر اینٹ پر سورہ فاتحہ پڑھی گئی تھی۔ میں نے پیرجی کے سرہانے اذان کہی، آیات قرآنی پڑھی گئیں اور باباجی قبلہ نے دعا فرمائی، **رضینا بقضاء اللہ**۔ اگلی صبح قل شریف کا اجتماع تھا۔ حضرت میاں غلام احمد صاحب، میاں جمیل احمد صاحب، پیر باقر علی شاہ، پیر خلیل الرحمن، پیر منیر شاہ، پیر مشتاق شاہ، سید ممتاز حسین شاہ، مفتی محمد حبیب اللہ، مولانا غلام علی اوکاڑوی، خواجہ عبدالسلام،

Marfat.com

مولانا اقبال انصاری' قاضی اسلم علی' حافظ محمد سلیم' پیر سید صمصام' پیر میر طیب' پیر جمیل الرحمٰن' سب بیٹھے تھے۔ چار تقریریں ہوئیں' مولانا بشیر احمد' مولانا عبدالتواب اچھروی' مفتی محمد حبیب اللہ اور مولانا غلام علی اوکاڑوی نے اپنے اپنے انداز میں پیرجی کو خراج محبت پیش کیا۔ مجھ سے کچھ بھی نہ کہا جاسکا۔ وابستگان میں ہر کسی کا کہنا تھا کہ پیرجی کا جو سلوک اس سے تھا' وہ کسی اور سے نہیں تھا۔ قاری صغیر' جاوید چاندا' سب اپنی اپنی کہہ رہے تھے۔ سال بھر سے ہر شب و روز خدمت کرنے والا لطف اللہ بھی حسرت ویاس کی تصویر بنا ہوا تھا۔ پیرجی کی کم سن بیٹی اپنے والد کی قبر سے نہیں ہٹ رہی' اسے دیکھ کے دوسروں کے کلیجے چھلنی ہوئے جارہے ہیں۔ باباجی دوسروں کی تسکین کا سامان کررہے ہیں' اپنے لیے مخصوص جگہ میں سے بیٹے کو قبر کی جگہ دے چکے ہیں' صبر و ثبات کا پہاڑ بنے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ پیرجی سے کہا تھا کہ کیا میری تدفین میرے حضرت کے قدموں میں ہوسکے گی؟ "فرمانے لگے' تمہارا کیا کہوں' مجھے تو اپنی فکر ہے کہ باباجی نے میرے لیے جگہ نہیں رکھی!" اب باباجی نے ان کے لیے جگہ بنادی تھی۔ ہر کوئی میرے کندھے پر سر رکھے بلک رہا ہے' میری آنکھوں میں جیسے ریت بھر گئی تھی' میں ہڑکتا رہا...... میں نہ ٹھہر سکا' چلا آیا۔ قلم سے میں نے ناتا اس لیے نہیں جوڑا تھا کہ مجھے پیرجی کی رحلت کی روداد لکھنی ہوگی' مجھ سے جو باتیں کرتے تھے' وہ میں نے نہیں لکھیں' میں نے جو دیکھا' وہ بھی نہیں لکھا' ان کی عادات و اطوار' ان کے اخلاق و کردار' ان کے علم و عمل کا تذکرہ نہیں ہوسکا۔ مجھے یارا ہی نہیں لکھنے کا۔ میری نگاہوں میں پیرجی کا سراپا سمایا ہوا ہے۔ میں ان کی وجاہت اور جمال میں کیا کیا نہیں دیکھ رہا۔ اب کوئی نہیں جو مجھے اپنے ہاتھ سے کھلائے' مجھ سے اتنا پیار کرے..... پیرجی کے مجھ سے کچھ وعدے تھے۔ میں اپنے لخت لخت دل پر کتنے پتھر باندھوں کہ اس کی کراہیں اور آہیں مجھے سنائی نہ دیں۔ پیرجی کا یوں چلے جانا ہر کسی کو رلا گیا ہے' میری تو دنیا ویران ہوگئی ہے۔ میں ان سے موت شیئر (Share) نہیں کرسکا' مجھے شامی' عبدالحق' فلک شیر' حافظ حق نواز' حاجی بشیر' حافظ

Marfat.com

سلیم، سب یاد آ رہے ہیں۔ یہ تو روز صبح و شام پیر جی کے حضور میں رہتے تھے۔ بے بے جی قبلہ، پیر جی کی بہنوں کا، ان کی اہلیہ کا کیا حال ہو گا؟ پیر جمیل الرحمن کتنے بکھرے ہوئے ہیں.... بابا جی فرمانے لگے "پیر کہتا تھا کہ اللہ کریم نے اسے اپنا محبوب بنا لیا ہے۔" یہ محبوب حقیقی کی محبوبیت ہی کا نشہ تھا کہ پیر جی ہم سب سے روٹھ گئے، اور ۳۶ برس کی مختصر عمر میں چپکے سے یوں چلے گئے۔

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال و الاکرام

خاک پائے گنج کرم

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

یہ سید محمد جمیل الرحمن چشتی بتا رہے تھے کہ پیر جی سرکار کی زبان پر دم آخریں الفاظ تھے "حضور اک نگاہ کرم۔" ان الفاظ کے اعداد جمع کیے تو ۱۴۱۳ ہوئے۔ ان الفاظ سے میں نے تاریخ وصال یوں اخذ کی ہے

"یہ کہا، حضور اک نگاہ کرم"

۱۴۱۳ ہجری

Marfat.com

پیرجی سرکار!

مجھے اپنی فرومائیگی اور ہیچ مدانی کا اچھی طرح احساس ہے

من ہیچ نیم تو ہمہ ہستی

آپ کو مقام محبوبی حاصل تھا محبوب رب، محبوب رسول، آپ محبوب اولیاء تھے، آپ توسب کے محبوب تھے، آپ کی محبت کی خوشبو نے بستیوں کو مہکایا۔

جب تک جیئے، سربلند ہوکر جیئے، آباکو آپ پر ناز تھا تو معاصر اور وابستگان کو آپ کی ذات والاصفات سے نسبت پر یک گونا افتخار۔

بے شک آپ اپنے باکمال بزرگوں کے فضل و کمال کا پیکر تھے۔

نیکی آپ کا اثاثہ، دل آویزی و دل ربائی آپ کا خاصہ تھی، یقین کیجئے، یہاں ہر دل میں آپ کے لئے عقیدت ہی عقیدت ہے، محبت ہی محبت ہے۔ اتنی کم عمر میں یہ فضیلت مرتبت اولے کسے نصیب ہوتی ہے۔

مجھے یقین ہے وہاں باغ جناں میں آپ اپنے نانا جان، سرور کائنات، محبوب کبریا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جمال باکمال کے مشاہدے سے سرمست ہوں گے، یہاں ایک میں ہی نہیں، جانے کتنے آپ کے منظر دل فروز کی محرومی پر گریہ کناں ہیں۔

آپ کا وجود سب کے لئے سرمایہ اعتبار تھا۔ توانائی اور روشنی کا باعث، سچ پوچھیئے، آپ سے تو زندگی کا لشکارا تھا۔

اعتراف کرتا ہوں جو سینے میں آپ کے لئے سمندر کی طرح ہے، یہ نذرانہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ بہت کچھ کہنا اور لکھنا چاہتا تھا، لیکن ابھی نہ زبان کو یارا ہے نہ قلم کو استقامت ہے۔ یہ چند لفظ بھی جانے کس عالم میں ممکن ہوگئے، نہ حق ادا ہوا ہے نہ دل مطمئن ہوا ہے، مگر حق تو شاید زندگی بھر ادا نہ ہو.....

کوکب غفرلہ

Marfat.com

"کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی"

جب کہا جاتا تھا کسی کے لیئے کوئی صاحب "پیر صاحب" ہیں تو ذہن میں یہی تصور آتا تھا کہ سراپا، وضع قطع، لباس، چال ڈھال، گفتار وکردار، عادات واطوار، صورت وسیرت میں نورانیت ہوگی، نیکی اور خوبی ہی کا کوئی مجسمہ ہوگا، زہد وعبادت اور محنت وریاضت کا خوگر ہوگا۔ علم ودانائی اور حلم وکرم کا پیکر ہوگا۔

اب یہ تصور بھی کم کیا جاتا ہے اور "الا ماشاء اللہ" ایسے پیر صاحبان بھی کم ہی ہیں۔

حضرت پیر جی سید غضنفر علی شاہ صاحب کو نوجوانی میں اس قدر صالح، پاک باز اور متقی پایا بعض بڑی عمر کے بزرگوں کو بڑے بڑے دعووں کے باوجود اس قدر نہیں پایا، پیر زادگان صاحب زادگان کے پاس اپنے بزرگوں کا نام اور محنت ہوتی ہے اور اکثر وہ اسی کا صلہ و ثمر ہی کھاتے کماتے ہیں، لیکن پیر جی سرکار، ان شاہ زادوں میں سے تھے، جنہوں نے محنت اور خدمت کو اپنا شعار بنایا اور اپنے بڑوں کے لئے بھی لائق فخر ثابت ہوئے جب بھی جس کسی کو ان سے ملوایا، وہ متاثر ہوا اور جو کوئی ان کے قریب ہوا وہ عقیدتمند ہوگیا۔ پیر جی بلاشبہ ایسے سید زادے اور پیر زادے تھے کہ اہل طریقت میں ایک نمونہ مثال تھے۔

شدید علالت کا دورانیہ بڑا تکلیف دہ اور صبر آزما تھا، پیر جی ہی کا ظرف تھا کہ مسکراتے رہے اور راضی بہ رضا رہے، اللہ کریم نے انہیں بڑا رتبہ بخشا تھا اور یہ سچ ہے کہ

جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

پیر جی بہت جلد چلے گئے، وہ آسودہ تھے، وہ آسودہ ہوں گے۔ مشکل تو ہمیں ہے رونا تو ہماری اپنی محرومیوں کا ہے، اللہ ان کے والد بزرگوار باباجی قبلہ کے صبر و ہمت میں سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمائے اور پیر جی کی روح کو ہم سے خوش رکھے، آمین

چوہدری محمد شریف

(ایف آئی اے کراچی)

Marfat.com

میرے دوست پیر جی صاحب

عاشق رسول حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ صاحب کرماں والے نور اللہ مرقد' مسلک اہلسنت کے ان عظیم رہنماؤں میں سے ایک تھے جن کی پوری زندگی عشق رسولؐ میں بسر ہوئی۔ حضرت پیر صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت روحانی تھی۔ میں تو جب بھی ان کو ملتا' ان کے چہرہ مبارک پر نور برستا نظر آتا۔ ان کی شخصیت میں بلا کی کشش تھی۔ وہ ایک اعلیٰ پائے کے مقرر تھے۔ ان کی تقریر پر لطف ہوتی تھی۔ دل کرتا تھا سارا دن تقریر سنتے رہیں۔ ان کی تقریروں میں حکمت و دانائی اور عشق و محبت کی فراوانی ہوتی تھی۔ جب وہ کرماں والا شریف مسجد میں جمعہ کی نماز سے قبل تقریر فرماتے تو ہزاروں کے مجمع پر سناٹا چھا جاتا تھا۔ ان کی تقریر مٹھاس اور حسن بیان سے بھرپور ہوتی تھی۔ ایک دفعہ میں نے پیر جی صاحب کو گھر بلایا۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی۔ کمرے میں بیٹھ کر جب گفتگو کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے میں نے اپنے متعلق ذکر کیا کہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں لیکن پانچ سال سے فارغ ہوں۔ کوئی روزگار میسر نہیں۔ کبھی امریکہ کا پروگرام بناتا ہوں کبھی سعودی عرب کا' لیکن کام کہیں بھی نہیں ہو رہا۔ آپ دعا فرمائیں اور مجھے کوئی کام بتائیں۔ فرمانے لگے "جو کام آپ کو اچھا لگے وہ کر لیں۔" میں نے کہا کہ جناب کیا میں بچوں کا اسکول کھول لوں؟ آپ نے اجازت دے دی۔ میں نے صدر گوگیرہ میں بچوں کے لیے ایک مڈل اسکول کھول دیا۔ اس کے بعد میں پیر جی صاحب سے ملا اور کہا کہ میرے پاس ابھی چند بچے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا کی اور کہا انشاء اللہ پانچ سال کے عرصہ میں تقریباً تین سو بچہ ہو جائے گا۔ آج ان کی دعاؤں سے میرے پاس تین سو بچہ زیر تعلیم ہے۔ پچھلے سال انہوں نے میرے ساتھ اسکول آنے کا وعدہ کیا لیکن وہ علاج کے لیے لندن تشریف لے گئے۔ عرس مبارک کرماں والا شریف میں جب ۲۸ فروری ۱۹۹۲ء کو ایک سال بعد زیارت ہوئی تو میری آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔ دل سے آواز نکلی کہ ایک سال قبل پیر صاحب کس حالت میں تھے اور آج کس حالت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی'

Marfat.com

یا اللہ میرے دوست پیر صاحب کی صحت کے ساتھ عمر دراز اور صحت عطا فرما۔ ہفتہ کے روز ۲۹ تاریخ کو آپ کے والد ولی کامل حضرت سید محمد علی شاہ صاحب سے عصر کے وقت ملاقات ہوئی۔ اس وقت بھی آنکھوں میں آنسو تھے بابا جی سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ اگلے دن اتوار کو پیر جی صبح کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ میرے پیارے دوست پیر صاحب مجھے خواب میں ملے اسکول آنے کا پروگرام بتا رہے تھے۔

۸۷۔ لال زار کالونی ضلع اوکاڑا

محمد نواز ثانی

پرنسپل برانچ اسکول صدر گوگیرہ ضلع اوکاڑا

قطعہ تاریخ رحلت

پیر جی سرکار غضنفر علی شاہ بخاریؒ

صبح دم نیمے آید سوگوار
بدل غم زدہ چشم اشکبار
ز سال وفاتش گفت ہاتفے
متحسن شد غیبے بجو یار غار

۱۴۱۲ھ

نازِ سادات

بلند قد و قامت' کشادہ پیشانی' متشرع صورت' نورانی چہرہ' عالم شباب میں اتقاء پرہیزگاری کے پیکر' صاحب علم و فضل' بااخلاق' باکردار یہ تھے پیر سید غضنفر علی شاہ المعروف پیرجی۔ آپکی شخصیت کا ہر پہلو تابندہ نظر آتا ہے۔ پیرجی نے دینی علوم دارالعلوم اشرف المدرس اوکاڑا' جامعہ فریدیہ حنفیہ بصیرپور اور ضیاء العلوم بھیرہ سے پڑھے اور ایم اے اسلامیات لاہور یونیورسٹی سے کیا۔ اپنے دادا شہنشاہ ولایت' قطب وقت حضرت سید پیر سید محمد اسماعیل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کی آخری نشست میں جو مقالہ پیش فرماتے وہ علم و ادب کا خزینہ ہوتا تھا' مریدین اور عقیدت مندوں کو قلبی تسکین و راحت ملتی تھی۔ اخلاق میں اتنے بلند تھے کہ ہر ملنے والے سے بڑی محبت سے پیش آتے۔ اہل محبت کی دعوت پر میلاد النبیؐ کے جلسوں میں شمولیت فرماتے' جلسوں کے اختتام تک تشریف رکھتے۔ نعت سنتے تو آپ پر وجد طاری ہو جاتا اور نعت خواں کو داد دے کر نعت خواں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ جمعہ کا خطبہ بھی خود ارشاد فرماتے۔ اس عالم شباب میں عبادت کا ذوق شوق رکھتے' رمضان شریف کی راتوں میں تراویح کے بعد ساری رات نوافل میں قرآن سنتے' سحری کے بعد فجر کی نماز ادا کر کے آرام فرماتے۔ بابا فرید شوگر ملز کی (سیزنل) افتتاحی تقریب محفل نعت خوانی سے شروع ہوتی تھی۔ اس میں آپ مہمان خصوصی ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ تقریب کے بعد جنرل منیجر کے دفتر میں کھانے کے بعد فارسی نعت سنانے کا حکم فرمایا تو تاج الدین تاج' محمد رمضان شکوری اور راقم الحروف محمد اطیف نقشبندی نے فارسی کلام پیش کیا تو آپ اور دیگر حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ نعت خوانوں سے مثنوی حضرت میاں محمد بخش کھڑی شریف اور ہیر وارث شاہ کے تصوف و معرفت کے اشعار بھی سنتے۔ راقم الحروف محافل میں اور دربار شریف میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہتا تھا وہ حسین لمحے اور آپ کا قرب بھلایا نہیں جاسکتا۔

Marfat.com

کیسی کیسی محفلیں تھیں کیسے کیسے لوگ تھے
وہ سنہری دور ماضی اب پلٹ سکتا نہیں
جن کی یادوں سے رگ جان میں دُکھن ہونے لگے
ذکر چھڑ جائے تو قلبِ سنگ بھی رونے لگے

آہ! آپ کو کسی بد بین کی نظر بد لگ گئی۔ گزشتہ سال آپ نے رسولی کا آپریشن اتفاق ہسپتال لاہور سے کرایا اور بظاہر صحت یاب ہو گئے لیکن تقدیر اپنا وار کر گئی' ڈاکٹروں سے وہ زخم مکمل صاف نہ ہوا جو بعد میں خون میں سرایت کر گیا اور کینسر کی شکل اختیار کر گیا۔ آپ کو علاج کے لیے لندن لے جایا گیا۔ وہاں آپ کی جان بچانے کی خاطر آپ کی ایک ٹانگ بھی کاٹ دی گئی۔ ایک سال زیر علاج رہنے کے بعد آپ واپس تشریف لائے' عقیدت مند پرامید تھے کہ آپ شفایاب ہو کر واپس آئے ہیں۔ ۲۸ر فروری ۱۹۹۳ء عرس کی آخری نشست میں آپ کی خواہش پر آپ کو لایا گیا' ہزاروں عقیدت مندوں نے پیرجی کی زیارت کی' آپ نے بھی ہاتھ کے اشارے سے سلام فرمایا اور پیغام دیا کہ مشیت ایزدی اسی طرح ہے' دعا فرمائیں کہ اللہ تعالٰی مجھے صحت عطا فرمائے۔

یہ منظر بڑا رقت آمیز تھا۔ ہر آنکھ اشک بار تھی' لبوں سے دعائیں نکل رہی تھیں' علامہ کوکب نورانی مائیک پر گڑگڑا کر دعا مانگ رہے تھے' اللہ تعالٰی سے پیرجی کی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے اور اپنی عمر پیرجی کو لگ جانے کی دعا مانگ رہے تھے' آپ کو زیارت کرا کے گھر واپس لیجایا گیا' ختم شریف کے بعد زائرین اپنے اپنے گھروں کو پرامید واپس چلے گئے' کسے معلوم تھا کہ ایک دن بعد پیرجی ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائیں گے۔ قضا و قدر اپنا کام کر گئی۔

آہ! شہنشاہ ولایت' غوث وقت' حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا پوتا' زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا حضرت سید محمد علی شاہ کا اکلوتا لاڈلا شہزادہ پیر سید

Marfat.com

غضنفر علی شاہ' اتوار یکم مارچ ۱۹۹۲ء کو صبح ۵ بجے عالم فنا سے عالم بقا کی طرف رخصت ہو گیا۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون) ○

ستارے ڈوبتے جاتے ہیں شمعیں بجھتی جاتی ہیں
مرتّب خود بخود نظمِ محفل ہوتا جاتا ہے

پیر جی ایک سال تک بیمار رہ کر واصل بحق ہو گئے اور اپنے دادا کے قرب میں ابدی نیند سو گئے اور اپنے اہل خانہ اور ہزاروں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ دوران بیماری آپ نے اور آپ کے والد محترم نے جس صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا' وہ انہی سادات کا حصہ ہے اور اہل بیت اطہار کے صبر کی یاد دلاتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پیر جی کے اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم درجات بلند فرمائے اور حضرت باباجی پیر سید محمد علی شاہ اور پیر جی کی والدہ محترمہ اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

صوفی محمد لطیف نقش بندی اوکاڑوی جنرل سیکریٹری

جامع مسجد غوثیہ' اوکاڑا

Marfat.com

اندوختہ

جولائی ۱۹۸۶ء کی بات ہے ---!

میں اپنی بچی آشی کے عارضۂ قلب کے سلسلے میں لندن گیا ہوا تھا۔ اتفاق ہے، اُنھی دنوں حضرت جی قبلہ گولڑہ والے بھی لندن میں مقیم تھے۔ غضنفر بھی اُن کے ساتھ تھے۔ میں نے فون پہ تو بے کل ہوگئے۔ پتہ پوچھا اور اسی دن شام کو گھر آگئے۔ لندن میں کچھ ایسی بے وطنی کا احساس نہیں ہوتا، پھر میں تو اپنے محسن آصف صدیقی کے گھر ٹھیرا ہوا تھا۔ ان کی بیگم سلمٰی ٹھیٹ مشرقی، لکھنؤ کی ہونے کے باوجود دلّی والیوں کے انداز میں دن بھر شور مچاتی رہتی تھیں۔ ظاہر ہے، یہ بات آپ بھی کہہ سکتے ہیں کہ "آصف، شکیل بھائی نے اب تک چائے نہیں پی ہے۔"

سلمٰی اور آصف روانی سے انگریزی بولتے ہیں مگر سلمٰی کی انگریزی بھی پوٹھوہاری قسم کی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس گھر کی کسی چیز میں انگریزیت نہیں تھی۔ دائیں بائیں دونوں پڑوسی البتہ انگریز تھے۔ اُن کے ہونے کی خبر بھی ان کے کتوں سے ملتی تھی۔ کتے بھونکتے نہیں تھے تو ایک خاص قسم کی باس اطراف میں منڈلاتی رہتی تھی اور گویا پڑوس میں بسنے والے نوواردوں کو مغائرت و معاندت کا احساس دلاتی رہتی تھی۔ ایسے میں اپنے یار طرح دار، اپنے دل دار و دل جُو غضنفر کی آمد کوئی دریچہ کُھل جانے کے مانند تھی۔ کئی مرید ہم راہ تھے۔ میں نے کہا "یہاں آکے تو گرفتار سا ہوگیا ہوں۔ آشی کے آپریشن کے لئے ڈاکٹر وقت نہیں دے رہے۔ پہلی بار لندن آنا ہوا ہے، وہ بھی بڑی کس مپرسی کی حالت میں۔

Marfat.com

ورنہ ارادے تو کچھ اور تھے' پورے ڈیڑھ سو سال کے بدلے ہیں۔ ادھر یہ آصف صدّیقی صاحب ہیں' انھیں کسی مسجد کا امام ہونا چاہیئے تھا' لگتا ہے' مسجد کے کسی حجرے میں مقیم ہوں۔ سلمیٰ' نہاری پائے خوب بناتی ہیں' گھر میں ہندوستانی پاکستانی وڈیو آڈیو کیسٹ حتّٰی کہ شیلف میں کتابیں بھی قاعدہ بغدادی ٹائپ کی ہیں۔"

خوب ہنسے اور کہا کہ میرے ساتھ چلو' جتنا اس وقت ممکن ہے' لندن گھماتے ہیں۔ میں نے اپنی "بیوہ" کو مطلع کیا اور پیر سرمست کے ساتھ ہولیا۔ وہ مجھے لندن گھماتے رہے' اور نام تو مجھے یاد نہیں رہا' بہت دُور کسی ساحلی مقام پر لے آئے۔ وہاں جہاز لنگر انداز تھے۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ مریدوں نے ہم دونوں کی تصویریں بنائیں اور طے ہوا کہ لندن میں جتنے دن قیام رہے گا' وہ میری خبرگیری کرتے رہیں گے۔ میں واضح کردوں کہ میرا ان کا کوئی روحانی معاملہ نہیں تھا۔ نہ میں ان کے کسی روحی و روحانی امتیاز سے مرعوب تھا' نہ انہوں نے کبھی مجھ پر اپنی خاندانی عظمت اور آستانوی مرتبت کی دھاک بٹھانے کی کوشش کی۔ پہلی ملاقات بلکہ پہلی نظر میں وہ مجھے اچھے لگے تھے۔ زندہ دل' خوش اطوار' بذلہ سنج' حوصلہ مند۔ وہ ذوق و شوق سے سب رنگ پڑھتے تھے اور اس کی عدم تواتری سے نالاں تھے۔ میں اس ناراضی کا عادی ہو چکا تھا اور عذر تراشی و بہانہ سازی کا ماہر۔ واقعہ یہ ہے کہ ان سے مل کر ایک سرخوشی اور طمانیت محسوس ہوتی تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے پاس سے اُٹھنے کو جی نہ چاہے اور دوبارہ ملنے کے لیے دل ہُمکتا' ہُڑکتا ہو۔

ان کے والد محترم حضرت باباجی سے کوکب کے گھر ملاقات ہوئی تھی۔ سچّی بات یہ ہے کہ منبر و مسجد' درگاہ و آستانہ سے نسبت رکھنے والوں کا احترام اپنی جگہ مگر اپنی کچھ ایسی یاد اللہ نہیں رہی ہے۔ طبیعت ادھر آتی بھی ہے' نہیں بھی۔ عجب گومگو والی کیفیت ہے۔ بہرحال حضرت باباجی کے چہرے پر چھائے حلم و انکسار' عجز و سادگی دیکھ کے دل بہت متاثر ہوا۔ ان کے چہرے پر روشنی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی۔ کوکب نے انہیں باور کرایا کہ یہ شکیل' کراچی میں اپنا ایک ہی بیلی ہے۔ بابا نے مسکرا کے پزیرائی کی اور دُعا کی۔ بہت مختصر'

Marfat.com

سرراہے والی ملاقات تھی۔ اس دوران کتنی بار کوکب سے غضنفر کے ہاں جانے کا پروگرام بنا اور جانا نہ ہو سکا۔

اب لندن میں یہ دونوں حضرات موجود تھے۔ غضنفر کو تین چار دن بعد سعودی عرب کے لئے روانہ ہو جانا تھا' ان تین چار دنوں میں انہوں نے متعدد فون کیے۔ ایک شام کسی دعوت میں لے گئے' وہاں سے کسی اور گھر' باباجی وہیں مقیم تھے' ہال جیسے ایک کمرے میں ارادت مندوں کا حلقہ تھا' اندرونی کمرے میں سادہ شعار باباجی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ غضنفر مجھے ان کے پاس لے گئے اور عرض کی "اپنے شکیل کی بچی کا آپریشن ہونے والا ہے' دعا فرمائیں" بابا نے بے ساختہ کہا "اللہ بھلی کرے گا' بھلی کرے گا" پھر غضنفر سے پوچھا "روٹی کھوائی' روٹی کھوائی؟" میں نے کہا "جی ہاں" چند منٹ وہاں بٹھا کے غضنفر مجھے بالائی منزل کے ایک کمرے میں لے آئے اور پھلوں اور مٹھائی سے تواضع کی۔ خوب قہقہوں کا تبادلہ ہوا۔ وہ سارا گھر لندن کا کوئی گھر معلوم ہی نہیں ہوتا تھا۔ کسی آستانے' کسی دربار کا منظر تھا' باباجی وہاں بادشاہ تھے تو غضنفر شاہ زادے' اور راقم الحروف شاہی مہمان۔ وقت کا کچھ خیال ہی نہیں رہا۔ رات ہو گئی تھی' غضنفر میاں اپنے کسی خادم کو حکم دے سکتے تھے کہ مجھے میری اقامت گاہ پہنچا آئے۔ میں نے منع بھی کیا لیکن وہ نہیں مانے۔ مرسڈیز نکلوائی۔ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے' میں پہلو کی نشست پر۔ سڑکیں سنسان ہو چکی تھیں۔ پھر جو انہوں نے گاڑی چلائی ہے تو اِلّا ماشاء اللہ' الامان — الحفیظ' لندن کی سڑکیں بعض مقامات پر تو بے حد تنگ ہیں' معلوم ہوتا تھا' یہ سڑکیں گلیاں' غضنفر کے اشاروں کی تابع ہیں' سمٹی جارہی ہیں۔ پولیس سو چکی ہے یا اندھی ہو چکی ہے۔ سگنل کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ژوں ژوں' رفتار سی رفتار تھی۔ میں دبکا بیٹھا رہا' پوچھنے لگے "کیا حال ہے؟" میں نے کہا "دانا کہتے ہیں کہ سڑک پر شکست قبول کرتے ہوئے چلو" ہنسنے لگے اور اعتماد سے بولے

"دیکھیے' کچھ نہیں ہوگا' اِنشاءاللہ"

رفتار اتنی بڑھ گئی کہ پچھلی نشست پر بیٹھے احباب' خدام نے بھی اشارۃً احتیاط کی تلقین

Marfat.com

کی۔ غضنفر میاں نے جیسے سنا ہی نہیں۔ راستے میں کئی بار کہا "جب آپ آئے تو اپنی روانگی کا وقت ہے' ورنہ آپ کو لندن میں کوئی شکایت نہ ہوتی۔"

میں نے زیر لبی سے کہا "اندازہ ہو رہا ہے جناب"

کھل کھلا پڑے۔

گھر کے دروازے پر پہنچا کر مجھے الگ لے گئے اور رازدارانہ لہجے میں بولے "دیکھیں، کسی چیز کی ضرورت ہو تو تکلّف نہ کریں" میں نے کہا "حضرت جی، پورا انتظام کر کے چلا ہوں۔ احتیاطاً کچھ زائد بھی پلّے ہے"

بولے "یہ لندن بڑا لوٹ مار مچانے والا شہر ہے" میں نے کہا "عزت آبرو بچا کے گزر جائیں گے، دیکھیئے گا" دل کھول کر قہقہہ لگایا اور کہنے لگے "ٹیلے فون نمبر تو آپ کے پاس ہے، ہم چلے جائیں گے لیکن یہاں احباب سے کہہ دیا ہے، کسی چیز کی ضرورت ہو تو آپ جھجک نہ کریں، گاڑی کی، ڈرائیور کی اور کسی قسم کی ضرورت، تو بھی انتظام ہو جائے گا۔ ویسے ہم سب دعا کرتے رہیں گے۔ مکّہ مکرمہ اور مدینہ پہنچ کر بھی بچی کی صحت یابی کے لئے دعاؤں کا ورد جاری رہے گا۔"

وہ گلے سے لگا کر رخصت ہو گئے۔ پھر فون پر رابطہ رہا اور ان کے لندن سے چلے جانے کے بعد یہ معاملہ بھی ختم ہو گیا۔

ان کے حادثے کی خبر سن کر دل بہت بے قرار ہوا۔ میں نے فون کرنا چاہا لیکن فون نہ ہو سکا تاہم میرے پیغام، میری دعائیں، میری تمنائیں ان تک منتقل ہوتی رہیں۔ جب بھی کراچی آتے، گھر ضرور آتے، عموماً رات گئے، دیر تک خوش گپیاں ہوتی رہتیں۔ ان کا میرا ربطِ خاطر خالص دنیوی تھا لیکن مادی نہیں۔ اس میں دنیاداری نہ تھی۔ اس میں کوئی روحی، ماورائے مادہ رو ضرور تھی کہ ان کا خیال آتے ہی دل دھڑکنے لگتا ہے، آنکھوں میں جلن ہونے لگتی ہے۔ مجھے ان سے رسم و راہ پر ایک ناز تھا اور خیال تھا کہ اب ممکن نہیں، ہو رہا تو آنے والے وقت میں تو کبھی فراغت نصیب ہو گی، اور یارانے اچھی طرح نبھائیں گے۔ ہم

Marfat.com

سوچتے ہی نہیں کہ آنے والا لمحہ تو بہت بے اعتبار ہے۔ کل تو سات تہہ خانوں کے بعد آتی ہے۔ آنے والے کل آنے والی ساعت کا اختیار ہے کہ وہ کیسی حیرت سے دوچار کرے۔ خوشی تو سمے سے آتی ہے۔ غم ہمیشہ اچانک وار ہوتا ہے اور سمندر زیروزبر کر دیتا ہے اور وہ سے غضنفر ہوتی ہوش پیرو مرشد صاحب زادے سید نامور تھا مگر...... سب کی طرح میرے قدر دور رہتے تھے۔ ان سے یاری کا موقع کم ملا لیکن ضبط، تقسیم پر مل سکتے چلتے ہیں۔ ہر دن خونہ صدمات سے دو دو سال کی تلخی کا ایک تعلق ہے۔ چند لمحے پتھر پر لکھے ہوتے ہیں۔ چند سینے پر نقش ہو جاتے ہیں اور عمر بھر کے لئے نگینہ ہو جاتے ہیں کہ نگینہ بیچتے رہیے اور خود کو نوچتے کھسوٹتے رہیے

رونے والے روتے رہیں گے، جانے والے جاتے رہیں گے، رونے والے بھی ایک دن زیر زمیں ہے۔ اسی طرح سب کو قرار آجاتا ہے۔ گھڑی چلتی رہتی ہے۔ کاش آدمی کو اپنے جیسے کے شب و روز شمار کرنے کی استطاعت ہوتی تو غضنفر جیسے دل بروں کو ان کے طلب گار، ان کے مدعی، ان کے عاشق کبھی جانے نہیں دیتے۔ **وما علینا الا البلاغ**

شکیل عادل زادہ عفی عنہ

پیر جی عالم شباب میں

Marfat.com

صالح قول و فعل کا عظیم پیکر

انسان زیست کے سفر میں اپنے منصب اور دائرہ کار کے لحاظ سے بالخصوص اور روزمرّہ کے معمولات کی مناسبت سے بالعموم تادم مرگ بے شمار لوگوں سے ملتا ہے جن میں دنیوی اغراض و مقاصد زیادہ کارفرما ہوتے ہیں لیکن کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہے جن سے ملنا زندگی کا حاصل شمار ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی کوئی ہستی روحانی منصب کی حامل ہو تو یقیناً آدمی کے لیے ان سے ملنا باعث صد افتخار بلکہ یوں کہیے کہ زندگی کا انمول سرمایہ ہوتا ہے۔

میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جو بعد ازاں عقیدت مندی میں ڈھلتا گیا' یہ ان کی عظمت اور عالی نسب ہونے کی بیّن دلیل تھی کہ انہوں نے مجھ جیسے ناچیز اور گنہگار شخص سے اس قدر محبت رَوا رکھی کہ میں نے اپنی اس پچیس چھبیس سالہ ملک کی مختلف شوگر ملز میں ملازمت کے بعد بالآخر اوکاڑا میں مستقل رہائش پزیر ہونے کا فیصلہ کیا اور ذاتی مکان تعمیر کروایا' لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ جس ہستی سے مستقل تعلق اور خوشہ چینی کی خواہش دل میں لیے یہاں مستقل سکونت کا منصوبہ بنایا تھا وہ ہستی اتنی جلدی شباب کے عالم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے جائے گی۔ موت برحق ہے اور مشیت ایزدی کے آگے ہم سب بے بس ہیں لیکن نہ جانے کیوں رب لم یزل نے انہیں اتنی جلدی اپنے پاس بلا لیا۔ انہوں نے تو یہاں حبِ رسول اور دینِ مبین کے ابھی اور لاتعداد چراغ روشن کرنے تھے۔ کرماں والا شریف کو ابھی روحانی سطح پر اونچا لے جانا تھا۔

مجھے ان چند برسوں میں ان سے ملنے کا جتنا وقت مِلا ہے اس میں میں نے ان کی جو نمایاں خصوصیات اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود مشاہدہ کی ہیں وہ ان کی عشق رسول میں محویت' ہر ملنے والے سے گہرا قلبی لگاؤ' مستقل مزاجی اور اپنی بات پر غیر متزلزل انداز سے قائم رہنے کی صفات تھیں۔ بابا فرید شوگر مل میں جنرل مینجر کی حیثیت سے میں نے جو بھی

Marfat.com

گزشتہ چند برسوں میں مذکورہ مل کی کرشنگ سیزن کے افتتاح کی تقریبات اور سیزن کے دوران متعلقہ تقریبات منعقد کرائیں ان میں پیر صاحبؒ نے بلا تامل ہماری دعوت پر شرکت فرمائی۔ اور یہ بات میرے، میرے رفقائے کار اور دیگر ملازمین کے لیے فخر کا باعث رہے گی۔ پچھلے کچھ سالوں سے ہم نے ملازمین کو دیگر انعامات کے علاوہ مل کی جانب سے حج پر بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا ہے اور پیر صاحبؒ نے دو مرتبہ حج کی قرعہ اندازی کی رسم اپنے دست مبارک سے سرانجام دی اور ان خوش نصیب مل ملازمین کو مبارک باد اور اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ قرعہ اندازی کا طریق کار کچھ ایسا تھا کہ انہیں اس کے لیے گھنٹوں بیٹھنا پڑا لیکن انہوں نے لمحہ بھر کو بھی بیزاری یا تھکن کا تاثر وغیرہ محسوس نہیں کروایا۔

اوکاڑا شہر میں بھی مجھے ان کے ساتھ عید میلاد النبیؐ کے جلسوں اور دیگر تقریبات میں شامل ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ میں اگر جلسہ گاہ میں کہیں دور جا بیٹھتا تو انتظامی لوگوں کو بلا کر مجھے خصوصی طور پر اپنے پاس بٹھا لیتے۔ اور یہ بات تو میں زندگی کے آخری سانس تک فراموش نہ کر سکوں گا کہ حضرت کرماں والا شریف میں عرس کے مواقع پر ہجوم کے باعث وہ اپنے کسی مرید کی خاص طور پر یہ ڈیوٹی لگاتے تھے کہ میں جب بھی آؤں وہ مجھے خواص کی قطار میں لا کر بٹھائیں۔ میں سوچتا ہوں کہ مجھ جیسے عاصی کو یہ عزت اور یہ خصوصی توجہ اس آستانہ پر اب کہاں نصیب ہوگی۔ اور اگر سعی تمام کے بعد ہوئی بھی تو وہ محبت اور پیار والی نگاہیں کہاں سے لاؤں گا جو میری طرف ہوتیں تو دل کو یک گونہ مسرت اور سکون مل جایا کرتا تھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ انکو
یدبیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

رب ذوالجلال انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، ان کے درجات بلند

Marfat.com

پیر جی سرکار کے بچپن کی یادگار تصاویر

Marfat.com

فرمائے اور مجھے قیامت کے روز ان کی ہم نشینی نصیب کرے۔ آمین

سوگوار خاکسار

رانا محمد شریف (جنرل مینجر)

بابا فرید شوگر ملز لمیٹڈ' اوکاڑا

صوفی محمد اقبال شفیعی قادری (پشاور والے) اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب زادہ پیر سید غضنفر علی شاہ صاحب قبلہ کی وفات حسرت آیات بلاشبہ اہل سنت و جماعت کا ناقابل تلافی نقصان ہے' وہ موجودہ خانقاہوں میں ایک مثال تھے' نمونہ اسلاف تھے۔ ان کا دل نشیں انداز گفتار دل موہ لیتا تھا' جو بھی ان سے ملتا وہ ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ میری ان سے بغداد شریف میں حضرت شاہ جیلاں' پیر پیراں' محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار پرانوار میں ملاقات ہوئی' وہیں ان کے والد گرامی حضرت بابا جی صاحب قبلہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا۔ میں دیکھتا رہا کہ حضور غوث پاک سرکار کی بارگاہ میں وہ کیسے حاضری دے رہے تھے۔ میرے پیرزادے مولانا کوکب نورانی صاحب اوکاڑوی سے ان کا تذکرہ سنا ہوا تھا' یہ میری سعادت کہ پیر صاحب کرماں والوں کی ملاقات بھی ہوئی تو کہاں ہوئی' دربار غوثیہ بغداد شریف میں ہوئی۔ حضرت صاحب زادہ غضنفر شاہ صاحب سے ملنا اور ان سے سنی ہوئی پیاری پیاری باتیں سب دل پر نقش ہیں۔ اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

ناقابل فراموش شخصیت

حضور سیدی مرشدی حضرت پیر غضنفر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کرماں والے ایک مثالی روحانی شخصیت تھے۔ آپ نے نوجوانی کے عالم میں زہد و تقویٰ کو اپنایا اور عشق و سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ کا کردار مثالی تھا۔ آپ سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند تھے۔ زندگی کے معاملات میں سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک موجود تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی کوئی شخص ان کا دیدار کرتا' جذبہ ایمانی پیدا ہو جاتا۔ آپ کی وفات سے ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پر نہ ہو سکے گا۔ عقیدت مند افسردہ اور دکھ بھرے دل لیے آنسو بہاتے نظر آتے ہیں' بالخصوص میرے تصور میں تو وہ ہر وقت رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی ان کا ذکر چھیڑتا ہے' دل بے چین ہو جاتا ہے اور درد بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جوانی کے عالم میں ہی ہم سے جدا کر دیا۔ کاش وہ زندہ رہتے اور ہم ان کا دیدار کرتے رہتے۔ میرا حضور قبلہ پیرجی سے کافی تعلق رہا ہے۔ ایک تو میں ان کے گھرانے میں انہی کے والد محترم حضرت قبلہ سیدی مرشدی پیر محمد علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پر بیعت ہوں' دوسرا یہ کہ پیرجی میرے کالج فیلو تھے۔ آپ کے ساتھ میں نے کالج میں اکٹھے تعلیم حاصل کی اور اکثر و بیشتر آپ کے ساتھ سفر کرنے کے مواقع بھی حاصل ہوئے۔ یادیں تو بہت سی ہیں لیکن چند ایک باتیں عرض کرتا ہوں کیونکہ آپ کی محبت میرے لیے سرمایہ آخرت بھی ہے۔ ہماری تنظیم بزم غلامان مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحت ہونے والی دینی محفلوں کی وہ رونق تھے۔ اشرف المدارس اوکاڑا کے تحت میلاد کانفرنس جس میں اس وقت کے صدر پاکستان جناب جنرل ضیاء الحق مہمان خصوصی تھے' قبلہ پیرجیؒ اس کانفرنس کے صدر نشیں تھے۔ اسٹیج کی تیاری کے لیے میں نے بھی کچھ تعاون کیا تو اسٹیج خوبصورت بن گیا تھا جس کی وجہ سے پیرجی مجھ سے بہت خوش ہوئے۔ کانفرنس ختم ہونے کے دو دن بعد اچانک پیرجی رحمتہ اللہ علیہ مع دو احباب کے میرے مکان پر تشریف لائے جو میرے

Marfat.com

یہ بڑی سعادت تھی۔ میں خوشی کی وجہ سے صحیح بات بھی نہ کر سکتا تھا کہ کہاں پیر جی اور کہاں میں ننگ کار۔ ایک طرف تو لوگ دیدار کے لئے ترسیں اور کہاں یہ کہ پیر جی میرے گھر خود چل کر تشریف لے آئیں یہ چھوٹی بات نہ تھی۔ خیر پیر جی بیٹھک میں جلوہ افروز ہوئے اور فرمانے لگے "رفیع رضا کانفرنس میں تم نے بہت محنت کی ہم تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں" یہ معمولی جملہ بڑا معنی خیز رکھتا ہے۔ "میں اس قابل تو نہ تھا لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل تھا کہ پیر جی میرے گھر میں میری حوصلہ افزائی کے لیے آیا تھا۔ اسی طرح ایک اور واقعہ یاد آتا ہے۔ چونکہ پیر جی کا معمول تھا کہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے بعد بھی قرآن مجید کی تلاوت سنتے رہتے اور یہ سلسلہ عید کی رات تک جاری رہتا تھا۔ اب سے تقریباً دو سال پہلے کی بات ہے کہ میرے ساتھی اعتکاف سے فارغ ہوئے اور نماز عشاء کے بعد عید کی رات مسجد غوثیہ میں بیٹھے کہہ رہے تھے کہ کسی دربار شریف پر حاضری دی جائے۔ کسی نے کہیں کا ارادہ کیا اور کسی نے کہیں کا لیکن میں نے کہا کہ یارو گولڑہ شریف چلتے ہیں۔ سب فوراً مان گئے۔ ہم ویگن پر سوار ہوئے اور دربار شریف پہنچ گئے۔ جب صحن میں پہنچے تو دیکھا کہ پیر جی اپنے چند دوستوں کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور مجھے دیکھ کر فرمانے لگے "رفیع رضا تم آ گئے میں تو ابھی شاہی (آپ کا مرید خاص) سے کہہ رہا تھا کہ اوکاڑہ جاؤ اور رفیع رضا پارٹی کو لے کر آؤ نعت خوانی کریں گے" تو میرے منہ سے فوراً نکلا "پیر جی یہ تو آپ کی کرامت ہے کہ آپ نے یہاں سے ہمیں یاد فرمایا اور ہم روانہ ہو گئے۔" اسی طرح بے شمار باتیں اور یادیں آپ چھوڑ گئے ہیں، سب لکھنے کو جی چاہتا ہے لیکن اتنی ہمت نہیں ہے کہ سب قلم بند سکوں۔ اس سال جب پیر جی عرس شریف کی مجلس میں جلوہ گر ہوئے تو پیر جی کو دیکھ کر دل تڑپ اٹھا کہ یا اللہ! یہ وہی پیر جی ہیں جو ایک سال پہلے یہاں اسٹیج پر کھڑے ہو کر دیر تک دل پذیر تقریر فرما رہے تھے۔ اے اللہ! کہیں یہ دیدار، آخری دیدار ثابت نہ ہو۔ اے اللہ! ان کو صحت والی لمبی عمر عطا فرما۔ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ آپ کے وصال کا سن کر دل پر جو گزری، اس کے لیے

Marfat.com

میرے پاس الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہی اتنی ہمت ہے کہ کچھ بیان کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ پیرجی رحمتہ اللہ علیہ کے مراتب بلند فرمائے اور ان کے صدقے ہمیں بھی زہد و تقویٰ عطا فرمائے۔ آمین

محمد رفیع رضا نقشبندی قادری

جنرل سیکریٹری جماعت اہلسنّت اوکاڑا

پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاریؒ پیر جی سرکار

بچوں سے پیار: ڈاکٹر نورالدین ملک بن میاں حسین بخش سانده کلاں لاہور حال لیوٹن (لنڈن) بیان کرتے ہیں کہ جب پیر غضنفر علی شاہ صمصام بخاری لنڈن میں زیر علاج تھے اور حاجی بشیر احمد جاوید کے مکان پر قیام پذیر تھے تو انہوں نے مجھے فون پر بتایا کہ وہ میرے بچوں اور نواسیوں' نواسوں کو دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ ہر چند کہ پیر جی سرکار نحیف کمزور تھے اور لنڈن سے لیوٹن ۷۰ کلو میٹر دور ہے۔ آپ چلے آئے۔ غریب خانہ پر پہنچ کر بچوں سے پیار کیا۔ ان کے سر پر دست شفقت پھیرا۔ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے بعد تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ دوران علالت انہوں نے اپنی تکلیف کی کبھی نہ تو شکایت کی اور نہ کبھی گلہ شکوہ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہر وقت راضی رہے۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

صابر تھے غنچہ دہن۔ پیر مٹھن' پیر مٹھن

Marfat.com

پیر جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

... محمد مظفر حسن صاحب ۲۰۰-A ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ بیان کرتے ہیں
... نظر میں شاہ محمد ... کے ہم سبق ہونے کا شرف مجھے حاصل رہا ...
... جب پیر جی سرکار نے پنجاب یونیورسٹی اورنٹیل کالج ... میں ایم اے
... کرنے ... تو پیر جی نے ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیا اور بعض ہم جماعت تو مستقل
... گئے ... کوئی بھی کسی بحث میں ان کا ہم پلہ نہ ہوتا۔ ان کا شرعی
... سے زیادہ الطرفین ہوتا۔ جو دو شخصیت علم و حکمت، عجز و
... شخصیت ... عجز و انکساری، جود و سخا، علم و حکمت کی خوب
... تھی۔

... تو پیر جی فرمایا کرتے "میں ان کا ہم سبق
عجز و انکساری ... ہم سبق دوستوں کا ذکر ... ان حضرات کی اس طرز کلام کی
... یہ میرے ہم سبق ہیں" ...
... بڑے متاثر ہوتے ہیں۔

... ہم سبق دوست شریک طعام ہوتے تو پیر جی سرکار اپنی دلی الفت خلوص اور
الفت ... کسی نہ کسی کے منہ میں نوالہ ڈالتے اور پھر توقع
... ہم اپنے ... نہ کسی کے منہ میں لقمہ ڈالتے۔ مگر ہم اسے سوئے ادب خیال کرتے اور ایسا کرنے
... ان ... تامل میں رہتے اور موقع پاتے ہی جونہی کوئی ایک دوست اپنا
... اپنے منہ میں ڈالنے والا ہوتا۔ پیر جی نہایت چابکدستی سے اس کا ہاتھ گرفت میں لے کر نوالہ
... تو ہم پر الفت کی ہمہ گیری، الفت، محبت کا مظہر
اپنے منہ میں ڈال لیتے۔ ...

... اس موقع پر مصلہ بچھنے کی بات چل نکلی۔ فرمانے لگے "چرا کا مصلہ ہو تو پہلے
... ۲ پھر عرض ... ۳ اس کے بعد تہہ جس حد تک ممکن ہو کر لیں۔
اس طریق سے مصلہ کی پشت سیدھی طرف والے حصہ کو جس پر عبادت کی جائے گی خراب نہ کر
سکے گی۔ اور مصلہ پاک صاف رہے گا۔

Marfat.com

جود و سخا: مقام سخاوت میں اپنے بیگانہ میں فرق روا ہے۔ مگر جود میں اپنے بیگانے سب فیضیاب ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آتش پرست کی میزبانی نہ کی۔ یہ مقام سخاوت تھا کہ آتش پرست اور مسلم میں فرق کیا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی کو مہمان رکھا (صبح ہوئی وہ بھاگ گیا کہ بستر گندگی آلودہ کر دیا تھا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بستر دھوتے دیکھ کر مسلمان ہو گیا) یہ مقام جود تھا کہ اپنے بیگانے میں فرق نہ رکھا پیرجی سرکار کی عادت مبارکہ وصف جود پر تھی۔ یونیورسٹی کے کسی طالب علم کے متعلق علم ہو جاتا کہ یہ مالی امداد کا ضرورت مند ہے تو اس کی لبالب مدد فرماتے تشنہ کام نہ رہنے دیتے کہ سید ذی وقار کے دروازہ پر سے فیض یافتہ اب کسی اور کا حاجت مند کیوں ہو۔

مزارات پر حاضری: دوستوں کے ہمراہ حضرات داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار یا اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کے مزار پر حاضری کا شرف حاصل ہوتا تو ہم دیکھتے کہ پیرجی سرکار گھٹنوں مودب دوزانو ہو کر بیٹھتے اور عجز و انکساری کا عجیب عالم ہوتا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ اتنی محویت ہوتی کہ ہمارے لئے انتظار مشکل ہو جاتا۔ صاحبان مزار کا ان پر لطف و کرم فیض بھی گرانمایہ تھا اور یہ قدر دانی اور عزت افزائی کیوں نہ ہوتی کہ آپ اپنے دادا جان حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری جو پرتو غوث الاعظم سرکار بغداد شریف تھے کے لاڈلے پوتے تھے۔ اور حضرت گنج کرم حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ اور اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے منظور نظر قطب دوراں تھے۔

پیرجی سرکار کی شادی خانہ آبادی: پیرجی سرکار کی شادی خانہ آبادی کے وقت بارات کی روانگی کا عجب منظر تھا بقول ہمارے پروفیسر جناب حافظ ڈاکٹر محمود اختریوں دکھائی دیتا تھا جیسے فاتح سپہ سالار اپنی فوج ظفر موج کی قیادت کر رہا ہو۔ جب پیرجی کے ہاں پلوٹھی بچی ہوئی تو پیرجی نے مجھے فون پر بتایا "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام آیا ہے" (بیٹی کی پیدائش پر انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا) اللہ اکبر۔

Marfat.com

گفتنی ناگفتنی

میرے بیٹے نے جمعرات و جمعہ کی درمیانی شب (ڈھائی بجے) ۲۳ رجب ۱۳۷۵ھ بمطابق ۹ فروری ۱۹۵۶ء عیسوی اپنی ننھیال (ملٹری فارم، اوکاڑا) میں آنکھ کھولی، میں نے اس کا نام "مٹھن" تجویز کیا۔ اس کی طبیعت اور ادائیں دل موہ لینے والی تھیں شیریں تھیں۔ اسے سب سے پہلے ابو جی حضرت صاحب (سرکار گنج کرم) کی گود میں ... اس کی تربیت ہوئی۔ ... پھر ... لاہور میں متداول دینی و دنیوی علوم حاصل کیے۔ اسے ... کیا تھا اور یہی اس کا مزاج بھی تھا۔ علمی طلب کے عرصے ... نہیں دی ... لیاقت کے بل پر ... ہوتا ہے۔ اس کے دادا جان حضرت گنج کرم تھے، مٹھن چھوٹا سا تھا کہ وہ رخصت ہو گئے۔ ان کے وصال کا سانحہ، غیر معمولی تھا۔ بابا جی سے بھی کم امتحان نہیں ہوئے۔

۱۹۶۵ء میں تینوں بچوں کے ہم راہ بابا جی کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر پہلی مرتبہ کیا۔ مٹھن کی عمر چھوٹی تھی، اسے بیت اللہ شریف کے اندر جانے کی سعادت بھی ملی اور مدینہ منورہ میں اغورت میں سے ایک کو مٹھن میں جانے کیا نظر آیا کہ حرم نبویؐ کے اندرونی خاص دروازے کی چابی بھی مٹھن کے چہرے سے مس ہوئی اور حجرۂ نبویؐ کی خاکِ مقدس بھی اسے عطا ہوئی۔ مٹھن کو اپنے بزرگوں کے باطنی ورثے کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال اور وجاہت بھی خوب ملی تھی، مٹھن ایم اے کا امتحان دے کر گھر آگیا تھا۔ بڑے ارمانوں سے مٹھن کا بیاہ رچایا، فروری ہی کا مہینہ تھا۔ لاہور میں حضرت داتا صاحب، شرق پور میں حضرت میاں صاحب و حضرت ثانی صاحب کو سلام کرنے گئے اور پھر مٹھن نے مدینہ منورہ، اپنی اہلیہ کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی۔ مرضی مولیٰ یہی

Marfat.com

تھی کہ مٹھن کو پانچ بیٹیاں ملیں۔

مٹھن کو ہر ایک کا خیال رہتا' گھر کے اندر اور باہر ہر ایک کا' دربار شریف کے خدام اور وابستگان کا' زائرین کا' تعمیر و تنصیب کا۔ ہر وقت سلیقے اور ترتیب کی اسے جستجو رہتی تھی۔ سالانہ عرس شریف کی تقاریب کے لئے خوب سے خوب تر انتظام کی دُھن رہتی۔ اپنے مقالہ کے لیے بہت محنت کرتا۔ ختم شریف ہی کی ایک محفل ہوتی جس میں وہ اہتمام سے شریک ہوتا۔ محفل میں جانے سے پہلے مجھ سے دعاؤں اور پیار کی تمنا لیے وہ میرا متلاشی ہوتا۔

اس کے دوست کتنے تھے' سب کو اس قدر چاہت دی کہ ان میں کا ہر ایک یہی سمجھتا رہا کہ مٹھن صرف اسی کا دوست ہے۔ وہ کتنا گہرا تھا شاید کوئی نہ جان سکا' ہر کسی کا دم ساز و دل دار تھا' اس کی ذہانت و ذکاوت خداداد تھی۔ شریعت و سنت کی پاس داری اس کی عادت ہوگئی تھی۔ مدینہ منورہ کی حاضری اس کا شوق تھا اور عشق رسولؐ اس کا سرمایہ تھا۔

میں تو کہتی ہوں اسے کسی کی نظر کھا گئی۔ پہلا آپریشن ہوا' طبیعت نہ سنبھلی' لندن لے جایا گیا' ٹیلی فون ہی سے رابطہ تھا' میری جھولی میں ایک ہی لعل' میرا مٹھن ہی تھا۔ لندن سے مدینہ منورہ ہو کر وہ گھر واپس آیا۔ عیادت کے لئے آنے والوں کی وہ تسکین کیا کرتا اور مسکراتا رہتا۔ عرس شریف میں شرکت کے بعد وہ پھر لندن چلا گیا۔ کیا کیا نہیں ہوا' کیا کیا نہیں سننا پڑا! مجھے دعا کے سوا کسی بات' کسی کام کا ہوش ہی نہ تھا۔ جب بھی لندن سے فون آتا وہ مجھے تسلی دیا کرتا۔ مجھ سے بات کرتے ہوئے وہ اپنی تمام تر توانائی اور بشاشت ہی ظاہر کرتا۔ چار دہائیوں سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے' میں نے چار دیواری ہی میں بسر کی ہے' میں مٹھن کے کہے کو سچ سمجھتی رہی اور یہی امید کرتی رہی کہ ہر رات کے بعد سویرا آتا ہے' میرے مٹھن کی بھی آزمائش کا دور اب ختم ہو جائے گا اور وہ پھر پہلے کی طرح ہمارے درمیان اپنی زیست' شادمانی سے بسر کرے گا۔ فروری ۱۹۹۲ء کا مہینہ شروع ہوا' مٹھن نے کہا وہ آرہا ہے۔ وہ اپنے دادا جان کے عرس شریف میں شریک ہونا چاہتا ہے۔ میں نے گھر میں

Marfat.com

[illegible] مٹھن کا شان دار استقبال کیا جائے گا ۲۳ فروری کی صبح جب انتظار کی گھڑیاں [illegible] تک پہنچیں تین سال بعد بیٹا گھر آیا مگر وہ پہیے والی کرسی پر تھا، [illegible] ایک ٹانگ کٹنے تک [illegible] بدل دی گئی تھی۔ میں نے ہی سب کو مسکراتے [illegible] کا استقبال کرنے کی تاکید کی تھی، مجھے خود ہی اس کا دل رکھنا تھا۔ یہاں اور بھی [illegible] رہے تھے انہیں بھی اپنے پیارے کو دیکھنے کا انتظار تھا۔ مٹھن بیٹے کی [illegible] کا پیار ثابت ہو [illegible] میری بہنیں اپنے چہیتے بھانجے سے [illegible] مٹھن مجھے [illegible] رہا تھا۔ میں نے مٹھن سے شکوہ نہیں کیا کہ [illegible] توقع کیوں کر رکھی تھی۔ میری بہنوں کو مٹھن کی [illegible] اور بچپنیں محسوس ہو گئی تھیں۔ وہ لندن سے مٹھن کے [illegible] رپورٹ حاصل کرنے میں کام یاب ہو گئیں۔ مٹھن کے ساتھ [illegible] سال بھر میرے مٹھن کی تیمارداری میں وقت گزارا تھا، انہوں نے اسے [illegible] بتا دینے پر مجبور کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ میری بہنیں دیدہ تر [illegible] چاہا مگر ممتا کو [illegible] نے آزمانا گوارا نہ کیا۔ مٹھن نے بھی [illegible] آخری [illegible] طے کر لیا تھا۔ ایک روز اس نے غسل کر لیا۔ دنیا زیر و زبر ہو گئی۔ ایمبولینس، ڈاکٹر، احباب، ایک شور تھا۔ دو دن ہسپتال میں گزرے تو کچھ افاقہ ہوا۔ مجھ سے کسی نے نہ کہا کہ لندن کے ڈاکٹروں نے مایوس کر کے مٹھن کو بھیجا ہے۔ وہ تو عمرہ شریف میں شرکت کی تمنا ظاہر کر کے آیا تھا۔ وہ تو کہتا تھا ''امی جان! میں یہاں لندن میں اکیلا اداس ہو گیا ہوں۔ آپ کے قدموں میں آنا چاہتا ہوں، ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اپنوں میں رہ کر میں جلد صحت یاب ہو جاؤں گا۔'' ایک روز مٹھن کی بہنیں، بابا جی اور میں سب ہی مٹھن کے اردگرد جمع تھے۔ مٹھن نے میرے قدم اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے قریب کر لئے اور بے ساختہ چوم لئے، اپنے چہرے اور بدن پر پھیرے، میں اسے روک نہ سکی، وہ کہتا رہا! ''امی جان! میری جنت آپ ہیں، آپ کے قدموں میں میری جنت ہے''

Marfat.com

اس کی دل سوز آواز میں کیا نہیں تھا' وہ ہڑکنے لگا' وہ جان مادر کہہ رہا تھا۔ "بابا جی' ابا جان! آپ کہاں والے ہو' مجھے ایک بھائی اور لا دو...... آپ میرے لئے دعا کرو......!" وہ جانے کیا کیا کہتا رہا۔ میں پھر بھی نہ سمجھی۔ کوئی ماں کب یہ سوچا کرتی ہے کہ اس کا جوان بیٹا رخصت ہو جائے گا۔ اگلے روز مٹھن نے مجھ سے کہا' میں اسے اس کے کمرے سے باہر اپنے حصے میں لے چلوں' بمشکل میں اسے لے آئی۔ کرسی سے چارپائی پر منتقل کرنا مجھے دشوار ہو رہا تھا۔ بہو کو بلایا' اس نے میری مدد کی۔ مٹھن کو تکلیف ہوتی تو وہ آہ' ہائے نہ کرتا۔ اس کی زبان پر یہی ہوتا "حضور' آقا' نگاہ کرم' مجھ عاصی پر نگاہ کرم کر دیجئے۔" ایک روز شدید تکلیف میں وہ بکھر سا گیا۔ کہنے لگا "یا رسول اللہ' میرے آقا آپ نے ..... کو معاف کر دیا ہے..... مجھے بھی معاف کر دیجئے۔" ایک روز اس نے اپنے کمرے میں نعت خوانوں سے نعتیں سنیں' ذکر رسولؐ سے اسے بہت تسکین ہوئی۔ وہ محفل بھی کیا خوب تھی' مٹھن گویا مدینے پہنچا ہوا تھا۔

عرس شریف کے دن آ گئے۔ اندر باہر ہجوم ہو گیا۔ ڈاکٹر آتے رہتے اور دوائیں بدلتے رہتے۔ لطف اللہ اور ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ مشقت کا کوئی کام مٹھن سے نہ لیا جائے' محفل میں جانا دشوار ہو گا۔ ادھر مٹھن کا اصرار تھا کہ وہ ختم شریف کی محفل میں ضرور شریک ہو گا۔ وہ اسی کے لئے آیا ہے۔ ۲۸ر فروری کی صبح ہر سال وہ آٹھ بجے بن سنور کر جایا کرتا تھا۔ اس روز (جمعہ' ۲۸ فروری ۱۹۹۲ء) دس بجے کا وقت ہو گا۔ اس نے کہا کہ اسے اچھی طرح تیار کیا جائے۔ وہ کلاہ و دستار' شیروانی نہ پہن سکا' لیکن سر پر سفید رومال باندھا' آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ اسے پہیئے والی کرسی پر محفل میں لے جایا گیا' یہی شاید اس کی آخری خواہش تھی۔ قریباً نصف گھنٹے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آ گیا اور چارپائی پر ڈھیر ہو گیا۔ میں نہ پوچھ سکی کہ وہ دادا جان کے مرقد پر سلام کو گیا تھا یا نہیں؟ مٹھن کو اب نہ دوا سے غرض تھی نہ غذا سے' وہ جانے کہاں مگن تھا۔ پانی کی طلب ظاہر کرتا رہا اور صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جپتا رہا۔ ہفتے کا دن تھا' مجھے کسی نے نہیں بتایا تھا کہ ڈاکٹروں

Marfat.com

کی تیس دن کی مہلت پوری ہو چکی ہے۔ اپنے سرہانے کے دائیں طرف الماری کے آئینے پر مٹھن نے اپنے ہاتھ سے لکھی تحریر چسپاں کر رکھی تھی۔ وہ طرح طرح سے اپنے جانے کا اعلان کر رہا تھا۔ بچوں کی وجہ میری بہن (بی بی جان) سے اس نے صاف لفظوں میں کہا تھا کہ "ٹھیک فجر کے وقت میں رخصت ہو جاؤں گا۔" "کہاں جاؤ گے؟" بہن پوچھتی رہی تھی۔ مجھے میری بہن نے خود نہیں بتایا تھا۔ شام سے طبیعت ہموار نہیں تھی۔ مٹھن کا تنفس ہموار نہ تھا۔ تنفس کا سب دوپٹہ سے پکوا نہیں کر رہا تھا۔ مٹھن کی چھوٹی بہن اس کا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔ بڑی بہن سرہانے بیٹھی تھی بابا جی سامنے تھے، پلنگ پر میں بیٹھی تھی۔ میں بیٹھی تھی۔ وہ کسی کو پکار رہا تھا۔ انبیاؤں کی زیارت کے تذکرے سنے پڑ رہے تھے، ایک ہی دھن تھی کہ حضرت کی زیارت تھی۔ مٹھن اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار رہا تھا، وہ یہی کہے جا رہا تھا "حضور، آقا! نگاہ کرم!" یہی قیامت کی رات تھی۔ میرے غلاف کعبہ اس کے سینے پر رکھا، مدینہ منورہ میں روضہ رسول کی جالیوں سے مس کیا ہوا دوپٹہ رکھا، اس نے چوما، چہرے پر پھیرا، دعا کی، اس نے سب ہی سے کچھ نہ کچھ کہا، سب کو دعائیں دیں، اس کی بہنیں کلمہ طیبہ کا ورد کر رہی تھیں۔ لطف اللہ نے مٹھن کے سر کو اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔ علی الصبح کوئی چار بجے کی ساعت تھی۔ مٹھن نے لطف اللہ کو "السلام علیکم" کہا۔ لطف اللہ سمجھا کہ پیر جی اب سونے لگے ہیں، اس نے تکیے پر ان کا سر رکھ دیا۔ مٹھن نے کلمہ پڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا، حضور، اک نگاہ کرم! مٹھن نے دائیں پہلو چہرہ کیا ہوا تھا، اچانک اس کے تنفس میں روانی آئی، سب سمجھے کہ کچھ قرار آگیا ہے، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور پھر...... چند لمحے ہی گزرے...... مٹھن چلا گیا...... اسپیکر پر موذن درود و سلام پڑھ رہا تھا، فجر کی اذان شروع ہو چکی تھی......

۳۶ برس پہلے ۱۴ رجب کی شب، چاند کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی، ڈھائی بجے میرا مٹھن اس دنیا میں آیا تھا، ۳۶ برس بعد ۲۵ شعبان کی صبح، چاند دور کہیں، مدھم ہو چکا تھا، پانچ بجے صبح میرا مٹھن اس دنیائے فانی سے چلا گیا۔ آنے جانے کی ساعتوں میں ڈھائی گھنٹے ہی کا فرق

Marfat.com

ہے' وہ بھی کچھ اتنا مختصر ہی جیا۔ گھر میں کیسا سناٹا ہے' شاید دنیا ہی ویران ہو گئی ہے۔ جی میں آئی کہ اپنے معبود' رب کریم سے پوچھوں کہ میرا تو ایک ہی لعل تھا' اسے میرا جنازہ تو اٹھا لینے دیا ہوتا...... معبود! میں تیری رضا پہ راضی ہوں' نہیں معلوم! کب تک روتی رہوں گی' بے صبری کا رونا نہیں' مٹھن جیسا لعل نظر نہیں آتا۔ محرومی' جدائی کا زخم رستا ہے' ہوک اٹھتی ہے تو آنسو ہی ترجمان ہوتے ہیں...... ایک سال تک وہ دور رہا تھا' اس کے واپس آنے کے انتظار میں وقت گزار لیا' اب وہ تو نہیں آئے گا' اب بہشت بریں میں مجھے اس کے پاس جانے کا انتظار کرنا ہو گا...... جانے کب تک!!

بیٹا! مٹھن کے بغیر کیسا محسوس کرتے ہو؟ تم تو بہت قریب تھے اس کے' میری دعا ہے بیٹا' میرے مٹھن کا یار سلامت رہے۔ مجھ سے پیر جی کی والدہ ماجدہ نے کچھ یہی کہا تھا' ماہ صیام کی ایک شام میں حضرت کرماں والا شریف گیا تھا۔ پیر جی سرکار کے بغیر کیا گزری' اپنا احوال کیا لکھوں! بے بے جی قبلہ یہ سب کچھ کہہ چکیں تو میرے دل میں آیا کہ کہوں میں بھی تو آپ کا بیٹا ہوں' کاش میں اس لائق ہوتا...... میرے پیر جی کا بدل کسی کے لئے بھی کوئی کہاں ہو سکتا ہے......!!!

پیر جی کی اہلیہ محترمہ کہنے لگیں! بی بی جان (پیر جی کی خالہ محترمہ) نے میڈیکل رپورٹ پڑھ لی تھی' وہ جان گئی تھیں کہ پیر جی کو ڈاکٹروں نے مایوس ہو کر گھر بھجوایا ہے۔ لطف اللہ' پیر جی کے ساتھ آیا تھا۔ بی بی جان نے لطف اللہ سے فون پر ایک روز کہا کہ ہمیں رپورٹ سے بہت کچھ معلوم ہو گیا ہے تم ہمیں سب کچھ کہہ دو' لطف اللہ کم سن ہے لیکن پیر جی کے ساتھ رہ کر اس نے بہت کچھ سیکھ لیا تھا' وہ ہونٹ سیئے ہوئے تھا۔ بی بی جان نے اسے واسطے دیئے' لطف اللہ نے بی بی جان سے کہہ دیا اور شرط رکھی کہ بابا جی قبلہ اور بے بے جی تک بات نہ پہنچے۔ جس لمحے بی بی جان' لطف اللہ سے بات کر رہی تھیں' میں نے دوسری طرف سے فون پر سن لیا تھا' مجھے یہی محسوس ہوا کہ میں اپنی ٹانگوں پر کھڑی نہ رہ سکوں گی' میرا خون جیسے کسی نے نچوڑ لیا تھا' جانے کیسے میں بی بی جان تک پہنچی وہ از خود رفتہ ہو رہی تھیں' ان

Marfat.com

کی نظر مجھ پر پڑی تو میرا ستا ہوا چہرہ اور پھیکا پڑتا رنگ دیکھ کر وہ بے تاب ہو کر پوچھنے لگیں، تجھے کیا ہوا؟ خیر تو ہے؟ میں نے فوراً کہہ دیا، بی بی جان! لطف اللہ سے آپ کی باتیں میں نے سن لی ہیں۔ بی بی جان ہاتھ جوڑ کر مجھ سے منت گزار ہوئیں کہ آپا جان (بے بے جی) کو خبر نہ ہونے پائے۔ میں نے انہیں یقین دلایا مگر اپنا احوال میں کسے بتاتی، مجھ میں اتنی تاب کہاں تھی کہ اپنی دنیا لٹنے کی خبر سن کر صبر و ثبات کا مظاہرہ کرتی، ایک ایک لمحہ قیامت ہو گیا تھا، نہ جانے دل نے لطف اللہ کی بات سن کر بھی یقین نہیں کیا تھا، مجھے یہی امید تھی کہ پیر جی ضرور اچھے ہو جائیں گے، اللہ کریم ضرور مہربانی فرمائے گا۔ پیر جی بہت بات نہیں کر پاتے تھے، ہر وقت ان کا چہرہ دائیں کروٹ رہتا تھا، میں نے کہا کہ گردن میں دکھن ہونے لگے گی، بل پڑ جائے گا، کچھ جواب نہیں دیا۔ غنودگی کے عالم میں اگر کبھی میں چہرہ دوسری طرف پھیر دیتی تو کچھ لمحے بعد دیکھتی کہ چہرہ خود بخود دائیں کروٹ پھر جاتا۔ شاید انہوں نے عادت پختہ کر لی تھی، وہ گمان کرتے ہوں گے کہ اگر دیار غیر میں بلاوا آ گیا تو جانے کوئی چہرہ دائیں کروٹ پھیرے نہ پھیرے!

مجھے ''کرماں والی'' پکارنے لگے تھے۔ میں نے فون پر انہیں کہا تھا کہ ڈاکٹر آپ کو آنے کی اجازت نہیں دیتے تو آپ مجھے لندن آنے کی اجازت دے دیجئے، مجھ سے نہیں سہا جاتا۔ کہنے لگے، نہیں تم نہ آؤ، میں کوشش کروں گا کہ مجھے گھر آنے کی اجازت مل جائے۔ میں نے ایک روز کہہ دیا کہ آپ اجازت نہیں دیتے اور آتے بھی نہیں، میں بھائی منیر کے ساتھ خود آ رہی ہوں۔ پاسپورٹ بھائی منیر کو دیا کہ اسلام آباد جا کر ویزا حاصل کریں، ادھر اچانک آلاء فاطمہ کی ٹانگ میں فریکچر ہو گیا۔ اس حالت میں بچی کو چھوڑ کے جانا مشکل ہو گیا، قدرت کو یہی منظور تھا۔ پیر جی کا فون آ گیا کہ میں جلد آ رہا ہوں، اجازت مل گئی ہے۔ شامی (پیر جی کے خادم) کو فون پر پیر جی نے بتایا کہ ان کے کمرے کی ترتیب اس طرح کرو اور کموڈ وغیرہ رکھنے کی ہدایات دیں، دل گرفتہ شامی کہنے لگا کہ پیر جی کی تکلیف اتنی آ جائے۔ پیر جی مسکرائے اور کہا! ''شامی تم شاید ایک دن بھی نہ سہ سکو، اللہ کریم نے مجھ

Marfat.com

تکلیف دی ہے تو اس کا حوصلہ و صبر بھی بخشا ہے۔"

پیر جی گھر آئے تو بچیاں انہیں پہچاننے سے انکار کر رہی تھیں۔ بھائی جان! آپ کو کیا بتاؤں! وہ کتنی تکلیف میں تھے۔ میں ایک بار سانس لیتی تو وہ تین مرتبہ اس دوران سانس لیتے۔ خوش مزاجی میں فرق نہیں آیا تھا' میں کوئی خدمت کرتی تو دیہاتی لہجے میں دعا دیتے "اللہ حیاتی دے" میں نے کہا اللہ آپ کی عمر سو سال کرے' آپ سلامت رہیں' جئیں۔ کچھ نہیں کہا' کھینچ کے لمبی سانس لی۔ لسی پینے کی خواہش ظاہر کی' باباجی نے فرمایا' تھوڑی سی پلادو' میں نے لسی بنا کے پلائی۔ کہنے لگے 'لسی پینے سے زندگی سنور جاتی' تو کیا ہی بات تھی۔ کسی غذا کو کہتی تو انکار کر دیتے۔ میں نے پوچھا! پورا سال گزر گیا' لندن میں ہم سب سے دور کبھی اداس نہیں ہوئے؟ کہنے لگے "ہاں! اداس ہی رہتا تھا' سبھی یاد آتی تھیں۔ فون پر بات ہوتی تھی تو طبیعت بہل جاتی تھی۔ میں نے کہا کہ آپ جب کہتے تھے کہ آج طبیعت اچھی ہے تو ہمارے بھی دو دن آسان ہو جاتے تھے' جب کبھی پتہ چلتا کہ آج طبیعت ٹھیک نہیں ہے' تو ہمیں کچھ بجھائی ہی نہیں دیتا تھا۔ بھائی جان! زخم تو دیکھا تھا نا آپ نے! کیا ہو گیا تھا پیر جی کو' کیسی مشکل آپڑی تھی۔ واقعی پیر جی کا ہی حوصلہ تھا۔ ہم سب کو پچھلے سال زیارت و عمرہ پر لے گئے تھے اور ہم نے دعا کی تھی کہ اللہ کریم اولاد نرینہ عطا فرمائے' تو ہم سب ہی پھر حاضری دیں گے۔ میں نے کہا' پیر جی' حج کا اپنا الگ ہی مزا ہے' کہنے لگے' "کہاں والی! حج ایک ہی بار فرض ہے' عمرے سوا لاکھ سہی۔" پہلا حج جب کیا تھا' آپ بھی تو ساتھ تھے۔ پیر جی کو آپ خوب جانتے ہیں' کیسے تھے' میرا تو صرف دس برس ہی کا ساتھ رہا ۔۔۔اب زندگی میں تو شامل ہوں مگر زندگی پہاڑ ہو گئی ہے' جانے کیسے کٹے گی۔۔۔۔۔۔

بی بی جان (پیر جی کی خالہ جان) کہنے لگیں کوکب! ہم پیر جی کی خالائیں ہیں لیکن وہ ہمارا دوست تھا' ہمارے لاڈ اسی نے کیے' ہمارے مان اسی سے تھے' وہ کہا کرتا تھا کہ آپ سب نے میرے لاڈ کر کے مجھے بگاڑنے میں کسر نہیں رکھی' ہم کہا کرتے کہ ہمیں اپنے ارمان پورے کرنے کا موقع ہی کہاں ملا۔۔۔۔ اب سوچتی ہوں کہ واقعی ہم کہاں اس سے اتنا ملے'

Marfat.com

آپ روتی ہیں اور آنسو ہیں۔ اس کی جوانی کو روؤں یا اس کی موہنی صورت کو' اس کی ہر بات یاد آتی ہے۔ وہی وہ تھا' ہم اپنے معاملات میں اس کی رائے پر انحصار کرتے تھے' وہ گھر میں نہ ہوتا تو طے پاتا کہ مٹھن کا انتظار کرو' وہ آئے گا تو اس سے رائے لیں گے۔ کیسی بیماری آئی کیا شیر جوان تھا اور کیا ہو گیا تھا وہ لندن سے آیا تو دیکھا نہ جاتا تھا۔ میں نے میڈیکل رپورٹ حاصل کر لی تھی۔ ہم بہنوں نے رپورٹ پڑھی' حیران رہ گئیں' آپا جان (بے بے جی) ادھر آ گئیں' ہمارے چہرے آنسوؤں سے تر تھے وہ پوچھنے لگیں کیا بات ہے' تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔ ہم نے بات بنا دی اور انہیں کچھ نہ بتایا۔ مٹھن سے جب کبھی لندن فون پر بات ہوتی تھی وہ یہی کہتا تھا میں بالکل صحت مند ہوں' پوچھتا تھا' آپ کے لیے کیا لاؤں' میں یہی کہتی تھی' تم تندرست ہو کر آ جاؤ' خالہ کی یہی خوشی ہے۔ مٹھن جب لندن سے آیا اس کے ساتھ میری بھتیجی بشیر احمد جاوید صاحب کا پوتا' نوجوان لطف اللہ تھا' مٹھن نے مجھ سے کہا' خالہ جان' میں لندن سے لطف اللہ کو لایا ہوں' یہ وہ نوجوان ہے جس نے میری اتنی خدمت کی ہے کہ شاید کوئی اور نہ کر سکتا۔ آپ کو بھی تھکن یا اکتاہٹ کا احساس ہو جاتا' لیکن یہ کبھی نہیں تھکا' یہ اب یہیں رہے گا' آپ نے اس کا خیال رکھنا ہے۔ میں نے کہا خالہ صدقے' مٹھن تم ٹھیک ہو' آپ کے اس خادم کی ساری عمر خدمت کروں گی' اور یہی کہوں گی کہ تم ادا نہیں ہو' آپ سلامت رہو۔ میں شاید تو اب دعا بھی بھول گئی تھی۔ اللہ سے یہی دعا کرتی رہتی۔ بڑی پھوپھی تھی نے ہر طرح کی فائق دیکھنے کا میری ماں (مٹھن کی نانی) جان کا ارمان تھا' انہوں نے مٹھن کو دینی' دنیوی دونوں علوم میں سرفراز دیکھنے کے لئے مٹھن کی تربیت میں بڑی محنت کی تھی۔ اشرف المدارس اسکول اوکاڑا کے بعد مٹھن کو دنیوی تعلیم جاری رکھنے پر ننھیال نے ترغیب دی' مٹھن نے ایف سی کالج لاہور سے انٹر پاس کیا اور پھر اوکاڑا کالج سے بی اے کا امتحان دیا اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے امتیازی حیثیت سے اسلامک اسٹڈیز میں ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ دینی تعلیم مٹھن نے اوکاڑا' بصیر پور اور بھیرہ میں حاصل کی۔ وہ علم کا خزینہ ہو گیا تھا۔ بھائی جان (باباجی قبلہ) کو مٹھن کی تربیت

Marfat.com

کا ہر طرح خیال رہا۔ انہوں نے علم کے ساتھ عمل میں بھی مٹھن کو ممتاز کیا' مٹھن' دربار شریف کی مسجد میں نمازوں کی امامت کرتا' جمعہ کا خطبہ اور جماعت کروانا اسی کے ذمے تھا۔ سفید لباس سادہ مگر صاف ستھرا پہنتا' خوش خوراک تھا اور ہر لقمے پر بسم اللہ پڑھا کرتا' کبھی اس نے کسی چیز پر منہ نہیں بنایا کہ وہ نہیں کھانا چاہتا' مٹھن کو فرمائشوں' نخروں سے واسطہ ہی نہ تھا۔ دوستوں یاروں کے ساتھ وہ شوخ بھی ہوتا تھا اور بزرگوں کے لئے وہ تواضع کا مرقع تھا! اس کے بچپن کے ساتھی جاوید اقبال چاندا' جہاں گیر اور آپ (کوکب) تھے' اسلم سیال' قاری صغیر یونیورسٹی کے ساتھی تھے۔ پیر عارف شاہ اور قاضی اسلم علی بھی اس کے قریب تھے۔ اب لطف اللہ ہردم مٹھن کے ساتھ تھا' سائے کی طرح! مٹھن نے اسے گھر کا فرد بنالیا تھا۔ لطف اللہ سے میں نے پوچھ لیا کہ مجھے سچ سچ بتادو' مٹھن کی حالت بتارہی تھی کہ اسے کوئی افاقہ نہیں۔ لطف اللہ نے بتایا کہ ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ ہمیں کوئی امید نہیں' بہتر ہے کہ انہیں ان کے قرابت داروں میں لے جاؤ' شاید ان میں رہ کر چند دن زیادہ گزار لیں۔ خود ہی پوچھا تھا' سنانے والے سے نہیں کہہ سکتی تھی کہ برداشت دیکھ کر کہا ہوتا۔ آپا جان سے اس خبر کو چھپانا ضروری تھا' بھائی جان سے بھی نہیں کہا۔ مٹھن کے سامنے مسکرانے کا حوصلہ کرنا پڑتا تھا حالاں کہ دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ میں واقعی مٹھن کی ایسی خدمت کہاں کرسکتی تھی' مجھے خود کو سنبھالے رکھنا دشوار ہو رہا تھا' ایسی خدمت لطف اللہ ہی کا حصہ تھا۔ ہفتہ ۲۹ر فروری ۱۹۹۲ء کو ظہر کے بعد مٹھن نے مجھے کہا' "بی بی جان! صبح فجر کے وقت میں چلا جاؤں گا" میں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہا ہے پھر بھی پوچھا "خالہ کی جان! کہاں چلے جاؤ گے؟" مٹھن نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضور اک نگاہ کرم' یہی صدا سنی۔ رات جاوید اقبال چاندا آیا' اس نے چاہا کہ مٹھن اس سے کوئی بات کرے' مٹھن اسے جس لفظ سے پکارتا تھا چاندا کہتا رہا کہ اسے ایک بار پھر مٹھن اسی لفظ سے پکارے۔ چاندا گریہ کرتے ہوئے چلا گیا۔ مٹھن شاید اس دنیا سے اپنے تئیں منہ موڑ چکا تھا' اس نے کہیں اور ناتا جوڑ رکھا تھا۔

Marfat.com

صبح وہ فجر کی اذان شروع ہوتے ہی چلا گیا...... موت بھی شاید اپنے کیے پر پشیمان ہوگی' کون چلا گیا...... یوں لگتا ہے بھرا پرا گھر خالی ہو گیا ہے' مٹھن کی برداشت' اس کے حوصلے' اس کے صبر کی مثال دی جا سکتی ہے' سوچتی رہتی کہ اللہ نے مجھے کیوں نہ بلا لیا' میں کون سی اہم ہستی ہوں' مٹھن تو دین کا مبلغ تھا' اسلام کا سپاہی تھا' اس کا ہر لمحہ بامقصد تھا مگر۔

بجھ گئی وہ شمع جو مقصود ہر پروانہ تھی

وہ سب اپنی اپنی بہنوں سے اسلام پر قائم ہوں بھائی بہن (بابا جی) کو صبر و ہمت ان اللہ والوں کی کا حصہ ہے' اللہ ان کا دم سلامت رکھے۔ میرے مٹھن سا کوئی نظر نہیں آتا' اس کی کمی ان جیسی رہ رہ محسوس ہو رہی ہے' اللہ اسے جنت میں آسودہ رکھے......!

پیر جی کی بڑی ہمشیرہ باجی بتانے لگیں...... شاید میں سب سے زیادہ تنہا رہ گئی ہوں' دور رہ کر بھی جدا نہیں ہوا تھا' جب بھی آتی' مٹھن مجھے لینے پہنچ جاتا' مہر و محبت ہی اس کی خو تھی' پچھلے سال اس نے زیارت و عمرہ کا عزم کیا' مجھے بتائے بغیر میرے لیے بھی ٹکٹ لے لیا اور ساتھ لے گیا۔ دوران سفر اور مدینہ منورہ میں اسے سبھی کی آسائش کا خیال دامن گیر رہا۔ بار بار پوچھتا تھا' باجی جی! کسی چیز کی ضرورت' طلب ہو' ضرور کہیں۔ حاجی سلیم صاحب (فیصل آباد) کے اہل خانہ سب ساتھ تھے۔ آٹھ دن مدینہ منورہ میں رہے' مٹھن کو گوارا نہیں تھا کہ ہمیں کسی طرح کوئی دشواری ہو۔ سب مجھے بڑی شہزادی کہتے ہیں' مٹھن تھا تو ہم شہزادیوں ہی کی طرح تھے' وہ ایسا بھائی تھا جس پر ناز تھا' اسے کب گوارا تھا کہ ہماری آنکھوں میں آنسو آئیں۔ اب مٹھن نہیں ہے' اب آنکھوں میں آنسو ہی بھرے ہیں' یہ کیا ہو گیا' دنیا ہی اندھیر ہو گئی۔ صبر و ہمت بھی اللہ کی عطا پر ہے' اللہ مجھے اور سب کو صبر دے......

پیر جی کی چھوٹی ہمشیرہ کچھ نہ کہہ سکیں' پیر جی ان کی بہت ناز برداری کرتے تھے۔ پیر جی سا بھائی جدا ہو جانے پر کیا کچھ نہ بیتی ہوگی' بہنوں کے مان ہی بھائیوں سے ہوتے ہیں اور جن بہنوں کا بھائی پیر جی سا ہو' ان کی کوئی کیا کہے!

پیر سید محمد جمیل الرحمن چشتی' پیر جی کے بڑے بہنوئی ہیں۔ وہ مجھے پیر جی کے اس

Marfat.com

کمرے میں لے گئے جو کمرہ شادی سے پہلے پیر جی کا کمرہ تھا' اسی کمرے میں پیر جی مجھے ٹھہراتے تھے۔ پیر جمیل الرحمٰن کہنے لگے' یہ آپ ہی کا کمرہ تھا۔ پیر جی کی کتابیں' ڈائریاں رکھی تھیں۔ ماسٹر غلام رسول صاحب کے پیر جی کے نام خطوط رکھے تھے' پیر جی کے نام مجھے اپنا لکھا ہوا ۱۹۸۰ء کا ایک خط ملا۔ مجھ پر کپکپی سی طاری تھی۔ پیر جی کی چھوٹی بیٹی مجھے ملنے آئی۔ ۱۹۸۷ء کے سفرِ حج میں ڈاکٹر محمد اظہر بھٹہ صاحب کے ہاں' وڈیو میں میری پیر جی کے ساتھ کچھ جھلکیاں اور گفتگو اس نے دیکھی ہوئی تھی۔ میں زیادہ دیر وہاں نہ ٹھہر سکا۔ دربار شریف میں پیر جی کے قدموں بیٹھا روتا رہا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی حضرت کرماں والا شریف گیا ہوں اور مجھے تنہا وہاں وقت گزارنا پڑا ہو' پیر جی مجھے ساتھ رکھتے تھے۔ صبح ہوئی' میں نے لطف اللہ سے پوچھا! لندن میں پیر جی کے ساتھ آپ ہی زیادہ رہے بلکہ آپ ہر وقت ساتھ رہے۔ مجھے کچھ بتائیے! لطف اللہ نے کہا! پیر جی بہت زیادہ بیمار تھے لیکن خوش کلامی میں فرق نہیں آیا۔ ڈاکٹروں اور ہسپتال کے عملے کو اتنا مانوس کر لیا تھا کہ سب ہی خوش تھے۔ ڈاکٹروں کو السلام علیکم کہنا سکھایا اور کہا کہ یہ سلام ہر وقت الفاظ کی تبدیلی کے بغیر کہا جاتا ہے' صبح' دوپہر' شام اور رات کے انگریزی "گڈ مارننگ' گڈ نائٹ" کی طرح نہیں۔ Thank you کی جگہ "شکراً" اور اس کے جواب میں "عفواً" کہنا بھی سکھا دیا تھا جو پورے ہسپتال میں سب کو یاد ہو گیا تھا۔ پیر جی کو غنودگی رہتی تھی' دوائیں ہی نذا ہوئی تھیں جب کبھی ان کے گھر سے فون آتا' چہرے پر رونق آجاتی' پیر جی قوت ارادی سے اپنی توانائی کا مظاہرہ کرتے اور اپنی نقاہت چھپاتے' کبھی ہمت ساتھ نہ دیتی تو کہتے نیند کا اثر ہے اس لیے آواز ایسی ہو رہی ہے۔ فون منقطع ہوتا تو ان پر نقاہت کا اتنا غلبہ ہو جاتا کہ دو چار گھنٹے بالکل بے سدھ رہتے۔ "حضور اک نگاہ کرم اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا دہراتے رہتے۔ میں انہیں نیند کرنے کے لیے کہتا رہتا۔ ایسی شدید بیماری' ہسپتال کا چھوٹا سا کمرہ اور سال بھر کا طویل دورانیہ' پیر جی تحمل اور ضبط کی مثال تھے۔ عیادت کرنے کو جو کوئی آتا' پیر جی اسے اپنی خوش کلامی سے ہنساتے رہتے۔ ایک دن ڈاکٹر نے مجھے پیر جی کے

Marfat.com

سامنے کمرے سے باہر آنے کو کہا۔ میں ڈاکٹر کے ساتھ کمرے سے باہر آگیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ "آپ سے میں چاہتا ہوں کہ انہیں ان کے قرابت داروں میں' ان کے گھر والوں میں لے جائیے' میرا اندازہ یہی ہے کہ کوئی تین ہفتے یہ گزار سکیں گے' گھر والوں میں طبیعت بہل گئی تو مدت دو ہفتے بڑھ سکتی ہے' ہم مایوس ہو چکے ہیں۔" میں تھکے قدموں سے کمرے میں آیا پیر جی نے پوچھا "طفو! ڈاکٹر نے جواب دے دیا نا؟" میں سنبھل گیا اور کہا کہ وہ تو بیسیوں کی بات کر رہا تھا کہ رقم ڈپازٹ نہیں کروائی۔ پیر جی نے کہا کہ "سال بھر تو کبھی اس نے بیسیوں کی بات نہیں کی' تم کہتے ہو تو ایسا ہی ہو گا۔" پیر جی کو اندازہ ہو گیا تھا' پیر جی گھر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہاں آکر وہ اچھا محسوس کر رہے تھے' مجھے توقع تھی کہ طبیعت میں فرق آئے گا۔ مجھے گھر کا فرد بنایا اور سبھی سے میری بہت تعریف کی۔ میری خدمت کا خوب چرچا کیا' پیر جی جیتے رہتے تو میری خدمت کارآمد ہوتی لیکن وہ تو چلے گئے۔ آخری سلام انہوں نے مجھی کو کیا۔ مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ لندن جائیں گے تو اکٹھے جائیں گے ورنہ تم بھی نہیں جاؤ گے۔ میں نے وعدہ کر لیا ایک روز کہنے لگے "طفو! وعدہ یاد رکھنا' طفو وعدہ بھولنا نہیں۔" میں اب یہیں رہوں گا' یہاں اپنے پیر جی کے پاس۔

کمرہ پیر جی سرکار

Marfat.com

پیر جی سرکار

مجھے اپنی فرومایگی اور ہیچ مدانی کا اچھی طرح احساس ہے

من ہیچ نیم تو ہمہ ہستی

آپ کو مقام محبوبی حاصل تھا۔ محبوب رب' محبوب رسول' آپ محبوب اولیاء تھے۔ آپ تو سب کے محبوب تھے۔ آپ کی محبت کی خوشبو نے بستیوں کو مہکایا۔

جب تک جیے' سربلند ہو کر جیے' آباء کو آپ پر ناز تھا تو معاصر اور وابستگان کو آپ کی ذات والا صفات سے نسبت پر یک گونہ افتخار۔

بے شک آپ اپنے باکمال بزرگوں کے فضل و کمال کا پیکر تھے۔

نیکی آپ کا اثاثہ' دل آویزی و دل ربائی آپ کا خاصہ تھی۔ یقین کیجئے' یہاں ہر دل میں آپ کے لیے عقیدت ہی عقیدت ہے' محبت ہی محبت ہے۔ اتنی کم عمر میں یہ فضیلت و مرتبت ولے کسے نصیب ہوتی ہے۔

مجھے یقین ہے وہاں باغ جناں میں آپ اپنے نانا جان' سرور کائنات' محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال کے مشاہدے سے سرمست ہوں گے۔ یہاں ایک میں ہی نہیں جانے کتنے آپ کے منظر دل فروز کی محرومی پر گریہ کناں ہیں۔

آپ کا وجود سب کے لیے سرمایہ اعتبار تھا' توانائی اور روشنی کا باعث' سچ پوچھیے' آپ سے تو زندگی کا نشہ تھا۔

اعتراف کرتا ہوں' جو سینے میں آپ کے لیے سمندر کی طرح ہے یہ نذرانہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ بہت کچھ کہنا اور لکھنا چاہتا تھا لیکن ابھی نہ زبان کو یارا ہے نہ قلم کو استقامت ہے۔ یہ چند لفظ بھی جانے کس عالم میں ممکن ہو گئے۔ نہ حق ادا ہوا ہے' نہ دل مطمئن ہوا ہے مگر حق تو شاید زندگی بھر نہ ادا ہو......

کوکب غفرلہ

Marfat.com

پیرجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

(یہ تحریر اس پیرجی پر تاثیر اس عاجز کی استدعا پر محترم المقام جناب کوکب نورانی صاحب نے مرحمت سے ارسال فرمائی۔ جو بصد شکریہ قارئین کرام کے پیش نظر ہے (ابنِ نوال)

برسوں پہلے کی بات ہے۔ دنیا میں اسکائی لیب گرنے کا چرچا تھا اور اس دن سب ہی کسی قدر خوف زدہ تھے کہ اسکائی لیب کہیں پاکستان کی سرزمین پر نہ گرے۔ اس لئے لوگ اس روز سفر سے اجتناب کر رہے تھے۔ میں اس روز آستانہ عالیہ کرماں والا شریف میں تھا۔ پیرجی سرکار سے عرض کی کہ پاک پتن شریف جانے کو جی مچل رہا ہے۔ میری خواہش پر پیرجی سرکار نے کبھی "نہیں" کہا ہی نہیں۔ کار منگائی اور ہم دونوں پاک پتن کی جانب چل دیئے۔ باباجی قبلہ فرمانے لگے کہ آج تو اسکائی لیب کا شور ہے اور تم دونوں باہر جا رہے ہو۔ میں نے عرض کی حضرت اسکائی لیب کی شہرت کیلئے شور ہے وہ پاکستان میں نہیں گرے گا۔ فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ مگر احتیاط رکھنا اور زیادہ دیر نہ لگانا۔ پاک پتن جاتے ہوئے راستے میں پیرجی فرمانے لگے۔ کوکب بھائی آپ نعت شریف شروع کریں۔ طریقہ یہ ہوگا کہ ایک شعر آپ پڑھیں گے اور پھر وہی شعر میں پڑھونگا۔ اور پھر ہم وہ شعر دونوں مل کر پڑھیں گے۔ پیرجی سرکار نے خود ہی کلام کا انتخاب بھی کیا۔ راستے بھر طرز' لے' ترنم اور سروں کے جوہر پیرجی نے دکھائے۔ اور خود ہی فرمانے لگے۔ ایسی قوالی ہو تو نقشبندیوں کو بھی اعتراض نہیں۔ میں حیران رہا کہ پیرجی سرکار اس عمدگی سے نعت شریف پڑھتے ہیں۔ پیرجی سے راستہ بھر اشعار کی شرح میں بھی ایسے ایسے نکات سنتا رہا کہ ان کی ذہانت' ذوق اور علم و آگہی پر عش عش کرتا رہا۔ ہم بہت دھیمی رفتار سے سفر کرتے رہے۔ تاکہ گفتگو زیادہ ہو پیرجی کی رفاقت میں وقت کب شمار ہوتا تھا۔ لیکن وقت کی اپنی رفتار ہے اور وہ اسی رفتار سے اپنی چال چلتا ہے۔ ہماری گفتگو ناتمام رہی اور سفر تمام ہوگیا۔ حضرت بابا صاحب کی حاضری میں بڑا لطف رہا۔

Marfat.com

پیرجی فرمانے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بابا صاحب نے آپ کو بلایا ہے اور آپ کے اور ان کے درمیان خصوصی تعلق ہے۔ پیرجی دیر تک حضرت بابا صاحب کا ذکر فرماتے رہے۔ حضرت بابا صاحب کی منقبت میں دو شعر پڑھے اور واپسی کے سفر میں ہم دونوں نے کوئی پچاس مرتبہ وہی اشعار دہرائے۔ اس روز ہم دونوں نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا۔ افطار کے قریب ہم واپس آستانہ شریف پہنچے۔ پاک پتن شریف کا سفر اس کے بعد بھی دو مرتبہ پیرجی سرکار کے ساتھ رہا۔ مجھے انہوں نے فرمایا کہ چشتیاں شریف آپ کا ننھیال ہے۔ (پیرجی مجھے تم تو سے نہیں خطاب کرتے تھے اس لئے انہی کے اصل الفاظ استعمال کر رہا ہوں) فرمایا کہ کبھی ہمیں بھی لے چلو۔ میں نے عرض کی ضرور آپ کے ساتھ چلوں گا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم مخدوم نور محمد صاحب مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پر ساتھ چلیں گے۔ پیرجی کے حکم کے مطابق رات کو دیر سے پہنچا۔ دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کسی خادمہ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے نام بتانے کی بجائے کوئی شوخ لفظ کہہ دیا۔ جو خادمہ نے ان کے رو برو دہرا دیا۔ چند لمحے کے بعد پیرجی تشریف لائے۔ بڑے تپاک سے ملے اور فرمانے لگے میں اپنی بیٹی سے کھیل رہا تھا۔ میں تو نہیں پہچان پایا۔ مگر آپ کی بھابھی نے کہا کہ کوکب بھائی آئے ہوں گے۔ ایسا وہی کہہ سکتے ہیں۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ مگر پیرجی نے اصرار کر کے پر تکلف طعام کا اہتمام کیا۔ حضرت باباجی قبلہ حج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہی کے کمرے میں ہم دونوں نے باتوں میں صبح کر دی۔ اذان فجر سے پہلے ہم نے نوافل پڑھے۔ فجر کی نماز کے بعد پیرجی نے فرمایا کہ صرف ایک گھنٹہ نیند کر لو پھر چلیں گے۔ مگر پندرہ منٹ بعد پھر آگئے فرمایا ناشتہ کر لو۔ میں نے بے تکلفی میں کہا کہ دو دن یہاں رہا اور اسی طرح خوراک رکھی تو اپنے کپڑوں میں نہیں سما سکوں گا۔ وہ حاضر جوابی میں اسی بے تکلفی سے گویا ہوئے کہ کیا مضائقہ ہے میرے کپڑے پہن لینا۔ وہ کھلکھلا کے ہنستے اور باغ بہار طبیعت رکھتے تھے۔ اس سفر میں اور بھی احباب ساتھ ہو گئے۔ راستے میں پرندوں کا شکار بھی کیا۔ حاجی محمد انور مکھی کے ہاں چشتیاں میں قیام کیا۔ میرے سگے ماموں الحاج شیر محمد صاحب بھی چشتیاں ہی میں مقیم ہیں۔ میں اپنے اعزہ سے

Marfat.com

صرف مٹ گیا۔ کیوں کہ پیرجی سے رفاقت کا تقاضا یہی تھا کہ ان کے ساتھ رہوں۔ شام کو اور اگلی صبح عرس شریف کی تقریبات میں شریک ہوئے۔ پیرجی سرکار کی پذیرائی دربار شریف میں خوب ہوئی تھی۔ ختم شریف ہوتے ہی ہم واپس آ گئے۔ اس سفر میں بھی نعت خوانی ہوتی رہی۔ حافظ عمار ان دنوں بہت کم سن تھے۔ وہ بھی ساتھ تھے وہ بھی نعت شریف سناتے رہے۔ واپس آکر میں نے پوچھا کہ اب کہاں سفر میں مجھے ساتھ دینا ہے؟ فرمانے لگے۔ کہ اللہ نے چاہا تو مدینہ منورہ اکٹھے چلیں گے۔ میں نے فورا تائید کی۔ پیرجی نے اپنی اہلیہ کے ساتھ سفر حج کی درخواست دی جو منظور ہوگئی۔ وہ تیاری کرکے کراچی آگئے۔ تیسرے روز روانگی تھی۔ میرے گھر آکر فرمانے لگے کہ آپ نے کہا تھا کہ سفر مدینہ میں ساتھ چلیں گے۔ آپ تیار ہو جائیں۔ میں نے عرض کی کہ پیرجی درخواست دیتے وقت آپ نے یاد نہیں کیا اور اب ویزے بند ہوگئے ہیں۔ دو دن بعد حجاج کی روانگی کا مرحلہ مکمل ہو جائے گا۔ میں تو تیار ہوں لیکن ظاہری طور پر کاغذات وغیرہ کی تکمیل یعنی حج پاس پورٹ ویزا آسان نہیں فرمانے لگے آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کاغذات کیسے بنیں گے یہ تو آپ جانیں۔ آپ کو چلنا ہوگا۔ میں نے عرض کی کہ ابھی چھ ماہ پہلے ہی زیارت و عمرہ کرکے آیا ہوں۔ آئندہ سال سہی۔ میں نے اس سال جانے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ فرمانے لگے دلائل راستے میں پیش کردینا۔ فی الحال تیاری کرو۔ مجھے احساس ہوا کہ پیرجی ساتھ لے جائے بغیر نہیں مانیں گے۔ کوشش کرنے میں کیا عذر ہے۔ وزیراعلی سندھ سید غوث علی شاہ کو فون کرکے صورت احوال بتائی۔ اتفاق کہ وہ مہربان ہوگئے اور انہوں نے وزیراعظم محمد خاں جونیجو سے بات کرنے کا وعدہ کرلیا۔ کیوں کہ اس کے سوا اس وقت کوئی اور گنجائش نہیں تھی کہ سعودی سفارت خانے والے کسی کی مانتے۔ رات کو وزیر اعلی سے بات کی تھی۔ صبح حج ڈائریکٹر کراچی حاجی کیمپ کا فون آیا کہ آپ کے لئے وزیراعظم کی طرف سے خصوصی احکام موصول ہوئے ہیں۔ آپ پیسے اور اپنی تصاویر' شناختی کارڈ وغیرہ فورا" حاجی کیمپ لے آئیں۔ اسی شام ویزا لگوا کر پاس پورٹ مجھے تھما دیا گیا اور رات کی پرواز سے پیرجی کے ہمراہ نشست بھی مل گئی اور پہلی مرتبہ حج قیران کی سعادت بھی حاصل ہوگئی۔ اس سے پہلے

Marfat.com

حج تمتع اور حج افراد کیا تھا۔ بغیر معلم کے ہم نے حج کیا۔ ڈاکٹر محمد اظہر بھٹہ کاشفی صاحب اور دیگر افراد بھی اس حج میں پیرجی کے ساتھ شریک ہوئے۔ پیرجی کی معیت میں اس حج کا لطف سوا تھا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک سفر میں پیرجی تمام راستے مجھ سے قصیدہ بُردہ شریف سنتے رہے اور جونہی مدینہ منورہ قریب ہوا۔ ہم نے سلام پڑھنا شروع کردیا۔ گنبد خضرا پر نظر پڑتے ہی ہماری آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے۔ اور پیرجی سرکار وفور محبت میں گنبد شریف کا استلام کرنے لگے۔ پیرجی بڑے اہتمام سے حاضری کیلئے تیار ہوئے۔ مواجہ شریف میں مجھے اپنے ساتھ کھڑا کرکے صلوۃ و سلام کا ہدیہ پیش کیا اور اعلی حضرت فاضل بریلوی کی کہی ہوئی دو نعتیں پڑھنے کی مجھ سے فرمائش کی۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک ہم نے مواجہ شریف میں قیام کیا۔ یوں محسوس ہورہا تھا کہ سرکار ابد قرار' حبیب پروردگار' نبی مختار امت کے غم خوار حضور رحمت للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انوار ان کی برکات ان کی رحمت ان کی خصوصی نظرعنایت ہمیں میسر ہے۔ ہمیں کسی شرطہ نے اس دوران تنگ نہیں کیا۔ ہم پر کیف اور حال طاری تھا۔ حضرت پیرجی سرکار کا عالم وہی جانتے تھے۔ مجھے یہی احساس تھا اور میں مشاہدہ کررہا تھا۔ کہ خصوصی طور پر کرم کیسے ہوتا ہے۔ اسے مبالغہ یا مغالطہ نہ سمجھا جائے۔ میں عرض گزار ہوں کہ وہ منظر جس قدر بیان کیا ہے اس سے زیادہ بیان کرنے کا حوصلہ ہے نہ ہی اجازت ہے۔ لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ اس حاضری میں جو کچھ لطف و انعام پایا اس پر ہم دونوں نے یہ مصرع وہیں دہرایا کہ

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے
ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

میں یہی کہوں گا کہ میرے لئے یہ سب پیرجی کی بدولت تھا۔ دوران قیام کئی اہم موضوعات پر پیرجی سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور اس سے ان کی ذہانت اور ذوق کی آگہی بھی ہوئی ہم نے گفتگو کو کبھی بوجھل نہیں ہونے دیا۔ ظرافت کی چاشنی بھی ایسی رہتی جس میں شگفتگی اور عمدگی ہوتی۔ ایک سال پیرجی سرکار نے آستانہ شریف کی مسجد میں عشاء کے بعد درس کا آغاز کیا۔ مجھے فون پر

Marfat.com

وہ درس کا خلاصہ سناتے۔ مجھے ان سے اصرار رہا۔ کہ وہ عرس شریف کی محفل میں زبانی (بغیر دیکھے) تقریر فرمایا کریں۔ وہ فرماتے کہ مجھے آپ کی طرح موضوعات پر مواد کا استحضار نہیں۔ اور علی الموضوع مختصر گفتگو بغیر دیکھے میرے لئے مشکل ہے۔ میں اصرار کرتا رہتا مگر وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہتے۔ اپنے اس مقالہ کیلئے وہ بہت محنت کرتے تھے اور جزئیات پر بھی مشورت فرماتے تھے۔ انہیں دھن سوار ہوجاتی تھی کہ وہ جو بیان کریں وہ ہر طرح عمدہ اور جامع ہو۔ مقالہ پڑھتے ہوئے ان کی آواز اور لہجہ بہت باوقار ہوتا۔ اور وہ سامعین پر اثرانداز ہوتے تھے۔ عرس شریف کے شرکاء تو ان کے دیدار کو بھی سعادت جانتے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ پیرجی سرکار اپنی تقریر کے آخری جملوں میں کیسی پیاری دعائیں کیا کرتے تھے۔ اوکاڑا شہر میں عرس شریف پر عام تعطیل کے لیے پیرجی سرکار نے بڑی کوششیں کی تھیں تاکہ لوگ ختم شریف کی بابرکت محفل میں باسانی شامل ہوسکیں۔

پیرجی اہل علم کے بڑے قدردان تھے۔ اور ان کی بہت عزت افزائی کرتے تھے۔ یہ ان کی علم دوستی کی علامت تھی۔ وہ غریب پرور اور سخی تھے۔ ایک دن ساہیوال میں مجھے اپنے چچا محترم شیخ محمد طیف صاحب کے سسر کی تعزیت کے لئے جانا تھا۔ پیرجی نے فرمایا ہم آپ کے ساتھ جائینگے اور حضرت شیخ الاسلام مولانا غلام علی صاحب کو بھی اشرف المدارس سے لیتے چلیں گے۔ حضرت مولانا نے ہماری رفاقت پر انکار نہیں فرمایا۔ راستے بھر ان سے علمی موضوعات پر خوب گفتگو رہی۔ حضرت مولانا کو مشہور پنجابی مثنوی سیف الملوک کے چیدہ چیدہ اشعار خوب یاد ہیں۔ حضرت نے جب وہ سنانے شروع کیے تو پیرجی بہت محظوظ ہوئے اور مجھے بعض اشعار کو تقریر میں شامل کرنے کے لئے لکھنے کو فرمایا۔ آپ کی مرتبہ کتاب "خزینہ کرم" کی دوبارہ اشاعت کے لئے پیرجی سرکار ایک شام مجھے ساہیوال لے گئے اور فرمایا کہ پرنٹر سے بات کرنی ہے۔ مجھ سے وہ لحاظ میں کھل کر بات نہیں کرتا۔ آپ کو اس کام کا بھی تجربہ ہے۔ اس لئے اس سے بات کریں۔ اور کتاب کا سرورق بھی تیار کریں۔ جناب خالد یوسفی مشہور خطاط اسلام حضرت حافظ یوسف سدیدی صاحب مرحوم و مغفور کے بہترین شاگرد رشید

Marfat.com

ہیں۔ ان سے سرورق میں نے لکھوا کر پیرجی کو بھجوایا تو پیرجی نے بہت پسند کیا۔ پیرجی فرمانے لگے کہ اس کتاب کے ابتدائی صفحات آپ از سرنو مرتب کریں۔ میں نے کچھ محنت کی لیکن پرنٹر کتاب کی طبع دوم شائع کرچکا تھا۔ پیرجی فرماتے تھے کہ اس کتاب کی تلخیص تیار کی جانی چاہیئے۔ ان میں جانے کتنے ولولے تھے۔ وہ بہت کچھ کرنے کا عزم رکھتے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا غلام علی صاحب قبلہ کے دارالعلوم اشرف المدارس کی ترقی اور توسیع بھی وہ چاہتے تھے۔ میں نے اس بارے میں کچھ مشورے بھی دیئے۔ جن پر پیرجی بہت خوش ہوئے۔ وہ حضرت مولانا کو ایک استاد ہی کی عزت نہ دیتے تھے۔ بلکہ انہیں اہل سنت کے لیے عظیم سرمایہ جانتے تھے۔

رینالہ خورد میں حضرت عبدالصمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضور صاحب سے حضرت گنج کرم علیہ الرحمتہ کے مخلصانہ محبانہ مراسم تھے۔ ان کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ عبدالسلام صاحب نے اپنا خواب سنایا کہ انہیں طلب تھی کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کی خصوصی اجازت حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اور خاص نسبت عطا ہو۔ تو انہیں حضور غوث پاک کی زیارت ہوئی اور حضرت غوث پاک کے ساتھ حضرت مولانا علامہ غلام علی صاحب قبلہ تشریف فرما تھے۔ اور خواجہ عبدالسلام کو حضور غوث پاک نے حضرت مولانا کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اپنی طلب کی تکمیل کے لئے ان سے رجوع کرو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مولانا سے فیضان حاصل کیا۔ حضرت پیرجی سرکار فرماتے تھے کہ حضرت مولانا غلام علی صاحب قبلہ کی اوکاڑا میں موجودگی ہمارے لئے بہت نعمت ہے۔ وہ اکثر حضرت مولانا کے پاس جاتے اور استفادہ کرتے۔ انہوں نے تنظیم المدارس کے تحت امتحان بھی اشرف المدارس میں پاس کیا۔ لیکن وہ سند ان کے وصال کے بعد آئی۔

Marfat.com

پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کی درخشاں زندگی کے حالات

(از نور احمد مقبول)

پیر جی کی ہمہ پہلو درخشاں اور تابندہ زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات کو صفحۂ قرطاس کی زینت بنا کر قلم بند کرنا گویا دریا کو کوزہ میں سمونا ہے، پروردگار عالم نے جن کمالات ظاہری اور باطنی سے آپ کو نوازا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں، مختصراً یوں کہہ لیجیے کہ وہ ایک بے مثال اور ناقابل فراموش شخصیت تھے "پیر جی" عین عالم شباب میں اپنے والدین شریفین اہل و عیال، عزیز و اقارب اور دوست احباب اور لاکھوں عقیدت مندوں کو غم میں نڈھال چھوڑ کر اس عالم فانی سے عالم بقا کو سدھارے، ہر آنکھ ان کی جدائی سے اشکبار اور ہر جان ان کے غم میں دل فگار ہے۔ "پیر جی" ہم میں ۳۶ سال رہے۔ وہ کیا تھے۔ ہم پہچان نہ سکے، وہ کس مقام فضیلت پر فائز تھے ہم جان نہ سکے، البتہ انہوں نے اپنی بیکراں علمیت علوِ مرتبت۔ اعلیٰ سیرت و کردار۔ دلربا اخلاق و عادات اور دیگر بے پناہ صلاحیتوں سے ایک دنیا کو اپنا گرویدہ اور مدح خواں بنا لیا تھا۔

آپ کے آباؤ اجداد

پیر جی رح کے دادا جان گنج کرم غوث دوراں اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے کے والد ماجد پیر سید سکندر علی شاہ المعروف سید سید علی شاہ تھے۔ حضرت گنج کرم تین بھائیوں میں منجھلے تھے، جائے سکونت کرماں والا شریف نزد ریلوے اسٹیشن فیروز شاہ ضلع فیروزپور (بھارت) تھی حضرت گنج کرم مادر زاد ولی تھے، بچپن میں ہی داغ یتیمی نصیب ہوا، ہمت بلند پائی تھی، مصائب و آلام کا مردانہ وار مقابلہ کیا، لاہور جلال پور شریف (جہلم) سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دلی اور سہارنپور سے اعلیٰ سندات حاصل کیں، دوران قیام دلی طب میں مہارت تامہ حاصل کی، واپس لوٹے تو روحانی پیشوا مولانا شرف الدین فیروزپوری کا وصال ہو چکا تھا۔ یہ بزرگ جلد ہی وصال فرما

Marfat.com

گئے، غیبی اشارہ پاکر حضرت گنج کرم اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری کی خدمت میں پہنچے، پیر کامل نے پہلی ہی حاضری میں روحانی دولت سے مالا مال کر دیا اور خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا، جلد ہی تشنہ کام آپ کی خدمت میں اطراف عالم سے حاضر ہونے لگے روحانی اور دنیاوی دولتیں لٹنے لگیں۔

رب کریم نے حضرت گنج کرم کو ایک دختر فرخندہ اختر اور پانچ بیٹے عطا فرمائے، پانچ فرزندوں میں سے دو فرزند دلبند جوان ہوئے، پیر سید محمد علی شاہ (بڑے باباجی) پیر سید عثمان علی شاہ (چھوٹے باباجی)

نسب نامہ پیر سید سکندر علی شاہ کے بعد آپ کا نسب نامہ ۴۲ واسطوں سے حضرت علیؓ المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا تک پہنچتا ہے، آپ حسینی سید ہیں

پاکستان میں ورود مسعود پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد پیر سید محمد اسماعیلؒ شاہ بخاری اپنے اہل کنبہ اور بے شمار عقیدت مندوں کے ساتھ ہیڈ گنڈا سنگھ والا کے راستہ قصور تشریف لائے، پھر مختلف مواضعات کو نکلے، چک 57/E.B کی زمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے برکتیں بخشتے ہوئے پاک پتن تشریف چلے آئے، یہاں آپ نے سوا سال قیام فرمایا، بالآخر سر گنگا رام کے چک سری رام نگر 54/2-L میں مستقل سکونت اختیار کی، جس طرح اجودھن سے پاک پتن شریف نام تبدیل ہوا اسی طرح آپ کی تشریف آوری کی برکت سے سری رام نگر حضرت کرمانوالہ کے مبارک نام سے موسوم ہوا متوسلین کی سہولت کے لئے آپ کی دعا برکت سے قلیل عرصہ میں ریلوے سٹیشن، ڈاک خانہ کا اجرا ہوا، علاوہ ازیں ٹیلیفون کی سہولت بھی بہر استقبال چلی آئی، اس بستی کی رونق میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ ؎

ہر کجا چشمہ بود شیریں ——— مردم و مرغ و مور گرد آئند

پیر جیؒ کے ننھیال پیر جیؒ کے نانا جان پیر سید ممتاز حسین شاہ بن سید غلام حسین شاہ ہیں، آپ امام جعفر صادق کے چھوٹے بیٹے سید علی عریضی کی اولاد سے ہیں اور خوارزمی سید ہیں، آپ کا سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے حضرت علیؓ

Marfat.com

[illegible] سے [illegible] سید ممتاز حسین شاہ کے آباؤ اجداد خوارزم سے [illegible] [illegible] کشمیر چلے آئے [illegible] سید محمد شریف [illegible] [illegible] کے بیٹے سید ممتاز حسین شاہ نے میٹرک کرنے کے بعد [illegible] ہوئے۔

[illegible] سید محمد [illegible] علیہ [illegible] [illegible] حمید شاہ کا [illegible] [illegible] [illegible]

پیر سید محمد علی شاہ بخاری کی شادی خانہ آبادی

جب حضرت شاہ [illegible] حضرت پیر سید محمد علی شاہ [illegible] فرزند [illegible] کے لئے [illegible] سے سید ممتاز حسین شاہ کے [illegible] گھرانے [illegible] [illegible] دختر فرخندہ اختر [illegible] [illegible] ۱۲۵۵ھ میں پیر جی کی والدہ ماجدہ آپ کے [illegible] کے حبالۂ نکاح میں آ گئیں۔

پیر جی کی ولادت باسعادت

پیر جی اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۶ ہجری کی ۱۴ رجب المرجب تاریخ جمعرات، جمعہ کی درمیانی شب وقت ۲ بجے، چاند اپنی توانائی کے ساتھ چمک رہا تھا اور چاندنی کے کوزے میں نور و معرفت کا ہدیہ نومولود کے لئے پیش کر رہا تھا جمعۃ المبارک کے

Marfat.com

روزِ مسعود کا سورج اپنی سنہری کرنوں کے تھال میں عظمت و تمکنت کے مژدے رکھ کر پیش قدمی کے لیے بڑھ رہا تھا، نکہت بادِ بہاری حسنِ اخلاق کے گجرے نچھاور کرنے کے لئے اٹھکیلیاں لے رہی تھی، ہوا کی سنسناہٹ گا رہی تھی، کہ خوش ہو اے صاحب بخت! اللہ کریم نے تجھے ایک چاند عطا کیا جو اپنے علم و فضل، حسن اخلاق اور بلند سیرت و کردار سے دنیا کو مسحور کر دے گا، نام غضنفر علی رکھا گیا، قبلہ حضرت کرمانوالی سرکار اور حضور باباجی سرکار ابتداً سے ہی آپ کو "پیر" کے نام سے یاد فرماتے، چونکہ آغاز سے ہی اس بچہ کی ادائیں شیریں اور دل موہ لینے والی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو "منھن" کے پیارے نام سے یاد فرماتیں، مریدین اور حلقہ احباب میں آپ "پیر جی" اور گھر میں آپ منھن کے نام نامی سے یاد کیے جانے لگے۔

بچپن بچپن سے ہی آپ کی عادات پاکیزہ تھیں۔ صاف ستھرا رہتے۔ لباس زیب تن فرماتے تو پھول سے لگتے۔ بچپن اپنے دادا جان کی آغوشِ تطبیت میں گزارا عزتِ دوراں سے خوب کسبِ فیض کیا۔ اسی کا ثمرہ تھا کہ پیر جی کو مقامِ محبوبیت جلد ہی حاصل ہو گیا۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا "پیر جی کو چھوٹا نہ سمجھو یہ ننگی تلوار ہے"۔ بس آپ کو صمصام کا معزز لقب مل گیا اور پیر جی کا پورا نام غضنفر علی شاہ صمصام بخاری ہو گیا۔

تعلیم پیر جی نے پرائمری حصہ کی تعلیم زنانہ مڈل سکول ملٹری فارم اوکاڑہ جہاں اُن کی خالہ صاحبہ ہیڈ مسٹریس تھیں پائی۔ چھٹی تا آٹھویں اشرف المدارس اوکاڑہ میں۔ میٹرک کی سند ایم۔ سی ہائی سکول اوکاڑہ سے حاصل کی۔ پھر اوکاڑہ کالج میں داخلہ لیا۔ الیف سی کالج لاہور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی بلکہ ۱۹۷۰ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔ اے اسلامیات امتیازی پوزیشن میں کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ دو شخص کبھی سیر نہیں ہوتے ایک علم کا متلاشی دوسرا مال کا حریص چنانچہ آپ نے اہل سنت کے مرکزی تنظیم المدارس لاہور سے شہادت عالمیہ (مساوی ایم۔ اے عربی و اسلامیات) سندِ فراغت حاصل کی بعید پور اور بھیرہ کے دینی مدارس سے بھی علمی پیاس بجھائی۔ آپ نہ صرف جید عالم تھے بلکہ باطنی دولت سے بھی مالا مال تھے۔ آپ کا ادبی ذوق بھی بدرجہ کمال تک تھا۔

شیخ الحدیث مولانا قاضی محمد ایوب سے مندرجہ ذیل کتب پڑھیں

نور الایضاح، تیسیر المنطق، المرقات، شرح تہذیب، قدوری، تصریف، تفسیر سورۃ فرقان (نعمان)

مولانا حافظ محمد خان نوری ابدالوی صاحب سے یہ کتب پڑھیں

کتاب الصرف۔ کتاب النحو۔ شرح مائۃ عامل۔ دستور المبتدی۔ ہدایۃ النحو۔ نحو الواضح۔

Marfat.com

۱۲ **شادی خانہ آبادی**

تکمیلِ علم کے بعد آپ کی شادی کا مرحلہ آیا۔ دھولر شریف ضلع جھنگ میں سادات کے ایک معزز گھرانے کی دختر نیک اختر سے آپ کا عقدِ مبارک ۳ فروری ۱۹۸۲ء میں ہوا۔ مرضی مولا یہی تھی کہ پیر جی کو پانچ بیٹیاں ملیں۔

بیعت

آپ صرف ۵ سال کے تھے کہ دادا جان اعلیٰ حضرت کرمانوالہ سرکار ۱۹۶۶ء میں وصال فرما گئے۔ پیر جی کو بیعت آپ کے والد ماجد حضرت قبلہ پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف نے کی۔ پیر جی کو خود بیعت فرمایا اور بیعت کرنے کی اجازت فرمائی۔

حلیہ مبارک اور لباس مبارک

آپ متناسب الاعضاء، سرو قامت لمبی گردن چوڑا سینہ کشادہ پیشانی چہرہ مثلِ بدر، نورانی جسم فربہی مائل متشرع صورت۔ اعلیٰ سیرت۔ لباس سادہ مگر پُر وقار۔ شلوار قمیص زیب تن فرماتے۔ تقریبات میں کلاہ دستار شیروانی پہنتے۔ شیر جوان دکھائی دیتے۔ نورانی چہرہ پہ گھنی سیاہ داڑھی حسنِ دلربا کو ایسا نکھار بخشتی۔ دلوں کو کھٹکا لگا رہتا کہ کہیں نظر بد نہ لگ جائے۔

سیرت و کردار

آپ خانقاہوں کے پیرزادوں کے لئے ایک مثال تھے۔ محنت اور محنت میں عظمت سمجھتے۔ آپ ہنس مکھ منکسر المزاج اور خوش طبع تھے۔ کشادہ دل مہمان نواز تھے۔ کبھی مایوس نہ ہوئے اور نہ مایوس ہونے دیا۔ آپ سے مل کر مریدین اپنی کلفتیں بھول جاتے اور انہیں قلبی سکون نصیب ہوتا۔ ہر فرد کی مشکل میں کام آتے۔ الجھے ہوئے کام اپنی معاملہ فہمی سے فوراً حل فرما دیتے۔ صلح پسند تھے۔ ہر کام میں عزیمت پر عمل کرتے۔ کوئی کام خلاف شریعت نہ کرتے۔ خوش کلام تھے۔ آپ کو ہر بات اور ہر ایک کا خیال رہتا خادمانِ دربار کی ضرورت اور آرام کا خیال رکھتے۔ ہر کام میں سلیقہ اور ترتیب کو ملحوظ فرماتے۔ عرس مبارک کے لنگر کا انتظام احسن طریقے سے کرتے کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ دیتے۔

تعمیر مسجد و مزار شریف

دربار عالیہ کی مسجد مبارک اور حضرت گنج کرم کا مزار شریف آپ کی انجینئرنگ صلاحیتوں کا شاہکار ہیں۔

Marfat.com

جمعۃ المبارک، عیدین اور محافل کے خطبات

جمعۃ المبارک اور عیدین کے موقع پر آپ کی تقاریر دلپذیر آپ کی علمی قابلیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ کی آواز شیر کی طرح گونجتی اور آپ مجمع پر چھا جاتے۔ لوگ ہمہ تن گوش آپ سے پند و نصائح سنتے اور بار بار سننے کی خواہش رکھتے۔ کسی مجلس یا تقریب میں مقالہ کے لئے خوب محنت کرتے اور سامعین سے گلہائے تحسین حاصل کرتے۔ اس عمر میں وسعتِ علمی کا یہ عالم تھا کہ ہر کوئی آپ کا مداح تھا۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ سلطان العارفین حضرت گنج کرم سے فیض یافتہ اور حضرت باباجی سے تربیت یافتہ تھے۔

جذبہ اشاعتِ دین

ایک مرتبہ آپ نے پروفیسر پیر جمیل الرحمٰن چشتی سے فرمایا "پیر جی! اپنے شاگردوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کر دیں تو دین کی تبلیغ میں آپ کا بڑا حصہ ہوگا۔ اور اس سے آپ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی بھی حاصل کریں گے۔" عزیز لطف اللہ جو لندن میں پیر جی کی خدمت میں دن رات مستعد رہا نے بتایا "پیر جی نے شدید بیماری کی حالت میں بھی تبلیغِ دین کا فریضہ ادا کیا۔ ہسپتال کے عملہ اور ڈاکٹروں کو السلام علیکم کہنا سکھایا۔ اس کی افادیت بیان کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ یہ "سلام" الفاظ کی تبدیلی کے بغیر ہر وقت کہا جا سکتا ہے۔ صبح، دوپہر، شام اور رات کے انگریزی سلام "گڈ مارننگ" "گڈ نائٹ" کی طرح نہیں اسی طرح "تھینک یو" کی بجائے "شکریہ" اور اس کے جواب میں "عفوا" کہنا بھی سکھایا۔ آپ کی کوشش سے پورے ہسپتال میں سب کو یاد ہو گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے جیل خانہ میں اپنے قیدی ساتھیوں کو توحید الٰہی کا سبق دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیارے اُمتی نے ہسپتال کے عملہ کو سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کرنے کی تعلیم شدید بیماری کی حالت میں دی۔ اشاعتِ دین کا یہ بے مثال جذبہ آپ کا خاصہ تھا۔

Marfat.com

عشقِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

عشقِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو پیر جی کو ورثہ میں ملا۔ اس صفت میں وہ اپنے والد محترم اور دادا جان حضور کے نقشِ قدم پر تھے۔ ان کی زبان پر یہ الفاظ اکثر جاری رہتے "یا رسول اللہ" جب کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یا ذکر خیر ہوتا تو آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ذوق و شوق سے سنتے اور نعت خواں حضرات کو انعام سے نوازتے

کلامِ اللہ سے محبت

روزانہ تلاوت قرآن مجید آپ کی روحانی غذا تھی رمضان المبارک میں راتوں جاگتے اور قرآن پاک سنتے اعتکاف کے دوران میں نوافل میں ۱۹ سپارے ایک رات میں سنے۔ اللہ اکبر اللہ تعالیٰ کے حضور میں رمضان المبارک کے رخصت ہو جانے پر غمزدہ ہوتے اور پھر دوبارہ آنے کی دعا فرماتے۔ عالم شباب میں عبادت اور ریاضت کا اس قدر انہماک اور شوق سبحان اللہ۔

والدین سے محبت

پیر جی والدین شریفین کو غمزدہ نہ دیکھ سکتے۔ اپنی شدید علالت سے اُن کو خبر نہ ہونے دی کہ پریشان ہوں گے ۱۳ فروری ۱۹۹۲ء جب لندن سے واپس گھر تشریف لائے۔ والدہ کی قدم بوسی کی اور فرمایا "میری ماں کے قدموں میں جنت ہے اور میرے باپ کی رضا میں میری رضا ہے" اپنی ہر دلعزیزی، شہرہ اور محبوبیت بھی اپنی والدہ کی دعاؤں کا ثمر سمجھتے تھے۔

حرمین شریفین کے سفر

پیر جی نے پہلا سفر حرمین شریفین اپنے والدین اور ہمشیرگان کے ہمراہ ۱۹۶۵ء میں کیا۔ قبلہ حضرت گنج کرم نے بنفس نفیس اپنے لاڈلے پوتے کو اس مبارک سفر پر روانہ فرمایا۔ اعلیٰ حضرت کی ہی نظرِ کرم سے یہاں تک پذیرائی ہوئی کہ پیر جی جو ابھی ۹ سال کے تھے۔ بیت اللہ شریف کے اندر جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدینہ منورہ میں روضہ اطہر کے خادم خاص نے حرم نبویؐ کے اندرونی خاص دروازہ کی چابی پیر جی کے چہرے سے مس کی۔ اور

Marfat.com

حجرہ نبوی کی خاکِ مقدسہ بھی انہیں عطا کی۔ یہ ایک طرفہ بات تھی اور ایک ایسی سعادت جو شاید پیر جی کا ہی حصہ تھی۔ ازاں بعد آپ نے کئی بار حج اور عمرے ادا کیے۔ ۱۹۸۷ء میں اپنی اہلیہ کے ساتھ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی۔

مزارات پر حاضری

پیر جی اولیائے کرام اور بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دیتے تو بڑے مؤدب انداز میں اُٹھتے بیٹھتے آپ شرقپور شریف میں قبلہ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ اور ثانی صاحبؒ۔ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ۔ پاک پتن شریف میں حضرت گنج شکرؒ۔ قصور میں حضرت بلھے شاہؒ۔ چشتیاں شریف میں حضرت نور محمد مہارویؒ۔ تونسہ شریف میں خواجہ سلیمانؒ تونسوی، خواجہ اللہ بخشؒ صاحب۔ خواجہ خان محمد کے مزارات پر حاضری دی۔

علالت

نومبر ۱۹۸۹ء میں لاہور سے حضرت کرمانوالا آتے ہوئے پتوکی شوگر ملز کے قریب حادثہ پیش آیا۔ اہل خانہ بھی ساتھ سفر کر رہے تھے۔ گو سب معجزانہ طور پر بچ گئے اور ظاہری چوٹ کوئی نہ تھی۔ مگر اس حادثہ کے باعث پیر جی کے پیٹ میں ایسی تکلیف ہو گئی جو بعد میں رسولی بن گئی۔ اتفاق ہسپتال میں دو دفعہ آپریشن ہوا۔ تقدیر کچھ ایسی تھی کہ ڈاکٹر صاحبان سے زخم ٹھیک نہ ہو سکا۔ جو بلڈ کینسر کی شکل اختیار کر گیا۔ پیر جی کو برائے علاج لندن جانا پڑا۔ ٹانگ میں کچھ ایسی تکلیف نمودار ہوئی کہ پیر جی کی قیمتی جان بچانے کے لئے ٹانگ جسم سے الگ کر دی گئی۔ پیر جی نے اس صبر آزما آپریشن کی صعوبت بھی برداشت کی۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جب زخم ٹھیک ہوتا نظر نہ آیا اور عرس مبارک بھی قریب آرہا تھا تو پیر جی ۱۲ فروری ۱۹۹۲ء کو گھر واپس تشریف لے آئے۔ آپ کا جسم زخموں سے چور تھا مگر لب پر کبھی اُف یا ہائے سے خفیف سے خفیف الفاظ بھی نہ آئے کہا تو صرف اتنا۔ "یا رسول اللہ میرے آقا کرم" پیر جی کی یہ آزمائش۔ ایسی سخت اور طویل آزمائش۔ یہ پیر جی کا ہی دل گردہ تھا کہ برداشت کر گئے کوئی اور ہوتا تو صبر کا دامن چھوڑ دیتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو سخت سے سخت تر سخت ترین آزمائشوں میں ڈالتا ہے اور پھر کہیں درجہ محبوبیت عطا

Marfat.com

آپ بیٹے پیر جی کی رضا پر راضی رہے اور حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔

عُرسِ مُبارک

۲۰ فروری ۱۹۹۲ء حضرت گنج کریمؒ کا عرس پاک تھا جمعۃ المبارک کے دن فرمانے لگے میں اپنے دادا جان کے ختم پاک کی محفل میں حسبِ سابق شرکت کروں گا۔ شدید نقاہت کے باوجود وہ پہیے والی کرسی پر محفلِ ختم خواجگان میں تقریباً نصف گھنٹے تک رونق افروز رہے۔ عقیدتمندوں نے پیر جی کو جی بھر کے دیکھا اور آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پیر جی نے بھی اپنے پروانوں کو خوب دیکھا۔ چہرے پر خوشی کے آثار ہویدا تھے کہ دادا جان کے عرس پاک کی نورانی محفل میں پہلے کی طرح شیدائی فیوض و برکات کے لئے بڑی تعداد میں حاضر ہیں۔ آپ نے مریدین زائرین کو سلام کیا اور تسلی دی گویا یہ آخری زیارت تھی اور آخری سلام۔

وصالِ مُبارک

تمام زندگی عمل اور وقت کے تقاضے سلیم گزر گئے اور اللہ کے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دے کر دعا مانگ رہے تھے یا اللہ پیر جی کو صحت عطا فرما مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا ۲۹ فروری ہفتہ کی دوپہر پیر جی نے اپنی خالہ جان سے واضح الفاظ میں کہا "کل صبح فجر کے وقت میں رخصت ہو جاؤں گا" چنانچہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۹۲ء اذانِ فجر میں صدائے اللہ اکبر کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے آپ نے اپنی جان عزیز جان آفریں کے سپرد کر دی (انا للہ وانا الیہ راجعون)

تجہیز و تدفین

حضرت شیخ القرآن نے اپنی نگرانی میں غسل دلوایا۔ عصر کی نماز ادا ہوئی۔ پیر جی کی چارپائی آگئی۔ ہزاروں نے نمازِ جنازہ ادا کی۔ دو گھنٹے تک دیدار کیا جاتا رہا۔ باباجی نے صبر و تحمل کا پیکر بن کر جوان اکلوتے بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور خود دفنایا۔ پیر جی کی لحد کی ہر اینٹ پر سورۃ فاتحہ پڑھی گئی۔ کوکب نورانی صاحب نے پیر جی کے سرہانے اذان کہی۔ آیات قرآنی پڑھی گئیں۔ باباجی قبلہ نے دعا فرمائی "رضینا بقضاء اللہ" اگلی صبح ۲ مارچ قل شریف کا اجتماع ہوا۔ باباجی صبر و ثبات کا پہاڑ بنے دوسروں کو تسلی دے رہے تھے۔ سبھی کے سینے دکھ سے چھلنی ہو چکے تھے۔ پیر جی ہم سے دور اپنی ابدی جگہ جنت کے مکیں ہو گئے۔

Marfat.com

باباجی قبلہ کی کڑی آزمائشیں

۱۹۶۶ء میں باباجی حضورؒ کے والد گرامی قطب الاقطاب غوثِ دوراں گنج کرم اعلیٰ حضرت پیر کرما نوالےؒ وصال فرما گئے۔ پھر آپ کی والدہ محترمہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ والدین شریفین کے سایۂ عاطفت سے محرومی ایک عظیم آزمائش تھی۔ ۱۹۷۸ء میں آپ کے بھائی چھوٹے باباجی حضرت پیر سید عثمان علی شاہؒ بخاری داغِ مفارقت دے گئے۔ ۱۹۹۱ء میں آپ کی ہمشیرہ محترمہ (بے بے جی) وفات پا گئیں۔ اِس صدمہ کا زخم ابھی تازہ تھا کہ آپ کا اکلوتہ لختِ جگر، عظیم شخصیت کا حامل پسر پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری ۳۶ سال کی عمر میں یکم مارچ ۱۹۹۲ء میں راہیٔ ملکِ عدم ہوئے۔ باباجی کا حوصلہ و صبر تھا کہ جواں بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور خود دفنایا۔ باباجی ایسے سخت ترین امتحانوں سے گزرے۔ مگر پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ فرمایا تو بس اتنا "رضینا بقضاء اللہ"

۶۳-۳۶ میں مناسبت

۳۶ اور ۶۳ کے عدد لکھنے میں کیسے خوبصورت اور مناسب حال معلوم ہوتے ہیں۔ پیر جی نے ۳۶ سال کی عمر میں وہ سب کچھ پا لیا جو انہیں ۶۳ سال میں ملنے والا تھا۔ پیر جی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ کسی حکمت کے تحت ایک عاشق (عبدالرحمٰن جامی علیہ رحمت کو) حضور نے اپنے روضہ اطہر تک آنے کی ممانعت فرما دی اور ایک عاشق کو ۶۳ کی مناسبت فرما کر ۳۶ سال کی عمر میں ہی اپنے پاس بُلا لیا۔ پھر شعبان المعظم کے مہینہ میں جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے رجب المرجب (معراج شریف کا مہینہ) میں ولادت پاک اور شعبان المعظم میں وصالِ پاک کتنی گرانقدر فضیلتوں سے پیر جی کو نوازا گیا ۶۳ اور ۳۶ میں باہمی کشش ضرور ہے کہ دونوں ۹ پر تقسیم ہو جاتے ہیں اور ۹ مُبارک عدد ہے۔ ۶۳ اور ۳۶ کے حاصل تقسیم کو جمع کیا جائے تو ۱۱ کو غوثِ پاک سے نسبت ہے۔ گویا پیر جی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ غوثِ پاکؒ اپنے دادا جانؒ والدین شریفین اور سب کے منظورِ نظر ہیں

Marfat.com

آپ کا مقامِ فضیلت

انبیاء کی سی صبر آزما طویل بیماری میں پیر جی نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کر کے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچا دی۔ وہ واقعی شیر ہیں۔ ختم شریف کی محفل سے واپسی پر آپ کے کسی چہیتے دوست نے کہا کہ آپ تو شیر ہیں کہ ایسی تکلیف میں بھی محفل میں شرکت فرمائی آپ نے فرمایا [illegible] اس کم عمری میں آپ علوم و فنون کا مخزن تھے [illegible] میں ولایت حاصل کی۔ واقعی آپ کا لطف عظیم تھا [illegible] ۳۶ سال [illegible] سے سرفراز فرمایا جانا دلیل ہے کہ آپ نے اپنا حصۂ ولایت بچپن ہی میں حاصل کر لیا تھا

داتا گنج بخش کی نگاہِ انتخاب

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے بیلیو! ایک دن مسجد داتا دربار شریف بادشاہی مسجد کی طرح کشادہ اور وسیع ہو جائے گی۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو بات اعلیٰ حضرت نے ۱۹۶۳ء میں فرمائی وہ آج حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ شوکت نواز صاحب انجنیئر محکمہ اوقاف پنجاب لاہور نے ایک ملاقات میں مجھے بتایا کہ جب توسیع کا منصوبہ منظور ہو گیا تو رسم افتتاح جنرل ضیاء الحق مرحوم صدرِ پاکستان نے ادا کی۔ جب مسجد داتا دربار کی بنیادیں ۱۶ فٹ گہری کھد چکیں تو مجھے خیال آیا کہ تعمیر کا اصل کام تو بنیاد کا رکھنا ہے اور یہ عظیم کام کسی مردِ بزرگ اللہ کے مقرب بندے کے ہاتھوں ہونا چاہیئے۔ میں غیبی راہنمائی کا منتظر رہا۔ ایک روز میرا گزر موری دروازہ لاہور سے ہوا۔ وہاں ایک مجذوب سے ملاقات ہو گئی۔ مجذوب نے از خود فرمایا" میں ایک کار آتی ہوئی دیکھتا ہوں۔ دو بزرگ کار سے اتریں گے۔ وہ اس عظیم کام کو سرانجام دیں گے۔ تم فوراً جاؤ اور کار کا انتظار کرو" شوکت نواز صاحب نے بتایا کہ میں ابھی داتا دربار پہنچا ہی تھا۔ کہ ایک کار میرے پاس آکر رکی۔ اس میں سے قبلہ پیر سید محمد علی شاہ اور پیر غضنفر علی شاہ اُترے۔ میں نے سلام عرض کیا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ پیر سید محمد علی شاہ صاحبؒ نے فرمایا میں قدرے علیل ہوں۔ سیڑھیاں اُترنا

Marfat.com

چڑھنا میرے لئے دُشوار ہے "پیر جی" کو ساتھ لے جائیں۔ چنانچہ باباجی سرکار کے نورِ نظر پیر سیّد غضنفر علی شاہ صمصام بخاری نے اپنے دستِ فیض رساں سے داتا دربار کی مبارک مسجد کی خشتِ اوّل رکھی اللہ اکبر داتا علی ہجویریؒ کی نگاہ انتخاب کے قربان جائیں کہ خطہ پنجاب کی جملہ خانقاہوں کے صاحبزادگان میں سے حضرت کرمانوالےؒ کے لاڈلے پوتے اور باباجی سرکار کے فرزند ارجمند پیر غضنفر علی شاہ صمصام بُخاری کو یہ عظیم فضیلت عطا فرما کر اس دور کے بزرگانِ دین کو بتا دیا کہ یہ نونہال اور دربار عالیہ حضرت کرمانوالا کا یہ چشم و چراغ واقعی مقامِ محبوبیت پر فائز ہے۔

پیر جی سیف زبان تھے

محمد انور شوق اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر اوکاڑہ جی پی او نے بیان کیا کہ ۱۹۸۶ء میں بندہ انچارج ڈاک خانہ دیپال پور تھا۔ ایک روز حضرت قبلہ باباجی حضور اور پیر جی سرکار دیپال پور سے گزرتے ہوئے پٹرول پمپ چوک پر رُکے۔ اتفاقاً میں بھی کہیں پاس کھڑا تھا۔ پیر جی نے مجھے دیکھ لیا۔ اشارہ سے بُلایا۔ حضرت قبلہ باباجی سے کہا "انور اب دیپال پور ڈاک خانہ میں ہے"۔ ۱۹۸۷ء میں پیر جی کے مشورہ کے بغیر میں نے اپنا تبادلہ اوکاڑہ میں کرا لیا۔ آرڈر تبادلہ لینے کے لیے ایک انسپکٹر صاحب کے ہمراہ رات ۱۰ بجے سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات ساہیوال کے دفتر پہنچا۔ مجھے آرڈر تو مل گئے۔ مگر کسی غیبی طاقت نے ایسا غلبہ کیا کہ میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور انسپکٹر صاحب سے کہا کہ یہ آرڈر فوراً منسوخ کرائیں۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد آرڈر منسوخ ہو گئے اور میں واپس دیپالپور چلا آیا۔ نماز جمعہ کے لیے دربار عالیہ حضرت کرمانوالا شریف گیا۔ پیر جی سرکار سے ملا۔ عرض کیا حضورؐ! دیپالپور سے اوکاڑہ تبادلہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ پیر جی سرکار نے ذرا جذبہ سے فرمایا "تمہیں دیپال پور کیا تکلیف ہے"۔ بس میں نے معلوم کر لیا کہ وہ غیبی طاقت پیر جی ہی تھے۔ اس میں راز یہ تھا کہ دیپالپور سے ہی میری ترقی ہونے والی تھی۔ میں نے پیر جی سے مفصل حالات بیان کیے اور اپنی ترقی کے لیے التجا کی۔ آپ نے دُعائیہ الفاظ فرمائے۔ جلد ہی میری ترقی ہو گئی۔ اور میں نے تین چار سینیئر ساتھیوں کو PASS OVER کیا۔ انہوں نے اپیل بھی کی مگر اُن کی اپیل مسترد ہو گئی۔ میں ترقی پا کر ملتان جی۔ پی۔ او میں تعینات ہوا۔

Marfat.com

صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمتہ اللہ علیہ

از : چوہدری نور احمد مقبول

آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ نے اپنے دادا قطب الاقطاب غوث الغیاث قبلہ حضرت اعلیٰ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی آغوش قطبیت میں آنکھ کھولی اور اپنے والد ماجد حضرت باباجی سید محمد علی شاہ بخاری زیب آستانہ عالیہ نقشبندیہ حضرت کرماں والا شریف کے سایہ ہمایہ میں تربیت حاصل کی۔ بچپن سے ہی آپ ذہین، متین اور فطین تھے۔ عادات و اطوار میں مطہرین میں سے تھے۔ غوث دوراں گنج کرم حضرت اعلیٰ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب آپ سے بے حد محبت فرماتے۔ ان کے رونے سے دل گرفتہ ہو جاتے۔ حضرت گنج کرم انہیں پیر جی کے نام سے یاد فرماتے۔ پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری اب "پیر جی" کے نام سے مشہور ہیں۔ کتنا پیارا اور معزز ہے یہ لقب اور کیوں نہ ہو کہ محرم اسرار حقیقت، سرتاج اولیا حضرت کرماں والی سرکار کا عطا کردہ ہے۔

ایک مرتبہ جب کہ پیر جی پاؤں پاؤں چلتے تھے، حضرت اعلیٰ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت اعلیٰ نے انہیں اس تخت پوش پر بٹھا دیا جو تھوڑی دیر پہلے حافظ نذیر احمد صاحب ہڑپہ سے لے کر آئے تھے اور حضرت اعلیٰ نے اسے اپنی ذات والا صفات کے لئے بنوایا تھا یعنی اس تخت پوش کو سب سے پہلے ہمارے "پیر جی" کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ پیر جی نے معا پیاس کا اظہار کیا۔ تو ایک بڑے گلاس میں حضرت اعلیٰ نے اپنے دست شفقت سے خود پانی پلایا۔ ننھے پیر جی تمام کا تمام پانی پی گئے۔ اس پر حضرت اعلیٰ نے فرمایا! "ننھے پیر کا ظرف کتنا بڑا ہے کہ اس چھوٹی عمر میں اتنا پانی پی لیا۔" بعدہ آپ نے فرمایا "یہ ہمارا شیر ہے۔" اس ارشاد کے بعد آپ سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری کے نام سے یاد کیے جانے لگے۔

ابتدائی تعلیم اشرف المدارس اوکاڑا میں حاصل کرنے کے بعد آپ نے بھیرہ شریف

Marfat.com

سرگودھا میں دینی اور دنیاوی مروجہ تعلیم حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اسلامیات کی سند امتیازی پوزیشن سے حاصل کی۔

آپ میں بچوں کی سی معصومیت' جوانوں کا سا عزم اور بوڑھوں کی سی دانائی اظہر من الشمس تھی۔ جملہ امور کے انصرام کی بہترین صلاحیتیں' مشکلات پر قابو پانے والی ہمتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی ضرب المثل تھی۔ آپ کا ناخن تدبیر الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے میں یکتا تھا۔ صلہ رحمی آپ کا خاصہ تھا۔ آپ غریب نوازی' بندہ پروری اور مہمان نوازی میں بے بدل تھے۔ قدو قامت اور شجاعت میں جلیل القدر تھے۔ حسن و جمال میں مثل بدر تھے۔ باطل کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے' حق بات فوراً تسلیم کر لیتے۔

اتباع سنت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ کے نقش قدم پر تھے۔ زہد و تقویٰ میں سید الطائفہ حضرت جنیدؒ بغدادی کا سا انداز رکھتے تھے۔ عبادت اور ریاضت میں آپ کے اخلاص کی مثال حضرت مبارکؒ بن دینار کے اخلاص کی سی تھی۔ رمضان المبارک میں ساری ساری رات عبادت اور قرآن کریم سننے میں گزار دیتے۔ اپنے مال کے حق کی حفاظت کرنے والے تھے یعنی ہر جائز جگہ پر بے دریغ خرچ فرماتے۔ نوعمری میں بزرگ مرتبت اور بلند ہمت تھے۔ نظر نہایت عمیق و دقیق اور دل نہایت رقیق و شفیق پایا تھا کہ کسی کو تکلیف میں نہ دیکھ سکتے۔ اگر معیار شریعت' طریقت اور حقیقت پر پرکھا جائے تو پورے تھے۔ زبردست مجاہد تھے۔ انہوں نے بدن کو مجاہدات اور دل کو مشاہدات میں مشغول رکھا ہوا تھا۔

وہ اپنے رفیقوں اور متوسلین کے لئے شمع ہدایت تھے۔ وہ سب کے عزیز اور سب میں مقبول تھے۔ آپ کا کلام عالی اور وعظ شافی' آپ کی باتیں پر اثر ہوتیں۔ رسول مقبول نبی مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں مستغرق رہتے۔ جس فضا میں عشق رسول کی خوشبو نہ پاتے اس میں سانس نہ لیتے اور اس ماحول سے الگ تھلگ رہتے۔ ناموس رسولؐ

Marfat.com

پر جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے۔ آپ کی زبان پر "میرے آقا کریم" کے محبوب الفاظ جاری و ساری رہتے یہاں تک کہ دم واپسیں کے وقت بھی یہی الفاظ آپ کے ورد زبان رہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں آپ متقدمین میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ متاخرین میں سے اپنے عالی مقام دادا جی آقا کریم سید محمد شاہ کے نقش قدم پر تھے جو ہر دم فرماتے "حضور دا بڑا شان اے۔" الغرض آپ ... تھے اگر عارف نہ ہوتے تو اتنی سرعت سے معروف نہ ہوتے۔ آپ ... صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ "یہی ... ہے۔"

والدین کی اطاعت شعاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ آقائے نامدار مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیہ "جنت ماں کے قدموں تلے ہے" پر یقین محکم تھا۔ آپ نے والدہ ماجدہ کی دم واپسیں تک اپنی ماں جان کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ اپنے عالی مرتبت والد مکرم حضرت باباجی کے حکم سے سرمو انحراف نہ کیا۔ بلکہ ان کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرکے ان کے دل کو سرور بخشا۔ آپ کے دل میں والدین شریفین کے لئے بے پناہ محبت تھی، اسی طرح آپ کے والدین شریفین بھی آپ سے بے پناہ محبت اور شفقت فرماتے۔

آپ نے کئی بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ آپ فرماتے کہ "حج بیت اللہ تو ایک وسیلہ ہے۔ اصل مقصد تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ کے مواجہہ شریف میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنا ہے۔"

پیر جی نے حضرت آقا کریم کے مزار شریف اور مسجد شریف کی تعمیر میں خصوصی دلچسپی لے کر قلیل مدت میں یہ دو عظیم کام پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ گو کہ آپ کسی دنیوی اسکول، کالج سے فن تعمیرات کے سند یافتہ نہ تھے، لیکن مسجد اور مزار کی تعمیر سے آپ کی خداداد صلاحیتیں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ آپ کے جمعہ اور عیدین کے خطبات سننے کے

Marfat.com

لیے عقیدت مند دور دور سے آتے اور آپ کے نورانی خطاب سے محظوظ ہوتے۔ عرس کے موقع پر آپ خوردو نوش کا بہترین انتظام فرماتے کہ حاضرین کو لنگر حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی۔ آپ اپنے والد محترم کے بہترین اور قابل قدر مشیر تھے۔

وہ کیا تھے یہ ہم نہ پا سکے اور نہ سمجھ سکے' دو سال لگا تار مرض مہلک نے ان کا پیچھا کیا۔ مرد حق پرست نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ گھر سے ہزاروں میل دور رہ کر بھی دل شکستہ نہ ہوئے اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ آخرش موت کے ظالم پنجوں نے اس مرد آہنی کو دبوچ لیا اور پیر جی ۳۶ سال کی عمر میں ہم سب کو داغ مفارقت دے کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

متوسلین پر شفقت

ایک مرتبہ میں دربار عالیہ حضرت کرماں والا شریف حاضری کے لئے آیا۔ گرمی اپنے نقطہ عروج پر تھی۔ قبلہ حضرت باباجی اور پیر جی نے ریلوے لائن کے پار ایک ٹیوب ویل پر جانے کا ارادہ فرمایا۔ پیر جی نے مجھے بھی ساتھ لیا۔ آپ دونوں حضرات نے کپڑے اتار لیے اور چادر زیب تن فرما کر چوبچہ میں اتر گئے۔ پیر جی نے کہا چودھری صاحب آپ کے لئے وہ چادر ہے آپ بھی نہالیں۔ تعمیل ارشاد کے لئے چوبچہ میں اتر پڑا۔ بپاس ادب میں آپ حضرات سے ذرا ہٹ کر رہتا مگر پیر جی نے مجھے دبوچ لیا اور اپنے جسم پاک سے لگا کر خوب بھینچا' پھر چھوڑ دیا۔ آپ نے پھر پکڑا اور باباجی کے جسم اطہر سے لگا دیا۔ باباجی نے بھی شفقت فرماتے ہوئے مجھے گلے سے لگالیا۔ اللہ اکبر! کس قدر غریب نواز تھے پیر جی کہ اس گناہ گار کی آتش دوزخ سے آزادی کا سامان فراہم کردیا۔ اس خوش بختی پر جتنا فخر کروں کم ہے۔

۲۔ کتاب خزینہ کرم کی ترتیب میں آپ میری راہ نمائی فرماتے۔ عوام الناس کی نماز سے بے رغبتی کی بیان میں آپ نے خزینہ کرم کے ص ۶۸۶ پر جب یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

اب نظر آتی نہیں ہے مسجدوں کے فرش پر
قوم نے اتنی ترقی کی کہ پہنچی عرش پر

تو مجھے بے اختیار شاباش دی اور بے حد مسرور ہوئے۔

۴۔ آپ کے بغرض علاج لندن تشریف لے جانے سے چند ماہ قبل میں حاضر خدمت ہوا۔ وضو خانہ کے قریب کھڑا تھا کہ آستانہ عالیہ سے باہر تشریف لائے، مجھے دیکھ کر بلایا۔ فرمایا!"میں لاہور جارہا ہوں' آپ میرے ہم سفر ہوں گے۔" (میں اس دم لاہور جانے کے متعلق ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ یقیناً پیر جی نے اپنے نور بصیرت سے معلوم کرلیا تھا) دوران سفر آپ نے میری سماعت کی کمزوری محسوس کی۔ آپ نے ہدایات فرمائیں۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ خزینہ کرم کی دوسری جلد کب تیار ہوگی۔ میں نے عرض کیا ابھی تک واقعات صرف اتنے جمع ہوئے ہیں کہ ۱۰۰ اوراق تیار ہوسکے ہیں۔ آپ نے فرمایا دوسری جلد بھی پہلی جلد کی طرح ضخیم ہونی چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ بیلی حضرات واقعات قلم بند کرکے ارسال نہیں کرتے ہیں۔ میں نے تجویز کیا کہ اگر ایک رسالہ جاری کیا جائے تو بیلی حضرات اشاعت کے لیے شوق سے واقعات ارسال کریں گے۔ اس طرح کتاب مرتب کرنے کے لیے واقعات جمع ہو جائیں گے۔ آپ نے اس تجویز سے اتفاق فرمایا۔ گفتگو کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ ہم کھوکر نیاز بیگ پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ظہر کا وقت ہوا چاہتا ہے' آپ یہاں ہی کار سے اتر جائیں اور نماز ظہر باجماعت ادا کرکے پھر سفر اختیار کریں۔ آپ وہاں سے گلبرگ کے لیے روانہ ہوگئے۔ اللہ اکبر!!! نماز باجماعت ادا کرنے کی تلقین فرماگئے۔ چنانچہ میں نے من وعن تعمیل کی۔

پیر جی سرکار کے بارے میں ڈاکٹر عطا محمد صاحب جنھیں پیر جی اپنا فیملی ڈاکٹر فرمایا کرتے تھے' بیان کرتے ہیں کہ

جود و سخا

ایک مرتبہ پیر جی نے میرے شناختی کارڈ کے کوائف دریافت فرمائے۔ میں نے تحریر

Marfat.com

کر دیے۔ اپریل ۱۹۸۹ء کے دوران میں ایک دن اندر والے کمرے میں بابا جی سرکار کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ پیر جی تشریف لائے اور فرمایا "ابا جی! عطا کو مبارک باد دیجیے۔" میں حیران تھا کہ خوشی کا کوئی موقع نہیں یہ مبارک باد کس بات کی ہے۔ میں نے عرض کیا "پیر جی! کس بات کی مبارک باد آپ فرمارہے ہیں۔" پیر جی نے فرمایا "عطا محمد! تم ہمیں حج بیت اللہ کے لیے اپنے ساتھ لے جارہے ہو۔" میں نے عرض کیا "حضور! مجھ غریب نادار انسان کو یہ شرف کہاں حاصل ہو سکتا ہے کہ آپ کو حج پر لے جاؤں۔ نہ تو میں نے درخواست دی ہے اور نہ ہی کوئی رقم جمع کرائی ہے۔ میں حج کے لیے کیسے جا سکتا ہوں۔ آپ مجھ سے ہنسی مذاق نہ کریں۔" اس پر پیر جی نے فرمایا۔ "ڈاکٹر صاحب! مذاق نہیں... یہ حقیقت ہے کہ آپ حج کے لیے جارہے ہیں۔ دیکھیے یہ کاغذات مکمل میرے پاس موجود ہیں۔" آپ نے اپنی جیب سے کاغذات نکالے اور مجھے دکھائے۔ چنانچہ ۱۹۸۹ء میں مجھے پیر جی کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ پیر جی کی از حد شفقت تھی کہ خود ہی میرے مصارف حج برداشت کیے اور اپنی ہمراہی کا شرف بھی بخشا۔ اس سے بڑھ کر جود و سخا کی زندہ مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ کتنے غریب پرور تھے میرے پیر جی اور بحر بیکراں کی طرح آپ کا دست جود و سخا جوش میں رہتا تھا۔

سادگی و انکساری

سرور نامی ایک مزدور حضرت کرماں والا میں رہائش پزیر ہے۔ ایک دن اس نے پیر جی کی خدمت میں عرض کیا "پیر جی! میرے ہاں اولاد نہیں۔ دعا فرمائیں، رب کریم مجھے لڑکا مرحمت فرمائے۔" پیر جی نے دعائے خیر دی۔ جب لڑکا تولد ہوا تو سرور نے بعد نماز جمعہ مجھے بتایا کہ میں پیر جی کو گھر لے جانا چاہتا ہوں تاکہ لڑکے کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ میں نے پیر جی سے سرور کی خواہش کا ذکر کیا۔ پیر جی نے فرمایا "ڈاکٹر صاحب! آپ یہیں ٹھہریں، میں ابھی آیا۔" سرور پیر جی کا فرمان سن کر فوراً گھر چلا گیا تاکہ چائے وغیرہ کا انتظام کرے۔ پیر جی گھر تشریف لے گئے اور جلد ہی واپس چلے آئے اور مجھے ساتھ لے کر سرور

Marfat.com

گھر پہنچے۔ پیر جی کو اپنے گھر میں دیکھ کر سرور اور اس کی بیوی ازحد خوش ہوئے اور چائے مٹھائی پیش کی۔ آپ نے فرمایا! "مجھے بھوک ہے۔ آپ ایک باسی روٹی اور مسالہ لگے ہوئے اور ہنڈی لے آئیں۔" سرور نے بہت کہا کہ ہم تازہ روٹی تیار کرتے ہیں اور جو آپ فرمائیں وہ ہم پیش خدمت کرتے ہیں مگر آپ نے اپنا اصرار جاری رکھا۔ چنانچہ سرور باسی روٹی اور ہنڈی لے آیا۔ آپ نے نصف روٹی نمک مرچ سے تناول فرمائی۔ بچے کے ہاتھ پر تین چار سرخ رنگ کے نوٹ رکھ دیے، دعائے خیر فرمائی اور واپس چلے آئے۔ مجھے فرمایا کہ "اگر میں زیادہ دیر کرتا تو سرور بے چارہ چائے مٹھائی کے اہتمام پر زیادہ خرچ کر کے خوامخواہ زیر بار ہوتا۔ اچھا ہوا میں جلدی پہنچ گیا۔" اللہ اکبر! کتنا خیال فرماتے تھے غریب انسانوں کا اور کتنی انکساری سے اس مزدور پر توجہ فرمائی۔ پیر جی نے اپنے آقا و مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت زندہ کر دی کہ آپ روٹی کے سوکھے ٹکڑے پانی میں بھگو کر تناول فرمایا کرتے تھے۔

اہل قبور کے لیے دعا

ایک مرتبہ پیر جی مجھے ساتھ لے کر بذریعہ کار اوکاڑا سول اسپتال میں ایک مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ واپسی پر اوکاڑا کے بڑے قبرستان کے نزدیک سے گزر ہوا۔ آپ نے کار روک لی اور اہل قبور کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ دعا کے بعد مجھے فرمایا "عطا محمد! اگر میری دعا سے رب کریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ان اہل قبور کو بخش دے تو ہمارا کیا نقصان ہے۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک کے امتیوں کا ہی فائدہ ہے۔ اس سے نبی پاک یقیناً خوش ہوں گے۔ مجھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کی ہردم طلب رہتی ہے۔"

پیر جی کی کرامت

میری بیوی کو سر درد کی شکایت اکثر رہا کرتی تھی، بینائی بھی کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر کے مشورہ پر بیوی نے عینک لگوالی۔ اس دوران پیر جی عمرہ کی سعادت کے بعد گھر

Marfat.com

واپس آئے تو میں اور میری بیوی آپ کے ہاں مبارک باد کے لیے حاضر ہوئے۔ پیر جی نے میری بیوی کو عینک لگائے ہوئے پایا تو فرمایا "یہ عینک کیوں لگائی ہے؟" میں نے عرض کیا "سرکار! بینائی کمزور ہو رہی تھی اور سر بھی چکراتا تھا۔" آپ نے اپنے دست شفقت سے عینک اتار دی۔ فرمایا! "اب یہ عینک بالکل استعمال نہ کی جائے۔ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ نہ سر درد اور نہ ہی نظر کمزور ہوگی۔" آپ کے اس فرمان کی برکت سے میری بیوی کی بینائی بھی ٹھیک ہو گئی اور سر درد کی بھی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ اللہ اکبر۔

تیری زباں سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

وسعت علمی

ایک مرتبہ لاہور کے دو بڑے ڈاکٹر دربار عالیہ حضرت کرماں والا شریف حاضری کے لئے آئے۔ قبلہ پیر جی نے ان کے لئے کھانا منگوالیا اور خود سنت طریقہ سے بیٹھ کر دستر خوان پر کھانا چن دیا اور ڈاکٹر صاحبان سے بھی سنت طریقہ پر عمل کے لئے فرمایا' انہوں نے تعمیل کی۔ پیر جی نے ارشاد فرمایا "ڈاکٹر جی! کیا ڈاکٹری اصول کے تحت اس طرح بیٹھنے میں کوئی فائدہ بھی ہے؟" انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پیر جی نے فرمایا کہ "دو فائدے ہیں' ایک تو انسان کھانا کم کھاتا ہے یعنی بھوک رکھ کر' جو ایک ڈاکٹری اصول بھی ہے کہ معدہ کا کچھ حصہ خالی رکھنا چاہئے تاکہ غذا جلدی ہضم ہو جائے اور دوبارہ بھوک لگے' شکم سیری غلط بات ہے۔ اس سنت طریقہ سے از خود اس اصول پر عمل ہو جاتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس طریق سے کھانا کھانے والے کو appendecitus کا مرض نہیں ہوتا۔" ڈاکٹر صاحبان آپ کے یہ ارشادات سن کر آپ کی وسعت علمی کے معترف ہوئے اور آئندہ اسی طریقہ پر کھانا کھانے کا پختہ عہد کیا۔ اللہ اکبر! کس قدر پر تاثیر تھی آپ کی گفتگو اور کتنی برکت ہے سنت طریقہ میں کہ ہر کوئی پیر جی کی گفتگو سے دینی و دنیوی طور پر بہرہ مند ہو جاتا۔

Marfat.com

پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پیر جی سرکار

ملفوظات: حاجی اصغر علی المعروف جلوی صاحب فیصل آبادی بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں پیر جی سرکار اور پیر جی کے نانا جی صاحب کے ہمراہ چشتیاں شریف خواجہ نور محمد مہاروی کے عرس مبارک پر گیا۔ میں نے پیر جی سرکار سے عرض کی کہ سرکار دعا فرمائیں کہ مجھے حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہو۔ ہم [illegible] کے اندر [illegible] گیا" ایک ختم قرآن خوانی [illegible] ذکر اذکار اور دعا میں [illegible] مزار شریف سے باہر آئے تو پیر جی سرکار نے فرمایا "تم [illegible] میں نے عرض کیا حضور میں نے تو صرف حج کیلئے عرض کیا تھا۔ پیر جی سرکار نے فرمایا "دعا کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ صرف اپنے لئے کی جائے۔ بلکہ دعا اس طرح ہونی چاہیے "یا اللہ حضور نبی کریم ﷺ کی ساری امت کو حج کی سعادت نصیب فرما" اس طرح دعا یقیناً "قبول ہوتی ہے

کرامت: حاجی اصغر علی المعرف جلوی صاحب فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی بارش ہوتی تو ہمارے گھر میں بارش کے قطرے سیاہ رنگ کے گرتے۔ گھر کی تمام اشیاء جن پر بارش پڑتی سیاہ ہو جاتیں۔ جب متعدد بار ایسا ہوا تو میں نے فون پر پیر جی سے عرض کیا کہ سرکار اس مصیبت سے جان چھڑائیں۔ آپ نے جواباً "فرمایا" "اللہ خیر کر دے گا"۔ بس اس دن سے ہم سیاہ بارش سے نجات پا گئے پریشانی اور نقصان سے جان بچی۔ اللہ اکبر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

: حاجی اصغر علی المعرف جلوی صاحب فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ باباجی سرکار نے ارشاد فرمایا کہ کسی صحیح النسب سید کو بلا وضو ہاتھ نہ لگانا چاہئے۔ جو سید نیکوکار ہو۔ اس کا حکم مانو۔ جو سید نیک نہیں اس کا حکم مت مانو۔ فرمایا متقی پرہیز گار سید کو قرآن کی طرح سمجھو۔ یعنی اس کی بات قابل عمل جو سید نیک نہیں اس کو تورات زبور انجیل کی طرح سمجھو۔ کہ ان کتب آسمانی کے حکم منسوخ ہو چکے ہیں۔ (یہ ہے صحیح النسب سید کا احترام)

Marfat.com

ایفائے عہد

۲۷ر فروری ۱۹۹۲ء عرس مبارک میں شمولیت کے لئے یہ عاجز حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ اقبال چاندا سے ملاقات ہوئی۔ پیر جی اور اقبال چاندا ایک مرتبہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے۔ تو اقبال چاندا نے کہا کہ پیر جی کی صحت کے بعد ہم دونوں پھر آپ کے پاس آئیں گے۔ پیر جی کی رحلت کے بعد اقبال چاندا سے ملاقات ہوئی تو اُس نے روتے ہوئے کہا۔ اب میں وعدہ کیسے ایفا کروں گا ہم دونوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ۱۴۔ ۱۵ر اپریل کی درمیانی شب ۲½ بجے کے قریب عالم خواب میں مجھے ایسے معلوم ہوا جیسے پیر جی اور اقبال چاندا میرے ہاں تشریف لائے ہیں میں فوراً اُٹھا۔ اس دوران میں پیر جی ایک چارپائی پر بیٹھ گئے۔ میں نے سلام عرض کیا اور پیر جی کی علالت کا خیال رکھتے ہوئے ایک نرم سا کپڑا چار تہہ کر کے جلدی سے آپ کے نیچے رکھ دیا۔ آپ بیٹھ گئے۔ فرمایا کہ آپ کے گھر آنے کا وعدہ تھا سو پورا کر دیا اب اجازت السلام علیکم۔ میں نے دیکھا کہ پیر جی کا جسم مبارک صحیح اور بہمہ وجوہ مکمل ہے۔ صرف ریش مبارک ایسے جیسے نوخیز لڑکوں کے پھوٹتی ہے۔ قلم میں سکت نہیں رہی۔ باقی آئندہ۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل نہ دیدیم کہ بہار آخر شد

پنجابی ترجمہ

مکھ ماہی دا میں ویکھ نہ رجیا تے آئی رُت خزاواں
موت ظالم نے جلدی کیتی رہ گیاں دل دیاں چاواں

"مقبول"

Marfat.com

پیر جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مقام: صوفی حمید علی صاحب پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف کی حاضری کا ارادہ کیا مگر درمیانی شب میری بیٹی عمر تقریبا" ایک سال سخت بیمار ہو گئی متردد تھا کہ سفر اختیار کروں کہ نہ کروں۔ اسی ادھیڑ بن میں رات گزر گئی۔ دل کڑا کر کے صبح بس میں سوار ہوا۔ مگر پریشان ہی تھا کہ بالآخر اسی پریشانی کے عالم میں حضرت کرمانوالا شریف پہنچ گیا پیر جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت آپ آٹھویں جماعت کے طالبعلم تھے۔ میری خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا۔ حمید صاحب! میرا ایک خط لکھ دیں"۔ تعمیل ارشاد میں خط لکھنے لگا۔ میرا رسم الخط دیکھ کر فرمایا "آپ کا ہینڈ رائیٹنگ بہت اچھا ہے" میں نے عرض کیا کہ سب آپ ہی کی عنائیت خسروانہ ہے فرمانے لگے کچھ گھبرائے ہوئے ہو۔ میں نے بچی کے بارے میں عرض کیا کہ بیمار چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے نہایت جوش سے فرمایا کہ "لوجی وہ تو بالکل ٹھیک ہے بے شک گھر جا کر دیکھ لیں"۔ مجھے بالکل اطمینان ہو گیا اتنا زیادہ کہ وہ رات بھی وہاں ہی گزاری۔ اگلے روز رات کے وقت گھر پہنچا تو بیٹی کو بالکل صحت مند پایا۔ گھر والوں نے بتایا۔ کہ کوئی دوائی وغیرہ بھی استعمال نہیں کی۔ خود بخود ہی تندرست ہو گئی ہے۔ یہ پیر جی کی کرامت تھی۔ گو آپ صغر سنی میں تھے۔ مگر پیر بڑے تھے۔

○ صوفی حاجی بشیر احمد نقشبندی منصورہ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میرا بیٹا مدت سے ابوظہبی میں مقیم تھا۔ مگر آقا مرنہ مل رہا تھا۔ بہت پریشانی کا سامنا تھا۔ مشکل کشائی کے لیے حضرت کرمانوالا حاضر ہوا۔ مگر حضرت بابا جی سرکار حج بیت اللہ کے لیے گئے ہوئے تھے۔ میں مایوس سا ہو گیا مگر پیر جی مل گئے۔ ان کی قدم بوسی کی اور حاضری کا مقصد عرض کیا۔ پیر جی نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں چلے آئے۔ میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ مہر تو لگ گئی۔ آقا مل گیا۔ بابا جی آئیں گے تو ان سے پکا کروالینا۔ پیر جی کے فرمان مبارک کی برکت سے آقا مل گیا اور جملہ پریشانیاں دور ہو گئیں۔

Marfat.com

○ شمارہ گنج کرم جنوری تا مارچ ۹۳ میں حضرت سیدنا علی مرتضےؓ خلیفہ چہارم کی شہادت کا واقعہ تحریر کرنے کا خیال آیا۔ لیکن معتکف ہونے کے باعث کہیں سے کتاب حاصل کرنا مشکل نظر آرہا تھا۔ چونکہ یہ سہ ماہی رسالہ پیرجی ہی کے ایماپر جاری کیا تھا اور صرف مجھے ہی انہوں نے اجازت فرمائی تو میں اس مشکل وقت میں ان کی طرف استعانت کیلئے متوجہ ہوا۔ میں حیران رہ گیا کہ جب انطاری کے وقت (مورخہ 94-3-5) چائے لے کر میرا لڑکا آیا تو چائے کے پیالہ پر اپنی دانست میں اس نے ردی کاغذ رکھا ہوا تھا۔ لیکن اس ورق پر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے حالات زندگی درج تھے۔ یہ روزنامہ جنگ جمعہ میگزین کا ایک ورق تھا۔ میں نے اس سے استعفادہ کیا۔ کس قدر صاحب تصرف ہیں پیرجی کہ دل کی گہرائیوں والی بات بھی جان کر مدد فرمادی۔ اللہ اکبر۔

○

سیدناصر حسین زنجانی کرمانوالہ میڈیکل سٹور منظپورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۷۶ء میں بیروزگار تھا۔ حضرت قبلہ پیر سید محمد علی شاہ صاحب (المعروف باباجی) زیب آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف سے دُعا کرانے کے ارادہ سے سفر اختیار کیا جب دربار حضرت کرمانوالہ شریف پہنچا تو معلوم ہُوا کہ پیارے باباجی توجج کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے جا چکے ہیں تو دل بیٹھ گیا۔ پریشانی کے عالم میں مسجد شریف کی طرف چل دیا۔ وہاں پیارے پیرجیؒ کو مسجد شریف میں دیکھا۔ مَیں نے سلام عرض کیا۔ وعلیکم السلام کے بعد پیرجی نے مجھے بازو سے پکڑ کر دریافت فرمایا۔ ”پیرجی کس طرح آئے ہو۔“ مَیں نے مقصد بیان کیا کہ ”باباجی“ سے دُعا کروانے کے لیے حاضر ہُوا تھا۔ مگر باباجی توجج بیت اللہ کے لیے جا چکے ہیں۔ پیرجی نے فرمایا ”تعلیم کتنی ہے۔“ عرض کی کہ ڈسپنسر ہوں۔ پیرجی نے میرے کندھے پر تھپکی دی اور فرمایا ”جاؤ خیر ہوجائے گی۔ ڈاکٹر ہی لگ جاؤ گے۔“ مَیں واپس چلا آیا۔ پورے سات دن بعد ڈسٹرکٹ گوجرانوالہ میں بطور انچارج ہیلتھ سنٹر میری تعیناتی ہوگئی اور پیرجی کی سریع الاثر دُعا سے مَیں ڈاکٹر ہی بن گیا۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

ڈاکٹر عطا محمد صاحب کرمانوالا شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں پیر جی کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک مریض آیا اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب مجھے وہی گولی دیں جو کل دی تھی۔ اس گولی سے مجھے آرام آتا ہے۔ میں نے کہا کہ اس وقت میرے پاس وہ گولی نہیں ہے اور نہ ہی گھر پر ہے بازار سے خرید کر لاؤں گا۔ تو بے جانا وہ پسند نہ تھا۔ کہ مجھے ابھی چاہیئے۔ پیر جی قبلہ نے فرمایا عطا محمد اپنی جیب میں جو گولی بھی ہے اسے دے دو۔ رب کریم شفا دینے والا ہے تمہیں [illegible] میں نے ایک گولی دے دی۔ جو اس مریض کی مرض کے لیے نہ تھی۔ دوسرے روز اس مریض نے بتایا کہ مجھے کل والی گولی نے آرام دیا فائدہ پہنچایا بات کہ مرض کا نشان ہی باقی نہیں رہا اور میں بالکل تندرست ہوں۔ اللہ اکبر۔

خاک راہ آں جہاں را بحقارت منگر   تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

پیر محمد نور [illegible] پوسٹ ماسٹر [illegible] نے بیان کیا کہ میں بسلسلہ ملازمت گھر سے دور عرصہ سے تھا میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا۔ ایک رات عالم خواب میں دیکھا کہ میرا لڑکا لطف اللہ فوت ہو گیا ہے۔ عالم رویا میں ہی میں زار و قطار رونے لگا۔ ذرا آنسو تھمے تو دیکھا پیر جی غضنفر علی شاہ [illegible] کو رد تھا فرما رہے تھے مجھے غمزدہ پا کر پیر جی متکلم ہوئے۔ "تو بہت لطف اللہ سے بہت محبت ہے؟" میں نے عرض کیا حضور! بہت محبت ہے۔ مگر میں نے تو اسے اس حالت میں دیکھا ہے کہ گھر والے اس پر نوحہ کر رہے ہیں۔ پیر جی نے فرمایا "نہیں یہ غلط ہے۔ لطف اللہ تو رب کریم کے فضل و کرم سے بقید حیات ہے فکر مت کرو۔ کوئی اور فوت ہوا ہو گا۔" یہ کہہ کر آپ چلے گئے آنکھ کھلی تو طبیعت مکدر تھی کسی طرح گھر کے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ قبلہ پیر جی نے جو کچھ فرمایا درست تھا۔ ہمارے کسی قریبی رشتہ دار کا لڑکا فوت ہوا تھا جو لطف اللہ کی طرح ہی مجھے عزیز تھا۔ اللہ اکبر۔ کس قدر غریب پرور تھے ہمارے پیر جی کہ عقیدت مندوں کی پریشانی نہ دیکھ سکتے تھے اور ان کے احوال اور گھر بار کے حالات سے باخبر رہتے۔ سبحان اللہ۔

قرنہا باید کہ یک صاحب دلے پیدا شود   بایزیدؒ اندر خراساں یا اویسؒ اندر قرن

Marfat.com

محمد انور شوق (اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر اوکاڑا) بیان کرتے ہیں کہ :

کشف و بصیرت

۷۰-۱۹۶۹ء کا ذکر ہے کہ بندہ دربار عالیہ کے درویشوں کے ساتھ کام کرتا تھا۔ شام کا وقت تھا۔ آسمان ابر آلود تھا۔ عید الفطر کے چاند کے آثار نظر نہ آرہے تھے۔ میں دربار شریف کی حاضری کے بعد مسجد کی طرف آرہا تھا کہ سر راہ مجھے پیر جی مل گئے۔ میں نے عید کے چاند کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "کل عید ہوگی۔" چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔ ریڈیو پر اعلان ہوا کہ کل عید ہوگی۔ واللہ اعلم! آپ نے کیسے وثوق سے کہہ دیا کہ کل عید ہوگی۔ یقیناً آپ نے نظر بصیرت سے معلوم کرلیا تھا کہ رمضان المبارک کی یہ شام آخری شام ہے اور صبح عید ہے۔

۲- میٹرک کرنے کے بعد میں دربار عالیہ حضرت کرماں والا شریف میں بطور خادم رہا کرتا تھا۔ حصول ملازمت کے لیے باباجی سرکار کی خدمت میں عرض کرتا رہتا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مایوسی کے عالم میں دل میں وساوس پیدا ہوئے کہ کئی سال خدمت کرتے بیت گئے مگر ملازمت نہیں ملی۔ پیر جی مال مویشی والے احاطہ میں چہل قدمی فرمارہے تھے۔ میں بھی ادھر سے گزرا۔ پیر جی نے بلند آواز سے فرمایا! "ہم کسی کو بلاتے نہیں۔ جس کی مرضی آئے، مرضی نہ آئے۔" میں نادم و پشیمان ہوا، توبہ استغفار کی، پیر جی کی قدم بوسی کی اور معذرت خواہ ہوا۔

۳- باباجی سرکار نے میرے بیٹے کا نام نصر اللہ رکھا۔ میں نے پیار سے نصر اللہ سرفراز کہنا اور لکھنا شروع کردیا۔ پیر جی سرکار نے مجھے عالم خواب میں فرمایا! "باباجی سرکار نے تمہارے بیٹے کا نام نصر اللہ رکھا ہے۔ تم نے اس نام کے ساتھ سرفراز کیوں زائد کیا ہے؟" بندہ معذرت خواہ ہوا اور اس دن سے صرف نصر اللہ ہی کہنا شروع کردیا۔

Marfat.com

یقین محکم

یہ بندہ ناچیز بطور انسپکٹر علاقہ سوات میں تعینات تھا۔ رخصت پر گھر آیا تو دربار عالیہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ باباجی سرکار کو جب معلوم ہوا کہ میں سیدو شریف سوات میں تعینات ہوں تو آپ نے فرمایا! "انور! ہم مسجد کے لیے سنگ مرمر خریدنے کے لیے سوات آئیں گے۔ کیا وہاں ہمارے ٹھہرنے کا خاطر خواہ انتظام ہو جائے گا؟" میں نے عرض کیا "حضور! آپ کی دعاؤں سے ہو جائے گا۔ آپ ضرور تشریف لائیں۔ مجھے خدمت کا موقع بھی میسر آئے گا۔" حافظ حق نواز نے میرا مکمل ایڈریس نوٹ فرمالیا۔ بعد ازاں میں واپسی کے لیے وضو خانہ پر گیا تو وہاں پیر جی کو پایا۔ سلام عرض کرنے کے بعد سوات سے بطور تبادلہ کے لیے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا! "ابھی تو ہم تمہارے پاس گئے ہی نہیں تم پہلے ہی تبادلہ کی فکر میں ہو!" میں نے عرض کیا "حضور! تبادلے کب جلدی جلدی ہوتے ہیں۔" پیر جی نے فرمایا! "عجب بات ہے۔ تم نے میری دعا کو اتنا کمزور سمجھا ہے۔" اللہ اکبر۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ سوات سے علاقہ اوکاڑا میں ہو گیا۔

ایک مرتبہ خطبہ جمعہ میں آپ نے فرمایا کہ "لوگ کہتے ہیں کہ سابقہ دور کے بزرگ جنگلوں میں ریاضتیں' مجاہدے' چلہ کشی کرتے تھے۔ اس جدید دور میں ایسا کون کر سکتا ہے؟ نہ کوئی ولی اور نہ کوئی بزرگ۔" آپ نے ارشاد فرمایا! "بیٹو! سنو جدید دور میں ریاضتیں بھی جدید طرز کی بنادی گئی ہیں۔" جب ہم آپ کی طویل جگرپاش اور دل خراش علالت پر نظر دوڑاتے ہیں تو یہ احساس ہوتا کہ اس شدید بیماری میں آپ نے جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا' وہ لمبی لمبی ریاضتوں اور مجاہدوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اگر ایسی مشقت کسی پہاڑ پر نازل ہوتی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر پیر جی نے صابر و شاکر مرد آہن کی طرح تمام تکالیف اٹھائیں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ اللہ اکبر!!!

اوکاڑا شہر میں اہل سنت و جماعت کی مرکزی دینی درس گاہ جامعہ حنفیہ اشرف

Marfat.com

المدارس کے جنرل سیکریٹری الحاج صوفی سردار محمد بیان کرتے ہیں کہ

مخدومی حضرت پیرجی سرکار سید غضنفر علی شاہ صاحب بہت کم سن تھے جب انہوں نے اشرف المدارس مڈل اسکول میں داخلہ لیا تھا۔ پیاری موہنی صورت تھی' نورانی سراپا تھا اور اس وقت بھی عام بچوں سے بہت مختلف تھے' اپنے بزرگوں کے وضع و طریق کے مطابق لباس اور چال ڈھال تھی' انداز ایسے معصومانہ اور طبیعت اتنی پیاری تھی کہ مجھے بہت عقیدت ہوگئی اور میں ان کا گرویدہ ہوگیا' عمر تو میری پیرجی سے بہت زیادہ تھی مگر ایک طبیب کی نادانی سے میری قدو قامت نہ بڑھ سکی تھی اور میں پستہ قد ہونے کی وجہ سے شاید پیرجی کو بھا گیا تھا کہ وہ بھی میرے دوست ہوگئے تھے۔ میں پیرجی کے ساتھ بچوں کی طرح کھیلتا' کبھی میں کہتا کہ آج میری آپ کی دوڑ ہوگی تو وہ میرے ساتھ دوڑ لگاتے' صبح کے وقت آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا سے ایک خادم بھائی شمس الدین انہیں سائیکل پر اسکول پہنچانے آتے تو پیرجی سائیکل سے میرے کندھوں پر سوار ہوجاتے اور کبھی میں خود ان کو اپنے کندھوں پر بٹھالیتا اور دوڑ لگاتا' پیرجی بہت خوش ہوتے اور خوشی کے اظہار میں کبھی اپنی ٹوپی میرے سر پر رکھ دیتے' دوپہر کو کھانا کھاتے ہوئے اپنے ہاتھ سے مجھے تبرک دیتے' کبھی میں ان کے منہ میں روٹی کا نوالہ' لقمہ دیتا تو وہ بے حد خوش ہوتے۔ اسکول میں وہ مجھ سے زیادہ کسی سے مانوس نہیں تھے' ہم عمر بچوں کی طرح نہیں تھے' صفائی اور پاکیزگی کا اس عمر میں بھی خیال رکھتے تھے۔ پھول سے تھے' میں انہیں اپنے کندھوں پر لیے پھرتا تھا۔

ایک روز میں آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف زیارت و ملاقات کو گیا تو حضرت گنج کرم کی اقامت گاہ کے دروازے پر ہجوم تھا' میں اندر جانے لگا تو ایک خادم نے روک دیا' اندر کمرے میں حضرت قبلہ شاہ صاحب تشریف فرما تھے' میں پھر دروازے کی طرف بڑھا تو خادم نے پھر روکنا چاہا لیکن حضرت گنج کرم شاہ صاحب قبلہ کی نظر مبارک معا دروازے کی طرف پھری' میری خوش قسمتی کہ حضرت نے مجھے دیکھ لیا۔ آپ نے خادم سے فرمایا۔

Marfat.com

"اسے اندر آنے دو یہ مٹھن پیر کا بیلی ہے۔" میں نے قدم بوسی کی' فرمایا "چھوٹے مولوی صاحب بیٹھ جاؤ۔" آپ نے بڑی شفقت فرمائی' کچھ لمحے گزرے تھے کہ پیر جی اندر گھر سے تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور دروازے سے باہر کی طرف نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔ پیر جی بہت خوش ہوئے اور مجھے امرود کھلائے اور کچھ دیر تک مجھے پاس بٹھائے رکھا۔ گاڑی کا ٹائم ہو گیا تھا میں اجازت لے کر چلا آیا۔

انہی دنوں علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی بھی کراچی سے اوکاڑا حصول تعلیم کے لئے آئے ہوئے تھے اور حضرت شیخ القرآن قبلہ مولانا غلام علی صاحب اشرفی اوکاڑوی سے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے۔ اشرف المدارس مڈل اسکول میں بھی کچھ عرصہ وہ زیر تعلیم رہے۔ حضرت اعلیٰ سرکار گنج کرم اوکاڑا میں صرف اشرف المدارس کو اہل سنت و جماعت کا صحیح ادارہ فرماتے تھے' حضرت شیخ القرآن بھی حضرت گنج کرم سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ علامہ کوکب انہی دنوں حضرت گنج کرم سے سلاسل طریقت میں وابستہ ہوئے اور حضرت کے مرید ہوئے تھے۔

پیر جی سرکار نے اوکاڑا کالج میں داخلہ لیا' کالج کے نوجوان چوہدری ذوالفقار' انجمن طلبہ اسلام کے سرگرم کارکن تھے اور پیر جی کے دوست تھے۔ چوہدری ذوالفقار نے کالج کے انتخابات میں حصہ لیا تو پیر جی سرکار نے فرمایا "صوفی جی! ہم سب نے چوہدری ذوالفقار سے تعاون کرنا ہے۔" میں ان دنوں حضرت شیخ القرآن کی جیپ کا ڈرائیور بھی تھا اور ان کی خدمت میں مشغول رہتا تھا۔ شام کے بعد پیر جی قبلہ پروگرام کے مطابق آتے۔ پیر جی' میں اور چوہدری ذوالفقار اور چند ساتھی کالج کے طلبہ سے ملاقات کرتے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خدمت کے لئے طلبہ کو آمادہ کرتے' اکثر رات کے دو بج جاتے' پیر جی نہایت عمدہ پیرائے میں گفتگو کرتے اور ان کے بیان کی شیرینی ہر کسی کو متاثر کرتی۔ پیر جی کے ہم نشیں سب ہی پیر جی کے مداح تھے۔ کھانے کا مرحلہ آتا تو پیر جی ساتھیوں کو پہلے کھلاتے۔ پھل کاٹتے تو اپنے ہاتھ سے مجھے کھلاتے۔ مجھے آپ کی شفقت کی ایسی ہی کتنی

Marfat.com

باتیں یاد آ رہی ہیں۔

نومبر 1973ء میں میری شادی طے ہو گئی تو پیر جی بہت خوش ہوئے میں نے دعوت نامہ دیا تو پیر جی نے فرمایا "صوفی جی! آپ کو دلہا بن کے میری کار میں بیٹھنا ہوگا۔" میں نے اسے اپنے لیے سعادت جانا۔ وقت کی پابندی کے ساتھ پیر جی تشریف لائے اور مجھے اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر مجاہد اہل سنت حضرت مولانا محمد علم الدین فرید کوٹی علیہ الرحمہ کے گھر لے گئے۔ نکاح کے بعد طعام سے فارغ ہو کر کچھ ساتھی چلے گئے لیکن قبلہ پیر جی میرے ساتھ رہے اور رخصتی کے بعد مجھے میری اہلیہ سمیت میرے گھر پہنچا کے تشریف لے گئے اور اگلے روز دعوت ولیمہ میں بھی تشریف لائے۔ میں نے معانقہ کیا اور کہا کہ پیر جی! جب آپ چھوٹے تھے میں آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتا تھا' دوڑ لگاتا تھا' اب ماشاء اللہ آپ مجھ سے کہیں زیادہ بلند قامت اور تنومند ہیں' مجھ سے ہلائے نہیں جاتے تو آپ مسکرائے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے زور سے دباتے رہے۔

وہ مرحلہ بھی آیا کہ پیر جی قبلہ کی شادی طے ہوئی۔ محترم کوکب نورانی نے نہایت خوش نما کارڈ چھاپ کر بھیجے تھے' پیر جی نے کارڈ تقسیم فرمائے۔ میں نے عرض کی حضور! اس خادم کے لیے کوئی کارڈ باقی رہا یا نہیں؟ پیر جی نے فرمایا "صوفی جی! آپ ان میں سے نہیں جن کو کارڈ کی ضرورت ہو' آپ نے برات کے ساتھ جانا ہے' گاڑی آپ کو لینے آئے گی۔" جس کار میں پیر جی دلہا بنے سوار تھے اس میں پیر جی کے ساتھ صرف جناب کوکب نورانی سوار تھے' مجھے یوں لگا کہ جیسے کوکب صاحب پیر جی کے شہ بالا ہیں۔ نکاح کا رجسٹر میرے پاس تھا' کوکب نورانی صاحب ہی نے پیر جی کے نکاح نامے کو پر کیا' حضرت شیخ القرآن نے نکاح پڑھایا۔ نکاح ہوتے ہی کوکب صاحب نے پیر جی کو اور پیر جی نے ان کو چھوہارا کھلایا۔ کیا روحانی شخصیات تھیں جو پیر جی کی برات میں شامل تھیں۔

پیر جی اکثر اشرف المدارس تشریف لاتے اور حضرت شیخ القرآن سے علمی گفتگو فرماتے' جامعہ کی مالی اعانت کے لئے بھی اپنے احباب کو فرماتے۔ حضرت شیخ القرآن کی

Marfat.com

صحت و توانائی کے لئے بہت خیال فرماتے اور صاحب زادہ فضل الرحمن سے فرماتے کہ جامعہ کے انتظامی امور وہ اپنے ذمہ لیں اور حضرت شیخ القرآن کو ہر طرح آرام پہنچائیں۔ حضرت شیخ القرآن سے پیر جی کو حد درجہ عقیدت تھی اور حضرت شیخ القرآن بھی اپنے اس عاشق شاگرد سے بہت محبت فرماتے۔ حضرت شیخ القرآن کی طبیعت کچھ عرصہ ناساز رہی تو پیر جی خود تشریف لے گئے اور ہر طرح ان کی تیمارداری کی۔ اوکاڑا شہر میں ہونے والے دینی اجتماعات میں پیر جی شریک ہوتے۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے خطابات کی محافل میں پیر جی ہی صدر نشین ہوتے۔ پیر جی اور کوکب صاحب کے درمیان مثالی محبت تھی' دونوں ایک دوسرے کے عاشق نظر آتے تھے۔ یادیں اور باتیں بے شمار ہیں۔

پیر جی سے آخری ملاقات اتفاق ہسپتال لاہور میں ہوئی۔ میں عیادت کو گیا تو خادم سے فرمایا کہ صوفی جی کو کچھ فروٹ کھلاؤ' چائے پلاؤ' معالجین کے مشورے سے لندن جانا طے ہو چکا تھا' مجھے دعا کے لئے فرمایا' میرے ساتھ صاحبزادہ فضل الرحمن صاحب تھے' کچھ دیر بعد ہم چلے آئے۔ عرس شریف کی محفل میں لوگوں نے آپ کو آخری مرتبہ دیکھا۔ اتوار کی صبح خبر پہنچی کہ پیر جی سرکار وصال فرما گئے ہیں' سکتہ سا ہو گیا' یقین کرنا مشکل تھا کہ وہ شیر جوان' وہ پیکر نورانی رخصت ہو گیا ہے' سب یہی کہہ رہے تھے۔ پیر جی کو رخصت کرنے ہر سمت سے لوگ امڈ آئے تھے۔

آخری دیدار کے تمنائی ہزاروں تھے' وہ کمرہ جس میں آپ کا جسم اطہر چارپائی پر رکھا تھا میں اس کمرے کی طرف بڑھا ہجوم نے مجھے راہ نہ دی' دروازے پر موجود خدام سب کو قطار میں آنے کی تاکید کر رہے تھے' میں ہمت کر کے آگے بڑھا' خادموں نے مجھے پیچھے دھکیلنا چاہا۔ حافظ محمد سلیم صاحب دروازے پر موجود تھے' انہوں نے مجھے دیکھ لیا' خادموں سے کہا "کسے دھکیل رہے ہو' اس کے کاندھوں پر پیر جی سوار رہا کرتے تھے' یہ پیر جی کو کھلاتا رہا ہے۔" میں پیر جی کے قریب پہنچا دیا گیا۔ آج سب ہی اپنے کاندھوں پر پیر جو کو

Marfat.com

اٹھانے جمع تھے۔ میں گھنٹہ بھر پیر جی کے قریب رہا' یہ وہی پیر جی تھے جنہیں تکتے رہنا آنکھوں کی عید ہوتی تھی' میرے اندر سے آواز آ رہی تھی کہ پیر جی سے کہوں۔

یوں نہ جاؤ خدا کے لیے
دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے

پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار المتوفی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

پیر جیؒ کے متعلق متفرق واقعات

مفتی ۔۔۔ رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ قبلہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ننھے پیر جیؒ جو ابھی ۲ ، ۲½ سال کے تھے اُدھر آ نکلے۔ پاؤں سے ننگے تھے۔ حضرت قبلہ اس وقت چارپائی پہ استراحت فرما رہے تھے۔ ننھے پیر جی کے دل میں خدا جانے کیا خیال آیا کہ جست لگائی اور اپنے دادا جان حضرت کرماں والی سرکارؒ کے شکم مبارک پہ ایک شہسوار کی طرح بیٹھ گئے۔ دو تین دفعہ اُچھلے، کودے پھر نیچے اُترے۔

یہ جا وہ جا......

حضرت قبلہؒ نے پیر جیؒ کی اس معصومانہ حرکت پر کچھ کہا تو صرف یہ "اُہو پیر جی ایہہ کیہہ۔ اُہو پیر جی ایہہ کیہہ" یہ پیار محبت بھرے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ کے دادا جان انہیں کتنا عزیز اور اس کم سنی میں بھی کتنا محترم جانتے۔

حضرت قبلہؒ نے اپنے لیے ایک کشادہ تخت پوش بنوایا۔ حافظ نذیر احمد صاحب ہڑپہ (ساہیوال) سے بنوا کر لائے، اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اتفاقاً ننھے پیر جیؒ اُدھر آ نکلے۔ اور تخت پوش پہ چڑھ گئے۔ بیلیوں نے روکا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ اسے مت روکو اس کی یہی جگہ ہے۔ سبحان اللہ۔

کتب سیر میں آیا ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان سردار عبدالمطلب متولی خانہ کعبہ کے لیے خانہ کعبہ کے سایہ میں فرش بچھایا جاتا۔ آپؐ کے چچے (پسران سردار عبدالمطلب) اس فرش کے اردگرد بیٹھتے۔ سردار عبدالمطلب تشریف لا کر مسند کو زینت بخشتے۔ اور کوئی شخص ان کے برابر فرش پر قدم نہ رکھتا لیکن جب

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (جو سردار عبد المطلب کی کفالت میں تھے اور سات آٹھ سال کی عمر تھی) تشریف لاتے تو بے دھڑک بے تحاشا ان کے پاس جا بیٹھتے۔ آپؐ کے چچا جان اس بات کو خلافِ ادب جان کر آپؐ کو پکڑ کر باہر لانا چاہتے۔ تو سردار عبد المطلب فرماتے "میرے بیٹے کو آنے دو۔ خدا کی قسم! اس کی شان بہت بلند ہے۔ کبھی یوں فرماتے "کہ یہ فرزند مملکت کی بنیاد ڈالے گا" اس کے بعد آپؐ کو اپنے پاس فرش پر بٹھاتے۔ آپؐ کی پشت مبارک پر دستِ شفقت پھیرتے۔ اور آپؐ کے افعال اور حرکات دیکھ کر خوش ہوتے۔ (طبقات ابنِ سعد)

پیر جیؒ کے ساتھ ان کے دادا جان گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں بھی کچھ ایسی ہی جھلک نظر آتی ہے۔ جیسی اوپر بیان ہوئی ہے۔ سبحان اللہ۔

○ حافظ محمد صدیق فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ جن ایام میں پیر جیؒ اتفاق ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج تھے، میں ان کی عیادت کے لئے فیصل آباد سے لاہور آیا، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوا اور رو رو کر پیر جی کی صحت یابی کے لئے دعا کی، یا اللہ! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اور حضرت داتا گنج بخش کی شان ولایت کے طفیل ہمارے پیارے پیر جیؒ کو صحت کاملہ عطا فرما، میری زندگی کے باقی دن پیر جی کی زندگی میں بڑھا دے اور انہیں تندرستی اور تن میں پہلی سی چستی عطا فرما، تاکہ وہ اپنے اہل خانہ اور دوست احباب کے درمیان آباد شاد رہیں۔ بعد ازیں پیر جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو پیر جیؒ نے میرا ہاتھ کچھ دیر تک تھامے رکھا، پھر فرمایا حافظ جی! میرے لئے آپ نے داتا دربار پر بہت گریہ زاری کی ہے اور میری صحت یابی کے لئے بہت خلوص اور عاجزی سے دعا کی ہے، اللہ بھلا کرے، مجھے تسلی دی، بعد اجازت میں چلا آیا، کتنے روشن ضمیر اور دردِ دل والے تھے، ہمارے پیر جیؒ کہ اپنی تکلیف اور دکھ یاد نہیں رکھا اور اپنے ملاقاتیوں کو تسلی اور تشفی دے کر الوداع کیا تاکہ وہ پریشان نہ ہوں۔

Marfat.com

[illegible] حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نماز جمعہ اکثر دربار حضرت کرمانوالہ شریف ادا
کرتا ہوں کیونکہ پیر جی کا وعظ [illegible] سننا نصیب ہوتا ہے ایک جمعۃ المبارک فیصل آباد سے دربار شریف
کے لئے [illegible] دوران سفر خیال آیا کہ [illegible] وقت ملاقات پیر جی سے عرض کروں گا کہ روز
قیامت [illegible] اپنے ساتھ رکھنا [illegible] قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہوں، جامع مسجد حضرت
[illegible] پیر جی کی نگاہ عنایت مجھ پر پڑ گئی، پیر جی نے [illegible]
[illegible] قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر شروع کر دیا کہ نفسی نفسی کا عالم ہو گا۔
[illegible] حضرت گنج کرم کے متوسلین ہو اپنے پیر و مرشد کی معیت
[illegible] نے سید [illegible] شخص [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] حمد کمتے کے لنگر [illegible] سے حضرت گنج کرم [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] قیامت [illegible] تیں گے [illegible]
[illegible] پیر جی نے سب سے کہہ دی اور تمام حاضرین [illegible]
[illegible] گئے [illegible]

استاد کا احترام

[illegible] میاں محمد آصف نقشبندی گنج مغلپورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جب دورہ آپ پر لیٹن اتفاق ہسپتال لاہور میں ہوا تو عام ملاقات کی اجازت نہ تھی، ان ایام میں پیر جی کے استاد حافظ احمد یار صاحب (پنجاب یونیورسٹی لاہور) تشریف لائے اور کمرہ کے دروازہ پر دستک دی، میں اس وقت پیر جی کی خدمت میں تھا، میں نے حافظ صاحب کو بتایا کہ اس وقت "پیر جی" آرام فرما رہے ہیں اور ملاقات کی عام اجازت بھی نہیں، حافظ صاحب نے کہا کہ "پیر جی" سے صرف اتنا کہہ دو کہ حافظ احمد یار صاحب ملاقات کے لئے آئے ہیں، تعمیل ارشاد میں "پیر جی" سے ایسے ہی عرض کر دیا، حافظ صاحب کا نام سنتے ہی "پیر جی" نے اٹھنے کی کوشش کی، پھر مجھے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو، آپ نے ہمت کی اور میں نے "پیر جی" کو پلنگ (بستر) پر بٹھا دیا اور حافظ صاحب کو اندر بلا لیا، علیک سلیک کے بعد حافظ صاحب موصوف

Marfat.com

پر بیٹھنے لگے تو "پیر جیؒ" نے فرمایا "صوفہ پر نہ بیٹھیں" آپ میرے پاس پلنگ پر تشریف رکھئے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شاگرد تو بلند جگہ پر ہو اور محترم استاد فروتر جگہ پر، چنانچہ پیر جیؒ نے قبلہ حافظ صاحب کو اپنے پاس جگہ دی، کتنا ادب فرمایا پیر جی نے اپنے استاد محترم کا، حالانکہ صوفہ ملاقاتیوں کے بیٹھنے کے لئے ہی تو تھا، مگر آپ نے پسند نہ فرمایا کہ استاد مکرمی ایک لحظہ بھی اپنے شاگرد سے پست جگہ پر ہو، اللہ اکبر، سچ ہے باادب بانصیب، بلندی و پستی کا اتنا خیال درجہ کمال تک تھا کیوں نہ ہوتا کہ استاد ہی عقیق کو تراش کر نگینہ بناتا ہے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک صاحب لولاک والمعراج سے عشق تو پیر جی علیہ رحمت کو ورثہ میں ملا تھا اس صفت میں وہ اپنے دادا جان اور ابا حضور کے مظہر اتم تھے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یا ذکر خیر ہوتا تو آنکھیں وفور محبت میں پُرنم ہو جاتیں، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہائت ذوق وشوق سے سنتے اور نعت خواں حضرات کی حوصلہ افزائی فرماتے، حاجی میاں محمد آصف نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ پیر جیؒ جب کبھی پریشانی یا تکلیف بوجہ علالت محسوس کرتے تو حاضرین میں سے کسی ایک کو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے لئے فرماتے، ارشاد ہوتا کہ نعت شریف سے دل ودماغ کو سکون، سرور اور سینہ میں ٹھنڈک پاتا ہوں، اعلیٰ حضرت بریلویؒ کی یہ نعت اکثر سنتے ۔

پہلا شعر۔ نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا
آخری شعر۔ جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

آخری شعر پر بیتاب ہو جاتے اور فرماتے "اب تو مدینہ منورہ جلد پہنچنا ہے، مدینۃ الرسول میں جلد جانا چاہیئے، حافظ محمد نعیم صاحب (مفتی محمد حبیب اللہ جغتائیؒ کے فرزند ارجمند) عیادت کے لئے آتے تو ان سے قصیدہ بردہ شریف کے یہ اشعار سنتے مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم ترجمہ: اے مالک میرے درود وسلام بھیج ہمیشہ ہمیشہ تک اپنے دوست پر جو بہتر ہیں، ساری خلقت سے، فرماتے ابداً ابداً ہمیشہ ہمیشہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر، گو بیماری کی تکلیف سے جسم نڈھال ہوتا مگر ابداً ابدا

Marfat.com

دیتے تو یہ دِل کا گلاب کھل جاتا اور تمام تکلیفیں بھول جاتے جب یہ شعر سنتے۔

ھُوَ الحَبِیبُ الَّذِی تُرجیٰ شَفَاعَتُہٗ   لِکُلِّ ھَولٍ مِنَ الاَھوَالِ مُقتَحِمٖ

ترجمہ: وہی تو ہیں اللہ کے ایسے حبیب جن کی شفاعت کی امید ہے، ہر ایک خوف کے وقت جو آنے والے خوف ہیں۔ تو بہت محظوظ ہوتے اور سینہ پہ ہاتھ رکھتے اور فرماتے دیکھو ہر پریشانی، غم اور خوف میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے نجات ملتی ہے۔ یا رسول اللہ کرم۔ یا رسول اللہ کرم۔ یہی کلمات آپ کے وردِ زبان رہتے۔

حاجی میاں محمد آصف بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، فرمایا یہ مصرع مولای صل وسلم دائماً ابداً، پانچ صد بار پڑھ کر پانی پر دم کرو اور مجھے پلاؤ۔ تعداد کی گنتی کے لئے مجھے ٹک ٹک والی چرخی دی، میں نے بتی بجھا دی، اور تعمیل ارشاد میں لگ گیا۔ میں نہایت آہستہ آہستہ یہ مصرع پڑھ کر پانی دم کرتا رہا تاکہ پیر جی مکمل استراحت فرمائیں۔ میں سمجھا کہ پیر جی نیند میں ہیں۔ جب آدھی رات ہوگئی تو پیر جی نے فرمایا آصف ابھی تک گنتی پوری نہیں ہوئی۔ عرض کیا دیکھتا ہوں، میں نے بتی روشن کی تو حیران رہ گیا کہ گنتی پوری ۵۰۰ تھی پیر جی بظاہر سوئے ہوئے تھے لیکن باطن بیدار تھے۔ اللہ اکبر۔

استغنا

اتفاق ہسپتال میں قیام کے دوران پیر جی علیہ رحمت کی عیادت کیلئے میاں محمد شریف صاحب (والد ماجد میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان) تشریف لاتے اور آپ کی صحت کے متعلق دریافت کرتے رہتے۔ نیز فرماتے "کوئی خدمت کوئی حکم میرے لائق ہو تو فرمائیں، کسی چیز کی کمی ہو، ضرورت ہو ارشاد فرمائیں"۔ پیر جی فرماتے "الحمدللہ، اللہ کا احسان ہے۔ اللہ کے فضل وکرم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بے پایاں سے ہر سہولت میسر ہے، کسی چیز کی کمی نہیں"، سبحان اللہ۔ استغنا کے معنی ہیں "پرواہ نہ کرنا"۔ یہ صفت اپنے موصوف کو ملکوتی صفات کا حامل بنا دیتی ہے۔ جس شخص میں یہ صفت پائی جائے وہ یقیناً اعلیٰ مراتب کا حامل ہوتا ہے، بقول علامہ اقبالؒ

نہ ڈھونڈ اس چیز کو عہد حاضر کی تجلی میں   کہ پایا میں نے استغنا میں معراج مسلمانی

Marfat.com

○ صوفی حاجی بشیر احمد نقشبندی مغلپورہ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میرا بیٹا مدت سے ابوظہبی میں مقیم تھا مگر آقامہ نہ مل رہا تھا۔ بہت پریشانی کا سامنا تھا۔ مشکل کشائی کے لیے حضرت کرمانوالہ حاضر ہوا۔ مگر حضرت باباجی سرکار حج بیت اللہ کے لیے گئے ہوئے تھے۔ میں مایوس سا ہو گیا مگر پیرجی مل گئے۔ ان کی قدم بوسی کی اور حاضری کا مقصد عرض کیا۔ پیرجی نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں چلے آئے۔ میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ مہر تو لگ گئی۔ آقامہ مل گیا۔ باباجی آئیں گے تو ان سے پکا کروالینا۔ پیرجی کے فرمان مبارک کی برکت سے آقامہ مل گیا اور جملہ پریشانیاں دور ہو گئیں۔

(۲)۔ یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ داتا گنج بخشؒ کے عرس مبارک پر حضرت باباجی حسب عادت ملک سردار محمد کے مکان واقع موہنی روڈ لاہور میں تشریف فرما تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور باباجی کی نورانی محفل میں بیٹھ گیا۔ پیرجی کا بچپن تھا۔ باباجی کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے اچانک اُٹھے اور میرے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ میں نے یہ موقعہ غنیمت جانا۔ پیرجی کی سواری بن گیا اور انہیں کمرے میں لئے پھرنے لگا۔ یہ دیکھ کر باباجی سرکار نے فرمایا "سواری تو کر لی اب گھوڑے کو کچھ کھلاؤ پلاؤ"۔ پیرجی نے میرے منہ میں لڈو ڈالنے شروع کئے۔ میں بھی کھاتا گیا۔ بس نہ کی۔ لڈو میں کھاتا جاتا تھا اور اندر کی بیماریاں دور ہوتی جاتی تھیں نفس شیطان پاک ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

(۳)۔ محمد حفیظ صاحب مغلپورہ لاہور نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت کرمانوالا شریف جانے کا ارادہ کیا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہاں رات قیام کا خیال ہے مگر نہ تو تکیہ ملتا ہے اور نہ ہی چادر۔ بیوی نے کہا کہ میں اماں جی سے کہہ کر بھجوا دوں گی۔ غالباً اُسے یاد نہ رہا کہ نماز عشاء تک مجھے کوئی چیز نہ پہنچی۔ نماز عشاء کے بعد لنگر کھانے کے لیے دسترخوان پر بیٹھے۔ میرے ساتھ حافظ نذیر صاحب تھے۔ لنگر کھا رہے تھے کہ پیرجی تشریف لائے۔ ہمارے پاس بیٹھ گئے اور ہمارے ساتھ لنگر تناول فرمایا۔ فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ حافظ جی! بابوجی کے لیے ایک تکیہ اور چادر لے آنا اور انہیں دے دینا تاکہ رات آرام سے بسر کر سکیں۔ سبحان اللہ کتنے شفیق تھے پیرجی مرحوم و مغفور۔ کہ زائرین کے آرام کا خیال رکھتے اور عزت افزائی کے لیے زائرین کے ساتھ لنگر خانہ میں لنگر تناول فرماتے۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

قوت ارادی

حاجی میاں محمد آصف نقش بندی بیان کرتے ہیں کہ میں دربار حضرت کرمانوالہ میں تھا قبلہ پیرجیؒ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میں اتفاق ہسپتال داخل ہونا چاہتا ہوں۔ تم کل وہاں پہنچ جانا۔ لاہور پہنچ کر آپ نے مجھے فون کیا کہ میں لاہور پہنچ گیا ہوں تم فاطمہ بلڈ سنٹر میں پہنچ جاؤ۔ غالباً ۹۱/۲/۱ کی بات ہے۔ میں بلڈ سنٹر پہنچا تو پیرجیؒ یہاں سے جا چکے تھے میں اتفاق ہسپتال آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میں صبح و شام آپ کی خدمت میں رہتا۔ غالباً ۹۱-۲-۳ آپریشن کے لئے آپ کو لے جانے کے لئے سٹریچر منگوایا گیا۔ پیرجیؒ سرکار نے فرمایا کہ میں خود چل کر جاؤں گا۔ سٹریچر کی ضرورت نہیں، آپ نے سرمہ لگایا اور خوب تیار ہو کر گئے۔

اخلاق کریمانہ

یہی میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ اتفاق ہسپتال لاہور میں اس عاجز کو پیرجیؒ کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل رہی۔ پیرجیؒ کا ارشاد گرامی تھا کہ کسی ملاقاتی کو کھلائے پلائے بغیر نہ جانے دیا جائے، رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوا۔ گو آپ بوجہ علالتِ شدید روزہ نہ رکھتے مگر حکم تھا کہ افطاری اور سحری کا انتظام برابر رکھا جائے اور ملاقاتی حضرات جو سحری یا افطاری کے وقت موجود ہوں۔ ان کی سہولت کا ہر طرح سے خیال رہے، اس حکم کی پابندی سختی سے کی جاتی تھی، سحری کے وقت میں برتن نہایت آہستگی سے اٹھانا اور رکھنا تھا تاکہ برتنوں کی کھنکھناہٹ سے پیرجیؒ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔ مگر پیرجیؒ سرکار نے یہ طریقہ کار ناپسند فرمایا۔ ارشاد ہوا آصف! برتنوں کو عام طریقہ سے اٹھایا اور رکھا کرو تاکہ آواز پیدا ہو۔ اس آواز سے مجھے سکون ملتا ہے کہ ماہ رمضان المبارک کا مہینہ ہمارا مہمان ہے، اس مہمان کی مہمانداری ضروری ہے، ایک مرتبہ کوئی مہمان نہ تھا، میں نے افطاری کا انتظام نہ کیا، آپ کو علم ہوا تو فرمایا فوراً جاؤ اور افطاری کا سامان لے آؤ، تم تو موجود ہو، اپنے لئے تو کچھ کر لیا کرو۔ اللہ اکبر کتنا خیال فرماتے تھے پیرجیؒ اپنے خادموں کا۔

پیرجیؒ کا تصرف

حاجی جنید اشرف بٹ گلبرگ III لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میں کاروباری سلسلہ میں لندن میں مقیم تھا، میرا لڑکا عمر اشرف لندن میں زیر تعلیم تھا، اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر مہاسے نمودار ہو گئے۔ بہتیرا علاج کرایا مگر مہاسے ختم نہ ہوئے، مجھے معلوم ہوا کہ پیرجیؒ بغرض علاج لندن تشریف لائے ہیں اور حاجی

Marfat.com

بشیر صاحب فیصل آبادی کے ہاں مقیم ہیں۔ میں عیادت کے لئے حاجی بشیر صاحب کی رہائش گاہ پر گیا میرا لڑکا عمر اشرف میرے ساتھ تھا، پیر جیؒ سے ملاقات ہوئی، عیادت کے بعد میں نے پیر جیؒ سرکار کی خدمت میں عرض کیا حضور! عمر بٹ کے ہاتھ پر مہاسے ہیں جو مسلسل علاج کے باوجود ختم نہیں ہو رہے ہیں، پیر جیؒ سرکار نے عمر بٹ کا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور ذرا دبایا جیسا کہ ان کی عادت مبارکہ تھی، پھر ذرا ہاتھوں کو عمر بٹ کے ہاتھ پر رگڑا، فرمایا مجھے تو مہاسے نظر نہیں آ رہے۔ دیکھو تو سہی میں نے دیکھا تو مہاسے بالکل ختم اور جلد نہایت نرم جیسے مہاسے کبھی ہوئے ہی نہ تھے، اللہ اکبر۔

○ حکیم سلطان محمد ریٹائرڈ ٹیچر سنگیانوالہ ننکانہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالہؒ حاضر خدمت ہوا، قبلہ باباجی سرکار پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ نقش بندیہ حضرت کرمانوالا شریف کی نورانی محفل میں کافی معتقدین موجود تھے، پیر جیؒ سرکار کے پاس ہی مجھے بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پیر جیؒ سرکار مجھ گنہگار سے بیحد محبت کرتے۔ فرمانے لگے ماسٹر جی! ہماری مسجد کا نقشہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور! بہت ہی اعلیٰ ہے، فرمایا ہم نے مسجد بیل بوٹوں والی نہیں بنانی، ہم نے نماز ادا کرنی ہے، اگر نقش و نگار اور بیل بوٹے ہوں گے تو نمازی بیل بوٹوں کی طرف ہی تکتے رہیں گے نماز میں دھیان نہ دیں گے۔ جبکہ نماز خضوع خشوع سے ادا کرنی چاہیئے۔ الحمد للہ کہ مسجد پیر جی سرکارؒ کے پسندیدہ ڈیزائن کے مطابق ہی تعمیر ہوئی ہے اور تکمیل کے مراحل میں ہے۔

○ محمد نواز ثانی اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیر جی سرکارؒ میرے گھر لالہ زار کالونی مکان نمبر 8/7 اوکاڑہ تشریف لائے، میں نے فروٹ پیش کیا، آپ نے تھوڑا سا کھایا باقی تمام کا تمام مجھے مرحمت فرما دیا، پیر جیؒ مختصر قیام کے بعد تشریف لے گئے، آپ نے میرے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اے اللہ! محمد نواز کے رزق میں برکت دے" مجھے فرمایا" اپنے ادارہ کو محنت سے چلاؤ۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے گا"، پیر جیؒ کے جانے کے بعد میں نے آپ کا پس خوردہ کھایا، مجھے سارا دن نہ بھوک نے ستایا اور نہ ہی پیاس محسوس ہوئی۔ سبحان اللہ ایسا بابرکت تھا، آپ کا پس خوردہ

Marfat.com

سیرت کانفرنس، اشرف المدارس اوکاڑہ میں باباجی" پیر جی سرکار" جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان

جامعہ حنیفہ اشرف المدارس کے زیر اہتمام منعقدہ میلاد کانفرنس میں پیر جی کے ساتھ سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کھڑے ہیں۔

Marfat.com

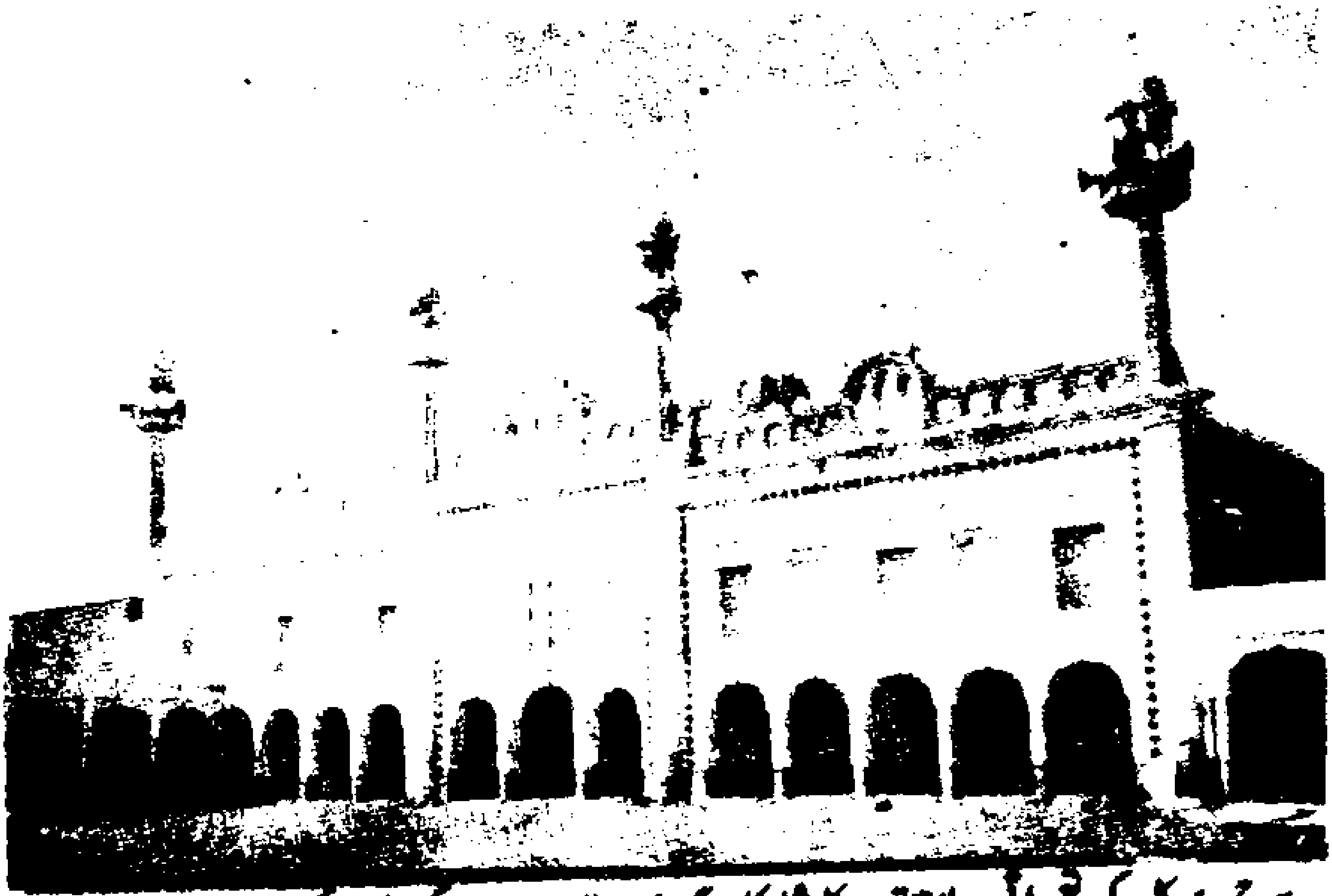

پیرجی سرکار کی تعمیراتی صلاحیتوں کا شاہکار آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا کی مسجد پرانوار
کو نقش و نگار اور بیل بوٹوں سے ہے خالی   مگر حسن و جمال و دلکشی میں ہے صفت عالی

سعادت مند فرزند (پیرجی سرکار) والد محترم (باباجی سرکار) کے پاؤں دبا رہے ہیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلیغ اور بے بدل

خطبۂ مبارک

جو نازِ سادات پیکرِ فضل و کمالات عاشقِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نبیرہ گنجِ کرم صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری المعروف "پیر جی" رحمۃ اللہ علیہ نے گنجِ کرم قطبُ الاقطاب حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ المعروف "حضرت کرمانوالے" کے عرس پاک کی آخری نشست میں ۲۸ فروری ۱۹۹۱ء دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، کرمیہ حضرت کرمانوالا شریف دیا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین شفیع المذنبین۔ رحمۃ للعالمین، اما بعد فاعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ ...... وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۔ صدق اللہ مولٰینا العلی العظیم۔

Marfat.com

اللہ مجدہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ جس نے اپنے خصوصی فضل اپنے خصوصی کرم اور رحم سے ہمیں اس سال بھی گنجِ کرم المعروف حضرت کرمالوا لے رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی آخری نشست میں حاضری کا موقع مرحمت فرمایا۔ اولیاء کرام اور صلحائے عظام کے مزارات پر ہر سال میں کسی مخصوص دن میں اجتماعی صورت میں اکٹھے ہو کر ان کی زیارت کرنا۔ ان کے روحانی فیوض و برکات سے متمتع ہونا وہاں قرآن خوانی کرنا اور ذکر الٰہی کی محافل منعقد کرنا اسے عرفِ عام میں عرس کہا جاتا ہے اور عرس کی یہ اصطلاح ترمذی شریف کی ایک حدیث صحیح سے ماخوذ ہے۔ کہ جس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مردِ مومن انتقال کر جاتا ہے اور بارگاہ ایزدی میں ملاقات اور وصال کے لئے پہنچتا ہے تو نکیرین، مبشرین اس کی قبر میں سوال و جواب کے لئے آجاتے ہیں اور وہ رب اور دین کی نسبت سوال کرنے کے بعد پوچھتے ہیں۔ ماکُنتَ تَقُولُ فِی حَقِّ ھٰذَا الرَّجُلِ۔ کہ اے صاحب قبر! بتا کہ تو اس ہستی مبارک کو کیا سمجھا کرتا تھا، اس ہستی مبارک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو دنیا میں کتنی محبت رکھا کرتا تھا۔ تو ان کا کتنا ادب کیا کرتا تھا۔ دنیا میں اس ہستی مبارک کے بارے تیرا کیا عقیدہ ہوا کرتا تھا قال بقول ماضی استمراری ہے تو وہ مردِ مومن کہ جس کی پوری کی پوری زندگی حضور علیہ السلام کی غلامی اور اطاعت میں بسر ہوئی ہوتی ہے۔ وہ تو دوستو منتظر ہوتا ہے اس لمحہ کا کب ہجر اور فراق کی جملہ ساعات ختم ہو جائیں۔ دوریوں کے سارے فاصلے مٹ جائیں اور قبر کا وہ لمحہ آئے کہ جب جملہ حجابات اٹھا دیئے جائیں اور آنکھوں کو حضور پاک کا دیدار فرحت آثار نصیب ہو جائے تو چونکہ ان کی تو پوری زندگی اسی مقدس لمحہ کے انتظار میں بسر ہوئی ہوتی ہے، اس لئے جب ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو محبوب سے ملاقات کی خوشی میں وہ ہنستے ہیں اور اسی ہنسنے کی حالت میں ان کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور ان کا چہرہ ہنستا ہوا رہ جاتا ہے سے نشانِ مردِ مومن با تو گویم — چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست۔ کہ مردِ مومن کا نشان یہ ہے کہ جب انہیں موت آتی ہے تو ان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھتا ہے۔ دوستو یہ تبسم کیا ہوتا ہے یہ تبسم اس لئے ہوتا ہے کہ وہ ملک الموت کو دیکھ کر مسکراتے ہیں کہ یہی تو ہے میرے محبوب کی ملاقات کا پیغام لانے والا، یہی تو ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

Marfat.com

میری ملاقات کر رہا ہے۔ اور اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے بعد یہ کہہ دے کہ وہ عبد اللہ ہیں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو جب اس شخص کی قبر کو۔۔۔ رہا تھ فراخ کر دیا جاتا ہے۔ اس خوش بخت پر اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور پھر اس قبر کی ساری فضا کو معطر و منور و معنبر کرنے کے بعد اسے تحفہ تبریک۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اے اپنے محبوب کو پہچاننے والے نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ:

اے اپنے آقا کو پہچاننے والے۔ اس پہچان کا تجھے یہ صلہ ملتا ہے کہ اب تو اس طرح آرام کے ساتھ سو جیسے پہلی رات کی دلہن اپنے بستر عروسی پر سوتی ہے۔ اب تو قیامت تک آرام کی نیند سو۔ اب تجھے وہی اٹھائے گا جو تیرا محبوب ہو گا تو چونکہ مرد مومن کا یوم ارتحال محبوب حقیقی سے ملاقات اور وصال کا دن ہوتا ہے۔ جملہ حجابات کے مرتفع ہونے اور محبوب کے جمال حقیقی کو بے نقاب دیکھنے کا لمحہ ہوتا ہے، لہٰذا ہر سال جب وہ لمحہ آتا ہے تو جب ہجر کی ساعت ختم ہوئی تھی۔ ملاقات محبوب حقیقی اور نور حق کا مشاہدہ ہوا تھا۔ تو ان کی روح پُرفتوح پھر سے مچل مچل اٹھتی ہے۔ چنانچہ اسی لئے اس مبارک لمحہ کی یاد میں اہل حق ان کے محبوب سے ملاقات کی حقیقی خوشی اور مسرت کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے ذکر الٰہی، قرآن خوانی، محافل ہائے نعت وعظ کا اہتمام عرس کی صورت میں کرتے ہیں۔ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ اس حدیث کے مطابق اس دن اکٹھے ہو کر ان کو مبارکباد پیش کرنے کی اس کیفیت کو یا اس اجتماع کو عرس کا نام دیا جاتا ہے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ وہ سال میں کسی ایک دن شہدائے بدر و اُحد کے مزارات پر تشریف لے جاتے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی جمعیت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوتی اور وہ وہاں جا کر اپنی مبارک زبان سے ان کو ہدیہ سلام پیش کرتے، خلفائے راشدین، مہدیین کا بھی یہی معمول رہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سنت مبارکہ اور اولیائے وصلحائے کرام کی معمولات کی پیروی میں ہم بھی بزرگان دین کے مزارات پر عرس مبارک کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں، آج بحمد اللہ تعالیٰ ہم جس آستانے پر حاضر ہیں۔ یہ شریعت وطریقت محمدیہ کا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہے جو خلیفہ اوّل جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ سے شروع ہوتا ہے، اس میں حضرت سلمان فارسیؓ حضرت

Marfat.com

بایزید بسطامیؒ، خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ، خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور قطب الاقطاب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری جیسی یگانہ روزگار ہستیاں اس عالم آب و گل میں ظہور پذیر ہوئی ہیں، انہی بلند و بالا بزرگوں کے جانشین حضرت گنج کرم سید محمد اسماعیل شاہ بخاری ادام اللہ برکاتہم العالیہ ہیں جن کے دراقدس پر آج ہم سب حاضر ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کے اُن برگزیدہ بندوں کے زمرہ میں آتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے عامۃ الناس سے ممتاز فرما کر خلقِ خدا کی رہبری اور راہنمائی پر مامور فرما رکھا ہے۔ دوستو! آپ کے کشف و بصیرت کا یہ عالم تھا کہ ظاہر کی نگاہ سے بھی کوئی پوشیدہ نہ تھا، علوم و معرفت اور اسرار حقیقت کا بیان شروع ہوتا تو گویا کائنات تھم جاتی آپ کے پاس حاضر خدمت ہونے والوں میں اُمراء رؤسا فقراء، مشائخ و علماء، زراعت پیشہ، سرکاری و نیم سرکاری دفاتر کے ملازمین، بچے، بوڑھے سبھی حاضر ہوتے۔ لیکن کبھی کسی سے یہ نہ سنا گیا کہ اس کی طرف توجہ نہیں ہوئی یا اس کی مشکل حل نہیں ہوئی۔ اکثر تو سائل کو حاجت بیان کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ آپ کا لہجہ اتنا میٹھا۔ اتنا میٹھا کہ ہر تلخی مٹ جاتی آپ کی شفقت ایسی کہ ہر دل موہ لیتی، آپ کی مبارک طبیعت ایسی کہ ہر کوئی والا و شیدا، بس جو کہ دیا قدرت نے ایسے ہی کر دیا، نمود و نمائش و تکلفات کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی، شریعت و سنت مطہرہ کی سختی سے پابندی فرماتے، نہایت محتاط گفتگو مگر نہایت شیریں و دل نشیں، پھر اخلاق و اعمال کی اصلاح کا انداز ایسا کریمانہ کہ کوئی نافرمانی پر قادر ہی نہ رہتا، وقت اور فاصلے پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی، اور اللہ جل مجدہٗ نے اپنے اس مقدس بندے کو وہ اختیارات عطا فرمائے تھے کہ انہی کا سکہ ہر طرف چلتا تھا اور آج بھی چلتا ہے، قطب الاقطاب حضرت گنج کرم سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری دام اللہ برکاتہ العالیہ کا سانحہ ارتحال ۲۰ رمضان المبارک ۱۹۶۶ء ماہ جنوری میں پیش آیا۔ اِنا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن آپ کے مبارک جنازہ میں لکھوکھا انسانوں نے شرکت کی اور کثرت ہجوم کا منظر ایسا تھا کہ جو کبھی کہیں نہ دیکھا گیا تھا ہر طرف سروں کا اژدھام کثیر تھا اور گمان ہوتا تھا کہ واقعی خدائے وحدہٗ لاشریک نے انسانی لباس میں فرشتوں کو بھیج رکھا ہے اور آپ کا چالیسواں مبارک ۱۷ اپھاگن کو ہوا تھا اور

Marfat.com

یہی تاریخ آپ کے اسمِ مبارک کی مقرر ہوگئی کہ جس میں آج ہم سب حاضر ہیں۔ اور آپ کے عرس مبارک پر ۲۸ فروری کو ہر سال ضلع راولاکوٹ میں سرکاری طور پر تعطیل ہوتی ہے۔ اس نشست کے اختتام اور خلاصہ کلام کے طور پر دوستو آج میں ایک پیغام کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ان اولیا و صلحا کی صحبتوں کی تاثیر، ان کی صحبتوں کی برکت اور ان کی صحبتوں کی افادیت کو بیان کرنے اور سمجھنے کا اصل مقصد اور مدعا یہ ہے کہ سمجھ آجائے کہ ان کی صحبتوں سے ہمیں کیا حاصل کرنا چاہئے ہم ان حضرات کے پاس جاتے ہیں۔ تو دنیادار ہو کر جاتے ہیں اور دنیاداری کے سوا ان کی صحبت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ ہم حاجتوں کے سوا ان کی صحبت سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ ہم تو فقط ہوس کے سوا ان کی مجلسوں سے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی نسبت سے ہمیں دنیا ہی مل جائے گی۔ یاد رکھیے کہ دنیا کے ملنے اور دنیا کی تمنا کی تو ہزاروں درگاہیں ہو سکتی ہیں ہزاروں در ہو سکتے ہیں۔ شاہانِ سلطنت کے درباروں پر جاؤ کہ جہاں ذلت و رسوائی بھی حاصل کرو اور دنیا کا جاہ و منصب بھی حاصل کرو۔ اس لئے کہ دنیا کے طالب اور دنیا کے متلاشی کا مقدر ہمیشہ ذلت و رسوائی ہوتا ہے۔ اور عزت و عظمت اس کے نصیب میں ہوتی ہے کہ جس کا دل دنیا کا متلاشی نہیں ہوتا۔ کتنے دکھ اور کتنے درد کی بات ہے کہ ان کے ہاں دولت تو درد کی ہو۔ ان کے ہاں دولت تو ذکرِ الٰہی کی ہو۔ ان کے ہاں دولت تو استغنائے روح کی ہو۔ ان کے ہاں دولت تو عبدیت کی ہو اور ہم یہاں آئیں دنیادار بن کر۔ دنیا طلبی کی خاطر دوستو! اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اولیاء اور مردانِ حق کے ہاں جو کوئی دنیا کے خیال سے بھی جاتا ہے۔ رب ذوالجلال والاکرام اس کی دنیاوی حاجات بھی ان کی برکت سے پوری فرما دیتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ لیکن یہ درگاہیں دنیا کی خاطر جانے کے لائق نہیں ہیں۔ دوستو! ان درگاہوں کو اتنا ارزاں نہ سمجھا کرو۔ ان کی مجلسوں کو اتنا ہلکا نہ جانا کرو۔ ان کی صحبتوں کے فیض کو اتنا معمولی خیال نہ کیا کرو۔ ان کے ہاں جاؤ تو ایسی بڑی چیز مانگو کہ جس سے بڑی طلب کائنات میں کوئی نہ ہو۔ ان کے ہاں جاؤ تو اللہ سے انہی کا حال اور انہی کا قال مانگو۔ ان کے ہاں جاؤ تو اللہ سے انہی کے ظاہر باطن کی کیفیت کا سوال کرو۔ قربِ الٰہی کا سوال کرو۔ تقویٰ اور صالحیت کا سوال کرو۔ ہم ان کے پاس آتے ہیں اور رو رو کے اپنی التجائیں ان کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں لیکن

Marfat.com

شرمانا چاہیئے ہمیں اپنے مانگنے پر۔ کہ کتنی بڑی بارگاہ اور کتنا چھوٹا سوال کرتے ہیں، دوستو! جو بارگاہ جتنی بڑی ہوتی ہے، اس سے ہمیشہ اسی قدر سوال کیا جاتا ہے۔ ہمارا ظرف اتنا لالچی ہو چکا ہے کہ وہ بھرتا ہی نہیں ہے۔ اور جس کو ہم بڑا سمجھ رہے ہیں۔ بخدا وہ بڑی تنگ دامنی ہے ہم جو کچھ مانگتے ہیں وہ کچھ نہیں مانگتے ہیں اور جو ان پر چھوڑ دینے کا ہے وہ مانگتے پھرتے ہیں۔ بس ان سے وہ کچھ مانگئے کہ جس سے یہ عظیم ہو گئے۔ تاکہ ان کے قدموں کی برکت سے ہمیں بھی حیات ابدی نصیب ہو اور یہ فیض صرف اور صرف ایک شرط کو پورا کرنے سے نصیب ہوتا ہے۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رح خود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو القاسم گرگانی رح سے پوچھا کہ حضرت صحبت سے فیض حاصل کرنے کی شرط کیا ہے تو فرمانے لگے کہ صرف اور صرف ایک ہی شرط ہے کہ تم جس کی صحبت میں جاؤ بس اپنی خواہش اور اپنی آرزو کو اس کے کہنے پر قربان کر دو۔ قربان کر دو، اپنی خواہش اور آرزو کو چھوڑ دو۔ لہٰذا وہ جو چاہے کرو۔ پھر ان کی صحبت میں جاؤ تو دیکھو کہ فیضان نظر کے رنگ کیا ہوتے ہیں۔ ان اولیاء کی خدمت میں ہم بھی حاضر ہوتے ہیں لیکن اپنی طلب کے تصورات لے کر اپنی آرزوؤں کا مواد لے کر پھر پرکھتے ہیں مقام ولائت کو۔ کہ ایسا نہ ہوا میں تو فلاں کو بڑا ولی سمجھتا تھا اور میں اس کے پاس جاتا بھی رہا، لیکن فلاں چیز مجھے میسر نہ آئی دوستو! ذہن نشین یہ بات فرما لیں کہ اس خیال سے جانے والا عمر بھر بھی کچھ نہیں پاتا اور جو مستغنی ہو کر جاتا ہے وہ اپنی خواہشات اور آرزوؤں کے بتوں کو پاش پاش کر کے جاتا ہے اور محض انہی کے قدوم میمنت لزوم سے برکت حاصل کرنے کے لئے جاتا ہے اور محض انہی کے لئے ان کے پاس جاتا ہے، یاد رکھ لیجئے کہ پھر دنیا کی عزتیں بھی انہی کو نصیب ہوتی ہیں اور آخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں انہی کی جھولی میں پڑتی ہیں، اس لئے میں آپ حضرات سے یہ گزارش کروں گا کہ حضرت کنج کرم حضرت کرمانوالے کی بارگاہ میں یا دیگر اولیاء، صلحاء و مقربین۔ خدا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوں۔ دوستو! ان بارگاہوں میں جایا کرو اور ان کے مزارات پر حاضری دینا، ذہن نشین یہ بات فرما لیں کہ یہ بالکل ان کی ظاہری زندگی سے قطعاً مختلف نہیں ہوتا۔ جو فیضان نظر جو فیضان روح اور جو فیضان صحبت۔ ان کی ظاہری حیات میں آنے والوں کو میسر آتا تھا۔ وہی فیضان نظر ان کا بعد از وصال بھی قائم و دائم رہتا ہے۔ ان کے مزارات کی حاضری ان کی ظاہری

Marfat.com

صحبت سے کم نہیں ہوتی ہے۔ فیوض و برکات ان کے قائم و دائم ہیں۔ توجہات ان کی قائم و
دائم ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے ہم ان کو دیکھتے تھے۔ وہ ہمیں دیکھتے تھے۔ لیکن اب وہ
ہمیں تو دیکھتے ہیں ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ تاہم اللہ اور رسول کی مہربانی سے ہم بھی اہل نظر ہو جائیں
تو سکتے ہیں۔ ہمارے حجابات اٹھ جائیں تو پھر ہمیں بھی ان کے نظر آنے میں کوئی امر مانع نہ رہے
بس ان کے دیدار کے لیے ضروری ہے کہ نفس کا تزکیہ ہو جائے، ہمارے حجابات بشریت مرتفع ہو
جائیں۔ ہمیں اپنے روح کی لطافت میسر آنے اور قرب الٰہی کی دولت گراں مایہ حاصل ہو جانے
اور ... کے ساتھ حاضری کے تقاضے یہ ہیں کہ ہم ادب سے حاضر ہوں، کیونکہ ادب ہی وہ دولت
ہے کہ جس سے دونوں کا تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور اس بات کو اپنے دل و دماغ میں ثبت فرمائیں
کہ ادب ہی صرف ادب ہی صرف عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیب ہوتا ہے صرف ایک ہی
راستہ ہے اور وہ ہے ایمان۔ ہمیشہ ادب کی راہ سے آتا ہے۔ عرفا کہتے ہیں کہ ادب سے انسان کو علم
نصیب ہوتا ہے۔ علم کے سبب سے عمل کی اصلاح ہوتی ہے اور
صالح عمل کے سبب سے انسان کو حکمت نصیب ہوتی ہے حکمت کے سبب سے انسان کو زہد
ورع کی دولت ملتی ہے، زہد و ورع کے سبب سے انسان کو آخرت کی یاد آتی ہے، آخرت کی یاد سے
اللہ کا قرب ملتا ہے۔ اور اللہ کے قرب سے معرفتِ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب
ہوتی ہے۔ چونکہ اَلْمَعْرِفَةُ كُلُّهَا آدَابٌ کہ ایمان اور روحانیت کے پورے سفر کی بنیاد ادب ہے
تو دوستو! اپنے آپ کو ادب سے بھی مزین رکھیے، خدا کو خدا سمجھیے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کو رسول جانیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ان کے مقام کے لائق ہے۔ شیخ کا ادب ان کے
حال کے لائق ہے۔ استاد کا ادب ان کے حال کے لائق ہے، عالموں کا ادب ان کے حال اور مقام
کے لائق ہے۔ بڑوں کا ادب ان کے حال کے لائق ہے۔ الغرض جو کوئی جس سبب سے بھی لائق
ادب ہے اس کے اسی مقام کا خیال رکھ کر ادب کیا جائے کہ یہی تقاضا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے اور آخر میں میری گزارش صرف اتنی ہے کہ دوستو! اپنے دل میں درد و سوز کی شمع
جلاؤ۔ عشق و محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن رکھو۔ خدا گواہ ہے۔ خدا گواہ ہے
کہ اس عشق و محبت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس عشق و محبت کے سوا نہ دنیا میں کچھ ہے اور نہ آخرت

Marfat.com

میں کچھ ہے۔ دنیا و آخرت کا سلطان بھی یہی ہے اور دنیا اور آخرت کا بادشاہ بھی یہی ہے ساری خیراتیں بانٹنے والا بھی یہی ہے اور ساری عنائتیں کرنے والا بھی یہی ہے۔ سارے لطف و کرم اسی کے ہیں۔ ہر طرف اسی کے جلوے ہیں، صرف بس حضورؐ سے مانگیئے اور حضورؐ کے ہو رہیئے۔ حضورؐ کے در کے منگتے بن جایئے۔ اس در کے بھکاری بن جائیں۔ اس در کے بھکاری بن جایئے کاش آقا ہمیں بھی اپنے کتوں میں شامل کرلیں۔ کتوں میں شامل کرلیں اور ہمیں بھی اپنا ٹکڑا پھینک کر بلا کر کہہ دیں کہ آجا میرے کتے تو بھی میرا ٹکڑا کھالے۔ دوستو! بس کچھ نہیں ہے حضور کی محبت کے سوا۔ حضور کے عشق کے سوا کچھ نہیں ہے اور ہم اس عشق سے محروم ہیں، ہم بے خبر ہیں ہمیں اس عشق کی گرد کی بھی خبر نہیں ہے، خوش نصیب ہیں وہ کہ جنہیں اس عشق کی دولت نصیب ہوگئی ہے، جس کو شراب وحدت اور شراب طہور کا ایک پیالہ نصیب ہوگیا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ کہ جن کو ایک گھونٹ نصیب ہوگیا ہے۔ اس شراب طہور کا۔ کہ جو شراب وحدت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملی، جو شراب طہور عثمانؓ و علیؓ کو ملی۔ اور جو شراب وحدت حضرت بلال حبشیؓ کو ملی، پھر جو شراب وحدت حضرت صدیق اکبرؓ سے حضرت سلمان فارسیؓ، بایزید البسطامیؒ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کو ملی، پھر ان سے قطب الاقطاب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کو ملی اور دوستو! اس محمدؐ کے شیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس صاحب کوثر سے صلی اللہ علیہ وسلم ان کے میخانہ وحدت سے حضرت گنج کرم سید محمد اسماعیل شاہ بخاریؒ کو ایسی بھر بھر کے پلائی۔ بھر بھر کے پلائی کہ انہیں حضرت کرمانوالے بنا دیا، دوستو کوشش کرو کہ اس شراب کا ایک گھونٹ ہی مل جائے۔ گھونٹ نہ سہی اس شراب کے پیالے کی تری مل جائے۔ تری نہ سہی اس پیالے کی نمی ہی مل جائے، نمی نہ سہی اس شراب خانہ کی بو ہی مل جائے۔ بو ہی مل جائے تو بہت کچھ ہے دوستو! بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے لپٹ جاؤ، حضورؐ کے لئے رونا سیکھو، حضورؐ کے لئے تڑپنا سیکھو اور اس گھڑی کے انتظار میں رہو کہ جس دن حضورؐ بھی ہمارے دلوں کی خالی کٹیا میں آجائیں اور اپنے چہرۂ پرانوار اور دیدار فرحت آثار کی ایک جھلک ہمیں بھی عطا کردیں یا رسول اللہ! اے گنبد خضرا کے مکیں۔ اے رحمت للعالمین اے غمزدوں کی آمان، اے تشنہ حالوں کا سکوں۔ اے

Marfat.com

ہم کمینوں کے حال پر رحم کرنے والے اور ہم گنہگاروں کی خدا کی بارگاہ میں شفاعت فرمانے والے آقا! آج ہمارے حال پر نظر کرم فرمادیں۔ آقا! ہم گنج کرم کے عرس پہ حاضر ہیں۔ ہمارے حال پہ نظر کرم فرمادیں، آقا ہماری طرف بھی ایک پھیرا پائیں اور ہمارے آج مہمان بن جائیں یارسول اللہ ایک نظر کرم، حضور ایک نظر کرم، آپ کو صدیق و عمر کا واسطہ۔ ایک نظر کرم حضور آپ کو عثمان و علی کا واسطہ ایک نظر کرم۔ آقا آپ کو حسن و حسین کا واسطہ ایک نظر کرم یارسول اللہ! ہمارے حال پر کرم فرمادیں اور آقا ہمیں اپنے مبارک قدموں کا بوسہ عطا فرمادیں۔ الٰہ العالمین! ہمیں حضور کی غلامی عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں حضور کے غلاموں کا صدقہ ہمیں حضور کے ان امتیوں میں شامل کرلے کہ جنہیں دیکھ کر حضور خوش ہو کے مسکرائیں۔ اللہ ہم اتنے کمینے ہیں۔ اتنے گنہگار ہیں کہ اس حال میں ہم حضور کے سامنے اپنا چہرہ کرنے کے بھی لائق نہیں ہیں۔ اللہ ہمیں اس قابل تو بنادے کہ ہم اپنے آقا کے سامنے اپنا چہرہ تو کرسکیں، باری تعالیٰ ہمیں تجھ سے مانگنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا ہے باری تعالیٰ ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کیا مانگیں، بس مولا! جو کچھ بہتر ہے وہ تو ہمیں عطا فرمادے۔ اللہ! ہمارے حال پر کرم فرمادے۔ ہمارے بچوں کے حال پر کرم فرمادے۔ ہمارے والدین کے حال پر کرم فرمادے، ہماری خواتین کے حال پہ کرم فرمادے، تمام حاضرین کے گھر والوں، بال بچوں اور چھوٹوں بڑوں پر کرم فرمادے۔ اے الٰہ العالمین جملہ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمادے، بے روزگاروں کو صرف اور صرف رزق حلال سے نواز دے، باری تعالیٰ ہم اتنے کمینے ہیں، اتنے کمینے ہیں کہ عبادتوں میں بھی ریا کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ تجھے تیری رحمت کا واسطہ ہمیں منافقت کی ہر قسم اور ریاکاری کے ہر روپ سے بچالے، ہمیں اخلاص اور حسن نیت عطا فرمادے، حاضرین کی دینی دنیوی، اخروی جائز حاجات پوری فرمادے۔ غفور الرحیم۔ تیرا در چھوڑ کر تیرے منگتے کس در پہ جائیں۔ کس در پر جائیں اور اپنا دامنِ مراد کس در پہ پھیلائیں باری تعالیٰ ہمیں در در کی ٹھوکریں نہ کھلا۔ تو ہی ہمیں حضور کے صدقے خیرات عطا فرمادے۔ الٰہ العالمین! وہ نعمتیں جو گنبد خضریٰ سے بٹتی ہیں۔ ہمارا دامن بھی ان نعمتوں سے مالا مال فرما دے۔ باری تعالیٰ تو عظیم ہے۔ تو ہماری کوتاہیوں کو نہ دیکھ۔ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں لیکن باری تعالیٰ تو تو بخشنہار ہے تو ہمارے گناہوں کو نہ دیکھ۔ اللہ اس ہستی مبارک

Marfat.com

کو دیکھ کہ جس کا واسطہ دے کر تیری بارگاہ میں التجا کر رہے ہیں۔ اللہ اُس ہستی مبارک کو دیکھ جس کی خاطر تو نے ساری بزم کائنات سجا رکھی ہے، بس حضور کے صدقے سے جملہ حاضرین کے ظاہر و باطن میں انقلاب برپا کر دے، ہر ایک کی زندگی کا رخ بدل دے اور ہر ایک کی زندگی کا رخ دنیا کی محبت سے موڑ کر اپنی طرف فرمالے، ہر ایک کے دلوں کی دنیا کو آباد فرما دے۔ اللہ العالمین حضور ؐ کی ساری اُمتؐ پر کرم فرما دے۔ جو امتؐ موجود ہے اس پہ بھی کرم فرما دے۔ جو امتؐ قیامت تک ہو گی اس پہ بھی کرم فرما دے۔ ربّ العالمین ہمارے دوستوں کے حال پہ بھی کرم فرما دے اور ہمارے بدخواہوں کو ہدایت عطا فرما دے۔ الٰہ العالمین جنہوں نے دعا کے لئے کہا ہے ان پہ بھی کرم کر اور جنہوں نے نہ کہا ان پہ بھی کرم کر۔ جو ہمیں یاد ہیں ان پہ بھی کرم فرما اور جو یاد نہیں ہیں۔ ان پہ بھی کرم فرما دے۔ اللہ! حضورؐ کے صدقے حضورؐ کی ساری اُمتؐ کے احوال درست فرما دے ملت اسلامیہ کو نئی زندگی عطا فرما دے۔ اور ملت اسلامیہ کو ذلت اور رسوائی کے گڑھوں سے نکال کر عظمت و شوکت تمکنت سے ہمکنار فرما دے، الٰہ العالمین ہم تیری بارگاہ میں ایک مرتبہ پھر التجا کرتے ہیں کہ حضرت گنج کرم کے عرس مبارک پر ہماری آج کی حاضری قبول ہو جائے اور حضورؐ اور حضورؐ کے ان اولیاء اللہ کے توسل و تصدق سے ان سے ہمارا تعلق، ان سے ہماری نسبت اور محبت قائم دائم رہے اور ان سے ہم فیوض و برکات حاصل کرتے رہیں۔ اللہ جل مجدہٗ ہمیں اور ہماری اولادوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں رکھے، غلامی میں ہی مارے اور بالآخر ہمیں حضورؐ کی شفاعت کبریٰ سے بھی نوازے کہ اسی کے ہمارے دم قدم میں بہار ہے۔ اور اسی میں ہماری نجات اور فلاح مُضمر ہے۔ آمین بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم،

اعتذار:۔ یہ خطبہ مبارک کیسٹ سن کر احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے، کیسٹ میاں آصف نے مہیا کی۔ ہومیو پیتھ ڈاکٹر اشفاق صاحب کے کلینک واقع محمد پورہ لال پل مغلپورہ لاہور میں بیٹھ کر پانچ چھ گھنٹے کی مسلسل نشست کے بعد میں اور ڈاکٹر صاحب نے یہ مضمون نقل کیا۔ لبعدازیں میں نے اپنے گھر آ کر ایک اور کیسٹ سے جو بابو انور شوق اوکاڑوی نے بھیجی تھی مضمون کا تقابل کیا۔ دوبارہ سہ بار چیک کرنے کے بعد حد امکان تک کوشش کی ہے کہ غلطی نہ رہ جائے تاہم پیارے "پیر جی" رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک سے معذرت کیساتھ یہ خطبہ خزینہ کرم کے اوراق کی زینت بنا رہا ہوں۔

عاجز مقبولؔ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
پیر جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

(تحریر = مسز شاہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر اوکاڑہ)

۸، ۹ اپریل ۱۹۹۶ء، ہم اس عظیم ہستی کے عرس پر حاضر ہوئے تھے۔ [?] ہیں اور آپ سب حضرت صاحب کہتے ہیں۔ پہلے یہ عرس صرف ایک مرد [?] ہوتا تھا۔ اب ان دنوں یہ دادا، بیٹے اور پوتے تین ولیوں کا عرس ہے۔ یعنی گنج کرم غوث دوراں پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری، بحر کرم پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اول دربار عالیہ حضرت کرمونوالا شریف اور جواں سال ابر کرم پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا۔ گنج کرم غوث دوراں حضرت قبلہ کا یہ تیسواں پیر سید محمد علی شاہ صاحب کا دوسرا اور پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری کا تیسرا عرس ہے۔ یہ ان ہستیوں کا عرس ہے جن کے [?] گیا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اور ان کے متعلق قرآن مجید میں یوں آیا ہے ألا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ ترجمہ = سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ کچھ غم۔ اس لیے کہ وہ اس جہان رنگ و بو سے اچھے جہان میں ہیں جہاں کوثر و تسنیم ہے۔ جہاں کشمیر (جنت ارضی) سے میٹھے پانی کے چشمے نہیں بلکہ کوثر و تسنیم کا دودھ سے لذیذ اور شہد سے میٹھا پانی ہے۔ جہاں جنت الفردوس ہے۔ مریدین اور معتقدین اس عرس کے دن کا بڑی بے تابی سے انتظار کرتے ہیں۔ اور عقیدت و احترام، ہجر و فراق کے ملے جلے جذبات کے تحت حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت قبلہ کی کرامات تو ان گنت ہیں جو آج بھی جاری و ساری ہیں اور قیامت تک ان کا ظہور ہوتا رہے گا۔ آج مجھے تو پیر سید محمد علی شاہ صاحب کے اکلوتے فرزند ارجمند پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ کی تابناک زندگی کی ورق گردانی کرنی مطلوب ہے۔

ولادت باسعادت = ۲ فروری ۱۹۵۶ء کی بات ہے۔

سہانی نمود جہاں کی گھڑی تھی
تبسم شاں زندگی کی کلی تھی
کہیں شاخ ہستی کو لگتے تھے پتے
کہیں زندگی کی کلی پھوٹتی تھی

آج سے ۳۸ سال پہلے اوکاڑہ کی سرزمین میں ننھیال اور ددھیال کی دعا بالخصوص عظیم المرتبت سید غضنفر علی شاہ کی نانی اماں کی منت خدائے قدوس نے پوری کر دی۔ حضرت قبلہ (پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری) کے گلستان میں ایک پھول کھلا۔ جس کی مہک نے اس چمن کو ۳۶ سال تک مہکائے رکھا میری عظیم بہن کی گود خدائے قدوس نے ایک ایسے فرزند ارجمند سے بھر دی۔ جسکی وہ آرزو مند رہتی تھی کہ بار الہا! ایسا فرزند عطا کر جو تیرا اور تیرے حبیب کا شیدائی ہو جو یکتائے روزگار ہو۔ آخر ہم سب کے دیدہ ترکی رب کعبہ نے لاج رکھتے ہوئے ہمیں ایک ایسے گوہر نایاب سے نوازا جو اپنی مثال آپ تھا۔ جس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جو خوبصورت اور خوب سیرت تھا۔ اس کی معصومانہ باتوں کی حلاوت اور مٹھاس کے باعث ہم سب اسے پیار سے مٹھن کہتے ع۔ مٹھن میں لبھ کے لیاواں کتھوں تیرے نال دا۔

دن سے رات اور رات سے دن بدلتے گئے۔ غضنفر علی طفلی سے گزرتا گیا۔ قطب زماں اپنے پوتے کو دیکھتے تو نہال ہو ہو جاتے۔ اس کی باتیں سنتے تو فرماتے "پیر بڑا علم پڑھے گا" بڑا ذہین ہے۔ بچپن سے ہی نفاست پسند' خوش مزاج' خوش گفتار تھا۔ بچپن میں ہی کسی سے نہ جھگڑتا اور نہ ہی اس کے لب لعلیں سے کبھی کوئی درشت بات یا گالی سرزد ہوئی۔ ننھیال' ددھیال کے علاوہ مریدین کی آنکھوں کا تارا تھا۔

حصول تعلیم = درس کا اولیں سلسلہ تعلیم ماں کی گود سے شروع ہوا۔ جو پاکباز' پارسا' متقی' پرہیزگار' عبادت گزار ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاندان کی پروردہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ جن کی نماز تہجد شاید ہی کبھی قضا ہوئی ہوگی۔ جو

Marfat.com

بے باک مقرر اور علم کا دریا ہیں۔ جن کا اوڑھنا بچھونا ذکر الٰہی اور عشق رسول ہے۔ غضنفر کی تربیت اور علم کے مراحل کچھ اس طرح ہیں۔

والدہ نے ماں باپ اور استاد کا رول (ROLE) ادا کرتے ہوئے اپنے نونہال کو سب سے پہلے خدا اور رسول کی پہچان کرائی۔ جو لفظ سب سے پہلے سیکھا وہ اللہ تھا اور کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔ دادا جان معصوم زبان سے یہ کلمات باربار سنتے اور خوشی محسوس کرتے۔ پانچ برس کے ہوئے تو اپنی خالہ کے سکول جانے لگے۔ ملٹری کا سکول ڈسپلن کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا۔ اسمبلی کے وقت جب بچے یہ کلمات "علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب" ہراتے تو پیرجی باربار دہراتے۔ یہ محبت انہیں پنجاب یونیورسٹی تک لے گئی۔ جہاں سے انہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بزم ادب میں اکثر حصہ لیتے۔ تلاوت قرآن مجید بہت اچھی کرتے۔ جماعت میں اول پوزیشن لیتے۔ ان کا ماموں اسد علی شاہ عرف شیر شاہ ان کا ہم عمر تھا۔ اکثر اس (شیر شاہ) سے سبقت لے جاتے۔ ان سے ماموں کا رشتہ کم دوستی زیادہ تھی۔ اکٹھے پڑھتے اکٹھے کھیلتے' کھیلوں میں کرکٹ' بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس زیادہ مرغوب رکھتے تھے۔ پیر غضنفر کے نانا جان بہترین ریاضی دان ہیں اور انگریزی میں ماہر ہیں۔ ان سے ریاضی پڑھنا اور انگلش بولنا بہت اچھا لگتا تھا۔ پیرجی مذاق میں کہہ جاتے "باباجی آپ نے میری ریاضی کی کتاب کے سب جواب رٹے ہوئے ہیں آپ زبانی سوال حل کرلیتے ہیں۔" معصوم باتوں سے نانا بہت محظوظ ہوتے اور دعا کرتے الٰہی میرے اس نور عین کو نور علم سے نوازنا۔ اور فرماتے بیٹا العلم نور اللہ۔ تیرا سینہ اللہ اس نور اللہ سے بھر دے۔ جماعت چہارم میں سید غضنفر کو اشرف المدارس ضلع اوکاڑہ میں داخل کروا دیا گیا۔ مولانا غلام علی اوکاڑوی جیسے جید عالم مفسر اور عالم دین کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے علم کی تشنگی بڑھتی گئی۔ تحقیق اور جستجو کی آرزو پیدا ہوتی گئی۔ کوکب نورانی جیسا عالم دین ہم جماعت تھا۔ دونوں میں گہری دوستی تھی۔ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگتا چلا گیا۔ گھر کے مذہبی' ادبی' علمی' پاکیزہ و پارسا ماحول کو درس نے اور جلا بخشی۔ مٹھن نے بچپن سے ہی نعت خوانی شروع کی۔

Marfat.com

کریما بہ بخشائے بر حال ما

کہ ہستم اسیر کمند ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس

توئی عاصیاں را خطا بخش بس

بہت ترنم سے پڑھتا۔

مولانا کوکب نورانی کی دوستی آخری دم تک رہی۔ خلوت میں جلوت میں، ہنسی مذاق، رازداری، تحقیق جستجو کی باتیں، ذکر اذکار کی باتیں حتی کہ حج و عمرہ بھی اکٹھے ادا کیے۔ پیرجی کے وصال کے بعد کوکب نورانی صاحب نے اپنی دوستی و عقیدت کو کتابی شکل دے کر "پیرجی" کے نام سے ان کے چہلم پر مریدین کو تحفتہ" کتاب پیش کی۔

چک EB-57 میں قیام= کچھ ہی عرصہ بعد حالات نے اپنے آباؤ اجداد کی سنت کی پیروی کرائی اور یہ چھوٹا سا خاندان حضرت کرمانوالا (اوکاڑہ) سے ہجرت کرکے چک EB-57 نزد عارف والا میں قیام پذیر ہوگیا۔ اس چک کی وادی غیرزی زرع ثابت ہوئی۔ رینلا علاقہ، دیہاتی ماحول، زندگی کی آسائشوں سے بے نیاز یہ خاندان ایک دفعہ پھر سیدھی سادی زندگی سے آشنا ہوا۔ یہاں بجلی نہ تھی کہ گھر قمقموں سے روشن ہو۔ جب چاند رات ہوتی تو ماں باپ اپنے پہلو میں لیٹے ہوئے "چاند" کی روشنی سے محظوظ ہوتے۔ اس کی صحت تندرستی اور درازی عمر کیلئے دعا کرتے۔ کچا آنگن اس ماہتاب کی روشنی سے منور ہوجاتا۔ جس کی روشنی آسمانی چاند کی روشنی کو ماند کردیتی۔ غضنفر گھر کے صحن میں کھیلتا۔ غلیل سے شکار کرتا۔ سیدنا فاطمہ الزہرا کی بیٹی نے حضرت ہاجرہ کی سنت پوری کرتے ہوئے اس جنگل میں منگل کردیا۔ چند ہی دنوں میں چک EB-57 حضرت کرمانوالا کا روپ دھار گیا۔ لنگر کا سلسلہ، رشد و ہدایت کا دور دورہ شروع ہوگیا۔ اس ہجرت کا ثمرہ رب ذوالجلال کی بارہ گاہ سے یہ ملا۔ کہ کچھ ہی عرصہ بعد خالق کائنات نے حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری کو بمعہ اہل و عیال اپنے حبیب کے گھر کی زیارت کیلئے بلالیا۔

سفرحج اور واپسی= یوں بیٹھے بٹھائے یہ عظیم دعوت یوں محسوس ہوئی

Marfat.com

جیسے ہفت اقلیم کی بادشاہت ملنے والی ہو۔ لیکن دربار محسن انسانیت ﷺ کے سامنے ہفت اقلیم کی بادشاہت تو کیا کوثر و تسنیم کی نعمتیں بھی بے معنی ہو جاتی ہیں۔ تین معصوم جانیں۔ پیر جی عمر نو سال ان کی بڑی ہمشیرہ، چھوٹی ہمشیرہ اور صاحبزادہ صاحب پیر محمد علی شاہ اور آپ کی زوجہ محترمہ ان پانچ جانوں پر مشتمل بزرگ قافلہ عازم زیارت بیت اللہ شریف ہوا۔ سمجھ نہ آتی تھی کہ یہاں سے گل چنا جائے یا پھولوں سے آنسوؤں کی لڑیوں سے راستہ سجاتے جائیں۔ دعاؤں کے حصار میں دعاؤں کی قبولیت اور تمناؤں کی تکمیل کے لئے معزز مہمانوں کو رخصت کیا گیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کا آغاز تھا۔ دوبارہ ملنا------ حضرت قبلہ پیر غوث علی شاہ بخاری نے بخوشی الوداع کیا۔ غضنفر کے ماموں، خالہ نانی اور نانا جان سبھی پریشان تھے۔ معصوم شہزادہ پریشان ہو کر انہیں تسلی دیتا اور کہتا بابا جی ہم جلد لوٹ آئیں گے۔ آپ کے لئے زم زم لائیں گے جسے پی کر آپ جوان اور صحت مند ہو جائیں گے۔ ننھے حاجی اور حاجنیں احرام میں فرشی نہیں عرشی مخلوق لگ رہے تھے۔ جن کی پیشانیاں شوق زیارت سے چمک رہی تھیں۔ روشن چہرے نور الٰہی کے مظہر تھے۔ جی بھر کر عمرے کئے۔ طواف کئے، سعی کی۔ خانہ کعبہ کو غسل دیا جا رہا تھا۔ سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ خدام بیت اللہ کو عطر سے دھو رہے تھے کہ ایک معصوم بچہ (غضنفر) جس نے احرام باندھا ہوا تھا۔ اچانک بیت اللہ کے دروازہ پر کھڑا نظر آیا۔ سب حیران کہ یہ بچہ اوپر کیسے چڑھ گیا۔ خادم کعبہ نے منع کرنے کی بجائے اس پاکباز بچے کو مقام پیدائش حیدر کرار اور تعمیر خلیل اطہر کے اندرونی حصے بھی دکھائے۔ چہرہ مانند آفتاب روشن تھا۔ متحیر تھا۔ عجیب قسم کی طمانیت تھی۔ بتا نہیں سکتا تھا کہ کیا دیکھا۔ مشیت ایزدی متبسم تھی کہ اے خادمان حرمین شریفین! آپ کو صرف اسی بار نہیں بلکہ یہاں بار بار آنا ہے۔ تمہاری حاضری قبول ہو گئی ہے۔ قبلہ والد (باباجی) گویا ہوئے "پیر جی آجائیں۔ باقی پھر سہی۔ اور یہ پھر------ بار بار زیارت کعبہ باپ بیٹوں کا معمول بن گیا۔ بیٹے کو تو بیت اللہ کا اندرونی منظر نظر آیا۔ مگر باپ کو نہ جانے کیا کیا نظر آیا اور یہ راز وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ باباجی حضور رحمتہ اللہ علیہ میں جلا بہت پیدا ہو گئی۔ ان کے یہ الفاظ تھے۔ مجھے دوزخیوں کے جسم جلنے کی بدبو

Marfat.com

آرہی ہے۔ کسی مرد کو سونے کا زیور پہنے ہوئے یا ریشمی کپڑا زیب تن کئے ہوئے دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے۔ حج سے واپسی پر باپ (حضرت قبلہ) سے ملاقات کے وقت باباجی نے احرام باندھا اور اپنے والد گرامی حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ باپ نے سینے سے لگایا۔ معرفت الٰہی منتقل ہو رہی تھی۔ جوں جوں باپ بیٹے کو بھینچتا۔ اسرار کھلتے گئے اور جلالیت، جمالیت کا روپ دھارتی گئی۔ باباجی سرکار نے حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا حضور میں زندگی کے بقیہ دن آپ کے قدموں میں ہی گزارنا چاہتا ہوں۔ حضرت قبلہ نے بخوشی اجازت فرمادی۔ کیونکہ باپ بیٹا بھانپ گئے تھے کہ چند ماہ بعد دائمی جدائی پڑنے والی ہے اور حضرت قبلہ کے فرزند اکبر پیر محمد علی شاہ بخاری ان کے جانشین اول ہونے والے ہیں۔

وصال حضرت کرمانوالے= غوث دوراں حضرت قبلہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۶ء بروز جمعرات خالق حقیقی سے جاملے۔

لازم ہے ہر بشر کو خوف قضا رہے
ہم کیا رہیں گے جب نہ رسول خدا رہے

یہ صدمہ موت العالم موت العالم تو تھا ہی لیکن اولاد کیلئے سوہان روح تھا۔ میری جان غفنفر کی آنکھیں روتے روتے سوجھ گئی تھیں۔ دادا جی حضرت صاحب یہی آواز بار بار فضا میں گونجتی تھی۔ غفنفر بار بار رخ انور کی زیارت کرتا اور بے چین ہوجاتا۔ باباجی حضور نے بہت صبر و استقامت سے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے اپنے والد محترم قبلہ حضرت کو سپرد خاک کیا۔

روز و شب شام و سحر لوگ چلے جاتے ہیں
نہیں معلوم تہہ خاک تماشا کیا ہے

گنج کرم حضرت صاحب مردہ نہیں زندہ ہیں۔ یہ مریدین سے پوچھئے جن کو اب بھی حضرت قبلہ سے فیض پہنچ رہا ہے۔ آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

Marfat.com

مزید سلسلہ تعلیم= غضنفر علی شاہ کو اب کچھ عرصہ کیلئے وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس پیر کرم شاہ ازہری کی درسگاہ بھیرہ شریف میں تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔ علم کی پیاس تو نہ بجھی تاہم اس پاک ماحول سے بہت کچھ سیکھا۔۔۔۔ اور تحقیق' جستجو کا شوق دو چند ہوگیا۔۔۔۔ بعد ازاں اپنی خالہ (ڈی۔ او۔ ای اوکاڑہ) سے مکمل تیاری کے بعد میٹرک کا امتحان دیا۔۔۔۔ خوش گوار موڈ میں ہنسی ہنسی میں مشکل سے مشکل سبق قلیل وقت میں یاد کرلیا جاتا۔ نانا سے کبھی جھڑکی نہ کھائی۔ موڈ نہ خراب کیا۔ نانا نانی اس کی پڑھائی کا بہت خیال رکھتے۔۔۔۔ اوکاڑہ کے ستلج ہائی سکول سے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا۔ پھر محمد انور بھٹہ جج ہائی کورٹ لاہور کے مشورہ سے ایف سی کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ جو پاکستان کی بہترین درس گاہ ہے۔ اس کالج کے فارغ التحصیل FORMANITES کہلاتے ہیں۔ یہاں آپ کا ہم جماعت آفتاب ڈایا ایم این اے از خانیوال کا بیٹا جاوید چاندا یار غار قابل ذکر ہے۔ ایف۔ سی کالج جیسی ماڈرن درس گاہ میں بھی پیر غضنفر نے اپنا تشخص برقرار رکھا۔ وہی ڈھیلے ڈھالے سادہ کپڑے' سر پہ ٹوپی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے داڑھی کو قینچی تک نہ لگائی۔ ایف۔ سی کالج سے ایف اے امتیازی حیثیت سے کیا۔ اب عزیزم عمر کی اس حد پہ تھا جہاں شعور پختہ ہونے لگتا ہے اور کلی کھل کر پھول بنتی ہے۔ لیکن یہ نونہال ایک عام پھول نہ تھا بلکہ لالائے زمانہ تھا۔ گلاب کہوں تو مٹھن تیرے رخسار اس سے خوب تر تھے۔ کلی کہوں تو تیرے جسم کی خوشبو اسے ماند کرتی ہے۔ نرگس کہوں تو تیری آنکھوں کی خوبصورتی اور ان جیسا نور اس کی بے نور آنکھوں میں کہاں۔ مٹھن آپ کیا تھے ہم نہیں جانتے۔ تو ایک نعمت عظمے تھا۔ نعمت غیر مترقبہ تھا۔ تیرا بدل نہیں۔ تیری ڈیل ڈول قد و قامت لباس کی قطع و برید' موزوں طویل القامتی' صحت مند سڈول جسامت' ریش مبارک نے لڑکپن کو مردانگی میں بدل دیا۔

غضنفر کی بے پناہ دلکشی= بی۔ اے میں گورنمنٹ کالج اوکاڑہ میں داخلہ لیا۔ طویل القامتی' صحت مند جسم اور دلکش شخصیت نے انٹرویو کے وقت پرنسپل کو اتنا متاثر کیا کہ جونہی غضنفر پرنسپل اصغر علی چوہان کے دفتر میں داخل

Marfat.com

ہوئے۔۔۔۔۔ چند منٹ بعد پرنسپل صاحب گویا ہوئے جناب جس بچے نے انٹرویو دینا ہے اسے لائیں۔ پیر صاحب نے تبسم فرمایا اور کہا "سر میں ہی سٹوڈنٹ ہوں۔ پرنسپل صاحب نے کہا "آپ M.P.A صاحبان ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ لائیں سر اپنا بچہ۔۔۔۔۔ اس پر غضنفر نے فرمایا "سر آپ مجھے مجبور کریں گے لیکن پھر میں داخل نہ ہوں گا۔" اور مسکراتے ہوئے آفس سے باہر چلے آئے۔ دوسرے دن پرنسپل صاحب بنفس نفیس آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوئے۔ باباجی سرکار سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ معذرت خواہ ہو کر غضنفر صاحب شاگرد راشد کو طفل مکتب سمجھتے ہوئے درس گاہ تک لے آئے۔ درس گاہ کیا تھی۔ یہ کالج تھا۔ جہاں سے طالب علم ایجوکیشن آفیسر' دانشور' ڈاکٹر' انجینئر' وکیل بن کر نکلتے ہیں۔ لیکن غضنفر کا ہر انداز نرالا تھا۔ اچھوتا تھا۔ انوکھا تھا۔ جو انداز آج تک کسی طالب علم کا نہ ہوا تھا۔ اس کا اٹھنا' بیٹھنا چلنا' بات کرنا ایک انوکھے انداز سے تھا۔ اساتذہ کرام کا ادب ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ دوستوں میں سے ممتاز دوست اسد علی شاہ عرف شیر شاہ (اس کے ماموں) اور جاوید چاندا (موجودہ اسلحہ ڈیلر اوکاڑہ) تھے۔ غضنفر دوستوں میں ایسے تھا جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں چاند' اساتذہ کی نظر میں نہایت مودب اور ممتاز شاگرد۔۔۔۔۔ جس نے کبھی کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دیا تھا۔

الگ ہے ساری دنیا سے زمانے سے نرالا ہے
یہ عاشق کونسی بستی کا یا رب رہنے والا ہے

اساتذہ کرام میں سے غضنفر کو پروفیسر اعجاز قریشی (موجودہ ہیڈ آف انگلش ڈیپارٹمنٹ ایف سی کالج لاہور) سے انتہائی (ATTACHMENT) انسیت تھی۔ یہ ان کا شاگرد کم دوست زیادہ تھا۔ اور وہ انہیں شاگرد کم بھائی اور بیٹا زیادہ سمجھتے تھے۔ اطاعت گزاری کا یہ عالم تھا کہ قریشی صاحب جو روزانہ لاہور سے۔۔۔۔ آتے تھے۔ ناشتہ غضنفر کے ساتھ کرتے۔ جب تک قریشی صاحب تشریف نہ لاتے شاگرد راشد بھی ناشتہ نہ کرتا۔

ایک فقید المثال کشف و کرامت = قریشی اعجاز صاحب دربار عالیہ حضرت کرمانوالا کے عقیدت مندوں میں سے نہ تھے۔ لیکن غضنفر کے استاد ضرور

Marfat.com

تھے۔ ۱۹۸۰ء کی بات ہے کہ غضنفر جامعہ پنجاب میں پڑھتے تھے۔ ایک دن یہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کیلئے گئے۔ دربار شریف کے بیرونی حصہ میں چند سکھ یاتری کھڑے تھے۔ ایک سکھ یاتری کی نظر غضنفر پر پڑی۔ بغور دیکھنے کے بعد وہ یاتری ان کے قریب آیا اور پوچھا "کاکا کون ہوندے او۔ سرکار داتاں کیہ اے" غضنفر محظوظ ہو رہا تھا۔ کہنے لگا "میرا نام اجیت سنگھ ہے" سب ہنس پڑے۔ سکھ یاتری مودب ہو کر کہنے لگا۔ گورو جھوٹ نہ بلوائے کاکا تیرا ابا کرمانوالے والے تے نہیں۔" غضنفر بولا "گویا آپ نے پہچان لیا۔" سکھ یاتری نے کہا آپ کی شکل (مہاندرا) سید اسماعیل شاہ بخاری کرمانوالے پیر جیسی اے۔ نواسے ہو یا پوتے اور کس کے بیٹے ہو۔ پھر کہا آپ کے دادا کی میرے پاس ایک امانت ہے۔ جو دینی چاہتا ہوں۔ غضنفر نے انہیں بتایا کہ پیر صاحب تو اب اس دنیا میں نہیں۔ سکھ یاتری کہنے لگا ان کی نسل تو ہے۔۔۔۔ غضنفر نے سکھ یاتری سے سیمانی تسبیح لی اسے چوما۔۔۔۔ سکھ یاتری نے کہا "ہمیں جب کوئی مشکل پیش آتی تھی ہم اسے دھو کر پانی پی لیا کرتے تھے۔ مشکل آسان ہو جاتی تھی۔ مجھے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح واپس کر دوں۔۔۔۔ دادا کی امانت پا کر غضنفر بہت خوش تھا۔ سکھ یاتری نے کہا پیرجی آپ کیلئے ایک تحفہ ہے۔" سکھ یاتری نے جونہی اپنا بیگ کھولا تو فضا خوشبو سے معطر ہوگئی۔ اس قدر خوبصورت خربوزے اور پھر جنوری کے مہینے میں۔ پاکستان میں یہ موسم خربوزوں کا نہ تھا۔ غضنفر خربوزے لے کر سیدھا گلشن راوی لاہور اپنے پروفیسر اعجاز قریشی کے مکان پر پہنچے۔ اعجاز قریشی اپنے چہیتے شاگرد کے ہاتھوں میں خربوزے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ایکدم بولے "آج سے میں آپ کا مرید ہوں۔۔۔۔ لیکن یہ بتائیں۔۔۔۔ واقعہ کیا ہے۔ آپ کو پتہ کیسے چلا۔۔۔۔ خربوزوں کا من و سلوی کہاں سے اترا۔" حسب عادت مسکراتے ہوئے غضنفر نے جواب دیا۔ "سر سب چھوڑیں میں آپ کے لئے لایا ہوں۔۔۔۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ پروفیسر صاحب کی اہلیہ نے کچھ دیر پہلے خربوزہ کی فرمائش کی تھی۔ اس پر میاں بیوی جھگڑ رہے تھے۔ بیوی کا اصرار تھا کہ میں نے ہر حال میں آج خربوزے کھانے ہیں۔ اور میاں کا انکار کہہ رہے تھے کہ کہاں سے لاؤں موسم نہیں

Marfat.com

ہے۔ پیرجی کے ہاتھ میں خربوزے دیکھ کر پروفیسر صاحب بولے "پیر صاحب ہم آپ کی کرامت کے قائل ہوگئے ہیں۔ استاد کی نظر عنایت اس واقعہ کے بعد شاگرد پر افزوں ہوگئی اور پیری مریدی کا سلسلہ اب مستحکم ہوتا چلا گیا۔ ہونہار شاگرد نے امتیازی حیثیت میں بی۔ اے کیا۔ باباجی کے جگر گوشے نے دینی تعلیم کے علاوہ دنیوی تعلیم میں بھی نام پیدا کیا۔ بیٹے کی کامیابی پر باپ نہال نہال ہورہا تھا۔ باباجی سرکار نے کالج کے تمام سٹاف کی شاندار دعوت کر ڈالی۔ ڈگری کالج کا سٹاف جو مختلف عقائد رکھتا تھا۔ آج باباجی کے حضور زانوئے تلمذ طے کئے ہوئے تھا۔ اور نہایت عقیدت سے پروفیسر صاحبان نے غضنفر کے مستقبل کے متعلق باباجی سرکار سے تبادلہ خیالات کیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ پیرجی جامعہ پنجاب میں شعبہ اسلامیات میں داخلہ لیں گے۔ آج سٹاف نے جانا کہ غضنفر صرف کالج بوائے (COLLEGE BOY) نہیں۔ بلکہ اس میں کچھ پوشیدہ صلاحیتیں بھی ہیں۔ یہ ہونہار فرزند اپنے دادا کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ علم کا شیدائی ہے۔ سنت مصطفے کا دل و جان سے فدائی ہے کہ غضنفر آل رسول ہے اور دل بند بتول ہے۔

جامعہ پنجاب میں داخلہ = آج غضنفر کی اراضی جنت (والدہ ماجدہ) پھولے نہ سماتی تھی۔ ان کی علمی تشنگی آج بیٹے کے روپ میں پوری ہورہی تھی۔ خاندانی روایات کے باعث ان کی والدہ پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ نہ لے سکیں۔ گریجوایشن کے بعد انہیں اپنا تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ لیکن مطالعہ کا شوق ایسا کہ آج تک جاری و ساری ہے۔ آج والدہ کو اپنا زمانہ طالب علمی یاد آرہا تھا۔ اور ایک فلم کی طرح نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ والدہ اپنے نورالعین کو تصور میں پنجاب یونیورسٹی میں چلتے پھرتے دیکھ رہی تھیں۔ عالی وقار بیٹے نے شعبہ اسلامیات میں ایم اے میں داخلہ لیا۔ ننھیال والوں نے جشن منایا۔ نحیف و ناتواں نانی اماں کو غضنفر نے اٹھا کر لوری دے ڈالی۔ ان کا سانس پھول گیا۔ غضنفر زیر لب مسکرایا گویا ہوا امی جی! اٹھایا میں نے ہے۔ سانس آپ کا پھول گیا۔ نانی اماں نے ان گنت دعائیں دے ڈالیں۔ نواسے کی دل شکنی مقصود نہ تھی۔ بولی جان مادر! میرا سانس خوشی سے پھول آیا ہے۔ بیٹے نے ماں کی

Marfat.com

پیشانی چوم لی اور بے لوث دعائیں لیتا ہوا بحر علم میں غوطہ زن ہونے کیلئے عازم سفر ہوا۔

لاہور= نیا ماحول، علم کا شہر، روشنیوں کا گھر ہماری فاتح افواج کا ۱۹۶۵ء میں غنیم کی یلغار سے بچایا ہوا لاہور مغلیہ شہنشاہوں کی یادگاروں کا مرکز لاہور۔ بزرگان دین کی آماجگاہ جس کے ایک کونے کو حضرت میاں میر صاحب دوسرے کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری تیسرے کو بی بی پاک دامن اور حضرت مادھولال حسین اور چوتھے کو خداوند قدوس کے دیگر برگزیدہ بندوں نے تھاما ہوا ہے۔ جس میں قدیم راوی کی لہریں زبان حال سے ماضی کی داستان سناتی ہوئی حسب معمول رواں دواں ہیں۔ جس کے ایک کنارے پر ملکہ نور جہاں محو استراحت ہے۔ جس کا مزار اس کے اپنے شعر کی جامع تفسیر ہے۔

بر مزار ما غریباں نے چراغ و نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نہ صدائے بلبلے

لاہور شہر پاکستان کا دل ہے جہاں ہر کلچر ہے۔ ہر تہذیب ہے۔ یونیورسٹی جو انٹرنیشنل کلب ہے۔ جس کی چکا چوند تہذیب نگاہوں کو چندھیا دیتی ہے۔ جس میں کئی ----- بھی بہہ جاتے ہیں۔ اپنی اقدار بھلا دیتے ہیں۔ اور یہیں کے ہو رہتے ہیں۔ غضنفر کی یہ کرامت تھی کہ یونیورسٹی میں جہاں پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا کی نمائندگی ہوتی ہے بیرون ملک سے طلباء حصول علم کیلئے آتے ہیں یہاں غضنفر کم اور پیر کے نام سے زیادہ متعارف ہوا۔ ایم۔ اے کا رزلٹ آؤٹ ہوا تو پتہ چلا کہ شہنشاہ ولایت نے TOP کیا ہے۔ ان کے دوست قاضی اسلم، محمد اسلم (ملٹری کالج جہلم کے پروفیسر) جاوید چاندا، ماموں شبیر نے دھوم دھام سے خوشی منائی۔ اساتذہ خوش تھے کہ غضنفر نے ان کا مان رکھ لیا۔ باپ نہال تھا۔ ماں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ السید خادم القوم نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اشرف المدارس اوکاڑہ میں دورہ حدیث و تفسیر شروع کیا۔ علم کے بحر زخاز میں غوطے لگاتا چلا گیا۔ کبھی مشائخ کانفرنس میں شمولیت ہے تو کبھی ختم نبوت کانفرنس میں اکثر تبلیغ دین کیلئے بیرون ملک تشریف لے جاتے۔

پیر سید عثمان علی شاہ بخاری کا وصال پرملال= ۱۹۷۸ء میں اس خاندان کو

Marfat.com

ایک اور صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ حضرت قبلہ کے چھوٹے صاحبزادے پیر سید عثمان علی شاہ عالم شباب میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم دو بیٹوں کو یتیم اور اپنی زوجہ محترمہ کو داغ بیوگی دے گئے۔ سید عثمان علی شاہ بخاری صاحب کو حضرت قبلہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

پیرجی کی شادی خانہ آبادی= مخلوط تعلیم کا سوچتے ہی ان کی والدہ صاحبہ نے اپنے جگر گوشے کو منسوب کرنے کا سوچا۔ نانی جان غضنفر کے دل کی دھڑکن تھیں۔ وہ اسے فخر زمانہ دیکھنا چاہتی تھیں۔ جو خود نڈر اور بے باک مبلغ تھیں۔ اور جنہوں نے اوکاڑہ کی خواتین میں اسلامی روح پھونکی۔ بڑے نواسے کے سہرے کے پھول دیکھنے کی تمنا دل میں لیے جہان جاوداں سدھار گئیں۔ غضنفر کی شادی کیا ہوئی۔ ایسے لگتا تھا۔ کوئی کنعانی شہزادہ عزیز مصر کی صورت میں دولہا بنایا جارہا ہے۔ دوستوں' عزیزوں' رشتہ داروں نے جی بھر کر خوشی منائی۔ کاروں کا قافلہ تھا کہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ زندگی رواں دواں تھی۔ عملی زندگی کا آغاز ہوچکا تھا۔ لڑکپن گزر چکا تھا۔ اب مزاج میں پختگی آچکی تھی۔ ذمہ داریاں بڑھ گئیں تھیں۔ اہلیہ' والدہ اور بہنوں کو لے جانا۔ مریدین کے پاس جانا۔ باپ کو زیارت پر لے جانا۔ ڈرائیونگ کرنا۔ یہ سب کام اس کے ذمے تھے۔ جمعتہ المبارک کو خطبہ دینا' وعظ نصیحت' جماعت کرانا مشاغل میں شامل تھے۔ قدرت نے پیرجی کو یکے بعد دیگرے پانچ رحمتوں (بچیوں) سے نوازا جو غضنفر کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ ان کی تربیت اور پڑھائی کا فکر دامن گیر رہتا۔

احباب= حلقہ احباب میں عبدالغفار صاحب' کراچی کے میمن شریف صاحب ایس پی کراچی' حاجی سلیم صاحب فیصل آباد والے' حاجی بشیر کھیم کرن والے جو دوست بھی تھے۔ بزرگ بھی تھے اور مرید بھی تھے۔ مولانا غلام علی اوکاڑوی قاضی اسلم صاحب' جی ایم شوگر مل کے رانا شریف صاحب سے انتہا کی دوستی تھی۔ بلکہ رانا صاحب نے غضنفر کی خواہش پر اوکاڑہ میں رہائش اختیار کرلی ڈاکٹر عطاء حاجی اشرف فیصل آبادی' حاجی غلام نبی وغیرہ حکم کے تابع رہتے۔ لندن میں آپ کے استاد محترم حاجی غفور ایک محسن حاجی بشیر جنہوں نے اپنا لخت جگر غضنفر کیلئے وقف کردیا۔ اور جو ابھی تک بے بے جی کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

تب۔ اظہر بٹ جیالوجسٹ جدہ دلاور علی بھٹی ایکسین واپڈا تھے۔

آفت ناگہانی= دسمبر ۱۹۸۹ء میں اچانک پیرجی کی گاڑی حادثہ کا شکار ہوئی۔ ایک شاہد نے بتایا۔ رات دس بجے سڑک پر ایک باریش سفید پوش انسان گاڑی روک رہا تھا۔ میں نے سمجھا کوئی فرشتہ ہے۔ نزدیک جا کر کار روکی۔ کچھ نقاب پوش خواتین جن کے نقابوں سے بھی خون رس رہا تھا۔ معصوم بچیاں خون میں نہا رہی تھیں۔ انہیں فوراً اوکاڑہ ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس حادثہ میں خاندان کے افراد کا زندہ بچ جانا معجزہ سے کم نہ تھا۔ اس وقت ایس پی جاوید شیخ اوکاڑہ غضنفر کا ہمدرد غمگسار، جس شمار ماموں ریاض، خالہ زاد بھائی حافظ سید محمد عمار علی شاہ نے جس ہمت سے اس صدمہ کا مقابلہ کیا۔ مرہم پٹی کروائی۔ عزیز بہنوں نے پشت پناہ بن کر اپنے پاکیزہ خون کی قربانی دے کر شدید چوٹیں کھا کر اپنے بھائی غضنفر کو بچا لیا۔ اس کا بال بیکا نہ ہونے دیا۔ لیکن کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ اس حادثہ میں سید کو اندرونی چوٹ کتنی گہری آئی ہے۔ جس کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ نہ ہی صابر و شاکر مرد مومن نے کسی سے ذکر تک کیا۔ یہ زخم بعد میں بلڈ کینسر بن کر جان لیوا ثابت ہوا۔

معمولات میں شغف= پیرجی نے اب تبلیغی دوروں حج و عمرہ اور زیارات میں زیادہ وقت گزارنا شروع کر دیا۔ درود پاک ہر دم ورد زبان رہتا۔ رمضان المبارک میں ساری رات قرآن پاک کی تلاوت ہوتی۔ سید محمد عمار علی شاہ جو ایک خوش الحان حافظ قرآن ہے کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔ سکول ٹائم کے بعد اسے اپنے حضور بلا لیتے۔

باباجی سرکار اور پیرجی اس کی تلاوت سن کر بہت خوش ہوتے اور بہت تعریف کرتے۔ باباجی سرکار فرماتے عمار پھر کتنی جماعتیں پڑھنی ہیں۔ پیر جتنا پڑھو گے یا زیادہ۔ میں کہتا ہوں پی ایچ ڈی کرو گے۔۔۔۔۔ الحمدللہ عمار باباجی کی دعاؤں سے علم سے ہمکنار ہو رہا ہے۔

دسمبر ۱۹۹۰ء میں ان کے لیے ایک اور جانکاہ صدمہ تھا کہ غضنفر کے بڑے ماموں آرمی کے ڈاکٹر سید فیاض حسین شاہ اچانک حرکت قلب بند ہونے سے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ یہ صدمہ خاندان کیلئے

Marfat.com

قیامت تھا۔ جواں سال ماموں ایک بیوہ دو بیٹے چار بیٹیاں اپنی امانت چھوڑ گئے۔ باباجی سرکار بولے میں حیران ہوں کہ پیرجی (سید ممتاز حسین شاہ) نے یہ صدمہ کیسے سہا۔ باباجی سرکار' پیرجی کے ناناجان (سید ممتاز حسین شاہ) کو تسلی دیتے۔ باباجی سرکار نے کہا پیرجی آپ نے جواں سال بیٹے کا جنازہ کیسے پڑھا۔ پیرجی نے فرمایا صاجزادہ صاحب یتیمی بسیری ہماری اور ہمارے آباء کی سنت ہے۔ ہر حال میں راضی برضا ہیں۔ صابر اور شاکر ہیں۔ قدرت ہنس رہی تھی۔ کہ باباجی آپ کے خاندان کے لئے اس سے بڑھ کر قیامت آئے گی جو مریدین کے لئے بھی ہوگی۔ جس میں آپ صابر و شاکر رہیں گے۔ ع

ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

پیرجی کو ماموں سے بے حد پیار تھا۔ انس محبت تھی اور ان سے اکثر محفل جمتی۔ ان کے انتقال کے بعد پیرجی سرکار بجھ گئے۔ اور کہتے "ہم نے بھی مرنا ہے"۔ یہ معلوم نہ تھا کہ اشارہ کیا ہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم صدر پاکستان نے پیرجی کو سینٹر کی سیٹ کی پیش کش کی اور وزارت کی بھی۔ پیرجی کا ایک ہی جواب تھا۔ "ہم نے اس جہان میں نہیں اگلے جہان میں وزارتیں لینی ہین۔"

پہلا آپریشن = ۱۹۹۱ء میں اتفاق ہسپتال میں پیرجی نے آپریشن کروایا جو کامیاب نہ رہا۔ اپریل ۱۹۹۱ء میں لندن کے رائل ایمرسٹڈم ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ حاجی بشیر صاحب (لندن والے) لطف اللہ ان کے پوتے اور ماموں شیر شاہ نے خوب خدمت کی۔ عبدالغفور صاحب اور دیگر حضرات روزانہ پیرجی کے پاس جاتے اور ان کا جی بہلاتے۔ پیرجی ہر روز پاکستان فون کرتے اور سب عزیز و اقارب کی خیریت دریافت کرتے اور انہیں اپنے متعلق بتاتے۔ عزیز و اقارب دوست احباب پیرجی کی عیادت کیلئے لندن جاتے۔ ان کے ماموں شیرشاہ نے بتایا کہ پیرجی اکثر یہ شعر گنگناتے رہتے۔

جدائی دے میں صدمے روز جھلاں یارسولؐ اللہ
کراں میں تیریاں دن رات گلاں یارسولؐ اللہ

علالت' نقاہت کے باوجود درود پاک ہروقت ورد زبان رہتا۔۔۔۔ باباجی سرکار چار ماہ بعد بیٹے کی بیمار پرسی کیلئے لندن گئے۔ باباجی سرکار محو پرواز تھے۔ (دھیان

Marfat.com

بیٹے کی طرف تھا۔ کہ نہ جانے کس حال میں ہو۔ ہسپتال میں جواں سال بیمار بیٹے کو دیکھا تو ہجر و فراق حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام جیسا تھا۔ ہر چند کہ باپ بیٹے کو علیل دیکھ کر تڑپ تڑپ گیا لیکن بیٹے کو حوصلہ دیتا تھا۔ نہایت بردباری اور صبر سے بیٹے کو ملے اور صبر کی تلقین کی۔ اس وقت پیرجی کی حالت قدرے بہتر ہو رہی تھی۔ باباجی سرکار مطمئن ہو کر چند ماہ وہاں گزار کر واپس آ گئے۔ کہ چند دنوں بعد ان کا نور نظر صحت یاب ہو کر گھر لوٹ آئے گا۔ شب معراج آئی۔ ماں کی مامتا نے رات بھر عبادت کی۔ خداوند قدوس کو اس کے محبوب پاک ﷺ کی ملاقات کا واسطہ دیا اور عرض کیا۔

سجدے کروں شام سے تا سحر آج کی رات
کاش مل جائے میرا نور نظر آج کی رات

صدقہ دیا خیرات دی۔ درود و وظائف کئے۔ بارگاہ رب العزت میں عاجزی سے دعا کی بار الہا حضرت ایوب صابر کا صدقہ غضنفر کو صحت و تندرستی عطا فرما۔

گو علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن فروری ۱۹۹۲ء میں ڈاکٹروں نے مرض لاعلاج قرار دے کر جواب دے دیا۔ اور پیرجی کو پاکستان واپس لے جانے کا مشورہ دیا۔ پیرجی کی بھی ہر دم یہی دعا تھی الہی مجھے لندن میں موت نہ آئے۔ میں اپنے عزیز و اقارب سے مل لوں۔

وطن واپسی= ۱۱ فروری ۱۹۹۲ء کو ماموں شیر شاہ' حاجی بشیر صاحب اور مریدین نے لطف اللہ (حاجی بشیر صاحب کے پوتے) کے ہمراہ مٹھن کو ہنھرو ائرپورٹ پر آنسوؤں کے سیلاب میں الوداع کیا۔ ۱۳ فروری ۱۹۹۲ء سہ پہر کے وقت پیرجی اپنے آبائی وطن حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے۔ ہر شخص خوش و خرم تھا۔ خاندان کے افراد سب جمع تھے کہ آج کرمانوالہ کا شہزادہ آ رہا ہے۔ لیکن جب پیرجی کی حالت دیکھی تو۔

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی۔ گھوڑے پہ زین کسو بابا

غضنفر کو خاندان والوں سے مل کر تسکین ہوئی۔ دوست احباب نے انہیں تسلی دی۔ بچیوں کو دیکھ کر اداسی دور ہوئی۔ علاج جاری رہا۔ سید غضنفر

Marfat.com

علی شاہ صمصام بخاری نے اذیت کے باوجود کبھی آہ نہ کی۔ اگر کسی وقت شدت تکلیف سے آواز نکلتی تو صرف یہ ہوتی "میرے آقا کرم فرمائیں یارسول اللہ کرم فرمائیں۔" ۲۸ فروری ۱۹۹۲ء اعلیٰ حضرت گنج کرم کرمانوالی سرکار کا عرس تھا۔ نحیف و نزار جان بے کل تھی۔ بیٹھا بھی نہ جاتا تھا۔ ایک ہی رٹ تھی " میں نے عرس پر جانا ہے۔ میں نے دربار اقدس پر حاضری دینی ہے۔ پچھلے سال حاضری دے کر لندن گیا تھا۔ آیا ہوں تو حاضر ہونا ہے۔ حضرت صاحب کا پوتا نہیں بلکہ ان کا ادنیٰ غلام بن کر حاضر ہوں گا۔ مولانا کوکب نورانی عرس کے موقعہ پر سٹیج سیکرٹری تھے۔ انہوں نے مریدین کو سمجھایا اور کہا ییلو عقیدت مندو! پیرجی آج آپ کو ملنے کیلئے آ رہے ہیں۔ پہلے آپ انہیں ملنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ آج صرف ایک دعا مانگئے اور وہ دعا ان کی صحت کی مانگئے ۔ ہمارے شہزادے کو نہ جانے کس کی نظر لگ گئی۔ مریدین کا بے پناہ ہجوم پیرجی کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے بے تاب تھا۔ مریدین کے لیے پیرجی کی دید عید ہوتی تھی۔ ضبط و نظم کے بندھن ٹوٹ گئے۔ عقیدت مندوں کی سسکیاں فضا میں پھیل رہی تھیں۔ پیرجی نے ہاتھ اٹھا کر مریدین کو سلام کیا۔ تسلی دی۔ بعض عقیدت مندوں کے لیے پیغام تھا۔۔

جے توں میرے جنازے تے نہیں اونا
راہ تکدی آ میری مزار آ جا

حضرت قبلہ کے مزار پر حاضری دے کر مزید چند گھڑی کا مہمان گھر آگیا۔

۲۹ فروری کو سب عزیز و اقارب سے فون پر بات کی۔ بچیوں کو پاس بلا کر دیر تک باتیں کیں۔ ۲۹ فروری کو اپنی خالہ بی بی جان سے فرمایا بی بی جان میں نے صبح پانچ بجے جانا ہے۔ وہ تڑپ تڑپ گئیں۔ نانا نے خالہ نے شہنشاہ بابر کی طرح جس نے اپنے بیٹے ہمایوں کے گرد چکر لگائے تھے۔ اور اس کی بلائیں لیں۔ پیرجی کے بستر کے گرد سات چکر لگائے۔ اس کی ہونی اپنے لئے مانگی۔ لیکن قدرت کو صرف پیرجی کا ملاپ منظور تھا۔ بی بی جان سے پیرجی کو بہت الفت تھی۔ ان سے کھانے کی فرمائش کرنا۔ محبت سے تنگ کرنا۔ لاہور جانا اور ان سے ضرور مل کر آنا معمول میں شامل تھا۔ بی بی جان نے آخری ایام میں ماں کا کردار ادا کیا۔

Marfat.com

کیونکہ والدہ تو ہر آن ہر لحظہ دست بہ دعا رہتی تھیں۔ اور درازی عمر کیلئے دعا گو تھیں جو قدرت کو منظور نہ ہوا۔ پیرجی نے ریتالہ خورد سے بے بی خالہ کو رات ایک بجے بلایا۔ اور کہا۔

نبضاں جواب دے گیاں نیں ایہہ مریض پل دی پل
آؤ مسیحا کرلیے گلاں دو چار پل دی پل

والدہ سے فرمایا کہ میری زکوۃ بیوگان اور یتیم بچوں میں تقسیم کیجئے گا۔ پیرجی کا معمول تھا کہ بیماری میں منہ قبلہ کی طرف کرکے سوتے تھے۔ اور درود ورد زبان رہتا۔ باپ سامنے بیٹھا ہے ماں پہلو میں ہے سر خالہ کی گود میں ہے۔ پیرجی گویا ہوئے امی جی! اپنے قدم میری طرف کریں تاکہ میں قدم بوسی کروں۔ ان کے نیچے جنت ہے۔ لطف اللہ (ابن حاجی بشیر لندن والے) کو میری جگہ سمجھیں۔ لطف اللہ وعدہ یاد ہے نا۔۔۔۔ آفریں ہے لطف اللہ نے وعدہ نبھادیا۔ ماں باپ بہن بھائیوں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس گھر کا مکین بن کر رہ گیا۔

رحلت= پیرجی بار بار گھر کو دیکھتے۔ سانس اکھڑنا شروع ہوا۔ تو گھر کی تمام خدمت گذار پیرجی کی زندگی کی بھیک مانگنے دربار اقدس کی طرف دوڑیں۔ پانچ بجے کا وقت ہونے کو ہے۔ مؤذن نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ پیرجی کہہ رہے ہیں۔۔۔۔ موت کتنی خوبصورت ہے سب میرے سامنے بیٹھے ہیں۔۔۔۔ کس قدر محبت سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ ایکدم ایسے لگا جیسے پیرجی نے کسی کے سلام کا جواب دیا ہے۔ نجانے وہ فرشتہ تھا جس نے سلام کیا۔۔۔۔ عین اس وقت جب موذن نے اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کہا پیرجی نے یہ کلمات مسکراتے ہوئے دہرائے اور عین عالم شباب میں حضرت علی اکبر کی سنت پوری کرتے ہوئے نانا حسینؓ کے سامنے نہیں بلکہ اپنے قبلہ والد کے سامنے باباجی کی آنکھوں کے تارے نے آنکھیں پھیرلیں۔ کل من علیہ فان انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مؤذن نے جس کرب سے اذان دی۔ گردونواح کے لوگ سمجھ گئے کہ آج باباجی کے آستانہ پر خیر نہیں ہے۔ اذان میں وہ جوش وہ ولولہ نہیں آج

Marfat.com

گلشن اجڑ گیا ہے قہر ٹوٹ پڑا ہے۔ سادات گھرانے میں قیامت کا سماں ہے۔ اس کی دو خالہ جان خانیوال میں تھیں۔ ایک اسٹنٹ پروفیسر (زوجہ زاہد قادری مجسٹریٹ درجہ اول) دوسری خالہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر میاں چنوں کے قریب ہماری کار آئی تو سامنے سے ایک نئی فلائنگ کوچ آرہی تھی۔ جس پر لکھا تھا سفینہ حضرت کرمانوالا شریف ہم تڑپ گئیں۔ آج تو سفینہ ڈوب گیا ہے۔ یہ سفینہ کدھر جارہا ہے۔ سفر تھا کہ کٹنے میں نہ آتا تھا۔۔۔۔ کرمانوالا کی جی ٹی روڈ بلاک تھی۔ مریدین کا اژدہام تھا۔۔۔۔ ہر چہرہ پژمردہ تھا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ جیسے ان کا اپنا لخت جگر بچھڑ گیا ہو۔ اوکاڑہ شہر کے بازار بند ہوگئے۔ ہر کوئی گریاں کناں تھا۔ صبر کا امتحان' راضی برضا رہنے کا امتحان' یتیمی کا امتحان' بیوگی کا امتحان قدرت کو ضعیف و نحیف والدین کا کڑیل جوان چھین کر ان کے صبر کا امتحان لینا مقصود تھا۔ مٹھن کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ موت پہ طنز تھا اور کہہ رہا تھا۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ تو اپنے گھر گئے

بی بی جان نے کلیجہ تھام لیا۔ باربار بیہوش ہوجاتیں اور ماں جس کے تن میں لہو کا نام نہیں زرد رنگ ہے۔ گویا کوئی بشر نہیں تصویر سنگ ہے۔ لوگوں کو حوصلہ دے رہی ہیں۔ پریشان ہیں ٹکٹکی باندھے جوان لاشے کو دیکھتی ہیں۔۔۔۔ دلاسا دے رہی ہیں۔ بہنیں سکتہ میں ہیں۔ عزیز ترین بہن خالہ زاد سائرہ سیدہ ایم۔ اے کی سٹوڈنٹ کو جسے لاڈ سے بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ ملنے کے لئے بلایا تھا۔ خالہ زاد' ماموں زاد' بہن بھائی سب گریہ کناں ہیں۔ ماں کہتی ہے میرا بیٹا تو بہت عاجز تھا تائب تھا۔ لیکن پھر بھی بار الہا عاجز بھی تھے۔ تائب بھی تھے۔ ٹوٹا یہ قہر کیوں ہے۔ بہنیں کہتی ہیں موت ہمیں آجاتی ہمار اکلوتا بھائی تھا۔ چچی' ممانی' بیوگان ان کے یتیم بچے سرہانے بیٹھے ہیں جو کہہ رہے ہیں۔

پھر درد یتیمی کی کسک تازہ ہوئی ہے
مانگا میرے دل نے تو تیرا سہارا

Marfat.com

کیا ہم نے خطا کی تھی بتا اے موت
پھر جس کی سزا میں سے بارہ گھر لوٹا ہمارا

کیا وہ جوان بیوائیں کم تھیں کیا یتیموں کی کمی تھی۔ اے چرخ کج رفتار کیا عثمان علی شاہ جیسے شہسوار فیضی جیسے جواں مرد کی موت سے تیرا جی نہ بھرا تھا۔ کیا آنگن یتیموں سے پہلے پر نہ تھا۔ اے چرخ نیلی فام تو نے یہ کیا کردیا۔

موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موت کی آغوش میں
وقت کے افسوں سے تھمتا نالہ ماتم نہیں
وقت زخم تیغ فرقت کا کوئی مرہم نہیں
زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا

آج کونسی آنکھ پرنم نہ تھی۔ اپنے پرائے سب نوحہ کناں تھے۔ جہاز' ریل گاڑی' بسیں سبھی تو عازم حضرت کرانوالا ہیں۔ لوگ ریڈیو ٹی وی کے اعلان غلط فہمی سمجھتے ہوئے غضنفر کی موت کی تصدیق کیلئے فون پہ فون کررہے ہیں۔ بڑی بہن جس کی گود میں چند دن کی بچی ہے تڑپ رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔

عادی تھے غموں کے ہم تڑپا ایسے جگر کیوں ہے
جلتا ہے گلستان مگر گلچیں کو خبر کیوں ہے
ہستی تو مٹا ڈالی اب نام و نسبت کیوں ہے
دکھوں کا وہی عالم اے جان عرب کیوں ہے

تجہیزو تدفین= نجف اشرف' کربلائے معلےٰ' مدینہ منورہ' مکہ مکرمہ کی خاک اور عطریات سے غسل دیا جارہا ہے۔ الحافظ سید محمد عمار' شامی' حاجی بشیر صاحب پیش پیش ہیں۔ فضا آہوں اور سسکیوں سے لبریز ہے۔ عقیدت مندوں کی آج آخری دید ہے۔ ہر شخص زیارت کیلئے بیتاب ہے۔ اژدہام ہے لیکن نظم د

Marfat.com

ضبط کا اہتمام ہے۔ اسپ تازی کا شہسوار' ہر سال نئے ماڈل کی کار میں بیٹھنے والا آج بھائیوں کے کندھوں پر سوار ہے۔ صابر باپ جنازہ پڑھا رہا ہے۔ آج انہیں ایک بات یاد آئی۔ کہ پاکستان بننے سے کافی عرصہ پہلے ان کا ایک بھائی میر طیب فوت ہوا تھا۔ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار نے خود جنازہ پڑھایا تھا۔ اور حضرتؒ سرکار نے پیر محمد علی شاہ بخاری سے فرمایا تھا "پیر جی! آج میں اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھا رہا ہوں۔ آپ بھی اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھائیں گے۔" اللہ اکبر کتنا عرصہ پہلے باپ نے پیشین گوئی کردی تھی۔ جو آج پوری ہو رہی تھی۔ جنازہ ہوگیا۔ مریدوں کے اژدہام نے نہایت ڈسپلن سے جنازہ پڑھا۔ جنازہ عازم دربار شریف ہوا۔ قبر کی جگہ نہیں بن رہی۔ جگہ بہت تنگ ہے۔ باباجی حضور کا اصرار ہے کھدائی کرو۔ جگہ کھلی ہوجائے گی۔ لیکن میرے لئے میرے باپ اور میرے بیٹے کے درمیان جگہ رکھنا۔ قبر کھودنے والے حیران ہیں۔ ہر ہر سانس کے ساتھ درود پاک ورد زباں ہے۔ قبر تیار ہو رہی ہے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے زمین پھیل گئی ہے۔ قبر تیار ہوگئی۔ باباجی کے آخری گھر کی جگہ بھی نکل آئی۔ حاضرین حیران ہیں کہ یہ کیسے ہوگیا۔۔۔۔ یہ تو مرد مومن باباجی سرکار کی زبان کا اعجاز ہے بقول۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

شام غریباں شروع ہوچکی ہے۔ عزیز و اقارب سب پہنچ گئے ہیں۔ بڑی سے چھوٹی بچی بیمار ہے۔ نڈھال ہے۔ ابو ابو کی رٹ لگائی ہے۔ ماں سے پوچھتی ہے۔ امی لوگ باربار ہمیں یتیم کیوں کہہ رہے ہیں۔ یتیم کسے کہتے ہیں۔ ماں تڑپ جاتی ہے۔ بچی اپنی بیماری کو یتیمی سمجھ رہی ہے۔

پوچھتی ہے تھام کر درد یتیمی کا علاج
ہاتھ آجاتا کاش دامن کاتب تقدیر کا

جاوید چاندا نیم جان ہے۔ کوکب کو ہوش نہیں' گلشن اپنے حواس میں نہیں' یاسر' جعفر' جنید' اویس' حافظ عمار آج بڑے بھائی سے محروم ہوگئے ہیں۔ ڈاواں ڈول ہیں۔ صمصام' میر طبیب تصویر حیرت بنے ہوئے ہیں۔ بیرون ملک

Marfat.com

ہے عزیز و اقارب مریدین جو نہیں پہنچ سکے۔ ان کے فون آ رہے ہیں۔ منتیں کر رہے ہیں ہمارا انتظار کیجئے۔۔۔۔ دوسرے دن لندن سے پیر جی کے ماموں اسد علی شاہ آ جاتے ہیں۔ مزار پہ جاتے ہیں۔ آواز آتی ہے۔

جے توں میرے جنازے تے نہیں اوناں
راہ تکدی میری مزار آ جا

اسد کہتے ہیں پیر جی یہ کیا۔۔۔۔ میرے پاس تو سال گزار لیا تھا۔ لیکن یہاں آتے ہی۔۔۔۔ کیا صرف عرس میں شامل ہونا تھا۔ دادا کے ساتھ اپنا عرس کرواتا تھا۔ حاجی بشیر تو ناتواں ہو گئے ہیں۔ عرس کا انتظام کیسے کیا کریں گے۔ مٹھن تم مردہ نہیں زندہ ہو۔ تم جو نرم دم گفتگو' گرم دم جستجو' بزم میں پاک دل' پاک باز ہمارے درمیان ہو۔ یہاں وہاں ہر جگہ دل کی دھڑکنوں میں' جذبوں کی رفعتوں میں' اپنی تحریروں میں' اوکاڑہ میں تجھے کہاں' ڈھونڈوں۔ تیری کس کس صفت کو یاد کروں۔۔۔۔ خوبصورتی کو' خوب سیرتی کو' خوش خلقی کو' سرو قدی کو' دانش و علم کو' آداب فرزندی کو' شفقت پدری کو' تیری ہر ہر ادا سنت مصطفے صلی اللہ علیہ و الہ وسلم۔ مٹھن سنو میں پڑھ رہا ہوں۔ تم شوق سے سنا کرتے تھے نا۔

جدائی دے میں صدمے روز جھلاں یارسول اللہ
کراں میں تیریاں دن رات گلاں یارسول اللہ
جدوں ویکھاں کوئی جاندا مسافر شہر تیرے نوں
کیویں وگدے ہوئے ہنجواں نوں ٹھلاں یارسول اللہ
ہوائے وگدیئے لے جا شہر مدینے اتھرو میرے
تے آکھیں ہور کیہ میں نذر گھلاں یارسول اللہ
تیرے وگدے سمندر وچوں ملے قطرہ حضوری نوں
تیری رحمت دیاں ہر پاسے چھلاں یارسول اللہ

مٹھن بیٹے اندھیر کر گئے ہو۔ پرسا کیسے دوں۔ مرثیہ کیسے پڑھوں پاویں جگ وچ دیوے لکھ بل دے مینوں پیر مٹھن باجھ ہنیرا اے۔ باباجی صبر کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ راضی برضا ہیں۔

Marfat.com

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اللہ سے ہر حال میں راضی ہیں۔ مریدوں سے ملتے ہیں۔ کاروبار حیات و معمولات ویسے کے ویسے ہیں۔ ایسے لگتا ہے ابھی پیر اگلے یا پچھلے دروازے سے آجائے گا اور قدمبوسی کیلئے حاضر ہوگا۔۔۔۔ پیرجی کی بچیوں کو بلاتے ہیں۔ سینے سے لگا کر پیاس بجھاتے ہیں۔ جوان بیوہ کا غم سہتے ہیں۔ پیر کا نام سنتے ہی چہرہ زرد ہوجاتا ہے۔ کرب جھلکنے لگتا ہے۔ مسجد کا کام تیز کردیا جاتا ہے۔ پیر کا غم دن رات زندگی کو گھن کی طرح لگ کر زندگی کو قلیل کررہا ہے۔ پیرجی کے دوستوں کو ملتے ہیں۔ اس کی باتیں کرتے ہیں۔ بے چین رہتے ہیں۔ جس ماں کی گود اجڑ چکی ہے۔ اسے تسلی دیتے ہیں۔ بہنوں کا اکلوتا بھائی نہ رہا۔ انہیں سمجھاتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ کچھ ہی عرصہ بعد اپنی زوجہ محترمہ کو جس کی گود اجڑ چکی ہے۔ داغ بیوگی دے کر سر بھی ننگا کرجائینگے۔ جن کا اکلوتا ویر نہ رہا۔ انہیں درد یتیمی دے جائینگے۔ آخر۔۔۔۔ جون ۱۹۹۳ء کو اسلام آباد کے سی ایم ایچ میں اس درد کو ہمیشہ کیلئے ختم کرکے باپ' بیٹے اور بھائی کے مہمان بنتے ہوئے ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔ مزار مکمل ہوگیا۔ چاروں قبریں پر ہوگئیں۔۔۔۔ چار ولی اللہ شانہ بشانہ مزار مبارک کی زینت بن گئے۔ یہ مزار مبارک شہر خموشاں نہیں۔ بلکہ یہاں ہر وقت درود و سلام' قرآن کی تلاوت کی آوازیں گونجتی ہیں۔ پیر غضنفر کو آخری سلام حافظ محمد عمار علی شاہ کی والدہ ماجدہ نے پیش کیا:۔

آخری سلام:۔

السلام اے پیارے بیٹے دل کے چین	السلام اے نور چشم نور عین
السلام اے زینت محراب عرس	السلام اے آفتاب و ماہتاب عرس
السلام اے صدر بزم ہم نشین دوستاں	السلام اے رونق ہر دو عالم بوستاں
السلام اے جان سے بڑھ کر پیارے السلام	السلام اے ماں کے راج دلارے السلام
السلام اے بانوئے صمصام و طیب السلام	السلام اے رفیق جاوید و کوکب السلام
السلام اے یاسر و عمار کے ویرن السلام	کیوں زندگی ہو گئی ہے ان کی اجیرن السلام

Marfat.com

السلام اے مخدوم لطف اللہ السلام — السلام اے رونق شعائر اللہ السلام
السلام اے مہمان ذی شان حضرت — السلام اے نبیرہ اعلیٰ حضرت السلام
السلام اے راکب دوش حزیں السلام — السلام اے راہ رو خلد بریں السلام

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

○☆○

صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری
رحمۃ اللہ علیہ کا خود نوشتہ قطعہ مبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

حضور! جو چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں ثنیۃ الوداع کی پہاڑیوں سے تشریف لائے — اب ہمارے اوپر اللہ کا شکر بجا لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں پر عنایت کرم فرماتے ہوئے — !!!

حضور کو ہم میں مبعوث فرما دیا — الحمد للہ رب العالمین

نوٹ: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر حافظ محمد عمار بخاری یہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ پیر جی ان کے ہاں تشریف لے آئے۔ عمار صاحب نے پیر جی سے فرمائش کی تو انہوں نے یہ اشعار بقلم خود لکھ کر حافظ جی صاحب کو عطا کیے۔ حافظ جی نے مجھے اشاعت کے لئے مرحمت فرمائے۔

Marfat.com

غم دل

۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت مسلمانوں کو اپنے گھروں جائیدادوں کو خیرباد کہ کر خون کی ندیوں کو عبور کر کے نئے وطن پاکستان آنا پڑا۔ ملک اور گھر ہی نہیں بلکہ لوگوں کے عزیز بھی ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئے۔ لوگ پیدل اور سرکاری گاڑیوں میں قافلوں کی صورت میں پاکستان پہنچے۔ جنہیں کچھ علم نہیں تھا کہ کہاں رہنا ہے۔ ہجرت کر کے آنے والوں کو کافی مدت کیمپوں میں رہنا پڑا۔ ان ہی ہجرت کرنے والوں میں فیروزپور کے قصبہ کرمونوالا سے ایک درویش منش قطب الاقطاب قبلہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کو اپنی زوجہ محترمہ۔ دختر دلبند اور دو جگر گوشوں سید محمد علی شاہ اور سید عثمان علی شاہ کے ساتھ پاکستان آنا پڑا۔ یہ جم غفیر مسلمانوں کا قافلہ گنڈا سنگھ کے راستے کرمانوالہ سے چل کر قصور پہنچا۔ وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد یہ فرزندان توحید موضع کوئے کی بھاول آئے وہاں سردار انور حسین خاں ذیل دار جو کہ آنریری مجسٹریٹ بھی تھا کے ہاں چند یوم قیام کیا۔ انہیں دنوں پاک پتن شریف میں باوا صاحب کا عرس تھا آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور مستورات کوئے کی بھاول ہی رہیں۔ آپ نے عید گاہ میں قیام کیا وہاں کے ہی ہو کر رہ گئے۔ عید گاہ کو اپنا مسکن بنایا۔ انہی دنوں سید عبدالحمید شاہ صاحب جو کہ پیر سید ممتاز حسین شاہ کے ماموں تھے پاک پتن شریف میں چوکی نمبر2 کے انچارج تھے۔ انہوں نے آپ کو گھر اور گھر کی ہر ضرورت مہیا کی دسمبر 1948 کو حضور اپنے اہل و عیال کو بھی وہاں ہی لے آئے آپ کے فیض سے خاص و عام کافی تعداد میں فیض یاب ہوئے آپ کا لنگر جاری تھا ابھی کوئی اراضی بھی الاٹ نہیں ہوئی تھی لیکن اللہ کا کرم تھا۔ جنوری 1949ء کو شرقپور شریف میں میاں صاحب کا عرس مبارک تھا۔ میاں صاحب شرقپور شریف والے آپ کے مرشد تھے۔ عرس سے واپسی پر آپ اوکاڑہ آئے اور شمس دین کانٹے والا ریلوے پھاٹک نمبر2 کے پاس آکر شمس دین کے کوارٹر میں رہے۔ ۱۹۴۸ء آپ نے پاک پتن میں گذارا مارچ ۱۹۴۹ء میں آپ کو پکاچک میں

Marfat.com

گنگارام کی کوٹھی الاٹ ہوئی اور اسی چک میں 6' 5 ایکڑ زمین بھی الاٹ ہوئی۔ کوٹھی کے باہر کنواں تھا وہاں آپ قیام کرتے اور نماز بھی ادا کرتے۔ یہ چک لاہور ملتان روڈ پر واقع ہے۔ آپ نے یہ جگہ شاید اپنے مریدین کی سہولت کیلئے انتخاب کی تھی تاکہ آنے جانے میں مشکل نہ ہو۔ حضور کے تصرف سے گورنمنٹ نے انہیں کے نام پر ریلوے اسٹیشن کا اجراء کردیا۔ جو آج حضرت کرمانوالہ کے نام سے مشہور ہے ۱۹۴۹ء جون جولائی میں بچوں کو یہاں بلوالیا۔ پھر اس جگہ جود افروز رہے مہمان نوازی' شریں گفتار کا یہ عالم تھا کہ جو ایک دفعہ زیارت کرتا دوبارہ اپنے ساتھ اوروں کو لیکر آتا۔ میٹھی میٹھی سادہ گفتگو دل موہ لیتی تھی یہ تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں آپ کے مرید نہیں ہیں۔ ایسا لطف اور فیض تھا کہ لوگ دن رات کھنچے چلے آتے تھے۔ کوئی سی وقت بھی آئے آپ کا لنگر حاضر ہوتا۔ آپ جمعہ کا خطبہ خود دیتے۔ اللہ کا ولی جہاں بیٹھ جائے وہیں دنیا آباد ہوجاتی ہے۔ جتنی ہی تعریف کروں کم ہے ہر وقت ہر گھڑی لوگوں کا جم غفیر رہتا آپ ہر ایک کی سنتے اور تسلی و تشفی کرکے دل سکون دیتے۔ آپ نے کرمانوالہ میں ہی ایک باغ بھی لگوایا جو اب بھی موجود ہے۔ کرمانوالہ شریف ایک ایسا نگر ہے جہاں آپ کو ہر کوئی سر جھکے ملے گا اور ہر بالغ باریش ملے گا یہ ان کے مریدین کی اولین نشانی ہے۔ زندگی سادہ ان کا شعار تھا۔ خوراک سادہ اور تھوڑی۔ لباس صاف اور سفید آپ ململ کا عمامہ زیب سر فرماتے۔ شرقپور شریف' داتا صاحب باوا صاحب چشتیاں شریف عرس مبارک پر ضرور شامل ہوتے آپ کی کچھ اراضی 8-E-57 چک عارف والا میں بھی ہے۔ آپ نے اپنے بڑے صاحبزادہ صاحب کو ۱۹۶۵ء میں حکم دیا کہ عارف والا جاکر رہیں وہ بمعہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ وہاں چلے گئے۔ 1965ء میں صاحبزادہ صاحب بمعہ بچوں کے حج کرنے گئے اور حج کی واپسی پر قبلہ والد صاحب کو ملنے گئے تو آپ نے کہا پیرجی اب ادھر ہی رہیں باپ کے حکم کے آگے سرتسلیم خم کردیا اور کرمانوالہ شریف میں رہنے لگے۔ آپ کچھ عرصہ بعد بیمار ہوئے آپ کو میو ہسپتال گورا وارڈ میں داخل کروایا گیا آپ کو پیشاب کی تکلیف اور شوگر تھی آخر کار 21 جنوری 1966ء بروز جمعرات شام 4 بجے 26 رمضان

Marfat.com

المبارک کو آپ کا وصال ہوا اور 27 رمضان المبارک کو آپ کو دفنایا گیا۔ مریدین نے ملک کے طول و عرض سے جنازہ میں شرکت کی جنازہ کا ہجوم کیا تھا انسانوں کا سمندر تھا۔ آہوں سسکیوں اور آنسوؤں کے ساتھ آپ کو سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ نے اپنے پیچھے دو فرزند' زوجہ اور ایک پاکیزہ و طاہرہ بیٹی چھوڑی۔ مولا کریم آپ کو اپنے حبیب پاک کے طفیل ارفع و اعلی درجات سے نوازے اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ وہ مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔ آپ کو کرمانوالا شریف میں ہی ان کی اپنی ہی خریدی ہوئی جگہ پر دفن کیا گیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کا مرقد آج بھی مریدین کیلئے زیارت گاہ ہے۔ ہر گھڑی ہر وقت عاشقان کا تانتا بندھا رہتا ہے آپ کی وفات سے دو سال بعد ۱۹۶۸ء میں آپ کی زوجہ محترمہ عرف اماں جی بھی رحلت فرماگئیں۔ انکا مزار بھی حضور سے ذرا ہٹ کر ہے جہاں کسی غیر مرد کو جانے کی اجازت نہیں۔

حضرت قبلہ کی اولاد= قبلہ حضرت صاحب کے دو فرزند ارجمند محمد علی شاہ صاحب بڑے اور عثمان علی شاہ چھوٹے تھے۔ صاحبزادی صاحبہ دونوں بھائیوں سے بڑی تھیں۔ آپس میں تینوں کا بے پناہ پیار تھا بھائیوں کے ساتھ کھانا اکٹھا کھانا۔ ہر بات میں مشورہ لینا بھائی بھی بہن کی بہت عزت کرتے۔ حضرت قبلہ کی وفات کے بعد بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے دستار خلافت سید محمد علی شاہ صاحب کو تفویض ہوئی اور آپ قبلہ حضور کے بعد سجادہ نشین ہوئے قبلہ حضرت صاحب نے دونوں فرزندوں کی شادی خود کی۔

سید محمد علی شاہ کی شادی خانہ آبادی= پیر سید ممتاز حسین شاہ جو کہ گجرات کے قصبہ منگوال کے رہنے والے ہیں کے ہاں ہوئی۔ پیر جی ملٹری ڈیری فارم اوکاڑہ میں اکاؤنٹ برانچ میں ملازم تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ سید عبدالحمید شاہ صاحب جو کہ باوا صاحب چوکی نمبر2 میں انچارج تھے پیر ممتاز حسین کے ماموں اور ان کی اہلیہ کے چچا تھے۔ خوش اخلاقی اور حسن معاملات میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کی بڑے صاحبزادے سے ملاقات ۱۹۴۴ء میں ہوئی تھی اور غلام رسول (خدا غریق رحمت کرے) عبدالحمید شاہ صاحب کے پاس پاک پتن سے حویلی لکھا آیا کرتے تھے اور مولوی صاحب کا دوستانہ حد سے زیادہ بڑے

Marfat.com

صاجزادہ کیساتھ تھا۔ وہ ان کو لے کر حویلی لکھا گئے اور چونکہ عبدالحمید شاہ صاحب حویلی تھانہ میں تھے ملاقات ہوئی یہ ملاقات تقسیم ہند سے قبل تھی۔ پھر 1947ء میں پیر سید ممتاز حسین شاہ سے کہا کہ پاک پتن آئیں آپ کے مسلک کے بزرگ باکمال یہاں ہیں۔ لہذا ملاقات ہوئی۔ پھر ۱۹۴۸ء میں پیرممتاز حسین اپنے دو فرزندوں سید ریاض حسین شاہ اور سید فیاض حسین شاہ جو کہ ابھی صغر سن تھے لیکر حاضر ہوے حضرت صاحب قبلہ بہت خوش ہوئے کہ میرے پیر آگئے ہیں پھر جب حضور کرمانوالا شریف میں آئے تو کسی مصروفیت کی بنا پر اگر پیر ممتاز حسین نہ جاتے تو آپ خود پتہ کرواتے کہ خیر تو ہے پیرجی نہیں آئے اور جب جاتے تو کہتے پیرجی اتنے دنوں بعد آئے ہیں۔ دل موہ لینے والا انداز دو دفعہ قبلہ حضرت صاحب فارم پیدل چل کر گئے۔ شفقت کا یہ عالم تھا آپ فارم کی مسجد میں قیام فرماتے اس خوبصورت مسجد کی بشارت بھی انہوں نے ہی دی تھی ملاقاتوں اور زیارت کا سلسلہ چلتا رہا حضرت صاحب کو پیر ممتاز حسین شاہ بہت زیادہ ہی پسند تھے۔ گجرات سے بھی ان کے حسب نسب کا پتہ کروایا نجیب الطرفین سادات تھے۔ حضور نے بڑے صاجزادے صاحب کیلئے پیرجی سے رشتہ کی خواہش جرنل نادر خاں ریٹائرڈ قانون گو کے ذریعہ کروائی۔ پیرعبدالحمید شاہ صاحب کو بھی پتہ چلا۔ لیکن پیر ممتاز حسین شاہ کی اہلیہ بالکل نہ مانتی تھیں۔ کہ لوگ فیروزپور سے مہاجر ہوکر آئے میں ان کی تہذیب ہی ہم سے الگ ہے میری بیٹی لاہور کالج میں ابھی زیر تعلیم ہے میں مہاجروں کو بیٹی دے دوں۔ برادری کیا کہے گی۔ لیکن یہاں تو سنت نبی کریم ﷺ پوری ہونی تھی جس طرح انصار اور مہاجرین کی رشتہ داریاں ہوئیں اوکاڑہ شہر میں ایک متواں بی بی جی ہیں جو کہ بی بی میلاد والی کہلاتی ہیں۔ ابھی بقید حیات ہیں چوکی نمبر۲ کمپنی باغ کے سامنے ان کا گھر تھا۔ وہ پیر ممتاز حسین شاہ کے بزرگوں کے جدی مرید تھے۔ انہیں پتہ چلا لاہور ہائی کورٹ کے وکیل بخاری صاحب تھے۔ پیر عبدالحمید شاہ ان سب کو لے کر آئے دن فارم پر جاتے اور انہیں مجبور کرتے گھر میں بہت جھگڑا رہتا۔ حتی کہ پیر ممتاز حسین کی اہلیہ کہنے لگی ٹھیک ہے میں نے رشتہ نہیں دینا اگر وہ اللہ کا ولی ہے تو رشتہ ہو جائے گا۔ اور لاکھ انکار کے باوجود رشتہ ہوگیا۔ یہ ان کی ہی

Marfat.com

کرامت تھی۔ اکثر عورتوں کو بے بے جی فارم روانہ کرتیں۔ جن میں آپا مختاراں چودھری امانت کی بیٹیاں۔ حاجی محمد شفیع کیلیانوالہ میوہ منڈی لاہور اور پیکو آرٹ پریس کے احسان صاحب کی بیگم کالج اور فارم پر ممتاز حسین کی بیٹی کو دیکھنے گئیں۔ اور بڑی مخالفت کے باوجود یہ رشتہ طے پا گیا۔ اس طرح قبلہ حضرت صاحب اور پیر ممتاز حسین شاہ آپس میں رشتہ دار بن گئے۔ سید محمد علی شاہ صاحب کو مولا کریم نے ایک باحیاہمہ صفت موصوف رفیقہ حیات دی جمعرات 27 شعبان مئی 1951 کو شادی ہوئی صبح جمعہ تھا دلہن صاحبہ نے صبح نماز پڑھائی ساری عورتیں قربان ہو ہوجاتی تھیں)۔ صاحبزادہ صاحب اپنی اہلیہ سے تقریباً 12 سال بڑے تھے بہرکیف میکے کا ماحول دینی اور تعلیم یافتہ تھا دل لگانا پڑا گھر میں خوشیاں تھیں پہلی بہو پھر تعلیم یافتہ۔ امتحان سے فارغ ہوئیں تو شادی کردی گئی۔ رزلٹ بہت بعد آیا۔ عمر بھی اتنی نہیں تھی لیکن ماحول کو اپنالیا۔ زندگی کی تمام خوشیاں میسر تھیں۔

اولاد= پیر محمد علی شاہ (جنہیں بڑے باباجی کہا جاتا ہے) اور انکی اہلیہ کو (بے بے جی کہا جاتا ہے) بے بے جی اپنے گھر میں سب بھائیوں سے بڑی اور بہت زیادہ لاڈلی تھیں اور باباجی بھائیوں میں بڑے تھے۔ انہیں مولا کریم نے بیٹی سے نوازا پھر جمعرات کی شب 2 بجے 14 رجب الرجب کو جبکہ چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ بدر منیر بن چکا تھا تو مولا کریم نے بے بے جی کا گھر بھی بدر منیر کی روشنی سے منور کردیا۔ ننھیال اور ددھیال میں پہلا پوتا اور نواسہ پیدا ہوا دونوں خاندان خوشیوں سے بیخود ہورہے تھے کہ ولی عہد پیدا ہوا۔ نانی جان نے نام محسن علی شاہ رکھا اور دادا جان نے سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری رکھا۔ جو کہ بعد میں پیرجی کے نام سے پکارے جاتے۔ لیکن خالائیں پیار سے مٹھن کہتیں۔ پیرجی کی ولادت ننھیال میں ہوئی پیرجی کی دایہ اور نرس بی بی سکینہ اور اللہ رکھی کرمانوالا شریف مبارک دینے گئیں۔ انہیں خوش کیا گیا اور پیرجی کے ناناجی کا چپڑاسی لال خاں حضرت صاحب کو صبح صبح مبارک دینے گیا ان دنوں ادھر فون نہیں تھا حضور قبلہ کی خوشی کی حالت بیان سے باہر تھی۔ تمام درویش عزیز و اقارب آپس میں مبارکیں دیتے رہے۔ نانی جان نے منت مانی تھی کہ خدا بیٹی کو

Marfat.com

بیٹا دے تو انشا اللہ تیغ لناؤں گی محرم میں۔ پیرجی کی عمر 7 یا 6 ماہ کی تھی نانی جان نے تیغ کی منت پوری کی نہ جانے کتنے ہزار۔ کچیاں منگوائی تھیں ہمارے گھر کا صحن بہت بڑا تھا ہر طرف ہر سرے میں کچیاں ہی کچیاں تھیں اور مٹھن بچوں کی طرف گردن اٹھا کر دیکھتا اور معصومانہ انداز میں ہنستا۔ چھلہ نہانے کے بعد پیرجی کی والدہ کرماںوالہ شریف چلی گئیں وہاں پیرجی سرکار سب کی دل لگی کا سبب بنے سارا وقت گھر والوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے رہتے ہر ایک یہی چاہتا کہ پیرجی جلدی سے جوان ہو جائیں۔

پیرجی کے 2 سال بعد ان کی ایک اور بہن پیدا ہوئی حیرت کی بات یہ ہے کہ تینوں بہن بھائی رجب کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ بڑی شہزادی 14 رجب تین سال بعد پیرجی 17 رجب دو سال بعد چھوٹی شہزادی 13 رجب کو پیدا ہوئیں۔ یہ چھوٹا سا کنبہ تھا باباجی حضور کا۔

پیر عثمان علی شاہ حضرت قبلہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے آپ کی شادی اپنے ماموں کے گھر 8-E-57 عارف والا میں پیر امام شاہ کے ہاں ہوئی لیکن 12 سال بعد صاحبزادہ صاحب نے جنہیں چھوٹے باباجی سرکار کہتے تھے طلاق دے دی اور پھر عقد ثانی کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ کے سید نورالحسن شاہ صاحب کی بیٹی سے ہوا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے ہیں۔ چھوٹے باباجی کے بچے ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ۱۹۷۸ء میں وہ رحلت فرما گئے۔ ان کے بڑے فرزند صمصام علی شاہ اور چھوٹے سید میر طیب علی شاہ ہیں چھوٹے باباجی سرکار اپنے والد قبلہ حضرت صاحب کے بائیں طرف مدفون ہیں۔

بڑے باباجی کے بچوں کی تعلیم= ماحول کچھ ایسا تھا کہ لڑکیوں کی تعلیم کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ باباجی کے سسرال والے علم کا سمندر تھے بلکہ اگر یہ کہوں کہ تعلیم ان کے گھر کی لونڈی ہے تو بے جا نہ ہوگا پیرجی کی پانچ خالائیں تین ماموں نانا نانی دینی اور دنیاوی علم سے منور ہیں بچوں کی تعلیم میں سب سے زیادہ کردار نانی جان نے ادا کیا قرآن پاک پڑھانے سے لیکر سکول کی تعلیم تک وہ پڑھاتیں علم دوست عورت تھیں اور ان کی تعلیم کا انہیں اتنا فکر دامن گیر تھا کہ یہ بچے کب پڑھ جائیں گے۔ خالائیں پڑھائیں۔ پھر پیرجی کی

Marfat.com

والدہ نے اس ماحول کے باوجود بچیوں کی اعلیٰ تعلیم گھر پر دے کر امتحان دلوائے اور انہیں زیور علم سے آراستہ کیا پیرجی کو پڑھانا بڑا مشکل تھا۔ ایک لاڈلا دوسرا اکلوتا بچہ۔ پڑھتے وقت کئی فرمائشیں کبھی یہ کھانا ہے تو کبھی لیٹ کر پڑھنا ہے۔ بلکہ کتاب ہمیں دیتا کہتا آپ پڑھیں میں سن لوں گا۔ پیرجی کی ماسڑان کی خالہ اور نانی تھیں۔ پڑھتے پڑھتے کھیل یاد آجاتے۔ کبھی ہمارے گلے میں باہیں ڈال رہا ہے تو کبھی چٹکیاں لے رہا ہے اس کا مشغلہ انگلیاں مروڑنا پیرجی کے اباجی دیکھ کر خوش ہوتے کہتے دیکھو دیکھو پیر خالہ کو تنگ کر رہا ہے۔

مٹھن نے سب سے پہلے اشرف المدارس اوکاڑہ میں داخلہ لیا پھر ڈیڑھ دو سال عارف والا میں پڑھا پھر اوکاڑہ سے میٹرک کیا اس کے بعد مزید تعلیم کیلئے شہر سے باہر جانا پڑا لیکن والدین کو جدائی گوارا نہ تھی جو کرنی پڑی مٹھن F C کالج لاہور داخل کروایا گیا۔ مٹھن کی بڑی خالہ لاہور موہنی روڈ پر رہتی تھی مٹھن اکثر ہفتہ میں ایک دو بار ضرور آتا اگر کسی ہفتہ نہ آتا تو یہ خود جاتیں دیکھ کر آتیں کچھ کھانا لیکر جاتیں اس کے بعد B A اوکاڑہ کالج سے کیا اور M A اسلامیات امتیازی حیثیت سے جامعہ پنجاب سے کیا۔ پڑھائی کا یہ عالم ہوتا کہ مٹھن کے پڑھائی کے نوٹس تحریر کرنے ہوتے جو کہ کافی زیادہ ہوتے رات 10' 12 بجے دیکر جاتا اور رات 2 بجے فون کرتا مکمل ہوئے ہیں کہ نہیں ہم ہنستیں کہ اتنی جلدی پھر غصے اور لاڈ سے کہتا کہ صبح چار بجے میں لینے آرہا ہوں مار دو مار ہم نے وہ کاپیاں تیار کرنی ہوتیں۔ اکلوتا بیٹا ہونے کے باوجود اس کی عادات پاکیزہ اور وہ خوش اخلاق تھا۔ سادہ اور خوبصورت لباس زیب تن کرتا اچھی جدید ماڈل کی گھڑی اور کار کا شوق ہوتا۔ بچپن میں گھڑی خواہ کتنی اچھی ہوتی اس کو کھولنا جوڑنا اور ستیاناس کرنا اسکی عادت تھی ایک دفعہ اپنے ڈاکٹر ماموں کی قیمتی گھڑی کو لاہور میں جبکہ مٹھن تقریباً 9 ۔ 10 سال کا تھا کہیں کھولا پھر بند نہ ہوئی سب بہت پریشان اس نے کہا ماموں میں نے تو دیکھی نہیں ایسے تسلی دی جیسے واقعی اسے پتہ نہیں جب یہ ایم اے کا طالبعلم تھا ہم نے کہا آج تو سچ بتا دو اس گھڑی کا کیا کیا تھا ہنس ہنس کر برا حال 20۔15 منٹ تک تو ہنستے رہے آخیر بتایا کہ وہ میں نے گٹر میں پھینک دی تھی وہ مجھ سے جڑ نہیں رہی تھی یہ اس کا مشغلہ تھا۔

Marfat.com

بچوں کی شادیاں= بڑے باباجی نے بڑی بیٹی شہزادی کی شادی چشتیہ آباد کاموکی پیر جمیل الرحمن جو کہ اسلامیہ کالج صدر لاہور میں ڈاکٹر پروفیسر ہیں کے ساتھ کی چھوٹی بیٹی کی شادی پیر شوکت حسین گیلانی جو کہ ایڈووکیٹ اوکاڑہ میں ہیں اور بالا پیر محمد غوث سنگرہ کے بزرگوں کی اولاد سے ہیں۔ اور شیخو شریف سے بھی ان کی قریبی رشتہ داری ہے کی۔

بڑے داماد جمیل الرحمن صاحب چشتیہ مسلک کے ہیں بخاری سادات ایم۔ اے عربی ایم اے اسلامیات اور پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں اپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے جامعہ ازہر سے بھی فیض حاصل کیا۔ ان کے بڑے بھائی ضیاء دور میں مجلس شوریٰ کے ممبر تھے اور آج کل پارلیمانی سیکریٹری اور M-P-A ہیں۔

پیرجی کی شادی= کمالیہ کے قریب دھولر شریف میں ہوئی ان کے سسر سید شبیر حسین شاہ باکمال بزرگ تھے۔ 3 فروری 1982ء کو پیرجی کی شادی کا سماں واقعی ایک ولی عہد کی شادی تھی اوکاڑہ تا ساہیوال حدنگاہ تک ملتان روڈ پر کاریں ہی کاریں تھیں۔ اور یوسف ثانی دولھا باباجی اپنے اس چندے آفتاب چندے ماہتاب بیٹے کو دیکھ کر پھولے نہ سماتے تھے۔ خالائیں بھانجے پرواری قربان ہو رہی تھیں یہ پہلی بارات تھی جس میں خاندان کی عورتوں نے شرکت کی تھی باباجی نے بڑی شہزادی صاحبہ اور پیرجی کی شادی اکٹھی کی تھی۔ شادی کے موقع پر رات کرمانوالا شریف بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔

بڑے باباجی سرکار= بچوں کے فرض سے فارغ ہوئے تھے اپنے گھروں میں سب خوش تھے۔ باباجی کی عادات اتنی پاکیزہ اور طاہرہ تھیں۔ کبھی غیر شرعی کام نہ کیا۔ ہمارے بہنوئی تھے ہمیں نہیں یاد ہم نے کبھی انہیں مذاق کیا ہو جیسے عام لوگوں میں شادی بیاہ پر کرتے ہیں۔ لیکن خوش اخلاق بہت تھے۔ ہم بہنیں ان کی شادی پر چھوٹی تھیں بڑی خالہ عرف بی بی جان آٹھویں کی طالبہ تھی لیکن پردہ کرتی تھیں اپنی شادی ہونے کے بعد ان سے سامنا ہوا جب کبھی کوئی بات ہوئی میں کہتی نہیں بھائی جان ایسے نہیں ایسے ہے تو کہتے نہیں تینوں نہیں پتہ۔ جکی مٹھن اکثر نقل اتارتا اور مجھے کہتا۔ مٹھن کی وفات کے بعد جب بھی ہم جاتیں یہی کہتے آج پیر کو کتنے دن ہوگئے ہیں کتنے مہینے ہوگئے ہیں ان کے من موہنی

Marfat.com

بچیوں کو سینے پر لٹاتے پیار کرتے اکھیاں بھیگ جاتیں منہ دوسری طرف پھیر لیتے۔ شام کو سب بچے اور بیٹیاں ان کے کمرے میں محفل جماتے آپ سب کو ٹافیاں' پستہ' بادام' اخروٹ وغیرہ دیتے۔ مٹھن کے جانے کے بعد بہت زیادہ تنہائی محسوس کرتے بلکہ تنہا ہوگئے تھے۔ یہی چاہتے کہ سب گھر والے میرے پاس رہیں۔ دن مہینے گنتے گنتے خود بیمار ہوگئے۔ اس دفعہ عید کا چاند نکلا بھائی جان کی یاد اتنی زیادہ آئی کیونکہ ہر عید کے چاند پر سب سے پہلے انکا فون پیرجی کے ناناجی کو آتا اور عید مبارک کہتے۔

پیرجی کی بیماری سب سرین اور خاندان کیلئے ایک صبر آزما وقت تھا لیکن باپ نے ہر صدمہ کیسے برداشت کیا مثال نہیں ملتی جواں سال بیٹے کا جنازہ پھر اکلوتے بیٹے کا جنازہ خود باپ پڑھا رہا ہے۔ یہ سادات کا امتحان نہیں تو کیا ہے؟ ماں کا حوصلہ آنے جانے والوں کو کھانا کھلانا خاوند اور بچیوں کو تسلی دینا صبر ایوب و یعقوب نہ کہوں تو کیا کہوں۔ مٹھن کی موت کے بعد خاندان بجھ گیا نہ وہ رونقیں رہیں نہ محفلیں لیکن مولا کو ابھی ایک اور امتحان مقصود تھا۔ اور وہ چاند جو بدر منیر بن کر ماں کی گود میں اترا تھا وہ 25 شعبان صبح 5 بجے یکم مارچ 1992ء کو تمام ہوگیا۔ وہ چاند چھپ گیا ہے چراغاں کئے بغیر۔

باباجی نے بیٹے کے بغیر ایک سال گذارا وہ ہی جانتے ہیں آخرکار جب حالت زیادہ بگڑی تو حاجی سلیم صاحب کسان گھی فیصل آباد والے شوکت حسین داماد لطف اللہ صوفی عنایت اللہ کے ہمراہ بروز منگل سات جون شام پونے چار بجے پیر کی بچیوں کو سینے سے لگا کر آخری بار پیار کیا اور ہمیں الوداع کہہ کر ایسے گئے کہ پھر کبھی نہ آئے۔ CMH پنڈی میں 10 جون بروز جمعرات 10 بج کر 3 منٹ پر اپنے چہیتے بیٹے پیرجی سے جاملے۔ لیکن جاتے ہوئے یہ نہ سوچا۔ پیر کی والدہ اس کی بیوی بہنوں اسکی بچیوں کا کون سہارا ہوگا۔ میں جب بھی کبھی پوچھتی بھائی جان آپ کا یہ کونسا نمبرج ہے تو کہتے پیر دی ماں نوں پتہ اے۔ واقعی آپ کی ہر چیز کا پتہ انہی کو ہے۔ کبھی سسر کا کبھی جواں سال بیٹے کا اور کبھی درویش منش شوہر کا ختم کرواتی ہیں کبھی عرس کرواتی ہیں۔ عرس مبارک پر باباجی جب دعا کرتے تو ان کے آخری یہ الفاظ ہوتے۔

Marfat.com

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما آج یہ الفاظ کوئی نہیں کہتا۔ اس گھر کی رونق ان کی یادوں سے ہے اور بے بے جی کے دم قدم اور بچیوں سے ہے۔ خدا اس گھر کو آباد رکھے حضرت صاحب کے بائیں طرف سید عثمان علی شاہ دائیں طرف بڑے باباجی اور ان کے پہلو میں پیرجی دفن ہیں۔ یہ عجب بات ہے کہ ہر باپ اپنے بیٹے کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے ہے۔
اللہ اکبر

پیرجی کی خالہ
عرف بی بی جان

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”بحیثیت مسلمان میرا اس بات پر پختہ ایمان ہے“ کہ تمام تر بیماریوں اور تمام تر خطرات کے باوجود زندگی وقت سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی اور تمام تر احتیاط کے باوجود وقت آنے کے بعد زندگی قائم نہیں رہ سکتی“

سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری

پیرجی سرکار نے اپنے ہاتھ سے یہ تحریر لکھی تھی اور اپنے کمرے میں اپنی چارپائی کے دائیں طرف آئینے پر اس طرح چسپاں کر رکھی تھی کہ ان کی نگاہ ہر دم اس پر رہتی تھی اور ان کے سرہانے شیشے کے فریم میں حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک سے لکھا ہوا اسم ذات ”اللہ“ کا عکس رہتا تھا۔

Marfat.com

پیرجی کے خودنوشت ایروگرام بنام اقبال چاندہ کا عکس

Name and address of sender

FROM SYED GHAZANFAR ALI SHAH SAHIB
57 HIGHCLERE STREET
SYDENHAM - LONDON
SE 26
Postcode 4EX

An aerogramme should not contain any enclosure

By air mail
Par avion

International
Aerogramme

Great Britain Postage Paid

MR. JAVAID IQBAL CHANDA
KOT LAYAQIT HAYAT
OKARA.
PAKISTAN

10.04.91

پیارے چاندا !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

Marfat.com

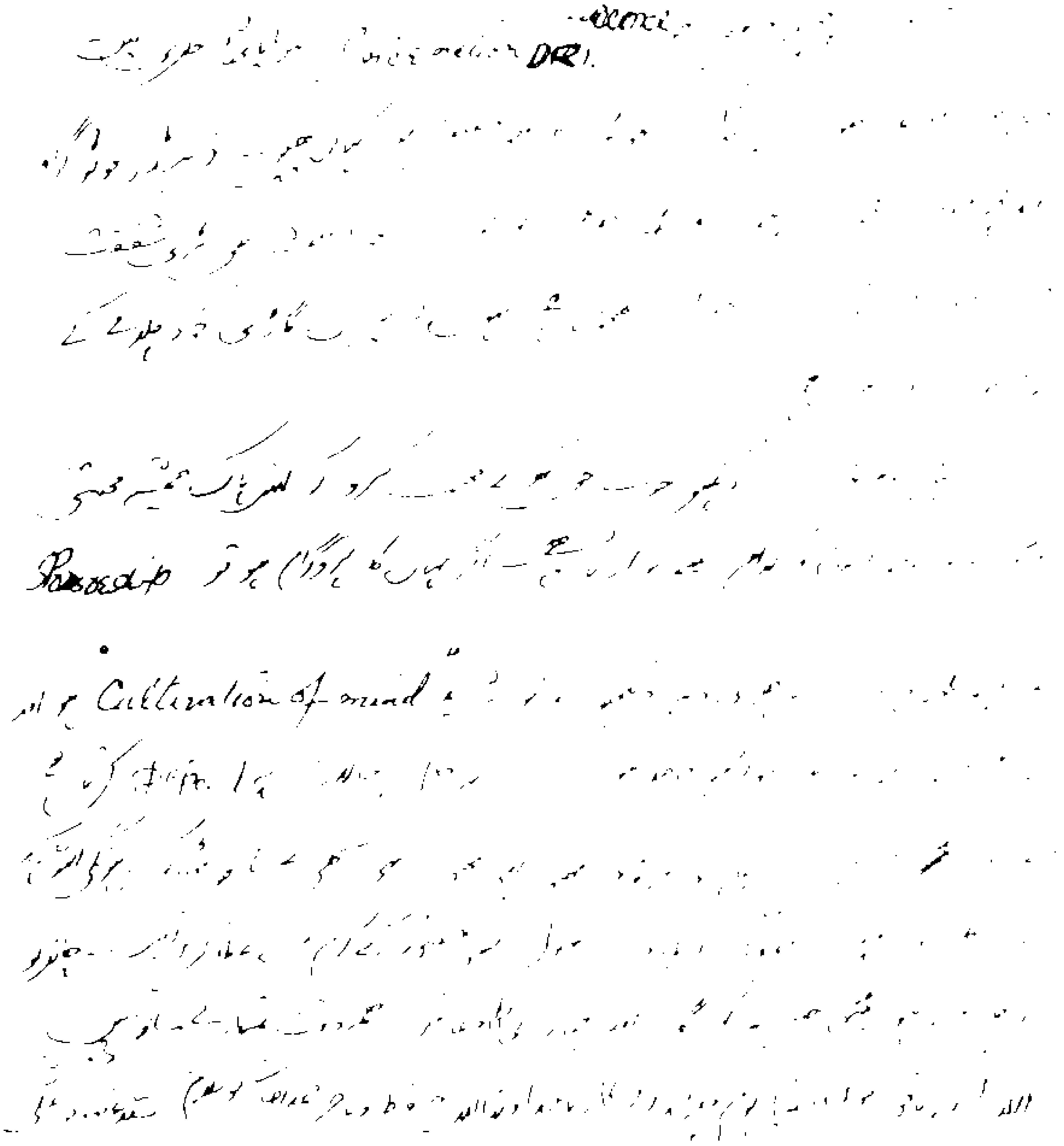

محمد اقبال چاندا اوکاڑوی' پیر جیؒ کے بچپن سے دوست ہیں۔ رب کریم نے اسے پلوٹھی بیٹی کی نعمت سے نوازا۔ پیر جیؒ کی دلی تمنا تھی کہ چاندا کا گھر کلی (بیٹی) کی مہک سے معطر ہے۔ اب رب کریم اسے ایک خوش رنگ پھول (بیٹا) کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ تو اس کے فضل و کرم سے کچھ بعید نہیں۔ 10-4-91 کا لکھا ہوا یہ خط اوکاڑہ میں چاندا کو 25-4-91 کو ملا۔ جبکہ صرف ایک دن قبل 24-4-91 کو عزیز احمد بن اقبال چاندا اپنی ماں کی آغوش میں آ چکا تھا۔ عزیز احمد کی ولادت کے فوراً بعد پیر جیؒ سرکار کا یہ دعائیہ خط پڑھ کر چاندا اپنی دہری خوشی کا اندازہ خود ہی کر سکتا ہے۔ لندن سے گھر واپسی پر 13-2-95 کے بعد پیر جیؒ نے عزیز احمد کو جو اب نو ماہ کا ہو چکا تھا۔ چاندا سے لے کر اپنے سینہ پاک پر لٹایا' چوما تو اپنی قبولیت دعا اور چاندا کی خوش بختی پر پیر جیؒ کی دلی مسرت کو وہی خالق حقیقی علیم و خبیر جانتا ہے یا پیر جیؒ خود۔ پیر جیؒ نے اس "دعائے صمصام" کو اپنی دعاؤں کے ساتھ چاندا کو واپس کر دیا۔ پیر جی کس قدر مہربان تھے دوست احباب پر۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

اشرف المدارس اوکاڑہ میں سیرت کانفرنس کے موقع پر پیرجی سرکار' جنرل ضیاء الحق کے ہمراہ

پیرجی سرکار کے شادی خانہ آبادی کی یادگار فوٹو (فروری ۱۹۸۲ء)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

[illegible] سید غضنفر علی شاہ بخاری سلمہ [illegible]

[illegible] بروز بدھ ۳ فروری ۱۹۸۲ء [illegible] ربیع الثانی [illegible]

[illegible] اس تقریب سعید میں تشریف لا کر ہماری خوشی میں شریک

ہوں [illegible] فرمائیں

منتظر راہ

سید محمد علی شاہ بخاری [illegible]

[illegible]

پروگرام:-

بتقریب سعید شادی خانہ آبادی سید غضنفر علی شاہ بخاری سلمہ

نوشہ آرائی ---- منگل ۲ فروری ۱۹۸۲ء بمقام حضرت کرمانوالہ شریف
بعد نماز مغرب

روانگی برات ---- بدھ ۳ فروری ۱۹۸۲ء (براہ) دھور شریف
۷ ½ بجے صبح

Marfat.com

باب پنجم

مزارات پر حاضری

ہمعصر اولیائے کرام

Marfat.com

سردار اولیاء حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم

سیدنا الشیخ میراں محی الدین عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں۔ قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ لیکن دین اسلام قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ دین اسلام کی اشاعت کی ذمہ داری اب اولیاء اللہ پر ہے۔ اولیاء اللہ بلاخوف و خطر دین حق کی تبلیغ کرتے اور ہر حال میں اللہ سے راضی رہتے ہیں۔

اولیائے کرام کے سردار پیران پیر دستگیر حضرت میراں محی الدین السید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے سربراہ اور بانی ہیں۔ نجیب الطرفین سید ہیں۔ غوث الاولیاء الکرام کے فیض سے تمام سلسلہ ہائے طریقت مستفیض ہیں۔ یہ مقام صرف آپ ہی کے لئے مختص ہے۔

غوث اعظم درمیان اولیاء — چوں محمد درمیان انبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ کی ولادت کے متعلق بشارتیں مختلف زمانوں میں مختلف بزرگان ... دیتے رہے۔ حضرت جنیدؒ بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے جو آپ سے دو سو سال قبل (۲۹۸ھ) ہوئے ہیں اور سید الطائفہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مراقبہ کے دوران فرمایا "اس کا قدم میری گردن پر"۔ استفسار پر آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں جیلان میں ایک بزرگ پیدا ہونگے۔ نام عبدالقادر جیلانی لقب محی الدین ہو گا۔ بغداد میں قیام ہو گا۔ ان کے قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہوں گے۔ اسی طرح کی بشارت حضرت شیخ ابوبکر حماد نے اپنے وعظ کے دوران (۴۳۸ھ) دی۔

آپ کے والد گرامی کا نام حضرت ابو صالح (جنگی دوست) ہے ان کا سلسلہ

Marfat.com

نسب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیدہ فاطمہ ہے ان کا سلسلہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ نانا حضرت عبدا اللہؒ صومعی ہیں۔ آپ کی ولادت مبارک یکم رمضان ۱۷۴ھ کی شب کو ہوئی۔ شب ولادت میں حضرت ابو صالح نے حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کرام اولیائے عظامؒ کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ "ابو صالح آج اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ فرزند جلیل عطا فرمایا ہے۔ جو غوث زمان قطب دوراں اور شیخ العہد ہو گا۔ اس کا مرتبہ بہت بلند ہوگا۔ وہ میرا جگر گوشہ اور اللہ کا محبوب ہے جب حضرت ابو صالح بیدار ہوئے تو سارا مکان خوشبو سے مہک رہا تھا۔

آپ مادر زاد ولی تھے۔ ولادت کے اگلے دن رمضان المبارک کی یکم تھی۔ آپ نے دن بھر والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا۔ بلکہ افطار کے وقت دودھ پیا دوران ماہ رمضان المبارک یہی معمول رہا۔ آپ کا سن مبارک ایک سال تھا کہ جس دن رمضان شریف کا چاند طلوع ہونے کی امید تھی۔ مطلع ابر آلود تھا۔ رمضان المبارک کا چاند نہ دیکھا جا سکا لوگوں نے معلوم کیا کہ حضور غوث پاک نے دودھ پی لیا ہے یا نہیں۔ جب معلوم ہو گیا کہ آپ نے دودھ نہیں پیا۔ تو سب نے روزہ رکھا۔ بعد میں تصدیق ہو گئی کہ اس دن واقعی رمضان المبارک کی یکم تاریخ تھی۔ اللہ اکبر کیا شان ہے غوث پاک کی۔

بچپن شریف ۔ صغر سنی میں ہی آپ کے والد ماجد وفات پا گئے۔ آپ کے نانا نے آپ کی پرورش اپنے ذمے لے لی۔ آپ ابھی جیلان کے مکتب میں زیر تعلیم تھے کہ آپ کے نانا حضرت عبد اللہ صومعی کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ آپ کی والدہ ماجدہ پر پڑ گیا۔ آپ کی تعلیم و تربیت پر زیادہ توجہ دی جانے لگی۔

اعلیٰ تعلیم و باطنی علوم۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے مقامی مدرسہ سے تعلیم

Marfat.com

تکمیل کر لی تو والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد شریف چلے گئے۔ تاکہ وہاں جا کر علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم تکمیل کر سکیں۔ چلتے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی گدڑی میں چالیس دینار سی دیئے آپ ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا۔ آپ کی حق گوئی پر ڈاکوؤں کا سردار بہت متاثر ہوا اور اپنے ساتھیوں سمیت ڈاکہ زنی سے توبہ کر لی۔ مختلف اساتذہ سے علوم ظاہری کی تکمیل کرنے کے بعد آپ نے تصوف کی تعلیم حضرت ابو الخیرؒ حماد بن مسلم سے حاصل کی۔ حضرت ابو الخیرؒ انگور اور خرمے کے شیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ آپ کے شیرہ پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ان سے فیض حاصل کرنے کے بعد آپ نے چلہ کشی شروع کی۔ چالیس چالیس روز تک نہ آپ کھاتے نہ پیتے صرف عبادت میں مشغول رہتے۔ اس دوران میں شیطان برابر آپ پر حملہ آور ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ عظیم الشان روشنی ہوئی اس روشنی میں ایک صورت ظاہر ہوئی جس نے کہا "میں تیرا رب ہوں۔ میں نے تیرے لئے سب چیزیں حلال کر دیں"۔ آپ نے اعوذ باللہ پڑھا تو روشنی اندھیرے میں بدل گئی۔ اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ آواز آئی۔ "تمہارے علم و فقہ نے تمہیں بچا لیا ورنہ میں نے اس طرح کئی اولیاء اللہ کو گمراہ کیا ہے" آپ نے فرمایا۔ "نہیں۔ اللہ کے فضل نے مجھے بچا لیا" تکمیل چلہ کشی کے بعد آپ کو حضرت خضر علیہ السلام حضرت ابو سعید مخزومی کے گھر لے گئے۔ حضرت ابو سعید مخزومی نے آپ کی تکریم کی۔ بیعت فرمایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ پھر فرمایا "عبد القادر! یہ وہ مقدس خرقہ ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ وجہہ الکریم کو عنایت فرمایا تھا۔ انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو۔ پھر درجہ بدرجہ مجھ تک پہنچا۔ اب خداوند قدوس کے حکم سے میں اسے تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تم ہر اعتبار سے اس کے اہل ہو"۔

Marfat.com

رشد و ہدایت۔ جب آپ پچاس سال کے ہوئے تو ایک رات آپ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عبد القادر! دیر نہ کرو میدان عمل میں آؤ۔ اللہ کے بندوں کو ضلالت وگمراہی کے اندھیروں سے نکال کر راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر گامزن کرو۔ اپنے وعظ نصیحت سے لوگوں کو راہ راست دکھاؤ"۔ آپ نے عرض کیا "حضور! میں عجمی ہوں۔ میں فصحائے عرب کے سامنے کیسے زبان کھولوں" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سات مرتبہ حضرت غوث اعظم کے منہ میں ڈالا۔ فرمایا "جاؤ قوم کو وعظ و نصیحت کرو۔ ان کو اللہ کے راستہ پر لگاؤ" آپ بیدار ہوئے۔ ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ شروع کیا۔ پہلا موقع تھا۔ گھبرا گئے۔ اس وقت آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آئے۔ انہوں نے فرمایا۔ عبدالقادر وعظ کیوں نہیں کرتے عرض کی گھبرا گیا ہوں۔ جناب امیر المومنین حضرتؓ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے چھ بار اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا۔ حضرت غوث پاک نے دریافت کیا کہ سات مرتبہ بار کیوں نہیں ڈالا؟ حضرت علی المرتضیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب سے۔ اس کے بعد حضرت غوث اعظمؒ نے وعظ شروع کیا یہ ۵۲۱ھ / ۱۱۲۷ء کا واقعہ ہے۔ آپ کے وعظ اور درس کا چرچا دور دور پھیل گیا۔ آپ نے ہر جمعہ۔ اتوار کی صبح کو اور منگل کی شام کو خطاب کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی شہرت عراق سے نکل کر بلاد ایران' شام اور عرب تک پہنچ گئی۔ آپ کا وعظ سننے کے لئے کئی ہزار لوگ موجود ہوتے۔ یہ آپ کی کرامت تھی کہ دوران وعظ آپ کی آواز دور و نزدیک یکساں سنی جاتی تھی۔ وعظ ختم ہونے پر گنہگار مسلمان آپ کے دست حق پرست پر توبہ کرتے اور غیر مسلم کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتے۔ آپ کے وعظ سے ہر ایک شخص پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ہزارہا علماء و مشائخ آپ کے ملفوظات قلم بند کرتے۔

Marfat.com

آپ کا قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔ ایک مرتبہ بروز جمعۃ المبارک آپ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ عالم استغراق میں آپ نے فرمایا کہ "ترجمہ! میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے" جملہ اولیاء اللہ نے جو زندہ تھے یا رحلت فرما چکے تھے یہ ارشاد سن کر اپنی گردنیں جھکا دیں۔ روایت ہے کہ ایران میں ایک ولی نے آپ کا یہ ارشاد عالی سنا مگر گردن نہ جھکائی اور تکبر کیا تو اسے سزا یہ ملی کہ اس کا نام اولیائے کرام کی فہرست سے خارج کر دیا گیا۔

لقب محی الدین۔ آپ کے زمانہ میں عیسائی اور زندقہ عوام الناس کو گمراہ کر رہے تھے۔ مال ودولت کی فراوانی سے لوگ عیش پسند ہو گئے تھے اور شراب کا استعمال کثرت سے کر رہے تھے۔ آپ نے عیسائیوں اور ادعیان باطلہ کا سدباب کیا۔ اسلام کو از سرنو زندہ کیا بدعت وفسق وفجور کو مٹایا۔ بدیں وجہ آپ کا لقب محی الدین ہے۔

زہد وتقویٰ ۔ جوانی میں آپ نے شادی نہ کی کہ عبادات اور معمولات میں فرق آئے گا۔ ۵۱ سال کی عمر میں آپ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرنے کے لئے شادی کر لی۔ آپ نے مختلف اوقات میں چار شادیاں کیں۔ آپ تمام ازواج سے یکساں سلوک فرماتے۔

اخلاق وکردار۔ آپ اخلاق میں اپنے تمام معاصر اولیاء سے ممتاز تھے۔ تذکرہ ومشائخ اولیاء میں ہے کہ سیرت وکردار کے لحاظ سے کوئی ولی آپ کا ہم پلہ نہ تھا۔ حق گوئی' ایثار سخاوت' عفو وکرم کا پیکر تھے۔ کسی پر ظلم برداشت نہ کرتے۔ فوراً" مظلوم کی مدد کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ اور شریعت کے معاملہ میں کبھی نرمی نہ برتتے تھے۔ غنیۃ الطالبین آپ کی مشہور اور ضخیم کتاب ہے۔ اس میں شریعت اور طریقت کے مسائل پر خوب بحث کی گئی ہے۔

وصال۔ ماہ صفر ۵۶۱ھ میں آپ بیمار ہو گئے۔ دو ماہ تک بیمار رہے۔ ۱۱ ربیع الثانی

Marfat.com

۵۶۱ھ بروز پیر غسل فرمایا نماز پڑھی۔ سجدہ میں پڑ کر دعا مانگی۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ اور آفتاب غوثیت نظروں سے چھپ گیا۔ نوے سال کی عمر پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

چند ملفوظات۔ (i) نصیحت وہی کارگر ہوتی ہے جو عمل کی زبان سے ہو۔ (ii) مساجد سے پیار رکھو تاکہ قرب الٰہی حاصل ہو درود شریف کی کثرت کرو۔ تاکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہو۔ (iii) تم پیٹ بھر کر کھاتے ہو۔ تمہارے پڑوسی بھوکے سوتے ہیں۔ پھر انسان ہونے کا دعوی کرتے ہو۔ (iv) علماء حق۔ صلحا اور اولیاء اللہ پہاڑوں کی مانند ہیں جن کو آفات اور مصائب کی آندھیاں متزلزل نہیں کر سکتی ہیں۔ وہ توحید کے مقام سے بالکل جنبش نہیں کرتے۔ (v) اللہ کا شکوہ بندے سے مت کرو۔ غرور سے باز آجاؤ۔ اپنے نفس کا ساتھ مت دو۔ صبر کا دامن تھام لو۔ عبادت پر گھمنڈ مت کرو۔ (vi) حرام غذا نور ایمان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ایمان کی روشنی بجھ گئی تو پھر نہ عبادت ہے نہ اطاعت نہ نماز ہے نہ روزہ نہ اخلاص نہ ایثار۔ (vii) خیر خیرات تیرے اعمال حسنہ کا اہم جزو ہے۔ تیری روح کو بلندی پر پہنچانے میں ان کا زبردست ہاتھ ہے۔ جو کچھ ہو سکے غریبوں کو دے۔ اور کوشش کر کہ کوئی سائل تیرے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جائے۔

خوارقات' کرامات۔ جتنی کرامات اور خوارقات غوث الاعظم سے ظہور میں آئیں کسی اور ولی اللہ سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

صاحب معراج پہ جیسے رسالت ختم ہے
شیر یزداں شاہ مرداں پر شجاعت ختم ہے
بادشاہ کربلا پر جوں شہادت ختم ہے
بس یونہی ذات مبارک پر ولایت ختم ہے

(رفیع الدین زبیری)

Marfat.com

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی شہنشاہ بغداد شریف

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے محبوب سبحانی غوث الاعظم کے مزار اقدس پر درخواست کی کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کی آرزو ہے۔ دس دن کے بعد جو دیکھا تو غوثیت کے نورانی تخت پر غوث الاعظم کی بجائے "حضرت کرمانوالے" رونق افروز ہیں۔ گویا غوث الاعظم نے اشارہ فرما دیا کہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری میرے "پرتو" ہیں۔

حاجی محمد اشرف جنید بٹ صاحب: 25 / جی گلبرگ III لاہور بیان کرتے ہیں کہ باباجی سرکار اور پیر جی سرکار نے شہنشاہ بغداد پیر پیراں۔ میر میراں غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے [illegible] میں بغداد شریف (عراق) کا سفر اختیار کیا۔ انہیں رخصت کرنے کے لیے میں آپ کے ساتھ کراچی گیا۔ ہم سب عبدالغفار میمن کے مہمان تھے۔ تینوں حضرات (باباجی سرکار، پیر جی سرکار، عبدالغفار میمن) بغداد شریف میں سرکار غوث الاعظم کی حاضری کے بعد واپس وطن تشریف لائے تو ایک ملاقات پر عبدالغفار میمن صاحب نے مجھے بتایا کہ بغداد شریف میں ہم ایک ہوٹل میں قیام پذیر تھے۔ ایک رات وقت نماز تہجد باباجی سرکار نے ہوٹل کے کمرہ کی کھڑکی کھولی۔ ابھی گھپ اندھیرا تھا۔ باباجی سرکار نے پیر جی سرکار کو فرمایا "پیرا کتنے لاتعداد ہوائی جہاز آسمان کی فضا میں اڑ رہے ہیں" پیر جی سرکار نے بھی کہا اباجی! واقعی ان گنت ہوائی جہاز اڑ رہے ہیں۔ آپ واپس تشریف لے آئے تو عراق نے کویت پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ پھر جنوری 1991ء میں عراق اور امریکہ بمعہ اتحادیوں کے جنگ چھڑ گئی۔ ہوائی جہازوں سے [illegible] ہوا۔ عراق نے سعودی عرب پر سکڈ میزائل سے حملہ کیا تھا۔ باباجی سرکار نے نور بصیرت سے دیکھ لیا کہ اب جنگ شروع ہونے والی ہے۔ سبحان اللہ

حضرت کرمانوالہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری غوث الاعظم کے منظور نظر تھے۔ حضرت غوث پاک نے صحت خراب ہونے سے پہلے ہی ان کے فرزند دلبند پیر محمد علی شاہ اور ان کے لاڈلے پوتے پیر غضنفر علی شاہ کو اپنے فیض و عرفان سے بہرہ مند کرنے کے لئے بلا لیا کیونکہ پیر جی کو 2002ء میں اور باباجی کو 1993ء میں دنیا فانی سے عالم جاودانی کی طرف جانا تھا۔

Marfat.com

حضرت ابوالحسنؒ علی ہجویری

المعروف داتا گنج بخشؒ کے مختصر حالات زندگی

آپ کا اسم گرامی علی کنیت ابوالحسن عرفیت داتا گنج بخش ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام عثمان بن سید علی ہے۔ آپ افغانستان کے شہر غزنی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر غزنی کی دو بستیوں ہجویر اور جلاب میں گزارا۔ اس لیے ہجویری یا جلابی کہلائے۔ آپ نے "داتا گنج بخش" کے نام سے شہرت پائی۔ آپ کی تاریخ ولادت تذکروں میں درج نہیں۔ بعض محققین نے مختلف قرائن و شواہد کی مدد سے ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۔۱۰۰۹ء ظاہر کی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب آٹھ واسطوں سے اور سلسلہ طریقت نو واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا خاندان زہد و تقویٰ علم و فضل اور شرافت و سخاوت میں مشہور تھا۔ حضرت داتا گنج نے حصول علم اور تکمیل سلوک کے لیے متعدد ممالک کے سفر اختیار کئے اور اپنے عہد کے ممتاز علمائے کرام' اولیائے عظام سے استفادہ کیا۔ تین ماہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے مزار اقدس پر مراقبہ کیا۔ آپ فقہی اعتبار سے حنفی المذہب تھے۔ آپ نے شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی کے دست حق پر بیعت کی۔ جب آپ نے سلوک کے تمام مراحل طے کر لئے تو پیرو مرشد نے حکم دیا کہ رشد و ہدائت کا سلسلہ شروع کرنے کے لیے لاہور چلے جائیں۔ حضرت علی ہجویری نے عرض کیا کہ وہاں تو حضرت میراں حسین زنجانی پہلے ہی فریضہ تبلیغ انجام دے رہے ہیں۔ مگر لاہور جانے کا ہی حکم ملا۔ چنانچہ آپ دو پیر بھائیوں کے ساتھ لاہور شہر کے لئے چل دیے۔

لاہور میں آمد۔ جب آپ دمشق سے پورے ڈیڑھ برس کی مسافت کے بعد لاہور پہنچے تو شام ہو چکی تھی۔ شہر کے تمام دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ شہر کے گرداگرد ایک فصیل اور رات کے اوقات میں آنے جانے کے لیے صرف ایک دروازہ تھا۔ آپ نے یہ دروازہ کھٹکھٹایا تو محافظ نے پوچھا کون ہو۔ کہا ایک مسافر! داخل ہونے کی اجازت نہ ملی۔ آپ دریائے راوی کے کنارے شب بسری کے لیے ٹھہرے۔ صبح دم دروازہ کھلا۔ تو آپ شہر میں داخل ہوئے۔ آپ نے ایک

Marfat.com

جنازہ دیکھ کر دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ جنازہ حضرت میراں حسین زنجانی پیر بھائی کا ہے۔ اب آپ پر پیر و مرشد کے حکم کا راز کھلا کہ مرکز تبلیغ کو ایک لمحہ کے لیے بھی بند نہیں رہنا چاہیے۔ لاہور پہنچ کر آپ نے دریائے راوی کے بائیں کنارے بھاٹی گیٹ کے باہر قیام فرمایا۔ اس وقت کا دریائے راوی آج کا بڈھا راوی ہے۔ جو ایک نالے کی صورت میں بہہ رہا ہے۔ اس وقت لاہور میں مسلمانوں کے گنے چنے قدم تھے۔ ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ ہندو جوگی ان کے دل و دماغ پر حکومت کر رہے تھے۔ آپ نے کچی خشت میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ اور سنت نبویؐ کی اتباع میں مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ خود کام کیا۔ یہ مسجد عبادت، ذکر و فکر، درس و تدریس اور وعظ و ارشاد کی خاطر تعمیر کی گئی۔

اس واقعہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ اولیائے کرام کو اپنی اپنی استعداد کے درجہ بدرجہ علم غیب عطا کیا جاتا ہے۔ اور یہ نعمت حضور نبی کریمؐ کی اتباع اور آپ ﷺ کے فیوض و برکات سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ درجہ ولایت کے لیے جسے چاہے چن لیتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کو تصرف کی قوت بھی عطا کی جاتی ہے۔ کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کو اس دروازہ پر لایا گیا۔ جہاں سے حضرت میراں حسین زنجانی کا جنازہ گزرنے والا تھا۔

داتا گنج بخشؒ کی پہلی کرامت ا۔ دارا شکوہ (بن شاہجہان) مصنف سفینۃ الاولیاء نے اس مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں داتا گنج بخشؒ کی ایک کرامت بیان کی ہے۔ کہ جب تعمیر مکمل ہوگئی تو علمائے لاہور میں سے بعض نے اعتراض کیا کہ مسجد کی محراب قبلہ رو نہیں بلکہ جنوب کی طرف مائل ہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے لاہور کے تمام علماء کو نماز مغرب اس مسجد میں ادا کرنے کی دعوت دی۔ تمام حاضرین جب ادائیگی نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو داتا گنج بخشؒ نے امامت خود فرمائی۔ دوران نماز آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمام حجابات اٹھا دیے۔ اور علماء کرام نے دیکھا کہ کعبۃ اللہ بالکل سامنے ہے۔ نماز کے بعد تمام علمائے کرام معذرت خواہ ہوئے کہ ان کا اندازہ غلط نکلا۔ اس واقعہ سے آپ کی عظمت اور بزرگی کا چرچا گھر گھر کو بکو ہونے لگا۔ اور لوگوں کو آپ سے والہانہ محبت پیدا ہوگئی۔

۲۔ آپ کی آمد کے بعد ہندو جوگیوں پر فریفتہ عوام کی تعداد کم ہوتی گئی۔ تو

Marfat.com

رائے راجو جوگی نے آپ سے مقابلہ کی ٹھانی۔ بھلا ایک مشرک شعبدہ باز کا مرد مومن سے کیا مقابلہ۔ چنانچہ سخت ذلت اٹھائی اور دل و جان سے معتقد ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے اسے شیخ ہندی کے لقب سے نوازا۔ اس کرامت کے بعد ہندو بھی کثیر تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔

مسجد داتا گنج بخش کی عظمت۔ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت داتا گنج بخش" کے مزار پر انوار پر زمانہ بھر کے اولیائے کرام' علمائے عظام اور بادشاہان وقت حاضری دینا ضروری جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اسی مسجد سے اسلام کی شمع روشن ہوئی کفرستان ہند میں اور داتا صاحب" نے خود بنفس نفیس تعمیر میں مزدور کی حیثیت سے کام کیا۔ تو پھر یہ مسجد بابرکت کیوں نہ ہو۔ مزار مبارک میں داتا صاحب" خود آرام فرما ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ داتا صاحب" کی مسجد میں ایک نماز باجماعت ادا کرنے کا ثواب ستر مقبول حج کرنے کے برابر ہے۔ فرمایا کہ نادار مسلمان کو چاہیے۔ کہ اگر اسے حج کے لیے استطاعت نہیں ہے۔ تو وہ داتا گنج بخش" کے مزار پر انوار کا طواف کر لے۔ تو اسے حج کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ توسیع اور تعمیر نو میں اس بابرکت پرانی مسجد کی محراب والی جگہ پر ایک سفید پتھر نصب کر کے مقدس جگہ کو محفوظ کر لیا گیا ہے۔ پتھر کے اردگرد ایک خوبصورت نرم و نازک جنگلا لگا دیا گیا ہے۔ تاکہ بھیر بھاڑ میں زائرین حضرات اس پتھر کے اوپر پاؤں رکھ کر نہ گزریں یعنی بے ادبی کے مرتکب نہ ہوں۔ یہ مسجد آپ کی وفات تک آپ کی عبادت گاہ رہی اور ذکر و فکر' رشد و ہدایت کا مرکز' اسی اہمیت کی بنا پر آپ کے عقیدت مند یہاں نماز پڑھنا خصوصاً نماز جمعہ اپنے لیے بہت بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔ اور دور دراز علاقوں سے سفر کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے اس لیے لاہور آتے ہیں۔ کہ مسجد داتا گنج بخش" میں نماز ادا کریں گے۔

تبلیغ دین۔ حضرت داتا گنج بخش" برصغیر پاک و ہند کے قدیم ترین مبلغین اسلام میں سے ہیں۔ آپ ۴۳۱ھ میں جب سر زمین پنجاب کے دل شہر لاہور میں پہنچے۔ اور تبلیغ کا کام شروع کیا تو سب سے پہلے رائے راجو سے واسطہ پڑا۔ وہ مطیع ہو کر آپ کا خادم خاص بن گیا۔ اور شیخ ہندی کہلایا۔ دیگر غیر مسلم جو آپ کی باا ثر اور

Marfat.com

باطنی شخصیت سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان میں ایک ہندو سردار جے سنگھ بھی تھا۔ اس کے اسلام لانے کا واقعہ ایک پمفلٹ میں جو حضرت داتا گنج کے عرس مبارک پر ۱۹۹۰ء میں محکمہ اوقاف نے شائع کیا۔ مسعود الحسن کی انگریزی تصنیف "اے پرجیکٹس بائیوگرافی" کے حوالہ سے اس طرح لکھا ہے۔ "بھاٹی دروازے کے مسلمانوں نے از راہ عقیدت دروازہ کا نام "ہجویری دروازہ" رکھ دیا۔ ہندوؤں نے تعصب کی بنا پر اپنے ایک سردار جے سنگھ کے نام پر اسے "جے سنگھ دروازہ" کا نام دے دیا۔ اس طرح جھگڑے کی بنیاد پڑ گئی۔ ہندوؤں نے اپنے حق میں کرنے کے لیے ہندوؤں کا ایک وفد جے سنگھ کی سرکردگی میں حضرت داتا گنج بخش کی خدمت میں آیا۔ انہوں نے نہ صرف بھاٹی دروازہ کو ہجویری دروازہ کہنے کی تردید کر دی بلکہ ساتھ ہی آپ کو تبلیغ اسلام سے روکنے کی کوشش بھی کی۔ حضرت داتا گنج بخش نے فیصلہ دیا کہ دروازہ کا نام بدستور بھاٹی دروازہ ہی رہے گا۔ آپ کی شخصیت اور گفتگو کی تاثیر یہ ہوئی کہ وفد کے اراکین جب آئے تو مشرک تھے جب گئے تو مسلمان۔ جے سنگھ وفد کی قیادت کرنے والا حضرت داتا گنج بخش کا خادم بن گیا۔

ع نگاہوں میں یہ تاثیر دیکھی۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

گم گشتگان راہ کی ہدایت کے لیے آپ نے اپنی لافانی کتاب کشف المحجوب تصنیف فرمائی جس کے متعلق خواجہ نظام الدین اولیاء تحریر فرماتے ہیں۔ "کتب تصوف میں شیخ علی ہجویری کی کتاب کشف المحجوب کو وہ مرتبہ حاصل ہے کہ اگر کسی طالب صادق کو مرشد کامل نہ مل سکے۔ تو اس کتاب کا مطالعہ کرے اس کی ہر مراد پوری ہوگی۔ میں نے خود اس کو اول سے آخر تک پڑھا ہے۔" آپ کی تبلیغ سے خطہ پنجاب سے ظلمت دور ہوئی اور شمع اسلام روشن ہوئی۔ ہر مسلمان بلا امتیاز مسلک و مکتبہ فکر آپ کو اپنا رہنما جانتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ غیر مسلم اہل علم و دانش بھی آپ کی بزرگی اور عظمت کے مداح نظر آتے ہیں۔ سلسلہ تبلیغ اسلام میں آپ کی بے مثال کامیابی کے نہ صرف معترف ہیں بلکہ مزار پر انوار پر حاضری دیتے ہیں۔

وصال۔ آپ نے ۱۹ صفر المعظم ۴۶۵ھ مطابق ۲۳-۷-۱۰۷۲ء بعد سلطان ظہیر الدین ابراہیم غزنوی وصال فرمایا۔ اس بادشاہ نے آپ کا مزار شریف تعمیر کرایا۔ ۱۲۴۵ھ میں عوض خاں (فیل بان مہاراجہ رنجیت سنگھ) نے مزار مبارک

Marfat.com

کا احاط کا چبوترہ بنوایا۔ ۱۳۴۰ھ میں حاجی غلام رسول تارڑ نے مسجد کی تعمیر نو اور توسیع کی سعادت حاصل کی ۱۳۵۹ء میں حاجی فیروزالدین نے مزار پر انوار پر چوبی پنجرہ کی بجائے گنبد بنوایا اور سنگ مرمر کی جالیاں اور سنگ مرمر کے ستون بنوائے۔ محکمہ اوقاف کی تحویل میں آنے کے بعد مسجد داتا گنج بخش" کی توسیع کا کام جاری ہے۔ پیرو مرشد حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (متوفی ۱۹۶۶ء) فرمایا کرتے تھے۔ "بیلیو! داتا دی مسجد بادشاہی مسجد نالوں وڈی ہو جانی اے" ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ مرد حق کی بات پوری ہو رہی ہے۔ مزار پر انوار پر خواجہ معین الدین چشتی نے چلہ کشی فرمائی۔ فیض یاب ہوئے تو فرمایا

ع۔ گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا۔ ۔ ناقصاں را پیر کامل 'کاملاں را رہنما۔

ایک اعتراض کا جواب۔ بعض لوگ حضرت علی ہجویری" کو داتا کہنے پر معترض نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں داتا تو خدا ہے۔ انسان پر اس لفظ کا اطلاق نہیں کرنا چاہیے۔ اس کا جواب علامہ الٰہی بخش صاحب خطیب پاکستان نے اپنی ایک تقریر دلپذیر میں اس طرح دیا۔ حضرت یوسف ؑ نے عزیز مصر کو ایک جگہ انہ ربی (آیت ۶۶) کہا یعنی میری پرورش کرنے والا۔ دوسری جگہ (آیت ۴۱) فیسقی ربہ میں بادشاہ کو رب کہا۔ تیسری جگہ (آیت ۴۲) عند ربک میں بادشاہ وقت کو رب کہا۔ چوتھی جگہ (آیت ۵۰) ارجع الی ربک میں بادشاہ مصر کو رب کہا۔ رب اللہ تعالٰی کا صفاتی نام ہے۔ مگر اس سورت میں رب بمعنی پرورش کرنے والے سے مراد عزیز مصر ہے۔ جس کے گھر میں آپ نے پرورش پائی۔ باقی تین مقام پر رب بمعنی بادشاہ سے مراد مصر کا بادشاہ ہے۔ اسی طرح داتا کا لفظ (ہر چند کہ اللہ تعالٰی کے ننانوے صفاتی ناموں میں سے نہیں ہے) مربی۔ فیوض برکات دینے والا۔ خیر و برکت سے نوازنے والا کے معنی میں عقیدت مند استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ایک باپ اپنی اولاد کے لیے داتا ہے۔ ایک سخی حاجت مند کے لیے داتا ہے۔ سورج بھی داتا ہے کہ ہمیں روشنی دیتا ہے۔ یہ کوئی شرک کی بات نہیں۔ شرک اس وقت ہو گا۔ اگر کوئی داتا کو معبود مانتے ہوئے داتا کہے۔ ہمارے ہاں یہ صورت نہیں۔ عقیدت مند داتا گنج بخش" کو معبود نہیں مانتے بلکہ انتہائی برگزیدہ ولی اللہ مانتے ہیں۔ جنہیں

Marfat.com

کفرستان میں اسلام کی تبلیغ کے لیے بھیجا گیا۔" امام غزالی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا
کوئی صفاتی نام اپنے خیال سے نہیں رکھا جاسکتا) داتا اللہ کا صفاتی نام ہی نہیں۔

مجلس ذکر و فکر۔ داتا گنج بخشؒ کی مسجد میں ہر جمعرات بعد نماز عصر تا مغرب ایک مجلس ذکر و فکر ہوتی ہے۔ جس میں مسلک اہل سنت و جماعت کے علماء کرام اپنے اپنے انداز میں اولیائے متقدمین اور متاخرین کی پاکیزہ زندگی کے حالات بیان کرتے ہیں۔ تاکہ جس مقصد کے لیے یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ وہ مقصد یعنی تبلیغ دین اسلام پورا ہو۔ اس مجلس کے روح رواں خواجہ زیب آستانہ عالیہ کوٹلہ پنجو بیگ اور ... حضرت مولانا ... بخش نیازی ہیں۔ جو پابندی کے ساتھ ہر جمعرات اپنے ... عشق و محبت سے معطر تقریر دلپذیر سے حاضرین کے ایمان تازہ کرتے ہیں۔ اور سینوں کو اولیائے کرام، صحابہ کرام اور سردار عالم و عالمیاںؐ کی ... منور کرتے ہیں۔ داتا گنج بخشؒ کے متوالے دور دور سے اس بابرکت مجلس میں شمولیت کے لیے آتے ہیں۔ اس نورانی مجلس کی ابتدا غالباً ۱۹۴۰ء سے ہوئی اور ... تک باقاعدگی سے منعقد ہوتی ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ داتا گنج بخشؒ کی دعا برکت سے تا قیامت قائم و دائم رہے گا۔ برائے ایصال ثواب اختتام مجلس پر تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔

جانشینی، عرس۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کی اولاد نہ تھی۔ شیخ ہندی کی اولاد ہی مسجد، مزار کی متولی رہی۔ تاآنکہ ۱۹۵۹ء میں یہ درگاہ عالیہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں دی گئی۔ عرس مبارک کی تقریبات ہر سال ۱۸ تا ۲۰ صفر المعظم مذہبی عقیدت اور جوش و خروش سے محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر اہتمام انجام پذیر ہوتی ہیں۔

حضرت داتا گنج بخشؒ علامہ اقبال کی نظر میں

سید ہجویر مخدوم امم — مرقد او پیر سنجر را حرم
عہد فاروق از جمالش تازہ شد — حق از حرف او بلند آوازہ شد
پاسبان عزت ام الکتاب — از نگاہش خانہ باطل خراب
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت — صبح ما از مہر او تابندہ گشت

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مشن کی تکمیل میں ممد و معاون بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عاجز مقبول

Marfat.com

مزارِ پرانوار حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ (تعمیر کردہ: مولوی فیروز الدین 1940ء)
آخری آرام گاہ حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ

Marfat.com

جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

داتا گنج بخش کا اسم گرامی علی۔ کنیت ابوالحسن۔ والد ماجد سید عثمان غزنی شہر کے محلہ جلاب میں رہتے تھے۔ دادا محترم محلہ ہجویر میں۔ اس بنا پر آپ کو ہجویری اور جلابی کہا جاتا ہے۔ آپ نے لاہور مرکزی حیثیت سے اسلام کی خوب اشاعت فرمائی۔ تاریخ وفات ۲۰ صفر ۴۶۵ھ مطابق ۱۰۷۲ء۔ مزار مبارک غزنوی تاجدار ظہیر الدولہ ابوالمظفر ابراہیم بن مسعود بن محمود غزنوی نے تعمیر کرایا۔ داتا صاحب نے جو مسجد خود تعمیر کرائی چھت کڑی کی تھی۔ ۱۸۶۲ء میں گلزار شاہ قصہ نے نئی مسجد تعمیر کرائی۔ اور اس پر گنبد بنوائے۔ ۲۲-۱۹۲۱ء میں چودھری غلام رسول نے اس مسجد کی جگہ نئی خوبصورت مسجد بنوائی۔ قطعہ تاریخ حکیم الامت علامہ اقبال نے رقم فرمایا:

سال تعمیرش ز حرم موضعی۔ خواہ زجبرائیل و ہاتف مجو
گفت بہ مسجد الاقصی قریں۔ الذی بارکہ ہم گو

حکومت نے مزار داتا گنج بخش کا انتظام و انصرام محکمہ اوقاف پنجاب کی تحویل میں دے دیا۔ جب ۱۹۷۷ء سے محکمہ اوقاف مرکزی وزارت مذہبی امور کے ماتحت کر دیا گیا تو مسجد داتا گنج بخش کی توسیع کا منصوبہ جنوری ۱۹۷۸ء میں بنایا گیا۔

منصوبہ بندی اس منصوبے کے لئے ۴ کنال زمین حاصل کی گئی۔ زمین کی قیمت ۲ لاکھ روپیہ ادا کی گئی۔
صدر پاکستان نے مسجد کا سنگ بنیاد ۱۹۷۸ء میں رکھ کر مسجد کی توسیع کا آغاز کیا۔

تعمیراتی کام کا آغاز: محکمہ اوقاف کے نیک دل افسران نے محسوس کیا کہ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد کی توسیع میں تعمیراتی کام کا آغاز کسی بزرگ ہستی کے ہاتھوں کرانا چاہئے۔ چنانچہ موری دروازے کے باہر ایک بزرگ[1] موجود تھے انہیں مدعو کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا اس کام کے لیے جو عند اللہ مامور ہیں تشریف لا رہے ہیں۔ آپ دربار شریف جا کر ان کا انتظار کریں۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد سید پیر محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اول حضرت کرمانوالا شریف اوکاڑہ اور ان کے صاحبزادے پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری کار سے اترے۔ ان سے گزارش کی گئی تو وہ کچھ علیل

۱۔ نام منظور حسین شاہ المعروف منی والی سرکار المتوفی اپریل ۱۹۸۴ء

Marfat.com

دربار حضرت داتا گنج بخشؒ مزار اور پرانی مسجد (تعمیر کردہ: غلام رسول تارڑ 1921-22ء)

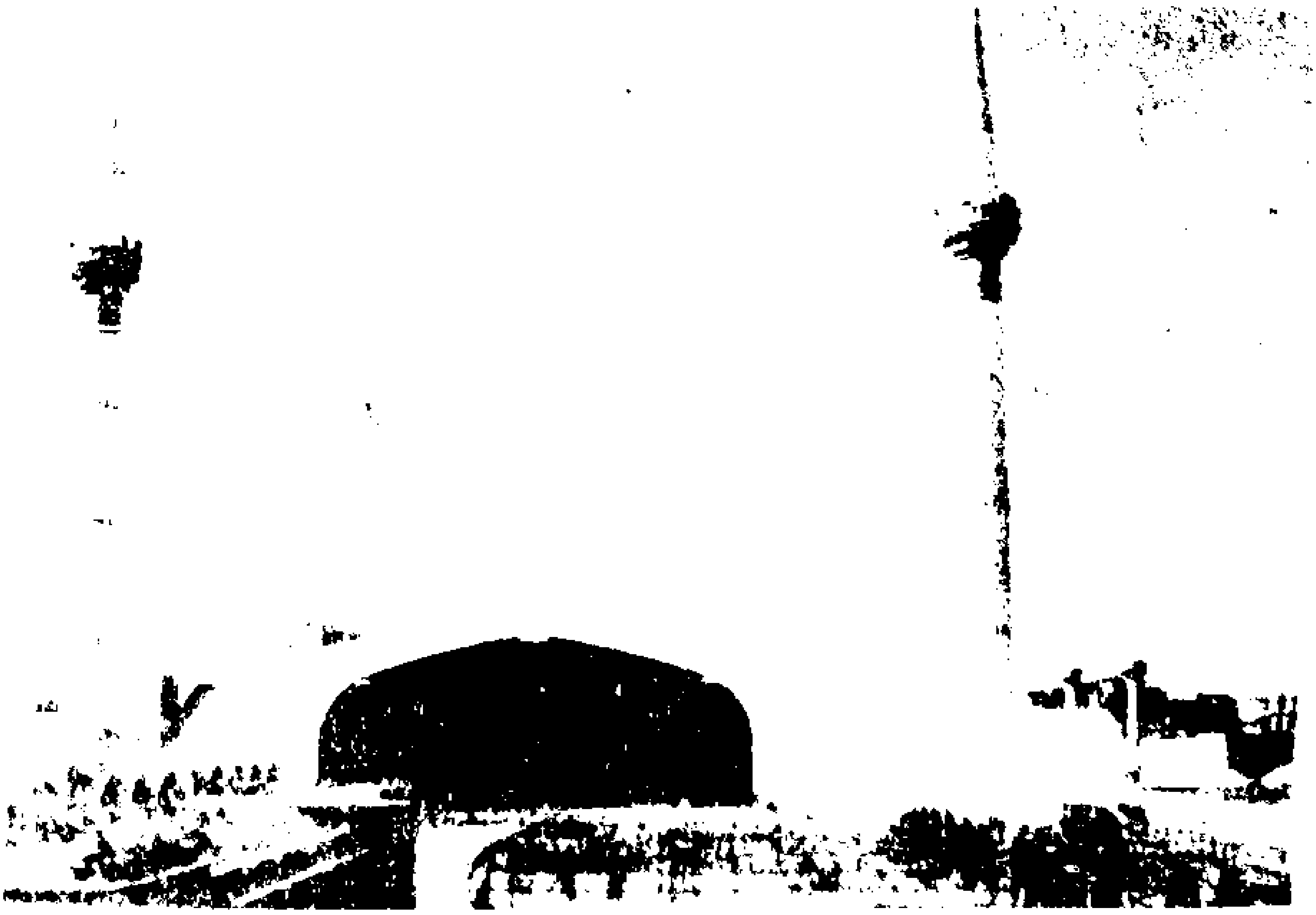

جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور (تعمیر کردہ: محکمہ اوقاف پنجاب 1988ء)

Marfat.com

ے تھے تو تمام اپنے صاحبزادہ غضنفر علی شاہ بخاری کی معیت میں وہ سنگ بنیاد والی جگہ کے نزدیک تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے دائرہ سے بجری دیوار کی جگہ پر رکھی۔ اسی طرح صاحبزادہ غضنفر علی شاہ بخاری صاحب نے بھی اپنے ہاتھ مبارک سے بجری ڈال دی۔ یوں تعمیراتی وہ و تمام بابرکت ہاتھوں سے ہوئے۔ مکمل منصوبہ پر ۱۲ کروڑ روپیہ خرچ آیا۔

رقبہ: اب مسجد کا ہال ۱۹۵ فٹ لمبا اور ۸۲ فٹ چوڑا ہے۔ صحن مسجد ۱۴۵ فٹ لمبا اور ۱۳۵ فٹ چوڑا ہے۔ صحن کے دائیں اور بائیں دو گیریاں ہیں۔ ہر ایک کا رقبہ ۸۲ فٹ X ۲۱ فٹ ہے۔ اس توسیع کے باعث اب ہال اور صحن میں 50,000 پچاس ہزار نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ توسیع کا پہلا فیز (Phase) ہے اور یہ منصوبہ ۱۹۸۸ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔ توسیع کا دوسرا فیز (Phase) جس سے پہلے مکانات تھے۔ بازار اور دوکانیں تھیں یہ ساری کی ساری جگہ (جو دربار کے مشرق میں تھی) دربار شریف کے ساتھ ملحق کر دی گئی ہے۔ نیچے تہ خانہ ہے اور چھت دربار شریف کے صحن کے برابر ہو کر صحن دربار بہت کشادہ ہو جائے گا۔ یوں کہہ لیجئے کہ مسجد داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اب سڑک تک (جو سول سیکرٹریٹ سے مینار پاکستان کو جاتی ہے) کشادہ ہو جائے گی۔ تکمیل کے بعد یہ مسجد لاہور کی سب سے بڑی مسجد ہوگی۔ اس کے ایوان نماز میں بادشاہی مسجد کے ایوان نماز سے بھی زیادہ نمازیوں کے لئے گنجائش ہوگی اللہ اکبر۔

پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المتوفی ۱۹۶۶ء آپ نے کئی مرتبہ فرمایا تھا: بیلیو! مسجد داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک دن بادشاہی مسجد سے زیادہ کشادہ اور وسیع ہو جائے گی۔ اور آپ کا یہ فرمان حرف بحرف پورا ہو گیا۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ شہنشاہ لاہور کی نگاہ انتخاب نے اس اہم اور مبارک کام کیلئے حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (المعروف حضرت کرمانوالے) رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری اور آپ کے پوتے حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری کو ہی دور حاضر کی تمام بزرگ شخصیتوں میں سے منتخب فرمایا۔ اور یہ کیوں نہ ہوتا کہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ معظم اور پرتو غوث اعظم تھے۔ اور پروانہ وار حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوتے اور فرمایا کرتے: بیلیو! ادھر ادھر دھکے نہ کھاندے پھریا کرو۔ داتا صاحب جایا کرو اوتھے سارے ولی حاضر ہندے نیں۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

حضرت میاں میر قادری المعروف بالا پیرؒ

آپ کا اصل نام میر محمد ہے اور لقب میاں میر ہے۔ آپ بالا پیر کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ آپ ۹۳۸ھ / ۱۵۲۱ء سندھ کے قدیمی شہر سوان میں قاضیوں کے مشہور خاندان میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام قاضی سائیں دتا اور دادا کا نام قلندر فاروقی تھا۔ جو اٹھائیسویں پشت میں حضرت فاروق اعظمؓ سے ملتے ہیں۔ اس خاندان میں علم و فضل کا بڑا چرچا تھا۔ آپ سات سال کے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ اپنی والدہ سے دینی تعلیم کے ساتھ سلسلہ قادریہ میں تعلیم حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد دنیا سے منہ موڑا اور شیخ ظفر سیوستانی کے مرید ہو گئے۔ آپ پچیس سال کی عمر میں عہد اکبری میں لاہور تشریف لائے۔ مولانا نعمت اللہ سے علوم ظاہری حاصل کیا۔ باطنی طور پر آپ صاحب کمال تھے۔ علوم سے فارغ ہو کر جنگلوں' باغوں' قبرستانوں میں نکل جاتے۔ مزارات کی زیارت کرتے۔ کچھ عرصہ سرہند شریف گزارا۔ پھر واپس لاہور چلے آئے۔ محلہ باغبانپورہ میں (جسے شاہجہانی دور میں محلہ خوانی پورہ کہتے تھے اور اب صدر بازار انار کلی ہے) فروکش ہو گئے۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک یہیں رہے۔ آپ فنا فی اللہ تھے۔ عبادات اور ریاضت میں ایسے منہمک رہتے کہ چالیس سال تک اہل لاہور کو آپ کے مقام کا علم نہ ہو سکا۔ آپ کے ذریعے سلسلہ قادریہ کو کافی فروغ حاصل ہوا۔

جہانگیر' شاہجہان اور دارا شکوہ آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ دارا شکوہ نے سکینتہ الاولیاء میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر نے توزک جہانگیری میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت شاہ ابو المعالی آپ کے ہم عصر بزرگ تھے۔ آپ ساٹھ سال لاہور میں رہے۔ آخر وقت آگیا۔ جس سے نہ کوئی پیغمبر بچ سکا اور نہ کوئی ولی اور بزرگ۔ بڑھاپے کے باعث آپ اکثر بیمار رہتے۔ لیکن معمولات میں فرق نہ آنے دیا۔ وفات سے ایک روز قبل نواب وزیر خاں حاکم صوبہ پنجاب لاہور عیادت کیلئے آیا۔ بڑی مشکل سے حجرہ کے اندر آنے کی اجازت ملی۔ نواب نے کہا ایک حکیم حاذق کو بغرض علاج ہمراہ لایا ہوں۔ اجازت ہو تو علاج کرے۔ آپ نے فرمایا "اب حکیم مطلق ہی کافی ہے۔" آپ نے وصیت فرمائی جہاں ہمارے دوست میاں نتھا وغیرہ دفن ہیں وہاں ہی ہم کو دفن کیا

Marfat.com

جائے۔ آخر ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ ۳۶۔ ۱۶۳۵ء بروز منگل آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو شہر لاہور سے آدھ کوس کے فاصلہ پر گوشہ جنوب مشرق میں جو موضع دارا پور المشہور ہاشم پور کے متصل ہے دفن کیا گیا۔ اس مقام کو اب آپ کے نام پر میاں میر کہتے ہیں۔ ہر سال عرس ۷ ربیع الاول کو ایک رات اور ایک دن کیلئے ہوتا ہے۔ ایک فاضل شخص ملا فتح اللہ نے یہ قطعہ وفات لکھا ہے۔

روضہ شیخ محمد میر بالا پیر کو
ہر بیمارئے درد روحِ درماں دیکھئے
شیخ تنہا بھی ہیں خواجہ بہاری بھی ہیں
باصفا یاروں کی بزمِ خُلد ساماں دیکھئے
میاں میر سر دفتر عارفاں
کہ خاکِ درش رشک اکسیر شد
سفر جانب شہرِ جاوداں کرد
چوں زیں محنت آباد دلگیر شد
خرد بہرِ سالِ وصالش نوشت
بفردوسِ والا میاں میر شد

۱۰۴۵ھ

عادات و سیرت = آپ ایک قسم کا طعام کھایا کرتے اور وہ بھی مٹی کے برتن میں۔ صرف اتنا کھاتے کہ زندہ رہ سکیں اور عبادت کر سکیں نہ کہ پیٹ بھرنے کو۔ اگر کوئی شخص پے در پے کھانا پکا کر لاتا تو اسے منع کر دیتے۔ کہ اس سے توکل جاتا رہتا ہے اور دل کو اسی طرف امید سی لگی رہتی ہے۔ آپ زیادہ جمگھٹا پسند نہ فرماتے آپ کے مرید بھی الگ الگ بیٹھتے۔ نماز کے وقت اکٹھے ہو جاتے اور نماز باجماعت ادا کرتے۔ آپ کے سر پر کم قیمت کپڑے کی پگڑی، بدن پر موٹے کپڑے کا کرتہ ہوتا تھا۔ کپڑے جب میلے ہو جاتے تو دریا پر جا کر اپنے ہاتھ سے صاف کرتے کپڑے ہمیشہ صاف ستھرے رکھتے اور اپنے احباب کو بھی صفائی کی تاکید فرماتے۔ گھر میں پرانے بوریا کا فرش رہتا۔ اس فرش پر شہنشاہ شاہجہان، شہزادے، امراء، وزراء، فضلاء سبھی تو بیٹھا کرتے۔

Marfat.com

داراشکوہ لکھتا ہے کہ آپ نغمہ وراگ سنا کرتے۔ لیکن نہ تو آپ نے کبھی کسی قوال کو بلایا اور نہ ساتھ رکھا۔ اگر کوئی قوال آگیا تو مجلس سماع گرم ہوتی۔ مگر سماع کے دوران کبھی وجد اور رقص نہ کیا۔ تسبیح خوانی آپ کو پسند نہ تھی۔ ایک مرتبہ شاہجہان آپ سے ملنے کو آیا۔ توشال کی دستار اور کھجوروں کی تسبیح نذر کو لایا۔ اور عرض کیا کہ آپ چونکہ دنیاوی مال سے کنارہ کش ہیں۔ یہ نذر قبول فرمائیں۔ آپ نے دستار تو واپس کر دی لیکن تسبیح قبول فرماکر چند دنوں بعد داراشکوہ کو عنایت کر دی۔

بعد نماز مغرب آپ اپنے حجرہ میں چلے جاتے کنڈی لگا کر کواڑ بند کر لیا کرتے۔ جب کوئی ملاقات کیلئے ضد کرتا تو اندر بلا لیتے اس کے حق میں دعا کر کے کہتے "تمہیں بھی آخر کوئی کام ہے اور ہمیں بھی ہے بیکار بیٹھنے سے کیا حاصل تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں۔"

ملفوظات=ایک مرتبہ جہانگیر نے آپ کی باتوں کا ایسا اثر لیا۔ کہ تارک الدنیا ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا "تمہارا وجود خلق کی پاسبانی کیلئے ہے۔ تمہارے عدل کی برکت سے فقراء تک دلجمعی سے اپنے کام میں مشغول ہیں۔ تم پہلے اپنے جیسا خلقت کی نگہبانی والا پیدا کرو پھر ترک دنیا کا خیال دل میں لاؤ۔ شاہجہان بادشاہ کو آپ نے فرمایا "عادل بادشاہ کو اپنی رعیت کی خبرگیری کرنی اور اپنی تمام ہمت اپنی ولایت کی آبادی سرسبزی میں صرف کرنی چاہیے۔ کیونکہ اگر رعیت آسودہ اور ملک آباد ہے تو سپاہ آسودہ اور خزانہ پُر رہے گا۔" داراشکوہ ساتھ تھا اور بیمار تھا۔ آپ نے اسے پانی دم کر کے دیا۔ جس سے ایک ہفتہ کے اندر مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ لباس اس قسم کا ہونا چاہیے کہ کوئی پہچان نہ سکے کہ یہ درویش ہے 'صوفی ہے 'فقیر ہے کیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک مطلب پرست دنیادار سے فرمایا "تم لوگ کوئی نیک عمل کئے بغیر درویشوں کے پاس اپنی مشکلات آسان کرانے کیلئے آتے ہو۔ یہ ٹھیک نہیں۔ تم بھوکے کا پیٹ بھرو۔ ننگے کو کپڑا دو۔ حاجت مندوں کی حاجتیں اللہ کے دیئے ہوئے مال سے پوری کرو۔ اللہ تمہاری حاجتیں پوری کردے گا۔ اپنے احباب کو اکثر اس حدیث پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے "لا صلوۃ الا بہ حضور القلب۔" (یعنی دل کی حضوری کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اور فرماتے کہ اگر یہ نہیں تو نماز تنہا کیا اور باجماعت کیا بے کار ہے۔" آپ فرمایا کرتے انسان تین چیزوں کا مجموعہ ہے۔ نفس 'دل 'روح ان میں نفس

Marfat.com

کی اصلاح شریعت سے دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے ہوتی ہے لیکن سب سے بڑا مرتبہ شریعت کا ہے۔

زندگی کے آخری لمحوں میں فرمایا "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" دو دفعہ یہاں تک کہ دم چھوٹ گیا اور سانس سینے میں چلا گیا پھر دو مرتبہ آہستہ آہستہ اللہ کہا۔ اور اللہ ہی کے پاس چلے گئے۔

کرامات = آپ کو لاہور آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ انہی ایام میں آپ کا بھائی ملاقات کے لئے لاہور آیا۔ آپ کے پاس مہمان نوازی کیلئے کچھ نہ تھا۔ آپ متفکر تھے۔ بھائی کو حجرہ میں بٹھا کر باغ میں آئے وضو کیا دو رکعت نماز ادا کی اور خدا سے دعا کی "اے میرے پروردگار میرا مہمان آیا ہے۔ اور تیرے سوا میرا کوئی پروردگار نہیں کہ جس پر بھروسہ رکھوں میرے پاس تو کچھ بھی نہیں"۔ فرماتے ہیں کہ غیب سے ایسی آواز آتی ہوئی معلوم ہوئی کہ دعا مانگنے سے پہلے ہی تیری حاجت کو ہم نے پورا کر دیا ہے۔ چنانچہ جب میں حجرہ پر آیا تو ایک شخص موجود تھا جو طعام کے علاوہ نقدی بھی لایا تھا۔ نام پوچھا تو کہا کہ خدا کا بندہ ہوں۔ ہمارے کھانا کھا لینے کے بعد وہ خالی برتن لے کر اور سلام کہہ کر چلا گیا۔

جہانگیر کی وفات (۱۰۲۷ھ) کے بعد شہریار (داماد نور جہاں) نے لاہور میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس دوران میں اس نے حضرت بالا پیر کی خدمت میں ایک آدمی بھیجا۔ کہ آپ خود میرے پاس آئیں یا اپنی دستار مبارک بطور تبرک ارسال کریں۔ آپ نے دونوں باتوں سے انکار کرتے ہوئے کہلا بھیجا۔ کہ فقیروں کو بادشاہوں سے کیا مطلب اور کیا تعلق؟ شہریار کو یہ جواب برا لگا۔ ایک اور معتبر آدمی کو بھیجا۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اب کی دستار مبارک حاصل کر کے لائے۔ دارا شکوہ لکھتا ہے کہ حضرت نے آخر نہایت ناراضگی کے عالم میں دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر دے ماری اور کہا لے جا۔ ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ ناخلف اندھا کر کے مار ڈالا گیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دربار صاحب امرت سر رام باغ امرت سر اور بارہ دری حضوری باغ کی تعمیر اور زینت کیلئے لاہور کے مزارات کے پتھر اکھڑوانے شروع کئے۔ تو سنگ سرخ حاصل کرنے کیلئے حضرت میاں میر صاحب کے مقبرہ پر آیا اور حکم دیا کہ

Marfat.com

سنگ سرخ جس قدر اس مقبرہ میں اور اس کے نواح میں موجود ہے سب اکھڑوا کر امرت سر پہنچائے جائیں۔ یہ حکم دے کر وہ باہر جا کر اپنی دل پسند گھوڑی لیلیٰ پر سوار ہوا ہی تھا کہ گھوڑی بیخ پا ہو گئی۔ مہاراجہ گر پڑا۔ کچھ دیر بے ہوش پڑا رہا۔ ہوش آیا تو کہا مجھے اس پیر کے مقبرہ کی بے حرمتی کی کافی سزا مل گئی ہے۔ میرے سارے حکم اس بارہ میں منسوخ سمجھے جائیں۔ میں نے توبہ کی پھر مزار پر پیدل آیا توبہ کی اور مزار پر پانچ صد روپیہ نذرانہ رکھا۔ اور مزار پر سفیدی کرانے کا حکم دیا۔ مہاراجہ ہر سال مزار پر آتا اور نذر پیش کرتا۔

آپ کا مقبرہ داراشکوہ نے اپنی زندگی میں تعمیر کروایا تھا۔ مقبرہ کے اردگرد بلند اور پختہ چار دیواری ہے۔ چار دیواری کے اندر مغرب کی جانب تین گنبدوں والی عالیشان مسجد ہے چار دیواری کے اندر سرخ پتھر کا فرش ہے۔ فرش کے درمیان سنگ مرمر کا ایک چبوترہ پانچ فٹ مرتفع ہے۔ عرس کے موقعہ پر زائرین اس چبوترہ پر آرام کرتے ہیں۔ چونکہ داراشکوہ نے اپنے عروج کے زمانہ میں احاطہ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ میں اکثر عمارات شروع کر رکھی تھیں۔ جن کی تعمیر اس کی موت کے بعد بند ہو گئیں۔ بعد میں اورنگ زیب عالم گیر نے احاطہ کی نامکمل عمارات کو مکمل کروایا اب یہ مزار مبارک محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

جائز مقصد کا حصول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۸۶ بار اول و آخر درود شریف (طاق عدد بار) بعد نماز عشاء (یا کسی اور مقررہ وقت پر) سات دن پڑھ کر کسی بھی جائز مقصد کے لیے دعا کی جائے انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔

احتیاط:

خورد و نوش میں سادہ کھانا یا دودھ، چائے اور پھل پر اکتفا کیجئے اور پان بیڑی، سگریٹ، حقہ، مٹھائی، پیسٹری اور چاٹ وغیرہ تمام غیر ضروری اشیاء سے دل اوچاٹ کر لیجئے گا۔

Marfat.com

امیر شریعت و طریقت رہنمائے معرفت و حقیقت

"حضرت معظم" علامہ قاضی محمد صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ

آباؤ اجداد:۔ قاضی محمد صدر الدین بن قاضی فیروز الدین بن قاضی عمر دین بن قاضی عامر دین بن قاضی وحید الدین ہیں قاضی وحید الدین صاحب امیر کابل (افغانستان) کے مقربین میں سے تھے والی کابل سے کسی مسئلہ پر اختلاف کے باعث افغانستان چھوڑ کر صوبہ سرحد کے ضلع ہری پور ہزارہ کے گاؤں "پھول دار" میں سکونت اختیار کی [illegible]ھ کے لگ بھگ قاضی فیروز الدین تولد ہوئے دو سال کے تھے کہ والدہ ماجدہ اور ۴ سال کے ہوئے تو والد گرامی بھی رحلت فرما گئے قاضی فیروز الدین کے ماموں قاضی فیض عالم انہیں اپنے پاس کوٹ نجیب اللہ لے گئے۔ قصبہ درویش کے خان اعظم قاضی فیض عالم کو کوٹ نجیب اللہ سے درویش لے آئے اور گاؤں کا قاضی مقرر کیا قاضی فیروز الدین صاحب نے درویش میں ہی مستقل سکونت اختیار کر لی قاضی فیروز الدین کے ہاں محترمہ خدیجہ کے بطن سے شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق نومبر ۱۹۰۲ء وہ نونہال پیدا ہوا جس نے آگے چل کر آفتاب ولایت بن کر درخشندہ ہونا تھا شہنشاہ ملک تصوف کا نام قاضی محمد صدر الدین رکھا گیا اور یہی نومولود "حضرت معظم" کے لقب سے مشہور ہوئے آپ بھی دو سال کے تھے کہ والدہ ماجدہ فوت ہو گئیں آپ کی پرورش آپ کی نانی صاحبہ نے اپنے ذمے لے لی۔

تعلیم و تربیت:۔ ابتدائی تعلیم آپ نے والد ماجد سے شروع کی ۱۲ سال کے تھے کہ ہری پور کے نزدیکی گاؤں "شہ محمد" میں مولوی سکندر علی کے مکتب میں پڑھنے گئے یہ استاد کرم بلاں صحبت کے تھے ایک سال بعد مانسہرہ میں مولانا حمید الدین کے مدرسہ میں پہنچ گئے جب یہاں قاضی محمد صدر الدین صاحب نے علوم عربیہ (صرف نحو، معانی) کتب کی تکمیل کر لی تو علوم عقلیہ کیلئے ہندوستان کا سفر اختیار کیا وہاں آپ نے مدرسہ عالیہ رامپور میں داخلہ لے لیا حضرت مولانا فضل حق رامپوری پرنسپل مدرسہ عالیہ سے تحصیل علم کیلئے ہمہ تن مستغرق ہو گئے حتیٰ کہ گھر سے آمدہ خطوط بھی نہ پڑھتے۔ سال کے اختتام پر جمع شدہ خطوط پڑھے تو ان میں ایک خط آپ کے والد محترم

Marfat.com

کی وفات کا تھا اور اس خط کو موصول ہوئے کئی ماہ گزر چکے تھے یہاں سے آپ دارلعلوم دیو بند گئے مگر یہاں کے طریقہ تعلیم سے قلبی اطمینان نہ ہوا تو بھوپال جا کرمدرسہ دارالعلوم سلیمانیہ میں علم حدیث کی تکمیل کی اور آپ علوم عقلیہ و نقلیہ کے فاضل اجل واکمل بن کر وطن واپس لوٹے۔

حیدر آباد دکن میں قیام :۔ کچھ عرصہ گھر میں قیام کے بعد آپ تدریس کے لئے حیدر آباد دکن کے مدرسہ نظامیہ میں چلے گئے حیدر آباد دکن کے معتمد امور مذہبی اختر یار جنگ نے حضرت معظم کی ذہانت اور غیر معمولی قابلیت دیکھ کر آپ کو سات صد روپیہ بطور انعام دیا اس رقم سے آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی آپ کو ان ایام میں دمہ کا مرض تھا آپ نے خانہ کعبہ میں بارگاہ رب العزت میں دعا کی الہی! تیرے حبیب سرور عالم کے دربار اقدس کی حاضری کا ارادہ ہے حضور نبی اکرم ﷺ کا مزاج نہایت نظیف' لطیف اور نفیس ہے وہاں میرا بار بار کھانسنا آپ کی طبع نازک پر گراں گزرے گا۔ یا اللہ دوران قیام مدینہ منورہ مجھے کھانسی کی تکلیف نہ ہو۔

ادب گاہیست زیر آسمان زعرش نازک تر۔ نفس گم کردہ می آیند جنید وبایزید اینجا

اور اللہ تعالیٰ نے ایسا کرم کیا کہ دمہ کی تکلیف بالکل ختم ہوگئی جیسے یہ شکایت پہلے تھی ہی نہیں۔ سفرحج سے واپسی کے بعد آپ نے تھوڑا عرصہ حیدر آباد میں قیام فرمایا۔ علم باطن کے حصول کے لئے آپ حیدر آباد دکن کے ایک صوفی بزرگ سید مسکین شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان بزرگوں نے فرمایا کہ تمہارا حصہ میرے پاس نہیں تمہیں اپنا حصہ "کھولا" سے ملے گا۔ان ایام میں آپ کی شادی قاضی عمردین مرحوم کی دختر بلند اختر کے ساتھ ہوئی۔ ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ نے "کھولا" جگہ کی تلاش جاری رکھی مگر ناکام رہے۔ ایک دن اچانک آپ کی ملاقات سید مسکین شاہ کے مریدوں میں سے ایک صاحب سے ہوئی۔ ان سے آپ کو معلوم ہوا کہ "کھولا" ضلع میانوالی میں ایک موضع ہے۔ اور وہ وہاں سے ہو آئے ہیں وہاں مولانا ابو اسعد احمد خان مسند ارشاد پر متمکن ہیں۔ وہ اب "کھولا" کی سکونت ترک کر کے کندیاں ضلع میانوالی میں اپنی خانقاہ سراجیہ میں رونق افروز ہیں۔

حضرت معظم خانقاہ سراجیہ میں :۔ حضرت مولانا ابو اسعد احمد خاں موضع بکھرا

Marfat.com

ضلع میانوالی میں ۱۲۹۷ھ میں ملک مستی خان کے گھر پیدا ہوئے انہیں بچپن سے ہی علم دین سے دلچسپی تھی۔ آپ نے لعل شاہ ہمدانی صاحب (خلیفہ محمد عثمان موسیٰ زئی شریف) سے کسب فیض کیا ان کی وفات کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری اور پھر خواجہ عثمان سے کسب فیض کیا خواجہ محمد عثمان قندھاری کی رحلت کے بعد ان کے نو عمر صاحبزادے خواجہ سراج الدین صاحب سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ کی ہمہ وقتی خدمت سے خوش ہو کر حضرت سراج الدین نے آپ کو [illegible] میں اجازت مطلقہ فرمائی اور متعلقین خدام سے فرمایا کہ [illegible] بھکرا (حضرت احمد خان صاحب کا آبائی گاؤں) جانے [illegible] بھکرا میں احمد خان صاحب سے کسب فیض کریں انشاء اللہ یہاں [illegible] نسبت [illegible] زیادہ فائدہ ہو گا آپ نے اپنے شیخ کی نسبت سے خانقاہ کا نام خانقاہ سراجیہ رکھا فرمایا حضرت معظم کو مولانا احمد خان جیسے علامہ پیر طریقت مل گئے [illegible] ہوئی تو مولانا احمد خان قاضی صاحب کی علمی گفتگو سے بہت خوش ہوئے مولانا احمد خان صاحب کی خدمت میں جب ایک سال چھ ماہ کا عرصہ ہو گیا تو حضرت احمد خان صاحب نے فرمایا قاضی صاحب! مجھے جو کچھ اپنے شیخ سے ملا ہے وہ سب کچھ میں آپ کو اسی طرح عطا کر رہا ہوں جس طرح میرے شیخ نے مجھے عطا کیا تھا اس کے بعد آپ نے مزید ایک ماہ خانقاہ سراجیہ میں قیام کیا۔ اس دوران میں حضرت معظم کو اسرار ومعارف سے روشناس کرایا گیا اور مولانا احمد خان صاحب نے فرمایا قاضی صاحب! اب آپ اپنے گھر جانے کی تیاری کیجئے گو آپ کو پیرو مرشد کی جدائی گوارا نہ تھی مگر تعمیل ارشاد کے سوا چارہ بھی نہ تھا۔

خانقاہ سراجیہ (میانوالی) سے واپسی کے بعد آپ ہری پور ریلوے سٹیشن کے نزدیک منتقل ہو گئے وہاں رہائش کرے مہمان خانہ درس گاہ اور پانی کی فراہمی کے لئے کنواں کھدوا دیا اور ٹیوب ویل لگوایا وسیع مسجد تعمیر کروائی اشاعت دین کے لئے دارالعلوم ربانیہ کی بنیاد رکھی آپ کو حسرت تھی کہ ہمارے خاندان میں کوئی حافظ قرآن نہیں جب آپ کی توجہ باطنی سے آپ کے اکلوتے بیٹے محمد عبدالدائم نے چند ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

حج بیت اللہ :۔ ۱۹۶۸ء میں آپ نے حج بیت اللہ کا ارادہ تمام اہل خانہ کے ساتھ کیا قرعہ اندازی میں نام نہ نکلا تاہم آپ کراچی پہنچ گئے۔ بحری جہاز میں چار سیٹوں والے کمرہ کی ضرورت تھی۔ آپ نے اپنے بیٹے کو قصیدہ بردہ پڑھنے کے لئے فرمایا قصیدہ بردہ کی برکت سے۔ بحری جہاز میں انتظام ہو گیا چند دن بعد آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے حج کی سعادت حاصل کی ان دنوں حرم پاک کے صحن سے ریت اور بجری نکال کر باہر پھینک رہے تھے آپ اپنے رومال میں کعبہ کی متبرک ریت گٹھڑی بنا کر لے آئے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد میری لحد میں بچھا دینا تاکہ قبر کی ہولناکیوں سے بچ جاؤں وطن واپسی پر ریت کا یہ تھیلا راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پر ہی گاڑی کے ڈبہ میں رہ گیا گھر پہنچ کر جب معلوم ہوا تو حضرت معظم کو بہت افسوس ہوا قدرت خداوندی کہ یہ تھیلا موضع پانڈک کا ایک شخص اٹھا لایا اور حضرت معظم کی خدمت میں پیش کیا کہ حضرت! یہ تھیلا کوئی حاجی ڈبہ میں بھول آیا میں اٹھا لایا میں اب اس کا کیا کروں حضرت معظم اپنی گرانمایہ گمشدہ پونجی پا کر بہت خوش ہوئے۔ مدینہ منورہ میں آپ کا زیادہ وقت مسجد نبوی اور حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری میں گزرتا دوران قیام مدینہ منورہ آپ صرف ایک مرتبہ اپنے پیر بھائی سید سیف الدین سے جو اعلیٰ حضرت رضا خان کے خلیفہ مجاز تھے کے ملنے کیلئے گے پھر نہ گئے ایک مرتبہ مولانا عبدالغفور مدنی صاحب کی دعوت پر ان سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔

آپ کے آخری ایام :۔ آپ ہر سال احباب کی دعوت پر تبلیغی دورہ پر جاتے ۱۹۷۵ء آپ پشاور تشریف لے گئے وہاں جسم کے دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا گو آپ صحت یاب ہو گئے مگر نقاہت باقی رہی پھر بھی آپ نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتے نماز تراویح میں قرآن مجید کھڑے ہو کر سنتے ۱۹۷۷ء میں فالج کا شدید حملہ ہوا۔ گو علاج سے طبیعت سنبھل گئی مگر سوائے کلمہ طیبہ کے اور کوئی بات نہ کر سکتے۔ اس بیماری کی حالت میں تین روزے رکھے مارچ ۱۹۷۸ء میں آپ کو شدید درد قولنج ہوا۔ ہر ممکن علاج سے آفاقہ نہ ہوا۔ بالآخر ۲۸ مارچ ۱۹۷۸ء بمطابق ۱۸ ربیع الثانی منگل اور بدھ کی درمیانی شب جبکہ مغرب کی اذانیں ہو رہی تھیں آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز

Marfat.com

کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون صبح سات بجے ریڈیو سے بھی اس سانحہ کی خبر نشر ہو گئی اور متعدد اخبارات نے بھی یہ خبر چھاپ دی آخری دیدار کیلئے آپ کے احباب عقیدت مند مریدین آنے شروع ہو گئے نماز ظہر کے بعد تجہیز و تدفین کا بندوبست کیا گیا ہزاروں حاضرین کو نماز ظہر آپ کے برادر قاضی شمس الدین نے پڑھائی ساتھ ہی آپ کے صاحبزادہ محمد عبدالدائم صاحب کی دستار بندی کی گئی یہ تقریب اس لئے زیادہ فضیلت حاصل کر گئی کہ یہی دستار وہ متبرک دستار تھی جو حضرت معظم کو اپنے مرشد کامل اعلیٰ حضرت احمد خاں صاحب خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے بطور نشانی حاصل ہوئی تھی۔

تجہیز و تدفین :۔ آپ کے محبوب داماد مولانا مفتی سیف الرحمان صاحب اور صاحبزادہ محمد عبدالدائم کے ماموں نے آپکے جسد پاک کو غسل دیا جنازہ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ عقیدت مند کندھا دے سکیں حد نگاہ تک آدمی ہی آدمی تھے نماز جنازہ آپ کے فرزند و جانشین نے پڑھائی آپ کی وصیت کے مطابق کفن کے نیچے وہ واسکٹ آپ کو پہنا دی گئی جو آپ کے مرشد کا تبرک تھی اور وہ ریت جو آپ مکہ مکرمہ سے لائے تھے آپ کی لحد میں بکھیر دی گی۔ آپ کے جسد پاک کو آپ کے برادر خورد قاضی شمس الدین آپ کے داماد مفتی صاحب آپ کے بھانجے حکیم احمد حسن، قاضی فضل رسول اور محمد یوسف صاحبان نے لحد مبارک میں رکھا کلمہ طیبہ قرآن مجید اور درود شریف کی پرکیف صداؤں میں حضرت معظم اپنی آخری آرام گاہ میں اہل دنیا سے روپوش ہو گئے۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

تھوڑی دیر بعد آپ کی قبر مبارک تیار ہو گئی آپ کا مزار مبارک مسجد کے عقب شمالی جانب ہے قبر پر نہائت خوبصورت ہوادار اور کشادہ عمارت بنا دی گئی ہے آپ کی تاریخ وفات آہ قاضی محمد صدر الدین (۱۳۹۸ھ) کے مادہ سے نکلتی ہے

آپ کی سیرت/اتباع سنت :۔ = حضرت معظم اپنے ہر عمل میں اتباع سنت ملحوظ رکھتے اور مریدین کو بھی نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کے لئے تاکید کرتے یہاں تک کہ آپ نے اپنے داماد کو منگنی کے وقت سونے کی انگوٹھی تو کجا زری جوتا بھی نہ

Marfat.com

دیا۔

اصلاح احوال :۔ آپ ہر شخص کے ساتھ اس کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو فرماتے دیہاتی سے روزمرہ نظر آنے والی چیزوں کو بطور مثال بیان کرتے اور علماء کرام سے عالمانہ گفتگو ہوتی۔

جود و سخا:۔ اس معاملہ میں آپ بہت فراخ دل تھے قیمتی سے قیمتی چیز حق دار کو عطا فرماتے ایک مرتبہ نواب ریاست انب نے آپ کی خدمت میں ایک بیش قیمت چرمی موزوں کا جوڑہ پیش کیا آپ نے قبول فرمالیا بعد میں ایک مولوی صاحب کو جو دور دراز پہاڑی علاقے کے خطیب تھے دے دیا تاکہ یہ پہن کر خطبہ دیا کریں۔

استغنا و قناعت :۔ آپ جاگیرداروں اور نوابوں کے ہاں نہ جاتے کہ فقیروں کا امیروں کے ہاں کیا کام ایک مرتبہ ایک عقیدت مند نے ۱۸۰۰ روپیہ نذرانہ پیش کیا آپ نے بقدر ضرورت ۵۰۰ روپیہ قبول فرمائے باقی رقم واپس کر دی۔

جرأت و استقامت :۔ ۱۹۶۵ء کے دوران عید الفطر جمعہ کے دن تھی صدر ایوب خاں نے رویت ہلال کمیٹی سے علان کرا دیا کہ عید الفطر جمعرات کو ہوگی تاکہ ایک دن میں دو خطبے نہ ہوں علماء نے اتفاق نہ کیا حضرت معظم نے بھی صدر صاحب کے حکم کی مخالفت کی یہاں تک کہ ضلع ہزارہ کی پولیس گرفتار کرنے پہنچ گئی مگر آپ نے اپنی رائے نہ بدلی ایک مرتبہ نماز جنازہ کے وقت پہلی صف میں مقامی جاگیردار کا قادیانی دوست بھی تھا آپ نے فرمایا کہ یہ نماز میں شامل نہیں ہو سکتا باہر چلا جائے جاگیردار نے کہا کہ کوئی اور مولوی صاحب نماز جنازہ پڑھا دیں مگر "حضرت معظم" کی موجودگی میں کسی کو امامت کی جرأت نہ ہوئی بالآخر وہ قادیانی چلا گیا پھر نماز جنازہ "حضرت معظم" کی اقتدا میں ہی ادا کی گئی۔

عفو کریمانہ :۔ آپ کے کھیتوں میں سے کوئی شخص چارہ کاٹ کر لے جاتا مگر آپ نے پرواہ نہ کی کہ کوئی ضرورت مند ہوگا۔

تشدید ناصحانہ :۔ آپ شریعت کے خلاف کوئی کام برداشت نہ کرتے حدود اللہ

Marfat.com

سے تجاوز پر سخت گرفت فرماتے آپ کے ایک مخلص مرید ڈاکٹر سلطان خاں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں مگر اسے گھر میں رکھا بروز جمعہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب آئے اور صف میں بیٹھ گئے آپ نے انہیں دیکھ لیا تو فرمایا ڈاکٹر صاحب! بیوی کو تین طلاق دے کر گھر میں رکھنے والا مسجد میں بیٹھنے کا حقدار نہیں آپ مسجد سے چلیں جائیں وہ اٹھ کر چلے گئے آپ غیر محرم عورتوں کے بارے میں بھی بہت محتاط تھے نذر نذرانے قبول کرتے وقت خلوص نیت کا خیال رکھتے کسی ذاتی غرض کے لئے اگر کوئی نذرانہ پیش کرتا تو قبول نہ فرماتے۔

سادات اور علما کا احترام :۔ آپ طلبہ' علماء کرام اور سادات حضرات کا بہت خیال رکھتے عرس یا کسی اور تقریب میں پہلے طلباء پھر مہمانوں بعد میں اہل خانہ کو کھانا منع فرماتے عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک مرتبہ آپ درس دے رہے تھے کہ نواب امب تشریف لائے آپ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھوڑی دیر بعد نواب صاحب کے وزیر سید مبارک شاہ آ گئے۔ آپ تعظیما" کھڑے ہو گئے فرمایا کہ یہ تعظیم ان کے خاندان سادات میں سے ہونے کی وجہ سے ہے۔

معمولات :۔ آپ سفر و حضر میں اپنے معمولات کی پابندی فرماتے۔

کرامات و تصرفات :۔ ا۔ مجذوب اور جنات بھی آپ کے تابع فرمان تھے اور آپ کے حکم سے سرتابی نہ کرتے۔

۲۔ ایک دفعہ نواب فرید خاں والئے امب بڑی پریشانی کے عالم میں حاضر خدمت ہوئے کہنے لگے کہ حکومت وقت میری تذلیل پر اتر آئی ہے حقیقی نوابی تو عرصہ ہوا چھن چکی چند مراعات جو باقی تھیں وہ بھی ختم کی جارہی ہیں یہ کہہ کر نواب صاحب اشکبار ہو گئے۔ حضرت معظم کو رحم آگیا آپ استغراقی کیفیت میں دیر تک خاموش رہے۔ فرمایا! جائیے رب کریم رحم فرمائے گا۔ نواب صاحب جانے لگے تو حضرت معظم بھی ان کے ساتھ کلر تک گئے۔ کسی ملاقات پر نواب صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ مراعات کی دعا کے موقعہ پر آپ نے میری عزت افزائی کی اور گاڑی تک آئے۔ اس سے قبل آپ نے کبھی ایسا نہ کیا تھا۔ آپ نے برملا فرمایا کہ نواب صاحب یہ آپ کی عزت نہ

Marfat.com

تھی بلکہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تعظیم تھی جو آپ کی داد رسی کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ ہوا یوں کہ خان عبدالقیوم خان جو نواب صاحب کے سخت مخالف تھے گرفتار ہو گئے اور نواب صاحب کی مراعات بحال رہیں۔

۳۔ صوفی اسلم آپ کا خادم ہری پور سٹاف کالج میں ملازم تھا۔ کالج میں ایک آسامی خالی ہوئی۔ صوفی اسلم نے اس پوسٹ پر تعیناتی کے لئے ڈائریکٹر صاحب کو درخواست دی۔ ڈائریکٹر صاحب نے صوفی اسلم کو بتایا کہ اس پوسٹ پر صدر ایوب خاں کی ہمیشہ کسی اپنے آدمی کو لگوانا چاہتی ہے۔ میں مجبور ہوں۔ صوفی اسلم نے حضرت معظم سے صورت حال بیان کی۔ حضرت معظم صاحب کے تصرف سے ڈائریکٹر صاحب نے صوفی اسلم کو ہی اس اسامی پر تعینات کر دیا۔

بصیرت و آگہی:۔ حق تعالیٰ نے حضرت معظم کو اتنی بصیرت اور روشن ضمیری سے نوازا تھا کہ نہ صرف آپ سینکڑوں میل دور ہونے والے واقعات سے باخبر ہو جاتے بلکہ اپنے پریشان متوسلین کی دستگیری کے لئے بنفس نفیس وہاں پہنچ جاتے۔ آپ کو کسی کی قلبی کیفیت اور پریشانی اس کے بتائے بغیر ہی معلوم ہو جاتی تھی۔

دست شیخ از غائباں کوتاہ نیست دست او جز قبضہ اللہ نیست

مولانا محمد عثمان (زیارت کاکا صاحب والے) بیان کرتے ہیں کہ میں ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء حضرت معظم کی خدمت میں حاضر ہوا اس رات آپ خلاف معمول دیر تک دعا میں مشغول رہے۔ ہم باہر سو گئے۔ ابھی ایک ہی گھنٹہ گزرا ہوگا کہ آپ گھر سے تشریف لائے تو فرمایا کہ سب باوضو ہو کر مسجد میں جمع ہو جاؤ اور درود شریف پڑھو۔ تعمیل حکم میں ہم درود شریف پڑھتے رہے اور حیران تھے کہ آج خلاف معمول رات کے وقت ہمیں کیوں اٹھایا گیا۔ صبح پتہ چلا کہ بھارتی فوجوں نے عین اسی وقت پاکستان پر حملہ کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کو اولیائے کرام کی دعاؤں اور افواج پاکستان کی شجاعت سے دشمن پر فتح عطا ہوئی۔

توجہ شیخ:۔ آپ کی محض توجہ سے ہی کئی لاعلاج مریض صحت یاب ہوئے کہ ع

Marfat.com

ہر درد ہر مرض کی دوا ہے تمہارے پاس
آتے ہیں سب یہیں کہ شفا ہے تمہارے پاس

ایک ایمان افروز واقعہ :۔ حضرت معظم کے ایک قدیمی ارادت مند حاجی عبدالرحمان کا بھائی ڈاکٹر عبدالمجید قادیانی ہو گیا سمجھانے بجھانے کے باوجود وہ تائب نہ ہوا اس نے حضرت معظم کو بتایا کہ اس نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی بنا پر وہ قادیانی بنا۔ خواب یہ تھا کہ ایک دلکش باغ ہے ہر طرف مہک ہی مہک ہے اس باغ میں ایک نہایت ہی خوبصورت مسہری پڑی ہے اس پر مسیح موعود ہیں مجھے ان کا بلند مقام دیکھ کر عقیدت ہو گئی "حضرت معظم" خاموش سنتے رہے آپ نے اس کے بھائی حاجی عبدالرحمان کو علیحدگی میں بتایا کہ یہ ایک غلط مشاہدہ کی وجہ سے گمراہ ہو گیا ہے جب تک اسے صحیح مشاہدہ نہ کرایا جائے گا تائب نہ ہو گا حاجی صاحب اپنے بھائی کو واپس لے گئے مگر دو دن بعد پھر ساتھ لے کر آئے حاجی صاحب بہت خوش تھے عرض کیا کہ حضرت آپ کی توجہ سے میرا بھائی تائب ہو کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا ہے اسی ڈاکٹر عبدالمجید نے حضرت معظم صاحب کو بتایا کہ میں نے خواب میں پھر وہی منظر دیکھا اس طرح مسہری پر چادر اوڑھے مرزا صاحب ہیں خواہش پیدا ہوئی کہ چادر ہٹا کر آپ کا دیدار کروں نہایت احتیاط سے چادر جو ہٹائی تو مسہری پر مرزا صاحب کی بجائے مرا ہوا خنزیر پڑا ہے ڈر سے میری چیخ نکل گئی میں نے اسی وقت توبہ کی اور راہ حق پر آ گیا۔

(نوٹ :۔ اسی قسم کا واقعہ کیپٹن محمد نواز صاحب ارٹلری سنٹر کیمبل پور (اٹک) نے مجھے سنایا میں (مرتب) ان دنوں کیمبل پور میں سپرنٹنڈنٹ محکمہ ڈاک خانہ جات تھا۔ ہم ایک دوسرے سے اکثر ملتے رہتے تھے ایک دن میں ان کی ملاقات کیلئے آرٹلری سنٹر گیا کپتان صاحب وضو تازہ کر کے آ رہے تھے مجھے دیکھتے ہی بغل گیر ہوئے۔ فرمایا کہ آج طبیعت بہت افسردہ تھی آپ مل گئے بہت اچھا ہوا میں نے کہا خیر تو تھی فرمایا کہ آج رات میں نے بے ایمان مرزا قادیانی کو دیکھا اپنی قبر میں خنزیر کی صورت میں پڑا ہے بچھو سانپ اژدہا اور بے شمار حشرات الارض اسے اذیت پر اذیت دے رہے ہیں یہ منظر دیکھ کر طبیعت بڑی مکدر تھی آپ کی ملاقات کے بعد معمول پر آئی ہے یہ واقعہ ۱۹۶۳ کے لگ بھگ کا ہے)

Marfat.com

خلیفہ اول حضرت خواجہ نور محمدؒ صاحب نقشبندی

فنائی الرسول رحمتہ اللہ علیہ

خاندان اور ولادت باسعادت:

خواجہ نور محمد فنائی الرسول کے والد بزرگوار حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب فنائی الرسول ہیں۔ جنہوں نے انیسوں صدی کے اوائل سے بیسویں صدی کے اوئل تک برصغیرپاک وہند کو اور خاص طور پر پنجاب کی سرزمین کو رشد وہدایت سے فیض یاب کیا۔لاہور میں آپ پیر صاحب قلعہ والے کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ اپنے آبائی گاؤں بھینی ضلع شیخوپورہ سے چلے آئے ارر موضع قلعہ لال سنگھ ضلع شیخوپورہ میں سکونت اختیار کی خواجہ پیر نور محمد صاحب کی ولادت پاک دسمبر۱۸۹۶ء بروز جمعہ ہوئی۔ والد صاحب نے اپنے نور نظر کو آغوش میں لیا۔بیعت کیاخلافت عطافرمائی اور نور محمد نام رکھا۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ حمیدیہ لاہور میں حاصل کی۔ پھر درس نظامیہ سے نصاب کی تکمیل مفتی اعظم حضرت یار محمد خطیب سنہری مسجد لاہور سے کی۔ آپ صرف نحو، منطق، فلسفہ، تفسیر وحدیث۔ فقہ و ادب، عروض و معانی، اصول حدیث، اور علم مناظرہ کے عالم بے بدل تھے۔ سیاست سے ہمیشہ کنارہ کش رہے مگر قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے زبردست کوشش کی۔ اذب وصحافت میں آپ کو بلند مقام حاصل تھا۔ آپ کے اکثر مضامین اخبار "الفقیہ" امرتسر میں شائع ہوتے تھے۔

آپ سرو قامت خوبصورت تھے۔ خوش خلق تھے۔ لحن داؤدی والے مگر سکوت پسند تھے۔ شیریں گفتار تیز رفتار تھے۔

سلسلہ طریقت:

آپ اپنے والد بزرگوار کے دست حق پر بیعت تھے۔ اور انہیں سے ہی خرقہ خلافت ملا تھا۔ حنفی مذہب۔ نقشبندی المشرب تھے۔ بعض کو فوراً" بیعت کر لیتے اور بعض کو آزمائش کے بعد۔ شب بیداری اور نماز تہجد اور درود شریف کی پابندی کرواتے۔

Marfat.com

آپ کی عادت مبارکہ:

اپنے مریدوں کو نصیحت فرماتے کہ فقیری کو کبھی ذریعہ معاش نہ بنانا۔ حلقہ شریف میں مریدین کی غیر حاضری ناپسند فرماتے تھے کہ حلقہ سے روح کو غذا فراہم ہوتی ہے آپ کو ریاکاری تصنع سے سخت نفرت تھی فقیروں کے مخصوص لباس کو پسند نہ کرتے کہ اس طرح بعض لوگ اپنے آپ کو نمایاں کرنا چاہتے ہیں یہ چیز درویشی اور فقیری کی ضد ہے یہ محض ظاہرداری ہے۔ خود سادہ لباس پہنتے اور مریدوں کو بھی سادہ لباس پہننے کی تلقین کرتے۔ مریدوں کی طرف سے جو تحفہ نذرانہ یا کھانے کی کوئی پسندیدہ چیز پیش کی جاتی قبول فرمالیتے بعد ازاں مستحق مریدین میں اور حاضرین میں تقسیم فرما دیتے۔ اپنے پاس کبھی کچھ نہ رکھتے آپکا ذریعہ معاش زمین سے کھیتی باڑی پر تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں متعدد بیواؤں اور یتیموں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے عرس کے موقعہ پر مریدین کی آمد پر خوش ہوتے اور نادار مریدین کی آمد و رفت کا خرچ خود ادا کر دیتے الغرض عورتوں کو پردے کا سختی سے حکم دیتے فرماتے عصمت عورت کا سب سے بڑا زیور ہے عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ پردہ کا مکمل احترام و اہتمام کریں آپ شریعت کی سختی سے پابندی کرتے اور کرواتے کوئی کام خلاف شرع نہ ہوتا آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔

وصال:

آپ کا وصال ۷۷ ۱۳ھ بمطابق ۲۱ مئی ۱۹۵۸ء کو ہوا۔ وصال سے قبل حاضرین کو نصیحت فرمائی کہ نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا۔ نماز تہجد کا پابند رہنا۔ اور بتائے گئے وظائف پر مداومت کرنا انشاء اللہ دین و دنیا میں کامیابی حاصل ہوگی۔ پھر مریدین کو جانے کی اجازت دی۔ تھوڑی ہی دیر میں آپ کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی ایک مشہور کرامت:

موضع راجہ جنگ تحصیل قصور ایک بڑا قصبہ ہے۔ سکھ زمینداروں نے برطانوی دور میں اذان کی ممانعت کر رکھی تھی۔ ان ایام میں آپ کے غلاموں نے آپ کو وہاں جلسہ میں تقریر کی دعوت دی۔ وہاں کا رئیس اعظم بہال سنگھ زیلدار جو آنریری مجسٹریٹ بھی تھا۔ جلسہ کی صدارت کر رہا

Marfat.com

تھا۔ ہزاروں ہندو سکھ اور مسلمان جلسہ میں حاضر تھے۔ آپ نے وعظ فرمایا۔ جو ایسا پر اثر تھا کہ سامعین میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جس کی آنکھیں زار و قطار آنسو نہ بہا رہی ہوں۔ اتنے میں نماز ظہر کا وقت آ گیا آپ نے یہ شعر پڑھا۔

مجھے شرع سے بھی ضد نہیں پر اتفاق کو کیا کروں
جو وقت بادہ کشی کا ہے وہی عین وقت نماز ہو

اس شعر پر آپ نے تقریر ختم کر دی اور اعلان فرمایا کہ چونکہ راجہ جنگ والوں نے اذان دینا ممنوع قرار دیا ہے لہذا تمام دوست بغیر بلند آواز اذان دیئے نماز ادا کر لیں۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ بہال سنگھ ذیلدار اور دوسرے سکھ مالکان رؤسا گردنوں میں کپڑے ڈالے ہاتھ باندھے کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کی کہ حضور مسلمانوں کو حکم دیں کہ راجہ جنگ کی ہر مسجد میں اذان دیں۔ آپ نے فرمایا! سردار صاحبان ہم کسی کو تکلیف دینے نہیں آئے۔ سکھ کھڑے روتے رہے۔ اس پر حضرت خواجہ نے مسلمانوں کو بلند آواز سے اذان کہنے کی اجازت دی۔ پھر بہال سنگھ ذیلدار نے جلسہ سے خطاب کیا اور کہا کہ پیر صاحب صرف مولوی نہیں بلکہ خدا کے اوتار نظر آتے ہیں۔

آپ کی ایک پیشین گوئی:

آپ نے ۱۹۵۸ء میں محکمہ اوقاف کے قیام کی پیش گوئی فرمائی اور کہا کہ محکمہ اوقاف کل کو قائم ہو گا۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

مسجد اور حلقہ خانہ کی تعمیر:

۱۹۲۰ء میں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور جو آپ کے والد گرامی کے دربار کے بالکل ملحق ہے۔ دو حجرے' دیوان خانے اور چوبارے تعمیر کروائے تاکہ عرس پر آنے والے زائرین کو رہائش کی تکلیف نہ ہو۔

مزار:

آپ کا مزار اپنے والد بزرگوار حضرت غلام مرتضیٰ نقشبندی کے مقبرہ سے جانب جنوب ہے۔ مقبرہ کے اندر اور باہر نقاشی قابل دید ہے۔ تعویذ اور فرش سنگ مرمر کا ہے۔ مزار کے

Marfat.com

نقش و نگار اور فنی خوبیاں بے مثال ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے اوپر گنبد تعمیر کیا گیا۔ مقبرہ کے اندر دو قبریں ہیں ایک قبر آپ کی اور دوسری آپ کی اہلیہ کی ہے۔ آپ کا مزار اقدس شیرانوالہ گیٹ کے باہر ریلوے یارڈ کے قریب محلہ عثمان گنج (میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

تصنیف و تالیف:

آپ نے مندرجہ ذیل رسائل لکھے (۱) توثیق الابہجات شرح درود مستغاث (۲) حج فقیر بر آستانہ پیر (۳) تحقیق الوحد (۴) ظہور الصفات فی جمع الموجودات (۵) قدم بوسی (۶) سرور عشق (۷) حجت ربانی۔ آپ پنجابی زبان میں شعر کہتے۔ آپ کا کلام زیادہ تر نعتیہ ہے۔ جس سے آپ کی محبت کا اظہار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔

آپ کے والد بزرگوار کی پیشین گوئی جو حرف بحرف پوری ہوئی:

فرمایا کہ جب ہمیں شمال کی جانب زمین ملے گی اور ہماری سکونت وہاں ہوگی تو ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو پچیس برس کی بے ریا عبادت ساتھ لائے گا۔ یہ لڑکا اللہ تعالیٰ ہمیں ان پانچ لڑکوں کے بدلہ میں دے گا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے اور پھر واپس لے لیئے۔ یہ لڑکا ظاہری و باطنی علوم کا مخزن ہوگا۔ پھر فرمایا کہ ہم نے چالیس برس کی بے ریا عبادت و ریاضت کے بعد فقیری حاصل کی ہے۔ یہ لڑکا امیری میں فقیری کرے گا۔

عرس مبارک

عرس مبارک تین روز کے لئے ہوتا ہے جمعہ، ہفتہ، اتوار۔ نیز چیت کی پہلی اتوار اور اسوج کی دوسری اتوار۔ یہ دونوں عرس حضرت صاحب خواجہ غلام مرتضیٰ رحمتہ اللہ علیہ فنافی الرسول کے نام سے منائے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ (فنافی الرسول) اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے درمیان گہری دوستی تھی کہ ہردو بزرگ ایک دوسرے کے مرتبہ اور شان

۔ جس جگہ اب محلہ عثمان گنج ہے اس بستی کا نام پہلے بستی بیلہ رام تھا یہ جگہ پہلے غیر آباد تھی مستری احمد بخش نے جو حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب (والد بزرگوار حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی) فنافی الرسول کے خادم خاص تھے آپ کے لئے چار کنال زمین ایک کنوئیں سمیت آپ کو خرید دی۔ اور کھیتی باڑی کا سامان مہیا کر دیا۔ محلہ عثمان گنج ریلوے گودام بادامی باغ لاہور کے متصل واقع ہے۔

Marfat.com

ولائت کے ہم راز اور قائل تھے حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ (فنافی الرسول) عمر میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری سے بڑے تھے اس لئے خواجہ صاحب میاں صاحب کو عزیز جانتے تھے چونکہ موضع قلعہ لال سنگھ شرق پور شریف سے نزدیک ہے دونوں بزرگ وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔

خواجہ صاحب کی ایک عجیب وغریب کرامت

رحلت سے پہلے خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے اس زمین میں دفن کیاجائے جو میرے مرید خاص مستری احمد بخش نے خرید کی تھی اور جو بستی بیلہ رام کے نزدیک ریلوے لائن کے ملحق ہے چنانچہ بعد وصال آپ کا جسد عنصری قلعہ لال سنگھ سے لاہور لایا گیا جب تدفین کا مرحلہ آیا تو ریلوے حکام نے ریلوے لائن کے آس پاس قبر کھودنے سے حکماً منع کر دیا۔ ملک عبد المجید صاحب ریٹائرڈ ڈرافٹسین محکمہ انہار لاہور بیان کرتے ہیں کہ آپ کی زوجہ محترمہ نے مجھے بتایا کہ اس پریشانی کے موقع پر میں حضرت خواجہ صاحب رحمت اللہ علیہ کی چارپائی کے نزدیک گئی۔ اور ان کے کان میں نہائت دھیمی آواز میں کہا "بس اتنی ہی طاقت تھی کہ محکمہ ریلوے والے آپ کو یہاں دفن کرنے نہیں دیتے" تو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بزبان حال فرمایا "کہ قبر اسی جگہ بنے گی میری چارپائی یہاں ہی رہنے دیں کوئی یہاں سے نہ لے جائے" چنانچہ جس ریلوے آفیسر نے قبر کھودنے سے روک دیا تھا اس نے جلد ہی حکم نامہ بھیج دیا کہ قبر بنالی جائے۔ چنانچہ آپ کو موجودہ جگہ جہاں آپ کا مزار ہے دفن کر دیا گیا اللہ اکبر

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

پس معلوم ہوا کہ عباد الرحمان بعد از وفات بھی اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ قوت سے تصرف فرماتے ہیں۔ اور زندہ جاوید ہوتے ہیں۔

Marfat.com

خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت

آپ کے ایک مرید خاص جو سانده کلاں لاہور میں رہائش رکھتے ہیں اس عاجز کو بتایا کہ ۱۹۸۰ میں سرکاری ڈیوٹی کے بعد جب میں گھر آیا تو سیڑھی پر سے گزر رہا تھا جونہی آخری سیڑھی پر پہنچا تو سینہ میں شدید قسم کا درد محسوس ہوا۔ اچانک دل کا دورہ پڑا یہ اتنا مہلک تھا کہ موت سامنے نظر آنے لگی چارپائی پر بیٹھے بیٹھے پیرو مرشد خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ کو میں نے سامنے تشریف فرما دیکھا وہ فرمانے لگے قصیدہ بردہ پڑھو اور خود ہی اس شعر سے ابتدا فرمائی: ؏

فان فضل رسول اللہ لیس له
حد فیعرب عنه ناطق بفم

آپ قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھتے جاتے اور میں دہراتا جاتا تھا یہاں تک کہ درد جاتا رہا اللہ اکبر

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللہ کے فضل و کرم اور پیرو مرشد کی نظر کرم سے آج تک اس بیماری سے محفوظ چلا آ رہا ہوں۔

Marfat.com

حضرت موید الدین ابو محمد سید احمد حسین گیلانی المعروف محبوب ذات رحمتہ اللہ

ولادت پاک: آپ ۲ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ منڈیر سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید نواب علی گیلانی ہے۔ آپ کے جد امجد سید بدر علی گیلانی عہد مغلیہ میں امیر عساکر تھے۔ آپ کے بزرگوں نے تاریخ ساز کارنامے سرانجام دیئے کہ ان کا نام روشن ہے۔ حضرت احمد حسین گیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ نسب والد بزرگوار کی طرف سے امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس طرح آپ حسنی حسینی نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کی کنیت موید الدین ابو محمد' لقب محبوب ذات ہے۔ (ہر ولی اللہ کو لقب عالم بالا میں ملتا ہے اور وہی دنیا میں مشہور کر دیا جاتا ہے۔ جیسے پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کا لقب حضرت کرمانوالا۔ مرزا مظہر جان جاناں کا حبیب الرحمان۔ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی کا انبالہ والامست۔ پاک پتن شریف والوں کا گنج شکر اور فریدالدین۔ خواجہ عبدالصمد صاحب ریتالہ خورد والے حضور صاحب کے لقب سے پکارے جاتے ہیں)

بچپن: اپ کی عمر مبارک چھ سال تھی کہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی پرورش اور تربیت کا بوجھ دادی اماں نے اٹھا لیا۔ بچپن سے ہی آپ پر فقیرانہ رنگ غالب تھا۔ اور بزرگی کے آثار ہویدا تھے۔ طبعی رجحان توحید و رسالت اور خدائے بزرگ و برتر کی طرف تھا۔ جونہی جوانی میں قدم رکھا تو آپ کی نسبت شہباز لامکانی۔ غوث صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے ساتھ قائم ہو گئی۔ آپ نے پیر پیراں محبوب سبحانی کی رہنمائی میں شریعت' طریقت' معرفت اور سلوک کی تمام منزلیں پورے اعتماد اور مکمل کمال کے ساتھ طے کر لیں۔

تعلیم و تربیت: آپ نے مروجہ ظاہری علوم اردو' فارسی۔ عربی میں تکمیل کی۔

Marfat.com

لب و لہجہ اہل زبان جیسا تھا۔ اسی لئے آپ کا بیان پر تاثیر ہوا کرتا تھا۔

عبادت و ریاضت: حضرت محبوب ذات جوانی کے زمانہ میں کوہ مری کے جنگلوں میں جو وحشی درندوں' شیروں اور چیتوں وغیرہ سے بھرے پڑے تھے بے خوف و خطر رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ اگر کسی وقت تھکن یا نیند کا غلبہ محسوس کرتے تو آنکھوں میں مرچیں ڈال لیتے اور عبادت ترک نہ کرتے۔ مری سے ۴۰ کلو میٹر دور کوہالہ کے مقام پر دریائے جہلم میں پاؤں ڈبوئے ساری رات یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ ہمت اتنی بلند تھی کہ کئی کئی دن متواتر پیدل سفر فرماتے مگر چہرہ پر تھکن کے آثار نہ ہوتے۔

کرامت: جب حضرت محبوب ذات کوہ مری کے علاقہ میں عبادت میں مشغول تھے تو ایک بازیاں کے مقام پر آپ کی توجہ سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ جسے باولی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس علاقہ کے عقیدت مندوں نے اصرار کیا کہ حضور! آپ تو اپنے وطن واپس تشریف لے جائیں گے۔ ہمارے لئے کوئی ایسی نشانی چھوڑ جائیں۔ جس سے ہم فیض یاب ہوتے رہیں۔ ہم آپ کو کہاں ڈھونڈتے پھریں گے۔ چشمہ باولی کے پاس ہی ایک درخت تھا۔ آپ نے اس درخت پر توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا "میں اس درخت کو شفایاب کر رہا ہوں۔ یہ سدا بہار رہے گا۔ موسم خزاں کا اس پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ اور نہ ہی خشک ہو گا۔ کوئی پتہ از خود نہیں گرے گا۔ توڑنے سے ہی درخت سے الگ ہو گا۔ ہر پتہ ہر مرض کے لئے شفاء ہو گا۔ مگر ہو گا بہت کڑوا۔ جو کھائے گا۔ شفا یاب ہو گا۔

وطن واپسی: آپ مری کے علاقہ سے لاہور تشریف لائے تو مسجد چینیانوالی میں چالیس روز قیام فرمایا۔ اس دوران آپ بعد از نماز مغرب حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار اور حضرت سید عزیز الدین پیر مکی رحمتہ اللہ کے مزار اقدس پر بلا ناغہ حاضری دیتے رہے۔ جب لاہور سے راولپنڈی تشریف لے گئے تو حضرت بری

Marfat.com

امام شاہ لطیف رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ہر روز حاضر ہوتے رہے۔ اور ان تمام بزرگوں سے روحانی فیض حاصل کیا۔

نصب العین: آپ شب و روز خدمت خلق اور عبادت میں بسر کرتے۔ خدمت خلق اور اتحاد بین المسلین آپ کا نصب العین تھا۔ ہر نماز کے بعد آپ دعا فرمایا کرتے "یا اللہ! اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے گناہ معاف فرما کر انہیں جنت کا مقدار بنا دے۔ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دے۔ انہیں سچا مسلمان بنا دے۔ ان کا ایمان پختہ کر دے۔ دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ عطا فرما۔ توحید کا سکہ روئے زمیں پر چلا۔ اسلام کا جھنڈا ہر مقام پر لہرا دے۔ میرے دوستوں کو اپنے دوستوں میں قبول فرما۔

معمولات: آپ نے اپنے آرام کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا ہوا تھا۔ کئی کئی دن استراحت کے لئے لیٹنے کا موقع نہ ملتا۔ موقعہ ملتا تو نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن' درود شریف اور وظائف کے بعد قدرے استراحت فرماتے۔ اکثر نو وارد لوگ اس وقت بھی استراحت میں مخل ہوتے تو برا نہ جانتے۔ بخوشی ملاقات فرماتے۔ تمام رات عبادت الٰہی نوافل یا محافل میں ارشادت عقائد و بیان میں گزر جاتی۔ عمر کے آخری دس بارہ سال میں مصلہ نماز پر ہی نصف شب کے بعد لیٹ جاتے۔ جو لوگ دعا کے لئے حاضر ہوتے۔ ان سے فرماتے۔ "فیس لگے گی" یہ فیس نماز کی پابندی ہوتی۔ فرماتے۔ "جو پنج گانہ نماز پابندی سے ادا کرے گا۔ انشاء اللہ اس کے تمام کام خود بخود درست ہو جائیں گے" آپ ہر آنے والے کو نماز قائم کرنے کی تلقین فرماتے۔

غذا: آپ کی غذا کی مقدار بہت کم تھی۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک مرتبہ کھانا کھاتے۔ دوپہر کا رکھا ہوا کھانا وقت تہجد کے بعد تناول فرماتے۔ اگر کبھی اس وقت بھی طعام میسر نہ آتا تو پھر ۲۴ گھنٹے انتظار فرماتے۔ وقت مقررہ پر ہی کھاتے۔ بھوک سے اضطراب اور بے قراری نہ ہوتی۔ باسی روٹی شوق سے تناول فرماتے۔ ارشاد ہوتا۔ "لوگ خدا جانے باسی روٹی کیوں پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ ذکر الٰہی کرتی رہی ہے اور اس کا زمانہ حضور

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تازی روٹی کی نسبت قریب ہے۔ اس لئے با برکت ہے۔ اور اس کی لذت ہی کچھ نرالی ہے" نماز ظہر کے بعد آپ اپنے حجرہ میں تشریف رکھتے۔ بیماروں کے لئے صحت کی دعا فرماتے۔ بیواؤں' یتیموں کی مالی امداد فرماتے۔ کبھی پارچات' روپیہ پیسہ سے۔ ۱۹۴۷ء میں مہاجرین کی امداد کی۔ ۱۹۵۰ء میں سیلاب زدگان کی بھرپور اعانت فرمائی۔ آپ کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہ جاتا۔

تبلیغ : آپ تبلیغ کے سلسلہ میں سفر میں رہا کرتے۔ تیس سال تک مختلف شہروں بنارس' انبالہ' نینی تال' بھیل پور' کلکتہ' لکھنؤ میں ہندوؤں کو تبلیغ دین کرتے رہے۔ آپ سے ملاقات کے لئے جو بھی غیر مسلم آتا۔ آپ اس کے مذہب کے مطابق تعلیم دیتے۔ اور ساتھ ساتھ اسلامی اصولوں بالخصوص توحید رسالت سے روشناس کرتے۔ اسی طرح ایک وقت آ جاتا کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو کر نماز' روزہ کا پابند ہو جاتا۔ آپ مریدین پر سختی نہ فرماتے۔ اور نہ ہی چلہ کشی کرواتے" اہل تشیع' اہل حدیث مسلک سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کرتے اور مختلف مسائل اسان طریق سے حل فرما کر انہیں مطمئین واپس کرتے۔

اخلاق : آپ اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ گفتگو ایسی پر تاثیر ہوتی کہ سامعین کے دل میں اتر جاتی "اللہ ہو" کا ذکر بلند آواز سے ہوتا۔ ظاہری طور پر کان سنتے مگر باطن سے دل کی دھڑکن سے "اللہ ہو" کی آواز سنائی دیتی۔ آپ جہاں جہاں بھی تشریف لے جاتے۔ جمعہ المبارک میں خطبات سے سامعین کے دلوں کو غفلت سے بیدار فرماتے۔ مومن بننے کی تلقین فرماتے۔ عوام الناس کے تنازعات اور متنازعہ مسائل حل فرما دیتے۔ آپ کی کسر نفسی مشہور تھی۔ اگر کوئی مرید یا عقیدت مند آپ کی تعریف کرتا تو آپ فرماتے۔ "اس اللہ کی تعریف کرو جو وحدہ لا شریک ہے۔ تمام تعریفیں اسی کو سزاوار ہیں۔ وہی خالق کائنات اور قادر مطلق ہے۔ آپ عزیز و اقارب اور لواحقین کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے لئے ان کے گھر جاتے اور حال احوال دریافت فرماتے۔ محبت بھرا کلام کرتے کہ ان کے غم غلط ہو جاتے۔ حتی المقدور ان کی روحانی یا دنیاوی

Marfat.com

غرض پوری کرتے۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ آپ کے رشتہ دار اور عوام الناس آج تک ان کے حسن اخلاق کو یاد کرتے ہیں۔

آپ کا مقام: آپ باکمال صاحب طریقت بزرگ تھے۔ آپ نے ایک ہی نشست میں سینکڑوں طالبوں کے قلوب زندہ کر دیئے۔ آپ منازل سلوک باآسانی طے کرا دیا کرتے۔ آپ کی خدمت میں بیمار آتا تو شفا یاب ہو کر جاتا۔ پریشان حال آتا تو سکون حاصل کر کے جاتا۔ گنہگار آتا تو تائب ہو کر گناہوں سے پاک ہو کر جاتا۔ شریعت' طریقت سے متنفر آتے تو گرویدہ ہو کر جاتے۔ غیر متشرع آتے تو متشرع بن کر جاتے۔

اولاد: آپ کے چار فرزند ارجمند ہیں۔ بڑے صاحبزادہ صاحب سید افضال حسین گیلانی سجادہ نشین اول ہیں۔

رحلت پاک: آپ کا وصال بروز چہار شنبہ ۲۱ شعبان المعظم مطابق ۸ فروری ۱۹۶۱ء صبح ۸ بجے ہوا۔ اس وقت عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔ مزار مبارک شایان شان طریقے سے تعمیر کیا گیا ہے۔ ہر سال عرس[1] مبارک ۲۱ شعبان المعظم کو تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ متوسلین اور عقیدت مند دور دور سے حاضر ہو کر دعا میں شامل ہو کر سکون اور راحت حاصل کرتے ہیں۔

---

[1] یہ عاجز ۱۹۶۶ء میں سرگودھا پوسٹل ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔ تو ایک کلرک آپ کے عرس مبارک کے موقعہ پر رخصت کے لئے میرے کمرہ میں مجھ سے ملاقی ہوا۔ اور رخصت کے لئے درخواست پیش کی۔ میں نے فوراً منظور کر لی اور کہا کہ آئندہ خود آنے کی ضرورت نہیں۔ بروقت درخواست بھیج دیا کرو۔ ضرور منظور کر لی جایا کرے گی۔ اس سے قبل اس بزرگ ہستی کے حالات سے آگاہی نہ تھی۔

Marfat.com

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین

حضرت مولوی محمد حسین قیس

چشتی سیمانی دینانگری رحمۃ اللہ علیہ
کے مختصر حالات زندگی

ولادت باسعادت و خاندان:

حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سیمانی دینانگری ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب بھارت) ایک دینی علمی اور صوفی گھرانے میں ۱۴۔ اپریل ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی مولوی دین محمد۔ دادا کا نام حکیم الٰہی بخش اور پردادا کا نام مہر گلاب تھا۔ مہر گلاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں شہر دینانگر کی ایک اہم شخصیت تھے۔ حکیم الٰہی بخش صاحب اپنے وقت کے مشہور طبیب تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حکیم صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ بغاوت کے الزام میں انگریز سرکار نے آپ کی تمام جائیداد ضبط کر لی۔ حکیم صاحب کا وصال ۱۹ نومبر ۱۸۹۹ء میں ہوا حضرت مولوی محمد حسین قیس کے والد گرامی مولوی دین محمد عالم علوم ظاہری و باطنی اور صاحب وجد و حال تھے۔ ان کا روحانی تعلق حضرت سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ انبالوی سے تھا۔ اور ان سے ہی مولوی دین محمد صاحب نے فیض کثیر پایا۔

تعلیم و تربیت:

حضرت ممدوح کے والد گرامی مولوی دین محمد نے جب درویشی اختیار کر لی تو حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سیمانی کے دادا حکیم الٰہی بخش نے آپ کو اپنی کفالت و تربیت میں لے لیا آپ نے اپنے دادا جان سے عربی' فارسی' دینی اور طب کی تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان مشن ہائی سکول امرتسر (مشرقی پنجاب بھارت) سے پاس کرنے کے بعد کچھ عرصہ ملازمت اختیار کی۔ مگر چونکہ طبیعت شروع سے ہی تصوف کی طرف مائل تھی۔ ملازمت چھوڑ کر پیر کامل کی تلاش میں نکل پڑے۔

Marfat.com

پیر کامل کی تلاش:

پیر کامل کی تلاش میں آپ نے متعدد سفر اختیار کیے مشہور مقامات مقدسہ پر چلہ کشی کی۔ اپنے وقت کے مشہور اولیائے کرام اور بزرگان دین کی خدمت میں حاضر رہے۔ جن ایام میں آپ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں محکمہ ریلوے میں ملازم تھے ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ آپ اپنے کمرہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک ایک مرد پیر سفید ریش بزرگ کو اپنے سامنے پایا تو آپ نے فوراً" اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے آپ کو ایک سفید کاغذ دیا۔ جس پر نورانی حروف میں جلی قلم سے اللہ لکھا ہوا تھا۔ جونہی آپ نے وہ متبرک کاغذ ہاتھ میں لیا وہ بزرگ نظروں سے غائب ہو گئے۔

کچھ عرصہ سے آپ کی خط و کتابت لواری شریف (علاقہ سندھ) کے ایک بزرگ محمد سعید کابلی سے تھی۔ آخر انہوں نے آپ کو لکھا کہ تمہارا حصہ دہلی میں ہے۔ تمہیں وہاں جانا چاہیے۔ اور وہیں سے تمہیں فیض حاصل ہو گا۔ آپ نے ملازمت ترک کر دی۔ براستہ لاہور دہلی روانہ ہوئے لاہور میں آپ باغبانپورہ کے متصل خانقاہ حضرت وڈے میاں صاحب میں حافظ محمد دین سجادہ نشین کے پاس شب باش ہوئے۔ ان سے بھی آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کا حصہ دہلی میں ہے۔ یہ مزید اشارہ غیبی پا کر آپ دہلی روانہ ہو گئے۔

دہلی میں آمد:

دہلی میں آپ چند بزرگوں اور سجادہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر دل کی تشنگی نہ بجھی۔ واپسی کا ارادہ کر لیا۔ حسن اتفاق کہ آپ کی ملاقات مولانا غلام احمد صاحب مالک مسلم پریس دہلی سے ہو گئی۔ آپ کے حالات سننے کے بعد وہ آپ کو کوچہ پنڈت میں حضرت پیر جی خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فخری۔ فریدی سلیمی دہلوی کے در دولت پر لے آئے۔ انہوں نے آپ کو تخلیہ میں ملاقات کا شرف بخشا۔ فرمایا عشاء کے بعد یہ الفاظ پڑھ کر سو جانا۔ جو خواب میں دیکھو فقیر کو بتا دینا۔ اس ارشاد پر تین رات عمل کیا۔ تیسری رات آپ کے خواب میں وہی بزرگ آئے جنہوں نے لائل پور میں آپ کو لفظ اللہ کاغذ پر لکھا ہوا دیا تھا۔ ان بزرگوں کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور فرما رہے تھے "تمہارا ہی انتظار ہے" صبح خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فخری فریدی سلیمی سے جب خواب کا حال بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ لائل پور واپس جاؤ اور میرے خط کا انتظار کرو۔

Marfat.com

بیعت:

تعلیل شادی میں آپ بائل پور چلے آئے۔ ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ کے آخری عشرہ میں آپ کو حضرت خواجہ دہلوی کا نوازش نامہ ملا اس میں ایک اور خط حافظ محمد موسیٰ تونسوی کے نام تھا۔ حکم یہ تھا کہ تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خاں) جائیں اور یہ خط حضرت حافظ محمد موسیٰ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ چنانچہ آپ تونسہ شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت حافظ محمد موسےٰ چشتیاں شریف قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت کیلئے تشریف لے جا چکے ہیں۔ شوق زیارت میں آپ چشتیاں پہنچے اور حضرت دہلوی کا نامہ مبارک حضرت حافظ محمد موسےٰ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے حافظ صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو دو دفعہ خواب میں تشریف لا چکے ہیں۔ اور غلغلہ بلند کیا تھا۔ چنانچہ اس طرح ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ چشتیاں شریف کی مبارک بستی میں آپ حضرت حافظ محمد موسیٰ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت حافظ صاحب نے آپ کو بیعت کرتے وقت فرمایا "میں بہت دیر سے میاں محمد حسین کا منتظر تھا۔ اب ان کے بعد میں نے کسی کو مرید نہیں کرنا۔ بلکہ برخوردار حامد میاں کو اجازت دے دی ہے۔ اس کے بعد آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اے میاں محمد حسین! اب فقیر کا وقت قریب ہے۔ تم دہلی صاحبزادہ عبدالصمد کے پاس چلے جاؤ۔ تمہاری تکمیل وہاں ہوگی۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔ میں اور وہ ایک ہی ہیں"

حضرت حافظ محمد موسیٰ تونسوی:

آپ خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں ان کی تاریخ ولادت ۱۹ ربیع الاول ۱۲۶۹ھ ہے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کرنے کے بعد مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ والد گرامی نے ہی خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ واصل بحق ہو گئے۔

دہلی میں قیام اور حصول نعمت:

اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی کے ارشاد گرامی کے مطابق آپ محرم ۱۳۲۴ھ میں مستقل طور پر حضرت پیرجی خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فریدی سلیمی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے تقریباً پینتیس سال خواجہ صاحب کی خدمت میں رہ کر تمام اوراد' وظائف اور نعمت ہائے باطنی حاصل کیں۔ حضرت قبلہ دہلوی نے اپنے وصال سے قبل آپ کو تحریری خلافت نامہ عطا فرمایا۔ مولوی محمد حسین قیس اپنے پیرو مرشد کے بہت منظور نظر تھے۔ اور آپ کے

Marfat.com

خلفائے عظام میں سے تھے۔ حضرت خواجہ عبدالصمد فخری فریدی سلیمی حضرت خواجہ سلیم چشتی (فتح پور سیکری) کی اولاد میں سے تھے۔ قیام دہلی کے دوران میں آپ نے اپنے پیرو مرشد خواجہ عبدالصمد فخری کی ایسی بے مثال خدمت کی۔ جس کی نظیر سالکین عہد قدیم کے حالات میں ہی ملتی ہے۔ سفرو حضر میں آپ پیرو مرشد کے ساتھ رہے۔ اور آپ کی خدمت میں ہر لحمہ مستعد رہتے۔ خواجہ عبدالصمد فخری فریدی سلیمی بھی آپ کو اپنے فرزندوں کی طرح جانتے۔ گو آپ نے بہت طویل مجاہدے کئے۔ لیکن دہلی میں طویل قیام کے دوران پیر طریقت کی ہمہ وقت خدمت کا مجاہدہ سب سے بڑھ کر تھا۔ یہاں تک کہ آپ کی جملہ حرکات و سکنات اپنی خواہش کے مطابق نہ تھیں۔ بلکہ حضرت قبلہ پیر طریقت کی خواہش و مرضی کے مطابق ہوتیں

آپ اپنے پیرو مرشد کی نظر میں:

ایک مرتبہ بھری مجلس میں حضرت خواجہ فخری سلیمی صاحب نے فرمایا "فقیر نے مولوی محمد حسین کو اس کی والدہ سے مانگ تو لیا ہے اب اللہ ہی کے ہاتھ میں شرم ہے"۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بہت سے لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ کوئی شادی کا خواہش مند تو کوئی ادائے قرض کا۔ کوئی دست غیب کا تو کوئی رجوع خلائق کا۔ کوئی حُب کا کوئی تسخیر کا۔ ایسا کوئی نہ آیا جو اللہ کا طالب ہو مگر ایک شخص اور وہ ہے مولوی محمد حسین۔

معمولات:

آپ تہجد کے وقت بیدار ہوتے۔ نوافل سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن مجید اور دیگر وظائف میں نماز فجر تک مشغول رہتے۔ نماز فجر کے بعد اشراق' چاشت تک اپنے اوراد وظائف پڑھتے۔ پھر تصنیف و تالیف اور مطالعہ میں مصروف رہتے۔ اور ساتھ ساتھ آنے جانے والوں' مریضوں' حاجت مندوں کی باتیں سنتے۔ کسی کو دعا' کسی کو تعویذ اور کسی کو نصیحت فرماتے۔ دوپہر قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے پھر تلاوت کلام اللہ اور وظائف یا لکھنے پڑھنے میں مشغول ہو جاتے۔ نماز عصر کے بعد حلقہ احباب ہوتا۔ یہ محفل خاص نماز مغرب تک رہتی۔ اس مجلس میں حالات حاضرہ' شعرو شاعری' علم و حکمت' دین و دانش اور سلوک و معرفت کے بارے میں گفتگو ہوتی۔ آپ حکایات اولیاء اللہ سناتے۔ اور تصوف کے رموز و اسرار بیان کرتے۔ کبھی کبھی کسی ملفوظ شریف سے پڑھتے اور تشریح کرتے۔ نیز ساتھ ساتھ چائے بناتے اور حاضرین کی تواضع چائے اور شیرینی سے کرتے۔ مغرب

Marfat.com

سے عشاء تک اوراد وظائف میں مشغول رہتے اور بعد نماز عشاء جلدی سو جاتے۔ سفر و حضر میں اپنے معمولات کی پابندی کرتے۔

عادات و اطوار:

آپ نہایت زاہد و عابد، متقی و پرہیز کار، مخلص و ملنسار اور حلیم الطبع بزرگ تھے۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ جوانوں۔ امیروں اور غریبوں سے یکساں سلوک اور محبت کرتے تھے۔ علماء اور فقراء کی بہت عزت اور خدمت کرتے۔ مہمان نواز تھے۔ آپ کسی سے ناراض نہ ہوتے تھے۔ اگر کبھی ایسا موقعہ آتا تو فوراً معاف کر دیتے۔ عبادت کے بعد آپ اپنے آپ کو درس و تدریس، تصنیف و تالیف یا خدمت خلق میں مصروف رکھتے۔ آپ طبیب بھی تھے یہ آبائی پیشہ تھا۔ دور دور سے مریض آتے اور شفا پاتے۔ دوائیں خود تیار کرتے دوستوں اور حاجت مندوں کو مفت عطا کرتے۔ قرآن پاک کی آیات کو رنگین قطعات میں لکھنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ قطعات لکھتے۔ فریم کرواتے اور احباب کو تحفتہ" پیش کرتے۔ آپ کو محفل میلاد کے انعقاد کا بہت شوق تھا۔ اپنے یہاں ہر ماہ محفل میلاد منعقد کرتے۔ نعتیہ کلام پڑھتے۔ وعظ فرماتے اور خود ہی درود سلام پیش کرتے۔ حضور نبی کریم کی ذات اقدس سے والہانہ عشق تھا۔ فرمایا کرتے "کہ میری دو ہی خواہشیں ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنائے اور میں سنوں دوسری یہ کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سناؤں اور دوسرے سنیں"

سیر و سیاحت:

سیروا فی الارض کے مطابق آپ نے سیر و سیاحت بھی بہت کی۔ ہندوستان کے بیشتر مقامات مقدسہ کی زیارتیں کیں۔ بغداد شریف میں حاضری کے دوران کا ایک عجیب واقعہ آپ نے اپنی "آپ بیتی" میں لکھا ہے۔ کہ میں نے چاہا کہ بغداد شریف میں جتنا عرصہ قیام ہے کوئی ملازمت کر لوں اس سلسلہ میں ایک عرب مجھے ایک عرب شیخ کے پاس لے گیا۔ اس وقت میں عربی زبان سے ناواقف تھا۔ عرب نے اس شیخ سے عربی زبان میں کچھ کہا۔ اس عرب شیخ نے ایک رجسٹر میں میرے کوائف درج کیے اور مجھے دستخط کرنے کیلئے کہا۔ میں رجسٹر میں دستخط کرنے والا ہی تھا کہ کوئی مجھے پیچھے سے گھسیٹ کر لے گیا۔ اور کہنے لگا یہ غلاموں کی منڈی ہے۔ وہ عرب تمہیں بیچ رہا تھا۔ دستخط مت کرو، دستخط مت کرو، بھاگ جاؤ۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ میں نے یہ واقعہ دربار عالیہ حضرت غوث اعظم کے سجادہ

Marfat.com

نشین کو سنایا۔ انہوں نے اس بزرگ کا حلیہ دریافت کیا۔ حلیہ بتانے پر سجادہ نشین صاحب نے فرمایا وہ تو خود غوث الاعظم ہی تھے۔ جنہوں نے تمہیں غلام بننے سے بچالیا۔ اللہ اکبر۔

تصنیف و تالیف:

آپ کو ادب' شاعری' طب' اخبار نویسی اور تصنیف و تالیف سے خاص دلچسپی تھی۔ ۲۷ کے قریب کتابیں لکھیں۔ ۱۴۱ کے قریب قلمی مسودات تھے جو قیام پاکستان کے وقت ہندوستان میں رہ گئے۔ آپ نے ایک ماہنامہ "روحانی پیغام" بھی جاری کیا جس کے خریدار ہندوستان سے باہر ترکی' ایران' سری لنکا اور افغانستان میں بھی تھے

آخری ایام:

قیام پاکستان کے بعد آپ نے کچھ وقت لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں گزارا۔ لائل پور قیام کے دوران آپ پر دائیں طرف فالج کا حملہ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو ہوا علاج کے بعد صحت یاب ہو گئے اور راولپنڈی چلے گئے۔ راولپنڈی میں اکتوبر ۱۹۵۱ء کو بائیں طرف فالج کا شدید حملہ ہوا۔ علالت کے دوران قاری صاحب سے روزانہ کئی بار قرآن پاک سنتے' بزرگان دین کے حالات سنتے اور سناتے۔ جمعرات کے دن قبل دوپہر غسل کیا۔ پاک صاف کپڑے پہنے۔ ہر ایک سے خوب باتیں کیں۔ بچوں سے پیار کیا۔ عصر کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ مغرب کے بعد روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ اسلامیہ ہائی سکول کی جامع مسجد کے قریبی وسیع میدان میں ادا کی گئی۔ آپ کی حسب خواہش آپ کو درگاہ سادات میں بطور امانت دفن کیا گیا۔ تقریباً تین ماہ بعد اپ کا جسد پاک فیصل آباد لا کر ۷ افروری ۱۹۵۲ء کو جامعہ چشتیہ سرگودھا روڈ میں دفن کر دیا گیا جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے

پس ماندگان:

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ' ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے۔ بیٹوں میں سے ممتاز احمد اکبر چشتی جن کی بیعت حضرت والد صاحب سے ہے اور آپ سے ہی خلافت اور اجازت حاصل ہے درگاہ چشتیہ کے سجادہ نشین ہیں

Marfat.com

جامعہ چشتیہ :۔ ادارہ جامعہ چشتیہ آپ کی یادگار کے طور پر قائم کیا گیا تھا جامعہ چشتیہ ہائی سکول گورنمنٹ کی تحویل میں چلا گیا جامع مسجد چشتیہ میں پروفیسر افتخار احمد چشتی آپ کے فرزند اکبر جمعہ کی نماز پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔

عرس مبارک :۔ سالانہ عرس مبارک بعد نماز عصر شروع ہوتا ہے۔

حضرت قبلہ کا شمار ان اولیائے کرام اور فقرا مین ہوتا ہے جنہوں نے انیسویں صدی کے نصف اول میں علم و رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کئے رکھیں آپ کی ساری زندگی عشق رسول میں گزری آپ نمود و نمائش کو ہرگز پسند نہ فرماتے آپ کے شاگردوں دوستوں اور مداحوں کا حلقہ بہت وسیع تھا لیکن آپ نے خانقاہ بنا کر بیٹھنے اور مریدین کی کثیر تعداد کو کبھی پسند نہ فرمایا بلکہ فقیری کو اپنایا لوگ اطراف واکناف سے آتے اور فیض یاب ہوتے تاریخ وفات ۷ صفر ۱۳۱۷ھ ہے۔

شعر و شاعری :۔ آپ کو شعر و سخن کا ذوق بچپن سے تھا۔ ابتدائی دور میں مشاعروں میں بھی شرکت فرماتے تھے۔ آپ کے کلام میں نظمیں بھی ہیں اور غزلیں بھی۔ مگر زیادہ تر کلام نعتیہ ہے۔ چند اشعار تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔

طالب میں تیرا ہوں میرا مطلوب ہے تو
خوب ہے تو تیری قسم خوب ہے تو
صورت تری اجمل تری سیرت اکمل
ہر شان میں اللہ کا محبوب ہے تو

○○○

کرو عرض سرکار امت تری
ہے خستہ و ناچار امت تری
ہے نادار بے کار امت تری
سراسر گنہگار امت تری
نظر اک رحمت کی۔ سرکار ہو
تو منجدھار بیڑا جھٹ پار ہو

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین

جناب حکیم خادم علی صاحبؒ

کے مختصر حالات

(از خواجہ عطاء اللہ خاں بازار کلاں سیالکوٹ)

سیالکوٹ شہر کو علم و فضل کا مرکز اور اولیاء کبار کا مولد و مسکن و آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ ان اولیاء کرام میں موجودہ دور کے زبدۃ العارفین فخر ولایت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت قبلہ حکیم خادم علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اور اسم گرامی زبان زد خلائق عام ہے۔

آپ کی تاریخ پیدائش مبارک 15 فروری 1883ء مطابق 5 ربیع الثانی 1300 ہجری ہے۔ آپ کا خاندان قدسیہ کئی پشتوں سے علم و حکمت اور شرافت و نجابت زہد و تقویٰ میں مشہور و معروف ہے۔ آپ کے والد مکرم حضرت حکیم احمد دین صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ روزانہ ۸۰ مرتبہ سورہ یٰسین مبارکہ تلاوت فرماتے تھے اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کے جد بزرگوار حضرت غلام محمد صاحب قادری بھی بڑے روشن ضمیر صاحب علم و فضل و کمالات کے حامل تھے۔ قبلہ حکیم صاحب موصوف کے برادر عزیز جناب حکیم حامد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی بڑے فیاض شریعت مطہرہ کے سخت پابند اور نہایت عبادت گزار تھے۔

قبلہ حضرت حکیم صاحب پہلے موضع کوٹلی میں مقیم تھے لیکن یہ جگہ طالبان فیض کے لیے ناکافی تھی چنانچہ آپ نے سیالکوٹ شہر کو اپنا دار القیام اور مرکز فیض بنایا سیالکوٹ میں حکیم خادم علی روڈ آپ کے نام مبارک سے ہی منسوب ہے۔

آپ کے پر دادا مرشد حضرت قبلہ عالم باباجی صاحب نور محمد صاحبؒ چورہ شریف والے ہیں۔ اور دادا مرشد حضرت قبلہ حضور بابا فقیر محمد صاحب چوراہی اور مرشد و ہادی حضرت قبلہ حافظ عبد الکریم صاحبؒ عید گاہ راولپنڈی والے ہیں۔ جن کے آپ خلیفہ مجاز ہیں تمام خاندان چورہ شریف نیر تاباں ہے جن کے انوار و تجلیات

Marfat.com

ملک کے طول و عرض میں جلوہ فشاں ہیں۔

حضرت قبلہ قدوہ السالکین حکیم خادم علی صاحبؒ نہایت مخیر تھے کسی کا سوال رد نہ کرتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور عطاء فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ شہر کے علماء کرام کے نام بطور ہدیہ رقومات بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماتے آپ شاعر بدل بھی تھے مناجات و نعت ہائے نہایت عمدہ تحریر فرماتے تھے ہر ایک سے نہایت محبت اور اخلاص سے ملتے ہر کوئی ملنے والا یہی سمجھتا تھا کہ آپ سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہیں۔

اخفاء اور بخل سے بہت دور تھے۔ کوئی شخص نسخہ یا دوائی کے متعلق دریافت کرتا تو بلا کم و کاست اسکو نسخہ تحریر فرمادیتے۔

مختلف امراض جسمانی کے علاج کے لیے آپ طبی اور روحانی دونوں طرح سے توجہ فرماتے اور شاید ہی کوئی مریض ایسا ہو جو آپ کے مطب سے شفایاب ہو کر نہ گیا ہو۔ غرباء کا علاج مفت کرتے اور جیب سے اور بھی عطاء فرماتے کہ ضروری خوراک خرید کر سکے۔

باوجود پیرانہ سالی کے آپ نہایت متحرک تیز رفتار اور چاق و چوبند تھے۔ پیدل چلنا بہت پسند فرماتے۔

الحاج میجر نواب خاں جنجوعہ صاحب (مرحوم مغفور) کو آپ نے مسند خلافت عطاء فرمائی۔ آپ کا وصال مورخہ 71-8-21 کو سیالکوٹ میں ہوا۔ نماز جنازہ بوقت عشاء علامہ اقبال گراؤنڈ میں آپ کے صاحبزادہ صاحب حکیم عبدالحئی صاحب نے پڑھائی لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی آپ کا مزار پاک قبرستان شہیداں حکیم خادم علی روڈ سیالکوٹ میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

باب ششم

اصلاحِ معاشرہ

Marfat.com

اصلاحِ معاشرہ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥

(ترجمہ - اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو - اللہ یقیناً ان سب اعمال سے واقف ہے جو تم کرتے ہو)

قرآن کریم نے اسلامی معاشرہ کی تشکیل لسانیت نسل، حسب نسب اور جاہ و منصب پر نہیں کی بلکہ ایمان اور کفر پر کی ہے۔ مسلمان بلا امتیاز نسل اور زبان ایک طبقہ ہیں اور کفار (غیر مسلم) دوسرا طبقہ۔ لہٰذا معاشرہ میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ اسے دور کرنے کیلئے ہمیں اسلامی اصولوں کا سہارا لینا ہو گا۔ غیر مسلم اقوام کی تقلید سے یہ مسئلہ حل نہ ہو سکے گا۔ اور ایسی تجارت میں مسلمانوں کو خسارہ ہی خسارہ ہے لہٰذا اسلامی تہذیب و تمدن پر عمل پیرا ہونے سے ہی یہ بگاڑ دور کیا جا سکتا ہے۔

معاشرہ میں بگاڑ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ایک سیلاب ہے جو رو۔کر نہیں رکتا۔ اصلاح احوال کی تمامتر کوششوں کے باوجود خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔

علاقہ میں فتنہ فساد کی آگ بھڑکا کر لوٹ مار قتل و غارت کا بازار گرم کر کے راتوں رات دولت مند بننے کی حرص سے ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہمیں دنیا کی یہ چند روزہ زندگی اُخروی زندگی سے جو عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ زیادہ عزیز ہے جائیداد کے تنازعات شریعت اسلامی کے مطابق طے کر لینے کی بجائے ہم زور بازو سے اپنی حرص و ہوا کے تحت حل کرنے کی خواہش میں تشدد فتنہ فساد پر اتر آتے ہیں اور اپنے ہی عزیز رشتہ داروں کا خون بہاتے ہیں۔ پھر قتل و غارت اور لوٹ مار کے سنگین نتائج سے بچ نکلنے کے لئے جھوٹی شہادتیں تلاش کرتے ہیں اور لاکھوں خرچ کر دیتے ہیں۔

راتوں رات دولت مند بننے کی خواہش میں ہم ڈاکہ زنی، راہزنی اور قتل و غارت سے باز نہیں آتے بلکہ گھروں میں گھس کر بے گناہ بے قصور عورتوں کی بے حرمتی سے بھی نہیں چوکتے، نہ خوف خدا نہ خوف آخرت یہ شیطانی سیلاب بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور قوم ان حالات میں ایک تماشائی بن کر رہ گئی ہے۔ نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے بہت کم نظر آتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ اے لوگو! نیکی کا حکم کیا کرو اور برائی سے روکا کرو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے پھر تم دعائیں مانگو اور وہ (دعائیں) قبول نہ ہوں تم استغفار کرو وہ (خدا) تمہیں بخشے ہی نہیں"۔

قرآن مجید کی سورت الاعراف کی آیت 56 میں ہر قسم کی فتنہ انگیزی سے منع کیا گیا ہے

ترجمہ:- اور نہ پھیلاؤ فساد زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور دعا مانگو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے نیکو کاروں کے"۔ بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں گھس کر مال و متاع لوٹنا' اہل خانہ کو ہراساں کرنا' مستورات کی بے حرمتی کرنا فتنہ انگیزی نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی ایک فعل بد کا تجزیہ کیجئے۔ تو رب ذوالجلال کے کتنے احکام کی ہم خلاف ورزی کرتے ہیں:-

	سورۃ	آیت	سورۃ	آیت	سورۃ	آیت	سورۃ	آیت
بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا	—	—	—	—	—	—	۲۴	۲۷
دھاندلی سے مال کھانا	—	—	—	—	۲	۱۸۸	۴	۲۹
فتنہ فساد پھیلانا	—	—	—	—	۲	۶۰	۷	۵۶
سزا سے بچنے کیلئے جھوٹی شہادت دینا اور حق کو چھپانا	—	—	—	—	۲	۴۲	۴	۱۳۵
جزا سزا حشر نشر سے بےخوفی جس کی بنا پر الٹے کام کرتا ہے؟	۳	۳۰	۶	۱۶۴	۸	۵۱	۲۹	۵۷
اللہ سے ڈرو۔	—	—	—	—	۲	۲۳۳	۳	۲۰۰

زمانہ جاہلیت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پاک سے پہلے کا زمانہ) میں اہل عرب کچھ ایسے ہی افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے تھے مگر وہ تو روز آخرت سے بے خبر تھے اور جزا سزا سے بے خوف' ہم تو مسلمان ہیں اور شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کے پابند' مگر ہم ایسے بے خوف ہو چکے ہیں کہ بداعمالیوں میں اہل عرب سے کہیں آگے نظر آتے ہیں۔ وہ تو حشر نشر سے بے خبر تھے مگر ہم خبر رکھتے ہوئے فتنہ فساد سے باز نہیں آرہے۔ یہی عرب جب اسلام کے دامن عافیت میں آ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی برحق مان لیا تو وہ امن و امان کے علمبردار بن گئے اپنی غلطی لغزش تسلیم کرتے اور شریعت اسلامی کی سزا بخوشی قبول کرتے۔ اسلامی احکام سے سرمو اعراض کہیں نظر نہ آتا تھا۔ اس ضمن میں عہد فاروقی کا ایک واقعہ قارئین کرام کے پیش نظر ہے:-

دور دراز سے ایک مسافر مدینہ منورہ میں کسی غرض سے وارد ہوا۔ اُس

Marfat.com

سے ایک مقامی شخص کا قتل وقوع میں آیا۔ مقتول کے ورثاء نے انصاف چاہا۔ قصاص میں اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ مسافر نے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی۔ تاکہ اپنے کم سن بچوں کو کسی کے سپرد کر آئے۔ اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ اسی دن اس گھڑی واپس آجائے گا۔ قاضی نے ضمانت چاہی مجمع پر اس مسافر نے نظر دوڑائی تو حضرت سلمانؓ فارسی پر جاکر رکی۔ اشارہ سے بتایا کہ میرے ضامن یہ ہیں۔ نہ جان نہ پہچان مگر حضرت سلمان فارسیؓ ضامن بن گئے وہ مسافر جس کا اتہ پتہ کسی کو بھی نہ تھا ایک جانب روانہ ہو گیا۔ گھر کے ضروری انتظامات میں وقت کچھ زیادہ ہی لگ گیا۔ واپسی کا وقت تنگ سے تنگ تر ہوتا جا رہا تھا۔ مدینہ منورہ سے باہر لوگ اس مسافر کے انتظار میں جمع تھے مگر مسافر کی واپسی کے آثار کسی جانب سے بھی نظر نہ آرہے تھے۔ مجمع میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ اگر وہ مسافر واپس نہ آیا تو کیا حضرت سلمانؓ فارسی کا چراغ زندگی ضمانت کے باعث گل کر دیا جائے گا اور یہ متاع عزیز ہم سے ہمیشہ کے لئے چھن جائے گی۔ چہرے اداس اداس سے تھے کہ کسی نے دور افق میں گرد و غبار اڑتا ہوا دیکھا۔ گمان غالب یہی رہا کہ وہ مسافر تیز رفتاری سے واپس آرہا ہو گا۔ چنانچہ گرد و غبار سے وہی مسافر وارد ہوا۔ سب کی جان میں جان آئی۔ وہ مسافر معذرت خواہ ہوا کہ کچھ مسافت زیادہ، کچھ بچوں کے واویلا نے واپسی میں تاخیر کر دی۔ اس طرح کی وعدہ ایفائی پر لوگوں کے دلوں میں اس مسافر کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا۔ کہ اس نیک دل مسافر نے محض خوف خدا اور خوف آخرت سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمارے بزرگ ترین اصحابی حضرت سیدنا سلمان فارسی کی جان بچائی۔ مسافر کو اس نیک عمل کا بہترین صلہ ملنا چاہئے۔ مقتول کے ورثاء دیت پر راضی ہو گئے بیت المال سے دیت کی رقم ادا کر دی گئی۔

قارئین کرام اُس زمانے کے معاشرہ اور زمانہ حال کے معاشرہ میں تفاوت ملاحظہ فرمائیں یہ روشنی اور تعلیم و تربیت کا زمانہ ہے مگر شیطان مردود اعمال بد خوشنما بنا کر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس لئے ہم میں نہ خوف خدا اور نہ ہی خوف آخرت۔ یہ صفات کیسے پیدا ہوں اور کون پیدا کرے؟

Marfat.com

خوف خدا

ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمہ انعمت علی قوم حتی یغیرہ مابانعسھم ۵ (سورۃ انفال آیت ۵۳)

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے مطابق ہوا کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے طرز عمل کو نہیں بدل لیتی اور بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ (یعنی جب تک کوئی قوم اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کی نعمت کا غیر مستحق نہیں بنا لیتی اللہ تعالیٰ اس قوم سے اپنی نعمت سلب نہیں کرتا گذری ہوئی اور موجودہ قوموں کے عروج و زوال کیلئے یہی اٹل قانون ہے جو چاہے اسے گوش ہوش سے سنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے۔)

پاکستان ہی دنیا میں وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا مسلمانان ہند کا مطالبہ تھا کہ ان کا ایک الگ خطہ ہونا چاہئے جہاں وہ دستور اسلامی کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔ رب ذوالجلال نے بلند ہمت نیک کردار اور خدا دوست بزرگوں کی پیہم کوشش اور قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ کی مخلصانہ جدوجہد اور مسلمانوں کی یک جہتی کو اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقہ میں شرف قبولیت بخشا۔ انگریز اور ہندو کی ملی بھگت اور شدید مخالفت کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آیا یہ ایک عظیم نعمت تھی جو مسلمانوں کو عطا کی گئی

بھارت کی متعصب ہندو حکومت نے پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی پاکستان کیلئے گوناگوں مسائل پیدا کر دیئے۔ (۱) سرحد بندی میں کھلے بازی (۲) مشرقی پنجاب اور بھارت میں ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ مسلمان مہاجرین مشرقی اور مغربی پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے یعنی مہاجرین کی آباد کاری کا سنگین مسئلہ پیدا کر دیا (۳) برطانوی ہند کی فوج تقسیم ہوئی تو پاکستان کے حصہ میں جو فوج آئی وہ

Marfat.com

یا تو بیرون ملک تھی یا بھارت میں۔ اس صورت حالات سے فائدہ اٹھا کر بھارت نے کشمیر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور کشمیر کا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ چنانچہ ان اہم مسائل میں پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کو الجھا دیا گیا۔

۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی کی ابتدا قرار داد پاکستان سے ہوئی اس میں کہا گیا تھا۔ حکومت اسلامی ہوگی اس کے آئین و قوانین قرآن و سنت کے مطابق ہونگے مگر اس وقت کی حکومت مختلف مسائل میں الجھ کر رہ گئی اور قانون اسلامی نافذ نہ ہو سکا بعد میں آنے والی حکومتیں اس سمت میں کوئی مثبت قدم نہ اٹھا سکیں۔ کہ انہیں اقتدار کی رسہ کشی سے ہی فرصت نہ ملی جوں جوں وقت گزرتا گیا نفاذ قانون اسلامی کا مسئلہ سرد خانہ کی نذر ہو گیا۔

پاکستانی عوام اور صاحب اقتدار حضرات نے اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدہ کو بھلا دیا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ مذہبی جماعتوں پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ اس عہد کو یاد دلاتیں تاکہ نفاذ قانون اسلامی کی راہ ہموار ہوتی سیاسی جماعتوں پر اثر انداز ہو کر اس مسئلہ کو یقینی بناتیں افسوس صد افسوس کہ یہ اہم کام کسی نے بھی نہ کیا۔ ملک پاکستان میں اسلامی قانون نافذ نہ کر کے ہم نے اپنا وعدہ بلکہ فراموش کر دیا اور اس عظیم نعمت (ملک پاکستان کا تحفہ) کی ناشکری کی اور اپنے آپ کو اس نعمت کا مستحق ثابت نہ کیا۔ حب الوطنی اور فہم و تفہیم کی بجائے خود غرضی اور انا کا دور دورہ رہا۔ اتنی ڈھیل اور مہلت کے باوجود ہم نے ایفائے عہد کی طرف مطلق توجہ نہ دی پھر قدرت کے اٹل قانون نے جس میں کوئی استثنیٰ نہیں ہمیں گرفت میں لے لیا اور پاکستان دو لخت ہو گیا۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کے نام سے ایک الگ خود مختار ملک بن گیا اور مغربی پاکستان ہی اب پاکستان کہلاتا ہے اس سرزنش اور تنبیہ کے باوجود بھی ہم خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوئے اور ایفائے عہد کا نام تک نہیں لیتے۔ اگر کوئی مخلص رہنما معاشرہ اور حکومت کی صحیح خطوط پر اصلاح کی کوشش کرتا ہے تو مغرب زدہ لوگ اس کا راستہ روک

Marfat.com

لیتے ہیں۔ ٹی وی کی نشریاتی یلغار سے نوجوانوں کے اخلاق تباہ ہو رہے ہیں مذہبی ادب آداب کو "غیر ضروری پابندیاں" کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں عوام مذہب سے دور ہوتے جارہے ہیں۔

افسوس کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کو یکسر بھلا دیا۔ آخرت کی دائمی زندگی کی فکر تک نہیں دنیا کی عارضی زندگی کے لہو لعب میں ہم مسرور اور شاداں ہیں اور مالک حقیقی کے احکام سے مسلسل روگردانی کے مرتکب ہو رہے ہیں کاش ہماری غیرت ایمانی بیدار ہو

خوف خدا فکر آخرت اور اتباع رسول اللہ ﷺ کو ذہنوں سے محو کیا جارہا ہے جبکہ یہی وہ اصول ہیں جن کی بنیاد پر اصلاح معاشرہ کی امید کی جاسکتی ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ہم ساحل مراد تک پہنچ سکتے ہیں اگر پاکستانی عوام میں ایمان اور اسلامی ضابطہ اخلاق کا عمل جاری و ساری رہے اور ہر فرد اپنا احتساب کرے ایسے نمائندے منتخب کئے جائیں جو قوم کا درد رکھنے والے اور مذہبی رواداری کے خواہاں اور قانون اسلامی کے نفاذ میں کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے والے ہوں۔

مگر جب انتہا ہو جائے :-

1۔ فحاشی اور عریانی کی، احکام سے روگردانی کی، مہنگائی اور گرانی کی

2۔ کرپشن میں افزائش کی، بے پردہ چہروں کی نمائش کی، بے جاستائش کی

3۔ دن دہاڑے چوری، حرام خوری، سینہ زوری کی، ناجائز منافع خوری کی

4۔ رشوت ستانی کی، بد عنوانی کی، ستم رسانی کی

5۔ اخلاقی تباہی کی، جھوٹی گواہی کی، دھکے شاہی کی

اے پروردگار عالم! ہمیں ایسا رہنما میسر فرما جو ہمارے دکھی دلوں کا مداوا ہو۔

نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مرد راہ داں کے لئے اقبال

Marfat.com

اعمال بد سے توبہ

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون...... علی صلوتھم یحافظون

ترجمہ: بے شک وہ دونوں جہاں میں بامراد ہو گئے ایمان والے وہ جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور وہ جو ہر بے ہودہ امر سے منہ پھیرے ہوئے ہیں اور وہ جو زکوۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں...... نیز وہ (مومن بامراد ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں (آیت ۱تا ۹ سورۃ المومنون: ترجمہ ضیاء القرآن)

فلاح بمعنی کامیابی مراد کو پہنچنا خوشحالی' فلاح کا لفظ خسران بمعنی گھاٹا کی ضد ہے۔ فلاح سے مراد اخروی اور دنیوی فلاح مراد ہے جو پائیدار ہوتی ہے اور جس کا نتیجہ خسران نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں فلاح کا ذکر متعدد بار آیا ہے مثلاً "البقرہ آیت ۵' آل عمران آیت ۲۰۰' المائدہ آیت ۹۰' الانعام آیت ۱۳۵' الاعراف آیت ۶۹' ۱۵۷' الانفال آیت ۴۵' التوبہ آیت ۸۸' النور آیت ۳۱' الاعلیٰ آیت ۱۴' الشمس آیت ۹...... اور بھی کئی مقامات پر فلاح کا ذکر ہے۔ فلاح کے حصول کے لئے چند اصول:

(۱) اللہ' اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم آخرت پر پختہ یقین کہ اس سے نیک اعمال کے لئے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ (۲) شراب' جواء اور دیگر شیطانی افعال سے پرہیز' (۳) برے کاموں اور لغویات اور زنا سے کلی نفرت' (۴) نماز کی پابندی آداب اور شرائط کے ساتھ کہ نماز برائی سے روکتی ہے' (۵) تزکیہ نفس کی طرف رغبت تاکہ معصیت اور غفلت شعاری ختم ہو دل میں روحانیت پیدا ہو جائے' (۶) اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا مزید فضل و کرم ہو' (۷) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت' عزت و تکریم میں نافرمانی کا شائبہ تک نہ ہو' (۸) دشمن سے جنگ کے دوران ناموافق حالات میں بھی ثابت قدم رہو دوران جنگ اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ دل مطمئن رہیں' (۹) ظلم فسق و فجور سے بچا جائے' (۱۰) اپنا وعدہ خواہ اپنے رب سے ہو یا مخلوق سے پورا کرنا چاہئے' (۱۱) گزشتہ گناہوں لغزشوں اور کوتاہیوں سے توبہ کرنی چاہئے تاکہ رب کریم مائل بکرم ہو۔

Marfat.com

بقول امام غزالی کوئی بشر معصیت سے خالی نہیں اور معاصی نفس ایمان کے لئے مہلکات ہیں لہٰذا ہر مومن پر "علی الفور" تادم مرگ توبہ واجب ہے۔ توبہ اس ندامت اور پشیمانی کا نام ہے جو گناہ کے سرزد ہونے پر گناہ ہونے کے احساس پر حاصل ہو اور ساتھ ہی اس بات کا پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ وہ گناہ کا کام نہ کروں گا۔

کون سا گناہ اور جرم ہے جو ہمارے معاشرہ میں موجود نہیں ان گنت خرابیاں موجود ہیں جن میں دشمنان پاکستان کی ریشہ دوانیوں سے مزید اضافہ کیا جا رہا ہے نت نئے مسائل پیدا کر دیئے جاتے ہیں اگر حلالہ کا مسئلہ لایا جاتا ہے تو پھر بالغ لڑکی کا نکاح ولی کے بغیر کی بحث چھیڑ دی جاتی ہے۔ ذہنوں کو الجھا دیا جاتا ہے اب صائمہ کیس سامنے ہے مسلمانوں کو فتنہ انگریز لوگوں سے ہوشیار رہنے کی اشد ضرورت ہے۔ حکومت نے عوام سے وعدے کئے ہیں ان میں اصلاح معاشرہ بھی شامل ہے۔ گو یہ کٹھن کام حکومت کے کرنے کا ہے مگر عوام الناس کو بھی اس طرف رجوع کرنا چاہئے۔ مثل چھاج جو گندی اور بری شے باہر نکال دیتا ہے عوام الناس کو بھی اپنا اپنا احتساب خود کرنا چاہئے اور بری عادات اور بد خصلتیں فی الفور ترک کر دینی چاہیں۔ قتل و غارت عورتوں پر تشدد' معصوم بچوں اور بچیوں سے زیادتی کے بعد ان کا بے دریغ قتل اور آئے دن کے ڈاکے ایسے واقعات ہیں جن کے رونما ہونے سے پاکستانی قوم کی تذلیل ہو رہی ہے۔ غیرت مند آدمی کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔

آیئے اپنے دلوں میں خوف خدا پیدا کرتے ہوئے گزشتہ بداعمالیوں سے توبہ کریں اور ایک نئی پاکیزہ زندگی کا آغاز کریں اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے سے بہت خوش ہوتا ہے حضرت انس ؓ سے روائت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندے کی توبہ سے اتنا خوش ہوتا ہے جیسے کوئی شخص اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان مین جا رہا ہو پھر وہ سواری گم ہو جائے اور اس (سواری) پر اس کا کھانا پینا بھی ہو اور وہ ناامید ہو کر ایک درخت کے سائے میں غمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو۔ اس نے اس کی رسی پکڑ لی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے منہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں "اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں" (مشکوۃ) یعنی انتہائی بے انداز خوشی۔

Marfat.com

جستجوئے مرد کامل

تیغ ایوبی نگاہ بایزید گنج ہائے ہر دو عالم را کلید

تیغ کرم کے ایک شمارے میں مشائخ عظام اور علمائے کرام سے اپیل کی گئی تھی۔ کہ وہ معاشرہ کی اصلاح میں اپنا بھرپور کردار ادا کر کے عوام الناس میں خوف خدا اور خوف آخرت پیدا کریں تاکہ عالم اسلام بالخصوص پاکستان میں امن و امان کی فضا پیدا ہو۔ یہ تب ہی ممکن تھا اگر عوام الناس میں دینی جماعتوں کو ہر دلعزیزی حاصل رہتی۔ حالیہ انتخابات سے یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ ہمارے معاشرہ نے دینی جماعتوں کی رہنمائی قبول نہیں کی۔ دینی جماعتوں کے نمائندوں کو ووٹ نہ دے کر اپنی بے رغبتی اور بے تعلقی کا واضح ثبوت فراہم کیا ہے۔ ایسا کیوں ہوا۔ یہ ایک المناک داستان ہے۔

اسلامی نظریات رکھنے والی جماعتوں کو ایک عمل مشترک اور مقصد واحد کے لیے ایک قائد کے جھنڈے تلے جمع ہو کر میدان عمل میں قدم رکھنا چاہیے تھا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ نعرہ تو سب کا یہی تھا کہ قانون شریعت کا نفاذ مکمل طور پر اور جلد از جلد ہو مگر اس مقصد کے حصول کے لئے ایک مرکز پر جمع نہ ہوئے۔ کہ اس کے لئے کسی ایک قائد کو رہبر بنانا پڑتا تھا۔ مگر یہ کڑوا گھونٹ کوئی نہ پی سکا۔ دینی جماعتوں کا ہر قائد یہی چاہتا ہے کہ مشترکہ پلیٹ فارم پر میری حکمرانی ہو۔ اور باقی سب میرے اشارہ ابرو پر چلیں۔ ہمارے سامنے حضرت خالد بن ولید کی درخشاں مثال موجود ہے کہ جب انہیں سپہ سالاری کے عہدہ سے معزول کیا گیا تو وہ ایک سپاہی کی حیثیت میں میدان جہاد میں سرگرم عمل رہے۔ ضد اور حسد کی مثال بھی موجود ہے۔ کہ ابولہب نے باوجود ہاشمی ہونے کے شعب ابو طالب کی محصوری کے زمانے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ساتھ نہ دیا۔ ہم اقتدار کی خاطر اپنی حریف جماعت سے تو الحاق کر لیتے ہیں مگر اپنی جماعت سے نہیں۔ اور یہی ہماری بدقسمتی رہی ہے۔ کہ اپنوں سے تعاون میں ذاتی انا کو زیادہ دخل ہوتا ہے۔

جماعت اسلامی کا زور شور دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ شاید یہ جماعت میدان سیاست میں کامیاب ہو کر انگریزیت اور ملحدانہ نظریات کو یکسر ختم کر دے

Marfat.com

گی۔ مگر وائے ناکامی کہ ایسا نہ ہو سکا۔

تھی خبر گرم کہ مٹ جائے گا الحاد ہی　　　پر یوں آئی خبر کہ اٹھ گیا اعتماد ہی

دینی جماعتوں پر سے اعتماد کا اٹھ جانا موضوع بحث بن چکا ہے۔ اور تاریخ کا یہ ایک تاریک باب ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ بعض دینی جماعتیں اس پارٹی کے ساتھ شریک عمل ہیں۔ جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ کہہ چکی ہے۔ یہ انحطاط در انحطاط کی ایک ادنے مثال ہے۔ دینی جماعتوں کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لئے یقیناً کوئی غیبی ہاتھ سرگرم عمل ہے۔ جس کے دام تزویر میں ہم سے کوئی نہ کوئی ضرور پھنس جاتا ہے۔ اور ففتھ کالم کا کردار ادا کرتا ہے۔ دینی جماعتوں کو مایوسی کا شکار ہونے کی بجائے اصلاح احوال کرنی چاہیے۔ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے دشمن کا مقابلہ کریں۔ اور اقتدار والوں کے دسترخوان کا پس خوردہ کھانے سے اجتناب کریں۔

گر آج بھی ہو براہیم سا ایماں پیدا　　　تو آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

ہم میں مجاہد ملت مولانا عبد الستار خاں نیازی جیسے غیور علماء موجود ہیں۔ جنہوں نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہر دور استبداد میں باطل کا مقابلہ کیا۔ اور آج بھی حق کی آواز کو بلند کر رہے ہیں۔ دینی جماعتوں کے نئے منتخب ارکان کو ان کے ساتھ مل کر ایک ایسا مضبوط بلاک بنانا چاہئے۔ کہ دشمن کسی ممکنہ صورت میں بھی ان کے درمیان اختلاف پیدا نہ کر سکے۔ اس طرح یک جہتی کا مظاہرہ کریں کہ دینی جماعتوں پر اعتماد کی عظمت رفتہ واپس آ جائے۔ تدبیر یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی خو پیدا ہو جائے اور سر بلندی اسلام ہی مقصد وحید ہو۔ ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی۔

دعا ہے کہ رب ذوالجلال کوئی ایسا مرد نیک پیدا فرما دے جس میں تیغ ایوبی اور نگاہ بایزید کی آب و تاب موجود ہو جو قوم کی قسمت بدل دے اور مسلمانان عالم کے لئے نجات دہندہ ثابت ہو۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے　　　اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر　　　شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

(علامہ اقبال)

Marfat.com

مرد۔عورت کے حقوق

ومن ایتہ ان خلق لکم انفسکم .... لقوم یتفکرون ○ سورۃ الروم آیت

ترجمہ : اور اس (کی قدرت) کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے' اور پیدا فرما دیئے تمہارے درمیان محبت اور رحمت (کے جذبات) بے شک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ (ضیاء القرآن)

اخبارات میں آئے دن عورتوں کی خودسوزی یا ان کے قتل کے واقعات پڑھنے میں آتے ہیں۔ بعض دفعہ عورتیں اپنے آشنا کی معاونت سے اپنے شوہر کی قاتل نظر آتی ہیں۔ کبھی یہ خبر بھی ملتی ہے کہ ماں نے اپنے معصوم بچوں سمیت نہر میں ڈوب کر کئی قیمتی جانیں ختم کر دیں۔ کبھی کبھار تیز رفتار ریل گاڑی کے آگے کود کر عورت اپنی زندگی عزیز کو لقمہ اجل بنا دیتی ہے۔ کبھی سسرال والے گھریلو تنازعات سے تنگ آکر بہو کی زندگی کا چراغ گل کر دیتے ہیں اب مینار پاکستان سے اپنے آپ کو گرا کر نوجوان اپنے ماں باپ اور عزیز و اقارب سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتے ہیں آج سے دس پندرہ سال قبل خودکشی اور قتل کی وارداتیں نسبتاً" کم تھیں روشنی کے زمانہ میں جب تعلیم بھی عام ہے یہ بھیانک وارداتیں اور یہ محیرالعقول اضافہ کیوں؟

غور و فکر کرنے سے ان وجوہات میں سے ایک نہ ایک ضرور ہے (۱) دین اسلام سے بے رغبتی (نتیجتہً اپنے حقوق اور تحفظات سے بے خبری اور لاعلمی' نہ خوف خدا نہ خوف آخرت' (۲) گھریلو تنازعات سے ذہنی انتشار اور عجلت میں غلط فیصلے (کہ انسان سرشت میں جلدباز ہے) (خلق الانسان من عجل سورۃ الانبیاء آیت ۳۷) (۳) ٹی وی پر مخرب الاخلاق ڈرامے' (۴) مغربی تہذیب سے وابستگی (نتیجتہً غیر محرم مردوں سے اختلاط)

Marfat.com

ظہور اسلام سے قبل عورت مظلوم تھی اور قعر مذلت میں گری ہوئی تھی کوئی پرسان حال نہ تھا دادرسی کی امید کسی طرف سے بھی نظر نہ آ رہی تھی۔

تفصیل = (۱) ایران میں "مرد کی" فواحش کا دور دورہ تھا۔ عورت بیک وقت کئی مردوں کی منکوحہ ہو سکتی تھی تبت اور ہندوستان میں بھی یہی حالت تھی۔ (۲) عرب میں تعداد ازواج کی کوئی حد نہ تھی۔ (۳) مجوسی اپنی بیٹی کو بھی گھر میں ڈال لیتے اور بہن بھائی کو ازدواجی رشتہ میں جوڑ سکتے تھے۔ عرب میں باپ کے فوت ہو جانے پر لڑکے سوتیلی ماں کو ورثہ میں پاتے خود نکاح کر لیتے یا کسی دوسرے کے نکاح میں دے دیتے اگر بیوہ ایسا کرنے سے انکار کرتی تو اسے نکاح ثانی سے روکتے۔ (۴) ہندومت میں نکاح ثانی کی اجازت نہ تھی جبکہ نیوگ (اولاد کی خاطر غیر مرد کے پاس جانا) کی اجازت تھی۔ (۵) عیسائیت میں دائم المریض' مجنون اور نامرد خاوند سے خلاصی کی کوئی راہ نہ تھی۔ (۶) عرب اور یونان میں قتل اولاد عام دستور تھا۔ (۷) مصر میں قحط سالی دور کرنے کے لئے عورت کو دریائے نیل کی نذر کر دیا جاتا۔ ہندوستان اور عرب میں دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے انسانی قربانی کا رواج تھا۔ (۸) عورت کا وراثت میں کوئی حصہ نہ تھا۔ (۹) پردہ کا رواج نہ تھا۔ عورتوں کا بناؤ سنگھار کر کے سرعام پھرنا معیوب نہ تھا۔ اسلام نے ان تمام برائیوں کا سدباب کر کے نکاح کی شرائط اور حقوق کا واضح دستور العمل پیش کیا۔

دین اسلام = دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور مستقل دستور زندگی ہے۔ (المائدہ آیت ۳) اس میں مکمل طور پر داخل ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے منع فرما دیا گیا ہے کہ شیطان انسان کا ازلی اور کھلا دشمن ہے (البقرہ آیت ۲۰۸) مطلب یہ ہوا کہ جب اللہ کا پسندیدہ دین مکمل ہو چکا۔ اس میں کسی اضافہ اور رد و بدل کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے احکام پر بتمامہ عمل کرنا ہو گا۔ دین اسلام کی

Marfat.com

برکتیں اور اس کے فوائد تب ہی حاصل ہوں گے اگر ہم اسلامی قوانین کی پوری طرح پابندی کریں ورنہ نہیں، شیطان انسان کے برے اعمال خوش نما کر کے دکھاتا ہے (النحل آیت ۶۳، انعام آیت ۴۳) یعنی شیطان کی فریب کاریوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً" شیطان چوری، قتل، راہزنی کو بہادری کا نام دے گا۔ سود، ملاوٹ، دھوکہ اور کم تولنے کو دولت کمانے کا ذریعہ دکھائے گا وغیرہ وغیرہ۔ خودکشی کی ممانعت کر دی (النساء آیت ۲۹) قتل بے گناہ حرام کر دیا گیا (بنی اسرائیل آیت ۳۳) اولاد کو قتل نہ کرنے کا حکم فرما دیا گیا (الانعام آیت ۱۵۱) پھر بھی عورتیں ایسے واضح احکام کے باوجود معصوم بچوں اور اپنی زندگیاں ختم کر دیتی ہیں۔ معاذ اللہ!

عورت کے لئے تحفظات = (۱) بیویوں کی تعداد چار مقرر فرما دی وہ بھی اگر عدل کر سکو ورنہ ایک پر اکتفا کرنے کا حکم دیا گیا (النساء آیت ۳) (۲) وراثت میں حصہ مقرر کر دیا گیا (النساء آیت ۷) (۳) اگر بیوی تمہارے معیار کی نہیں تب بھی نبھا کرو ہر حال میں اچھا سلوک کرنے کا حکم نیز حکم کہ عورتوں کے زبردستی وارث نہ بن جاؤ (النساء آیت ۱۹) (۴) مرد کو طلاق کا حق ہے تو عورت کو خلع کا (البقرہ آیت ۲۲۹) (۵) طلاق کی صورت میں بھی حسن سلوک سے رخصت کرنے کا حکم (الاحزاب آیت ۴۹) (۶) عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں (البقرہ آیت ۲۲۳) یعنی ان کی حفاظت کرو۔ آبیاری صحیح وقت پر، تخم ریزی صحیح مقام پر لواطت کی ممانعت، عورتوں کو سیرگاہیں نہ بناؤ۔ (۷) گھروں میں بلااجازت داخل نہ ہونے کا حکم (النور آیت ۲۷-۲۸) (۸) مرد کی طرح عورت بھی (جائز طریقہ سے) دولت کمانے کی حقدار ہے (النساء آیت ۳۲) (۹) عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، پردہ کا حکم (النور آیت ۳۱) (۱۰) عورتوں کو زمانہ جاہلیت کے تبرج (بناؤ سنگھار کر کے سرعام پھرنا) کی ممانعت تاکہ فساد نہ پھیلے اور عورت لوگوں کے شر سے محفوظ رہے (الاحزاب آیت ۳۳) (۱۱) خاوند کے حق طلاق کو تین بار تک محدود کر دیا گیا (البقرہ آیت ۲۳۰)

Marfat.com

مرد اور عورت کے لئے مشترک احکام = (۱) مرد اور عورت ایک دوسرے کا لباس ہیں یعنی ایک دوسرے سے سکون' راحت' آرام حاصل کریں راز کی باتیں ظاہر نہ کریں (البقرہ آیت ۱۸۷) (۲) ایک دوسرے پر حقوق ہیں (البقرہ آیت ۲۲۸) (۳) خبیث عورت خبیث مرد کے لئے' خبیث مرد خبیث عورت کے لئے یعنی نکاح کے وقت ذاتی کریکٹر بھی مدنظر رہے (النور آیت ۲۶' البقرہ آیت ۲۳۱) (۴) سوئے ظن اور تجسس سے پرہیز کہ اس سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور معاشرہ میں فساد پھیلتا ہے (الحجرات آیت ۱۲) (۵) شریعت پر استقامت سے عمل کرو (الجاثیہ آیت ۱۸) (۶) اللہ کی نافرمانی سے ڈرو' اطاعت میں نافرمانی کا شائبہ تک نہ ہو (الاحزاب آیت ۵۵) (۷) معاشرہ میں بے حیائی نہ پھیلاؤ (النور آیت ۱۹) (۸) شیطان تو بے حیائی کا حکم دیتا ہے اس کے فریب سے بچنے کا حکم (النور آیت ۲۱)

مرد کے لئے احکام = اصلاح احوال کی ذمہ داری مرد پر ہے (البقرہ آیت ۲۳۱) (۲) مرد عورت کا محافظ' نگہبان ہے اور اسے عورت پر فضیلت حاصل ہے (النساء آیت ۳۴' البقرہ آیت ۲۲۸) (۳) عورت کو کھیتی جانے سیرگاہ نہ سمجھے (البقرہ آیت ۲۲۳) (۴) اگر عورت تمہارے معیار کے مطابق نہیں پھر بھی اس کے ساتھ زندگی بسر کرو اور حسن سلوک سے پیش آؤ (النساء آیت ۱۹) (۵) طلاق کا موقعہ آ جائے تو احسن طریقہ سے رخصت کرو (الاحزاب آیت ۴۹) (۶) حلالہ کو غلط معنی نہ پہناؤ اور وہ طریقہ اختیار نہ کرو جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھٹکار کی ہے (البقرہ آیت ۲۳۰) (۷) مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور نکاح کا حکم تاکہ برائی نہ پھیلے (النور آیت ۳۰' ۳۲) (۸) اولاد کو قتل نہ کرو (بنی اسرائیل آیت ۳۱) (۹) دوران حیض عورت کو اچھوت نہ سمجھو صرف ہم بستری منع ہے یہ عورت کی عزت افزائی ہے (النور آیت ۲) (۱۰) عورت سرکشی کرے تو اسے سمجھاؤ' مارو' قتل نہ کرو (النساء آیت ۳۴)

نیک عورت کی ضروری صفات = (۱) اطاعت گزار ہوتی

Marfat.com

ہے، حفاظت کرتی ہے خاوند کے مال کی اور اپنی عصمت کی خاوند کی غیر حاضری میں (النساء آیت ۳۴) (۲) پردہ کی پابند اور ایام جاہلیت کی نمود و نمائش سے پرہیز کرنے والی ہوتی ہے (الاحزاب آیت ۳۳، النور آیت ۳۱) (۳) غیر مرد سے گفتگو لجاجت سے نہیں کرتی کہ اس کے دل میں شیطانی وسوسے جنم لیں، گفتگو وقار سے کرنے کا حکم (الاحزاب آیت ۳۲) (۴) مرد کو جو بزرگی فضیلت اللہ نے دی ہے وہ اس کی آرزومند نہیں، مرد کو گھر کی ریاست کا حاکم اعلیٰ تسلیم کرتی ہے (النساء آیت ۳۴)

آقائے نامدار محبوب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے (۱) تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ سب سے اچھا ہے اور میں اپنے اہل کے لئے تم سب سے اچھا ہوں (ترمذی - ابن ماجہ) (۲) میں تمہیں عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم میری وصیت کو قبول کرو کیونکہ عورت استخوان پہلو (پسلی) سے پیدا کی گئی ہے اور استخوان پہلو میں سب سے ٹیڑھی چیز اس کا بالائی حصہ ہے اگر تم اس استخوان کو سیدھا کرنے لگو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی پس تم عورتوں کے معاملہ میں میری وصیت قبول کرو یعنی عورتوں کی کج خلقی پر صبر کرو (۳) ایک مرتبہ دوران سفر ازواج مطہرات آپؐ کے ساتھ تھیں اونٹ تیز چلنے لگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجشہ (حدی خواں) کو فرمایا "انجشہ! دیکھنا شیشوں کو آہستہ لے چل یعنی اونٹوں کو آہستہ چلا تاکہ ازواج مطہرات کو جو آبگینوں کی طرح ہیں تکلیف نہ ہو اللہ اکبر (ایک ہم ہیں کہ عورت کی مشقت اور تکلیف کا ذرہ بھر احساس نہیں کرتے)

مندرجہ بالا حقوق اور تحفظات جو قرآن نے عورت کو دیئے ہیں مزید براں اس وصیت (جو سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے معاملہ میں مرد کو فرمائی ہے) کے ہوتے ہوئے مسلمان عورت کو کسی طرح بھی نیک خاوند کی سرتابی نہ کرنی چاہئے اور خاوند کو بھی عورت کے ساتھ خوش

Marfat.com

خلقی، شفقت، رحم دلی سے پیش آنا چاہئے معاشرہ کو خوشگوار بنانا مرد اور عورت دونوں کی ذمہ داری ہے خودکشی خدا کی رحمت سے مایوسی کی دلیل ہے جو کسی صورت میں جائز نہیں، عورت کو نازاں ہونا چاہئے کہ رب کریم نے مرد کو جو اس کا نگہبان اور حاکم ہے سکون حاصل کرنے کے لئے عورت کا غرض مند بنا دیا ہے جبکہ مرد کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ عورت اس کی خاطر پیدا فرمائی گئی ہے ایسے خوشگوار خیالات، نظریات سے ہی اسلامی معاشرہ میں سکون، امن، یکجہتی کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر میاں بیوی میں محبت اور رحمت کے جذبات پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ آیت زیرعنوان میں ہے تو پھر وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف زندگی بسر کر رہے ہیں جو ایک بہت بڑی بدنصیبی ہے اسلامی اصولوں کی پابندی سے ہی مسلمانوں میں اصلاح کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

گر تو خواہی مسلماں زیستن۔نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

(علامہ اقبالؒ)

دعا ہے اللہ تعالیٰ بحرمت نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے تاکہ مسلمان راہ راست پر گامزن ہو جائیں اور اسلامی معاشرہ کو دنیا کی نظر میں ایک باعزت پروقار مقام حاصل ہو۔ آمین ثمہ آمین

حکومت پاکستان کو بھی اپنی آئینی ذمہ داری پوری کرنی چاہئے اور قانون اسلامی نافذ کرنے میں مزید تاخیر سے کام نہ لینا چاہئے وہی حکومت مستحکم رہے گی جو منشائے ایزدی کے مطابق عمل پیرا ہو گی۔ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے مخلوق خدا اس کی ہی تابعداری کرتی ہے۔۔

تو از حکم داور گردن مپیچ۔کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

Marfat.com

اصلاح احوال

عفو، درگزر، تواضع ۔انکساری سے ہی ممکن ہے

خالق کائنات نے دنیا کی ہر چیز کو ایک ضابطہ کا پابند کیا ہے۔ ہماری زمین یہ آسمان چاند ستارے بھی تو ایک نظام اور قانون کے تابع ہیں۔ انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت میں ایسا ضابطہ حیات دیا جو الہامی کتب میں مرقوم ہے تاکہ انسان رقم شدہ قوانین سے آگاہی حاصل کر کے خداوند قدوس کی اطاعت میں رہے۔

ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے لیے ضابطہ حیات قرآن مجید اور اسوۂ حسنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سورۃ النحل کی آیت ۹۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو۔ اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ۔ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے۔ برے کاموں سے اور سرکشی سے۔ اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب کے مشرک قبائل جنگ و جدال کے بعد جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر غلبہ حاصل کر لیتا تھا تو مفتوح قبیلہ پر ہر قسم کا ظلم تعدّی روا رکھتا۔ اُن کی عورتوں کو سرمیدان بے عزت کرتا مقتولوں کو جلا دیتا بچوں کو بے گناہ قتل کرتا۔ قیدیوں سے بہیمانہ سلوک کیا کرتا۔ بعض قبائل کا پیشہ ہی ڈاکہ زنی چوری اور راہزنی تھا۔ بچوں کو اغوا کر کے منڈیوں میں غلام بنا کر فروخت کرتے بدکاری، قمار بازی اور شراب نوشی عام تھی۔

آج کل ہمارے اخبارات کے صفحات کچھ ایسے ہی واقعات سے پُر ہوتے ہیں کہیں ڈکیتی کا ذکر ہے تو ساتھ ہی مستورات پر تشدد کے واقعات، بچوں کے اغوا کی خبر ہے تو ساتھ ہی کم سن بچوں، بچیوں سے نازیبا حرکات بھی۔ المختصر کونسی برائی ہے جو ہمارے معاشرے میں نہیں پائی جاتی۔ ہماری تہذیب تو آج سے ۱۵۰۰ سال قبل کے

Marfat.com

زمانہ جاہلیت سے فروتر واقعات پیش کر رہی ہے۔ اصلاح معاشرہ کی بیشتر تنظیمیں سرگرم عمل ہیں۔ لیکن خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔ شاید خلوص سے کام نہیں ہو رہا یا لوگوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں کہ نرم و نازک نصیحت ان پر اثر انداز نہیں ہو رہی۔ آخر کوئی وجہ تو ہے ؟

اگر ہم قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت کے مضمون پر غور کریں اور نظر عمیق سے تفکر کریں تو معلوم ہو گا کہ ہم انصاف تو چاہتے ہیں مگر کسی سے بھلائی کرنے کے لیے تیار نہیں۔ جبکہ کسی پر احسان کرنے سے انسان احسان کنندہ کا دل جیت لیتا ہے۔ اگر کسی زیادتی بے انصافی اور ظلم کرنے والے کو معاف کر دیا جائے تو یقیناً اس کی خوابیدہ سرشت اندر سے بیدار ہو کر اپنے محسن کی زندگی بھر احسان کی معترف رہے گی۔

اس آیت میں تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تین سے منع کیا گیا ہے۔ وہ تین چیزیں، جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۱) عدل (۲) احسان، (۳) رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک ہیں اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے۔ (۱) بے حیائی (۲) بُرے کام (۳) سرکشی ہیں۔ سیدنا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں۔ عدل، انصاف کرنا اور احسان فضل و کرم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی معاشرہ کا صحت مند بنیادوں پر قائم ہونا انہی دو چیزوں پر موقوف ہے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور ہر آدمی کو اس کا حق ملے۔ قانون کے سامنے شاہ و گدا سب برابر ہوں۔ اتنا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر فرد دوسرے ساتھی کے ساتھ برتاؤ کرنے میں احسان کو بھی پیش نظر رکھے۔ یعنی اس کو حق سے زیادہ بھی دے۔ اگر اس سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے تو اُسے ہر وقت سزا دینے پر ہی مصر نہ ہو بلکہ عفو اور درگزر سے بھی کام لے۔ اِس طرح ہمارے معاشرہ میں نہ صرف حسد و عناد کی فضا ختم ہو جائے گی بلکہ دلوں میں محبت اور اُنس جان عود کر آئے گی۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم تو آرام و آسائش

Marfat.com

کی زندگی بسر کرو اور تمہارا قریبی رشتہ دار نانِ شبینہ کا محتاج ہو۔ ایسے رشتہ دار کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آؤ۔ اس طرح معاشرہ حسد اور رقابت کی آگ سے تباہ ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔

وہ تین چیزیں جن سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے یہ ہیں (۱) الفحشا۔ ہر وہ چیز جس سے افراد یا قوم کے اخلاق بگڑنے کا اندیشہ ہو۔ (۲) منکر۔ اس کا مفہوم ہے وہ چیز جسے شریعت نے ناپسند کیا ہو اور اس سے روکا بھی ہو۔ (۳) بغی سے مراد حد سے تجاوز کرنا۔ اس میں تکبر، سرکشی، ظلم زیادتی سب آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو نشہ جہاد سے سرشار ہو کر قتال فی سبیل اللہ میں سربکف ہوتے ہیں مفتوح پر زیادتی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کر کے غیر مسلموں کے دل جیت لیے تھے۔ اگر آج ہم بھی زیادتی اور سرکشی چھوڑ دیں تو ہمارا معاشرہ بھی امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

بعض علماء نے عدل کے معنی میانہ روی کے لیے ہیں۔ یعنی ہر چیز میں افراط و تفریط سے دامن بچاتے ہوئے عمل کرنا، اعتدال کے راستہ پر گامزن رہنا۔ احسان یہ ہے کہ اگر کوئی تجھ پر زیادتی کرے تو تو بدلہ لینے پر مُصر نہ ہو بلکہ عفو اور درگزر سے کام لے۔

(استفادہ از ضیاء القرآن)

اگر ہم اس آیت کے مفہوم پر کلی طور پر عمل کریں تو نہ صرف معاشرہ کی اصلاح بطریقِ احسن ہو سکتی ہے بلکہ امن عامہ کی فضا جو ان دنوں نہایت مکدر ہو رہی ہے پاک صاف ہو سکتی ہے۔ کسی معاشرہ کی ترقی اور قوم کی فلاح کے لیے امن بہت ضروری ہے۔ مگر ہم زیادتی، تکبر اور حسد کی آگ سے خرمنِ امن کو تباہ کر رہے ہیں۔ ہمارے لیڈروں میں عفو، درگزر، تواضع کی صفات مفقود ہیں۔ قانون شکنی کا دور دورہ ہے شریف عوام الناس پریشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے اور رسولِ مقبول امام الانبیاء، افضل الانبیاء، ختم المرسلین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ

Marfat.com

پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان نظر آئیں۔ ؎

گر تو خواہی مسلمان زیستن ۔۔۔ نیست ممکن جز بقرآں زیستن

آیت مذکورہ بالا تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے۔ یہی آیت حضرت عثمانؓ بن مظعون کے اسلام لانے کا سبب بنی تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے میرے دل میں ایمان جگہ پکڑ گیا اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا تھا، کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر اس آیت کی تعریف آگئی اسی لیے یہ آیت ہر خطبہ میں خطیب حضرات پڑھتے ہیں۔ مگر افسوس تو ہم پر ہے کہ ایسی پُر اثر آیت سننے کے باوجود معاشرہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو رہی۔

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں عفو اور درگزر کے متعدد واقعات ہیں۔ سب سے مشہور واقعہ فتح مکہ کے موقعہ پر ظہور میں آیا۔ قریش مکہ کو جنہوں نے آپؐ کو ستایا۔ شہید کرنے کے منصوبے بنائے۔ شہر مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ آپؐ کے صحابہ کبارؓ پر کونسا ظلم و ستم تھا جو روا نہ رکھا گیا۔ مگر آپؐ نے معاف کر دیا اور فرمایا "آج کے دن تم پر کوئی ملامت، مواخذہ نہیں"۔ اس عدیم المثال عفو و کرم کے اعلان کا اثر یہ ہوا کہ اشد کافر بھی فوراً مسلمان ہو گئے۔

اگر ہم میں بھی عفو اور درگزر کی صفات پیدا ہو جائیں اور ہم تواضع اور انکساری کا اظہار اپنے عمل سے کریں تو یقیناً ہمارا معاشرہ ہی اسلامی معاشرہ بن جائے گا۔

علمائے کرام اور مشائخ عظام کا فرض ہے کہ میدان عمل میں آئیں اور معاشرہ کے بھٹکے ہوئے راہی کو منزل مقصود تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ کیونکہ صحیح راہنمائی ہی انسان کو صراط مستقیم تک پہنچاتی ہے۔ بقول سعدیؒ ؎

وگر بینی کہ نابینا و چاہ است ۔۔۔ اگر خاموش بنشینی گناہ است

(اگر تو دیکھے کہ اندھے کے راستہ میں کنواں ہے اور تو خاموش بیٹھا رہے گا تو یہ گناہ ہے۔)

Marfat.com

دروغ گوئی

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ترجمہ جھوٹی بات سے بچو (۳۰:۲۲)

اسلامی تعلیم کتنی بابرکت ہے کہ انسانی طباع میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ عرب ایسی بے علم اور بے راہ قوم قرآنی تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دنیا کی معلم اور راہنما بن گئی۔ اگر آج ہم بھی اپنی روزمرہ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نبی رحمت ﷺ کی پیروی کریں تو مسلمان قوم یقیناً اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔

آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا گر آج بھی ہو براہیم سا ایماں پیدا

(علامہ اقبالؒ)

اگر ہم اپنا محاسبہ کریں تو یقیناً یہ بات واضح طور پر سامنے آئے گی۔ کہ ہم دوسروں کا حق چھیننے کیلئے قدم قدم پر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ تاجر اور دوکاندار معمولی منفعت کیلئے جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ عیب دار اور ناقص شے جھوٹ کے زور پر زیادہ قیمت پر فروخت کر کے اپنی کاروباری ذہانت اور قابلیت پر فخر کرتے ہیں۔ عدالتوں میں اپنے جھوٹے مقدمات کی کامیابی کیلئے جھوٹے بیانات حاصل کرنے کیلئے ہر ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔ سیاست کی دنیا میں جھوٹے بیانات کامیابی اور ہردلعزیزی کا زینہ سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث نبی کریم ﷺ میں جھوٹ سے بچنے کی سخت تاکید آئی ہے۔

جھوٹ ہے کیا؟ امر واقع کے خلاف کسی قول یا فعل کو کذب (جھوٹ) کہتے ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بندہ ایک ایک کر کے جھوٹ بولتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا نام جھوٹوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور فرمایا جھوٹ رزق کو گھٹاتا ہے۔

عبداللہ جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا مومن بھی زنا کر سکتا ہے۔ فرمایا شاید کر بیٹھے۔ عرض کیا۔ کیا وہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ فرمایا نہیں

Marfat.com

اور یہ آیت پڑھی بضری الکذب الذین لا یومنون یعنی جھوٹ ان لوگوں کا شیوہ ہے جو ایماندار نہیں ہیں (۱۶:۱۰۵) عبداللہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ میں کہتا ہوں جھوٹ سخت گناہ ہے۔ (وجتنبوا قول الزور ☆ ۲۲:۳۰) فرمایا جو شخص جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اس کی بدبو کے سبب سے اس سے ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا اس لیے حرام ہے کہ دل پر اثر کرتا ہے۔ دل کی شکل کو ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ اور سیاہ بنا دیتا ہے۔ جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی قسم کھانا ایک آفت ہے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک روز حضور پر نور ﷺ نے اپنے صحابہ کو فرمایا۔ "حیا کرو اللہ سے جیسا کہ حق ہے حیا کرنے کا" پھر حیا کرنے کا مطلب سمجھایا کہ "سر کی حفاظت کرو' غیر اللہ کو سجدہ نہ کرو۔ نہ ریاکاری سے نماز پڑھو۔ نہ سر کو تکبر سے اونچا کرو۔ اور نہ اس سے جھک جھک کر سلام کرو۔ اور حفاظت کرو اس کی جو سر میں ہے۔ یعنی زبان' آنکھ' کان۔ زبان سے کسی کی غیبت نہ کرو۔ کسی پر بہتان نہ باندھو۔ جھوٹ نہ بولو......

حدیث شریف میں ہے کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف' جھوٹ بولنے والا آدمی خدا کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا۔ عرض کیا حضور! مجھ میں چار بری خصلتیں ہیں۔ صرف ایک چھوڑ سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا کیا۔ اس نے عرض کیا چوری' زنا' شراب نوشی' جھوٹ۔ آپ نے فرمایا جھوٹ چھوڑ دو۔ وہ اعرابی چلا گیا۔ ایک رات چوری کرنے کیلئے روانہ ہوا۔ خیال آیا کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ چوری کی تھی تو مجھے جھوٹ بولنا پڑے گا۔ جبکہ میں جھوٹ نہ بولنے کا آپؐ سے وعدہ کر چکا ہوں۔ اس طرح چوری سے باز رہا۔ اسی طرح باقی خصلتیں بھی چھوٹ گئیں۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ سلام کے بعد عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے حضرت جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا کہ حضور اسلام لانے سے قبل بھی میں ان چار بری عادات سے مجتنب رہا۔ (۱) شراب نوشی۔ کہ اس سے انسان ہوش و حواس کھو دیتا ہے۔ (۲) شرک۔ کہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے پتھر کے مجسموں کو خدا سمجھ کر سجدہ کروں اور حاجت روا جانوں۔ یہ خلاف عقل ہے۔ (۳) زنا۔ یہ بے حیائی اور بے غیرتی کا کام ہے۔ (۴) جھوٹ۔ یہ شرفا کا کام نہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ ارشاد فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا (۱) اللہ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا ۔ (۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۳) جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا۔ جھوٹ کے متعلق بار بار فرماتے رہے۔ ا جھوٹ کے سبب سے انسان زنا، قتل وغیرہ بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ انیز حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ۔ کہ جھوٹ ایمان سے دور رہتا ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں جھوٹ کی مذمت بیان ہوئی ہے۔

سورۃ	آیت	مختصر ترجمہ
آل عمران	۶۱	جھوٹے پر خدا کی لعنت (لعنت سے مراد اللہ کی رحمت سے دوری اور عذاب دوزخ کا مستحق ہوتا ہے)
آل عمران	۹۴	اللہ پر جھوٹ باندھنے والے ظالم ہیں۔
النساء	۵۰	جھوٹ کھلا گناہ ہے۔
المائدہ	۴۱	جھوٹ بولنے والوں کو دنیا میں ذلت اور رسوائی ہے۔
المائدہ	۱۰۳	جھوٹ بولنے والے اکثر بے عقل ہیں۔
یونس	۶۹	جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں فلاح نہیں پاتے۔
النحل	۶۲	جھوٹے کیلئے بھلائی نہیں نار جہنم ہے۔
النحل	۱۰۵	جھوٹ بولنے والے بے ایمان ہیں (یعنی جھوٹ بولنا بے ایمانوں کا کام ہے)
النحل	۱۱۶	جھوٹے کا بھلا نہ ہوگا۔

Marfat.com

الحج	۳۰	جھوٹی بات سے بچو۔
النور	۷	جھوٹے پر خدا کی لعنت۔
الزمر	۳	جھوٹے کو ہدایت نہیں ملتی۔
الصف	۷	جھوٹ بولنے والے ظالم ہیں اور ظالم کو ہدایت نہیں ملتی۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی اور احادیث نبی کریم ﷺ کے معانی پر بنظر عمیق غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ (۱) جھوٹ بولنے سے رزق گھٹتا ہے۔ (۲) جھوٹ گناہ کبیرہ ہے۔ (۳) جھوٹ بولنے والے ایمان سے خالی ہیں۔ (۴) جھوٹوں کیلئے فلاح بھلائی اور ہدایت نہیں بلکہ نار جہنم کے مستحق ہیں۔ (۵) جھوٹے پر خدا کی لعنت (یعنی اللہ کی رحمت سے دوری) پس ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس بری خصلت کو فوراً ترک کر دے۔ تاکہ اللہ کی رحمت کا حق دار ہو کر دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرے۔ اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ کا قرب حاصل کرلے جو ایک نعمت عظمیٰ ہے۔

اگر ہم اپنے گناہوں' اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں سے صدق دل سے توبہ کرلیں اور ساتھ ساتھ یہ عہد بھی کرلیں کہ آئندہ کوئی غلط کام نہ کریں گے تو امید واثق ہے کہ رب کریم بطفیل رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق اور شیطان کو شکست دینے کی ہمت عطا فرماوے گا جس سے معصیت میں ڈوبا ہوا معاشرہ صحیح اسلامی معاشرہ بن جائے گا۔ انشاء اللہ

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

(مقبول)

Marfat.com

جنسی بے راہ روی

الحمد للہ ہم مسلمان ہیں ایک مسلمان کے لیے فواحش ظاہری و باطنی سب حرام ہیں۔ اخلاق فاضلہ ہی کسی معاشرہ کی فلاح و بہبود اور ترقی کے ضامن ہوتے ہیں جبکہ اخلاق شنیعہ معاشرہ کے بگاڑ اور فساد کا سبب بنتے ہیں تاریخ شاہد ہے کہ قوموں اور ملکوں کی تباہی اور عوام کے تنزل کا سب سے بڑا سبب زنا، جنسی بے راہ روی اور فحاشی ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب میں اخلاقی گراوٹ انتہا تک پہنچ چکی تھی۔ لوگ زنا جوا، رہزنی اور قتل و غارت کے مرتکب ہوتے تھے اور فخر کرتے۔ قبیلہ دوس نواح یمن میں آباد تھا۔ اس قبیلہ کا سردار طفیل بن عمرو دوسی مکہ میں آیا قریش کے بہکانے کے باوجود نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ایمان لایا۔ واپس جاکر اسلام کی منادی کی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوکر عرض پیرا ہوا کہ حضورؐ! اہل دوس میں زنا کی وبا عام ہے اسلام زنا سے شدت سے روکتا ہے اس لیے دوسی لوگ مسلمان نہیں ہو رہے آپ نے اہل دوس کے حق میں یوں دعا فرمائی "اے خدا! دوس کو سیدھا راستہ دکھا"

بنی ثقیف کے لوگ طائف کے نواح میں آباد تھے۔ ان کا سردار عبد یالیل وفد کے ہمراہ ۹ھ میں مدینہ منورہ آیا۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے پیشتر عرض کرتا ہے حضور! ہمیں ترک زنا، شراب نوشی اور سود خوری کے لیے مجبور نہ کیا جائے آپ نے فرمایا۔ "اسلام سب کبائر کو حرام کرتا ہے" جب اہل عرب اخلاق فاضلہ کو اختیار کر کے اس کے داعی بن گئے تو دنیا کی مہذب اور معزز ترین قوم قرار پائے اور جاہ و حشمت کے مالک بن گئے۔

آج مسلمانوں میں گندے خصائل کی فہرست بہت لمبی ہے زنا، قتل و غارت اور اغوا برائے تاوان سرفہرست ہیں۔ اسلام شرم و حیا کی تعلیم دیتا ہے جبکہ زنا کی لعنت سے بے حیائی اور بے شرمی پھیلتی ہے مسلمان اس قبیح فعل کے کیوں مرتکب ہو رہے ہیں جبکہ قرآن مجید زنا سے شدید نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ اے لوگو! زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ یہ بے حیائی کی

Marfat.com

بات ہے اور بُرا راستہ" جو لوگ معاشرہ میں بدکاری پھیلاتے ہیں ان کے لیے دُنیا اور آخرت میں عذابِ الیم کی وعید ہے خدا کے عذاب سے لوگ کس قدر بے خوف اور نڈر ہو کر زنا جیسی بے راہ روی کا شکار ہیں اور شیطان کے جنگل میں بُری طرح گرفتار ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہل کی گستاخی کے واقعہ سے حضرت امیر حمزہؓ کے دل کی دُنیا بدل گئی دینِ اسلام پر بہن کی استقامت دیکھ کر حضرت عمرؓ فاروق کی کایا پلٹ گئی حضرت خالد بن ولید نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف غزوات میں جنگی تدابیر دیکھ کر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اقرار کر لیا۔ اے مسلمان! کیا دُنیا میں ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہُوا جو تیری اندھی آنکھ اور غافل دل کے لیے تازیانہ عبرت ہو اور تجھے خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت سے باز رکھے۔ تیری بہادری اور جرأت تو قتل و غارت کی مرتکب ہو کر تجھے دوزخ کا ایندھن بنا رہی ہے ذرا ہوش میں آ اور سوویٹ یونین کے انجام کا بغور مطالعہ کر۔ ان لوگوں نے خدائے واحدہ لاشریک کی ہستی کا انکار کر کے بے راہ روی کی زندگی اختیار کی۔ مختصر عرصہ میں شیرازہ بکھر گیا۔ معیشت تنگ ہو کر رہ گئی وہی روس جس سے ممالک خوف زدہ تھے آج انسانیت کے نام پر خوراک کی بھیک مانگ رہا ہے ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گیا ہے۔ یہی ایک واقعہ اصلاحِ احوال کیلئے کافی ہے بے راہ روی چھوڑ کر اسلام کے سنہری اصولوں کی پابندی کر۔ اسلام کا داعی بن اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے ایک زندہ مثال ہو جا۔ کاش تیرے دل میں احساسِ زیاں پیدا ہو جائے اور یہی احساس تیری توبہ اور ترقی کی راہیں کھول دے ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دِل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

یارب دلِ مسلم کو وُہ زندہ تمنّا دے
جو قلب کو گرما دے اور رُوح کو تڑپا دے

Marfat.com

معیارِ زندگی

جو بُری حالت آج ہمارے معاشرہ کی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ بھلائی کی جگہ بُرائی کی رغبت۔ تقویٰ پرہیزگاری کی بجائے فواحش اور لہو لعب کی محبت بڑھ رہی ہے۔ معیارِ زندگی بلند کرنے کی دوڑ میں جائز و ناجائز وسائل کی چنداں پرواہ نہیں کی جاتی۔ جو دولت جائز ذرائع تجارت، صنعت و حرفت، محنت مزدوری اور دستکاری سے کمائی جاتی تھی۔ اب ناجائز ذرائع چور بازاری۔ مکاری۔ قمار بازی۔ ملاوٹ۔ جھوٹ۔ رشوت۔ جعلسازی۔ لوٹ مار۔ قتل۔ دھوکہ دہی اور اغوا برائے تاوان سے حاصل کی جاتی ہے۔ گھروں میں پہلے مجالس ذکر و خیر کے لیے وقت نکال لیا جاتا تھا۔ اب زندگی کا بیشتر حصہ سینماؤں، کلبوں، ٹی وی پروگراموں اور فنونِ لطیفہ کی محفلوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ حمیت اور غیرت رخصت ہو رہی ہے۔ بے حیائی، بے حجابی، بے راہ روی جڑ پکڑ رہی ہے۔

آجکل معیارِ زندگی بلند کرنے کا بڑا غلغلہ ہے۔ ہمارا ہر فرد جملہ ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کی دُھن میں سرگرداں ہے۔ ایک ضرورت کے بعد دوسری ضرورت پہلی سے زیادہ شدّ و مد کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے۔ زندگی کی دلفریبی ایک ایسی بلند چوٹی سمجھ لی گئی ہے جس کا سر کرنا مہم جُو کوہ پیماؤں کی طرح ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔ جب وسائل نہیں ہوتے تو حکومت کے اہلکار رشوت کا، اہلِ صنعت و حرفت جعلسازی کا، دوکاندار اور تاجر ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی کا۔ سرکش لوگ دہشت گردی کا سہارا لیتے ہیں۔ چالاک، عیّار اور چرب زبان لوگ رشوت دینے دلانے کے لیے آلہ کار بن جاتے ہیں۔ حرص و آز کے بندے ایسے ہی غلط دھندوں میں دن رات گزار دیتے ہیں۔ نہ خوفِ خدا نہ فکرِ آخرت۔

حکومتِ وقت کو سُودی نظام، رشوت کی لعنت ختم کرنے اور فتنہ فساد کا

Marfat.com

انسداد کرکے امن و امان بحال کرنے کے لیے رہنے دیجیے اور معاشرہ سے جملہ برائیوں کو دُور کرنے کے لیے ہمیں حرص و ہوا۔ باہمی رقابتوں اور بد اخلاقی کو ختم کرتے ہوئے باہمی محبت، یگانگت۔ خیر خواہی اور حسنِ اخلاق کی فضا پیدا کرنی چاہیئے۔ ہمیں اسلامی معاشرہ کی ضرورت ہے۔ جس کی اساس اسلامی اقدار پر ہو۔ معزبیّت اور یزیدیت کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہتے ہوئے رسُولِ معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سُنّت مطہرہ اور حسینیت کی طرف ہر دم راغب ہو کر اپنے بھائیوں کے دُکھ درد کا مداوا بنیں۔

ہم نے بہترین معیارِ زندگی صرف جسمانی نشو و نما۔ صحت۔ تعلیم۔ خوش پوشی سیر و سیاحت کی سہولتوں اور ذرائع ابلاغ کی وسعتوں کو سمجھ رکھا ہے۔ مگر ایک کلیدی نقطہ (KEY POINT) کو یکسر نظر انداز کر رکھا ہے۔ یعنی بلند اخلاق اعلےٰ کردار اور حسنِ سلوک، جو کبھی مسلمانوں کا طرّہ امتیاز تھے۔ ہمیں ان صفات میں تو دوسری قوموں سے بڑھ کر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہم اُمّت محمّدیہ ہیں۔

ہم مسلمان آخری اُمّت ہیں۔ پہلی اُمّتوں کے تذکرے عبرت حاصل کرنے کے لیے قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ مگر ہم نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ شیطان لعین ہمارے اعمال خوشنما صورت میں پیش کر دیتا ہے۔ بعض مذہبی تنظیمیں اصلاح معاشرہ کی دعویدار تو ہیں۔ مگر اصلاحِ احوال کی بجائے اقتدار کی دوڑ دھوپ میں اپنے اصل مقصد کو پسِ پشت ڈال چکی ہیں۔

آیئے ہم معاشرہ کی اِن بیماریوں کا علاج اہلِ نظر حضرات یعنی بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کے ہاں تلاش کریں۔ یہی وہ حضرات ہیں جو دلوں سے حرص و آز کا دھوّاں کافور کر کے عشقِ الٰہی کی آگ روشن کر دیتے ہیں جس سے ہمارا معاشرہ صحتمند اور تنومند جمعیت بن جاتا ہے۔ ؎

بجھی آتشِ عشق اندھیر ہے   مُسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

(مقبولؔ)

Marfat.com

طہارت

فرشت دوراں گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت کرماں والے متوفی ۱۹۶۶ء فرمایا کرتے تھے کہ سب سے مشکل کام انسان کا اخلاق سدھارنا ہے۔ تعلیم سے تربیت بہتر ہے۔ آج کل معاشرہ میں جو بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔ وہ کم ہونے کی بجائے دن بدن زیادہ ہی پھیلتا جا رہا ہے۔ اس کے آگے بند باندھنے کی کوششیں ناکام ہوتی نظر آتی ہیں۔ معاشرہ اتنا بگڑ چکا ہے کہ شرم وحیا اٹھتی جا رہی ہے۔ اگر عورتیں بر ہنہ سر بے حجاب چلتی پھرتی نظر آتی ہیں تو نوجوان گلی کوچوں میں بے ہودہ گفتگو اور بنسی مذاق میں وقت ضائع کرتے ہیں جونہی کسی کو پیشاب کی حاجت ہوئی سر راہ بازار میں بغیر پانی لئے پیشاب بیٹھ گئے۔ اُٹھے تو کپڑے اور جسم پیشاب کے قطروں سے ناپاک۔ طہارت کا یہ فقدان اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ ان نوجوانوں کو نہ تو کسی سے حجاب کا خیال اور نہ ہی قبلہ کی عظمت کا پاس۔ کتنی بے راہ روی ہے۔ افسوس صد افسوس پیشاب ناپاک ہے۔ نجاستِ غلیظ ہے پانی سے دھونے کا حکم ہے۔ ناپاک رہنے کی عادت سے انسان کے روح و بدن بے حس ہو کر ہلاکت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نوجوانوں کو جو طہارت سے غافل ہیں اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اللہ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث مبارکہ طہارت کے ضمن میں موجود ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز جنت کی کنجی ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے"۔ دوسری جگہ طہارت اور صفائی کو نصف ایمان قرار دیا۔

غیر مسلم کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے سب سے پہلے غسل کرنے کا حکم ہے تاکہ اس کا جسم پاک و صاف ہو جائے اور ہم مسلمان ہو کر بے توجہی اور غفلت کا شکار ہو کر اپنے پاک جسم کو پیشاب کے قطرات سے ناپاک کر لیتے ہیں اور رات دن ناپاک جسم سے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ ہی بتائیں پھر ہماری قوم کس طرح سر بلند ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے خیر و برکت اٹھتی جا رہی ہے اور اس کی جگہ شر، فساد، درماندگی اور بے برکتی کا دور دورہ ہے۔

Marfat.com

غضب پر غضب تو یہ ہے کہ غلط کاروں کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ڈرتے ہیں کہ یہ۔ائی لڑائی کو کون مول لے۔مسلمانو! کیا تم نے سمندر کے کنارے رہنے والوں کا قرآنی قصہ نہیں سنا۔جو ہفتہ کے روز مچھلیاں پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے تھے۔خدا کے عتاب سے وہی لوگ بچے جو ان نافرمانوں کو نافرمانی سے منع کرتے تھے منع نہ کرنے والے بھی نافرمانوں کے ساتھ گرفتارِ عتاب ہوئے۔دلی دعا ہے کہ ہمارے نوجوان اس غلطی کی اہمیت اور اس کے دُور رس نتائج کو سمجھ جائیں اور اپنا جسم و لباس پاک رکھا کریں۔اور اللہ تعالےٰ کی برکتوں سے مالا مال ہوا کریں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیشہ ناپاک رہنے سے شیطان کا آلہ کار بن جائیں اور گندہ ہونے کے جال میں پھنس کر زندگی برباد کر بیٹھیں۔اللہ تعالےٰ انہیں اپنا نفع نقصان سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور شرم و حیا ان کا ہنر اور شعار بن جائے۔آمین ثم آمین)

جڑ پکڑتی ہے نیکی بس طہارت کی زمیں میں
طہارت نہیں تو کچھ بھی نہیں مکان و مکیں میں

خصوصیات = ایک روائت میں یہ آیا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کروائے۔جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔علامت یہ ہے کہ رقت پیدا ہوتی ہے۔اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔روزہ انسان کے لئے (شیطان سے بچاؤ کے لیے) ڈھال ہے۔ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں خصوصی طور پر دی گئیں ہیں۔جو پہلی امتوں کو نہیں ہیں۔(۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(۲) روزہ دار کے لیے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں۔(۳) جنت ہر روز ان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے۔(۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔(۵) رمضان المبارک کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔

Marfat.com

"صحیح عقیدہ کی اہمیت"

واما من خاف مقام ربہٖ و نہی النفس عن الھوٰی ○۴۰
فان الجنتہ ھی الماوٰی ○۴۱ (پارہ ۳۰ سورۃ النزعٰت)

(ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کی خواہش سے روکا تو بے شک اسے جنت ہی ٹھکانا ہے۔)

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ ہمارے معاشرہ کا بگاڑ دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ دین سے بے رغبتی کے سبب عریانی' بے حیائی' بد اخلاقی' بے راہ روی' حب دنیا' خود غرضی' جہالت' غفلت اور فتنہ فساد جیسی خرابیاں عام ہوتی جا رہی ہیں۔ آخر یہ کیوں ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم میں سے خوف خدا اور خوف آخرت اٹھ گیا ہے۔ جب تک یہ دو خوف دلوں میں رہے معاشرہ صحت مند رہا۔ جب سے یہ خوف جاتا رہا معاشرہ پراگندہ ہو گیا ہے۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل

سابقہ امتوں کے حالات کا مطالعہ کیجئے۔ قوم نوحؑ' قوم ہودؑ' قوم صالحؑ' اور قوم لوطؑ کے دلوں سے خوف خدا جاتا رہا اور اتنے نڈر اور بے خوف ہو گئے کہ اپنے اپنے نبیوں کو برملا کہنے لگے "کہ لے آو جو عذاب لانا چاہتے ہو۔ اگر تم سچے ہو" تو وہ مبتلا عذاب ہوئے۔ اس طرح کفار مکہ نے بھی حضور نبی کریمؐ سے کہا تھا۔ مگر جب اہل مکہ ایمان لے آئے اور ان کے عقائد اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریمؐ کے متعلق صحیح ہو گئے۔ اور ان عقائد پر وہ پختہ ہو گئے۔ تو ان میں ایسا خوف پیدا ہوا کہ ہر نیکی کے علمبردار اور ہر برائی اور شر کے مٹانے والے بن گئے۔ پس ثابت ہوا اولین ضرورت عقائد کے درست کرنے کی ہے۔ کہ رب العزت کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اور یوم آخرت کو ہمارے اعمال دنیا کا حساب کتاب ہو گا۔ نیکوں کو جزا اور بد اعمالوں کو سزا ملے گی۔ اور وہاں کسی کی رو رعایت نہ ہو گی۔ جب ہم نے اللہ کو واحدہ لاشریک مان لیا۔ خوف خدا اور خوف آخرت پیدا ہو گیا۔ تو پھر حضور نبی کریمؐ کی اطاعت کا جذبہ بھی پیدا ہو جائے گا۔ یہ جذبہ جتنا محکم اور پائیدار ہو گا۔ عبادات' معاملات' اخلاق اور معاشرت میں اتباع سنت رسول اللہؐ کے راستہ کی

Marfat.com

ظاہری مشکلات اتنی ہی آسان ہو جائیں گی۔

ساحران فرعون جب حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ پر آئے تو فرعون کو رب العلیٰ مانتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ عصائے موسےؑ اژدہا بن کران کی جادو کی رسیوں کے سانپ جو محض نظربندی تھی نگل گیا۔ تو انہیں رب موسیٰ کی قدرت کاملہ کا یقین آگیا۔ کہ رب موسیٰؑ وہارونؑ ہر شے پر غالب ہے۔ اور خالق کل مالک کل رازق کل ہے اور قادر مطلق ہے۔ جب خداوند قدوس کے متعلق ان کا عقیدہ صحیح ہوگیا۔ تو فرعون کی دھمکیوں کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ یعنی نیکی پر مستقل مزاج رہے۔ پس ثابت ہوا کہ اصلاح معاشرہ کے لیے اولین شرط عقیدہ کی اصلاح ہے۔ جب انسان صحیح عقیدوں پر کاربند ہو جاتا ہے۔ تو اسکی سوچ خیالات فکر اور فہم بھی درست سمت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اور وہ خدا اور اس کے پیارے رسولؐ کے احکام کے خلاف عمل نہیں کر سکتا۔ اور دین کی قائم کردہ حدود کے اندر رہ کر اپنی زندگی گزارتا ہے۔

اصلاح عقیدہ کا کام کون کرے۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ کہ "علماء (حق) انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں" اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "میری امت کے علماء (حق) انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔ پس اولیاء کرام اور علمائے کرام ہی تبلیغ حقہ کے لیے یہ خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ اولیائے کرام اپنی بصیرت اور توجہ سے اپنے اپنے حلقہ ارادت میں آنے والے مریدین کے دل و نگاہ کو جلا بخش سکتے ہیں۔ عوام الناس میں سے دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے حضرات بھی اصلاح احوال کی طرف توجہ دیں تو یہ کام اور بھی آسان ہو جائے گا۔ تبلیغ نہایت محبت اور نرم لہجہ میں کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاکؐ کی رحمت اور شفقت کے بیانات سے عوام کے دلوں کو نیک اعمال کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہو سکے تو محلہ وار کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور نوجوان نسل کے اعتقادات کی اصلاح کے لیے عملی نمونہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ قول میں اگر عمل نہ ہو تو لوگ ہدایت نہیں پکڑتے۔ محبوب سبحانی سرکار بغداد غوث اعظمؒ فرماتے ہیں۔ "لوگو! تمہارے اندر نفاق بڑھ گیا ہے۔ اور اخلاص کم ہوگیا ہے۔ باتیں زیادہ اور عمل بالکل نہیں۔ یاد رکھو بغیر عمل کے کوئی

Marfat.com

قوں کسی کام کا نہیں۔ قوں بلا عمل ایک دعوی ہے۔ بغیر روح کے 'روح تو اخلاص' توحید اور کتاب و سنت پر عمل کرنے سے آتی ہے۔ تمہارے ایمان بے روح ہو چکے ہیں۔ غفلت چھوڑ دو۔ خدا کی طرف پلٹو۔ اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ ممنوعات سے بچو۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ خدا کا تقوی اور اطاعت اختیار کرو۔ ظاہرا" شریعت کی پابندی لازمی جانو"۔

کشف المحجوب۔ حضرت داتا گنج بخش" اپنی لاثانی کتاب **کشف المحجوب** میں فرماتے ہیں۔ نفس کی نجات کا واحد ذریعہ خوف الہی ہے۔

پس علمائے کرام کو چاہیے کہ قرآنی طریقہ تبلیغ پر عمل کریں اور عوام ان س کو "حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ فریضہ تبلیغ انجام دیں۔ تاکہ لوگ محبت کے ساتھ ان کی مقبوں باتیں سنیں اور دں میں جگہ دے کر عمل پیرا ہوں۔ اس مسئلہ میں حضور آقائے نامدار" کا وہ پہلا پیغام پیش نظر رکھیں۔ جو آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنی برادری کے لوگوں کو سنایا تھا۔ برادری کے سرکردہ لوگوں کے درشت کلمات کے باوجود آپ ﷺ نے ان کو نہایت رحمانہ اور مشفقانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی۔ لہذا تمام مبلغین حضرات کو بھی اخلاق حسنہ نبی کریم ' کا نمونہ پیش کرتے ہوئے۔ اصلاح معاشرہ کا کام جاری رکھنا چاہیے۔ تاکہ ہم اپنی امن دامان اور فلاح و بہبود کی منزں تک پہنچ سکیں۔

ہر چند کہ انداز بیاں شوخ نہیں ہے۔
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

جو لوگ لفظ "یا" کے معاملہ میں دور و نزدیک کا مسئلہ پیدا کرتے ہیں کہ نزدیک سے یا رسول اللہ کہنا جائز اور دور سے ناجائز۔ میں کہتا ہوں وہ خود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیوں سمجھتے ہیں۔ خود کو اپنے آقا مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں خیال کر کے وہ اصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا کریں۔ جیسی نیت ویسی مراد۔

Marfat.com

اوامر و نواہی

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (سورۃ النحل پارہ ۱۴ آیت ۹۰)

ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے برے کاموں سے اور سرکشی سے اور اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن کی جامع ترین آیت ہے اس میں ہر وہ اچھی چیز جس پر عمل کرنا ضروری ہے مذکور ہے۔ اسی طرح ہر وہ بری چیز جس سے اجتناب ضروری ہے موجود ہے۔ ولید بن مغیرہ دشمن اسلام نے جب یہ آیت حضور نبی کریم ﷺ سے سنی تو بے اختیار بول اٹھا کہ یہ بشر کا کلام نہیں۔ اس آیت میں تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱) عدل (۲) احسان (۳) رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک' حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کا قول ہے کہ عدل انصاف کرنا ہے اور احسان فضل وکرم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی معاشرہ کا صحت مند بنیادوں پر قائم ہونا انہی دو چیزوں پر موقوف ہے۔ کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو ہر ایک کو اس کا حق ملے اور قانون کے سامنے سب برابر ہوں۔ مگر اتنا ہی کافی نہیں بلکہ ہر فرد دوسرے ساتھی کے ساتھ برتاؤ کرتے وقت احسان کو بھی پیشِ نظر رکھے یعنی اس کے حق سے اس کو زیادہ دے اور خود اپنے حق سے کم لے اور اگر اس سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے تو عفو اور درگذر سے کام لے۔ اس طرح حسد عناد ختم ہو کر آپس میں باہمی الفت اور محبت کی فضا پیدا ہو گی۔ (ملخص از ضیاء القرآن)

اوپر کی تین بھلائیوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ جن تین برائیوں سے روکتا ہے جو انفرادی طور پر ہر فرد کو اور اجتماعی حیثیت سے پورے معاشرے کو خراب کرتی ہیں یہ ہیں:
(۱) فحشا ہر وہ برائی جو اپنی ذات میں قبیح ہو مثلاً بخل' زنا' برہنگی' عریانی' چوری' شراب نوشی' فعلِ قوم لوط' بدکلامی' عورتوں کا بن سنور کر منظر عام پر آنا' جھوٹا پروپیگنڈا' حقیقت سے ہٹ کر بیانات وغیرہ یعنی جس سے معاشرہ کے اخلاق بگڑنے کا اندیشہ ہو (۲) منکر یعنی ہر وہ چیز جسے شریعت نے ناپسند کیا ہو اور کرنے سے روکا بھی ہو اور جسے انسان بالعموم بُرا جانتے ہیں۔

Marfat.com

(۳) بغی یعنی حد سے تجاوز کرنا دوسرے کے حقوق پر دست درازی کرنا خواہ وہ حقوق خالق کے ہوں یا مخلوق کے۔ اس میں تکبر، ظلم، قتل و غارت، زیادتی سب آ گئے۔ (ملخص از تفہیم القرآن)

قرآن مجید کتاب الحکیم ہے۔ جو صحیح طور پر اخلاقی، تہذیبی اور ہمہ گیر اصلاح کیلئے متوازن قوانین پیش کرتی ہے۔ کہ کوئی حرف گیری نہیں کر سکتا۔ کرتا ہے تو محض تعصب کی بنا پر۔ یہ کتاب عمل پیرا ہونے والوں کو ہمیشہ صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور ادھر ادھر بھٹکنے نہیں دیتی۔ اور افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونے دیتی۔ جب تک ہم قرآن مجید کی روشنی میں زندگی بسر کرتے رہے تو **انتم الاعلون ان کنتم مومنین** (سورۃ ۳ آیت ۱۳۹) کے مصداق ہم دنیا پر غالب رہے۔ جب سے ہم نے قرآنی احکامات کی گرفت اپنے اوپر ڈھیلی کر لی ہمارا رعب اور دبدبہ بھی کم ہو تا گیا۔ اور آج ہماری سیاسی اور اقتصادی بیچارگی سب کے سامنے ہے۔ بقول علامہ اقبال" ؎

درس قرآن نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

سورۃ المومن پارہ ۲۴ آیت ۲۸ تا ۳۵ میں رب ذوالجلال اپنے ایک مومن بندے کا تذکرہ فرماتا ہے۔ یہ فرعون مصر کا ایک درباری تھا۔ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لا چکا تھا۔ مگر اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ جب فرعون نے حد سے تجاوز کیا اور کہا کہ میں (حضرت) موسیٰؑ کو قتل کر دونگا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بگاڑ دے یا ملک میں فتنہ فساد برپا نہ کرے۔ تو وہ مومن برداشت نہ کر سکا اور برملا بول اٹھا۔ کہ تم حضرت موسیٰؑ کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ (فرعون کی بجائے) اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور وہ (حضرت موسیٰؑ) کھلی نشانیاں بھی اپنے رب کی طرف سے تمہیں دکھا چکا ہے۔ اگر تم نے حق بات کو تسلیم نہ کیا تو مجھے ڈر ہے کہ تمہیں عذاب آئے گا جیسا عذاب قوم عاد، ثمود وغیرہ پر آیا تھا---------الخ

یہ مرد حق کسی سیاسی پارٹی کا عہدیدار نہ تھا۔ کسی تبلیغی جماعت یا اصلاحی مشن کا رکن نہ تھا۔ بلکہ ایک مرد حق گو تھا۔ جس نے نتائج سے بے پرواہ ہو کر آواز بلند کی۔ فرعون اس کی اس بے باکی سے اتنا خوف زدہ ہوا کہ اپنے مذموم ارادہ سے باز رہا مگر کچھ اور ہی تدبیر سوچتا رہا کہ عذابِ الٰہی نے آ لیا اور دریائے نیل کی لہروں میں غرق ہو گیا۔ اگر آج ہم میں

Marfat.com

بھی ایسا ہی جذبہ ایمانی پیدا ہو جائے تو حکومت وقت راہِ راست پر آ سکتی ہے اور اسلامی قانون نافذ ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کسی ایک بات پر متفق ہوتے ہی نہیں۔ مثلاً عورت کی سربراہی ایک اہم مسئلہ ہے مگر سیاسی لیڈر اور مذہبی راہنما اس پر بھی مختلف الخیال ہیں۔

اس دور میں ظلم کی انتہا ہو چکی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل عرب زندہ جانور کے بدن سے گوشت کا ٹکڑہ کاٹ لیتے تھے اور پکا کر کھاتے۔ کسی جانور کو باندھ کر اس کا نشانہ بناتے اور تیر اندازی کی مشق کرتے۔ وہ تو ایام جاہلیت تھے۔ آج کل کے روشنی کے زمانہ میں انسانوں پر اس سے بڑھ کر ظلم ہو رہا ہے۔ عورتوں' بچوں پر تشدد عورتوں کا زندہ جلایا جانا' بچوں کا اغوا پھر قتل یہ ظالم اتنے شقی القلب ہیں کہ درندہ صفت ہو گئے ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اعمال عقائد کی دلیل ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا یوم آخرت پر یقین نہیں۔ اگر ہوتا تو خوف الٰہی سے ایسے ظلم نہ کرتے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا قول ہے کہ خوف الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور خدا سے بے خوفی بقدر جہالت۔ تو کیا یہ لوگ جاہل ہیں۔ ہاں تعلیم یافتہ ہوتے ہوئے بھی حرص و آز نے انہیں جاہل بنا دیا ہے اور شیطان نے ان پر اپنا جادو کر رکھا ہے اور اپنے انجام سے بے خبر ہیں۔ کسی کا حق پہچانتے ہی نہیں۔ احسان تو کوسوں دور کی بات ہے۔ (باقی آئندہ)

قارئین کرام توجہ فرمائیں

اہل سلسلہ اور قارئین سے گذارش ہے کہ کتابت طباعت میں یا مسودہ بنی میں مجھ سے ہمہ کوشش کے باوجود نادانستہ طور پر کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو اس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ قارئین دوران مطالعہ جو اغلاط پائیں گے۔ ان سے مجھے آگاہ فرمائینگے۔ تاکہ فی الواقعہ اغلاط کی آئندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے۔ شکریہ

(مقبول)

Marfat.com

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے

۱۔ **ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا** سورۃ فاطر (۳۵) آیت ۶
ترجمہ :۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھا کرو۔

۲۔ **ان الشیطن للانسان عدو مبین** سورۃ یوسف (۱۲) آیت ۵
ترجمہ :۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

۳۔ ترجمہ :۔ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اسے کیوں دوست بناتے ہو۔
سورۃ کہف (۱۸) آیت ۵۰

۴۔ ترجمہ :۔ شیطان برے کام خوشنما بنا دیتا ہے۔ سورۃ الحجر (۱۵) آیت ۳۹

۵۔ ترجمہ :۔ شیطان کے وعدے جھوٹے اور محض فریب ہوتے ہیں۔ سورۃ النساء (۴) آیت ۲۰

۶۔ ترجمہ :۔ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو یہ بہت برے کام اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ سورۃ النور (۲۴) آیت ۲۱

۷۔ ترجمہ :۔ شیطان نے قوم عاد و ثمود کے برے اعمال کو آراستہ کرکے دکھایا اور سیدھی راہ سے روک دیا۔ حالانکہ وہ اچھے بھلے سمجھ دار تھے۔ سورۃ عنکبوت (۲۹) آیت ۳۸

۸۔ ترجمہ :۔ شیطان فریب دیتا ہے' لمبی عمر کی آس دکھاتا ہے۔ سورۃ محمدؐ (۴۷) آیت ۲۵

۹۔ ترجمہ :۔ شیطان نے آراستہ کردیا ان (کفار مکہ) کے اعمال کو اور کہا کہ آج تم پر کوئی۔۔۔ غالب نہیں۔۔۔ دم دبا کر بھاگ گیا۔ سورۃ انفال (۸) آیت ۴۸

۱۰۔ ترجمہ :۔ شیطان نے اہل سبا کو گمراہ کیا۔ سورۃ سبا (۳۴) آیت ۲۰،۲۱

یوں تو ایک آیت ہی کافی تھی کہ شیطان لعین انسان کا ازلی دشمن ہے' چونکہ یہ فریبی

Marfat.com

مکار بنی آدم کا بالعموم اور مسلمانوں کا بالخصوص اشد ترین دشمن ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے متعدد بار ان آیات قرآنی میں مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ اس ازلی دشمن کی دلفریب' حسین مکروفریب کی چالوں سے ہوشیار رہنا۔ یہ برے اعمال اور فحاشی کو خوبصورت شکل میں آراستہ کرکے انسان کو دھوکا دیتا ہے۔ سابقہ اچھی بھلی قوموں کو تباہ و برباد کیا۔ مسلمانوں میں حسد طمع اور انتقام کے جذبات پیدا کرکے فتنہ فساد پھیلاتا ہے۔

سورۃ اعراف کی آیت ۱۶'۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کی ابن آدم سے دشمنی کا سبب اور شیطان کا چیلنج کہ میں ضرور تاک میں بیٹھوں گا ان (بنی آدم) کو گمراہ کرنے کے لئے تیرے سیدھے راستہ پر' میں ضرور آؤں گا۔ ان کے پاس (بہکانے کے لئے) ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے' اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے۔ بیان فرمایا ہے۔ شیطان بہت مکار' شاطراور فریبی ہے۔ دھوکہ بازی میں نظیر نہیں رکھتا۔ کم عقل لوگوں میں سے کسی کو دولت کا لالچ' کسی کو اقتدار کا نشہ اور کسی کو شہرت کا طمع دے کر ایسی ایسی نازیبا حرکات اور بداعمالیوں کا ارتکاب کراتا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ خیر خواہی اور دوستی کے لبادہ میں گناہ اور فحاشی پر اکساتا ہے۔ قتل و غارت کو شجاعت کا کارنامہ دکھاتا ہے۔ چوری' چکاری کو دولت مند بننے کا حربہ ظاہر کرتا ہے۔ فتنہ فساد پھیلانے کے لئے حسد کی آگ بھڑکاتا ہے۔

اخلاق فاضلہ (احسان' عفو' ایثار' امانت' دیانت' حیا' ایفاء عہد' عاجزی انکساری' خدا خوفی وغیرہ) جو معاشرہ کی بھلائی۔ بہتری اور ترقی کے ضامن ہوتے ہیں۔ شیطان کو ان سے نفرت' عداوت ہے۔ جبکہ اخلاق شنیعہ (غیظ و غضب' ظلم' انتقام' کذب' تکبر' حسد' خیانت' حرص و طمع' خودستائی' بدگمانی وغیرہ) جو معاشرہ کے لئے زہر قاتل ہیں' کا پشت پناہ ہوتا ہے۔ اخبارات کے صفحات قتل و غارت' ڈاکہ زنی' راہزنی اور آبرو ریزی کے واقعات سے تہی دامن نہیں رہتے۔ ان واقعات میں اکثر حسد کی عادت رذیلہ ہی کارفرما نظر آتی ہے۔ سورۃ یوسف کا پورے کا پورا واقعہ حسد کا ہی شاخسانہ ہے۔ حسد کے باعث ہی برادران یوسف نے حضرت یوسفؑ کو اندھے کنوئیں میں گرایا' مگر وہ اس رذیل حرکت سے حضرت یوسف کی بزرگی اور عظمت جو انہیں حاصل تھی نہ چھین سکے' جو نعمت کسی کے مقدر میں ہوتی ہے حاسد اس سے محروم نہیں کرسکتا' بلکہ حسد کی آگ میں خود ہی جلتا رہتا ہے۔ ابوجہل (سردار مکہ) بھی نبی آخرالزمان' سردار انبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حاسد تھا کہ

Marfat.com

اس یتیم مکہ کو رسالت اور نبوت کا تاج کیوں پہنایا گیا ہے۔ اس کا حقدار تو مکہ یا طائف کا کوئی بڑا سردار تھا۔ غزوہ بدر اسی حسد کا نتیجہ تھی۔ پھر وہ (ابوجہل) شیطان کا آلہ کار بنا۔ شیطان لعین نے اسے کہا کہ آج تمہاری اتنی زبردست جمعیت ہے کہ تمہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ تم ہی غالب رہو گے' اور میں تمہارا نگہبان ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجی تو اس فلکی فوج کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گیا۔ ثابت ہو گیا کہ شیطان کے وعدے جھوٹے اور محض فریب ہوتے ہیں۔ جب کوئی دل کی آواز پر توبہ کرنے پر مائل ہوتا ہے تو اسے بہلاتا ہے کہ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے۔ عیش و عشرت میں پڑے رہو۔ کافی عمر باقی ہے۔ رب غفور الرحیم ہے۔ گناہ بخش دے گا۔ ایسی دلفریبی سے انسان دام فریب میں پھنس جاتا ہے' اور توبہ نہیں کرتا۔

ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے کم تر جانا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود اسے سجدہ نہ کیا' اور حسد کیا یعنی جب حاسد اپنے سے کم تر شخص کو زیادہ بلند مرتبہ پر یا خوشحال سمجھتا ہے تو اس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکتی ہے' اور وہ اسے اس نعمت سے محروم کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ اس کوشش میں کامیابی کے لئے رذیل سے رذیل طریقے اختیار کرتا ہے جس سے فتنہ فساد پھیلتا ہے۔ پس حسد کا جذبہ رکھنے والا آدمی نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے" نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس طرح بکری کے لئے بھیڑیا ہے' اسی طرح شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے"۔

پیرو مرشدی گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالے (المتوفی ۱۹۶۲ء) فرمایا کرتے۔ "اخلاق سدھارنا بڑا اہم اور مشکل کام ہے' اسی کام کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ خلق محمدی پیدا کریں"۔ (تاکہ اخلاق شنیعہ سے بچے رہیں)

یہودی حسد کے باعث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن رہے اور اسلام قبول نہ کیا' اور عہد نبوی سے لے کر آج تک اسلام اور مسلمانوں کے دشمن چلے آرہے ہیں۔ ہر میدان میں مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہوشیار رہنا چاہئے۔

Marfat.com

اخلاق حسنہ

خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجھلین (آیت ۱۹۹ سورۃ الاعراف)

ترجمہ: قبول کیجئے معذرت (خطا کاروں سے) اور حکم دیجئے نیک کاموں کا اور رخ انور پھیر لیجئے نادانوں کی طرف سے۔ امام جعفر صادق کے نزدیک قرآن کریم میں اخلاق حسنہ کے متعلق یہ جامع ترین آیت ہے۔ قرآن اور حدیث میں ان باتوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے جو خدا کو پسند ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں: صبر، سچائی، عدل و انصاف، امانت داری، عفو درگزر، رواداری، احسان، مساوات، اخوت، تقویٰ، قناعت۔

ناپسندیدہ صفات: حرص، طمع، غرور، بخل، عیب جوئی، چغل خوری، خیانت، فحش کلامی، خود پسندی، شہرت طلبی، تنگ نظری، تنگ ظرفی، تصنع، اسراف، کینہ، بغض، حسد، غیبت، وعدہ خلافی، رشوت ستانی، فساد، نفاق، حیلہ سازی، قبائلی عصبیت، غضب، احسان فراموشی، ذخیرہ اندوزی، ظلم، حقوق کا غصب کرنا، فرائض سے روگردانی، ملاوٹ وغیرہ۔

قادیانی کذاب:

مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا نبی لاہور میں ۱۹۰۸ء کے دوران ہیضہ سے مرا۔ ۱۹۰۸ تا ۱۹۱۸ء حکیم نورالدین بھیروی خلیفہ رہا ۱۹۱۸ء میں قادیانی کذاب کا بیٹا مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ مقرر ہوا تو نام نہاد احمدیہ جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ قادیانی پارٹی کے سربراہ مرزا بشیرالدین محمود جبکہ لاہوری پارٹی کا سربراہ مولوی محمد علی لاہوری تھا۔ پاکستان کے معرض وجود آنے پر قادیانی پارٹی کا مرکز ربوہ ضلع جھنگ بنا۔ دونوں جماعتیں تبلیغ میں بہت مستعد ہیں۔ مغربی ممالک اور افریقہ میں ان کے مشنری سرگرم کار ہیں۔ مسلمان انہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی وفاقی پارلیمنٹ نے قادیانی اور لاہوری پارٹی کے نام نہاد احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ یہ لوگ جہاد کے سخت مخالف ہیں۔ یہ فتنہ حکومت انگلشیہ ہند کا پیدا کردہ ہے۔ ۱۹۳۵ء میں قادیانی جماعت کا خوب چرچا تھا۔ مجلس احرار کا ستارہ بھی نقطہ عروج پر تھا۔ بندہ عاجز "نور احمد مقبول" کا ایک قادیانی بی۔ اے کا کلاس فیلو تھا۔ ان ایام میں یہ عاجز قادیانی

Marfat.com

پانی تبلیغی سرگرمیوں سے بہت متاثر تھے۔ میں اور میرا ایک عزیز منظور الحق قریشی اس قادیانی
دوست کے ہمراہ قادیان گئے۔ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ میں اور منظور الحق قریشی نے مسجد میں با
وضو ہو کر [illegible] دعا مانگی یا اللہ اگر یہ جماعت تیرے نزدیک دین اسلام پر ہے تو ہمیں اس میں
شامل فرما اگر یہ لوگ گمراہ ہیں تو ہمیں ان کے فتنہ سے محفوظ فرما۔ مرزا بشیر الدین محمود کا نماز جمعہ
پڑھانا تھا [illegible] آشوب چشم کی تکلیف تھی۔ مسجد میں بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ مرزا جی
[illegible] نماز پڑھا رہے ہیں۔ ہم ایسی جگہ پر بیٹھے تھے جہاں سے مرزا جی صاف نظر آرہے
تھے۔ مرزا جی [illegible] آنکھ پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی سر پر سفید عمامہ تھا۔ منبر کے نزدیک ایک مسلح
شخص [illegible] مرزا تھا۔ ہر صف کے دائیں اور بائیں کنارے پر ایک ایک لٹھ بردار
[illegible] کھڑے رہتے تھے۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ مجلس احرار کا زور ہے اور حفاظت کی غرض سے ایسا انتظام
[illegible] ہمیں یہ خیال گزرا کہ اگر مرزا جی خلیفہ برحق ہوتے تو اتنا خوف ان کے دل میں نہ
[illegible] مرزا جی کا چہرہ بے رونق نظر آیا کہ ساری عقیدت ختم ہو گئی۔ اور مسجد سے بھاگ جانے کا ارادہ
کیا۔ مگر قادیانی دوست نے مشورہ دیا کہ اب مسجد سے جانا خطرناک ہو گا۔ یہ لوگ آپ کو
ضرور کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ لہذا بادل ناخواستہ نماز ادا کرنی پڑی اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس
نے ہمیں بطفیل نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم گمراہ ہونے سے بچالیا۔

مرزا قادیانی غلام احمد کذاب کو کئی بزرگوں نے قبر میں شکل خنزیر دیکھا ہے۔ ان میں سے میرے ایک دوست کیپٹن محمد نواز آرٹلری سنٹر کیمبل پور (اٹک) ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں یہ عاجز سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات کیمبل پور تھا۔ کیپٹن صاحب نے فرمایا کہ ایک رات انہوں نے مرزا قادیانی کو قبر میں خنزیر کی شکل میں دیکھا کہ بچھو، سانپ اور کئی موذی جانور اسے اذیت دے رہے ہیں۔ ایسا ہی واقعہ علامہ قاضی محمد صدر الدین المعروف حضرت معظم جن کا مزار شریف ہری پور ہزارہ میں ہے نے تحریر کیا ہے کہ انہوں نے تصرف اور کرامت سے عالم رویاء میں ایک شخص ڈاکٹر عبدالمجید کو مرزا قادیانی کی میت قبر میں دکھائی کہ مرزا جی کی بجائے مرا ہوا خنزیر پڑا ہے..... ڈاکٹر عبدالمجید یہ منظر دیکھ کر تائب ہوا۔ "حیات صدریہ مصنفہ علامہ عبدالدائم دائم صاحب"۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مرزائیت کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثمہ آمین

Marfat.com

باب ہفتم

تصوّف ۔ دینی مسائل

کام کی باتیں ۔ متفرقات

Marfat.com

تصوف

[illegible] سے تصوف کا لفظ صفہ سے مشتق ٹھہرایا گیا۔ اصحاب صفہ [illegible] وقت خدمت اقدس میں [illegible] رہتی تھیں۔ بعض لوگوں نے اصحاب صفہ سے [illegible] تصوف کی ابتدا جانی ہے۔ وہ صوفی کہلائے [illegible] (تصوف کو) صفا سے مشتق [illegible] ایک طبقہ کے نزدیک تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ (۱) سخاوت [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی ہو۔ (۲) رضا [illegible] حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سی (۳) صبر [illegible] حضرت ایوب علیہ السلام کی سی (۴) اشارہ [illegible] حضرت زکریا علیہ السلام کی سی (۵) غربت [illegible] حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سی (۶) صوف پوشی [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی (۷) سیاحت [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی (۸) فقر [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ہو [illegible] آپ کو [illegible] نہیں [illegible] لیکن آپ نے بادشاہت قبول [illegible] آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند قدوس کی بارگاہ سے وابستگی اور وفاداری [illegible] بادشاہت پر ترجیح دی۔ [illegible] یہ تھی کہ ایک وقت ایسا آیا کہ [illegible] آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ جاتے اور ایک وقت ایسا آیا کہ [illegible] آپ [illegible]

[illegible] رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگی کی بنیاد خوف خدا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی۔ ان میں تمام صحابہ کرام [illegible] مقام رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں شریعت اور طریقت (شریعت اور تصوف) دو الگ الگ چیزیں نہ تھیں۔ رفتہ رفتہ جب سیاست اور مذہب [illegible] تو ظاہری اور باطنی اصلاح احوال میں تمیز کی جانے لگی۔ علماء کرام کی تمام تر توجہ ظاہری اصلاح پر مرکوز ہوئی جبکہ صوفی حضرات کے نزدیک قلب و روح کی پاکیزگی مقصود ہوئی۔ اب تصوف [illegible] لذت کو چھوڑ دینے کا نام ہوا۔ روحانی سفر میں سالک کی چار منزلیں تھیں یعنی شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت + سالک کو اس روحانی سفر میں کسی سچے رہبر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس رہبر کو پیرو مرشد کہا جاتا ہے جس کی اتباع (پیروی) لازمی ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمت اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ ''تصوف کی جڑ قوی ہے اور اس کی شاخ میوہ دار ہوتی ہے۔ مگر اس کی جڑ کو لازمی طور پر علم کا پانی ملنا چاہئے۔ جاہل صوفیا اور غافل علماء کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہئے۔ صفات تصوف کے ساتھ ساتھ اتباع دستور شریعت لازمی طور پر پکڑے۔ جاہل لوگوں نے ترک شریعت مطہرہ کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔ آپ کے نزدیک صوفی وہ ہے جو کدورت ترک کر دے آپ فرماتے ہیں کہ کدورت میں بدی' کینہ' حسد ضرر رسانی' دروغ' فوب' حرص طمع' نفس کی اطاعت اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت یہ سب شامل ہیں۔ سلف صالحین کے زمانہ میں تصوف ایک حقیقت سمجھا جاتا تھا۔ صرف نام نہ تھا عہد حاضر میں اس کا نام تو ہے مگر اس کے معنی اور روح غائب ہے۔ تکبر اور عجب بہت بڑی لعنت ہے۔ سالک کو اس سے بچنا چاہئے۔

صوفی وہ ہے جس نے اپنے اخلاق و معاملات کو مہذب بنالیا۔ اور اپنا باطن شرک' کفر' خطرات نفس' کی آلودگیوں سے پاک کر لیا۔ مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق پہلا صوفی مرد کوفہ کا ابوہاشم (متوفی ۱۵۰ھ) ہے۔ جس پر سب سے پہلے لفظ صوفی کا اطلاق ہوا۔ امام قشیری کے مطابق تصوف کا لفظ دوسری صدی ہجری میں جاری ہوا۔ اس کا سرچشمہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حاصل ہوا۔ پھر یہ سلسلہ آگے چل نکلا۔ تین سلاسل تصوف (قادریہ' سہروردیہ' چشتیہ) کا سرچشمہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ہیں جبکہ ایک (نقشبندیہ) کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیق اکبر ہیں۔

(۱) سلسلہ نقشبندیہ: اس سلسلہ کی ابتداء حضرت ابوبکر صدیق عتیق سے ہے۔ بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند ہیں۔ اس سلسلہ کی بنیاد سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی سلطان العارفین کی تعلیمات پر ہے۔ پاک و ہند میں اس سلسلہ کا تعارف حضرت خواجہ باقی باللہ کی ذات گرامی سے ہوا۔ اور ترقی حضرت مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی کی ذات والا صفات سے ہوئی۔ درود شریف کی کثرت' مراقبہ پر زور دیتے ہیں۔ ذکر خفی کو جائز' سماع کو جائز جانتے ہیں۔

(۲) سلسلہ قادریہ: اس سلسلہ کے بانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی قطب ربانی محبوب سبحانی ہیں۔ اس سلسلہ کی بنیاد تعلیمات حضرت جنید بغدادی سید الطائفہ کی تعلیمات پر ہے۔ درود شریف

Marfat.com

پر زور دیتے ہیں۔ ان سے مخالف ذکر خفی و جلی دونوں کو جائز جانتے ہیں۔

(۳) سلسلہ چشتیہ: اس سلسلہ کو شہرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے دم قدم سے ملی۔ اس سلسلہ میں کلمہ شہادت پر بہت زور دیتے ہیں۔ لفظ اللہ کے ورد کی بہت تاکید ہے۔ سماع کو جائز بلکہ ضروری جانتے ہیں۔

(۴) سلسلہ سہروردیہ: اس سلسلہ کے بانی ابو نجیب سہروردی ہیں۔ جبکہ خواجہ شہاب الدین سہروردی نے اسے مقبول بنایا۔ اس سلسلہ میں سانس بند کر کے اللہ ہو کہنے کی تاکید سماع کی جگہ تلاوت قرآن مجید پر زور دیتے ہیں۔ ذکر جلی و خفی دونوں طرح جائز جانتے ہیں۔

مختصر تصوف ایک ایسا عمل ہے جس سے نفس پر واقع شدہ دنیاوی اثرات و تغیرات دور کر کے نفس کو اس کی اصل صورت (محبت الہیہ) پر لایا جاتا ہے۔ اگر یہ حاصل نہیں تو تمام کوششیں بیکار ہیں۔ تصوف تو صرف اور صرف اصلاح قلب کیلئے ہے کہ دل کی اصلاح سے سارے بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ تصوف انسان کو ماسواء اللہ سے بیگانہ کر کے اس کا تعلق اپنے مالک سے جوڑ دیتا ہے۔ پیر و مرشدی حضرت کرمانوالا رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ انسان کے پہلو میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جسے دل کہتے ہیں۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو سارا بدن درست ہے۔ دل حاکم ہے باقی سب اعضاء اس کے تابع فرمان' دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتا ہے۔ (الا بذکر اللہ تطمعن القلوب' آیت ۲۸ سورہ الرعد پارہ ۱۳)

خواہشات نفس کی پیروی: تمام حجابوں سے بڑا حجاب خواہشات نفس کی پیروی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ نفس میں ایک ایسی صنف ہے جس کی تسکین باطل سے ہوا کرتی ہے اور نفس کسی راہ راست پر نہیں آنے دیتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو' اپنی خواہشات نفس کو کم کرو دنیا پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو تاکہ اپنے دلوں میں خدا کا نور دیکھ سکو"۔

نفس سے جہاد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "سچا مجاہد وہ ہے جس نے راہ خدا میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔" حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اپنے نفس کو ہوا و حرص سے باز رکھو" اللہ تعالی فرماتا ہے۔ "اپنی خواہشات کو اپنا معبود مت بناؤ" (آیت ۲۳ سورہ الجاثیہ پارہ ۲۵)

Marfat.com

بھوک: آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "بھوکے پیٹ رہنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ستر (۷۰) عقلمند عابدوں سے زیادہ محبوب ہے۔ جو شخص بے طرح شکم پری نہ کرے اور کھانا کھانے کے آداب ملحوظ رکھے مناسب غذا کھاکر ذکر اور عبادت میں مشغول رہے وہ بہت ہی پاکیزہ صفات ہو جاتا ہے' وجہ یہ ہے کہ نفسانی اور شہوانی خواہشات بھوک سے نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ ایسے آدمی کے خیالات اور جذبات فاسد نہیں ہوتے۔ (مرتب' فی زمانہ اچھے سے اچھا طعام تن پروری کیلئے کھایا جاتا ہے۔ اور پیٹ بھر کر جس کے باعث نفس سرکش ہو کر فتنہ و فساد برپا کرتا ہے۔ گناہوں کیلئے ہیجان اور ترغیب پیدا ہو جاتی ہے جبکہ بھوکا رہنے سے نیکیوں اور اطاعت کی آرزو پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہئے کہ آدمی قوت لایموت کے اصول پر کار بند رہے ۔ اتنا ہی کھائے جس سے زندہ رہ سکے اور اپنا کام کاج کر سکے۔)

صحبت: چاہئے کہ بری صحبت سے بچا جائے اور نیکوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم سرکار بغداد شریف فرماتے ہیں کہ آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ جن کی زبان ذاکر نہ دل' (۲) وہ جن کی زبان ذکر الٰہی کرے مگر دل غافل ہوتا ہے۔ دل کو اس ذکر کی مطلق خبر تک نہیں ہوتی' (۳) وہ جن کی زبان اور دل دونوں ذکر خدا میں مشغول ہوں۔ پہلے گروہ کی صحبت زہر کا اثر رکھتی ہے۔ اس گروہ سے دور رہنا چاہئے دوسرے گروہ سے اگر نفع نہیں تو نقصان بھی نہیں۔ تیسرے گروہ کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ان کی ایک دم کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے کہیں بہتر ہے۔ یہی گروہ اولیاء اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔ بدکردار لوگوں کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔
مرید اپنے پیرو مرشد کی صحبت لازم پکڑے۔

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبتِ زاغ

علامہ اقبال

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ کا ایک مرید اس زعم باطل میں مبتلا ہو گیا کہ میں نے

Marfat.com

روحانیت میں مقام حاصل کر لیا ہے۔ پیرو مرشد کی صحبت ترک کر دی۔ رات کے وقت شیطانی مخلوق نے یلغار کی۔ یہ جنات اس کے پاس ایک اونٹ لائے اور کہا چلو تجھے بہشت کی سیر کرائیں اور وہاں کے ماحول سے لطف اندوز ہوں۔ وہ ہر رات اونٹ پر بیٹھ جاتا اور چلتے چلتے ایک ایسی جگہ پہنچ جاتا جہاں اسے بہشت کا سا ماحول اور بہشت والے عیش دکھائی دیتے۔ وہ بھی ان میں مشغول رہتا۔ جب سو کر اٹھتا تو خود کو اپنے حجرہ میں پاتا۔ اس صورت حالات سے اس میں رعونت اور غرور کا غلبہ ہوا۔ اس نے دعوی ربوبیت شروع کر دیا۔ حضرت جنید بغدادی کو خبر ہوئی تو فوراً اس کے پاس پہنچے دیکھا کہ وہ حرص و ہوس' غفلت اور معصیت میں مبتلا ہے' بوجہ تکبر اس کا برا حال ہو رہا ہے' آپ کے استفسار پر اس نے حالات صحیح صحیح بیان کر دیئے۔ تو حضرت جنید بغدادی نے فرمایا "اگر آج رات تو اسی جگہ پہنچے تو اچھی طرح تین مرتبہ لاحول پڑھ کر وہاں پھونک' وہ مرید حسب سابق رات کے وقت وہاں پہنچا تھوڑی دیر عیش و عشرت میں مشغول رہنے کے بعد تجربتاً" (کیونکہ اندرونی طور پر وہ اب اپنے پیرو مرشد کا منکر تھا) تین مرتبہ پھونک مار دی تو وہ مرید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا تمام مخلوق شور و غوغا کرتی ہوئی بھاگ گئی۔ اور عیش و عشرت کا وہ ماحول ختم ہو گیا۔ میں نے خود کو کوڑے کے ایک ڈھیر پر بیٹھا ہوا پایا۔ مردار کی چند ہڈیاں میرے' ارد گرد پڑی تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خبیث و نافرمان جنات تھے۔ وہ مرید اپنی گمراہی سے آگاہ ہوا۔ اور مرشد برحق کی نافع صحبت سے قطع تعلق کرنے کی سزا پائی۔ اس نے توبہ کی اور دوبارہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی صحبت اختیار کی اور مراد کو پہنچا۔ پس معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی صحبت ہرگز ہرگز ترک نہ کرنی چاہئے کیونکہ ان قدسی حضرات کی محبت کا فیض ہر وقت اور ہر مقام پر نفع دیتا ہے۔

توبہ استغفار: حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ عوام الناس کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے جبکہ خواص کی توبہ غفلت سے' نیز فرمایا "توبہ بھی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے کی جائے۔ دوسری وہ جو بندہ اپنے خالق و مالک سے شرم و حیا کے باعث کرے۔ توبہ کرنے میں جلدی کرے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر گبرو بت پرستی باز آ

Marfat.com

ایں درگہ ما درگہ نو میدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اولیاء اللہ گناہوں سے محفوظ کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر روز ۱۰۰ دفعہ استغفار پڑھنا تعلیم امت کیلئے تھا۔ نہ کہ اپنی بخشش کیلئے۔ آپ تو معصوم ہیں۔ نیز بندہ جب استغفار شروع کرتا ہے تو اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ پھر ترقی کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی یاد میں کچھ کمی واقعہ ہونے پر استغفار کرتا ہے۔ پھر مزید ترقی کرتا ہے تو اپنے قصور ہمت پر استغفار پڑھتا ہے۔ پھر جب مدارج میں ترقی کرتے کرتے مقام مشاہدہ میں پہنچتا ہے اس وقت استغفار پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ اے خداوند عالم! مجھ میں اتنی استعداد اور ہمت نہ تھی کہ تیرا دیدار اور تیری ذات کا وصل حاصل کرتا۔ میں اس وصل کے حصول کو اپنی استعداد ہمت اور کوشش کی طرف منسوب کرنے سے توبہ کرتا ہوں اور استغفار پڑھتا ہوں یہ جو کچھ حاصل ہوا تیرے فضل سے ہی ہوا۔

سچی توبہ کا واقعہ: کشف المحجوب میں خراسان کے شیخ المشائخ ابو حفص عمر بن سالم نیشا پوری کی سچی توبہ کا واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ آپ اوائل عمر میں ایک کنیز پر عاشق ہوئے جو آپ کے قبضہ میں نہ آتی تھی۔ آپ لوگوں سے معلوم ہوا کہ نیشا پور کے محلہ شادستان میں ایک یہودی ہے جو اپنی ساحرانہ قوت سے ملاپ کرا سکتا ہے۔ آپ اس یہودی کے پاس گئے۔ اس یہودی نے کہا کہ چالیس روز تک نماز بالکل چھوڑ دو۔ اور کوئی نیک کام مت کرو۔ پھر کہیں میرے جادو کا اثر ہو گا چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ مگر مقصد حاصل نہ ہوا۔ یہودی نے کہا کہ تم نے ضرور کوئی نیک کام ان ایام میں کیا ہے۔ ابو حفص نے کہا کہ مجھے تو یاد نہیں۔ البتہ ایک روز میں چلا آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک پتھر پڑا ہوا پایا۔ اسے میں نے اس نیت سے راستہ سے ہٹا دیا کہ کسی راہ گزر کو ٹھوکر نہ لگے۔ یہودی نے کہا تو اس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر جس کی عدول حکمی تو نے چالیس روز تک کی لیکن اس نے تیرے ایک ادنیٰ عمل کو بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔ یہ سنتے ہی آپ نے توبہ کی اور وہ یہودی بھی مشرف با اسلام ہوا۔ آپ حضرت ابو عبداللہ ماوردی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ لوہار کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ نے درجہ کمال حاصل کیا۔ آپ قوم کے سرداروں اور بزرگوں

Marfat.com

میں سے ہوئے ہیں۔ آپ تمام مشائخ کے ممدوح ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کا کلام سن کر حضرت جنید بغدادی نے فرمایا "اے دوستو! تعظیم کے لیے کھڑے ہو جائے۔ کیونکہ ابو حفص جوانمردی میں تمام اولادِ آدم پر سبقت لے گیا ہے" اللہ اکبر۔

طہارت و پاکیزگی: تمام عبادات ادا کرتے وقت طہارت و پاکیزگی کا اہتمام لازمی ہے۔ بدن کی طہارت کپڑوں کی پاکیزگی وضو وغیرہ اس میں شامل ہیں جس طرح طہارت ظاہری کے بغیر نماز درست نہیں' طہارت باطنی (قلب کی طہارت) کے بغیر معرفت درست نہیں۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام ہمیشہ طہارت بدنی و طہارت باطنی سے رہتے ہیں جو شخص اپنے ظاہر کو ہمیشہ پاک صاف رکھے گا۔ اور باوضو رہے گا فرشتے اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جو شخص اپنے باطن کو توحید اور معرفت سے مصفا رکھے گا۔ وہ یقیناً" خدا کا مقرب ہو گا۔ (کشف المحجوب)۔ اسلام میں طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "نماز جنت کی کنجی ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے"۔

قرب الٰہی: جب مقصد حیات اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو خواہ جہاد سے' نوافل سے' شب بیداری سے کرے' نفسائل رذیلہ نوافل سے زائل کر کے اوصاف حمیدہ پیدا کرے۔ عبادت بھی اس خیال سے کرے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو بندہ کو قرب الٰہی حاصل ہو جائے گا۔

دنیا کافر کیلئے جنت اور مومن کیلئے قید خانہ کا مفہوم: کافر جب دوزخ کی سختیاں اور آگ دیکھے گا تو دنیاوالی زندگی اسے جنت معلوم ہوگی۔ مومن جب جنت کی نعمتیں دیکھے گا تو دنیا کے عیش و آرام اسے ان نعمتوں کے مقابلہ میں بے حقیقت نظر آئیں گے تو دنیا کو قید خانہ سمجھے گا۔

رہنمائی: اگر کوئی شخص کسی متلاشی شخص کو پیر کامل کا پتہ دے اور وہ شخص اس رہنمائی پر اس مرد کامل کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مرید ہو جائے تو جتنا اجر و ثواب پیر کو اللہ کا نام بتانے پر ہو گا اتنا ہی اجر و ثواب اس رہنمائی کرنے والے کو ہو گا۔ اللہ اکبر۔

دستِ غیب: "ذکر خیر میں شاہ صاحب سائیں توکل شاہ انبالوی کے ملفوظات میں ہے کہ حلال اور حرام کی تمیز ہونی چاہیے۔ اگر پیٹ میں رزق حرام کا ایک لقمہ بھی ہو تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر کوئی ایسے طریقہ سے عمل کرتا ہے جس سے جنات تابع ہو جاتے ہوں تو یہ طریقہ منع ہے کیونکہ جنات

Marfat.com

روزی لانے میں حلال حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ البتہ ایسے طریقہ سے اسم الٰہی پڑھا جائے جس سے ملائکہ تابع ہو جاتے ہوں تو یہ طریقہ درست ہے کیونکہ ملائکہ رزق حلال سے روزی لاتے ہیں اور یہی دست غیب ہے۔ ایسا عمل جائز ہے۔ پھر فرمایا اول تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور اگر بہت ہی ضرورت ہو اور طبیعت نہ مانے تو کیمیا گری میں نہ پھنسے بلکہ کوئی عمل پڑھ لے۔ کیونکہ جو کلام عامل پڑھتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کا نام آہی جاتا ہے۔

ادب و آداب: پیرو مرشد حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ادب عبادت کی روح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "آداب کا پسندیدہ ہونا ایمان کی علامت ہے۔" دینی و دنیوی امور کی زینت و اثر اندازی آداب سے ہی متعلق ہے۔ آداب کی ضرورت' اہمیت و آفادیت سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ اسلام نے پیدائش سے لے کر دم آخر تک ہر موقع کے لئے آداب مقرر کئے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر معلم آداب تھے اور آداب کا خیال فرمایا کرتے تھے تاکہ امتی اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر فلاح دارین حاصل کریں۔ حدیث مبارکہ اور اسلامی قوانین وہ مسلمہ آداب ہیں جن کے تحت مسلمان کو اپنی پوری زندگی گزارنے کا حکم ہے۔ عبادات میں نماز' روزہ' حج زکوۃ' حج قربانی کے آداب' قبلہ مسجد کے آداب' ماں باپ' عزیز و اقارب' ہمسایہ' استاد کے ساتھ آداب' سفر حضر' دوستی' محبت' طعام' طہارت' حسن گفتگو' لباس' وعدہ' ہنسی مذاق' مصافحہ' جہاد' معاملات' حکمرانی' تلاوت قرآن' ذکر' درود شریف پڑھنے کے آداب وغیرہ۔ مگر فی زمانہ عوام الناس کے خود ساختہ رسم و رواج کا غلبہ ہے۔ ادب آداب کی روح خال خال دکھائی دیتی ہے تارک ادب ہونا اخلاق نبویہ سے منحرف ہونا ہے۔ جو ایک بہت بڑی بدنصیبی ہے۔ معاذ اللہ۔

کشف المحجوب میں ہے کہ ایک بزرگ کئی میلوں کا سفر پیادہ طے کر کے کوفہ شہر میں آئے۔ بھوک ستا رہی تھی۔ ایک چڑیا پکڑ کر ہاتھ میں لی۔ اور فرمایا "اس چڑیا کے لئے مجھے کچھ دو۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ایسے کیوں نہیں کہتے کہ اللہ کے لئے مجھے کچھ دو' پیر مرد نے کہا" یہ محال ہو گا کہ میں دنیا کی ایک ادنیٰ ضرورت (کھانے پینے کی کوئی چیز) کیلئے تم سے کہوں کہ مجھے اللہ کیلئے کچھ دو۔" اس بزرگ نے اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے کی عظمت کا ادب ملحوظ رکھا۔ مرید کو چاہئے کہ اپنے پیرو مرشد کی ہر شے (لباس' پاپوش' زبان) کا ادب کرے' کہ ادب آداب کی پابندی سے

Marfat.com

ہی روحانی، دنیاوی ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔ "ذکرِ خیر" میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ کوئی ہندوستانی شخص حضرت توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت میں قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اثنائے گفتگو وہ کہہ بیٹھا کہ پنجاب کی زبان بڑی خراب ہے۔ حضور شاہ صاحب نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ ہمارے خواجہ صاحب (حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیلاں والے رحمۃ اللہ علیہ) پنجاب کے ہی تھے اور ان کی زبان پنجابی تھی۔ تو ہمارے خواجہ صاحب کی زبان کی توہین کرتا ہے وہ نادم ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اپنے پیشوا کا اس حد تک ادب تھا ملحوظ رکھا۔

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

جود و سخا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "سخی جنت کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے لیکن بخیل جنت سے دور اور دوزخ کے قریب ہے۔" علمائے کرام سخا اور جود میں فرق بیان کرتے ہیں کہ سخی کی سخاوت کا کسی ذاتی غرض کیلئے ہونا عین ممکن ہے اور یہ جود کا ابتدائی مقام ہے لیکن جود وہ ہے جس میں اپنے بیگانے کی تمیز نہیں۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک گبر کو مہمان نہ بنایا کہ وہ خدا کا منکر ہے تو بارگاہ رب العزت سے آپ کو حکم آیا کہ میں اس گبر کو ۷۰ سال سے رزق دے رہا ہوں۔ تجھ سے اتنا نہ ہوا کہ اسے روٹی کا ایک ٹکڑا کھلا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اور بیگانے میں تمیز رکھی۔ جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم طائی کے بیٹے (جو ابھی مسلمان نہ ہوا تھا) کیلئے اپنی چادر مبارک بچھادی اور اسے اس پر بیٹھا دیا اور صحابہ کبار سے فرمایا "جب تمہارے پاس کسی قوم کا سخی اور محترم شخص آئے تو اس کی بہت عزت کیا کرو۔" دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر نبوت ایک کافر کے لئے بچھادی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام سخا تھا اس لئے تمیز ضروری تھی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جود تھا۔ کافر اور مسلم کی تمیز نہیں۔ (کشف المحجوب)

پکا مومن: مومن وہ ہے جو اپنے عیوب خود دیکھے اور انہیں نکالنے کے درپے رہے جس طرح چھاج اناج سے بری اور گھٹیا چیز نکال باہر کرتا ہے۔ جبکہ اچھی صاف اور ستھری چیز باہر نکالتی ہے اور بری اندر رکھتی ہے۔ انسان کو عادت چھاج پر عمل کرکے برائی اپنے اندر سے نکال دینی چاہئے۔

Marfat.com

یہی محاسبہ ہے۔

نیت: اگر کوئی پیر اس نیت سے لوگوں کو مرید کرے کہ ان سے دنیاوی منفعت حاصل ہوگی' روزی میں فراغت' شہرت اور ناموری ہوگی۔ لوگ مجھے بزرگ کہیں گے۔ یا امیر کو مرید کرے کہ مجھے نذر نیاز زیادہ ملے گی۔ غریب کو مرید نہ کرے یہ سب معصیت ہے۔ فقیر کو ایسے غلط خیالات سے اپنا دامن پاک رکھنا چاہئے جس کسی کو مرید کرے رضائے الٰہی کیلئے کرے کہ اس کی توجہ اور رہنمائی سے مرید کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ (ذکر خیر)

نذرانہ کی حقیقت: مرید، زائرین، پیرو مرشد یا کسی بزرگ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے ہیں اس کی حقیقت اس طرح ہے کہ معطی (دینے والا) تو رب کریم ہے' پیش کرنے والا ایک ذریعہ ہے جیسے چھٹی رساں منی آرڈر لانے کا ایک ذریعہ ہے۔ احسان تو منی آرڈر بھیجنے والے کا ہے۔ چاہئے کہ فقیر دونوں کیلئے دعا کرے تاکہ شکر ادا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کی روزی آسمان سے اتار کر (رزقکم فی اسماء) لوگوں کے ہاتھ بھیجتا ہے۔ تاکہ اس کی مخلوق کو اولیاء کا قرب حاصل ہو۔ غیب میں دعا کرنا بہتر ہے کہ جلد قبول ہوتی ہے۔ جو دعا معطی کے سامنے کی جائے اس مین خوشامد کا شائبہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو لیوے وہ دیوے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ "لیوے اور دیوے نہیں۔" بزرگوں کی "دعا" دینے کے ضمن میں آتی ہے۔ اولیاء اللہ تین شخصوں کی نزر نیاز کسی حال میں قبول نہیں کرتے۔ (۱) ڈوم مراثی (۲) طوائف کی کہ یہ گانے بجانے سے کماتے ہیں۔ (۳) یتیم بچے کی کہ وہ خود قابل رحم ہے۔

مشابہت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من تشبہ بقوم فھو منھم" ترجمہ جو شخص جس کی مشابہت کرتا ہے وہ اسی میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے اپنے پیرو کاروں کو یہود و نصاریٰ لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا کہ یہود سر پر عمامہ باندھتے ہیں۔ اور عیسائی ٹوپی' تم سر پر ٹوپی اور ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھو تاکہ مشابہت پیدا نہ ہو۔ اللہ اکبر سلف صالحین اور باکردار صاحب اقتدار لوگوں کا یہی طریقہ رہا۔ ہندوستان میں برٹش دور میں اور دنیا کے دوسرے اسلامی ممالک پر مغربی طاقتوں (برطانیہ' فرانس' اٹلی' پرتگال' ہالینڈ وغیرہم) کا غلبہ رہا تو مغربی تہذیب اپنانے والے لوگ صاحب اقتدار لوگوں کے ہمنوا بن گئے۔ اس سے مغربی تہذیب کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئیں فی زمانہ اکثر لوگ ننگے سر

Marfat.com

نوجوان نظر آتے ہیں۔ ریش تراشی تو آخری دور میں شروع ہوئی۔ اور برٹش دور میں درجہ عروج کو پہنچی بہت بازار سید کے بارش لوگ۔ حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے غلط طور طریقہ سے خیرو برکت اٹھ گئی ہے۔ جو حرف اقتصادی بحران کا دیو منہ کھولے کھڑا نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ فکر و دانش عطا فرمائے۔ مسلمان ریش تراشی کو چھوڑ کر روشن سلامتی کا راستہ اختیار کریں۔

جادوگران مصر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا لباس زیب تن کیا اور ان جیسی وضع قطع بنائی۔ حق تعالیٰ کو ان کی یہ مشابہت پسند آگئی تو انہیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بدکردار عورت کو پاک بندوں کا لباس پہنا کر اپنے ساتھ مسجد میں لے جا کے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی۔ (۱) "اے رب العلمین! مجھ مسکین سے تو اتنا ہو سکتا تھا کہ اس کی ظاہری شکل و صورت تیرے نیک بندوں کی سی بنا کر تیری بارگاہ میں لے آیا ہوں۔ اب اس کا باطن اپنے نیک بندوں کا سا بنانا تیرا کام ہے اور تیرے اختیار میں ہے۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ اس عورت پر فیضان وارد ہوا۔ اور اس کے ہر بن مو سے ذکر الٰہی کی آواز آنے لگی۔ وہ تائب ہو کر حضرت بایزید بسطامی سے بیعت ہوئی۔ اور اولیائے صالحین میں سے ہوئی۔ اگر آج کا مسلمان تائب ہو کر بے راہ روی چھوڑ دے اور اسوہ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو جائے تو حقیقتاً" بہت جلد ان کے حالات سدھر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے ریش تراشی سے دانت بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اور جلد خراب ہو جاتے ہیں۔

حقہ نوشی: حقہ نوشی منع ہے کہ صحت کیلئے مضر ہے اور اختلاط کا ذریعہ ہے۔ اختلاط سے عبادت کیلئے وقت کم ملتا ہے۔ حقہ نوشی سے درود شریف کی برکات کم ہو جاتی ہیں جو بزرگ حقہ نوش ہو جاتے ہیں ان پر انکشاف اور واردات سب بند ہو جاتے ہیں اگر کوئی حاجت مند پیرو مرشدی حضرت کرمانوالی سرکار کی خدمت اقدس میں آتا اور وہ حقہ نوش (سگریٹ نوش) ہوتا تو آپ فرماتے "بھلیا! سودا کر لے۔ تم حقہ پینا چھوڑ دو میں رب کریم سے تمہاری حاجت پوری کرا دوں گا۔" اللہ اکبر۔ حقہ اور سگریٹ نوشی سے روحانی ترقی رک جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ حقہ نوشی کو ناپسند فرماتے تھے اور حقہ نوشوں کو کرمانوالا شریف حضرت

مرد و زن پھریں جب ننگے سر۔ خیر و برکت کی بات نہ کر۔

Marfat.com

سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کی خدمت میں بھیج دیتے اور فرماتے کہ "انہیں حقہ چھڑانا خوب آتا ہے" حقہ اور سگریٹ نوشی طبی لحاظ سے بھی نقصان دہ ہے۔ نوجوانوں کو اس پر خوب غور کرنا چاہئے۔

قبولیت دعا: جن لوگوں پر انکشاف نہیں ہوتا۔ ان کیلئے قبولیت دعا کی نشانی یہ ہے کہ اگر دعا مانگتے وقت کلام میں لذت آئے اور دعا میں خوب دل لگے تو سمجھ لے کہ دعا قبول ہو گئی۔

پیر کی تلاش: اگر کسی ولی اللہ کی تلاش ہو تاکہ اس کے حلقہ ارادات میں داخل ہو کر فیض حاصل کیا جائے تو چاہئے کہ درود شریف پڑھتا رہے اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اس متلاشی کی پرورش فرمائے گی اور جس سے فیض دلانا ہو گا۔ طبیعت خود بخود اس کی طرف مائل کر دی جائے گی۔

صاحب ارشاد: صاحب ارشاد وہ ولی ہوتا ہے کہ جو سبق بات یا عمل کسی کو فرما دے وہ اس سے نہ چھوٹے اور ولی کے تصرف سے اس پر مداومت کرے۔

وضو: وضو کے مسائل سے واقفیت ضروری ہے۔ وضو کرتے وقت ہر قسم کی گفتگو سے پرہیز کرے۔ معلوم ہو کہ وضو کرتے وقت فرشتے نوری چادر نمازی پر تان کر کھڑے ہوتے ہیں۔ پہلی گفتگو پر ایک کونہ دوسری پر دوسرا، تیسری پر تیسرا کونہ اور چوتھی پر چوتھا کونہ چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر وہ چادر نوری اوپر چلی جاتی ہے، کتنی بد نصیبی ہے کہ تھوڑی سی غفلت کے باعث اللہ تعالیٰ کی نوری حفاظت اور فیض سے ہم محروم ہو جاتے ہیں۔

درویش: درویش وہ ہے جس کا ہر قول و فعل حرکت و سکون رضاء الٰہی کیلئے ہو۔ اور اس کا دل بھی طمع حرص سے پاک ہو۔

عجز: آدمی بڑا ہی عاجز اور محتاج ہے انسان کو چاہئے کہ نفس کے فریب میں نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر نظر رکھے اور خود کو عاجز اور محتاج سمجھتا رہے، خواہ کتنا ہی زاہد عابد، متقی پرہیز گار ہو یا سپاہ لشکر کا مالک ہو، جسم، توفیق عمل جاہ و حشم سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ ہرگز ہرگز تکبر نہ کرے۔

عجز کار انبیاء و اولیاء است
عاجزی مقبول درگاہ خدا است

Marfat.com

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

امن میں رہنے کا طریقہ: اولیاء اللہ کے نزدیک دنیا میں امن میں رہنے کا طریق کار یہ ہے کہ (۱) انسان تہ بند کو مضبوطی سے باندھے یعنی اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ اس سے دنیا کی تنگی جاتی رہے گی۔ (۲) زبان کو بند رکھے۔ یعنی عیب، بدگوئی، بدزبانی سے بچا رہے۔ لوگوں کے فتنہ سے بچے رہو گے (۳) ہاتھ کو روکنے سے دین محفوظ رہے گا۔ یہ تینوں چیزیں دل کی اصلاح سے حاصل ہوتی ہیں۔ دل کی اصلاح اللہ کے ذکر سے ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

مراتب: جسے یہ چار چیزیں میسر آ جائیں بہت جلد مراتب طے کر لیتا ہے۔ (۱) مرشدِ کامل، (۲) مرشد کی شفقت، (۳) رحمت الٰہی، (۴) محبتِ مرشد۔

ذکر: اللہ کے ذکر کے برابر کوئی شے نہیں۔ حضرت ابوسعید میراں شاہ بھیکہ کا ایک جولاہا مرید تھا۔ اس نے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے کرتے اس قدر مشق کی کہ ایک دھاگہ کے ساتھ وہ لاالہ اور دوسرے کے ساتھ الا اللہ کہتے ہوئے کپڑا بنا کرتا۔ دن بھر کام کرتا اور رات میراں جی کی خدمت میں گزارتا، ایک رات وہ نہ آیا تو آپ کو اس کی وفات کا علم ہوا۔ حضرت میراں شاہ بھیکہ اس کی تجہیز و تکفین میں شریک ہونے کیلئے تشریف لے گئے۔ دور سے ہی فرمایا "تجھے ابھی مرنا نہیں چاہئے تھا" یہ ارشاد سن کر وہ جولاہا دو زانو بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا "شریعت کا پردہ رکھ۔ معلوم ہوا کہ تمہاری روح زندہ ہے۔" اللہ اکبر

حق حقوق: حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنا چاہئے۔ قرآن مجید میں کئی بار والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم موجود ہے۔ خصوصاً" جب وہ ضعیف ہو جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ "خاک آلود ہو اس شخص کی ناک جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور خدمت کر کے جنت کا حقدار اپنے آپ کو نہ بنایا" حق حقوق مال مویشیوں پر بھی ہے۔ ہم گائے بھینسوں کو چارہ وغیرہ کھلاتے ہیں وہ ہمارے برتن لذیذ صاف ستھرے دودھ سے لبریز کر دیتی ہیں۔ قبلہ عالم حضرت گنج کرم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا۔ عرض کیا "میریا پیرا میری گاں ٹل کراندی اے پر سانوں دودھ نہیں دیندی۔ دعا کر۔ آپ مسکرائے

Marfat.com

فرمایا۔ گھر جاکر اس گل دے کن وچ ایہہ کہہ۔ اپنا حق ادا کر نہیں تے روز قیامت تینوں پکڑ ہووے گی۔" دیہاتی نے اس پر عمل کیا اور دوسرے روز حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں دودھ سے لبریز برتن بطور نذرانہ لے کر حاضر ہوا اور دعائیں دیتا خوش بخوش واپس ہوا۔

دنیا اور حساب کتاب: دنیا نکمی اور فانی شے ہے۔ انسان کا ہر دم اس کے حصول کیلئے سرگرداں پھرنا اچھا نہیں۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرات شیخین (حضرات ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ) کے ہمراہ ایک صحابی کے باغ میں پہنچے۔ مالک موجود تھا۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باغ میں پاکر بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا میری قسمت کہاں جو حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باغ میں قدم رنجہ فرمائیں' آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین کے چہروں پر بھوک کے آثار دیکھ کر فورا" ایک خوشہ جس میں پکی ہوئی اور گدارئی ہوئی ہر قسم کی کھجوریں تھیں پیش خدمت رکھ کر پانی لینے کے لئے گیا' کھاتے کھاتے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے خوشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ "اے عمر! قیامت کے دن ان کا بھی حساب ہو گا۔" حضرت عمر فاروقؓ نے خوشہ کھجور ہاتھ میں لے کر عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ان کا بھی حساب ہو گا۔" فرمایا "ہاں ہو گا' البتہ ایک مٹھی بھر اناج جو بدن کو قائم رکھ سکے اور سر چھپانے کے موافق کپڑا۔ سردی اور گرمی سے آرام دینے والا ایک جھونپڑا اتنے کا حساب نہیں ورنہ سب پر حساب ہو گا۔"

فاتحہ کا مطلب: بعض لوگ معترض ہیں کہ ایصال ثواب کے لئے جو طعام وغیرہ پکایا جاتا ہے ہم لوگ خود ہی کھا جاتے ہیں پھر میت کو کیا پہنچا۔ اگر کوئی چیز پہنچتی ہے تو کس طرح بزرگ فرماتے ہیں جب کھانا وغیرہ چن دیا جاتا ہے اور اس پر مروجہ طریقہ سے فاتحہ کہلائی جاتی ہے تو کھانے کی پلیٹ نوری شکل بن کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے پھر واپس آکر میت کی قبر پر اترتی ہے اور وہ شخص اس میں سے کھاتا ہے۔ مرنے کے بعد جسم خاکی فنا ہو گیا غذا کی ضرورت نہیں البتہ روح زندہ ہے دنیاوی غذا کو روحانی غذا میں بدل دیا جاتا ہے۔ بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ طعام وغیرہ غریبوں مسکینوں کو فی سبیل اللہ کھلایا جائے طعام تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے پیٹ میں چلا جاتا ہے مگر اس کا اجر و ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (ذکر خیر)۔

فاتحہ کا صحیح طریقہ: جو طعام کسی میت کی روح کو ایصال ثواب کے لئے پکایا جائے فاتحہ کہلانے کے

Marfat.com

بعد اس کا ثواب واجر اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا جائے۔ دعا کی جائے خداوند! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس طعام یا چیز کا ثواب (جس طریقہ سے تو پہنچایا کرتا ہے) فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے۔ اس طرح یقینی طور پر پہنچ جاتا ہے۔ خیال رہے کہ طعام وغیرہ کھلانے میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مقصود ہونی چاہئے۔ ریا ناموری اور فخر وغیرہ کا دخل نہ ہونا چاہئے فاتحہ کے بعد طعام پھل وغیرہ غربا اور مسکینوں بیواؤں کو کھلانا چاہئے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسے موقعوں پر مساکین اور غربا کو یکسر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ اس سے مقصد فوت ہو جاتا ہے اور میت جس کے ایصال ثواب کے لئے یہ سب اہتمام کیا جاتا ہے ثواب سے محروم رہتی ہے۔ اہل خانہ کو اس بات سے ہرگز ہرگز غافل نہیں ہونا چاہئے کہ غربا اور مساکین کو ضرور مدعو کیا جائے یا ان کے گھروں میں طعام و پھل وغیرہ مناسب مقدار میں بھیجا جائے بخل نہ کیا جائے۔

پس خوردہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "فی سوء المومن شفاءٌ" (مومن کے جوٹھے میں شفا ہے) ڈاکٹر عبدالرحیم چوہدری جو گھی ملوں کے افسر اعلیٰ رہے ہیں اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہیں ٹی بی کا مرض لاحق ہو گیا جبکہ وہ ابھی فیصل آباد زرعی یونیورسٹی کے طالب علم تھے حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں کرمونوالا شریف (فیروز پور) حاضر ہوئے۔ آپ کا پس خوردہ اور جوٹھا پانی پینے سے ہی صحت یاب ہو گئے حالانکہ ڈاکٹر' طبیب اور ویدک ان کی صحت یابی سے مایوس ہو چکے تھے۔ اللہ اکبر مفصل واقعہ صفحہ ۳۹۵ خزینہ کرم جلد اول پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولوی محمد عبداللہ المعروف بارو صاحب حضرت خواجہ غلام حسن سواگ شریف نزد کروڑ لعل عیسن ضلع مظفر گڑھ کے نامور خلفاء میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت بارو صاحب رحمتہ اللہ علیہ چک تاجہ نزد لیہ کے ایک مرید اور خادم خاص صوفی محمد رمضان میرے قریبی دوست تھے۔ جب یہ عاجز مظفر گڑھ سے تبدیل ہو کر ساہیوال تعینات ہوا (۱۹۷۲ء) تو صوفی محمد رمضان صاحب ساہیوال سے میری معیت میں جب کبھی حضرت کرمانوالا شریف آتے تو مزار پرانوار پر حاضری کے بعد باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے بعد اجازت لنگر خانہ میں آتے اور فرماتے "مجھے تو باباجی سرکار کا پس خوردہ چاہئے کہ بزرگوں کے پس خوردہ میں شفا ہے"۔

Marfat.com

نماز: نماز قائم کرنے کا حکم قران مجید میں متعدد بار آیا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کا ایک خاص طریقہ ہے جو رب کریم نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنے بندوں کو بتایا ہے۔ نماز اظہار بندگی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ رب کریم کو یہ عبادت پنگانہ بہت پیاری ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو معراج المومنین اور اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے۔ ہم نماز کے ذریعہ نفس کو پاکیزہ' اخلاق کو درست اور اعمال کو صالحہ بنا کر رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں۔

نماز کی اہمیت: سورۃ المدثر آیت ۴۰ تا ۴۶ میں ہے کہ جنتی لوگ دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ کس چیز نے تمہیں دوزخ کا سزاوار بنایا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے...... قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے.... یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کی اور ایک سجدہ نہ کرنے پر راندہ درگاہ ہوا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو اذان سنتے ہیں کہ نماز کے لئے آؤ مگر نہیں آتے۔ سرکشی اور عمل سے اطاعت کا انکار ہے۔ نماز نہ پڑھنا اور اطاعت خداوندی سے منہ موڑنا خدا کی نافرمانی ہے۔ نافرمانی سے کوئی حاکم خوش نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تو مالک کل' خالق کل' رازق کل ہے۔ اس کی نافرمانی؟ توبہ۔ تارک نماز ہر روز اللہ تعالیٰ کے حکم کا عملاً" انکار کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز کو چھوڑ دیا فی الحقیقت اس نے اپنا دین برباد کر لیا۔ (مشکوۃ شریف) نماز معراج شریف کا تحفہ ہے اور عرش پر فرض ہوئی جبکہ باقی عبادات فرش پر۔ پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے۔ اتنی رعایت اور بزرگی۔ ہمیں چاہیے کہ اس رعایت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ خورد و نوش کی اشیاء اگر کسی جگہ سستی ملتی ہوں تو ہم مشقت اٹھا کر بھی وہاں پہنچتے ہیں لیکن افسوس صد افسوس اس رعایت کی ہم ناقدری کرنے پر ہر آن آمادہ ہیں۔

بے نمازی کا انجام: روز حشر بے نماز کی سخت رسوائی ہو گی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نماز کو "بدنصیب" فرمایا ہے۔ روز قیامت بے نماز کا حشر قارون' ہامان' فرعون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

نمازی کا اعزاز: حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

"نمازی کے ہاتھ پاؤں اور منہ روز قیامت مثل آفتاب چمکتے ہوں گے۔ نمازی کا حشر روز قیامت، نبیوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہو گا۔

پنجگانہ نماز: نماز اپنے وقت پر پابندی اور ذوق و شوق سے پڑھنی چاہیے۔ **(ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا)** حقیقی نماز وہ ہے جو مکمل لباس، طہارت جسمانی، وضو کے ساتھ پاک جگہ پر قبلہ رو، ذوق و شوق اور سکون سے پابندی وقت کے ساتھ ادا کی جائے۔ سہیل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ صدق ایمان کی ایک علامت یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اسے اٹھا دیتا ہے۔ اگر نمازی سویا ہوا ہو تو فرشتہ اسے جگا دیتا ہے۔ محبوب سے جس قدر محبت زیادہ ہو گی محبوب کی فرمانبرداری کے لئے مشقت اٹھانا اتنا ہی آسان ہوتا ہے۔ نماز تو اپنے رب کریم سے ہم کلامی کا شرف عطا کرتی ہے۔ جو نمازی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ رب کریم بھی اپنے اس بندہ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔

افسوس فی زمانہ ہم نماز کی افادیت سے لاپرواہ ہو چکے ہیں۔ قرون اولیٰ کے مجاہد اوقات نماز اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیہ کی پابندی کرتے تھے تو کفار پر غالب ہی غالب رہتے تھے۔ آج ہم غیر اقوام کے لٹریچر اور تعلیمات سے مسحور ہو کر مذہب کی پابندی سے آزاد ہیں۔ مذہبی پابندی کو ناقابل عمل سمجھتے ہیں۔ سودی کاروبار، رشوت اور بے ایمانی اور اپنے انجام سے بے خوفی کے باعث معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔ حقیقی نماز فواحش سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بجاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پکا سچا نمازی بنائے۔

خدا کے کام دیکھو بعد کیا ہے اور کیا پہلے
نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غار حرا پہلے

یعنی جہاد سے پہلے غار حرا والی عبادت ہو تو پھر میدان کارزار میں فتح نصرت حاصل ہو گی۔ مسلمانوں میں عبادت اور ریاضت کی روح ہی نہیں رہی تو پھر دشمنان اسلام پر فتح کیسے حاصل ہو۔ ہم اتنے نازک مزاج ہو چکے ہیں کہ اقوام مغرب کی تقلید میں سر پر ٹوپی یا عمامہ نہیں رکھتے۔ یہ سب سرپابندی برداشت کرنے سے گریزاں ہیں۔ نماز کی پابندی تو دور کی بات ہے۔ اگر مذہب سے محبت کی چاشنی ہم میں سرایت کر جائے تو امید قوی ہے کہ ہماری بگڑی سنور جائے۔

Marfat.com

شیطان: ابلیس انسان کا ازلی دشمن ہے۔ ہر وقت گھات میں رہتا ہے کہ انسان کو صراط مستقیم سے پھسلا کر گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گرا دے۔ اس کے وسوسے اور ہتھکنڈے لاتمناہی ہیں اتنے دلفریب اور پرفریب کہ انسان دھوکہ کھا جاتا ہے کئی زاہد عابد اس کے دام فریب میں آئے اور اپنے مقام سے گر گئے۔ "ذکر خیر" مصنفہ خواجہ محبوب عالم صاحب میں ایک دلچسپ واقعہ منقول ہے جو قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے:

حضرت شاہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے آس پاس کسی گاؤں میں ایک بڑھیا چرخہ کات کر گزر اوقات کرتی وہ چرخہ ہلاتے وقت لاالہ الا اللہ اور تار ڈالتے وقت محمد الرسول اللہ کہتی۔ ۳۰ برس تک اس کا یہی معمول رہا۔ اس کے ذکر سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ حکم دیا جو شخص اس بڑھیا سے کلمہ شریف سیکھے یا اسے محبت سے دیکھے وہ جنتی ہے۔ شیاطین کو از حد حسد ہوا کہ اس طرح تو بے شمار خلقت جنت کی حقدار بن جائے گی کسی طرح اس عورت کو ایمان اور مرتبہ سے گرانا چاہئے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری' ایک تجربہ کار آزمودہ شیطان کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ وہ شیطان عمدہ صورت بنا کر اس بڑھیا کے پاس آ کر بیٹھ گیا مگر دو روز تک اسے بات کرنے کا موقعہ نہ ملا کہ بڑھیا نے التفات ہی نہ کیا اور اپنے کام میں مشغول رہی۔ آخر تنگ آ کر اس نے بڑھیا سے کہا کہ تو تیس سال سے خدا کو یاد کر رہی ہے اور سر کھپا رہی ہے۔ کیا خدا نے کبھی تیرے ساتھ بات کی ہے۔ کسی آدمی کو چھ سات مرتبہ بلایا جائے تو وہ بول پڑتا ہے۔ خدا کوئی چیز نہیں (معاذ اللہ) تو نے کس چیز سے خدا کو پہچانا کہ جس کے لئے تو دوسروں کی نفی اور اس کا اثبات کرتی ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اس چرخہ سے ہی پہچانا ہے وہ چرخہ کو ہلا کر کہنے لگی دیکھ جب میں اسے ہلاتی ہوں تو یہ چلتا ہے اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو نہیں چلتا۔ اسی طرح وہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کلمہ پڑھواتا ہے تو میں پڑھتی ہوں نہیں پڑھواتا تو نہیں پڑھتی۔ اس سے میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اور ہر وقت سب کے ساتھ ہے اور مشتاقان دیدار کو اپنا دیدار دیتا ہے تو ملعون ہے جو ذات الٰہی پر شک لاتا ہے۔ اس شیطان نے چیخ ماری اور بھاگ گیا۔ اس نے اپنی جماعت میں جا کر کہا کہ اس بڑھیا کا ایمان بہت پختہ ہے اسے برباد کرنے کی کوئی صورت نہیں۔

حیات النبیؐ: اہل سنت والجماعت (سنت رسول اور آثار صحابہ پر عمل کرنے والے) جو

Marfat.com

مسلمانوں کا سواد اعظم یہ ہیں کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بالخصوص حضور سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اپنی قبروں میں بحیات حقیقیہ دنیویہ زندہ ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کے سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت ابی الدردا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھ پر جمعہ کے روز درود شریف کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے ملائکہ نوری آسمان سے اترتے ہیں تم میں سے جو امتی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے میں اس کے درود شریف کی آواز سنتا ہوں جہاں کہیں بھی ہو عرض کیا وصال کے بعد بھی؟ فرمایا بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ نبی کے اجسام کو کھائے ایک اور حدیث میں بدیں الفاظ ارشاد فرمایا "اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں"۔ رزق کی حاجت جسم کو ہوتی ہے پس انبیاء کی حیات بحیات حقیقیہ دنیویہ بعد از وفات ثابت ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴ میں ہے کہ شہداء زندہ ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام شہداء سے یقیناً افضل ہیں۔ ان میں وصف نبوت کے ساتھ بالعموم وصف شہادت بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات شریف کے وقت یوں فرمایا "اے عائشہ! مجھے خیبر کے کھانے کی تکلیف برابر رہی ہے اور اب میری رگ جان اس زہر سے منقطع ہوتی ہے" پس ثابت ہوا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ شہادت کا درجہ بھی مکمل طور پر حاصل ہے آپ سید المرسلین ہونے کے ساتھ ساتھ سید الشہداء بھی ہیں لہٰذا آپ کی حیات بعد از وفات شریف شہداء کی حیات سے اکمل ہوئی۔

علامہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ تنویر الملک میں فرماتے ہیں "ان تمام احادیث و اقوال سے ثابت ہو گیا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم اقدس اور روح شریف کے ساتھ زندہ ہیں وہ زمین و آسمان میں جہاں چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور اسی ہیئت سابقہ شریفہ پر ہیں کچھ تبدیلی اس میں نہیں ہوئی آنکھوں سے ایسے اوجھل ہیں جیسے فرشتے حالانکہ فرشتے زندہ ہیں اور ان کے جسم ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی امتی پر کرامت اور احسان کا ارادہ کرتا ہے تو حجابات اٹھا دیتا ہے اور وہ امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اصل صورت میں کر لیتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریف کے

Marfat.com

بعد بھی جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں بحیات حقیقیہ و دنیویہ اور آپ کے تصرفات بدستور جاری و ساری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی امت میں تاقیامت قطب غوث ابدال اوتاد ہوتے رہیں گے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارکہ سے امت کے قلوب زندہ ہیں۔ اجل اولیاء کاملین کی قبریں بھی زندہ اور جنت نظیر ہیں۔

قرآن مجید میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خبر ہے وہ موت عادی ہے جس سے مخلوقات میں سے کسی کو چھٹکارہ نہیں اس عادی موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو حیات ابدی بخش دی ہے۔ کل نفس ذائقتہ الموت سورۃ ۲ آیت ۱۸۵ کے مطابق آپ کی روح مبارک قبض کی گئی۔ پھر عالم برزخ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر و اقدس میں روح کو لوٹا دیا گیا کیونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے لئے اعلیٰ علیّین عرش عظیم جنت المعلی، کعبتہ اللہ المشرفہ یا کوئی اور بھی بلند تر مرتبہ کے لحاظ سے نہیں تھا سوائے جسم انور کے۔ حیات النبی کے متعلق یہی عقیدہ اہل حق کا رہا ہے اور اسی عقیدہ کو دوام حاصل رہا ہے اور رہے گا۔ باقی تمام عقائد باطلہ ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و ممات میں فرق روا رکھنا یقیناً حرماں نصیبی اور شقاوت کی علامت ہے خدائے بلند و بر تر صحیح عقیدہ کی ہی توفیق رفیق فرمائے آمین۔

اسلام: صلح، امن و امان کا پیغام، سلامتی اور اطاعت، فرمانبرداری کی حالت، اسلام لفظ سلمہ سے مشتق ہے۔ مذاہب عالم کے تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب میں سلامتی کی راہ کا تعین کم و بیش موجود ہے مگر یہ تمام راستے کفر، الحاد اور نفاق کی دُھند سے اَٹے رہے۔ اس دُھند کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دور کر کے راستہ واضح کر دیا اور دین مکمل ہو گیا (المائدہ آیت ۳، پارہ ٦) دین اسلام کی تعلیم نہایت سادہ، ہمہ گیر اور جامع ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے اصول متعین کر دیے ہیں ان بنیادی اصولوں کی روشنی میں ہر زمانہ اور حالات کے مطابق قوانین مدون کیے جا سکتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔

اسلام نے دُور جہالت کی تمام بے معنی بے سروپا پابندیوں کو جہاں ختم کیا وہاں رسم غلامی کا بھی قلع قمع کیا۔ غلاموں کو ان کی حسب استعداد اور کردار بلند، معزز عہدوں پر فائز کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ عافیت میں غلاموں پر انعامات کی تفصیل:۔ 769 صفحہ پر

Marfat.com

مسافر کی خدمت: قرآن مجید میں یتیموں' بیواؤں اور مساکین کی حقوق کی نگہداشت کے ساتھ ساتھ مسافروں کے حقوق کی بجا آوری کا حکم موجود ہے (۲:۱۷۷' ۲:۵' ۴:۳۶' ۹:۶۰) اس خدمت کا اجر و ثواب بھی بہت ہے۔ یہ عاجز اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کرنے کی اجازت چاہتا ہے:۔

۱۹۴۶ء کے اوائل میں یہ احقر قصبہ بدوملہی (سیالکوٹ) کے پوسٹ آفس میں بحیثیت تار بابو تعینات تھا۔ دفتری اوقات کے علاوہ رات دن میں جو ٹیلیگرام موصول ہو یا بھیجی جائے اس ایک ٹیلیگرام پر ایک روپیہ لیٹ فیس کا معاوضہ ملتا تھا۔ اوسطاً" ہر ماہ دس روپیہ تک لیٹ فیس کی رقم بن جاتی۔ ایک شب کام کے دباؤ کے باعث بعد نماز عشاء دفتر سے گھر آیا۔ کرایہ کا مکان مسجد کے قریب ہی تھا۔ خیال آیا کہ نماز ادا کر ہی لوں۔ مسجد میں داخل ہوا تو اندر کا دروازہ مقفل پایا۔ سردی کا موسم تھا حجرہ کا دروازہ بھی بند تھا مگر مقفل نہ تھا روشنی نہ تھی جونہی حجرہ کا دروازہ کھولا تو آواز آئی "روٹی لائے ہو"۔ فوراً" خیال آیا کہ کوئی نمازی اس مسافر سے روٹی لانے کا وعدہ کر گیا ہو گا مگر ابھی تک نہیں آیا اور یہ مسافر سخت بھوکا ہے۔ میں نے کہا" بھائی صاحب! کیا آپ مسافر ہیں اور روٹی کی حاجت ہے؟" اس نے کہا "جی ہاں" میں اسے اپنے ساتھ مکان پر لے آیا بیٹھک میں اپنی چارپائی پر بستر درست کر کے اسے بٹھایا اور ماحضر پیش کیا ہم نے اکٹھے ہی کھایا وہ مسافر مہمان نوازی سے بہت خوش ہوا تہجد گزار تھا۔ ہم نے نماز فجر باجماعت مسجد میں ادا کی۔ مسافر کو ناشتہ کے بعد رخصت کیا۔ جاتے وقت وہ مسافر یوں گویا ہوا "برخوردار! تم نے بہت آرام پہنچایا لو یہ وظیفہ پڑھ لیا کرنا ہر روز ایک روپیہ کسی نہ کسی صورت میں مل جایا کرے گا"۔ مسافر چلا گیا۔ میں صبح کی نماز کے بعد دعائیہ کلمات کا وظیفہ پڑھ لیتا۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہر روز ایک روپیہ بطور لیٹ فیس مل جاتا کوئی ناغہ نہ ہوتا۔ اب ہر مہینے کے اختتام پر لیٹ فیس کا بل تیس روپے سے زائد کا ہوتا۔ اس سستے زمانہ میں جب ضروریات زندگی از حد ارزاں تھیں (آٹا تین روپیہ من' دیسی گھی ایک روپیہ فی سیر' سونا ۴۰ روپیہ فی تولہ) یہ گرانقدر اضافہ محض ایک مسافر کی تھوڑی سی حقیر خدمت کا اجر تھا۔ اس بندہ ناچیز نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور سیدی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشنودی کے لئے مسافر کی خدمت کو مقدم رکھا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ گذر اوقات سہل سے سہل تر بنا دی۔ یہ محض پیرو مرشد کی نگاہ فیض رساں کا اثر تھا کہ دل میں مسافر کی خدمت کا جذبہ موجزن ہوا جس کا صلہ اتنا عظیم اللہ اکبر

Marfat.com

قبر و حشر کے سوال

اے بندہ غافل' تو کیوں ہے غافل
قبر اور حشر کے ان اہم سوالات سے

قبر میں سوال:

۱۔ تیرا رب کون ہے؟
۲۔ تیرا دین کیا ہے؟
۳۔ اس عظیم شخصیت (حضرت محمد ﷺ) کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

حشر میں سوال:

۱۔ عمر کیسے گزاری؟
۲۔ جوانی کہاں صرف کی؟
۳۔ مال کیسے کمایا؟
۴۔ جو کمایا کہاں خرچ کیا؟
۵۔ جتنا علم تھا اس پر کتنا عمل کیا؟

ایک مرتبہ اس بندہ عاجز (نور احمد مقبول) کے دل میں خیال آیا کہ حضرت سیدنا غوث اعظم اور حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی میں سے کس کا مقام زیادہ ہے۔ بہت کچھ ورق گردانی کی۔ انہی ایام میں سرکاری ڈیوٹی پر ڈیرہ غازی خان (۱۹۷۴ء میں) جانے کا اتفاق ہوا۔ معلوم ہوا کہ خوشاب (سرگودھا) کے ایک بزرگ جو مدینہ منورہ قیام پذیر ہیں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام مودبانہ کے بعد نورانی مجلس میں دوزانو بیٹھ گیا۔ آپ نے برجستہ فرمایا "سپرنٹنڈنٹ صاحب! آپ سے یہ سوال نہیں ہو گا کہ بزرگوں میں سے کس کا مقام کیا ہے اور کون افضل ہے۔ قبر میں تین سوال ہوں گے ان کی تیاری کریں"۔ اس کے بعد پھر اس وہم سے محفوظ رہا۔ سبحان اللہ یہ رہنمائی بھی میرے پیر و مرشد حضرت کرمانوالی سرکارؒ کی طرف سے ہی تھی کہ محض بیکار کام سے جان چھوٹی۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔

Marfat.com

درود شریف

درود شریف اللہ تعالیٰ کا وظیفہ اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ قرآن کریم و فرقان حمید میں فرماتا ہے۔ **ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی ط یا یھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما**○ (آیت ۵۶ سورۃ احزاب پارہ ۲۲)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

شان نزول : یہود بے بہود اور حسود جب بھی بارگاہ رسالت میں آتے تو السّلام علیکم کی بجائے السام علیکم (بمعنی ہلاکت' موت) کہتے۔ رب کریم نے ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی تو نبی کریم رؤف الرّحیم نے فرمایا۔ "مجھے مبارک دو کہ ایسی آیت پاک نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔ آپؐ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ رُخ مبارک چمک رہا تھا تو اصحابہ کبار نے **ھنیاء" یا رسول اللہ** سے مبارک بادیں نچھاور کیں۔

درود شریف کا مطلب : درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے۔ اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اظہار عظمت کے لئے نزول رحمت ہے۔ ظاہر ہے کہ جو کام رب العزت خود کرے وہ کتنی عظمت والا ہو گا۔ پھر کسی اور کام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ نہیں ہے کہ میں خود کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف اور صرف صلوۃ کو حاصل ہے۔ علماء کرام نے **اللھم صلی علی محمد** کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمتیں عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین۔ دنیا میں آپؐ کا دین بلند اور آپؐ کی دعوت غالب فرما۔ آپؐ کی شریعت مطہرہ کو بقا عنایت فرما کر آخرت میں آپؐ کی شفاعت اُمت مرحومہ کے حق میں قبول فرما کر اولین اور آخرین پر آپؐ کی فضیلت

Marfat.com

کا ظہور فرما کر اور انبیاء مرسلین و ملائکہ پر آپ کی شان بلند فرما کر عزت' رضا اور کرامت کا تاج پہنا۔ رب کریم کے درود بھیجنے کا مطلب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود تک پہنچانا ہے اور وہ مقام شفاعت ہے۔ ملائکہ کے درود شریف کا مطلب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلندی درجات' رفعت شان اور آپؐ کی امت کے لئے طلب بخشش کی دعا۔ مومنین کے درود شریف کا مطلب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع آپؐ کے ساتھ محبت اور آپؐ کے اوصاف جمیلہ و حمیدہ اور شان رفعت کا تذکرہ ہے۔

بروایت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "وہ شخص جنت میں نہ جائے گا"۔ تین بار ارشاد فرمایا۔ صحابہ کبارؓ نے عرض کیا۔ **فداہ روحی یا رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کون؟ فرمایا۔ وہ جس کے سامنے میں ذکر کیا گیا اور اس نے درود شریف نہ پڑھا"۔ بروایت حضرت قتادہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس نے میرا نام مبارک سنا اور درود شریف نہ پڑھا اس نے مجھ پر ظلم کیا"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا گویا مستحق عذاب ہونا ہے۔ (آیت ۹۱۔ سورۃ توبہ)

درود شریف کے فوائد: ۱۔ امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی فرماتے ہیں۔ "درود شریف ہر حال میں قبول ہے اور فائدہ دیتا ہے اگرچہ ریاء اور سمعہ سے بھی پڑھا جائے لیکن اس سے ثواب اور اجر میں کمی ہو جاتی ہے"۔

۲۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا ارشاد گرامی ہے کہ درود شریف گناہوں اور بُری تقدیر کو مٹاتا اور شقی سے سعید بناتا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص توجہ اور نظر ہوتی ہے جس سے غمی خوشی میں' تنگی آسانی میں' نقمت نعمت میں' زحمت رحمت میں اور بلا عطا میں بدل جاتی ہے۔ الغرض درود شریف کا نور حقیقتِ اشیاء کو بدل دیتا ہے۔ تلخ سے شیریں' بدبو سے خوشبودار بنا دیتا ہے۔ ہر درد کی دوا ہے۔

۳۔ محبوب سبحانی قطب ربانی الشیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم لازم پکڑو مساجد اور درود شریف کو تاکہ اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمہ وقت تعلق قائم رہے۔

Marfat.com

۴۔ شاہ عبدالرحیم نقشبندی مجددی محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "ہمارے خاندان کو علم شریعت میں خدمات دینی اور مقامات جلیلہ محدث و مفسر' بہ نسبت درود شریف عطا ہوئے کہ حسنین کریمین نے ہمیں قلم عطا کیا' علم طریقت میں مدارج بھی بوسیلہ درود شریف پائے۔ درود شریف کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا"۔

۵۔ خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی رحمتہ اللہ علیہ نقشبندی مجددی کا ارشاد گرامی ہے۔ "تمام عبادتیں بسبب کسی قصور کے رد ہو سکتی ہیں مگر درود شریف ایسی عظیم شے ہے جو کسی حالت میں بھی رد نہیں ہوتا بہرحال قبول ہی قبول ہے"۔

۶۔ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ "اے میرے مرید! ذکرِ عبادت کے ساتھ ساتھ درود شریف کو اپنا مستقل وظیفہ بنا کیونکہ درود شریف کے بعد جو دعا مانگی جائے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ یتیموں کے سر پر محبت' شفقت کا ہاتھ رکھ کہ اس کا بڑا اجر ہے۔ فرض کی رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئیں"۔

۷۔ پیر و مرشدی حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک درود شریف ہی اسم اعظم ہے۔ جس کام کو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں اور رب العزت اہل ایمان کو یہ کام کرنے کی دعوت دیتا ہے وہی اسم اعظم ہے۔ فرمایا روزانہ درود شریف پڑھنے والے کے دنیا اور آخرت کے کام اللہ تعالیٰ خود ہی آسان فرما دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ پتہ نہیں لوگ کس طرح درود پاک پڑھتے ہیں میں تو ایک مرتبہ ہی درود پاک پڑھوں تو جو کام چاہوں پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔

۸۔ علامہ سخاوی نے سیدنا امام زین العابدینؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور پرنور شافع یوم نشور پر بکثرت درود شریف بھیجنا صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہونے کی علامت ہے اور خاتم الایمان کی بشارت اور اس پر شفاعت۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب: بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا کہ صلّوا۔ تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ مگر ہم کہتے ہیں **اللھم صلی علی سیدنا محمد ....** "اے اللہ تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج"۔ پھر صلوا پر عمل تو نہ ہوا۔

Marfat.com

جواب = علامہ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ قول بدیع میں فرماتے ہیں کہ ہم نیازمندوں کو حکم فرمایا لیکن ہم نہ تو عظمت محبوب اور شان رسول کو کماحقہ جانتے ہیں اور نہ ہم حق ادا کر سکتے ہیں۔ ہم سراپا جرم و نقائص کا مجموعہ ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معصوم ہیں۔ ہم کس زبان سے درود بھیجیں۔ اس لئے احساس کمتری کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں۔ "اے اللہ تو ہی اس طیب' طاہر اور منزہ ذات پر تحفہ درود بھیج جو اس کے لائق ہے"۔ مرزا غالب نے کیا خوب کہا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتم

کاں' ذات پاک مرتبہ وان محمدؐ است

۲۔ امام فخرالدین رازیؒ تفسیر کبیر میں ایک سوال کا جواب لکھتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو پھر ہمارے درود بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟ جواب = فرمایا اس کی غرض یہ ہے (ا) تعظیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ (۲) عود کرے فائدہ درود شریف کا مومنوں کی طرف۔ از روئے رحمت تامہ وے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور بخشش فرمائے ان کی۔ (۳) تاکہ درود شریف پڑھنے والے اُمتی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت نصیب ہو جو ایک نعمت عظمیٰ ہے۔

درود شریف پڑھنے کا حکم محسن اعظم محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا حق غلامی' حق نمک' حق احسان ادا کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور رفعت مقام کا اظہار بھی ہے۔

درود شریف خضری= **صلی اللہ علی حبیبہ محمد و الہ وسلم** یہ درود شریف مختصر ترین اور سہل ہے جو درجات میں بلند تر۔ زبان پر سہل اور مقامات میں جامع الصفات ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام بمقام حلیم شریف مومنین' محسنین کو مصافحہ سے نوازتے ہیں اور درود خواں حضرات کی بلندی درجات میں مدد فرماتے ہیں۔ زائرین مدینہ منورہ کی خدمات بجا لاتے ہیں۔ اللہ اکبر۔

فضائل درود شریف: جذب قلوب میں شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

میرے پڑوس میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا نکیرین کے سوالات کے وقت وہ بہت گھبرایا۔ اسی دم ایک شخص اس کی قبر میں ظاہر ہوا۔ اس شخص نے اسے جواب بتا دیئے۔ نکیرین کے چلے جانے کے بعد صاحب قبر نے اس ظاہر ہونے والے آدمی سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جس نے اس آڑے وقت میں میری مدد کی ہے؟ اس نے بتایا کہ تم ہر رات سونے سے پہلے کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری ہر مصیبت میں کام آتا رہوں۔

ایک صالح مرد نے بیان کیا کہ میں نماز تہجد کے وقت ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتا۔ شدید علالت کے باعث تین دن لگاتار نماز تہجد نہ پڑھ سکا۔ چوتھے روز ایک بزرگ ہستی نمودار ہوئی۔ فرمایا۔ کیا تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں؟ صالح مرد نے جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ اس بزرگ ہستی نے فرمایا۔ پھر تین دن سے درود شریف پڑھنا کیوں موقوف کر دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ درود شریف باقاعدگی سے پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہے۔ اور محبت والے ہی درود شریف کی کثرت کرتے ہیں۔

درود شریف پڑھنے کے آداب

[illegible] قبلہ رو دو زانو بیٹھ کر پڑھے۔ سر سے ننگا نہ ہو۔ (۲) پاکیزہ جگہ پاکیزہ لباس ہو۔ مئودب بیٹھے۔ (۳) خشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہ مصطفوی ﷺ کی عظمت شان کا خیال ہر دم رہے۔ (۴) حضور نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر درود شریف پڑھے۔ دل میں یہ تصور ہو کہ میں روضہ اطہر کے سامنے درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ اور حضور نبی کریم ﷺ بنفس نفیس میرا درود شریف سماعت فرما رہے ہیں۔ (۵) آہستہ آہستہ صحت لفظی اور حضور قلب کے ساتھ پڑھے۔ چلتے پھرتے نہ پڑھے۔ (۶) تسبیح زیر استعمال ہو تو دور سے نہ پھینکے۔ بلکہ احترام سے مقررہ جگہ پر رکھے۔ کہ دانوں پر سرور کائنات ﷺ کا نام نامی و اسم گرامی لیا جاتا ہے۔ (۷) جو تعداد مقرر کرے۔ اس پر مداومت کرے۔ (۸) جمعہ مبارک اور پیر کے دن درود شریف کی کثرت کرے۔ کہ درود شریف اسم اعظم ہے۔

(ماخوذ از ضیاء القرآن و تحفۃ الصلوۃ الی النبی المختار مصنف حافظ عنایت اللہ نقشبندی مجددی ٦۔ الملفے [illegible] رضویہ شریف کالفٹن کالونی لاہور)

Marfat.com

قتال فی سبیل اللہ یعنی جہاد

جہاد کی تعریف: وہ کوشش اور محنت جو کسی معین مقصد کے حصول کے لئے کی جائے۔ اصطلاح میں اس کے معنی اس محنت اور کوشش کے ہیں۔ جو اللہ کی راہ میں' اللہ کی رضا کے لئے اسلام کے لئے نظام ملت کے لئے یا اس کے استحکام کے لئے کی جائے۔ خواہ وہ زبان سے ہو۔ مال سے ہو یا جان سے ہو۔ قتال جہاد میں شامل ہے۔ اور یہ جہاد کی آخری اور انتہائی صورت ہے جو دعوت دینے والی اقوام کے لئے ضروری ہے۔ حملہ آوروں کا مقابلہ کرنا۔ دشمن کی کمین گاہوں۔ رسد گاہوں۔ فوجی ٹھکانوں۔ ذرائع مواصلات اور مرکزی قوت کو ختم کرنا سب جہاد میں شامل ہے۔

قرآن مجید: اسلام میں جہاد کا حکم اس وقت نازل ہوا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم ۱۲ صفر ۲ھ میں آیت ۳۹ سورۃ الحج پارہ ۱۷ میں نازل ہوا۔ ترجمہ:۔ "اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے۔ اس بنا پر کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر قادر ہے" یعنی مسلمانوں کو بتا دیا گیا کہ گو تمہاری تعداد تھوڑی ہے اور کفار تعداد میں زیادہ ہیں۔ تمہارے ساتھ اللہ کی مدد شامل حال ہے (جو ان کو حاصل نہیں) تم پر وہ (کفار) غالب نہیں آسکتے۔ کتنا حوصلہ افزا ہے یہ ارشاد باری تعالیٰ۔ یہ سن کر مسلمانوں کے دلوں میں اپنی تعدادی کمزوری اور ظاہری بے سروسامانی کا احساس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد پر مکمل یقین بندھ گیا۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

دنیا نے دیکھا کہ مسلمان مجاہدین کس طرح میدان جہاد میں سربکف اترتے رہے اور رب العزت کی نصرت اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور اطاعت میں جانیں قربان کیں۔ اور کسی بھی قربانی سے راہ خدا میں دریغ نہ کیا۔

حدیث شریف: ''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب لوگ درہم و دینار کے حریص ہو جائیں+اور فصل بونے کے پیچھے ہی اس پر تکیہ کرنے لگیں اور بیلوں کی دم پکڑ لیں۔ کھیتی باڑی میں مست ہو جائیں۔ اور جہاد چھوڑ دیں تو اللہ ان پر سخت آزمائش مسلط کر دے گا اور وہ اس وقت اس سے نہ نکل سکیں گے جب تک اپنے دین کی طرف نہ لوٹ کر آئیں گے۔ اور جہاد کو قائم نہ کریں گے۔ (مسند احمد)

جہاد کی اجازت کا پس منظر: بتوں کے پرستار اور ان کی محبت میں گرفتار قریش مکہ نے مسلمانوں کے معاملہ میں غور کیا کہ پہلے ہم ان کے معاملہ میں نجاشی شاہ حبشہ کے دربار میں ذلیل ہوئے۔ پھر ہمارے متشدد منصوبوں کے باوجود ان کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی۔ آخر کار ان کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے سخت محاصرہ کے باوجود بچ بچا کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور ہمارے سروں پر خاک بھی ڈال گئے۔ مدینہ طیبہ کے کاشتکاروں نے انہیں پناہ دی اور ان کے مددگار ہیں یہ کیا غضب ہو رہا ہے۔ اس غصہ میں انہوں نے عبداللہ بن ابی سلول کو تحکمانہ خط لکھا ''تم نے ہمارے مفروروں (مسلمانوں) کو پناہ دی ہے لازم ہے کہ ان کو قتل کر دو یا اپنی بستی سے جلاوطن کر دو۔ ورنہ ہم یکبارگی حملہ کر کے تمہارے نوجوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر لیں گے''۔ اس خط کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لگی۔ آپؐ کے سمجھانے بجھانے پر عبداللہ بن ابی سلول رئیس مدینہ منورہ نے اس دھمکی کا اثر قبول نہ کیا۔ پھر قریش مکہ نے یہودان مدینہ سے ساز باز کر کے انہیں ساتھ ملا لیا مدینہ منورہ کے یہودیوں نے قریش مکہ کو جوابا'' کہلا بھیجا کہ تمہارے حملہ آور ہونے کی صورت میں ہم تمہارے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے۔ یوں یہودان مدینہ منورہ نے ''میثاق

Marfat.com

مدینہ" کی خلاف ورزی کی۔ مدینہ منورہ کے یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں آمد پر خوش نہ تھے۔

مسلمانوں پر مکہ میں ۱۳ سال ظلم و ستم ہوتا رہا۔ وہاں سے چلے آنے کے باوجود کفار مکہ کی آتش انتقام سرد نہ ہوئی اور وہ انتقامی کاروائیاں کرنے سے باز نہ آئے۔ اور مدینہ منورہ میں بھی مسلمانوں کو چین نہ لینے دیا۔ کافروں کی ٹولیاں آ آکر مدینہ کی چراگاہوں میں سے مویشی بھگا لے جاتیں۔ اکا دکا مسلمان مل جاتا تو قتل کرنے سے باز نہ آتے۔ ایسے حالات میں جب ان کی جفاکشی حد سے بڑھ گئی تو مسلمانوں کو اجازت دے دی گئی کہ تم بھی اپنی مدافعت میں تلوار اٹھا سکتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اب دفاع اور حفاظت کا اہم فریضہ تھا۔ اس اہم فرض کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ مگر زیادتی کی ممانعت (آیت ۱۹۰ سورۃ البقرۃ) ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو۔ جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ (ان پر بھی)

جذبہ جہاد کے چند واقعات : جنگ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ مسلمان تعداد میں ۳۱۳، آٹھ تلواریں، چھ زرہیں، دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ جبکہ کفار جو ہر قسم کے جنگی سامان سے لیس تھے تعداد میں ۱۰۰۰ کے قریب ۱۰۰ گھوڑے، ۷۰۰ اونٹ تھے۔ اس جنگ کا عجیب نقشہ تھا کہ بھائی بھائی کے مقابلہ میں کھڑا تھا اور باپ بیٹے کے سامنے تلوار لئے ہوئے تھا۔

(i) حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر میں پہنچنے سے پہلے ایک مقام پر لشکر کا جائزہ لیا۔ تو کم عمر صحابہ کو واپس کر دیا گیا۔ ان میں سعدؓ بن ابی وقاص کے کم سن بھائی عمیر (عمر ۱۶ سال) بھی تھے۔ انہیں بھی واپسی کا حکم ملا۔ تو رو دیئے۔ لہٰذا اس پر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شمولیت کی اجازت دے دی۔ یہ تھا ایک کم سن صحابی کا جذبہ جہاد۔ اسی جنگ میں انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔

Marfat.com

(ii) حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا کافر باپ عبداللہ قریش کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کو قتل کرنے کی کوشش میں تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ ادھر ادھر بچتے پھرتے رہے مگر وہ اپنے لخت جگر کی جان کے درپے رہا۔ آخر جب تنگ آ گئے تو مقابل ہوئے تو دین کی وارفتگی نسبی تعلق پر غالب آ گئی۔ اور تلوار کے ایک ہی وار سے عبداللہ کو قتل کر دیا۔

(iii) حضرت عکاشہؓ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آپ فوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ جب حضرت عکاشہؓ نے وہ لکڑی ہلائی تو وہ ایک سفید تلوار بن گئی۔ وہ اسی تلوار سے ہی جہاد کرتے رہے۔ تلوار ٹوٹ جانے کے بعد آپ نے بیکار رہنا پسند نہ کیا۔ جذبہ جہاد میں فوراً دوسری تلوار حاصل کرنے کے شوق میں دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اللہ اکبر

(iv) عکرمہ بن ابوجہل اس کوشش میں تھا کہ اپنے باپ کے قاتل معاذؓ سے باپ کا بدلہ لے۔ اسے موقعہ ملا تو پیچھے سے تلوار کا وار کر کے معاذؓ کا بازو کاٹ دیا۔ صرف ایک تسمہ باقی رہ گیا۔ بازو لٹک رہا تھا اور خون بہہ رہا تھا۔ حضرت معاذؓ عکرمہ پر حملہ آور ہوئے۔ دونوں میں مقابلہ جاری رہا۔ چونکہ لٹکا ہوا بازو لڑائی میں رکاوٹ تھا۔ حضرت معاذؓ نے لٹکے ہوئے بازو کو پاؤں کے نیچے رکھا اور پہلو سے جدا کر دیا یہ جذبہ جہاد دیکھ کر عکرمہ بھاگ نکلا کہ اتنا خون بہہ جانے کے باوجود اس مجاہد کو موت سے ڈر نہیں اور لڑائی برابر جاری رکھے ہوئے ہے اللہ اکبر

۲۔ جنگ احد :

(i) اس جنگ میں بھی کم عمر صحابیؓ موجود تھے جنہیں جذبہ جہاد کھینچ لایا تھا۔ سب واپس کر دیے گئے۔ ان میں ایک پندرہ سالہ رافعؓ بن خدیج بھی تھے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ رافع اچھا تیرانداز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

شمولیت کی اجازت بخش دی اس پر سمرہؓ جن کی عمر ۱۶ سال تھی عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ! میں رافع کو کشتی میں پچھاڑ لیتا ہوں۔ مجھے اجازت دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں کشتی لڑیں۔ چنانچہ کشتی میں سمرہؓ نے رافعؓ کو پچھاڑ دیا۔ لہٰذا سمرہؓ کو بھی رکھ لیا گیا۔ کس قدر جذبہ جہاد ہے اللہ اللہ !

(ii) حضرت عمروؓ بن جموع لنگڑے تھے۔ وہ کفار کے مقابلے میں مسلح ہو کر آئے۔ انہیں کہا گیا کہ آپ معذور ہیں آپ پر جہاد فرض نہیں۔ انہوں نے قبلہ رو ہو کر دعا کی یا اللہ! مجھے شہادت نصیب کر اور اپنے اہل کی طرف محروم واپس نہ لا" کہنے لگے کہ مجھے امید ہے کہ میں بہشت میں اسی طرح ٹہلا کروں گا۔ چنانچہ شہادت پائی۔ جس اونٹ پر انہیں گھر لا رہے تھے وہ بیٹھ جاتا چنانچہ انہیں میدان احد میں دفن کر دیا گیا اور دعا مکمل طور پر قبول ہوئی۔

(iii) حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ نے اپنے ہاتھ پر اتنے تیر روکے کہ ہاتھ بیکار ہو گیا۔ حضرت ابو دجانہؓ ڈھال بنے کھڑے رہے۔ پشت پر اتنے تیر لگے کہ پشت خار معلوم ہوتے تھے مگر اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ حضرت شماسؓ بن عثمان' حضرت قتادہؓ بن نعمان بھی آپؐ کی حفاظت میں سرگرم تھے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تیر پر تیر چلاتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "آپ پر میرے ماں باپ قربان"۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے اللہ اکبر!

(iv) حضرت حنظلہ بن ابی عامر انصاری شہید ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا گیا تو بیوی نے بتایا کہ شب احد کو ان کی شادی ہوئی تھی۔ انہیں غسل کی حاجت تھی۔ صبح غسل کے لئے آدھا سر دھویا تھا کہ دعوت جنگ کی آواز کان میں پڑی فوراً" اسی حالت میں شریک جنگ ہو گئے۔ یہ سن کر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسی سبب سے فرشتے غسل

Marfat.com

دے رہے تھے۔ بدیں وجہ حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ کہلائے۔ کتنی شان ہے صحابہ کرام ؓ کی کہ جذبہ جہاد کے باعث فرشتے غسل دے رہے ہیں' اللہ اکبر اللہ اکبر۔ ہمارے لئے سبق ہے کہ جہاد کے وقت باقی کام چھوڑ دینے چاہئیں۔

۳۔ جنگ احزاب: مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے خندق کھودی گئی۔ مشرکین کے لئے خندق عبور کرنا مشکل تھا۔ ایک جگہ پر خندق کی چوڑائی ذرا کم تھی۔ کفار کے گھڑ سوار اس مقام پر سے خندق پھلانگ کر مسلمانوں کی طرف آئے ان میں سے ایک عمرو بن عبدود تھا جو اکیلا ایک ہزار کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اس شہ زور پہلوان نے مبارزت کے لئے للکارا۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مقابل ہوئے۔ لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اسے پچھاڑ لیا اور چھاتی پر سوار ہو گئے۔ اس نے آپ پر تھوک دیا۔ حضرت علی ؓ المرتضیٰ الگ ہو گئے۔ وہ کافر بولا کہ میں نے تو یہ حرکت اس لئے کی کہ آپ مجھے غصہ میں جلدی قتل کر دیں گے۔ مگر آپ نے الٹا اثر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا کہ پہلے میں اللہ کی رضا کے لئے لڑ رہا تھا۔ جب تم نے غصہ دلایا تو یہ میرے نفس کی جنگ ہوتی اس لئے تم سے الگ ہو گیا دوبارہ لڑائی شروع ہوئی تو شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم نے اسے ایک آن میں قتل کر دیا۔ سبحان اللہ۔ جذبہ جہاد اور رضائے مولا ہر وقت مد نظر۔

خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں ۹۸ھ موسیٰ بن نصیر والی مصر نے طارق بن زیاد کو ہسپانیہ کی فتح کے لئے بھیجا۔ صرف ۱۰,۰۰۰ فوج ساتھ تھی۔ طارق بن زیاد نے جبل الطارق پہاڑی پر سے حملہ کی تیاری کی۔ اس نے تمام کشتیوں کو جلانے کا حکم دیا۔ پھر ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور جہاد کی اہمیت واضح کی۔ بتایا کہ کشتیوں کو جلانے کا حکم اس لئے دیا کہ واپسی کا راستہ بند ہو جائے۔ اگر تم دشمن کی تعداد اور جنگی ساز و سامان کی بہتات کے باعث پسپائی کا خیال کرو تو راستہ مسدود پاؤ۔ انہیں لڑائی کے لئے ابھارا

Marfat.com

کہ ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست دنیا نے دیکھا کہ ۱۰،۰۰۰ مجاہدین نے کئی لاکھ عیسائی فوج کو شکست دی اور آخر کار ہسپانیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

مجاہدین دریا میں گھوڑے ڈال دیتے اور دریا راستہ دے دیتے۔ اگر کسی مجاہد کا پیالہ دریا میں گر جاتا تو مجاہد کے مطالبہ پر دریا پیالہ باہر پھینک دیتا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ ؎

دشت تو دشت رہے صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ایسا واقعہ محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ کے وقت ملتا ہے۔ دریائے سندھ عبور کرنا تھا۔ راجہ داہر کے لشکری دریائے سندھ کی دوسری طرف سے تیر برسا رہے تھے۔ کشتیوں کا پل بنانے میں مجاہدین بے بس نظر آ رہے تھے۔ محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ تمام کشتیوں کو طولا" دریا کے کنارے کنارے جمع کرو اور مضبوطی سے ایک دوسری کے ساتھ باندھ دو۔ اندازا" اتنی لمبی قطار ہو گئی کہ اگر دریا کے پاٹ میں رکھ دی جائیں تو کشتیوں کا دوسرا سرا دریا کے دوسرے کنارے تک پہنچ جائے گا۔ جب کشتیاں باندھ دی گئیں تو کشتیوں کی قطار کو دریا کے عرض کی طرف بڑھا دیا گیا۔ کشتیوں کو کنارے سے ہٹانا تھا۔ کہ بحکم الٰہی دریا کے بہاؤ نے مدد کی اور کشتیوں کی قطار کا دوسرا سرا دریا کے دوسرے کنارے تک پہنچ گیا۔ اس کشتیوں کے پل پر سے اسلامی لشکر دریا کو عبور کر کے راجہ داہر کی فوج کے مقابل ہوا اور شکست فاش دی' اللہ اکبر۔ مجاہدین جذبہ جہاد سے سرشار ہوتے ہیں موت سے بے خوف ہو کر لڑتے ہیں کیونکہ ان کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔

ایسا ہی جذبہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں دیکھنے میں آیا۔ جب بھارتی بزدل فوجوں نے رات کی تاریکی میں بغیر اعلان جنگ مغربی پاکستان کی سرحدوں پر حملہ کر دیا۔ پاکستانی افواج اور پاکستانی عوام نے بھارتی فوجوں کا اس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ وہ

Marfat.com

پاکستانی سرحدوں میں داخل نہ ہو سکیں۔ کشمیر پر قبضہ ہونے ہی والا تھا کہ سلامتی کونسل کے ایما پر ۲۳ ستمبر کو جنگ بندی کا اعلان کر دیا گیا اگر جنرل محمد ایوب خان جنگ بندی تسلیم نہ کرتے تو کشمیر پاکستان کا حصہ بن گیا ہوتا اور پاکستان میں خوشحالی کا دور دورہ ہوتا۔

یہ بات حد یقین تک پہنچ چکی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکستان کی حفاظت کے لئے حکم فرمایا۔ اولیاء کرام ہمہ تن مصروف جہاد ہو گئے۔ کوئی چونڈہ کے محاذ پر ہے تو کوئی واہگہ بارڈر پر۔ کوئی اہم پلوں کی حفاظت فرما رہا ہے تو کوئی وسائل مواصلات ریل گاڑیوں کی نقل وحرکت تیز سے تیز تر کرنے میں مصروف ہے۔ کوئی ہوائی جہازوں کی لڑائی میں مدد معاون ہے۔ کسی کے ذمے امن وامان کی حفاظت ہے تو کوئی عوام الناس کے دلوں میں مردانگی کا جذبہ پیدا کر رہا ہے۔ اللہ اکبر ستمبر ۱۹۶۵ء کی فتح کا سہرا جذبہ جہاد کے سر ہے جو اس وقت انتہائی عروج پر تھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آج بھی یہی جذبہ مسلمانوں میں پیدا کر دے۔

اگر آج بھی ہو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

(علامہ اقبالؒ)

منافقین

منافقین: دورُخے ظاہر میں کچھ باطن میں کچھ اور۔ شہر یثرب میں یہود اور دو بت پرست برادر قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے۔ خزرج بڑا قبیلہ تھا اس کا رئیس عبداللہ بن ابی سلول ایک بااثر شخصیت تھی۔ اہل یثرب اسے اپنا حاکم بنانے کی تیاری میں تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ تو اہل یثرب عبداللہ بن ابی سلول کو چھوڑ کر آپؐ کے گرویدہ اور مطیع ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی سلول کا اثر رسوخ ختم ہو گیا۔ بنابریں اس کے دل میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حسد اور بغض پیدا ہوا۔ چونکہ اس کے قبیلہ کے بیشتر لوگ مسلمان ہو چکے تھے وہ اعلانیہ مخالفت نہ کر سکتا تھا۔ بظاہر مسلمان ہو کر باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے کینہ رکھتا۔ عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے ہمنوا منافق کہلائے۔ یہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے مگر فرائض میں سستی کرتے۔ جنگ کے موقعہ پر مسلمانوں میں بد دلی پھیلاتے۔ جہاد سے کسی نہ کسی

Marfat.com

بہانے سے جی چراتے۔ مسلمان عورتوں سے ان کا سلوک غیر شریفانہ تھا۔ عبداللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین کہلایا۔ یہ ہر وقت اس فکر میں رہتا کہ اسے ذرا سا بھی موقعہ مل جائے تو مسلمانوں کو مدینہ منورہ سے باہر نکال دے۔ مگر یہ خود ہی جنگ تبوک کے بعد ختم ہو گئے۔ گو ان کی ذرّیت خال خال باقی ہے۔

منافقین کی پہچان:۔

۱۔ بڑے شیریں گفتار چرب زبان ہوتے ہیں۔ (البقرہ آیت ۲۰۴ + المنافقون آیت ۴)

۲۔ جہاد سے جی چراتے ہیں۔ (آل عمران آیت ۱۶۷۔ النساء آیت ۷۲، ۷۶)

۳۔ نماز میں سستی کرتے ہیں۔ (النساء آیت ۱۴۲، ۱۴۳)

۴۔ بہت قسمیں کھاتے ہیں۔ (التوبہ آیت ۹۶۔ المجادلہ آیت ۱۴ تا ۱۶)

۵۔ بظاہر دعوئی اطاعت بباطن سازش منصوبہ بندی۔ (النساء آیت ۸۱)

۶۔ تکلیف میں اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (العنکبوت آیت ۱۰)

۷۔ دلی ہمدردی کفار کے ساتھ۔ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ (المجادلہ آیت ۱۴، ۱۵)

۸۔ قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ (المنافقون آیت ۲)

۹۔ جھوٹے اور بزدل ہیں۔ (الحشر آیت ۱۲، المنافقون آیت ۱)

۱۰۔ ان کے دلوں میں مرض ہے۔ (البقرہ آیت ۱۰)

۱۱۔ مسلمانوں کی مصیبت پر خوش ہوتے ہیں اور بھلائی پر غمناک۔ (التوبہ آیت ۵۰)

۱۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی سے چہرہ پر مردنی چھا جاتی ہے۔ اور بدگوئی (معاذاللہ) پر چہرہ کھل جاتا ہے۔ (مدارج نبوت)

منافق کی علامت:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منافق ان چار علامتوں سے پہچانا جاتا ہے:۔

۱۔ امانت میں خیانت کرے۔
۲۔ وعدہ خلافی کرے۔
۳۔ بات کرے تو جھوٹ بولے۔
۴۔ جھگڑنے پہ آئے تو فحش کلامی کرے۔

Marfat.com

سرورِ کائنات فخرِ موجودات آقائے نامدار محبوبِ کردگار مدنی تاجدار حضرتِ محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش نصیب اَنّا۔ رضاعی اماں حلیمہ سعدیہ کی بابرکت بستی الشوطہ (قبیلہ بنو سعد) کے ایک پُرانوار گھر کا ذکر جہاں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن کے پانچ سال گزارے

میرے برادرِ بزرگ حاجی محمد ازار یسین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر ــــــ محکمہ امدادِ باہمی حکومتِ پنجاب حال ۱۱۱۔ اے گلشن راوی لاہور۔ بیان کرتے ہیں کہ:

"ہم میاں بیوی وزٹ ویزا پر طائف میں عزیزم عبدالقیوم یسین کے ہاں مقیم تھے۔ ایک روز ان کے دوست محمد زبیر صاحب جن کا بلڈنگ میٹریل سٹور میسان وادی میں بنی حارث قبیلہ میں تھا تشریف لائے۔ محمد زبیر صاحب نے مجھے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی جو میں نے اس شرط پر قبول کر لی کہ مجھے مائی حلیمہ سعدیہ کی بستی جہاں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچپن کے پانچ سال گزارے تھے کی زیارت کرا دیں۔ انہوں نے پختہ وعدہ کر لیا۔

محمد زبیر صاحب ۳۰ مئی ۱۹۹۲ء صبح صبح اپنی ٹیوٹا پک اپ میں طائف تشریف لائے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم دونوں ساڑھے سات بجے صبح منزلِ مقصود کے لیے چل پڑے۔ مین روڈ پر ۷۲ کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ہم ٹھیک جانبِ مشرق ہو لیے۔ ۳۴ کلومیٹر فاصلہ طے کیا۔ تو ہم قبیلہ بنی سعد کے علاقہ میں پہنچ گئے۔ کم و بیش ۵۰ مربع میل میں یہ قبیلہ آباد ہے پہاڑی علاقہ ہے کوئی معقول سڑک نہیں۔ پہاڑی راستے ہیں۔ یہاں سے ہم کچا راستہ پر ہو لیے۔ پہلے بستی الذوبیات پھر اشیمہ پھر الیسلے، ازاں بعد الشوطہ پہنچ گئے۔ یہ بستی الشوط بلند ترین پہاڑی چوٹی پر ہے۔ الشوطہ سے اندازاً ایک کلومیٹر دور مائی حلیمہ سعدیہ کا نورانی گھر تھا۔ جس کا وجود اب نہیں ملتا۔ صرف ایک ہموار چبوترہ ۱۸ × ۶ فٹ ہے جہاں ریت اور بجری بچھی ہوئی ہے۔ ہموار چبوترہ کے ایک کونہ میں محراب ہے جس کا رخ کعبہ شریف کی طرف ہے

Marfat.com

یہ جگہ خاصی سرسبز اور شاداب ہے۔ محمد زبیر صاحب مجھے یہ بابرکت جگہ دکھلا کر اپنی ٹیوٹا پک اپ میں بیٹھ گئے اور میں اِس ہموار جگہ پر نوافل ادا کرنے لگا۔ نوافل سے فارغ ہو کر میں برہنہ قدم کبھی اِدھر کبھی اُدھر پھرتا رہا۔ اور پُرانوار جگہ کے فرشِ زمین کے بوسے لیتا رہا۔ کہ یہاں ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال قبل پانچ سال گزارے اور اپنے بابرکت کفِ پا کی برکت سے اِس زمین کو کتنا شرف بخشا۔ گھوم گھما کر اسی ہموار جگہ پر آ گیا۔ چند قدم دور دو اور ہموار جگہیں جانبِ جنوب نظر آئیں۔ ایک میں راستہ دکھائی دیا غور سے دیکھا تو ۴ فٹ اونچی ۴ گہری غار تھی۔ اندر خالی جگہ ہموار تھی۔ غار میں اترنے کے لیے اندر کی طرف ایک پتھر بھی پڑا تھا۔ میں اِس پتھر پر پاؤں رکھ کر نیچے اُتر گیا۔ یہاں پر نفل ادا کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ میرے سر پر شہد کی ایک بڑی مکھی ڈ ڈمنا چکر لگانے لگی۔ میں نے اُسے ہاتھ سے پرے کیا ہی تھا کہ یکدم ڈ ڈمنے کی مکھیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ ہاتھ پاؤں گلے پر چپٹ کر ڈنک مارنے لگیں میں نے قمیض کے دامن سے منہ کو ڈھانپ لیا اور یک دم کہا: "میں نے اپنے آپ کو خدا کی پناہ میں دیا۔" پھر کہا: "اے مکھیو! اللہ کے حکم سے مجھے چھوڑ دو۔ میں باہر جا رہا ہوں۔" میں دروازہ کی جانب بڑھا تو مکھیوں نے میرا پیچھا کرنا چھوڑ دیا اور دروازہ سے بھی ہٹ گئیں۔ پھر پر پاؤں رکھا اور میں غار سے باہر نکل آیا۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھا جہاں نوافل ادا کئے تھے وہاں ایک پتھر پڑا تھا۔ اُس پر بیٹھ گیا اور دعا کی "اے مولا کریم! میرے سب دکھ درد دُور فرما دے"

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آیا۔ میرے بدن سے مس کرتا ہوا گزر گیا۔ ساتھ ہی ڈنگ زدہ اعضاء پر جو سوزش، ورم اور درد تھا فوراً ختم ہو گیا۔ چند لمحے سکون سے بیٹھا رہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہا۔ اُٹھا اور ٹیوٹا پک اپ کی طرف چلا تو حیرت ہوئی کہ میرے گھٹنوں کی درد جو کئی سال سے تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سے ختم ہو چکی تھی۔ اور میں آرام و آسودگی سے چلنے لگا۔ اب تک ٹھیک ہوں۔ یہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پُر انوار جگہ کی برکت سے ہوا۔ کہ نہ صرف درد سوزش ختم ہو گئی بلکہ دیرینہ بیماری سے بھی نجات مل گئی۔ اللہ اکبر۔ پک اپ کے نزدیک پہنچا تو محمد زبیر صاحب نے دروازہ کھولا۔ میں سیٹ پر بیٹھ گیا اور انہیں

Marfat.com

وہاں چلنے کے لیے ہم بنی سعد پختہ روڈ پر آگئے۔ وہاں سے وادی میسان از قبیلہ بنی حارث، جہاں پیر صاحب کا سٹور ہے، پہنچ گئے۔ دوپہر کے وقت آرام کیا۔ پرتکلف دعوت کھا کر سفر پر روانہ ہوئے اور پانچ بجے شام طائف پہنچ گئے۔

جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے۔ قبیلہ بنی سعد بن بکر بن ہوازن طائف کے قرب و جوار میں بود و باش رکھتا تھا۔ اس قبیلہ کی فصاحت لسانی عرب بھر میں مسلم تھی۔ خدائے حکیم و عزیز نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے سب حسن فضائل و کمالات کے ساتھ فصاحت لسانی میں وحید العصر رکھنے کے لیے اس قبیلہ کا انتخاب فرما کر دائی حلیمہ سعدیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کے شرف سے نوازا۔ حلیمہ سعدیہ اپنے نام اور نسب کی طرح حلم و وقار، سعادت و فلاح کی صفات سے آراستہ تھیں۔ اپنے قبیلہ میں عالی حوصلہ اور صاحب کرم مانی جاتی تھیں۔ ان اوصاف کے باعث خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کے لیے انہیں اسی طرح ممتاز فرمایا۔ جس طرح آپؐ کی پیدائش مبارکہ کے لیے شریف ترین اصلاب اور پاکیزہ ترین ارحام کو منتخب فرمایا۔

رضاعت پستان کی کمائی بعض خواتین عرب معیوب سمجھتی تھیں۔ ان میں حلیمہ سعدیہؓ بھی تھیں لیکن اس سال قبیلہ بنی سعد کا علاقہ خشک سالی کے باعث قحط زدہ تھا۔ لہٰذا مجبوراً حلیمہ سعدیہؓ کو رضاعت پر شیر خوار بچہ حاصل کرنے کے لیے مکہ معظمہ آنا پڑا۔ یہ قدرت کا اپنا نظام تھا۔ یتیم مکہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیمہ سعدیہؓ کی گود میں آنا تھا کہ اُن کے خشک پستان دودھ سے لبریز ہوگئے۔ اونٹنی نے اتنا دودھ دیا کہ دونوں میاں بیوی سیر ہوگئے۔ لاغر مریل اونٹنی میں برق رفتاری پیدا ہوگئی۔ حلیمہ سعدیہؓ کی کمزور بکریاں فربہ ہوگئیں اور چراگاہ سرسبز و شاداب ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا شق صدر اسی پاک سرزمین میں ہوا۔

آپؐ کی زندگی میں جب کبھی حلیمہ سعدیہؓ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آتیں۔ مالی امداد فرماتے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے افلاس اور ناداری کا ذکر کیا تو آپؐ نے چالیس بکریوں کا ریوڑ عطا فرمایا۔ اپنے رضاعی بھائی

Marfat.com

بہنوں کے لیے اپنی ردا مبارک بچھا دیتے۔ عرب میں کسی کی انتہائی تعظیم کی یہی نشانی تھی۔ مدنی زندگی میں غزوہ حنین میں آپ کی رضاعی بہن بی بی شیماؓ دیگر اسیران جنگ کے ساتھ آئیں۔ انہیں آپ کی خدمتِ اقدس میں لایا گیا۔ آپؐ نے اپنی ردا مبارک بچھا دی۔ دیر تک محبت آمیز گفتگو فرماتے رہے، اُن کی مرضی کے مطابق انہیں تحائف کے ساتھ رخصت کیا۔ بنی ہوازن کے سرداروں نے اپنے اسیران جنگ کی رہائی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اسی رضاعت کا وسیلہ پیش کیا تھا اور کہا تھا "ان قیدیوں میں آپؐ کی خالائیں اور پھوپھیاں ہیں ....." آپؐ نے تکریم فرماتے ہوئے اُن کے تمام اسیرانِ جنگ رہا فرما دیئے۔ یہ تھا آپؐ کا حُسنِ سلوک جس کی مثال آج تک کوئی فاتح پیش نہیں کر سکا۔ اللہ اکبر صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم۔

حلیمہ یہ بھید کھُلا نہیں   یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خُدا سے پوچھ وہ کون تھے   جو بکریاں تیری چرا گئے

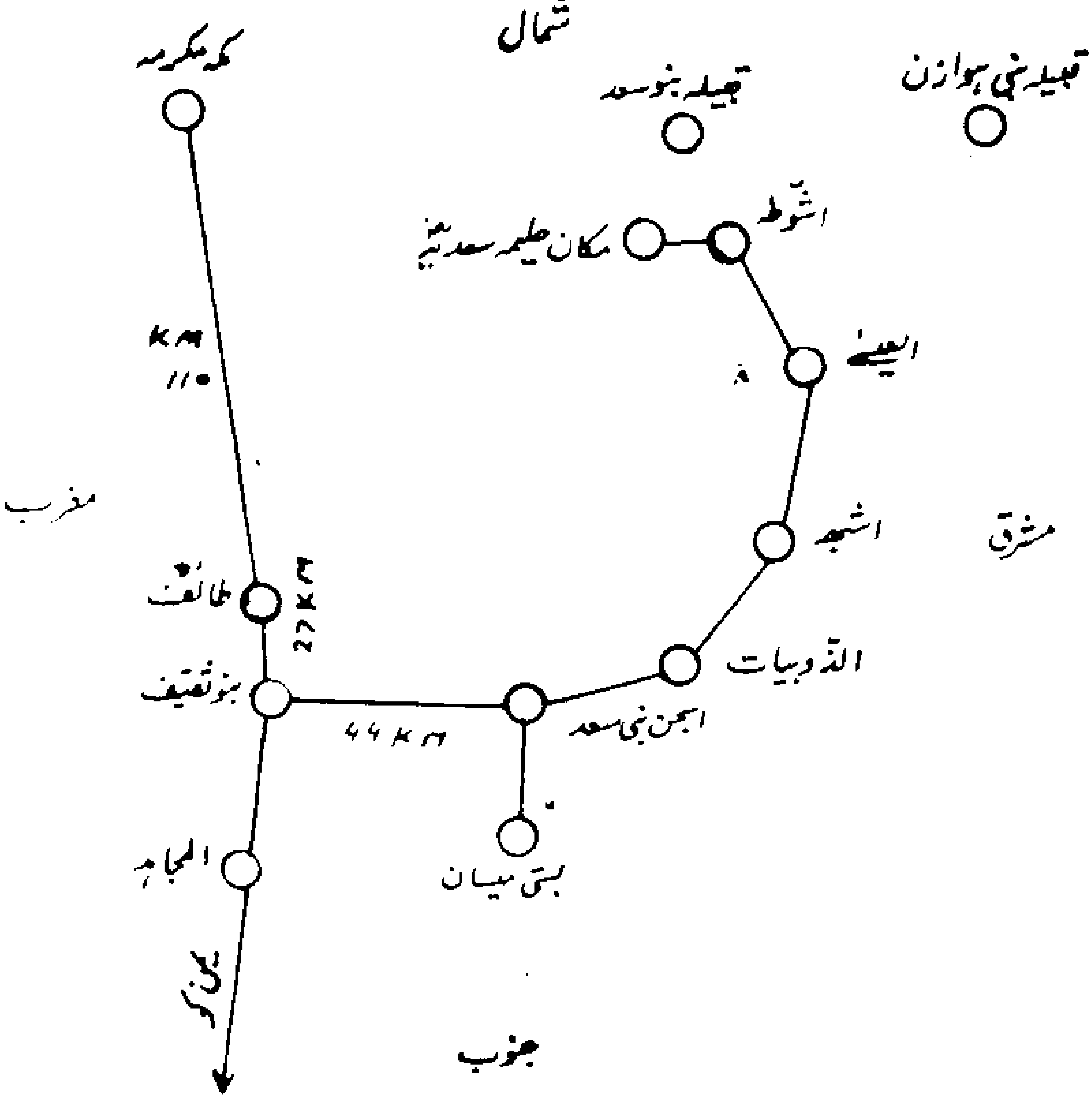

عمامہ اور پنج کلی ٹوپی

شب معراج رب کریم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دو تحفے عطا فرمائے ۱۔ سفید ڈاڑھی ۲۔ سفید عمامہ

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ قرآن پاک: پ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت کریمہ ۲۸	کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا، جنہوں نے اللہ کی **نعمت** کو ناشکری سے بدل دیا

جمہور مفسرین کرام کے دو قول ہیں! ۱۔ نعمت اللہ سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کی زیارت سراپا کرامت سے اُمت کو نوازا تو چاہیئے تھا کہ وہ اس نعمت جلیلہ کا شکر بجا لاتے اور ایمان لاکر مزید کرم کے مستحق بنتے، انہوں نے شکر کی بجائے کفر کیا، یاد رہے۔ کہ نعمت اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ سے ہے، دوسرا قول مطابق حدیث پاک اللہ کی نعمت کو بدلنے سے مراد سفید ڈاڑھی کو کالا کرنا، منڈانا یا کٹانا ہے اور یہ از قسم مسخ کی صورت ہے۔

(۱) **سفید ڈاڑھی:** سفید بالوں کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی عزت ہے، معلوم بعض نام نہاد مفتی، حکماء و فضلاء خضاب کو جائز قرار دینے والوں نے نور کو ظلمت سے وجاہت کو قباحت سے اور سفید ڈاڑھی کو کالے رنگ سے کیوں بدل دیا، یہ کتنا بھونڈا اور قبیح فعل ہے کالے خضاب کو کس طریق سے بزعم خویش امر مشروع قرار دے کر عجیب تاویلات کا دروازہ کھول دیا، حالانکہ یہ مکروہ تحریمہ ہے "فتاویٰ عالمگیری"، یعنی حرام کو العیاذ باللہ سنت تک ثابت کرنے میں خوف خدا نہیں کرتے، اگر غور کریں تو بڑھاپے میں چہرہ پر جھریاں اور نوجوانوں کی طرح کالی سیاہ رنگت کی گئی ڈاڑھی یہ کتنا عجیب تماشا ہے۔ "یا لِلْعَجَبَا"، طرفہ یہ کہ خلاف سنت ڈاڑھی سے انوار سنت مفقود ہو جاتے ہیں۔ چہرہ قابل زیارت وہی ہوتا ہے جس پر انوار سنت برس رہے ہوں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ■

(۲) **سفید عمامہ۔** سنت دائمہ لازمہ اور مؤکدہ ہے

Marfat.com

جب سے علماء ظواہر فی زمانہ نے اس سنت مبارکہ کو ترک کیا۔ ان کی عزت جاتی رہی، ان کے سروں پر قراقلی حجاب بن کر سوار ہو گئی اور العلم "حجاب الاکبر" سے بدعت کی تصویر بن گئے

احادیثِ مبارک

١۔ عَلَیْکُمْ اَلْعَمَائِمُ ط	عمامہ مومن کے لئے لازم ہے۔
٢۔ شدت العمائم فان العمامة سیماهم الاسلام	عمامہ باندھا کرو، اسلام کی نشانی اور اس کی زینت ہے۔
٣۔ العمائم تیجان المسلمین	عمامہ مسلمانوں کی عزت کا تاج ہے۔

ملا علی قاری علیہ رحمتہ نے شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرمایا۔

لم یرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس قلنوۃ بغیر العمامۃ ط	کسی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی پہنے نہیں دیکھا۔

اصلاً مروی نہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی ہی پہنی ہو، محض ٹوپی پہننا شعائر یہود اور صرف عمامہ احبار نصاریٰ کا طریق ہے، عمامہ اور ٹوپی کا سنت ہونا سنت متواترہ ہے اور اس کا استخفاف از کفر ہے اور صرف ٹوپی پہننا خلافِ سنت ہے، سیدنا روح القدس جبرائیل علیہ السلام عمامہ باندھ کر حاضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے، عمامہ سفید، سبز اور کالا تینوں احادیثِ پاک سے ثابت ہیں، فتح مکہ معظمہ زاد شرفہ، پر کالا عمامہ تھا اور روزِ قیامت مقام محمود پر سبز عمامہ ہوگا اور جمعتہ المبارک کو سفید عمامہ باندھتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس مرغوب و محبوب تھا کالا عمامہ بوجہ شیعہ متروک ہے۔ اولیائے نقش بند مسنون طریق کے مطابق پنج کلی ٹوپی سفید پر سفید دستار باندھتے ہیں پنج کلی ٹوپی کی نسبت پنجتنِ[1] پاک سے ہے، اور اس کی گولائی کی نسبت سبز گنبد کے

---

[1] سرکار کرمانوالے علیہ الرحمتہ نماز تہجد کے نوافل کے لئے فرمایا کرتے پنج اور تین۔ یعنی پہلی رکعت میں قل شریف پانچ بار، دوسری رکعت میں تین بار، اشارہ پنجتن پاک اور تین سے صحابہ ثلثہ کی طرف فرمایا کرتے۔ یہ لفظ پنجتن عجمی ہے، شرعی اور عربی نہیں، پنجتن پاک کو صرف ان چاروں میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

[illegible] ہے [illegible] ٹوپی کا ثبوت عالم کے حصار سے تعبیر ہے۔ یہ پنج کلی ٹوپی [illegible] باندھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اس کے پہننے والا دماغی [illegible] یا کالی بلیات و دشمنوں سے محفوظ ہوتا ہے اور حافظہ قوی ہوتا ہے۔ یہ ٹوپی امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز نے خواجہ خاوند محمود عرف حضرت ایشاں لاہوری علیہ الرحمۃ کو بطور تبرک [illegible] مجدد الف ثانی [illegible] میں معروف ہوئی اور علامات نقشبندیہ مجددیہ [illegible] حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و معتقدین [illegible] سنت مطہرہ کا احیاء و اجراء اس نسبت رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ [illegible] ہے۔

والسلام علیکم و علی من اتبع الھدیٰ متابعۃ المصطفےٰ علیہ و آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام۔

القیہ حاشیہ ... حصر کرنا چند ان صحیح نہیں کہ ان نفوس قدسیہ کے علاوہ کوئی اور پاک نہیں یہ شعار تر شیو ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مظہر کُن اور ظہور فیکون کے رسول اور مزکی ہیں اور صفت ویزکیھم ہونے کا حقہ متصف۔ آپ کے حلقہ ارادت عقیدت میں جو آگیا وہ ظاہراً باطناً پاک ہو گیا اور جس کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا اس کو پاک سے پاک تر کر دیا، لہٰذا قرآن پاک، احادیث پاک کی رو سے چاریار پاک۔ پنجتن پاک۔ عشرہ مبشرہ پاک، صحابہ مہاجرین پاک۔ انصار پاک، اہل بیت پاک، اہل قبا پاک، صحابیہ بیبیاں پاک تا آنکہ غوث پاک امام پاک۔ مومن پاک ہو گئے۔ ان سب کی پاکیزگی اپنے اپنے مدارج کے لحاظ سے متفاوت ہے۔

از:۔ حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی۔ مجددی

خطیب جامع مسجد قدسیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

اولیائے کرامؒ

اور

ہندوستان میں اسلامی حکومت کا قیام

سلطان محمود غزنوی (۹۷۱ء۔ ۱۰۳۰ء) نے راجہ جے پال اور پھر اس کے بیٹے انند پال والئے لاہور کو شکست دی۔ ملتان کے اسماعیلیوں نے بھی محمود غزنوی کی اطاعت قبول کر لی۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے تمام علاقہ پنجاب اپنی سلطنت غزنی میں شامل کر لیا۔ اور علاقہ پنجاب کا دار الخلافہ لاہور مقرر کیا۔ سلطان محمود ہندوستان پر اپنے سترہ حملوں کی وجہ سے مشہور ہوا۔ وہ علاقہ پر علاقہ فتح کرتا ہوا کالنجر قنوج تک پہنچا۔ سب سے مشہور جنگ فتح مندر سومنات (گجرات کاٹھیاواڑ) ہے۔ جب سلطان محمود نے سومنات کی فتح کا ارادہ کیا تو خواجہ ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوا خواجہ نے اسے اپنا پیرہن مرحمت فرما کر فرمایا "مشکل کے وقت میرے اس پیرہن کے توسل سے دعا کرنا انشاء اللہ حاجت روائی ہوگی" چنانچہ جب زور کا رن پڑا اور محمود نے دیکھا کہ اسلامی لشکر کے پاؤں اکھڑنے لگے ہیں۔ تو پیرہن کے توسل سے فتح کیلئے دعا کی۔ دعا قبول ہوئی۔ راجپوتی لشکر باوجود کثیر تعداد کے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ غازی محمود فتح کے پھریرے اڑاتا ہوا واپس آیا۔ تمام عالم اسلام میں سومنات کی فتح پر خوشیاں منائی گئیں۔ عباسی خلیفہ نے سلطان محمود کو یمین الدولہ 'امین الملت کا خطاب دیا۔ سلطان محمود کے ہاتھوں گو اسلامی حکومت کی بنیاد نہ پڑی۔ تاہم اس نے شہاب الدین غوری کیلئے ایک مثال قائم کر دی۔ اور اسلامی لشکر کی برتری ہندو راجپوتوں کی فوج پر ثابت کر دی۔ خواجہ ابوالحسن خرقانی کو جب اس فتح کا علم ہوا تو فرمایا کہ غازی محمود نے میرے پیرہن کی قدر نہ کی۔ اگر ہندوستان کی فتح کی دعا مانگتا تو قبول ہوتی۔ سلطنت اسلامیہ قائم ہو جاتی۔ (مگر قدرت نے یہ شرف محمد غوری کے لئے مختص کر رکھا تھا۔ مقبول)

Marfat.com

شہاب الدین غوری (۱۱۷۵ - ۱۲۰۶ء) دو صدیوں تک غزنی خاندان پنجاب پر حکومت کرتا رہا۔ شہاب الدین غوری نے غزنی حکومت کا خاتمہ کرکے پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ راجپوت حکمرانوں سے اس کی پہلی جنگ ترائن کے مقام پر ۱۱۹۱ء میں ہوئی۔ شہاب الدین غوری نے پرتھی راج سے شکست کھائی اور زخمی حالت میں واپس لوٹا۔ اسے شکست کا غم کھائے جا رہا تھا کہ حالات نے کروٹ لی۔ جے چند والئے قنوج پرتھی راج سے عداوت رکھتا تھا۔ اس نے شہاب الدین کو اجمیر پر حملہ کی دعوت دی اور مدد کا وعدہ کیا۔ ادھر خواجہ غریب نواز حسب ارشاد حضور نبی کریم ﷺ برائے تبلیغ اسلام ۱۱۹۰ء ۵۸۶ھ اجمیر تشریف لا چکے تھے۔ راجہ پتھورا نے خواجہ صاحب اور آپ کے عقیدت مندوں کو تنگ کرنا شروع کردیا۔ اور خواجہ معین الدین کو اجمیر سے محرم ۵۸۶ھ تک نکل جانے کیلئے حکم دیا۔ آپ نے فرمایا ہم تو جاتے ہیں مگر تم کو نکالنے والا شہاب الدین غوری بھی عنقریب آتا ہے۔

بابا فرید شکر گنج فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ قطب صاحب (بختیار کاکیؒ) ان کے پیرو مرشد نے فرمایا کہ میں (بختیار کاکی) شیخ معین الدین کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور آپ خواجہ غریب نواز معین الدینؒ حالت سکر میں تھے۔ شیخ نے فرمایا "ہم نے زندہ پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالہ کردیا"۔ ادھر شہاب الدین غوری نے خراسان میں حضرت خواجہ غریب نوازؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں۔ "خدا تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشی۔ جلد اس طرف آ اور راجہ پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کرکے سزا دے"۔

ادھر جب جے چند والئے قنوج کا پیغام پہنچا اور ادھر یہ بشارت ملی تو شہاب الدین غوری نے اجمیر پر حملہ کا مصمم ارادہ کرلیا۔ ترائن (موجودہ تراوڑی) کے مقام پر دوسری لڑائی ۱۱۹۲ء (۵۸۹ھ) میں ہوئی۔ پرتھوی راج کے ساتھ تین ہزار ہاتھی، تین لاکھ سوار اور بے شمار پیدل فوج تھی۔ جبکہ شہاب الدین غوری کے ساتھ صرف ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر تھا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ شہاب الدین غوری بشارت کے باعث نہایت عزم سے لڑ رہا تھا۔ راجپوت فوج بھاگ نکلی۔ پرتھوی راج زندہ گرفتار ہوا۔ اور بعد میں تہ تیغ کیا گیا۔ شہاب الدین غوری آگے بڑھتا گیا۔ جب اجمیر میں داخل ہوا تو شام کا وقت تھا۔ اس نے آذان کی آواز سنی۔ اسے سخت تعجب ہوا۔ وہ آذان کی آواز پر آگے بڑھا۔ دیکھا کہ نماز باجماعت ہو

Marfat.com

رہی ہے۔ (خواجہ غریب نواز خود امام تھے) نماز ختم ہوئی تو شہاب الدین غوری کی نگاہ جو خواجہ معین الدین ؒ کے چہرہ پر پڑی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جنہوں نے فتح و کامرانی کی بشارت خواب میں دی تھی۔ خواجہ کے قدموں میں گر پڑا اور دیر تک روتا رہا۔ سر اٹھایا اور مودب بیٹھ گیا۔ مرید ہونے کی التجا کی جو قبول ہوئی۔ اجمیر میں کچھ دن قیام کے بعد شہاب الدین بعد اجازت دلی آیا۔ دلی کے راجہ نے تحائف پیش کئے۔ شہاب الدین غوری کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اپنے ایک باوفا تیغ زن غلام قطب الدین ایبک کو دہلی میں اپنا نائب مقرر کرکے ہندوستان سے واپس ہوا۔ اس طرح شہاب الدین غوری کے ہاتھوں خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی ؒ کے فیضان سے اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ خواجہ غریب نواز' حضرت بختیار کاکی' بابا فرید الدین گنج شکر اور خواجہ نظام الدین اولیاء کے روحانی فیض سے ہندوستان کے مشرقی شمالی اور مغربی علاقوں میں اسلام کو ترقی حاصل ہوئی۔

سب سے بڑی غلطی: آخرت کی پیش آنے والی دائمی زندگی (جسے فنا نہیں) سے غفلت برتنا ہے۔ آخرت پر ایمان لانا اسلام کا پانچواں اصول ہے۔ اللہ' اللہ کے فرشتوں' اللہ کی کتابوں' اللہ کے رسولوں پر ایمان لانے کے بعد یوم آخرت پر ایمان لانے سے ایمان مکمل ہوتا ہے۔ جو قومیں آخرت پر ایمان نہ لائیں گناہوں میں مبتلا ہو کر مستحق عذاب ہوئیں (۶۔۱۱۳) آخرت کی زندگی دائمی زندگی ہے اسلام اس زندگی کے لئے تیاری کا حکم دیتا ہے۔ کہ دنیاوی زندگی کو اخروی زندگی پر ترجیح نہ دی جائے (۹۔۸۳) جس کسی نے آخرت کی دائمی زندگی کیلئے تیاری نہ کی یعنی دنیا میں غفلت شعار رہا۔ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ (۵۔۳۳)

Marfat.com

سادات کا ادب واحترام اور تکریم

حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی اولاد جو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ کے بطن پاک سے ہے۔ سادات کہلاتی ہے یعنی حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسینؓ کی اولاد سادات اور اولاد رسول کہلاتے ہیں۔ حضرات حسنین کریمین کو ابنائے رسول ہونے کا فخر حاصل ہے دیکھئے آیت [سورۃ آل عمران پارہ 3 رکوع ترجمہ: کہئے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ (مباہلہ نجران کے وقت) اور یہی آل نبیؐ ہے۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے شرح مواہب لدنیہ میں صحیح احادیث کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ جناب سیدۃ النساء بنت سید الانبیاءؐ کی آل پاک شرک اور کفر سے مامون اور محفوظ کر دی گئی ہے۔ اللہ اکبر۔

سادات کا ادب

عام مشہور واقعہ ہے کہ حضرت جنید (جو شاہی پہلوان تھے) نے ایک نادار نحیف صحیح النسب سید کا ادب ملحوظ رکھا۔ خود بخود شانے چت زمین پر گر کر سید زادہ کو اپنی چھاتی پر سوار کر کے اپنی شکست کا اعلان کیا۔ اُدھر رات میں حضور نبی اکرمؐ نے اس ادب کے باعث درجہ ولایت مرحمت فرما کر سید الطائفہ بنا دیا' اللہ اکبر۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ انہیں عالم خواب میں آقائے نامدارؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا آپؐ نے فرمایا "عبداللہ بن مبارک! تم بغداد میں بہرام مجوسی کو مل کر اسے خوشخبری دو کہ وہ قیامت کے دن میرے ساتھ جنت میں جائے گا"۔

بہرام مجوسی مالدار اور سخی مرد ہونے کے باعث بغداد شہر میں جانا پہچانا آدمی تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک اس تک باسانی پہنچ گئے۔ بہرام نے انہیں مہمانوں کی سی عزت دی حضرت عبداللہ بن مبارک نے بہرام مجوسی سے علیحدگی میں بات شروع کی کہ میں از خود نہیں آیا بلکہ میرے نبی مکرمؐ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے اور انہوں نے تیرے لئے ایک پیغام دیا ہے کہ "تو میرے ساتھ جنت میں جائے گا" یہ خوشخبری سن کر بہرام حضرت عبداللہ بن مبارک کا منہ تکتا رہ گیا۔ حضرت نے فرمایا "بہرام تو نے گزشتہ دنوں ضرور کوئی خاص نیکی کی ہے کہ ایک مجوسی کو نبی پاک

Marfat.com

نے اتنی عظیم بشارت دی ہے" بہرام نے کہا "مطلب یہ ہوا کہ میری اس نیکی سے آپ کے نبی ؐ باخبر ہیں وہ دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں" حضرت عبداللہ بن مبارک نے بہرام کو رسول ؐ کی عظمتِ شان اور نبوت رسالت کے بارے میں کچھ بتایا...... بہرام حلقہ بگوش اسلام ہوا اس کے کہنے پر اس کے بیشتر خدام' اکلوتا لڑکا اور اکلوتی لڑکی بھی مسلمان ہوگئے حضرت عبداللہ بن مبارک کو ان کے مسلمان ہو جانے پر ازحد خوشی ہوئی اب بہرام نے کہا کہ میرے بیٹے کی شادی پر عام دعوت تھی صبح سے شام تک جو آیا کھانا کھا کر گیا آدھی رات کو سب کچھ سمیٹ کر خدام تھکے ہارے سو گئے کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی میں نے دروازہ کھولا تو ایک خاتون کھڑی تھی ہاتھ میں چراغ تھا جس میں تیل نہ تھا لباس بہت پھٹا پرانا اس عورت نے کہا کہ اور کچھ نہیں مانگتی تھوڑا سا تیل چراغ میں ڈال دو میرے بچے بھوکے ہیں روشنی میں ان کو بہلاتی رہی اندھیرے میں وہ بے چین ہو گئے ہیں میں اندھیرے میں رات کو اس لئے آئی ہوں کہ کوئی مجھے نہ دیکھ پائے کہ میں تیرے دروازہ پر آئی ہوں میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے میرے بار بار اصرار پر اس نے کہا کہ اگر تو پوچھے بغیر سوال پورا نہیں کرنا چاہتا تو سن!...... میں مسلمانوں کے نبی ؐ کی اولاد ہوں۔ ان کی بیٹی سید زادی ہوں سادات کو صدقہ لینا حرام ہے بچوں کی وجہ سے مجبور ہو کر تیرے دروازے پر آنا پڑا اب اگر آ ہی گئی ہوں تو میرا بھرم رکھ لے بہرام نے کہا کہ گو میں مسلمان نہ تھا مگر مجھے اس کی حالت پر ترس آیا اور اس کی خودداری نے بہت متاثر کیا میں خود ہی کھانا لے کر چند عمدہ جوڑے کپڑے اور نقدی لے کر اس عورت کے ہمراہ نیا چراغ لے کر چلا خادموں کو منع کر دیا کہ میرے پیچھے کوئی نہ آئے اس خاتون کے گھر پہنچ کر میں نے چراغ کی روشنی میں گٹھڑی ان کے سامنے کھولی...... ان سے کہا کہ آئندہ ہر ماہ کچھ ہدیہ خاموشی سے پہنچا دیا کروں گا۔ میرے مکان پر آنے کی ضرورت نہیں۔ ان بچیوں نے اپنی ماں سے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک بہرام کے لئے دعا نہیں کر لیں گے...... ان بچیوں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور کہا "اے بہرام! تو نے ہم رسول زادیوں کی خدمت کی ہے...... اللہ تیرا حشر ہمارے نانا جان ؐ کے ساتھ کرے...... بہرام نے کہا اے عبداللہ بن مالک! اس خاتون کے نانا جان ؐ نے اپنی بیٹیوں کی صدا سن لی...... اور آپ اس دعا کی مقبولیت کی خوشخبری سنانے آئے ہیں...... اگر خوشخبری کوئی اور ہوتی

Marfat.com

تو شہید میں نہ مانتا لیکن نبی کریم ﷺ نے وہی بشارت دی جس کی دعا ان کی بیٹیوں نے مجھے دی تھی سبحان اللہ۔

۔ حُب اہل بیت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اہل بیت کی محبت جزو ایمان اور اہل سنت وجماعت کا سرمایہ ہے اس پرفتن زمانہ میں بھی ایسے دس افراد کا ذکر کرتے ہیں جن کے قلب اہل بیت کی محبت سے لبریز ہیں ان میں حاجی محمد عبدالحمید خان خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت محدث علی پوری کا نام بھی ہے یہ حاجی صاحب واقعہ شہادت امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ اس قدر محبت سے بیان کرتے کہ سامعین پر رقت طاری ہو جاتی حضرت امام حسینؓ عالی مقام نے آپ کی قدردانی کرتے ہوئے عالم خواب میں انہیں اپنا "خاص عزیز" فرمایا اور دو روپے پاکستانی مرحمت فرمائے کہ اپنی پسند کا کھانا کھایا کرنا۔ یہ 1958ء کی بات ہے وصال 1980 میں ہوا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میرے اہل بیت کو اپنے نزدیک وہی درجہ دو جو جسم میں سر کو اور سر میں دو آنکھوں کو حاصل ہے۔

حضرت امام حسین علیہ اسلام کی بندہ پروری

"ذکر خیر" مصنفہ مولانا محبوب عالم میں سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ ایک درویش کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ درویش عشرہ محرم میں ہمیشہ فی سبیل اللہ شربت پلایا کرتا تھا اور کھانا پکا کر محتاجوں کو کھلاتا پھر ان دونوں کا ثواب حضرت امام حسینؓ کی روح مبارک کو پہنچاتا۔ مدت تک اس کا یہی عمل رہا ایک مرتبہ وہ درویش کہیں سفر پر گیا اتفاقاً راستہ بھول گیا جنگل میں حیران پریشان پھر رہا تھا کہ یکایک دور سے سواروں کا ایک گروہ نظر پڑا جب نزدیک آگیا تو ایک سوار نے اس درویش کا ہاتھ پکڑ کر راستہ پر جا کھڑا کر دیا اس درویش نے عرض کیا حضور آپ کون ہیں؟ فرمایا تو ہمیں نہیں پہچانتا عشرہ محرم میں تو ہمیشہ ہماری فاتحہ دلاتا اور شربت وغیرہ پلایا کرتا تھا وہ سب ہمیشہ ہمارے پاس پہنچتے رہے ہیں ہم امام حسینؓ ہیں اور یہ ہمارا لشکر ہے۔ اس کے بعد سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا حضرت امام حسینؓ زندہ ہیں اور دنیا کی سیر کرتے ہیں اور جو شخص آپ کو فاتحہ وغیرہ پہنچائے آپ اس کو پہچانتے ہیں اور اس کی مدد فرماتے ہیں مگر یہ تصرفات اور یہ زندگی روحی ہے' سبحان اللہ۔

Marfat.com

اولیاءاللہ کی شان میں گستاخی کی سزا

یہ عاجز بندہ (نور احمد مقبول) ۱۹۷۴ء میں ساہی وال سے تبدیل ہو کر لاہور میں بعہدہ سٹی سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات ساؤتھ ڈویژن لاہور تعینات ہوا۔ پوسٹل کالونی کے کوارٹر 4-E میں رہائش ملی۔ ادائیگی پنجگانہ نماز کیلئے پونچھ ہاؤس کی جامع مسجد کو منتخب کیا کہ اس کے پیش امام نماز باجماعت کپڑا کی پنج کلی ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھ کر پڑھاتے تھے۔ جو سنت طریقہ ہے۔ اس مسجد میں گیارھویں شریف اور درود شریف بعد از نماز پڑھنے کا دستور نہ تھا۔ یہاں مرزا سراج عادل بھی نماز ادا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ چند اور مخلص نمازیوں کے مشورہ سے درود شریف اور گیارھویں شریف کا آغاز کر دیا۔ چونکہ یہ مسجد پونچھ ہاؤس کے ملازمین کیلئے تھی اور ملازمین اور اہلکاروں میں ہر مسلک کے لوگ ہوتے ہیں۔ مگر ماسوائے چند ایک کے کسی نے اعتراض نہ کیا۔ ان میں ایک لمبا تڑنگا شخص سیاہ فام بہت برہم ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ گیارھویں شریف کے موقعہ پر بعد نماز عشاء تبرک تقسیم کرنے کیلئے میں اٹھا۔ صف میں پہلا شخص یہی تھا۔ جب میں نے تبرک دینے کیلئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ یوں گویا ہوا "میں ایک مشرک کے ہاتھ سے کچھ نہیں لینا چاہتا" یعنی اس نے مجھے مشرک اور اس فعل کو شرک کہا۔ میں خاموش رہا۔ بعد ازاں میں نے اسے ایک ہفتہ تک مسجد میں نہ دیکھا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسے کسی دفتری غلطی کے سبب ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔ وہ چوکیدار تھا اب گھر چلا گیا ہے۔ غلطی کیا تھی یہی تو تھی کہ اس نے سردار اولیاء پیران پیر حضرت دستگیر علیہ الرحمت کی شیرینی کو شرک کہا اور تقسیم کرنے والے کو مشرک۔ یہ اتنی عظیم غلطی تھی جس کی سزا اسے مل گئی۔ اللہ اکبر۔ صدر الافاضل مولنا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قرآن مجید (ترجمہ از اعلیٰ حضرت مولنا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی) کے حاشیہ پر آیت ۳۳ سورۃ المائدہ پارہ ۶ کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ سے لڑنا یہی ہے کہ اس کے اولیاء سے عداوت کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ اس شخص نے محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضرت پیران پیر دستگیر سید عبد القادر جیلانی کی شان میں گستاخی کی اور اس گستاخی کی سزا اسے مل گئی۔ اللہ اکبر

Marfat.com

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

واذ اخذ اللہ میثاق النبین .... وانا معکم من الشھدین ۰ سورۃ آل عمران آیت ۸۱

ترجمہ: اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے، تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا، اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھایا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں (ضیاء القرآن)

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلا واسطہ اپنے حبیب نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا، اور عالم ارواح میں اس نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر اس نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا۔ پھر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں میں نور محمدی سے وہ قابلیتیں اور قوتیں پیدا ہوئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان سے معجزات ظہور میں آئے۔

عالم ارواح میں ہی جملہ انبیائے کرام کی روحوں سے وہ عہد لیا گیا جس کا بیان آیت مذکورہ بالا میں ہے۔ یہ پختہ عہد تھا کہ تمام انبیائے کرام ایک دوسرے پر گواہ اور ان سب پر رب العزت گواہ، اللہ اکبر! اسی عہد کی بنا پر حضرات انبیائے سابقین اپنی اپنی امتوں کو نبی آخرالزمان حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتے رہے اور ان کی اتباع اور امداد کی تاکید فرماتے رہے۔

آیت زیر عنوان سے صاف ظاہر ہے کہ خالق کائنات نے عالم ارواح میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی محفل میں اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک فرمایا۔ آپ کے محاسن، فضائل اور خصائص بیان فرمائے۔ یہ سب سے پہلا میلاد

Marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو رب ذوالجلال نے خود تعلیم فرمایا۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو۔ محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا:۔

(i) فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا۔

(ii) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں نبی آدم کے بہترین طبقوں سے بھیجا گیا' ایک قرن بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا (صحیح بخاری) (iii) آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا۔ کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ" (صحیح مسلم) (iv) آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا تو مجھ کو سب سے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھر قبیلوں کو چنا تو مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ میں بنایا' پھر گھروں کو چنا تو مجھے ان کے سب سے اچھے گھر میں بنایا۔ پس میں روح و ذات اور اصل کے لحاظ سے سب سے اچھا ہوں (ترمذی شریف) (v) حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا "پیر کے دن میں پیدا ہوا اس لئے پیر کے دن کی فضیلت ہے (vi) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا سید ولد آدم (میں اولاد آدم کا سردار ہوں) (vii) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کے نور سے اور تمام مومن میرے نور سے ہیں" (viii) حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ "اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور کی تجلی سے پیدا فرمایا' (ix) ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا "جبرائیل تمہاری عمر کتنی ہے"

Marfat.com

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ حضور! عمر کا تو علم نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ آسمان پر ایک ستارہ جو ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا۔ اسے میں نے ستر ہزار بار دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "وہ ستارا میں تھا"

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین اپنی اپنی مجالس میں اپنے آقا و مولیٰ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، معجزات، بلند اخلاق عظیم اور ولادت پاک کے تذکرہ کیا کرتے۔ آپ کی پیدائش مبارک کے دن پر خوشیاں مناتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس نے آپ کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے جن کا عکس مولانا جامی کی مشہور نعت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز و تمہید میں پیدا ہوتا ہے اور ایک شعر یہ بھی ہے۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

۴۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مدح سرائی میں ذوق شوق سے رہتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عزت افزائی کے لئے ارشاد فرمایا اے اللہ حسان کی روح القدس یعنی جبرائیل امین کے ذریعہ مدد فرما۔ یہ کتنی عظیم دعا ہے جو حضرت حسان بن ثابت کو آپ سے محبت رکھنے کے باعث بارگاہ رسالت سے میسر آئی کیونکہ عشق و محبت کے بغیر مدح سرائی ممکن نہیں۔

۵۔ کعب بن زہیر اور ان کے بھائی بجیر بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بجیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کا شیریں کلام سن کر مسلمان ہو گیا۔ جب کعب کو بجیر کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور اسلام کی توہین میں چند اشعار لکھے۔ حضرت بجیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ آپ نے کعب کا خون ہدر فرمادیا۔ پھر حضرت بجیر نے کعب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔

Marfat.com

کعب حاضر ہوا۔ آپ ؐ اس وقت مسجد میں اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ آپ کعب سے واقف نہ تھے۔ کعب نے آپ ؐ کے ہاتھ مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر عرض کیا "یا رسول اللہ کعب بن زہیر مسلمان ہوکر امان طلب کرتا ہے۔ اجازت ہو تو میں آپ ؐ کے پاس اسے لے آؤں"۔ آپ ؐ نے اجازت مرحمت فرما دی' پھر کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ کعب میں ہی ہوں" بعد ازاں اسلام لا کر انہوں نے اپنا قصیدہ پڑھا جس میں اشعار طوطیہ کے بعد یہ شعر ہے' ترجمہ "مجھے خبر دی گئی ہے کہ بارگاہ رسالت سے میری نسبت وعید قتل صادر ہو چکی ہے' حالانکہ رسول اللہ سے عفو کی امید کی جاتی ہے۔ اس قصیدہ سے خوش ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب کو اپنی چادر (بردہ) عطاء فرمائی' اور ان کی گزشتہ خطا کا ایک حرف بھی زبان مبارک پر نہ لائے۔ (نقل از سیرت رسول عربی مصنفہ محمد نور بخش توکلی)

پس ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں ہی آپ کی مدح سرائی کی جاتی تھی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی محفل کو پسند فرماتے اور عطاء و بخشش فرماتے۔

ذاتی محافل کے بعد اس طریقہ کو سلاطین اسلام میں رائج کرنے والے شاہ اربل سلطان مظفر ابو سعید تھے' سلطان ابو حمو موسیٰ شاہ قلمسان بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن منایا کرتا تھا اور شاہی خزانہ سے اخراجات ادا ہوتے تھے۔ ۱۹۳۴ء میں ایک کتاب "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع ہوئی ہے۔ مصنف ہیں شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ مصر' وہ لکھتے ہیں کہ شیخ نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بہترین کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔ خوشی میں صدقہ خیرات' محفلوں کی زیبائش' آرائش اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرنے پر ابولہب کو ہر دو شنبہ کے دن جو فائدہ ہو رہا ہے' اس کے تذکرہ کے بعد امام قسطلانی فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جو شخص کہ مسلم ہے اور توحید پر قائم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے مسرور ہوتا ہے اور جس شے پر اس کی قدرت پہنچتی ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت میں وہ خرچ کرتا ہے' اس کا کیا حال ہو گا مجھ کو میری جان کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم کی جانب سے اس کی جزا نہ ہوگی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عمیم فضل کے ساتھ جنت النعیم میں اس کو داخل کرے گا"۔

ابن جوزی جن سے ایک لاکھ آدمی بیعت ہوئے اور بیس ہزار ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے لکھتے ہیں:

اہل حرمین شریفین' مصر' یمن اور ملک شام و عرب کے مشرقی اور غربی شہروں کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں۔ غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ طرح طرح کی زینت کرتے

- ابولہب کی موت کے ایک سال بعد حضرت عباس نے خواب میں ابولہب کو برے حال میں دیکھا۔ پوچھا تجھے کیا ملا۔ ابولہب نے ان کے جواب میں کہا "تمہارے بعد کچھ آرام نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثویبہ (لونڈی) کو آزاد کرنے کے سبب سے بمقدار اس کے پانی پی جاتا ہوں' مطلب یہ ہے کہ ابولہب بتا رہا ہے کہ میرے تمام اعمال رائیگاں گئے سوائے ایک کے اور وہ یہ کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس ایک عمل کا فائدہ رہ گیا اور وہ یہ کہ ہر دو شنبہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا دن) کو ابہام اور سبابہ کے درمیان سوراخ کی مقدار مجھے پانی مل جاتا ہے' جسے میں انگلیوں سے چوس لیتا ہوں' اور عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے (یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے۔ ورنہ کافر کا کوئی عمل آخرت میں فائدہ نہ دے گا۔)

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

(۱) اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد شریف پر خوشی منانے سے ایک کافر کو یہ فائدہ پہنچتا ہے تو قیاس کیجئے کہ ایک مسلمان جو ہر سال مولود شریف کراتا ہے' اور حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد پر خوشیاں مناتا ہے' اس دار فانی سے رخصت ہو جائے تو اسے کس قدر فائدہ پہنچے گا۔ (محمد نور بخش توکلی) ضرور فائدہ پہنچے گا اور بے حد و حساب (مرتب)

Marfat.com

ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں' اور نہایت خوشی سے فقراء پر صدقہ خیرات کرتے ہیں' اور یہ سب کچھ کرنے سے بے پناہ اجر اور عظیم کامیابی پہنچتی ہے' جیسا کہ تجربہ ہو چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف منانے کی برکت سے اس سال میں خیر و برکت کی کثرت سلامتی و عافیت۔ رزق میں کشادگی اولاد میں' مال میں زیادتی اور شہروں میں امن اور گھروں میں سکون و قرار پایا جاتا ہے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اہل اسلام ہمیشہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ میں مجلسیں کرتے ہیں اور کھانے پکاتے ہیں اور اس مہینہ کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات دیتے ہیں' اور خوشیاں مناتے ہیں' اور اچھے کاموں میں زیادتی کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں' اور ان (میلاد منانے والوں) پر ایک فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں' اور اس کا مجرب خاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ اس سال میں امان پاتے ہیں' اور (میلاد کی برکت سے) حاجت روائی اور مقصد براری کی عاجل بشارت ہے' پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو میلاد مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عیدین بنائے تاکہ (میلاد کو عید بنانا) اس پر بڑی سخت تکلیف کا باعث ہو جس کے دل میں مرض اور عناد ہے۔

یہی محقق اسلام ولادت شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جو واقعات ظاہر ہوئے کے متعلق لکھتے ہیں۔ "میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آسمان کے تارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی چھت پر سمٹ آئے' اور فرشتوں نے بیت اللہ شریف اور مشرق و مغرب میں پرچم لہرائے' اور ساری فضا میں حوریں اور فرشتے کھڑے درود و سلام کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی' اور بے پناہ خوشی کی۔ جانوروں نے بھی ایک دوسرے کو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باد دی۔ کعبتہ اللہ نے جھک کر

Marfat.com

[illegible] ان باتوں سے آتش کدے بجھ گئے اور نور حق نے ہر سمت اجالا کر دیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۰۳-۱۷۶۲ء) فرماتے ہیں قدیم طریقے کے موافق ۱۲ ربیع الاول (یوم میلاد النبی) کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز کی چیز (کھانا وغیرہ) تقسیم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کروائی۔ تلاوت کے دوران ملاء اعلیٰ (مقرب فرشتے) اس محفل میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) اور میرے دوستوں (حاضرین محفل میلاد) پر بہت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (مقرب فرشتے) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت (حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے) ناز و نیاز سے بلند ہو رہی ہے اور (محفل میلاد میں) اس کیفیت کی برکات نازل ہو رہی تھیں۔

"فیوض الحرمین" میں حضرت شاہ ولی اللہ نے مکہ مکرمہ میں مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مرتبہ میلاد شریف منانا اور انوار و برکات دیکھنا بھی نقل کیا ہے۔ یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الدر الثمین میں فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد (حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی) نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (ولادت پاک) کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا، ایک سال ہوا کہ بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا، تو وہی چنے لوگوں میں تقسیم کر دیئے، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس ہدیہ پر خوش

۱۔ شب ولادت میں کسریٰ کا محل پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے (یہ خبر تھی کہ آج سے ۱۴ بادشاہ ہوں گے، پھر کسریٰ کی حکومت ختم (عہد فاروقی میں مکمل ایران پر قبضہ ہو گیا) فارس کے آتش کدے بجھ گئے۔ بحیرہ ساوہ جس کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی خشک ہو گیا جبکہ ایک دوسری ندی جس کے کنارے شرک سے محفوظ رہے، اور خشک تھی لبالب بہنے لگی۔

Marfat.com

ہو رہے ہیں' اللہ اکبر

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "مشرف فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال (میلاد شریف) منعقد کرتا ہوں' اور قیام (کھڑے ہو کر سلام پڑھنا) میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (حضرت شاہ ولی اللہ کے بڑے صاحبزادے) تفسیر عزیزی میں حدیث قدسی (فرمان الٰہی) نقل فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لولاک لما اظہرت الربوبیتہ**" اگر رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلاقت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت (رب ہونے) کی شان ہی ظاہر نہ فرماتا' یعنی اگر حضور نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کی تخلیق مقصود نہ ہوتی تو یہ کائنات ہی معرض وجود میں نہ آتی' جس ہستی کی برکت سے ہمیں سب کو وجود نصیب ہوا۔ دین ملا' ایمان ملا' قرآن' رمضان ملا اور معبود حقیقی کا عرفان ملا' جس کے طفیل عیدین ملیں اور ان کی خوشیاں نصیب ہوئیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک کا دن جو سب سے بڑی اور سچی عید ہے نہ ہوتا تو نہ کوئی عید ہوتی اور نہ کوئی عید منانے والا ہوتا۔ حضور ہی نعمت عظمیٰ ہیں' اور فقط اسی نعمت کا احسان اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۴ میں جتایا ہے۔ **لقد من اللہ ۔۔ ضلل مبین** ترجمہ:۔ یقیناً بڑا احسان فرمایا' اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہی میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے' انہیں اور سکھاتا ہے' انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً" کھلی گمراہی میں تھے"۔ قرآن مجید کی سورۃ اعراف آیت ۶۹ میں ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ تو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو شاید تم کامیاب ہو جاؤ' اور آیت ۷۴ میں ہے' ترجمہ سو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔ سورۃ الضحیٰ کی آیت ۱۱ میں ہے' ترجمہ اور اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے۔ ان ارشادات ربانی سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور ان نعمتوں کے ملنے پر خوشی کرنا اور ان نعمتوں کا چرچا کرنا نہایت پسندیدہ امر

Marfat.com

ہے۔ نعمتوں کے یاد کرنے سے منع کرنا اور نعمتوں کا چرچا کرنے سے روکنا گویا فساد برپا کرنا ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ احسان فراموش اور فسادی ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہوا کہ یوم ولادت پاک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے کئی صدیاں پہلے جوش و خروش سے منایا جاتا رہا ہے اور یہ تاثر کہ یہ طریقہ مبارک پاکستان میں پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد رواج پذیر ہوا غلط ثابت ہوا۔ آئمہ دین' محدثین کرام اور سلف صالحین میلاد شریف کے انعقاد پر سب متفق الخیال رہے ہیں' جو لوگ اس مبارک طریقہ کو بدعت قرار دیتے ہیں وہ اپنی فکر کریں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا
وہ جان ہیں جہان کی جاں نہ ہو تو جہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی ساعت' دن اور مہینہ ایسا پسند فرمایا کہ ہر طرح سے کامل و اکمل ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن فجر کے وقت کہ ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آرہے تھے' یعنی ایسی ساعت جو رات اور دن دونوں میں شامل ہے تاکہ دونوں (رات دن) ہی فیض یاب ہوتے رہیں۔ شمسی حساب سے ربیع الاول کبھی موسم سرما میں' کبھی موسم گرما میں' کبھی خزاں میں' کبھی موسم بہار میں' لیکن جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور قدسی ہوا تو موسم بہار کا تھا' کیا خوب انتخاب ہے رب ذوالجلال کا اللہ اکبر' کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ربیع فی ربیع فی ربیع ونور فوق نور فوق نور

قصیدہ بردہ شریف میں ہے۔ "ہمہ علم لوح و قلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کی برکت سے ہے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو لوح و قلم نہ ہوتے' اور نہ ہی ان کا علم سورۃ صافات کی آیت ۳۷ میں ہے۔ ترجمہ "وہ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تو دین حق لے کر آئے اور تصدیق کرتے ہیں' سارے

پہلا ربیع مطلب چودھویں رات کے چاند کے چہرہ والا۔ دوسرا ربیع مطلب موسم بہار۔ تیسرا ربیع تولد شریف کا مہینہ اللہ اکبر

Marfat.com

رسولوں کی یعنی اگر حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو انبیائے سابقین علیٰ نبینا و علیھم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیھم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرما دی۔ (علامہ نور بخش توکلی)

جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی مکہ مکرمہ سے سوئے مدینہ منورہ ہجرت فرما ہوئے تو راستہ میں موضع غنیم (رابغ اور جحفہ کے درمیان) کے نزدیک پہنچے تو بریدہ بن عصیب اپنے قبیلہ بنو اسلم کے ستر آدمیوں کے ساتھ مشرف باسلام ہوا۔ اس نے اپنا سفید عمامہ اپنے سر سے اتار کر اپنے نیزہ پر باندھ کر ایک جھنڈا ترتیب دیا اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوا۔ پھر جب آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کا خیر مقدم ہر قبیلہ نے اپنے مقام پر نہایت شاندار طریقہ سے کیا۔ انصار ہتھیار سجائے۔ لباس بدلے خوشی خوشی آپ کے آگے پیچھے دوڑتے پھرتے تھے۔ بچے معصومانہ انداز میں نعرے لگا رہے تھے۔ بچیاں دف بجاکر خوشی کے گیت گاکر آپ کا پر جوش استقبال کر رہی تھیں۔

پس ان تمام حقائق سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کے دن چراغاں کرنا' پرچم لہرانا' درود و سلام کی وجد آفریں صدائیں بلند کرنا' نعت خوانی کرنا' خوشیاں منانا' صدقہ خیرات کرنا' کھانا پکاکر تقسیم کرنا' یقیناً" جائز ہے اور صحیح صراط مستقیم ہے جس پر مسلک اہل سنت و جماعت والے قائم دائم ہیں۔

عید میلاد النبی علامہ اقبال کی نظر میں۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مرکز ملت اسلامیہ یعنی حضور پرنور صلی اللہ وسلم کی محبت اور اصلاح احوال ملت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوئی' وہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل برقرار رکھنے کے لئے محفل میلاد

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ایک محفل میلاد میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے ارشاد فرمایا۔ منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں ایک میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دن بھی ہے۔ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لئے اس وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔

جذبہ تقلید کو قائم رکھنے کے لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے تین طریقے بیان فرمائے ہیں۔ (۱) درود و سلام (۲) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) کثرت ذکر علامہ اقبال کے نزدیک عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم در حقیقت اتباع سنت کا ذوق شوق پیدا کرنے کا وسیلہ ہے۔ محفل عید میلاد النبی کی ایک تقریب کے موقعہ پر آپ نے علماء کو تلقین کی کہ محفل عید میلاد النبی میں لوگوں کو اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا جائے اور آپ کی سوانح حیات بیان کی جائے تاکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا ذوق شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حمد باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ بارگاہ رسالت میں درود و سلام کے نذرانے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ ولادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت طیبہ کا تذکرہ بھی ہوتا ہے اور بزرگان دین کی محبت بھی حاصل ہوتی ہے۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

استفادہ از ''اسلام کی پہلی عید'' مرتبہ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کراچی

Marfat.com

طلوع اسلام اور غلامی کا اختتام

حضور نبی کریمؐ کی بعثت سے قبل کی دنیا کی حالت کا نقشہ قرآن مجید نے ان واضح الفاظ میں کھینچا ہے۔ ظھر الفساد فی البروالبحر سورۃ روم آیت 41۔ یعنی دنیا میں ہر طرف ہر قسم کی تاریکی سے گھٹاٹوپ اندھیرا تھا۔ اس دور جاہلیت میں طاقتور جب کمزور پر قدرت اور غلبہ حاصل کرتا تو فاتح مفتوح کے نوجوانوں کو قتل اور عورتوں پر قبضہ کرتا۔ معصوم بچوں اور بچیوں کو اٹھا لے جاتا۔ یہ بچے جب سن شعور کو پہنچتے تو غلام بنا کر فروخت کر دیئے جاتے۔ حضور آقائے نامدارؐ کی بعثت سے قبل عرب اور بیرون عرب کا معاشرہ ایسے غلاموں سے بھرا پڑا تھا۔ غلاموں اور کنیزوں کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ان کے آقا معمولی سی خطاء لغزش پر ان پر جو ظلم ڈھاتے ان کا جان بچا کر بھاگنا گویا موت کو دعوت دینا تھا نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن کا سا معاملہ تھا کوئی فریادرس نہ تھا۔ لونڈیوں سے خدمت کے علاوہ ان کے بعض آقا انہیں حرام کاری پر مجبور کرتے۔ ایسے آقاؤں میں عبداللہ بن ابی سلول رئیس یثرب بھی تھا جو بعد ازاں رئیس المنافقین کے نام سے مشہور ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاکؐ کو محسن انسانیت' رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا اس امر کا پہلا ظہور اس وقت ہوا جب آپ حضورؐ کی دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں ابولہب (آپ کے چچا) نے اپنی کنیز ثوبیہ کو از خود آزاد کیا تھا۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ غلاموں' کنیزوں' بے کسوں' یتیموں اور بیواؤں کا حامی تشریف لے آیا ہے آپؐ کے یار غار' غم گسار' ہجرت کے رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضورؐ کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے حضرت بلالؓ سمیت نو غلام خرید کر آزاد فرمائے۔

شریعت نے غلاموں اور کنیزوں کی غلامی کی زنجیریں کاٹ کر ان کی آزادی کیلئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کرنے کا حکم فرمایا:۔

غلام آزاد کرنے کی ترغیب دی' گویہ مشکل کام ہے مگر کرنے کا کام ہے۔ سورۃ البلد پارہ 30 آیت 13-12

2۔ مومن سہواً قتل ہو جائے تو ایک مومن غلام آزاد کیا جائے (کفارہ کے طور پر) سورۃ النساء پارہ 5 آیت 92

Marfat.com

3۔ پختہ قسم توڑنے پر کفارہ کے طور پر ایک غلام آزاد کرو۔ سورۃ المایدہ پارہ 7 آیت 89

4۔ اپنی بیبیوں سے ظہار کرنے پر کفارہ ایک غلام آزاد کرو۔ سورۃ مجادلہ پارہ 28 آیت 3

5۔ غلام مکاتبت کر کے آزادی حاصل کر سکتا ہے اور مسلمانوں کو اس کار خیر میں مدد کا حکم۔ سورۃ نور پارہ 18 آیت 33

6۔ نیک لونڈیوں سے نکاح کا حکم تاکہ انہیں آزادی نصیب ہو۔ سورۃ نور پارہ 18 آیت 32

7۔ لونڈیوں کو جو پاکدامن رہنا چاہتی انہیں حرام کاری پر مجبور نہ کرو۔ سورۃ نور پارہ 18 آیت 33

8۔ یہ حکم کہ زکوۃ فنڈ سے ان کی مالی مدد کرو۔ سورۃ التوبہ پارہ 10 آیت 60

محسن کائنات کے ارشادات عالیہ میں سے چند ایک

حضور نبی کریم ؐ نے حضرت ابوذر غفاری ؓ سے فرمایا "تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں" انہیں وہی کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاتے ہو۔ اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو انہیں غلام یا لونڈی کہ کر مت پکارو۔ بلکہ میرا بچہ یا بچی کہہ کر پکارو۔

2۔ آپ ؐ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ غلام کو کتنی دفعہ معاف کیا جائے اس کے تیسری بار دریافت کرنے پر حضور نبی کریم ؐ نے فرمایا "دن میں ستر بار" 3۔ آپ ؐ غلاموں کی بہبودی کا بہت خیال فرمایا کرتے جب وفات شریف کا وقت عین قریب آ پہنچا تو آپ ؐ یوں وصیت فرما رہے تھے "نماز اور غلام" یعنی نماز کی پوری حفاظت کرنا' لونڈی غلاموں کے حقوق کی رعایت کرتے رہنا اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آتے رہنا۔ (مسند احمد)

غلاموں کی اقسام: 1۔ عرب میں ایک وہ غلام تھے جو تھے تو آزاد انسان مگر پکڑ دھکڑ میں غلام بنا لئے گئے تھے۔ 2۔ وہ جو نسلاً "بعد نسلاً" غلام چلے آ رہے تھے۔ آپ کے اسوہ حسنہ اور ارشادات عالیہ کا یہ اثر ہوا کہ خلافت راشدہ تک ایسے تمام غلام آزاد ہو چکے تھے اور انہیں اسلامی معاشرہ میں صحیح مقام ملا۔ ان کی صلاحیتوں اور کردار کے مطابق انہیں اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا کہ کوئی مسجد

Marfat.com

نبوی کا موذن اور مدار المہام بنا تو کوئی آپ ؐ کا راز دار۔ کوئی گورنر بنا تو کوئی سپہ سالار' کوئی عامل تو کوئی مشیر رہا' کسی کو اہل بیت میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا تو کوئی تا زندگی آپ ؐ کا خدمت گزار رہا اور آپ ؐ کے پاس جو غلام آیا آپ ؐ نے آزاد فرمادیا مگر وہ آپ ؐ کی شفقت کی زنجیر میں ایسا جکڑا جاتا کہ آپ ؐ کا ہی ہو رہتا اور خویش و اقارب کو بھی چھوڑ دیتا اللہ اکبر۔ ایسی شفقت ایسا پیار کہیں اور نظر نہیں آتا ان نامور ہستیوں میں سے چند ایک کے احوال بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت زید بن ؓ حارثہ:

1۔ دعوت حق پر لبیک کہنے والے پہلے غلام پہلے نوجوان جو نو دفعہ اسلامی لشکروں کے سپہ سالار بنا کر بھیجے گئے۔ غزوہ موتہ کی مہم میں حضرت جعفر طیار ؓ عبداللہ بن رواحہ ؓ ایسے جلیل القدر اصحابی انکے جلو میں تھے۔ حضور نبی کریم ؐ نے انہیں اپنا متبنہ بنایا ان کا خصوصی شرف یہ ہے کہ تمام اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے یہ واحد صحابی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ان کے نام کے ساتھ آیا ہے "سورۃ احزاب پارہ 22 آیت 37

فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا...... امراللہ مفعولا

حضرت زید بن حارثہ بن شراجیل بنو کلب کے معزز قبیلہ سے تھے ان کی ماں سعدیٰ بنت ثعبہ قبیلہ طے سے تھیں۔ حضرت زید ؓ کی عمر آٹھ سال تھی کہ ان کی ماں انہیں ننھال لے کر گئیں دوران سفران کے پڑاؤ پر قببیلہ فزارہ کے لوگوں نے حملہ کیا۔ جن آدمیوں اور بچوں کو وہ پکڑ کر لے گئے ان میں حضرت زید ؓ بھی تھے عکاظ کے میلہ (طائف کے قوب) یہ فروخت ہوئے حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے خرید لئے۔ انہوں انے ان کو اپنی پھوپھی کی خدمت میں دے دیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ نے حضرت زید ؓ کو بعثت سے قبل حضور نبی کریم ؐ کی خدمت میں پیش کر دیا ان کے حالات روز روشن کر طرح عیاں ہیں۔ غزوہ موتہ میں شہادت پائی۔ حضور نبی کریم ؐ کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب سے شادی ہوئی مگر طلاق ہوگئی پھر حضرت ام ایمن ؓ سے شادی کی۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ پیدا ہوئے۔

2۔ حضرت سلمان فارسی:

ان کا نام رہتی دنیا تک افق اسلام پر ایک درخشندہ ستارے کی طرح جگمگاتا رہے گا۔ اللہ کے رسول ؐ نے ایک مرتبہ فرمایا جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ علی ؓ' عمار ؓ اور سلمان ؓ۔ آپ ؐ

Marfat.com

انہیں سلمان الخیر کہا کرتے۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ "سلمان ایسا سمندر ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوتا" حضرت معاذ بن جبلؓ جیسے جید عالم نے ایک مرتبہ اپنے شاگرد سے فرمایا کہ میرے بعد چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا ان چار میں حضرت سلمانؓ کا نام بھی ہے مفصل حالات صفحہ پر ...... دیکھئے۔

حضرت بلالؓ بن رباح:

آپ کے والدین حبشہ سے نقل مکانی کر کے مکہ مشرفہ آئے تو غلام بنالئے گئے پہلے بنو جمع کے غلام بنے پھر امیہ بن خلف ایک متمول کافر نے انہیں خرید لیا۔ جب امیہ کو حضرت بلالؓ کے اسلام قبول کرنے کا علم ہوا اور اس کے حکم پر معبود حقیقی کو نہ چھوڑا تو امیہ آگ بگولا ہو گیا۔ انتہائی ظلم کرتا سرخ انگاروں پر لٹا کر آگ نما پتھر سینہ پر رکھتا کہ جنبش نہ کر سکے کبھی بچوں کو حکم دیتا کہ گلے میں رسی ڈال کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹو مگر یہ احد احد ہی پکارتے۔ آخر ایک دن حضرت ابو بکر صدیقؓ دو صد درہم میں خرید کر لے گئے۔ امیہ بولا ابو بکرؓ تم خسارے میں رہے میں تو اس حبشی غلام کو سو درہم میں بیچنے کو تیار تھا حضرت صدیقؓ نے فرمایا۔

"ارے نادان! تو اس غلام کا رتبہ کیا جانے' تمام ملک یمن کی بادشاہت بھی اس غلام کی قیمت میں ہیچ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں دے دیا آپؐ بہت محظوظ ہوئے حضرت بلالؓ کاشانہ نبوت میں رہ کر پوری دلجمعی سے سعادت دارین حاصل کرتے رہے۔ حضور نبی کریمؐ نے انہیں مسجد نبوی کا موذن مقرر فرمادیا۔

بلال سیاہ فام' غلام بن غلام' نبی عالی مقام کا مدار المہام ان کا بے دام غلام' معتمد خاص داروغہ مطبخ باورچی ہرکارہ' سقہ' چوب دار' چوکیدار' عصابردار' پیش کار' مہماندار' ذاتی خدمت گزار' خازن اور موذن حضرت بلالؓ موذن کی حیثیت سے ہروقت خانہ خدا میں رہتے اور خادم رسول اللہؐ کی حیثیت سے ہروقت نبی رحمت کے قدموں مبارک میں کیا وظیفہ تھا ان کا اللہ کا گھر اور حضور کی چوکھٹ۔ باقی حالات کیلئے دیکھئے صفحہ...... 779

حضرت خبابؓ بن ارت:

یہ بنی تمیم قبیلے سے تھے غلام بنے اور فروخت ہوئے مکہ کی ایک عورت ام عمارہ نے خرید لیا ان کے اسلام لانے پر یہ عورت لوہے کی ایک سلاخ سرخ کر کے ان کے سر پر اور پیٹھ پر

Marfat.com

داغ دیتی کبھی دہکتے انگاروں پر لٹاتی' آپ ثابت قدم رہے۔ اس تکلیف کی شکایت حضرت خباب نے رسول اللہؐ سے کی آپ نے دعا فرمائی ہوا یوں کہ وہ عورت پاگل ہوگئی اور کتوں کی طرح بھونکتی۔ کسی سیانے نے بتایا کہ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ سرخ سلاخ سے اس کے سر پر داغ دیا جائے اب یہ خدمت حضرت خبابؓ سے لینے لگی یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ اللہ اکبر۔ ایک مرتبہ حضرت خبابؓ نے اپنے زخم خلیفہ المسلمین حضرت عمر فاروق کو دکھائے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت خبابؓ کو اپنی مسند پر بٹھایا اور عزت بخشی ان کا لوہار کا پیشہ تھا۔

حضرت عمارؓ بن یاسر:

آپ قحطانی نسل سے تھے۔ ان کے والد یاسرؓ اپنے ایک مفقود الخبر بھائی کی تلاش میں مکہ آئے یہیں سکونت اختیار کرلی۔ ایک لونڈی سمیہ سے شادی کرلی۔ ان کے بطن سے عمارؓ تولد ہوئے سمیہ لونڈی کی وجہ سے دونوں باپ بیٹا غلام تصور ہوئے۔ اسلام قبول کرنے پر ان کے آقا ان پر ظلم تشدد کرتے ان کی والدہ کو ابوجہل نے نیزہ مار کر نہایت بیدردی سے شہید کردیا۔ یہ اسلام میں پہلی دردناک شہادت تھی حضرت عمارؓ کو بھی سخت اذیتیں دی گئیں مگر یہ ثابت قدم رہے۔ نبی کریمؐ نے ان کے حق میں دعا فرمائی "اے خاندان یاسر صبر کرو" تمہارا مقام جنت میں ہے۔" مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ لیا تمام غزوات میں مردانگی سے جہاد کیا جنگ یمامہ میں ایک کان جاتا رہا۔ 20 ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیاہ۔ ایک غلام اور یہ عزت' اللہ اکبر۔ حضور نبی کریمؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! ابوبکرؓ اور عمارؓ کی روش پر چلو جنگ صفین میں 91 برس کی عمر میں شہادت پائی۔

حضرت صہیب رومیؓ:

ان کے والد شاہ ایران کی طرف سے ابلہ کے گورنر تھے۔ رومی لشکر نے ابلہ پر غلبہ پایا تو صہیب کم سنی میں قیدیوں میں روم پہنچ گئے جب پل کر جوان ہوئے تو بنوکلب (عربی قبیلہ) نے انہیں بطور غلام خرید لیا۔ اور مکہ میں آکر فروخت کردیا۔ روم میں پرورش پانے کے سبب رومی کہلائے حضرت عمارؓ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر ایمان لائے۔ قریش صہیب کو لوہے کی زنجیر پہنا کر دھوپ میں لٹاتے اور اتنا پیٹتے کہ صہیبؓ حواس باختہ ہو جاتے۔ عبداللہ بن جدعان نے خرید کر آزاد کردیا۔ شمشیرزنی' تیراندازی میں بہت ماہر مانے جاتے تھے مکہ سے ہجرت کرنے

Marfat.com

والے ... ی مرد تھے کفار نے روکا۔ انہوں نے اپنا اندوختہ عمر ی دے کر قریش سے نجات حاصل کی۔ اور ہجرت فرمائی آپ مہمان نوازی اور سخاوت میں مشہور تھے۔ جب امیرالمومنین حضرت عمر فاروق ؓ زخمی ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق حضرت صہیب تین دن خلیفہ المسلمین رہے یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی کا انتخاب بطور خلیفہ کر لیا گیا' اللہ اکبر۔ ایک غلام اور یہ عزت اور تفخر۔ حضور نبی کریم ؐ فرمایا کرتے "صہیب روم کا پھل ہے" ان کالب و لہجہ رومی تھا۔

حضرت ابو فکیہہ ؓ:

نام یسار تھا' ازو قبیلہ سے تھے۔ ابتدا" امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اسلام لائے تو بے یارو مددگار ہونے کے باعث ان کا آقا خطرناک طور پر دردانگیز اذیتیں دیتا۔ دوپہر کے وقت تپتی ریت پر منہ کے بل لٹاتا اوپر وزنی پتھر رکھتا' پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر گھسیٹے۔ امیہ کا بیٹا صفوان بھی بربریت میں کم نہ تھا گلے پر پاؤں رکھ کر دباتا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے خرید کر آزاد فرمادیا۔ غزوہ بدر سے پہلے ہی رحلت فرماگئے۔ کیونکہ سخت ترین اذیتیں جھیلنے کی وجہ سے اعضاء میں کمزوری واقع ہو گئی تھی' اللہ اکبر۔

حضرت عامر ؓ بن فہیرہ:

یہ طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔ ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہوگئے تھے۔ ان کے آقا انہیں بری طرح پیٹا کرتے' اذیتوں میں مبتلا رہے۔ شکل و صورت میں سیاہ فام حبشی تھے' حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خرید کر آزاد کر دیا اور اپنی خدمت میں رکھا بہت بہادر اور معاملہ فہم تھے۔ حضور نبی اکرم ؐ نے کئی اہم موقعوں پر انہیں اپنا رازدار اور مشیر ہونے کا شرف بخشا' اللہ اکبر۔

جب رسول اللہ ؐ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے چند رات اور دن غار ثور میں قیام فرمایا یہ دن بھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بکریاں جنگل میں چراتے اور شام کے وقت غار کے پاس لے جاتے اور دودھ دے آتے۔ بکریوں کے آنے جانے سے حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق ؓ کے پاؤں کے نشان بھی مٹاجاتے۔ ہجرت کے پر خطر تاریخی سفر میں اعتماد کا وہ مقام حاصل کیا جو رہتی دنیا تک قابل رشک رہے گا۔ ساتھ رہے راز دار تھے مگر راز فاش نہ کیا' اللہ اکبر۔ 4 ہجری میں ستر قاریوں کے ساتھ بیر معونہ کے واقعہ میں شہادت پائی جب

Marfat.com

قاتل جبار بن سلمٰی کا نیزہ ان کے سینہ سے پار ہوا۔ تو منہ سے بے ساختہ نکلا "خدا کی قسم! میں کامیاب ہو گیا" ان الفاظ کا مفہوم سمجھ کر وہ قاتل (جبار بن سلمٰی) مسلمان ہو گیا۔ ایک غلام اور اتنی رازداری اور اس قدر معتمد الیہ ؑ اللہ اکبر۔

حضرت ثوبان ؓ:

یہ یمن کے مشہور حمیری شاہی خاندان سے تھے' غلام بنالئے گئے' حضور نبی کریم ؐ نے خرید کر آزاد فرمادیا۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا "چاہو تو اپنے خاندان والوں میں چلے جاؤ دل چاہے تو ہمارے ساتھ رہو میرے اہل بیت میں تمہارا شمار ہو گا" ثوبان نے اس شرف کو جو رسول اللہ ؐ نے انہیں بخشا اپنے خاندانی شرف پر فوقیت دی۔ حضور نبی کریم ؐ کے خادم خاص رہے۔ اور آپ ؐ کی خدمت اقدس میں مسلسل رہنے کا موقعہ ملا۔ ان کے معاصرین دوسروں سے سنی ہوئی احادیث کی تصدیق ان سے کراتے۔ حضور نبی کریم ؐ کی رحلت پاک کے بعد ان کا دل مدینہ منورہ میں نہ لگا۔ ملک شام چلے گئے' وہیں وفات پائی' انہیں بہت سی احادیث یاد تھیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے عہد خلافت میں مصر کی فتوحات میں شامل رہے۔

حضرت شقران ؓ:

نام صالح شقران لقب تھا۔ عبدالرحمٰن ؓ بن عوف کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو حضور نبی کریم ؐ کی نذر کر دیا۔ غزوہ بدر میں انہوں نے قیدیوں کی محافظت کے فرائض اس دیانتداری اور محنت سے ادا کئے کہ آپ ؐ نے خوش ہو کر انہیں آزاد فرمادیا۔ مگر یہ بخوشی آپ ؐ کی خدمت گزاری میں رہے۔ عموماً جنگوں میں قیدیوں کی محافظت کرتے تھے آپ ؐ ان کی خدمت سے اس قدر خوش تھے کہ وفات شریف کے وقت بطور خاص ان سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی اہل بیت رسول اللہ ؐ میں ان کو یہ مقام حاصل تھا کہ حضور ؐ کی تجہیز و تدفین میں وہ اہل بیت اطہار کے ساتھ شامل رہے۔ جو چادر مبارک اس وقت حضور نبی کریم ؐ کے زیب تن تھی شقران ؓ اسے حضور نبی اکرم ؐ کے جسم اطہر کی تدفین تک اپنے ہاتھوں میں تھامے رہے یہاں تک کہ روشنی غروب ہو گئی۔

Marfat.com

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ:

اسلم نام، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبطی غلام تھے۔ انہوں نے حضرت ابو رافع کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے قبول فرما کر آزاد فرما دیا آزادی ملنے کے بعد انہوں نے اپنی زندگی کا بہترین مصرف یہی سمجھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ آپ ﷺ کا خیمہ نصب کرنے کی خدمت پر مامور تھے ان کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ قریش نے انہیں (اسلام لانے سے قبل) اپنا سفیر بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور دیکھتے ہی ابو رافع رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام کی صداقت اور حقانیت جگزیں ہو گئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب قریش کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ میں عہد شکنی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی قاصدوں کو اپنے پاس روکتا ہوں، تم لوٹ جاؤ اگر وہاں بھی جا کر تمہارے دل میں صداقت اسلام رہی تو واپس آ جانا۔ چنانچہ ابو رافع رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔ چند دن بعد آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں واپس آ گئے اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، اللہ اکبر۔ انہیں یہ مقام حاصل ہوا کہ حضور ﷺ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ بھیجا کہ آپ ﷺ کے اہل و عیال کو مکہ سے مدینہ منورہ لے آئیں، سبحان اللہ۔ غزواۃ بدر کے بعد مکہ سے مدینہ چلے آئے اور احد خندق وغیرہ تمام غزواۃ میں شریک ہوئے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ابتدائی عہد خلافت میں وفات پائی۔

سالم مولیٰ رضی اللہ عنہ:

سالم مولیٰ ابی حذیفہ قرات اور صوت کے امام تھے۔ بہت خوش الحان تھے، ایک مرتبہ آقائے نامدار ﷺ نے انہیں قرآن مجید کی تلاوت کرتے سنا تو فرمایا "ساری تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے میری امت میں تم جیسے لوگ پیدا کئے" یہ مسجد قبا کے پیش امام رہے۔ جہاں اجل صحابہ کرام اکثر ان کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی ہستیاں بھی شامل ہیں۔

غلاموں کا مقام:

ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ رومی اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اکٹھے کھڑے تھے کہ ابو سفیان کا ادھر سے گزر ہوا (ابو سفیان کے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے) ان حضرات کے منہ سے بے ساختہ نکلا "اللہ کی تلوار نے پتہ نہیں اب تک اس دشمن دین کی گردن کیوں نہیں اڑائی"

Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ بھی ادھر سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے ان حضرات کی گفتگو سن کر کہا "تم لوگ قریش کے بزرگوں کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو یہ کہہ کر وہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے سارا ماجرا عرض کر دیا" حضورؐ نے فرمایا "حضرت ابوبکر تم نے شاید انہیں خفا کر دیا ہے اور اگر یہ سچ ہے تو تم نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ الٹے پاؤں ان حضرات کے پاس آئے اور جب تک انہوں نے یہ نہ کہہ دیا کہ ہم ناراض نہیں ہوئے واپس نہ گئے۔ 2۔ایک مرتبہ حضرات بلالؓ **صہیب**ؓ سلمانؓ عمارؓ اور خباب بن ارت حضور نبی کریمؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ الاقرع بن حابس التمیمی اور **عیینہ بن حصن** الفزاری اپنے وفود کی اطلاع کے ساتھ آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان حضرات کو دیکھ کر وہ حقارت سے پیچھے ہٹ گئے اور آپؐ سے کہنے لگے ہم اس بات میں شرم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آنے والے عرب شرفا آپ کو ان غلاموں میں بیٹھا دیکھیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب ہمارے وفود یہاں پہنچیں تو یہ لوگ آپ کے پاس نہ ہوں۔ یہ حضرات ان کے یہ کلمات سن کر وہاں سے اٹھ کر کچھ فاصلے پر جا بیٹھے۔ تو اسی وقت سورۃ انعام کی آیت 52 نازل ہوئی۔

(ترجمہ): اور نہ ہٹائیں انہیں جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام۔ جو طلبگار ہیں (فقط) اس کی رضا کے...... تو پھر بھی اگر آپؐ دور ہٹائیں انہیں تو ہو جائیں گے آپؐ بے انصافی کرنے والوں میں سے) پناہ خدا! کہ ایسا فعل حضور نبی کریمؐ سے صادر ہو یہ تو محض احکام الہی کا بیان ہے تاکہ حضورؐ کے علاوہ کسی فرزند اسلام سے بھی ایسی حرکت سرزد نہ ہو۔ (ضیاالقرآن)

اقوام مغرب کا یہ واویلا کہ اسلام "غلامی" جائز قرار دیتا ہے۔ غلط ثابت ہوا یہ محض پروپیگنڈا ہے جو اسلام کو بدنام کرنے کی خاطر کیا جاتا ہے "رسم غلامی" کی حمایت کی اور دامن میں ہو تو ہو اسلام کا ایسی قبیح رسم سے دور کا تعلق بھی نہیں اسلام تو غلاموں کی آزادی کا علمبردار ہے اور ان کی سربلندی کا خواہاں جیسا کہ مندرجہ بالا واقعات سے اظہر من الشمس ہے عیاں را چہ بیاں اور یہ سب کچھ نبی رحمتؐ رسول معظم شہنشاہ عرب و عجمؐ کی سیرت پاک کا ایک نہایت ہی ادنیٰ مگر بلند و بالا کرشمہ ہے کہ غلاموں کو یوں اعلیٰ مقام مرتبہ ذی شان عطا کیا گیا جس کا عشر عشیر بھی کہیں اور نظر نہیں آتا۔

Marfat.com

اقبال کس کے عشق کا فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے
(اقبال)

سکندر رومی فاتح دنیا سے مراد ہے جو مقدونیہ سے چلا ملک بہ ملک فتح کرتا ہوا ہندوستان تک پہنچا اور حبشی سے حضرت بلال کی طرف اشارہ ہے سکندر مقدونوی تاریخ کے صفحات میں گم مگر حضرت بلالؓ پائندہ و درخشندہ، اللہ اکبر۔

تمنا

اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم شمع رسالت کے پروانے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانے تھے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند دنوں کی فرقت بھی ان پر گراں گزرتی تھی۔ نبی کریم رؤف الرحیم کی رحلت پاک کے بعد آپؐ کے ذکر خیر پر ان کی آنکھیں اشکبار ہو جایا کرتی تھیں کہ یہ کیفیت دلیل عشق و محبت ہے کچھ ایسی ہی حالت اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمت اللہ علیہ۔ علامہ اقبالؒ اور پیرومرشدی حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی تھی۔ یارب العالمین بوسیلہ جلیلہ سیدالمرسلین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں بھی ایسا ہی جذبہ محبت پیدا فرما تاکہ ہم گنہگار بھی غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہلانے کے مستحق بن جائیں کہ یہ محبت بڑی سعادت ہے جسے چاہے اللہ تعالیٰ ارزاں فرمادے۔

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اِسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
علامہ اقبالؒ

Marfat.com

سیدنا حضرت بلالؓ کی
پہلی اور آخری اذان

اسلام میں آذان: آذان بمعنی اعلان کرنا' خبردار کرنا' نماز کے لئے دعوت دینا ہے۔ آذان سنت موکدہ ہے۔ صرف مرد پر فرض ہے دنیا کے تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کا اپنے پیروکاروں کو عبادت کے لئے بلانے کا بہترین اور پاکیزہ ترین طریقہ ہے کہ خالق و مالک کی عبودیت اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ساتھ ساتھ ہے۔ مقصد اور مدعا بھی واضح تر۔ مؤذن کو چاہئے کہ آذان کے الفاظ صحیح طریقہ سے ادا کرے۔ اللہ کو اُللہ' اکبر کو اکبار یا اکبر' اشہد کو اشہاد' الہ کو الاٰ وغیرہ نہ پڑھے۔ اذان سے غلبہ اسلام کا اظہار ہوتا ہے سکھی دور (۱۸۰۸ء تا ۱۸۴۹ء) میں بعض دیہات میں سکھوں نے آذان پر پابندی لگا دی تھی۔ برٹش دور میں بھی بعض مقامات پر جہاں متعصب سکھوں کی اکثریت تھی آذان پر پابندی رہی جیسے قصبہ راجہ جنگ ضلع لاہور میں رہی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے مؤذن حضرت بلال بن رباح تھے۔ حضرتؓ بلال کی پہلی اور آخری آذان کا بیان:۔

اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس نظارے کا اک بہانہ بنی

مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ مکمل ہو چکی تھی۔ ہر شخص مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل پر اور ساخت کے بیشتر پہلوؤں پر گفتگو کر رہا تھا۔ سبھی تو خوش تھے۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ شیر خدا نے کہا "میرے خیال میں مسجد میں ایک کمی ہے"۔ اور چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہاں کچھ ایسا انتظام ہونا چاہیے کہ لوگوں کو نماز کے لئے بلایا جاسکے"۔ حضرت عمارؓ بولے۔ "میرے خیال میں چھت پر نماز کے وقت ایک جھنڈا لگادیں جو نماز کے بعد اتار لیا جائے"۔ اس پر تمام موجود حضرات گفتگو میں شامل ہوگئے۔ کسی نے کہا کہ گھنٹی

Marfat.com

بجائی جائے۔ کسی نے نقارہ یا قرنا بجانے کی تجویز پیش کی۔ کسی نے آگ جلانے کی۔۔۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت دلچسپی سے گفتگو سماعت فرما رہے تھے، مگر خود ابھی تک کچھ نہ فرمایا تھا۔ اتنے میں عبداللہ بن زید آہستہ آہستہ مودبانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نزدیک ہوتے گئے اور نہایت دھیمی آواز میں آپؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ "یارسول اللہ! میں نے ایک سبزپوش بزرگ کو عالم خواب میں دیکھا اس نے مجھے اذان کہنے کے لئے یہ الفاظ سکھائے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھدان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ حی علی الصلوۃ۔ حی علی الصلوۃ۔ حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔

اس سے دو روز قبل حضرت عمرؓ نے بھی اسی قسم کا خواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تھا۔ مگر آپؐ نے کوئی فیصلہ صادر نہ فرمایا تھا۔ عبداللہ بن زید سے وہی خواب سن کر آپؐ نے فرمایا "نماز کے لئے اسی طرح بلایا جایا کرے گا" اب سوال پیدا ہوا اذان کس انداز اور کس آواز میں ہو۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کے کندھے پر اپنا دست شفقت رکھا اور فرمایا۔ "بلالؓ تمہاری آواز ہیں" پھر عبداللہ بن زید سے فرمایا۔ "عبداللہؓ تم بلالؓ کو یہ الفاظ یاد کرا دو"۔ حضرت بلالؓ یہ سعادت پا کر دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ نبی کریم سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بلالؓ تمہاری آواز سب سے اچھی ہے۔ اسے اللہ کی راہ میں استعمال کرو"۔

ان ہی باتوں میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضور شافع یوم النشور نے بلالؓ کو حکم دیا۔ "جاؤ اس چھت پر چڑھ جاؤ۔ اور وہاں سے لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ"۔ جس چھت کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہ مسجد سے ملحق بنو نجار کی ایک خاتون کے کچے مکان کی کچی چھت تھی، حسب الحکم حضرت بلالؓ چھت پر چڑھ گئے اور اذان کہی۔ یہ اہل اسلام کی پہلی اذان تھی، اور حضرت بلالؓ کی بھی پہلی اذان، جب حضرت بلالؓ چھت سے اترے تو شفیق عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو اپنے پاس بٹھالیا۔ ایک غلام زادہ حبشی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفقت، اللہ اکبر۔ اذان کی آواز سن کر محلے کے بچے اکٹھے ہو گئے۔ ان کے لئے اذان کی آواز ایک عجوبہ بات تھی۔ تمام حاضرین کے چہروں پر

Marfat.com

عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ اس خوش بختی پر حضرت بلالؓ مسرور ہو رہے تھے کہ حضور سرور انبیاء نے فرمایا۔ بلالؓ تم نے میری مسجد مکمل کر دی"۔ ان الفاظ مبارکہ پر حضرت بلالؓ نے شکرانہ کے دو نفل ادا کئے۔ حضرت بلالؓ نے اپنی زندگی کا مقصد پا لیا۔ اب حضرت بلالؓ کو اسلام کے پہلے مؤذن کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ (استفادہ از بلالؓ مترجم سلیم گیلانی) (زندگی بھر حضرت بلالؓ ہر اذان کے بعد شکرانہ کے دو نفل ادا کرتے رہے۔ مقبول)

یکم ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۰۰ جان نثاروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ کی غرض سے سوئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ صحابہ کرامؓ کی تلواریں نیام میں بند جبکہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تلوار تھی ہی نہیں، کیونکہ جنگ کا ارادہ تو نہ تھا۔ مقام ذوالحلیفہ پر آپؐ نے احرام باندھا۔ یہاں ہی آپؐ کو قریش مکہ کے اطوار کا پتہ چلا کہ وہ آپؐ کے ارادہ میں مزاحم ہوں گے۔ آپؐ مقام حدیبیہ تک پہنچے۔ آپؐ نے گفت و شنید کے لئے حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو قریش مکہ کی طرف اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ جب ان کی واپسی میں دیر ہو گئی تو یہ غلط خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنیؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے ببول کے درخت کے نیچے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر موت پر بیعت کی کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لئے بغیر نہیں جائیں گے۔ قریش مکہ ڈر گئے اور صلح پر آمادہ ہو گئے۔ بات "صلح حدیبیہ" پر منتج ہوئی۔ بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ فتح میں ہے۔ ترجمہ "بے شک راضی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپؐ کے دست حق پرست پر سردھڑ کی بازی لگانے کی بیعت کر رہے تھے۔ یقیناً ہم نے آپؐ کو شاندار فتح عطاء فرمائی ہے"۔ صلح حدیبیہ کو شاندار فتح فرمایا گیا ہے، کیونکہ اس معاہدہ سے قریش مکہ نے نہ صرف نوزائیدہ مملکت اسلامیہ کو تسلیم کیا بلکہ مسلمانوں کے حق زیارت کعبہ کو بھی مسلمہ طور پر تسلیم کر لیا۔ یہی ایک عظیم کامیابی تھی۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ کی ایک شرط کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ ہجرت کے بعد یہ آپؐ کا مکہ مکرمہ میں پہلا ورود مسعود تھا۔ قریش مکہ بھلا مسلمانوں کو کعبہ کا طواف کرتے کب دیکھ سکتے تھے' چنانچہ شہر مکہ سے باہر نکل گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیہ پر حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ اس اذان کی آواز سے کعبہ کے اردگرد کے ۳۶۰ بت لرزہ براندام تھے۔

قریش مکہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ بنوبکر قبیلہ کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے شب خون مارا' اور بنو خزاعہ کو حدود حرم میں بھی قتل کیا۔ بنو خزاعہ کا سردار عمرو بن سلام آپؐ کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ پہنچا' اور صورت حالات بیان کی۔ بازپرس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کی طرف اپنا سفیر بھیجا۔ قریش مکہ نادم ہونے کی بجائے اڑ گئے اور کہلا بھیجا کہ معاہدہ کالعدم سمجھا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ مکہ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ دس ہزار آراستہ فوج ہمرکاب تھی۔ مکہ فتح ہو گیا۔

۳۶۰ بت آگ میں جل رہے تھے۔ تاجدار مدینہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان فرمایا اور نماز کے وقت آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ حضرت بلالؓ باب ملتزم کے ساتھ لٹکے ہوئے رسوں کی مدد سے کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔ نیچے جم غفیر تھا۔ دور دور تک لوگ ہی لوگ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کعبہ میں مشغول تھے اور صحابہ کبارؓ پروانہ وار آپؐ کے ساتھ تھے۔ حضرت بلال کی اس اذان میں غیر معمولی تاثر تھا۔ دوران طواف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ہوتے حضرت بلال دوران اذان ادھر رخ پھیر لیتے تھے۔ شہادت رسالت دیتے وقت حضرت

Marfat.com

بلالؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔
اس وقت ابوسفیان بن حرب۔ عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام صحن کعبہ میں موجود تھے۔ عتاب نے اذان کی آواز سنی تو بولا۔ "خدا نے اسید (میرے باپ) کو یہ عزت بخشی کہ اس نے یہ اذان نہ سنی' ورنہ اسے غم ہوتا۔ وہ برداشت نہ کرسکتا کہ اللہ کے گھر پر ایک حمار سیاہ (طنزاً" بلال حبشیؓ کو کہا) یوں چڑھ کر رینگے۔ تاریخ نے کعبہ کی چھت پر سے حضرت بلالؓ حبشی کی دوسری اذان سنی۔
قریش مکہ نے اپنے اس حبشی غلام کو دو دفعہ کعبہ کی چھت پر اذان دیتے دیکھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت بلالؓ نے اذان دینی چھوڑ دی۔ ایک دن حضرت علیؓ المرتضیٰ اور حضرت ابوذرؓ غفاری نے بلالؓ کو مجبور کرکے مسجد نبوی میں اذان دینے کے لئے چھت پر چڑھادیا۔ رسالت کی شہادت کے وقت حضرت بلالؓ آبدیدہ ہو گئے اور اذان مکمل نہ کرسکے۔ ازاں بعد حضرت بلالؓ ملک شام چلے گئے اور وہاں کی مہمات میں شامل ہوتے رہے۔
بیت المقدس (قبلہ اول) کی فتح کے موقعہ پر امیرالمومنین خلیفہ راشد ثانی حضرت عمر فاروقؓ نے عیسائیوں سے مقام جابیہ میں معاہدہ کے بعد ایک بلیغ اور جامع خطبہ دیا۔ حضرت بلالؓ بھی موجود تھے۔ خطبہ کے اختتام پر امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے بلالؓ سے فرمایا۔ "بلالؓ! اس تاریخی فتح پر اگر آپ اذان دیں تو بہت مناسب ہو گا"۔ حضرت بلالؓ نے کہا کہ امیرالمومنین! آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پاک کے بعد میں نے کبھی اذان نہیں کہی' لیکن اگر آپؓ کا حکم ہے تو تعمیل کروں گا' چنانچہ حضرت بلالؓ اذان کہنے کھڑے ہو گئے۔ ان کے سامنے فتح مکہ کا نقشہ ابھر آیا۔ قبلہ اول پر مسلمانوں کا قبضہ بھی ایک باعظمت موقعہ تھا۔ ہزاروں فرزندان توحید جمع تھے۔ بلالؓ نے اذان دینی شروع کی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر کے الفاظ کا بلالؓ کی زبان سے نکلنا تھا کہ مجمع پر

Marfat.com

رقت طاری ہو گئی۔ بلالؓ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔ شہادت رسالت کے وقت تو صحابہ کرام کا حال دیکھا نہ جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ انہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پاک پر اسی طرح روتے دیکھا گیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح امیر لشکر کا بھی ایسا ہی حال تھا۔

ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلالؓ نے خواب میں دیکھا۔ آپ فرما رہے ہیں۔ "بلال! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم ہمیں ملنے آؤ"۔ حضرت بلالؓ تڑپ گئے اور کشاں کشاں مدینہ منورہ پہنچے۔ سیدھے روضہ اطہر پر حاضر ہو گئے۔ اتنا روئے کہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید یہاں سے اٹھنا نہ ہوگا۔ شہزادگان حضرت حسنین کریمین (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے) رضی اللہ عنہ بلالؓ کی آمد کی خبر سن کر روضہ اطہر پر پہنچ گئے۔ بلالؓ نے پیار کیا اور بار بار سینے سے لگایا۔ حضرت حسنین کریمینؓ نے فرمایا۔ "بلال! کل صبح کی اذان آپ دیں گے" بلالؓ نے حسب ارشاد صبح اذان شروع کی تو سارا مدینہ اذان سننے کے لئے مسجد نبوی میں امڈ آیا۔ روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ بلالؓ خود بھی زاروقطار رو رہے تھے۔ بلالؓ نے اذان دیتے وقت شہادت رسول کے کلمات کہتے ہوئے روضہ مبارک کی طرف انگشت شہادت کا اشارہ کیا تو گویا یہ اشارہ بلالؓ کی اذان میں شامل ہو گیا۔ گھروں میں بیٹھی خواتین جو اذان سن رہی تھیں۔ بے تاب ہو کر گھروں سے نکل آئیں۔ لوگوں نے کہا "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد مدینہ منورہ میں ایسا دل سوز منظر دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ حضرت بلالؓ کی آخری اذان تھی۔ پہلی اذان کی ابتداء مسجد نبوی سے ہوئی تھی اور آخری اذان بھی مسجد نبوی میں۔ یہ سیدنا حضرت بلالؓ کی معراج تھی۔

Marfat.com

حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو درخشندہ واقعات معراج النبی اور واقعہ ہجرت

یہ معراج شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خصوصیات میں سے ہے جس میں اور کوئی نبی یا رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک نہیں۔ واقعہ معراج شریف کی نظیر دنیا کی کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ یہ عظیم واقعہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبت کا واضح ثبوت اور ٹھوس دلیل ہے۔ واقعہ معراج شریف کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت (۱) میں ہے جبکہ واقعہ ہجرت کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ التوبہ کی آیت ۴۰ میں ہے۔ دشمنان دین جب غار ثور پر پہنچ گئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کے پاؤں کی آہٹ سن کر سراپا اضطراب تھے۔ کہ اپنے محبوب کی جان عزیز کی فکر تھی۔ آپؐ نے نہایت اطمینان سے فرمایا "لا تحزن ان اللہ معنا۔ (غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے) خدائے برتر نے ابو بکرؓ کے صدق اور خلوص کا یہ اجر دیا کہ جس حقیقت الٰہی میں نبی برحق واصل تھے اس میں حضرت صدیقؓ کو بھی شامل فرما لیا گیا یہ وہ عظیم خوش نصیبی ہے جو کسی اور کو حاصل نہ ہوئی۔ واقعہ ہجرت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بشان صدیقیت جاں نثاری اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا ذکر ہے اس واقعہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار ایسا بے مثل نظر آئے گا جس میں اور کوئی صحابیؓ شریک نہیں۔ یہ واقعہ ایسا اہم اور عظیم ترین ہے کہ جسے اسلامی سنہ اختیار کرنے کے لئے دوسرے اہم واقعات مثلاً" (۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک (۲) وحی الٰہی کی ابتدا (۳) غزوہ بدر کی تاریخی فتح (۴) مکہ معظمہ میں آپؐ کا فاتحانہ ورود مسعود (۵) حجۃ الوداع کا تاریخی اجتماع پر ترجیح دی گئی دوران سفر ہجرت ہر لحظہ و ہرگام پر حضرت سیدنا صدیقؓ اکبر رسول مکرم نبی محتشم

Marfat.com

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور یہ رفاقت ارشاد باری تعالیٰ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ کو مرحمت فرمائی۔

شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (انبیاء کے امام اور سردار)

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ رب العزت میں لے جانے کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔

(۲) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے براق لایا گیا۔

(۳) مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام اجمعین نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مگر مختصر وقت کی قلیل ملاقات۔

(۴) مسجد اقصیٰ کی تمام مصروفیات کے بعد جب آپ باہر تشریف لائے تو پیاس نے غلبہ کیا حضرت جبرئیل سے دودھ کا برتن لے کر دودھ آپ نے نوش فرمایا۔

(۵) جبرائیل امین نے سدرۃ المنتہیٰ پر آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور عرض کیا کہ:

اگر یک سر موئے برتر پرم ۔ فروغ تجلی بسوزد پرم

تجلی حق کے خوف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتھ چھوڑ گئے

(۶) حضرت جبرئیل علیہ السلام سفر معراج عروج آسمانی میں آپ کے ساتھ رہے۔ مراجعت کے وقت آپ کے ہمراہ نہ تھے۔

(۷) آسمانوں پر بعض انبیاء علیہم السلام کا تعارف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرئیل امین نے کرایا۔

(۸) حضرت جبرئیل علیہ السلام حکم خداوندی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر بنے تھے از خود نہیں۔

شان صدیقیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یار غار)

(۱) سفر ہجرت پر اپنے ساتھ لے جانے کے لئے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم بنفس نفیس حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر تشریف لائے۔

(۲) غار ثور تک پہنچنے کے لئے حضرت صدیقؓ اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بنے اور آپؐ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے تمام کٹھن، دشوار گزار راستہ طے کیا۔

(۳) غار ثور میں حضرت صدیقؓ اکبر تین دن اور تین رات امام الانبیاء کے چہرہ اقدس پر بلا شرکت غیر نظریں جما کر رخ انور کے انوار سے فیض یاب ہوتے رہے۔

(۴) غار ثور سے باہر تشریف لا کر آپؐ اور صدیقؓ اکبر دو شنبہ کی رات اور دن برابر چلتے رہے۔ دوپہر کے وقت ایک پتھر کے سایہ میں آپؐ استراحت کی غرض سے لیٹ گئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک چرواہا سے دودھ حاصل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور مسرور ہوئے۔

(۵) غار ثور موذی حشرات الارض کا مسکن تھی۔ کہ سالہا سال سے غیر آباد چلی آ رہی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ بلا خوف وخطر اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے غار میں داخل ہو گئے۔ غار کو صاف شفاف کیا۔ موذی جانور کی اذیت رسائی سے بے خوف رہے۔ صرف اور صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک کا خیال تھا۔ غم اور اندیشہ تھا تو فقط یہ کہ مبادا حضورؐ کو کوئی گزند پہنچے۔

(۶) حضرت صدیق اکبرؓ آغاز سفر ہجرت سے لے کر اختتام ہجرت تک آپؐ کی معیت میں رہے۔

(۷) بستی قبا میں پہنچ کر حضرت صدیق اکبرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر اپنی چادر کا سایہ کر کے کھڑے رہے۔ تاکہ آپؐ کی خدمت اقدس میں آنے والے حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان (تعارف) با آسانی ہو جائے اور وہ تردد میں نہ رہیں۔ آپؐ پر سایہ کرنے کا شرف بھی حضرت صدیق اکبرؓ ہی کو حاصل ہوا۔

(۸) تفسیر امام حسن عسکری میں ہے۔ کہ جب کفار مکہ نے حضورؐ کو قتل

Marfat.com

کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبرئیل علیہ السلام بحکم خداوندی حاضر خدمت ہوئے اور پیغام الٰہی گوش گزار کیا۔ کہ اللہ نے آپ کے لئے حکم دیا ہے کہ اس پر خطر سفر میں ابو بکر صدیقؓ کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔ (اللہ اکبر)

(معراج شریف ۲۷ رجب المرجب دسویں سال نبوت بروز دو شنبہ مطابق ۶۱۹ھ سفر ہجرت ۲۷ صفر تیرھویں سال نبوت مطابق ۶۲۲ء)

حضرت صدیق اکبرؓ نے غار ثور کے سوراخ بند کرنے کے لئے اپنے جسم کا اثاثہ (لباس) آپؐ کی نظر کر دیا اور غزوہ تبوک میں گھر کا تمام اثاثہ سربلندی اسلام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیہ کی تعمیل میں پیش کر دیا۔ قرآن مجید میں سورۃ کہف میں جن نوجوانوں کا ذکر ہے ان کی تعداد حتمی طور پر معلوم نہیں۔ مگر غار ثور کے ذکر میں ثانی اثنین کے الفاظ مرقوم ہیں تعداد معین کر دی کہ آپ دوسرے تھے دو سے۔ تاکہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے کہ دو ہی تھے تیسرا خدا تھا۔ اس غار کے ذکر میں حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابی کے معزز لقب سے یاد فرمایا گیا یہ بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی عظمت کا صدقہ ہے کہ صحابی کا لقب خداوند قدوس نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں ان پر ایمان لانے والوں کو عطا فرمایا۔ (اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا) (ترجمہ: جب وہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) فرما رہے تھے اپنے رفیق (حضرت صدیق اکبرؓ) کو کہ مت غمگین ہو یقیناً" اللہ تعالٰی ہمارے ساتھ ہے)

حضرت صدیق اکبرؓ نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں آپؐ پر جان قربان کرتے رہے۔ بلکہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کے بعد مرتدین اور جھوٹے نبیوں کے خلاف وہ استقامت دکھائی جو انہی کا حصہ تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ "ختم نبوت" کے محافظ کی حیثیت سے بھی منفرد مقام کے مالک نظر آتے ہیں۔ مختصراً" حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابہ کبارؓ میں ہمہ گیر افضلیت حاصل ہے۔ حضرت حسانؓ کے اشعار جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سنانے میں

Marfat.com

سے ایک شعر کا ترجمہ اس طرح ہے (حضرت صدیق اکبرؓ اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب ہیں اور لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق میں سے کسی کو آپؓ (حضرت صدیق اکبرؓ) کا ہم پلہ نہیں سمجھتے) حسانؓ کا یہ شعر سن کر حضورؐ نے تبسم فرمایا۔ "اے حسان! تم نے سچ کہا ہے ابو بکرؓ ایسے ہی ہیں"

حضرت صدیق اکبرؓ کی سعید رات اور سعید دن = فاروق اعظم حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کاش میری عمر بھر کی نیکیاں حضرت صدیق اکبرؓ کی ایک رات اور ایک دن کے عملوں کے برابر ہو جائیں۔ رات تو یہی شب ہجرت تھی۔ اور دن کا عمل یہ تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرین زکواۃ مرتدین اور جھوٹے نبیوں کے خلاف جہاد کر کے سفینہ ملی کو گرداب فنا سے بچا لیا۔

تلاوت قرآن مجید کے آداب

(۱) قاری باوضو ہو کر بڑے سکون قلب اور یکسوئی سے تلاوت کرے۔ (۲) تین دن سے کم وقت میں قرآن مجید ختم کرنا مکروہ ہے۔ (۳) ٹھہر ٹھہر کر پڑھے۔ (۴) رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف رونے کی کوشش کرو کیونکہ گریہ زاری سے ہی رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ (۵) جو آیت تلاوت کرو اس کا حق ادا کرو یعنی اگر آیت تسبیح و تکبیر کی ہے۔ تو سبحان اللہ۔ اللہ اکبر کہو۔ اگر آیت دعا یا استغفار کی ہے تو اپنے لئے دعا مانگو اور مغفرت طلب کرو۔ انعامات الٰہیہ والی آیت پر دست سوال دراز کرے۔ اگر آیت میں عذاب الٰہی یا معصیت کا ذکر ہے تو پناہ مانگے۔ سجدہ کی آیت ہو تو پڑھنے اور سننے پر سجدہ واجب ہے (۶) قاری تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ پھر بسم اللہ پڑھے۔ (۷) تلاوت اتنی آواز میں کرے کہ خود سن سکے یا دوسرے سن سکیں۔ زیادہ بلند آواز سے تلاوت نہ کرے (۸) خوش الحانی سے پڑھے کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا ہم میں سے نہیں۔ (۹) دل میں یہ خیال رہے کہ قرآن مجید کوئی معمولی کتاب نہیں یہ رب ذوالجلال کا کلام ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے حضور نبی اکرم ﷺ کے قلب منیر پر نازل فرمایا۔ (۱۰) دوزانو بیٹھ کر باطہارت قبلہ رو ہو کر رحل پر رکھ کر قرآن پڑھنا آداب میں سے ہے۔

Marfat.com

دورانِ غزوات۔ حضورؐ کے معجزات

غزوہ بدر ۲ھ ۱۷ رمضان بروز جمعۃ المبارک مطابق ۶۲۴ء =

(۱) جنگ شروع ہونے سے پہلے بارش کا نزول ہوا جس سے لشکر کفار کے پڑاؤ کی نرم زمین کیچڑ ہو گئی جس پر چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ مگر مسلمانوں کے پڑاؤ کی ریتلی زمین جس میں پاؤں دھنس جاتے تھے۔ جم گئی اور چلنا پھرنا آسان ہو گیا اور جنگ کیلئے زمین ہموار بن گئی۔

(۲) دوران جنگ حضور نبی اکرم ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر مشرکین کی طرف پھینکی کوئی مشرک ایسا نہ رہا جس کی آنکھ یا ناک کے سوراخ میں کنکر نہ پڑی ہو۔ **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** آیت ۱۷ سورۃ الانفال میں اسی طرف اشارہ ہے۔ مشرکین زیادہ دیر تک نہ لڑ سکے اور راہ فرار اختیار کی۔

(۳) حضرت عکاشہؓ بن محصن کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ گئی۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے آپؐ نے انہیں ایک لکڑی کی شاخ عطا فرمائی۔ جب عکاشہ نے اپنے ہاتھ میں لہرائی تو وہ لکڑی ایک چمکدار تیز تلوار بن گئی۔ جس سے وہ جنگ کرتے رہے۔ اس تلوار کا نام عون تھا۔ حضرت عکاشہؓ اسی تلوار سے جہاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ میں شہادت پائی۔

(۴) صاحب فضیلت شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامع فواد قاہرہ اپنی تالیف "محمد رسول ﷺ" ترجمہ مولوی محمد عادل قدوسی (تاج کمپنی لمیٹڈ) صفحہ ۳۲۱ پر رقمطراز ہیں "صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ روایت بیان کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت نے بدر کے دن فرمایا" یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اپنے گھوڑے کو پکڑے ہوئے ہیں اور اس پر جنگی ہتھیار لدے ہوئے ہیں" درحقیقت ملائکہ کے ذریعہ مسلمانوں کی امداد آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے تھی۔ جس کا قران کریم میں صراحۃً ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے انکار ممکن نہیں۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳ تا ۱۲۶ سورۃ انفال آیت ۹، ۱۰، ۱۲)

حضرت سہلؓ بن حنیف نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بدر کے دن بچشم خود مشاہدہ کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص مشرک کی طرف تلوار چلاتا

Marfat.com

تو تلوار کے اس کے جسم پر لگنے سے پہلے ہی اس کا سر تن سے جدا ہو کر نیچے گر پڑتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کا حلیہ یہ تھا کہ وہ عمامے باندھے ہوئے تھے۔ جو سبز، زرد اور سرخ رنگ کے تھے۔ ان کے شملے ان کے اپنے اپنے مونڈھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے۔ اور ملائکہ کے گھوڑے ابلق اور نشان زدہ تھے۔ مولانا محمد بخش توکلی اپنی مشہور تصنیف "رسولؐ عربی" میں لکھتے ہیں۔ فرشتے نظر نہ آتے تھے مگر ان کے افعال نمایاں تھے۔ (یعنی وہ کفار کو قتل کرتے تھے)

جنگ اُحد شوال ۳ھ مطابق ۶۲۵ء = (۱) جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ حضور شہنشاہ دو عالم کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے انہیں کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔ جو ان کے ہاتھ میں تلوار براں بن گئی۔ اسی سے جہاد میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

(۲) حضرت قتادہ بن نعمان انصاری حضور نبی کریم ﷺ کو بچانے کی خاطر اپنا منہ لشکر کفار کی طرف کئے ہوئے تھے۔ ایک تیر ان کی آنکھ میں ایسا لگا کہ ڈیلا رخسار پر آ رہا۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم نے ڈیلے کو آنکھ میں رکھ کر اپنا لعاب دہن مبارک لگا دیا۔ یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوبصورت ہو گئی اور ہمیشہ آشوب سے محفوظ رہی۔

(۳) ابی بن خلف مکہ میں حضور ﷺ سے کہا کرتا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے۔ جسے میں خوب کھلاتا پلاتا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر میں آپؐ کو قتل کرونگا۔ آپؐ فرماتے انشاءاللہ میں ہی تمہیں قتل کرونگا۔ جنگ اُحد میں جب آپؐ ایک چٹان پر چڑھ گئے تو ابی بن خلف وہاں آنکلا۔ اور کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بچ گئے تو میں نہ بچونگا۔ صحابہ کبار نے اس کے قتل کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا: اسے آنے دو۔ آپ نے حارث بن صمہ سے نیزہ لے کر اس کی گردن پر مارا۔ جس سے فقط خراش آئی لہو نہ نکلا۔ ظاہراً کوئی زخم نہ تھا۔ مگر ابی بن خلف قریش کی طرف واپس جاتے ہوئے کہتا تھا کہ خدا کی قسم محمد (ﷺ) نے مجھے قتل کر دیا۔ قریش کہتے کہ تم بے دل ہو گئے ہو۔ معمولی خراش ہے۔ اس کا کوئی ڈر نہیں۔ یہ دشمن خدا مکہ جاتے ہوئے مقام سرف میں مر گیا۔

غزوہ خندق ۵ھ ۶۲۷ء = (۱) لشکر کفار کو مدینہ سے باہر ہی روکنے کیلئے

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ رسد کی کمیابی تھی۔ اصحابہ کبار میں سے کوئی نہ تھا۔ جس نے بھوک کے باعث پیٹ پر پتھر نہ باندھ رکھا ہو۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی ایک چھوٹی بھانجی پر حضور سراپا نور ﷺ کی نظر پڑی جو کچھ کھجوریں لے کر خندق کے علاقہ میں آئی تھی۔ نبی کریم نے پیار سے بچی سے دریافت فرمایا بچی کیا اٹھائے ہوئے ہو۔ بچی بولی حضور! کھجوریں ہیں امی نے ابو اور ماموں کیلئے دوپہر کے کھانے کیلئے بھیجی ہیں۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا مجھے نہیں دیتی۔ بچی حضور ﷺ کی طرف بڑھی۔ سرکار دو عالم نے اپنی چادر مبارک زمین پر پھیلا دی۔ بچی نے کھجوریں چادر مبارک پر گرا دیں۔ حضور رؤف الرحیم ﷺ کو یہ نظارہ اتنا پسند آیا کہ رحمت جوش میں آئی۔ حضور ﷺ نے آواز دی مسلمانو! آؤ کھجوریں نوش فرماؤ۔ صحابہ کبار آتے اور کھجوریں کھا کر واپس کام پر چلے جاتے۔ مگر کھجوریں کم نہ ہوئیں۔

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے خندق کی تیاری کے ایام میں ایک دن حضور ﷺ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے دیکھے۔ اور چہرہ انور پر بھوک کے آثار تھے۔ میں گھر گیا اور بیوی کو آٹا تیار کرنے کیلئے کہا بیوی نے جَو پیس کر آٹا گوندھا۔ ایک چھوٹی بکری تھی۔ میں نے اسے ذبح کر کے گوشت تیار کیا۔ بیوی سے کہا کہ پکاؤ۔ میں حضور ﷺ اور چند صحابہؓ کو دعوتِ طعام دے آؤں۔ شام کے وقت کام ختم ہوا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ اور چند اصحاب کو دعوتِ طعام دی۔ حضور ﷺ نے تمام اصحابہ کبار سے فرمایا چلو جابرؓ کے ہاں دعوت ہے۔ میں پریشان ہو گیا۔ کہ طعام قلیل اور کھانے والے کثیر۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے آنے تک دیگچی نہ اتارنا۔ آپ نے طعام پر کچھ پڑھا اور فرمایا اب کھاؤ۔ جب تمام موجود احباب کھا چکے تو کھانا اسی کا اسی طرح باقی تھا۔ اللہ اکبر

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ خندق کی کھدائی کے دوران میں ایک ایسا پتھر آیا کہ ٹوٹنے کا نام نہ لیتا تھا۔ حضور ﷺ نے جب ہمیں اس طرح مجبور دیکھا تو رحمت جوش میں آئی۔ آپ نے پانی منگوایا۔ اس پر کچھ پڑھ کر پتھر پر چھینٹے پھینکے۔ وہ پتھر یکدم بھس ہو گیا

(۴) حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک پتھر توڑنے میں انہیں

Marfat.com

دشواری پیش آئی۔ کدال پر کدال مار رہا تھا۔ مگر پتھر نہ ٹوٹا۔ حضور پر نور ﷺ نزدیک ہی تھے۔ میرے پاس تشریف لے آئے اور کدال مجھ سے لے لیا اور پتھر پر چوٹ ماری تو روشنی ہی روشنی ہو گئی۔ پتھر کچھ ٹوٹا۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو اسی طرح روشنی ہوئی۔ پتھر کچھ ٹوٹ گیا۔ تیسری ضرب پر پتھر بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا اور روشنی ہی نمودار ہوئی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ روشنی کیسی تھی۔ آپ نے فرمایا پہلی روشنی میں مجھے شام کے سرخ محلات نظر آئے۔ دوسری روشنی میں مجھے کسریٰ کے سفید محلات دکھائے گئے۔ تیسری روشنی میں مجھے ملک یمن عطا ہوا۔ اللہ اکبر (آپ کے غلاموں نے ۲۳ھ تک یہ علاقے فتح کر لئے تھے اور آپ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی)

غزوہ خیبر محرم ۷ھ ۶۲۹ء = خیبر یہودیوں کی قوت کا بڑا مرکز تھا۔ کئی قلعے تھے۔ قموص بڑا مضبوط قلعہ تھا۔ مرحب یہودی عرب کا مشہور پہلوان اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ کو فوج دے کر بھیجا۔ مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا اور بیس ۲۰ دن گزر گئے تو ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کل علم اس شخص کو دونگا۔ جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام نے یہ رات بڑی بے قراری اور انتظار میں گزاری کہ دیکھئے صبح یہ تاج فخر کس کے ہاتھ آتا ہے۔ صبح کو ارشاد ہوا۔ علیؓ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ آشوب چشم کے باعث جنگ سے معذور ہیں۔ فرمایا ان کو بلاؤ۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک حضرت علیؓ کی آنکھوں میں لگایا۔ اور دعا کی۔ فوراً آرام ہو گیا۔ اور علم ان کو عنایت فرمایا۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے ہاتھوں پہلے حارث (مرحب کا بھائی) پھر مرحب قتل ہوئے۔ تیسرے بھائی یاسر کو حضرت زبیرؓ نے قتل کر دیا۔ اس طرح یہ مضبوط قلعہ فتح ہو گیا۔ خیبر فتح ہو جانے کے بعد ایک یہودیہ زینب (زوجہ سلام بن مشکم اور مرحب کی بھاوج) نے بکری کا زہر آلود گوشت حضور نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کے طور پر بھیجا آپ نے جونہی لقمہ لیا تھوک دیا اور فرمایا کہ مت کھاؤ۔ مگر چند اصحابی بپاس ادب لقمہ نہ پھینک سکے بلکہ نگل گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گوشت زہر آلود ہے۔ یہودیہ کو بلایا گیا اس نے اعتراف کیا اور استفسار پر بتایا کہ میں نے اس لئے زہر ملایا تھا کہ اگر آپؐ سچے نبی ہیں تو

Marfat.com

بچ جائیں گے دوسری صورت میں ہمیں آپ ؐ سے نجات مل جائے گی۔ حضور پر نور ﷺ اپنی ذات شریف کیلئے کسی سے انتقام نہ لیتے تھے۔ یہودیہ کو معاف فرمادیا۔ مگر جب صحابہ کرام میں سے جنہوں نے گوشت کھایا تھا۔ پہلے حضرت بشر بن براءؓ انتقال فرماگئے تو ان کے قصاص میں یہودیہ کو قتل کر دیا گیا۔

غزوہ تبوک ۹ھ ۶۳۱ء = (۱) یہ سفر لمبا تھا۔ فصل ابھی پکی نہ تھی۔ بے سروسامانی تھی۔ راستے میں پانی کی قلت کا سامنا تھا۔ صحابہ کبار نے پانی کی نایابی کی شکایت کی۔ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ پس اسی دم ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ پانی خوب برسا۔ سب نے برتن بھر لئے۔ جانوروں کو پلایا۔ یہ بارش حدود لشکر سے باہر نہ تھی۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک نے ستایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے دعا کیلئے عرض کی۔ آپ نے چمڑے کا فرش طلب فرمایا۔ فرش بچھا دیا گیا۔ پھر آپ ؐ نے صحابہ کبار سے بچا ہوا توشہ طلب فرمایا۔ کوئی مٹھی بھر چنے لا رہا ہے تو کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی روٹی کا ایک آدھ ٹکڑا یہاں تک کہ فرش پر تھوڑا سا توشہ جمع ہو گیا۔ آپ ؐ نے دعائے خیر و برکت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ برتنوں میں ڈال کر لے جاؤ۔ چنانچہ وہاں موجود سب لوگ اپنے اپنے برتن لبالب بھر کر لے گئے۔ تمام لشکر نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر بھی طعام بچا رہا۔

(۳) تبوک سے واپسی پر بھی پانی کی تنگی دامن گیر رہی۔ ایک پتھر سے تھوڑا تھوڑا پانی ٹپکتا تھا۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے پتھر کے نزدیک کوئی جائے مگر دو صحابی پیاس کی شدت اور غلطی سے وہاں پہنچ گئے۔ حضور ﷺ کی حکم عدولی کے باعث پانی کا ٹپکنا بند ہو گیا۔ حضور ﷺ کو لشکر کی حالت پر رحم آیا اور اپنا دست مبارک اس پتھر کے نیچے رکھا اور کچھ پڑھا تو پتھر سے پانی فوارہ کی صورت میں بہنے لگا۔ تمام لشکر نے سیر ہو کر پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ سبحان اللہ۔ اللہ اکبر۔

۲۔ صاحب فضیلت شیخ محمد رضا لکھتے ہیں کہ تبوک جاتے ہوئے حضور نبی کریم مقام حجر (سرزمین قوم ثمود جس پر حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمانی کے باعث عذاب الٰہی نازل ہوا تھا) پر پہنچے تو وہیں فروکش ہوئے۔ آپ نے فرمایا "نہ یہاں کے کنوؤں کا پانی پینا اور

Marfat.com

نہ ہی وضو کرنا۔ اگر اس سے آٹا گوندھ لیا ہو تو اسے بھی اونٹوں کو کھلا دینا۔ مگر خود اس کی روٹی وغیرہ نہ کھانا۔ نیز یہاں پر شب کو کوئی شخص کسی ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے۔ چنانچہ سب نے تعمیل ارشاد کی۔ مگر بنو ساعدہ کے دو آدمی ایسے تھے جن میں سے ایک رفع حاجت کے لئے دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں اکیلے جنگل میں نکل گئے۔ نتیجہ یہ کہ جو رفع حاجت کے لئے گیا اس کا وہیں گلہ گھونٹ دیا گیا۔ اور جو اپنا اونٹ تلاش کرنے نکلا تھا۔ اسے ہوا اڑا کر لے گئی اور بنی طے کے پہاڑ پر پھینک دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو ان واقعات کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ کوئی شخص اکیلا کسی ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے۔ پھر آپ نے دونوں کے حق میں دعا فرمائی۔ پس گلا گھونٹے ہوئے صاحب صحتیاب ہو گئے۔ اور جسے ہوا اڑا کر لے گئی تھی۔ اسے قبیلہ بنی طے والوں نے آپ کے مدینہ پہنچنے کے بعد لا کر خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ اللہ اکبر۔

فزمان منافق : عورتوں کی طعن و تشنیع کے باعث احد کی صبح فزمان منافق تیر ترکش اور تلوار لے کر گھر سے نکلا۔ میدان احد میں پہنچا۔ آقائے نامدار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کی صف بندی فرما رہے تھے۔ فزمان آنکھ بچا کر پہلی صف میں جا کھڑا ہوا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو میدان جنگ میں بڑی بے جگری سے لڑنے لگا۔ صحابہؓ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ "یہ جہنمی ہے" صحابہ کبارؓ حیران رہ گئے۔ فزمان دوران جنگ شدید زخمی ہو گیا۔ درد کی شدت کی تاب نہ لا سکا۔ موت کو قریب تر کرنے کے لئے اپنے گلے پر خود ہی خنجر پھیر لیا۔ ابھی زندگی کی رمق باقی تھی کہ ایک صحابی کا ادھر سے گزر ہوا۔ اور اسے شہادت پر مبارک باد دی۔ فزمان بولا۔ "اے دوست! میں دین کی حمایت میں نہیں لڑ رہا تھا۔ میں تو گھر سے اس لئے نکلا تھا مبادا قریش ہمارے کھیت اجاڑ دیں یا ہماری عورتوں کی تذلیل کریں۔ بخدا اس قومی عصبیت کے جذبہ سے لڑ رہا تھا"۔ یہ حالات معلوم ہوئے تو صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارکہ کی تصدیق ہو گئی کہ فزمان جہنمی ہے کیونکہ وہ خودکشی کا مرتکب ہوا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود ـــــ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

Marfat.com

ایک نوجوان کا واقعہ

(جو پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مفتی محمد حبیب اللہ چغتائی خطیب اعظم کاموںکی سے اکثر سنا کرتے تھے)

سیدنا ابو علی رودباری فرماتے ہیں کہ میں فریضہ حج ادا کرنے کے لئے گیا۔ بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوا تو ایک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا جناب! میں غریب الوطن مسافر ہوں کسی قافلے کے ساتھ نہیں بلکہ تنہا حج ادا کرنے کے لئے آیا ہوں کل ظہر کے بعد میرا انتقال ہونے والا ہے مجھ سے یہ وعدہ کر لیں کہ کل ظہر کے بعد جب میرا انتقال ہو جائے تو نہلا دھلا کر میرے کفن دفن کا انتظام کر دیں مجھ پر آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ میں نے اس نوجوان کی طرف غور سے دیکھا تو … دل یہ ماننے کو تیار نہ ہوا کہ اتنی کم عمری میں یہ نوجوان اس مقام رفعت پر ایسے پہنچ گیا کہ رب کریم نے اسے بتا دیا کہ فلاں وقت فلاں جگہ تمہارا انتقال ہونے والا ہے اس کی دلجوئی کے لئے میں نے اقرار کر لیا اور … سے وہ رخصت ہو گیا۔ دوسرے دن میں طواف … وہ نوجوان بھی طواف میں مشغول تھا۔ طواف کے دوران وہ کعبہ کی پرشکوہ عمارت کو … بادیدہ حسرت … آنکھوں سے دیکھتا … اس کی یہ کیفیت واضح کر رہی تھی کہ واقعی یہ طواف اس کی زندگی کا آخری طواف ہے۔ میں طواف کعبہ سے فارغ ہوا تو وہ نوجوان بھی طواف سے فارغ ہو کر نفل ادا کرنے … حرم پاک کے ایک کونے میں لیٹ گیا۔ جونہی وہ لیٹا تو کل والی بات میرے ذہن میں آ گئی … ہاتھوں سے … میں نے … دیکھا تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں نے اسے اٹھایا، غسل دیا، کفن پہنایا، نماز جنازہ ادا کیا۔ اسے اٹھا کر قبر میں اتارنے کے بعد میں نے اس نوجوان کا چہرہ … کے زمین پر رکھنا چاہا تو اس نوجوان نے … آنکھیں کھولیں اور مجھ سے کہنے لگا … مجھے رسوا کرتے ہو، مجھے گرد آلود کرتے ہو، اللہ کی رحمت مجھ پر اتر رہی ہے اور مجھے عزت دے رہی ہے۔ اس پر میں نے اس نوجوان سے پوچھا کیا انتقال کے بعد بھی زندگی ہے؟ نوجوان نے بڑے اعتماد سے جواب دیا بیشک ہم بھی زندہ ہیں اور اللہ سے پیار کرنے والا ہر کوئی زندہ رہتا ہے۔ اللہ اکبر۔

پیر جی بھی اس جوانی کے عالم میں جس مقام فضیلت پر پہنچے وہ انہی کا حصہ تھا۔ انہیں بھی اپنا وقت اور مقام رحلت معلوم تھا، اسی لئے تو وہ لندن سے ۱۲ فروری ۱۹۹۲ء کو مراجعت فرما وطن ہوئے اور ایک روز قبل رحلت کا وقت بھی بتا دیا۔

Marfat.com

صداقت اسلام۔ محبت خیر الانام

اسلامی تمدن سے بے رغبتی کے انجام

کا ایمان افروز و عبرتناک ایک سچا واقعہ

یہ اس وقت کی بات ہے جب سرکار انگلشیہ کا تسلط مکمل طور پر پورے ہندوستان پر ہو چکا تھا۔ لکھنؤ شہر کے کمشنر صاحب کو فارسی زبان سیکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بدیں غرض ملا سراج دین کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ملا جی روزانہ چار بجے شام کمشنر صاحب کے بنگلہ پر آتے اور نماز عصر و مغرب یہیں ادا کرتے۔ کمشنر صاحب کی اکلوتی لاڈلی بیٹی تھی جو فطرتاً" باحیا اور شرمیلی تھی۔ اس کے لئے الگ کمرہ مخصوص تھا۔ کسی اور کو اس کمرہ میں جانے کی اجازت نہ تھی۔ یہ صاحبزادی شرم و حیا، علم و ہنر اور ذہانت میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی۔ غیرت فطری کے باعث وہ گرجا گھر بھی نہ جاتی۔ سن شعور میں داخل ہوتے ہی باہر کی درس گاہوں سے سلسلہ تعلیم منقطع کر لیا۔ گھر پر ہی شریف معلمات کے ذریعہ تعلیم کا بندوبست کر دیا گیا۔ تدریس کا یہ سلسلہ روزانہ صبح ۸ بجے سے ۴ بجے شام تک رہتا۔

ملا جی خوش الحان قاری تھے۔ نماز مغرب میں قرآن مجید جہر سے پڑھتے۔ ایک دن تلاوت کی آواز صاحبزادی کے کان میں پڑی تو ملا جی کے کمرہ کے دروازہ پر کھڑی ہو کر تلاوت سے محظوظ ہوتی رہی۔ طریقہ عبادت نے بھی اس پر گہرا اثر کیا۔ اس طرح قرآن سنتے ہوئے کئی ماہ گزر گئے۔ اس کے دل میں اب قرآن والے کی محبت پیدا ہو چکی تھی۔ وہ اکثر راتوں کو تنہائیوں میں سوچتی کہ جس رسول کے لائے ہوئے پیغام میں یہ کشش ہے۔ خدا جانے خود اس رسول میں کتنی کشش ہو گی۔ ایک دن صاحبزادی نے کمشنر صاحب سے کہا فادر! ایک درخواست ہے۔ کمشنر صاحب نے کہا بیٹی بتاؤ کیا خواہش ہے پوری کی جائے۔ بیٹی نے کہا۔ میں ملا جی سے فارسی کی تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ باپ نے بخوشی اجازت دے دی۔ صاحبزادی نے چند ماہ میں ہی فارسی کی

Marfat.com

تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملا جی سے کہا کہ آپ پیغمبر اسلام کی سیرت پر مسلمان مصنفین کی چند کتابیں میرے لئے فراہم کر دیں۔ ملا جی دوسرے روز ہی چند کتب لے آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درخشاں زندگی کا ہر پہلو نمایاں تھا۔ ورق ورق پر آپ کے عفو و کرم، خلق عظیم، جود و کرم، فقر و ایثار، علم و حکمت، صبر و تحمل، طہارت و تقدس، قدرت و اختیار، اعجاز و توانائی، شوکت و اقتدار کے منظر دیکھ [illegible] "اے رب محمد! تو گواہ رہنا کہ مسیحی مذہب سے نکل کر تجھ پر اور تیرے آخری نبی پر ایمان لاتی ہوں۔ اے قادر و توانا معبود! تیرے محبوب کا واسطہ مجھے آنے والی زندگی کو کفر کی یلغار سے محفوظ رکھنا"۔ اس دن ملا جی تشریف لائے تو شہزادی نے درخواست کی کہ مجھے کلمہ شریف پڑھا کر اسلام میں داخل کیجئے۔ میں نے اپنا نام فاطمہ رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اس نام سے یاد کیا جائے۔ ملا جی گھبرائے اور کہا بیٹی! دل کا مسلمان ہو جانا نجات کے لئے کافی ہے۔ آپ اپنے اسلام کا اعلان نہ کریں۔ اگر کمشنر صاحب کو خبر لگ گئی تو سب کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی اس پر شہزادی خاموش ہو گئی۔

فارسی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فاطمہ نے قرآن کی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ وہ ملا جی کی آمد و رفت منقطع نہ کرنا چاہتی تھی تاکہ قرآن سنتی رہے۔ جب گھر کے لوگ سو جاتے وہ اپنے کمرہ میں ہی نماز عشاء ادا کرتی پھر تہجد اور نماز فجر ادا کر لیتی۔ وہ کوشش کرتی کہ اس کی زندگی اسوہ حسنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو جائے۔ ایک دن خادمہ کے ذریعے اس نے ملا جی کو اپنے کمرہ میں بلایا اور سرگوشی سے کہا آپ کی وجہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا میری گردن پر آپ کا یہ بڑا احسان ہے میں دیکھ رہی ہوں کہ عالم قدس کا پیامی جلد آنے والا ہے۔ میری ایک وصیت ہے میرے ماں باپ کو میرے اسلام کا علم نہیں وہ مجھے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کریں گے میں نہیں چاہتی کہ اپنا اسلام ظاہر کر کے سب کے لئے پریشانی کا باعث بنوں۔ جب مجھے عیسائی رسومات کے مطابق دفن کر دیا جائے تو آپ میرا تابوت نکال کر مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں۔ گو یہ مشکل کام ہے مگر رضائے الہی کے لئے ضرور کریں۔ ملا جی نے وعدہ کر لیا۔

Marfat.com

صبح کے وقت کمشنر صاحب کی صاحبزادی کی موت کی خبر سن کر شہر میں کہرام مچ گیا۔ دوپہر کو جنازہ اٹھا' ملا جی جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ ذہن میں قبر کا نشان محفوظ کر لیا۔ رات گئے ملا جی چار بااعتماد آدمیوں کے ساتھ قبرستان پہنچے اور اپنی مہم کا آغاز کیا' قبر کھودی۔ تابوت کھولا تو بجائے صاحبزادی کی لاش کے کسی مرد کی لاش دیکھی۔ سبھی حیران تھے قبر کا نشان بغور دیکھا تو درست مقام پر ہی تھے۔ ان آدمیوں میں سے ایک نے لاش پہچان لی اور کہا کہ یہ تو بارہ بنکی کے مرزا جی کی لاش ہے۔ سوچا اب بارہ بنکی جا کر دیکھنا ہو گا کہ کیا معاملہ ہے۔ ملا جی ان چار آدمیوں کے ساتھ بارہ بنکی پہنچے تو معلوم ہوا کہ پرسوں ہی مرزا جی فوت ہوئے ہیں۔ وہ انگریزوں کے بہی خواہ تھے۔ مغربی تمدن کے دلدادہ تھے گھر کا سارا ماحول انگریزی تمدن پر تھا۔ ان کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے گئے۔ قبر کا نشان محفوظ کر لیا۔ پچھلی رات قبر کھودی تو صاحبزادی کی لاش کی بجائے کسی عرب مرد کی لاش دیکھی۔ قبر بند کر دی مگر یہ معمہ سمجھ سے بالاتر رہا۔ واپس آ گئے گھبراہٹ دور ہوئی تو ملا جی کو نیند آ گئی۔ عالم خواب میں وہ صاحبزادی فاطمہ حوران خلد کے ساتھ ملا جی سے ملاقی ہوئی۔ کہا میں تمہارا یہ معمہ حل کر دیتی ہوں۔ اس عربی شخص کو دیار حبیب (مدینہ منورہ) سے محبت نہ تھی بلکہ یہ ہندوستان میں رہائش کا آرزومند رہا اور یہ کہ ہندوستان میں ہی مرے۔ لہٰذا بعد مرگ اسے بارہ بنکی مرزا جی کی قبر میں پہنچا دیا گیا۔ مرزا جی چونکہ مغربی طرز زندگی کے دلدادہ تھے۔ ساری زندگی عیش و عشرت میں گزری۔ اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ لہٰذا انہیں عیسائیوں کے قبرستان میں میری قبر میں پہنچا دیا گیا اور میری میت کو جنت البقیع میں اس عرب کی قبر میں رکھ دیا گیا۔ فاطمہ نے کہا عالم برزخ کے ان واقعات پر حیرت کی کوئی وجہ نہیں۔ موت کے بعد انسان کے عمل اور اعتقاد کا اثر اس کی برزخی زندگی پر یقیناً" پڑتا ہے۔ یہاں پر اس طرح کے ان گنت مناظر آنکھوں کے سامنے گزر رہے ہیں اور ثابت ہو رہا ہے کہ اس عالم میں کسی عمل کو بھی وہ اعزاز حاصل نہیں جو عشق رسول کو حاصل ہے۔ میری روحانی آسائش و تکریم کی ساری ارجمندی عشق رسول کا ہی صدقہ ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے حصول کے لئے عشق رسول اللہ ہی کیمیا سے بڑھ کر ہے۔ یہ کہنے کے بعد فاطمہ کی

Marfat.com

روح نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ ملا جی کی جب آنکھ کھلی تو افسوس کا اظہار کیا کہ کیوں نہ انہوں نے فاطمہ کی قدر پہچانی' جس کی وہ مستحق تھی۔ ملا جی سے یہ واقعہ جس نے سنا دم بخود رہ گیا اور عالم برزخ پر لوگوں کا یقین محکم ہو گیا۔ قبر کے انجام سے لوگ ڈرنے لگے۔ ان پانچوں افراد پر اس واقعہ کا گہرا اثر ہوا کہ ان کی زندگی بدل گئی اور وہ یاد الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ (استفادہ از رسالہ ضیاء حرم شمارہ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ مطابق مئی ۱۹۷۸ء تحریر ارشد قادری)

ادب و آداب کے تاریخی واقعات: (۱) ساحران مصر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے لئے جگہ مقررہ پر آئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے کہا "یا تو تم پہلے ڈالو ورنہ ہم ہی (پہلے) ڈالنے والے ہیں"۔ آیت ۱۱۵ سورۃ الاعراف پارہ ۹ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جادوگروں نے ازراہ ادب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا ان کی اتنی بات اللہ تعالیٰ کو پسند آگئی اور انہیں نعمت ایمان سے سرفراز فرمادیا۔

(۲) ایک مرتبہ غازی محمود غزنوی حضرت ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کرنے لگا کہ حضرت بایزید بسطامی سلطان العارفین کے اقوال میں سے کچھ سنایئے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ حضرت سلطان العارفین نے ارشاد فرمایا "جس نے میری زیارت کر لی اسے بدبختی سے نجات مل گئی" محمود غزنوی نے کہا "ابو جہل نے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار دیکھا لیکن وہ تو بدبخت ہی رہا" اس پر حضرت ابوالحسن خرقانی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ فرمایا محمود! ادب ملحوظ رکھو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلفائے اربعہ اور اصحابہ کرام کے سوا کسی نے نہیں دیکھا۔ یہاں دیکھنے کا خاص مفہوم ہے۔ اور آیت (وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون) ترجمہ (کفار کی ظاہری) آنکھیں آپ کی طرف کھلی ہوئی تو ہیں۔ لیکن ہیں بے نور انہیں دکھائی کچھ نہیں دیتا۔ (آیت ۱۹۷ پارہ ۹ سورت الاعراف) محمود کی سمجھ میں بات آگئی کہ محبت سے دیکھنا ہی دیکھنا ہے۔ گویا دل کی نورانی آنکھ سے دیکھے تو بات بنتی ہے۔ پھر محمود نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے گا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جن باتوں پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کر۔ اور جن باتوں سے روکا ہے ان سے پرہیز کر"۔

از خدا جوئیم توفیق ادب ۔۔۔ بے ادب محروم باشد از لطف
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش درہم آفاق

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com